تاریخ ہندوستان

سلطنت اسلامیہ ہند

جلد ہشتم

بادشاہنامہ عالمگیری

اس میں

ابو المظفر محی الدین محمد اورنگ زیب بہادر عالمگیر بادشاہ غازی کا حال از اول
تا آخر لکھا ہے

مصنفہ

خان بہادر شمس العلماء مولوی محمد ذکاء اللہ فیلو الہ آباد یونیورسٹی
سابق پروفیسر ورنیکولر سائنس لٹریچر
میور سنٹرل کالج الہ آباد

۱۸۹۸ء
مطبع شمس المطالع دہلی میں باہتمام منشی محمد عطاء اللہ طبع ہوئی

اشتہار

تاریخ ہندوستان

مصنفہ خان بہادر شمس العلماء مولوی محمد ذکاء اللہ فیلو الہ آباد یونیورسٹی

سابق پروفیسر ورنیکیولر سائنس اینڈ لٹریچر

اس تاریخ کے اٹھارہ حصے تیرہ جلدون مین مجلد ہین اور انکے سات ہزار ایک سو اٹھتر ۷۱۷۸ صفحے بتفصیل ذیل ہین

	صفحے	قیمت	محصول
ہندوؤن کے عہد سلطنت کی تاریخ			
مسلمانون کے عہد سلطنت کی تاریخ جسکے پانچہزار ایک سو ایک صفحہ ہین			
جلد اول اسمین مضامین یہ ہین (۱) تمہید — (۲) مقدمہ تاریخ کے باب مین (۳) اہل عرب کے زمانہ جاہلیت کا بیان (۴) ایک اٹھارہ سلاطین اسلامیہ کے خاندان جنہون نے دنیا مین اپنی سلطنت پھیلائی انکی ترقی و تنزل کا بیان نہایت مختصر (۵) ملک سندھ کی تاریخ اہل عرب کی حملہ آوری اور فتحیابی سے خلفاء عباسیہ کے عہد تک (۶) خاندان غزنی کی تاریخ (۷) خاندان غوری کی تاریخ —	۵۱۰	عہ؎	۳/
جلد دوم میں (۱) خاندان خلجیہ کی تاریخ (۲) خاندان تغلق کی تاریخ — (۳) سلاطین سادات اور لودھی کی تاریخ —	۴۰۶	عہ؎	۱/
جلد سوم (۱) بابرنامہ (۲) ہنگرف نامہ ہمایون (۳) سندم نامہ شیرشاہی —	۵۳۰	عہ؎	۲/
جلد چہارم - اسکے دو حصے ہین حصہ اول مین			

فہرست مضامین پادشاہنامۂ عالمگیری

ابو المظفر محی الدین محمد اورنگ زیب بہادر عالمگیر بادشاہ غازی کا بیان ولادت سے بادشاہ ہونے تک صفحہ ۳ سے ۲۵ تک

واقعات سال چہارم ۱۰۷۱ھ صفحہ ۱۰۸ سے ۱۴۳ تک

سوانح سال دہم جلوس سنہ ۱۰۷۶ صفحہ ۲۶۸ سے

واقعات سال یازدہم سنہ ۱۰۷۷ لغایت سال بست ویکم صفحہ ۲۸۳ سے ۳۱۸ تک

معاملات دکن صفحہ ۳۱۸ سے ۳۳۵ تک

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پادشاہنامہ عالمگیری

مینے اس پادشاہنامہ عالمگیری کو کتب مفصلہ ذیل کی اعانت سے تالیف کیا ہے ۔

(۱) عالمگیرنامہ تصنیف منشی محمد کاظم بن محمد امین ۔

محمد کاظم کو مرزا کاظم بھی اور اسکے باپ محمد امین کو مرزا امینای کاشی بھی کہتے ہین جس نے شاہجہان نامہ لکھا ہے اورنگ زیب کے سال اوّل جلوس مین محمد کاظم بادشاہ کا ملازم ہوا ۔ بادشاہ کو اسکی انشا پردازی پسند آئی اسکو بادشاہ نے اشارہ کیا کہ ہماری سلطنت کا حال سچا سچا لکھے اور حکم دیا کہ جب تک مولف سوانح نگاری اور وقائع نگاری کرے نسخہ واقعات اور فہرست واردات کو وقائع نگار احوال ماہ بماہ و سال بسال صوبجات اور ولایات کے سوانح کے اسکو حوالہ کرتے رہین اور یہ مقرر کیا کہ جو سوانح و اخبار تحریر مین آئین وہ ترتیب پانے کے بعد اوقات مناسب مین خلوت مین بادشاہ کو داستان داستان پڑھ کر سنائے جایئن تاکہ اسکی تصحیح و تنقیح بادشاہ کرتا رہے ۔ یہ بھی حکم دیا کہ پادشاہنامہ مین ہماری شاہزادگی کا حال تو مفصل لکھا جا چکا ہے اب ایام سلطنت کا احوال آغاز سلطنت جمادی الاولی سنہ ۱۰۶۸ سے اٹھارہ سال تک لکھا جائے اور اسکی ایک مجلد بنائی جائے پادشاہ کے فرمانے کے موافق مؤلف نے جمادی الاولی سنہ ۱۰۶۷ سے رجب سنہ ۱۰۷۸ ہجری تک ایام سلطنت کا دس سال کا احوال تالیف کیا اور سنہ ۳۲ جلوس مین پادشاہ کے روبرو پیش کیا ۔ پادشاہ نے اس سبب کہ اسکے نزدیک تاریخ

باطن کی تابش کے سامنے آثار ظاہر کی ابقا کی وقعت کچھ نہ تھی مؤلف کو منع کر دیا کہ اب دس سال سے آگے وہ ہماری سلطنت کی تاریخ نہ لکھے مؤلف نے اس سن برس کی تاریخ پر بس کی۔

(۲) مآثر عالمگیری۔ اسکا مصنف محمد ساقی خان مستعد بہادر شاہ کے وزیر عنایت اللہ خان کا منشی تھا۔ اسنے عالمگیرنامہ محمد کاظم سے اول دس سال کا احوال سلطنت خلاصہ کر کے لکھا۔ باقی چالیس سال کا حال زیادہ تر اپنی آنکھوں کا دیکھا تحریر کیا وہ ان چالیس سال میں بادشاہ کے دربار کے حاضرین میں سے تھا۔

(۳) فتوحات عالمگیری۔ اس کتاب کو واقعات عالمگیری بھی کہتے ہیں اس کا مصنف محمد معصوم ہے وہ اورنگ زیب کے بھائی شاہ شجاع کا ملازم تھا یہ تینوں عالمگیر نامے عہد نویس مورخوں نے لکھے ہیں اس کتاب کا نام ظفر نامہ عالمگیر بھی ہے

(۴) منتخب اللباب۔ اسکو اکثر تاریخ خافی خان کہتے ہیں اسکا مصنف اورنگ زیب کی خدمت میں رہا تھا وہ اپنی تاریخ میں لکھتا ہے کہ اگرچہ اورنگ زیب کی پچاس سال کی سلطنت کا خلاصہ لکھنا دریا کے پانی کو کلیا سے ناپنا ہے خصوص آخر چالیس سال کا حال جسمیں بادشاہ نے مورخوں کو تاریخ کے لکھنے سے منع کر دیا تھا وہ ایک بحر بے پایان ہے لیکن راقم نے بقدر مقدور دست و پازنی کر کے تفتیش تمام اور تفحص تام کر کے مقدمات اور واقعات کو قابل تحریر کیا جنمیں سے بعض کو ثقہ اور بوڑھوں کی زبانی اور بعض کو اور اہل دفتر اور واقعہ نگاروں سے تحقیق کیا ہے اور بعض کو اس مدت میں اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا ہے۔

(۵) وقائع نعمت خان عالی۔ یہ مشہور کتاب ہے جسمیں اورنگ زیب کی سلطنت کے بعض وقائع بطور استہزا کے لکھے ہیں وہ تاریخ نہیں ہے۔

(۶) جنگ نامہ نعمت خان عالی۔ یہ کتاب نعمت خان عالی نے جسکا لقب دانشمند خان تھا لکھی ہے اسمیں حالات اس زمانہ سے کہ اورنگ زیب رانا سے لڑا ہی بہادر شاہ کی

جانشینی تک لکھے ہین۔

(۷) آداب عالمگیری ۔۔ اس کتاب مین وہ ساری عرضداشتین و رقعات و تحریرات جمع ہین جو عالمگیر نے باپ و امیرون و وزیرون و مشائخ و بزرگون و شہزادون کو لکھے ہین یا اپنے منشی ابوالفتح سے لکھائے ہین جسکا خطاب قابل خان تھا۔

(۸) رقعات عالمگیری ۔ جسکا مصنف خود عالمگیر ہے اسکے تین مجموعے ہین جنکے نام یہ ہین (۱) کلمات طیبات (۲) رقائم کرائم (۳) دستور العمل آگاہی اس مین کچھ تاریخی حالات بھی لکھے ہین اکثر یہ کتاب تالیف کے وقت زیر مطالعہ رہی ہے۔

(۹) تاریخ فتح آسام ۔ اس مین شہاب الدین طالش خان نے آسام کی فتح کا حال لکھا ہے جس جنگ مین وہ خود شریک تھا۔

ان کتابون کے سوا، اور چھوٹی موٹی کتابین تالیف کے وقت زیر مطالعہ رہین اور انگریزی تاریخون کی ورق گردانی اس بادشاہ کے حال کے لئے بہت کی گئی۔

اس بادشاہ کے حالات کی تاریخین پندرہ لکھی گئین مگر افسوس ہے کہ کوئی کامل تاریخ اسکی ایسی نہین جیسی کہ اسکے آبا و اجداد کی تاریخین ہین اسلیئے اسکے حالات مین اختلافات تاریخون مین ایسے ہین کہ کسی اور بادشاہ کے حال مین نہین۔

ابوالمظفر محی الدین محمد اورنگ زیب بہادر عالمگیر بادشاہ غازی کا بیان ولادت سے بادشاہ ہونے تک۔

خافی خان نے اپنی تاریخ مین لکھا ہے کہ اورنگ زیب سنہ ۱۰۲۸ھ مین پیدا ہوا اسکی تاریخ ولادت آفتاب عالمتاب لکھی ہے بادشاہنامہ مین تاریخ ولادت ۱۵ ذیقعد سنہ ۱۰۲۷ھ ہے اور ظفرنامہ مین شب یکشنبہ ۱۵ ذیقعد سنہ ۱۰۲۸ لکھی ہے، وہ دوہود (جو اصل مین دوحد ہے جسکی وجہ تسمیہ ہمنے پہلے لکھی ہے وہ احمد آباد سے منزل مین اور بڑودہ سے شمال مشرق مین ۷۷ میل پر ہے) مین پیدا ہوا۔ جو صوبہ احمد آباد اور مالوہ کی سرحدون پر ہے ۔۔ ایام شاہزادگی مین بلخ و بدخشان کی تسخیر مین۔۔

اور قندھار و دکن کی مہمات مین اور مست جنگی ہاتھی سے لڑنے مین جو کام اُس سے ظہور مین آئے وہ ہم نے ظفر نامہ صاحب قرانی مین مفصل بیان کر دیے مین اسکے اعادہ کی ضرورت نہین مگر بعض وقعات ایسے ہین کہ ہمنے ظفر نامہ مین انکو بیان کر دیا ہے مگر یہان انکو بہ تکرار لکھتے ہین جنسے معلوم ہو کہ عالمگیر کیونکر تخت نشین ہوا۔

۷ ذی الحجہ ۱۰۶۷ھ کو دار الخلافہ شاہجہان آباد مین بیمار ہوا۔ مرض کی شدت روز بروز ضعف بڑھتا گیا جسکے سبب وہ امور مملکت کے نظم و نسق مین مصروف نہ ہوا اور دستور کے موافق وہ غسلخانہ مین بھی نہ آیا اور نہ خاص و عام کو اپنا چہرہ دکھایا۔ خلق کو اُس کی زیارت کی ہر روز عادت تھی جب وہ اس سے محروم ہوئے تو انکو اور خیالات پیدا ہوئے۔ دارا شکوہ اپنے تئین ولیعہد جانتا تھا۔ بادشاہ کے پاس سے کبھی جدا نہ ہوتا تھا۔ جب باپ عارضہ جسمانی کے سبب ملک کا کام نہ کر سکا تو سلطنت کا سارا اختیار خود اپنے ہاتھ مین لے لیا۔ خود اوسکی رہنما نہ تھی اسلئے اُسنے تمام اطراف و حدود مین خبرون کا بھیجنا مسدود کر دیا آدمیون کے خطوط اور نوشتون کو پکڑ لیتا اور دربار کے وکلاء کو منع کر دیا کہ اطراف و اکناف مین اخبار اور حقائق حال کو نہ لکھین انکو محض تہمت و ظنہ پر محبوس و مقید کرتا اسکا نتیجہ یہ تھا کہ اس مملکت کے کل صوبون و بلاد مین شاہزادون و امیرون کو بلکہ اکثر اہل دار الخلافہ کو یقین ہو رہا تھا کہ بادشاہ زندہ سلامت ہے اسلئے احوال ملک مین خلل پڑا۔ ہر گوشہ و کنارہ سے سرکشی ہوئی اور ہر سرکار و صوبہ مین متمردون نے فتنہ و فساد کے لئے سر اٹھایا اور جہان رعایا واجب الطلب تھی اُسنے مالگذاری کو ترک کیا۔ رفتہ رفتہ نوبت یہان تک آئی کہ مراد بخش نے گجرات مین خود سری کا علم بلند کیا اور تخت پر بیٹھا اور اپنے نام کا خطبہ پڑھوایا اور سکہ جاری کیا اور شجاع نے بھی مسلک اختیار کیا۔ پٹنہ پر لشکر کشی کی اور وہان سے بڑھ کر بنارس مین آیا جب دارا شکوہ کے استقلال کو کمال ہوا اسباب جاہ کی کثرت سے اسکو پندار پیدا ہوا وہ سپاہ موفور کے ساتھ حضور مین رہتا تھا۔ اس حالت مین باپ

شاہجہان کا بیمار ہونا اور دارا شکوہ کا اختیار سلطنت لینا

اسکا بڑا ملاحظہ کرتا تھا۔ قوائے جسمانی کے سبب سے بادشاہ کے دماغ میں بھی خلل آگیا تھا
وہ داراشکوہ کی خودسری کو روکتا نہ تھا۔ بلکہ اسکی استرضاء و خاطرداری سے انجاح
مطالب و ملتمسات میں کوشش کرتا تھا۔ داراشکوہ کے دل میں عالمگیر کا بڑا رعب بیٹھا
ہوا تھا اور اسے بہت ڈرتا تھا۔ اسنے بادشاہ کو سمجھا کر ان لشکروں کو طلب کرایا
جو ولایت بیجاپور کی تسخیر کے لئے کمک بھیجے گئے تھے۔ یہ طلب اس وقت ہوئی کہ بیجاپور پر یورش
ہو رہی تھی اور وہ فتح ہونے کے قریب تھا اس سبب سے اس مہم میں تاخیر ہوئی اور امراء
عظام میں سے سوائے معظم خان و شاہنواز خان و نجابت خان کے کوئی اورنگ زیب
کا کومکی نہیں رہا۔ اب داراشکوہ نے اپنے صلاح کار اس میں دیکھی کہ شجاع و مرادبخش کے
مقدمہ سرکشی کو انکے دفع اور استیصال کیلئے شاہی لشکروں کے بھیجنے کا بہانہ بنائے
اور بادشاہ کی عین حیات میں اسکی استظہار سے ان دونو کا کام تمام کرے۔ اور جمع خاطر
جمعی سے اپنے سارے لشکر اور کل بادشاہی لشکروں کو لیکر دکن کی طرف معروف
ہو اور عالمگیر کی تدبیر کار کے درپے ہو۔ اس مدعا کے حاصل کرنے کیلئے وہ اکبرآباد کو
اس سبب سے بہتر جانتا تھا کہ مملکت کے وسط میں وہ واقع تھا اور سارے خزانے
اور ذخیرے وہاں تھے۔ یہ باتیں سوچ کر اسنے بادشاہ کو اکبرآباد جانے کے لئے
ترغیبیں دیں اور عین شدت مرض میں جبکہ سکون اور آرام کرنا چاہیے تھا سفر
کرایا۔ بادشاہ ۲۰ محرم ۱۰۶۸ھ کو شاہجہان آباد سے چلا اور ۱۹ صفر کو اکبرآباد
میں پہنچا۔ یہاں داراشکوہ کھیل کھیلا۔ راجہ جے سنگھ کچھواہہ کو امراء نامدار اور شاہی
لشکر بے شمار کے ساتھ روانہ کیا۔ توپ خانہ اور کل اسباب محاربہ تیار کیا اور اپنے
بڑے بیٹے کو اس سپاہ کا سپہ سالار مقرر کرکے شجاع سے لڑنے کے لئے اکبرآباد سے
روانہ کیا۔ یہ لشکر بنارس سے گذر کر موضع بہادر پور میں آیا جو شہر سے ڈھائی کروہ
پر گنگا کے کنارہ پر تھا اور شجاع وہاں مقیم تھا اور نواح بنگالہ اس پاس تھا۔ ڈیڑھ کروہ
کے فاصلہ پر اسنے لشکر شاہی اترا اور دست برد کی گھات میں بیٹھا۔ راجہ نے

اار جمادی الاولی کو تبدیل منزل و تغیر مکان کا بہانہ بنا کے کوچ کا آوازہ بلند کیا اور
سحرگاہ جنگ و پیکار کے لئے سوار ہوا۔ اُس وقت شجاع بے پروا خواب آلود غفلت مین
پڑا تھا اُس نے صفوف رزم کو آراستہ کیا اور نہ اور مقدمات حرب قتال کی تمہید کی
کہ صبح کے وقت مرزا کے لشکر پر ناگہان خدعہ و غدر کے طور پر لشکر شاہی حملہ آور
ہوا شجاع تھوڑی دیر لڑا جب دیکھا کہ ہاتھ سے کام گیا اور کھیل کام بگڑ گیا۔ تو وہ خود بھاگ کر نوارہ
مین گیا اور کشتی مین سوار ہو کر بھاگ گیا اسکا کل لشکر و خزانہ و توپ خانہ و دواب کارخانے
تباہ و غارت ہوئے۔ وہ پٹنہ سے گذر کر مونگیر مین گیا۔ جب یہان بھی لشکر شاہی نے
اسکا تعاقب کیا تو یہان چند روز ٹھہر کر بنگالہ کی راہ لی مونگیر سے پٹنہ تک ملک دارالملک
کی اقطاع مین داخل ہوا شجاع کے آدمی جو گرفتار ہوئے تھے وہ دارا شکوہ نے اکبرآباد
مین بلائے اور بانکی اہانت و تشہیر کر کے انکے ہاتھ کاٹے جسکے سبب بعض آدمی مر گئے۔
جب دارا شکوہ نے شجاع کے مقابلہ کے لئے سلیمان شکوہ کو بھیجا تھا تو اُسنے یہ سوچا
کہ ایک لشکر عظیم مالوہ مین بھی بھیجے۔ جو دکن کی راہ مین ہے اور یہ لشکر اجین مین جو
اس ولایت کا حاکم نشین ہے مقیم ہو کر اسکے قلعون اور حدود کی حفاظت کرے اور
دریاے نربدہ کے گھاٹ اور اسکی گذروان کی ایسی نگہبانی کرے کہ دکن کی راہ مسدود
ہو جائے غرض اس سے یہ تھی کہ عالمگیر اس طرف نہ آنے پائے۔ اتنے خوف کے مارے دارا شکوہ
کی جان نکلتی تھی۔ یہ تدبیر سوچ کر اُس نے شاہجہان سے سخنان غرض آلود مصلحت نما
اور مقدمات غوایت آمیز فساد افزا ایسے گھڑ کر کہے کہ بادشاہ نے اسکی اس تجویز کو مان
لیا اور راجہ جسونت سنگہ راٹھور کو جو ہندوستان کے منتخب راجاؤن مین تھا مالوہ
روانہ کیا۔ امراے ذی شوکت اور بڑا لشکر اور خزانہ وافر اور بڑا توپ خانہ اسکے ساتھ
گیا۔ دارا شکوہ یہ بھی چاہتا تھا کہ مراد بخش کا حال شجاع کا سا کرے تو اُسنے بادشاہ کی
طبیعت کو ایسا اُسے برگشتہ کر دیا کہ وہ اسکے استیصال کے درپے ہوا۔ بادشاہ نے قاسم خان
کے ساتھ ایک جدا لشکر ہمراہ کیا اور یہ تجویز کیا کہ وہ راجہ جسونت سنگہ کے ساتھ اوجین

دارا شکوہ کا انتظام مالوہ

جائے اور وہان پہنچکر اگر مصلحت ہو تو گجرات سے مراد بخش کے خارج کرنے کے لئے
قاسم خان متوجہ ہو۔ اور نہین تو راجہ جسونت سنگھ کے لشکر کا ضمیمہ بنے۔ دونو متفق ہو کر
جو مہم پیش آئے اسپر قیام کرین۔ ۲۲ ربیع الاول سنہ ۱۰۶۸ کو بادشاہ کے پاس سے یہ لشکر
روانہ ہوا۔ داراشکوہ نے باپ سے کہہ سنکر مملکت وسیع مالوہ کو بھی اپنے اقطاع مین لیا
اور خواجہ محمد صادق اپنے بخشی دوم کو شائستہ فوج کے ساتھ مالوہ مین بھیجا کہ اس
ولایت کا بندوبست کرے اور اس مرز و بوم کے زمینداروں کی استمالت قلوب
ایسی کرے کہ کارو بیکار کے وقت وہ راجہ جسونت سنگھ کے کمکی بن جائین۔ اب راجہ
جسونت سنگھ اور قاسم خان دونو اجین مین پہنچے اور وہان مقیم ہو کر صوبہ مالوہ کا
استحکام قلعون اور حدود کی حفاظت کرنے لگے۔ داراشکوہ اس انتظار مین تھا کہ اگر
سلیمان شکوہ اور اسکا لشکر جو شجاع سے لڑنے گیا تھا آجائے تو اسکو بھی اُسی
ہیئت مجموعی سے اوجین مین بھیجون کہ دونو لشکر جمع ہو کر اسکی خاطر خواہ کام کرین۔
شجاع و مراد بخش کی سرکشی کے سبب سے اطراف کے آدمیون نے بھی نافرمانی شروع
کی مگر اورنگ زیب مین حلم و وقار اور عالی حوصلگی ایسی تھی کہ اپنے باپ کی رضاجوئی
و متابعت کی راہ سے باہر قدم نہین رکھا اور سرکشی اور نافرمانی کا خیال بھی نہین
کیا۔ اورنگ زیب کی طرف سے مقدمات ناملائم غرض آمیز و امور غیر واقع جو شت انگیز
داراشکوہ بادشاہ کے خاطرنشین ایسے کرتا تھا کہ رفتہ رفتہ بادشاہ کا مزاج اس سے
ایسا منحرف ہو گیا تھا کہ اورنگ زیب کے وکیل عیسیٰ بیگ کو جو بادشاہ کے دربار مین
رہتا تھا بغیر کسی جرم کے صادر ہونے کے محبوس کیا اور اسکے مال و متاع کے ضبط کرنے
کا حکم دیا مگر کچھ دنون بعد اس ادا کو اپنی حق مین برا سمجھ کے . . . اُسے قید سے رہا کیا
اور خلعت دیکر اورنگ زیب پاس بھیجدیا۔ اورنگ زیب کو داراشکوہ سے بڑی
نفرت اس سبب سے تھی کہ جسکو داراشکوہ تصوف جانتا تھا اسکو اورنگ زیب الحاد سمجھتا
تھا۔ داراشکوہ ہندوؤن کے دین اور آئین کی طرف مائل تھا۔ برہمنون اور جوگیون اور

سنناسیون کے ساتھ صحبت رکھتا تھا اور انکو مرشد کامل اور عارف بحق و اصل سمجھتا تھا۔ اور انکے وید کی کتاب کو آسمانی و خطاب ربانی جانتا تھا اور اسکو مصحف قدیم و کتاب کریم خیال کرکے پڑھتا تھا اور کمال اعتقاد کے سبب سے اُسنے اطراف سے سنیاسی اور برہمن بڑی سعی سے جمع کیے تھے اور وید کا ترجمہ کرتا تھا اور ہمیشہ اسی کام مین اپنی اوقات صرف کرتا تھا اور بجاے اسماء حسناے الٰہی کے پربھو جسکو ہندو اسم اعظم جانتے ہین۔ ہندی خط مین الماس و یاقوت و زمرد وغیرہ کے نگینون پر نقش کراکے پہنتا اور انکو متبرک جانتا وہ اسکا معتقد تھا کہ ناقصون کے واسطے تکلیف عبادت ہے اور عارف کامل کو عبادت درکار نہین اور اسکی دلیل آیہ کریمہ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ اسکی دلیل بتلاتا تھا۔ اسلئے اُسنے نماز و روزہ اور کل تکالیف شرعیہ کو خیرباد کیا۔ اسکے برعکس اورنگ زیب پاک اعتقاد تھا اور ہمیشہ دین مبین کی حمایت اور شرع حضرت سید المرسلین کی رعایت کو پیش نظر رکھتا تھا۔ سلطنت و دولت کا مقصود ترویج شرع و ملت اور شاہی و سروری سے غرض دین پروری وہ سمجھتا تھا اور ہمیشہ لڑکپن و جوانی مین اپنی اوقات کو فرائض اور سنت و نوافل کی ادا مین صرف کرتا تھا اور حتی المقدور مراسم امر معروف و نہی منکر مین کوشش کرتا تھا وہ داراشکوہ کے عقائد کو ردی اور اطوار کو باطل جانتا تھا اور اس سبب سے اُس کی حمیت دین و مسلمانی کی رگ حرکت مین آتی تھی اور یہ بات سب پر روشن تھی کہ اگر داراشکوہ فرمان فرمائی اور حکم روائی مین مطلق العنان ہوگیا تو اس سے ارکان شریعت مین خلل پڑیگا اور صیت اسلام و ایمان کفر کے ظلمہ سے مبدل ہو جاے گا جب اورنگ زیب بیجاپور کے محاصرہ مین مصروف تھا تو بادشاہ نے داراشکوہ کے کہنے سے اس لشکر کو جو بیجاپور کی تسخیر کے لئے مامور تھا بلا لیا تو ناچار اورنگ زیب نے سکندر عادل شاہ بیجاپور سے دار و مدار کرکے ایک کروڑ روپیہ کی پیش کش نقد و جنس کی بوعدہ اقساط قبول کر لی اور اورنگ آباد مین وہ آگیا۔ جب اورنگ

معلوم ہوا کہ بادشاہ بیماری کی کوفت سے بے اختیار ہے اور دارا شکوہ کی تیرہ رائی
سے ملک میں فتنہ انگیزی ہو رہی ہے تو اُس نے یقینی جان لیا کہ بادشاہ پر ضعف کا
ایسا غلبہ ہے کہ وہ مملکت کے کاموں کو نہیں کرسکتا اور حزم و احتیاط کے سبب سے دارا شکوہ
کے عنان اختیار کو ڈھیلا کر رکھا ہے اور اس سے مواسات کرتا ہے جس سے خوف یہ ہے
کہ اگر چند روز اسی طرح گذرے تو ارکان سلطنت اور اساس خلافت میں خلل عظیم ایسا پڑیگا
کہ اسکا تدارک کسی وجہ سے نہیں ہو سکیگا۔ دین و دولت کا حفظ و ناموس ور امور مملکت و
ملت کے اختلال کا جبر بادشاہانہ غیرت و حمیت کے مذہب میں واجب ہے اور یہ
امر بھی متحقق ہے کہ اگر دارا شکوہ کو مراد کے استیصال سے فرصت مل گئی اور وہ اس
مہم سے فارغ ہو گیا اور سلیمان شکوہ اور اسکا لشکر دارا شکوہ سے مل گئے تو اسکو قوت
و شوکت عظیم ایسی حاصل ہو گی کہ وہ مہم دکن کی تدبیریں لگے گا اور چونکہ اسکی طبیعت جبلت
میں کینہ جوئی و فساد انگیزی داخل ہے اسکے ساتھ حلم و مدارا کچھ فائدہ نہیں رکھتا اسلئے
اس جاہل بے خرد کے اعمال و افعال ناپسندیدہ پر صبر اور ملک و دولت کی شورش پر اتنی
زیادہ تحمل نہیں کرنا چاہئے اسلئے اورنگ آباد سے اکبر آباد بادشاہ کی خدمت میں چلنا
چاہئے۔ باپ کی خدمت میں رہ کر امور ملک کا نظم و نسق ایسا کرنا چاہئے کہ سلطنت کے
ارکان و قواعد میں فتور راہ نہ پائے اور امور دولت سے دارا شکوہ کا ہاتھ کوتاہ
کرنا چاہیے وہی اس تمام فتنہ و فساد کا مصدر ہے اور سلطنت و حکمروائی کے
گھوڑے خالی میدان میں دوڑا رہا ہے بادشاہ کو اسکے تسلط کی قید سے چھڑانا
اورنگ زیب نے یہ بھی تجویز کیا کہ مراد بخش نے جو اپنی خامی و بیحوصلگی سے دعوائے جہانبانی
کی ہیں اسکو اپنے ساتھ لے جا کر باپ سے اسکی تقصیرات کو معاف کرائیے عالمگیر نامہ
میں تو فقط یہ لکھا ہے اسکو ہمنے ظفر نامہ میں بیان کیا اس عزیمت کی تصمیم کے بعد
اورنگ زیب نے سوچا کہ میرا لشکر مالوہ کی راہ سے گذریگا راجہ جسونت سنگھ اور قاسم خان
بڑے لشکروں کے ساتھ اجین میں موجود ہیں اور احتمال یہ ہے کہ دارا شکوہ باپ پر

میرے جانے سے راضی نہ ہوگا وہ انکو اشارہ کریگا کہ راہ مین میرے لشکر کو روکین
اور محاربہ و پیکار سے پیش آئین اور بادشاہ کے تخت کے قریب بھی دارا شکوہ غصہ و کینہ
سے میرے لشکر سے مقابلہ کریگا۔ اسلئے مختصر سپاہ کے ساتھ اس سفر کا کرنا احتیاط کے
قانون کے خلاف ہے اسلئے حزم شاہانہ اسکا مقتضی ہوا کہ توفیر لشکر و سامان توپ خانہ
و کل اسباب فوج آرائی اور لوازم نبرد آزمائی مین کوشش کی جاے اور ایک لشکر جو اس
مہم کے لائق ہو سامان کیا جائے۔ اورنگ زیب نے اس بات پر توجہ کرکے تھوڑے
دنون مین ایک لشکر نمایان و توپ خانہ شایان تیار کر لیا اور سپاہ کے سردارون کو
مناصب عالیہ و خطاب ہاے شائستہ عنایت کئے اور تنخواہ مین بڑھا دین غرہ جمادی الاولی
سنہ ۶۸ کو شاہزادہ محمد سلطان کو عنایت خان کی ہمراہ برسم منقلا مقدمہ لشکر بناکے پہلے
برہان پور روانہ کیا۔ پانچوین ماہ مذکور کو اپنا پیش خانہ خاندیس کی طرف روانہ کیا اور
بادشاہزادہ محمد معظم کو دکن کی صوبہ داری پر متعین کیا اور شاہزادہ محمد اکبر کو جو ابھی پیدا
ہوا تھا دولت آباد کے قلعہ مین اہل حرم کے ساتھ بھیجا اور مراد بخش کے نام فرمان
بھیجا کہ گجرات سے مالوہ کی طرف متوجہ ہو اور جب ہمارا لشکر نربدہ سے پار ہو تو وہ
اس سے ملجائے اور شاہزادہ محمد اعظم کو اپنے ہمراہ لے۔ ۱۲ ماہ مذکور روز جمعہ کو اورنگ آباد
سے برہان پور کی طرف کوچ کیا۔ ایک منزل چل کر شاہزادہ محمد اعظم کو اورنگ آباد رخصت
کیا ۲۵ ماہ مذکور کو برہان پور مین اورنگ زیب آیا۔ شاہزادہ محمد سلطان جو پہلے یہان
آگیا تھا وہ باپ کی خدمت مین آیا اورنگ زیب نے یہان ایک مہینے توقف کیا
اس اثنا مین عیسی بیگ وکیل دربار جسکو دارا شکوہ نے قید کرکے چھوڑ دیا تھا اورنگ زیب کی
خدمت مین آگیا اورنگ زیب نے باپ کی خدمت مین ایک عرضداشت مزاج پرسی
کے لئے بھیجی تھی اسکے جواب کے انتظار مین ایک مہینے تک برہان پور مین توقف کیا اسکو یہ
امید تھی کہ شاید باپ کا عارضہ بالکل زائل ہو جائیگا اور صحت کامل ہو جائیگی اور وہ
مہمات سلطنت کا نظم و نسق کرنے لگیگا اسکے ضعف و آزار کے سبب سے فرمان روائی

اور کشورستانی کے دستور العمل میں نہایت خلل آگیا تھا۔ پادشاہ اپنے نفس نفیس سے از سر نو انتظام
کریگا اور دارا شکوہ کے دست تصرف و استقلال کو کوتاہ کریگا اتنی مدت تک وہ خبر
مسرت اثر کے انتظار میں رہا کہ دربار سے حصول صحت و عافیت دائمی کا مژدہ سُنے مگر جو
اخبار متواتر آئے وہ اسکی ضد تھے روز بروز مملکت مین فساد اور اختلال پھیلتا جاتا
تھا اور اسی حال مین عیسیٰ بیگ جسکا اوپر ذکر ہوا اکبرآباد سے آگیا اسنے دربار کے
اخبار و حقائق کو اور دارا شکوہ کی تبہ رای اور حکمرانی و جہان داری کو اور پادشاہ
کی بے اختیاری کو جسطرح دیکھا تھا عرض کیا اسکے سوا راجہ جسونت سنگھ اجین مین خاندیس کے
ہمسایہ مین لشکر لئے موجود تھا۔ ۵ جمادی الآخر کو برہان پور سے اکبرآباد کی طرف
اورنگ زیب چلا۔ غرہ رجب کو وہ موضع مانڈو مین آیا۔ ان دنون مین شاہنواز خان
صفوی کی نیت مین فساد آیا وہ لشکر کے ساتھ نہ آیا۔ برہان پور مین رہ گیا وہان سے
آنے مین بہانہ بنا کے دفع الوقت کرنے لگا۔ اورنگ زیب کے نزدیک اسکا لشکر کے
ساتھ نہ چلنا صلاح کار و مصلحت وقت کے خلاف تھا اسنے شہزادہ محمد سلطان کو شیخ میر کے
ساتھ برہان پور بھیجا کہ اسکو دستگیر کرکے قلعہ برہان پور مین مقید کردین ان دونے جاکر
اسکو اپنے گھر سے سوار کرا کے قلعہ مین مقید کردیا اور خود اُلٹے اورنگ زیب پاس آگئے
اورنگ زیب متواتر سات کوچ کرکے دریای نربدہ کے کنارہ پر آیا۔ دسوین کو گذر اکبر پور پر
دریا سے عبور کیا راہ مین ہر روز بہت امیرون کو منصب خطاب عطا کئے اسکے پاس
چارون طرف کے رئیس آکے ملتے گئے۔ ۲۰ کو وہ دیپال پور کے باہر آیا۔ ۲۱ کو دیپال پور
سے کوچ کیا کہ راہ مین مراد بخش اُس پاس آکر مل گیا۔ یہ دونو بھائی موضع دھرمات کے قریب
مین آگئے جو اُجین سے سات کروہ پر واقع ہے راجہ جسونت سنگھ و قاسم خان مع تمام
لشکر شاہی کے مقابلہ کے عزم سے اورنگ زیب کے لشکر سے ایک کروہ پر برابر آئے
اورنگ زیب نے نالہ چور نرتیہ کے کنارہ پر خیمہ لگایا۔
راجہ جسونت سنگھ کا حال یہ ہے کہ وہ اوجین مین آیا تھا۔ پادشاہ نے اسکو مراد بخش کی

[illegible] ۱۰۶۸ھ

تنبیہ و تاکید کے لئے مامور کیا تھا جب اسنے سُنا کہ گجرات سے مالوہ کی طرف مرادبخش آتا ہی
تو وہ قاسم خان اور سارے لشکر کو لے کر بانس برا کی راہ سے لڑنے کے قصد سے مراد
کی سر راہ پر گیا اور کاچرودہ سے تین کوس پر آن کر ٹھیرا جسے مرادبخش اٹھارہ کروہ پر تھا
اور جاسوسون کو بھیجا کہ مرادبخش کی عزیمت کی خبر محقق پر اطلاع دین اورنگ زیب نے
دریائے نربدہ کے گذرون اور رستون کا بندوبست ایسا کر رکھا تھا کہ صوبہ دکن اور
خاندیس کی کوئی خبر راجہ پاس نہین پہنچ سکتی تھی اسکو یہ خبر ہی نہین ہوئی کہ اورنگ زیب
برہان پور سے مالوہ کی طرف چلا ہے وہ صرف مرادبخش سے لڑنے کے لئے آمادہ تیار
تھا جب مرادبخش کو راجہ کی اور اسکے ساتھ لشکر شاہی کے آنے کی خبر ہوئی اور اس نے
دیکھا کہ مجھ مین اس لشکر کے مقابلہ کی تاب و توان نہین ہے تو وہ اورنگ زیب کی ہدایت
وارشاد سے جو اسنے اپنے مراسلات مین کی تھی کاچرودہ سے اٹھارہ کروہ کے فاصلہ
پر ہے اس راہ کی سمت بدلی جس پر آتا تھا اور دیپال پور کے نواحی مین اورنگ زیب
سے آن ملا راجہ جسونت سنگہ نے کاچرودہ مین چار مقامون کے بعد سنا کہ مرادبخش
جس راہ پر آتا تھا اُسے بدل کر دوسری راہ پر چلا گیا اب وہ اس راہ کی تفتیش مین
ہوا اور اب تک اسکو خبر نہ ہوئی کہ اورنگ زیب کا لشکر دریائے نربدہ سے پار آگیا ہے
اس عرصہ مین راجہ شیورام گوڑ نے جو مانڈو مین تھا راجہ پاس نوشتہ بھیجا جسمین اورنگ زیب
کے نربدہ سے پار ہونے کا حال مجمل لکھا تھا اور یہ بھی ہوا کہ قلعہ دھار مین جو داراشکوہ کے
نوکر تھے وہ اورنگ زیب کے لشکر کے قریب آنے سے ڈر کر قلعہ کو چھوڑ کر بھاگے اور راجہ سے
جا کر ملے راجہ نے یہ خبر سُنکر کاچرودہ مین جس راہ سے آیا تھا اسی راہ سے بازگشت کی
اور جنگ کے ارادہ سے دھرمات پور سے ایک کروہ پر آیا کہ اورنگ زیب کے لشکر کا
سدراہ ہوا اورنگ زیب یہ نہین چاہتا تھا کہ لڑائی ہو اور مسلمانون کا خون ہو دھرمات
پور مین آنے سے پانچ چھ روز پہلے کب رائے کو کہ ایک برہمن فہمیدہ تھا راجہ جسونت سنگہ
پاس بھیجا اور یہ پیغام دیا کہ ہمارا ارادہ جنگ کا نہین ہے صرف باپ کی ملازمت کی

اورنگ زیب اور راجہ جسونت سنگھ کی لڑائی اور اورنگ زیب کی فتح

غنیت ہے۔ ہمارے ساتھ تم بادشاہ کی خدمت میں چلو یا ہمارے سر راہ سے
ہٹ کر جودھپور اپنے وطن چلے جاؤ نہیں تو لڑائی میں تمہارا بڑا نقصان ہوگا راجہ نے
اس پیغام کو کچھ نہ سُنا اور جنگ و پیکار کے لئے آمادہ ہوا کب راے کو الٹا بھیجدیا جب
اورنگ زیب کو یقین ہوگیا کہ لڑنا ضرور پڑیگا تو وہ تدبیر جنگ اور توزک سپاہ میں مصروف
روز جمعہ ۲۲ رجب ۱۰۶۸ھ کو اورنگ زیب نے لشکر و توپخانہ و ہاتھیوں کو آراستہ
کیا اور خود ہاتھی پر سوار ہو کر میدان جنگ میں آیا۔ شاہزادہ محمد سلطان اور نجابت خان کو
ہراول کا سردار بنایا اور توپخانہ مرشد قلی خان کو حوالہ ہوا۔ مراد بخش کو برانغار کا سردار
محمد اعظم کو جرانغار کا سردار بنایا لشکر کی قراولی خواجہ عبداللہ و قزلباش خان کے سپرد ہوئی
اور قلب لشکر کی سرداری خود اورنگ زیب نے کی ان فوجوں کے سرداروں کے ساتھ
اور بہت سے نامی سردار تھے جنکے نام لکھنے تطویل سے خالی نہیں سپاہ کے میمنہ و میسرہ کو
اورنگ زیب نے آراستہ کیا۔ عالمگیر نامہ میں لکھا ہے کہ راجہ جسونت سنگھ اورنگ زیب
کے لشکر کی ہیبت سے ایسا خوف زدہ ہوا کہ اُس نے اپنا وکیل اورنگ زیب کے پاس بھیجا
اور اپنی بندگی و عجز و ندامت و سرافگندگی کا اظہار کیا اور یہ پیغام دیا کہ میں حضور کے لشکر
سے لڑنے کا دعوی نہیں کرتا بلکہ میرا ارادہ حضور کی ملازمت کا ہے۔ بندگی اور اخلاص کے
سوا میں کسی اور طریقہ پر چلنا نہیں چاہتا اگر مجھ پر حضور فضل و کرم کرکے نبرد سے باز آئیں تو
حضور کی آستان بوسی کروں۔ اورنگ زیب نے اس بات کا اعتبار نہیں کیا اسکو جواب
دیا کہ ہم جنگ میں توقف نہیں کرتے اگر تو سچا ہے تو لشکر سے جدا ہو کر تنہا نجابت خان پاس چلا
وہ تجھ کو شاہزادہ محمد سلطان پاس لیجائیگا اور وہ میرے پاس تجھکو لائیگا تو میں تیری
جرائم معاف کردونگا مگر راجہ یہ کب سنتا تھا وہ جنگ پر مستعد ہوا۔ قاسم خان کو ہراول کا
سردار بنایا اور اسکے ساتھ بڑے بڑے راجپوت راجہ اور مسلمان امراء ہمراہ کئے
بہادر بیگ بخشی داروغہ توپخانہ تھا اسکے ہمراہ توپخانہ شاہی لشکر سے آگے بھیجا اور ان
کے نامی سپاہیوں مخلص خان و محمد بیگ و یادگار بیگ کو قراول مقرر کیا ہے تھیں و اس گوس

وگور دھن راٹھور کو التمش مقرر کیا اور اپنے تئیں قول مین رکھا اور افتخار خان کو بسرہ مین اور
مالوجی و پرسوجی اور راجہ دیبی سنگھ بندیلہ کو لشکر کی محافظت کے لئے مقرر کیا پانچ چھ
گھڑی دن چڑھا تھا کہ لشکرون مین لڑائی شروع ہوئی۔ اول مقدمہ جنگ مین طرفین سے
گولی گولیان بان چلنے شروع ہوئے پھر ہنگامہ جنگ گرم ہوا لشکر آہستہ آہستہ تیر و بندوق
و بان سے لڑتے ہوئے آگے بڑھے راجپوت جیسے کہ مکند راؤ ہاڈہ و رتن راٹھور و
دیالداس جھالا و راجن کور تھے توپ خانہ پر گرے اور مرشد قلیخان کی جان لی۔ اور
ذوالفقار خان کو زخمی کیا اور توپ خانہ سے گذر کر وہ ہراول پر حملہ آور ہوئے۔
شاہزادہ و نجابت خان خوب اُن سے لڑے۔ مسلمانون کے تیر و تلوارین ہندوؤن کی
پیشانیون کے صندل اور گردن کے زنار کی بنتے تھے ہندوؤن کے تیغ و سنان مسلمانون
کی زرہ و مغفر کو چیرتے تھے۔ غرض جب اورنگزیب نے ان راجپوتون کا غلبہ اپنے لشکر
پر دیکھا تو وہ خود جنگ پر متوجہ ہوا اُسنے دشمن کو ہٹایا اور مراد بخش جو برانغار مین
صف آرا تھا وہ دائین طرف سے اعدا کی بنگاہ پر جو لشکر مخالف کے عقب مین تھا حملہ آور
ہوا۔ اور تاخت و تاراج شروع کی۔ مالوجی و پرسوجی جو محافظ لشکر تھے تاب مقاومت
نہ لائے اور بھاگنے کا ارادہ کیا۔ دیبی سنگھ نے مراد بخش کے ہاتھی کے پاس آنکر پناہ مانگی
مراد نے اسکو اپنی ہمراہ لے لیا غرض راجہ جسونت کو شکست ہوئی اور وہ کچھ زخمی راجپوتون
کو ہمراہ لے کر اپنے وطن کو چلا گیا اور قاسم خان اور سارا لشکر بادشاہی فرار ہوا۔
اورنگزیب نے اس لشکر کا تعاقب اس خیال سے نہین کیا کہ وہ عاجز کشی تھی اسلئے
کمال دین پروری اور مسلمانی کے سبب سے حکم دیا کہ معرکہ و غا مین جو مسلمان ہاتھ آئے اسکو
جان کی امان دین اور اسکا خون نہ کرین اور مسلمین کے عرض و ناموس کے متعرض نہ ہوں
اورنگزیب نے اس فتح کا شکریہ الٰہی ادا کیا اور مراد بخش کو پندرہ ہزار اشرفی اور
چار ہاتھی عنایت کئے اور شاہزادہ محمد سلطان کا پنج ہزاری پنجہزار سوار کا اضافہ منصب
کر کے پانزدہ ہزاری دہ ہزار سوار بنایا اور جن امراء نے اس جنگ مین جانفشانی..

کا تھا انکو بڑے بڑے جاہ و منصب و خلعت انعام دیئے اور انکے اضافے کئے۔ اورنگ زیب نے
بلدۂ اوجین سے باہر تین مقام کئے ۲ رجب کو وہ یہان سے چلا۔ ۲۸ کوچ اور تین مقام کر کے ۲
شعبان کو حدود گوالیار مین آیا اور بلدۂ مذکور کے سامنے خیمہ زن ہوا۔ جب اورنگ زیب گوالیار
مین آیا تو داراشکوہ دھول پور مین آیا اور اُس نے ایسی تدبیرین کین کہ اورنگ زیب کا لشکر
چنبل ندی سے عبور نہ کر سکے اکثر مشہور گذرون پر اُسنے توپ خانے اور آلات جنگ
لگا دئیے تھے۔ اورنگ زیب نے یہان کے زمینداروں سے دریافت کر لیا کہ گوالیار سے داہنی
طرف بیس کروہ پر بہدوریہ ایسا گذر ہے کہ جہان سے لشکر پایاب عبور کر سکتا ہے چونکہ اورنگ زیب
کا لشکر کنارہ دریا سے دور تھا اور گذر مذکور غیر مشہور تھا داراشکوہ نے اسکی محافظت نہین کی تھی
اورنگ زیب نے خانخانان بہادر سپہ سالار اور صف شکن خان کو اس گذر پر بھیجا کہ اُس پر قبضہ
کرین وہ سلخ شعبان کو چنبل کے کنارہ پر پہنچے اور بے توقف جلدی آب پایاب گذر دی ہے انہوں نے
عبور کیا اور اس طرف پر دریا کے قبضہ کیا۔ اور غرہ رمضان کو اورنگ زیب نے مع لشکر کے دریا
سے عبور کیا۔ بادشاہ کا حال جو اکبرآباد مین ہوا وہ بیان کیا جاتا ہے —

(شاہجہان کا حال)

اکبرآباد مین شاہجہان کے مرض مین کچھ افاقہ ہو گیا تھا لیکن عارضہ بالکل دفع نہین ہوا تھا
آزار باقی تھا اور ضعف بہت قوی ہو گیا تھا گرمی کا موسم قریب آگیا تھا اور اکبرآباد کی ہوا
بہ نسبت شاہجہان آباد کی ہوا کے بہت زیادہ گرم تھی اور یہان کے دولتخانہ کی عمارات بہ نسبت
شاہجہان کے دولتخانہ کی عمارات کے وسعت و فضا و نزہت و صفا مین کمتر تھین اسلئے اطبا
نے تجویز کیا کہ اکبرآباد مین رہنے سے بادشاہ کے عود مرض کا اندیشہ ہے شاہجہان آباد
جانا مناسب ہوگا۔ بادشاہ نے بھی اس دارالخلافہ کی عزیمت کی کہ تابستان مین وہان
باغ و بستان اور تسلسل نہر کی طراوت سے راحت ہوگی۔ داراشکوہ بادشاہ کے سفر پر راضی
نہین ہوتا تھا اسکو اپنے مطالب کے منافی جانتا تھا مگر اسیر بادشاہ کی طبع مبارک بہت
مائل تھی اور داراشکوہ جانتا تھا کہ راجہ جسونت سنگھ اورنگ زیب کو اوجین سے آگے نہ
بڑھنے دیگا اس لئے وہ بھی بادشاہ کے اس سفر پر راضی ہو گیا شاہجہان آباد کو روانہ ہوا

اور موضع بلوچ پور مین آیا راجہ جسونت سنگہ کے پاس رستم بیگ گرز بردار اور لسیا ول بیگ
گئے ہوئے تھے اُنھون نے آن کر بادشاہ کو راجہ کی شکست کی خبر سنائی اس خبر کے سُننے
سے دارا شکوہ کے ہوش اُڑ گئے وہ خود اکبر آباد کو اُلٹا پھرا - نہم ماہ مذکور کو بلوچ پور سے بادشاہ
کو بھی منت و سماجت کرکے لے آیا اور سپاہ و لشکر اور اسباب نبرد و پیکار کے جمع کرنے
مین کوشش کرنے لگا اور جن صوبجات اور محال سے منصبداروں و جاگیرداروں کا آنا
ممکن تھا انکو بُلا لیا اور اُنکے قلوب کی تسخیر مین اور خواطر کی تسلی مین کوشش کی - سب کو اپنا ہمداستان
بنایا اور بادشاہ کے سارے عمدہ ملازمون اور امراء کو چرب و نرمی و ملائمت و نوید احسان
و رعایت سے استمال کیا اور جنگ کے لئے آمادہ کیا اور تھوڑے دنون مین بادشاہ کے نوکرون
اور قدیم و جدید سپاہیون کا ایک انبوہ جمع کرلیا جسمین ساٹھ ہزار سوار تھے انکو توپخانہ شاہی
سے ہتھیار جتنے جی چاہا دیدئے - کل توپخانہ و جنگی ہاتھی اس لشکر کے ساتھ کئے - خزانہ کے مُنہ
کھول دئے جتنا زر سپاہ مین پریشان کیا اتنا ہی اپنی پریشانی کے لئے سامان کیا
سب سے زیادہ اسکا ناصواب کام یہ تھا کہ معظم خان کے بیٹے محمد امین خان کو اُس نے
قید کیا اسکی تفصیل یہ ہے کہ اورنگ زیب نے معظم خان کو بیجاپور کی حدود مین اسلئے چھوڑا
تھا کہ وہ ایک کروڑ روپیہ کی پیشکش لے آئے جو اُسکے مراجعت کے شکرانہ مین عادلخان
نے دینی قبول کی تھی دارا شکوہ نے عادلخان اور ارکان دولت بیجاپور کو ایسا کچھ لکھ
بھیجا کہ اورنگ زیب کا یہ مطلب دلخواہ نہ ہونے دیا اور اسکے کام کو تاخیر مین ڈال دیا -
اور اس نے بادشاہ سے ایسا کچھ کہا سنا کہ بادشاہ نے معظم خان کو اپنے پاس بلایا - وہ
بادشاہ کے حکم سے باقی لشکر کو جو ان حدود مین تھا ہمراہ لے کر اورنگ آباد مین آیا
کہ یہان سے بادشاہ کے دربار مین جائے مگر اسکی جانیکو اورنگ زیب نے منافی
مصلحت اس سبب سے جانا کہ دکنی زیادہ خیرہ سر ہو جائینگے معظم خان نے بادشاہ کے
حکم کی تعمیل مین جب التقاعد کرنا نہ چاہا تو اورنگ زیب نے معظم خان کو دستگیر کرکے دکن مین
نگاہ رکھا - دارا شکوہ کو جب یہ خبر معلوم ہوئی تو اس نے بدانڈیشی اور بدگمانی

داراشکوہ کا معظم خان کو قید کرانا

بادشاہ سے اس مقدمہ کو اس پیرایہ مین گوش گذار کیا کہ اورنگ زیب و معظم خان نے اتفاق کرکے سازش کی ہے اسلئے اسکے بیٹے محمد امین خان کو جو میر بخشیگری سلطنت تھا دارا شکوہ نے اپنے گھر مین بلا کر امور غیر واقع سے متہم کرکے مقید کیا۔ شاہجہان پر تین چار روز کے بعد خان مذکور کی بے گناہی اور حقیقت حال پر اطلاع ہوئی اسنے دارا شکوہ سے خود ہی اسکے حکم کو منسوخ کرکے اسکو رہا کرایا۔ شاہجہان یقینی جانتا تھا کہ اورنگ زیب سے دارا شکوہ لڑکر خراب ہوگا اور اپنے تخت و دولت کے پاؤن مین آپ کلہاڑی مارے گا وہ صلح و صلاح کا مشورہ دیتا اور سمجھاتا کہ بیٹا بھائی سے نہ لڑے مگر دارا شکوہ اپنی لشکر کشی اور سپہ آرائی سے باز نہ آتا تھا۔ اندنون بادشاہ کے ہاتھ سے سر رشتہ اختیار و اقتدار جا چکا تھا وہ منع و زجر پر قادر نہ تھا ناچار دارا سے مدارا کرتا تھا۔

۱۷ شعبان کو دارا شکوہ نے خلیل اللہ خان کو برسم منقلا پہلے روانہ کیا اور بعض امرا و سپاہ کو اسکے ہمراہ کیا کہ وہ دھول پور مین جاکر اسکے آنے تک اقامت کرے اور دریا چنبل کے گھاٹون پر توپ خانے لگاکے اور سپاہ مقرر کرکے محافظت کرے۔

۲۵ شعبان کو اکبرآباد سے خود سارے لشکر اور اپنے چھوٹے بیٹے سپہر شکوہ کو ہمراہ لے کر برآمد ہوا اور پانچ منزلین طے کرکے دھولپور مین آیا اور اس مرز و بوم کے زمینداروں کی دلالت سے دریا کے گذرون کا انتظام کیا اور جہان مخالف پایاب ہوکر عبور کرنے کا گمان بھی تھا وہان بھی بندوبست کیا اسکو یہ انتظار تھا کہ اسکا بڑا بیٹا سلیمان شکوہ اور اسکا لشکر اس سے آن ملے انکو اسنے طلب کیا تھا وہ جلد چلے آتے تھے اسلئے اسکی رائے مین یہ آیا تھا کہ انکے آنے تک اس طرح کارزار و صف آرائی مین چند روز دفع الوقت کرے مگر اورنگ زیب کے عبور کرنے کا جو دریا کے پایاب ہوسکتا تھا اسنے عبور کیا جسکا بیان اوپر ہوا تو دارا شکوہ اس لشکر سے لڑنے کے لئے دھول پور سے روانہ ہوا اور راجپور آیا (اکبرآباد سے دس کروہ پر ہے) اور دریائے جمن پر ایک زمین جنگ کے واسطے تجویز کی۔ یہان خیمے ڈالے اور

فوج کی ترتیب مین مصروف ہوا۔ اسوقت بھی بادشاہ نے اسکو نصیحت کی کہ جنگ و ستیز سے
باز آ مگر اسنے نہ سنا۔ گو اس وقت بادشاہ پر ضعف کا استیلا اور قویٰ کا ضعف تھا
گرمی کی تیزی اور ہوا کی حرارت کی شدت تھی۔ مگر اسنے ارادہ کیا کہ دریا کی راہ سے
اس لشکرگاہ مین خیمہ لگا کے بھائیون کی جنگ کی آگ کو بجھائیے منازعت کو مٹا کے مصالحت
کرائے اس عزم سے پیش خانہ بھیجا اور حکم دیا کہ دونو لشکرون کے درمیان خیمہ گاہ کھڑا
کرین اور پیچھے خود بھی سوار ہونے کا ارادہ تھا۔ داراشکوہ جانتا تھا کہ بادشاہ کے
جانے سے مصالحت ہو جائیگی جسکو وہ پسند نہین کرتا تھا اسلئے وہ بادشاہ کے جانے
پر راضی نہین ہوا۔ اُسنے حیلے حوالے کرکے اس کام کو ڈھیل مین ڈال دیا اور جنگ و پیکار
مین جلدی کی جسکا سرانجام اسکے حق مین جو ہوا وہ بیان کیا جاتا ہے۔

اکبرآباد کے قریب داراشکوہ اور اورنگزیب کی لڑائی اور دارا کا شکست پا کر دہلی بھاگنا اور دہلی سے لاہور جانا

اورنگزیب نے دریائے چنبل سے عبور کرکے دو روز مقام کیا کہ پیادہ لشکر نے جو مسافت
بعیدہ طے کی تھی آرام پاوے جب اسنے سنا کہ دھولپور سے داراشکوہ لڑنے کے لئے
آتا ہے تو ہر رمضان کو وہ چنبل کے کنارہ سے چلا۔ ۶ کو داراشکوہ کے لشکر سے ڈیڑھ کوس
پر آ کر مقیم ہوا کہ مخالف کے لشکر کی حقیقت اور اسکے فساد کی عزیمت معلوم ہو۔ اسی وقت
اورنگزیب کا لشکر قریب آیا داراشکوہ صف آرائی کرکے جنگ کے عزم سے سوار ہو کر
اپنے لشکرگاہ سے آگے بڑھا۔ لوئین آگ برسا رہی تھین زمین شعلے اٹھا رہی تھی گرمی کے
غلبہ سے اور پیاس کی شدت سے اور کمیابی آب سے آدمی سراب عدم مین چلے جاتے
تھے اسکے لشکر کو نہایت تکلیف ہوئی اور شام کو بغیر لڑے وہ الٹا چلا گیا اُس دن
اورنگزیب کا لشکر بھی پانچ کوس گرمی کی شدت اور جلتی دھوپ و پانی کی قلت
مین آیا تھا اس نے اس سبب سے آج لڑنے کو مصلحت نہ جانا اور لشکرگاہ مین مقیم ہوا اور
حکم دیا کہ رات کی خبرداری کے لئے مورچل قائم ہون اور چوکی پہرے سارے لشکر مین
تقسیم ہون۔ اور محافظت کی شرائط ادا ہون اورنگزیب کے اس حکم سے لشکر کے سپاہی
اور سپہدار احتیاط و بیداری کے لوازم کو بجا لائے اور صبح کے منتظر ہے۔ جب صبح ہوئی

تو اورنگ زیب نے لشکر کو آراستہ کیا اور توپ خانہ کو اور جنگی ہاتھیوں کو آگے روانہ کیا اور
شاہزادہ محمد سلطان کو خانخانان بہادر کے ساتھ ہراول کا سپہ سالار بنایا اور شہزادہ
محمد اعظم کو برانغار کی سرداری سپرد ہوئی - جرانغار مراد بخش کے حوالہ ہوا - التمش کی داروغی
شیخ میر کو مفوض ہوئی - دست راست کی طرح بہادر خان کو حوالہ ہوئی
اور دست چپ کی طرح خان دوران خان کو اور خواجہ
عبداللہ بیگ کو قراولی - اورنگ زیب ہاتھی پر سوار ہوا اور بیٹے محمد اعظم کو اپنے ساتھ
بٹھایا اور قول میں رونق افروز ہوا - اورنگ زیب کو یہ تجربہ سے معلوم ہوگیا تھا کہ تمام
آخرید کار اور ثبات قدم و استقلال سردار پر فتح و ظفر موقوف ہے اسلئے وہ غنیم کے
کثرت لشکر سے خائف نہیں ہوتا تھا - ۷ رمضان کو یہ لشکر اسی میدان جنگ میں گیا جو
پہلے تجویز ہوا تھا - دارا شکوہ کی ترتیب افواج اسطرح تھی کہ دست راست کی طرف
تو اسکا اپنا توپ خانہ برق انداز خان میر آتش کے اہتمام میں اور دست چپ میں توپخانہ
پادشاہی حسین بیگ خان کی سرداری میں لشکر کی صفوں کے آگے کھڑے کیئے تھے -
راؤ ستر سال کو ہراول کا سردار بنایا اور داؤد خان خویشگی کو چار ہزار سواروں کے ساتھ
اسکا ضمیمہ کیا - خلیل اللہ خان کو ہراول سپرد کی اور اپنے بیٹے سپہر شکوہ کو رستم خان کے ساتھ
جرانغار کا سپہ سالار بنایا اور خود قول میں رہا - قول کے یمین و یسار میں خود میمنہ کا سردار
ظفر خان کو اور فوج میسرہ کا سردار فاخر خان نجم ثانی کو مقرر کیا - پہر دن چڑھے لڑائی
شروع ہوئی - دونو طرف سے اول بان و توپ و تفنگ چلے آتش حرب جب زیادہ
تیز ہوئی اور دونو لشکر قریب آئے تو تلوار سے لڑائی شروع ہوئی - جرانغار کے سردار سپہر شکوہ
اور رستم خان اورنگ زیب کے توپ خانہ کے روبرو آئے تو توپوں کی مار سے وہ پیچھے
ہٹے - رستم خان کی فوج کے ایک ہاتھی کے گولہ لگا جس سے وہ گر پڑا جب سپاہ نے
دیکھا کہ توپخانہ کے استحکام کے سبب سے کام نہیں چل سکتا تو وہ یہاں سے پھر کر
مخالف کے برانغار پر جھکے اور بہادر خان سے لڑائی شروع ہوئی اور وہ

زخمی ہوا اسکے ہمراہیون مین سے سید دلاور خان اور ہادی داؤد خان کشتہ
ہوگئے۔ غنیم کی فوج عظیم تھی برانغار کی سعی سے دفع نہ ہوسکی قریب تھا کہ برانغار مین
لغزش آئے کہ شیخ میر فوج التمش کے ساتھ اسکی کمک کو آیا اسنے دشمن کو پیچھے ہٹایا
اس جنگ مین رستم خان جنگ رستمانہ کرکے تیر قضا کا ہدف ہوا سپہر شکوہ بھاگ گیا۔
اورنگ زیب کے برانغار مین سے حسن بخش و سیف خان و غریب بیگ و محمد صادق
و عمر نیر ہمنا زخمی ہوکر کشتہ ہوئے اسکے بعد قول او التمش کی فوج دارا شکوہ لیکر
اورنگ زیب کے توپخانہ و ہراول کے روبرو آیا مگر مقابلہ مین ٹھیر نہ سکا دست
راست کی طرف گیا مراد بخش سے جو برانغار مین تھا جا بھڑا خلیل اللہ خان پھر برانغار کی
فوج پر حملہ آور ہوا اور اسکے لشکر او زبکیہ نے دلیری و مردانگی کی داد دی اور راجپوتون
نے بھی بڑی جلادت دکھائی کہ راؤ ستر سال ہاڈہ و رام سنگہ راٹھور و بھیم ایسر جے سنگہ
گور و راجہ سیوا رام برادر زادہ راجہ مذکور اور دلیر و نامور راجپوتون کی جماعت اورنگ زیب
کے بہت قریب آگئے اور راجہ روپ سنگہ اورنگ زیب کی سواری کے ہاتھی کے قریب
گھوڑے سے اتر کر جلادت و بہادری کے کام کرنے لگا اورنگ زیب نے اسکی بہادری
دیکھ کر اپنے نوکرون کو اسکے قتل کرنے سے منع کیا اور زندہ پکڑنے کا حکم دیا مگر نوکر
اسکی اس گستاخی کے متحمل نہ ہوئے انہون نے اسے مار ڈالا۔ یہ واقعہ اورنگ زیب کے
رحم و مروت پر شہادت دیتا ہے کہ جو شخص اسکے قتل کرنے کے قصد سے آئے اسپر یہ
عنایت فرمائے اورنگ زیب بھی عجب مروت کیش رحم گستر و فتوت آئین عفو پرور
تھا کہ اسکا قہر مہر کے ساتھ رہتا اور اسکا غضب لطف سے دمساز تھا اپنی حسن نکوئی
اور لطف خوشی کے سبب سے سبقت کینہ جو مخالفون کو رجوع پر آمادہ اور عین جنگ
مین بخشایش و رافت سے پرخاش جو دشمنون کے لئے در صلح کو کشادہ رکھتا تھا
جب دارا شکوہ نے دیکھا کہ رستم خان و راؤ ستر سال اور اور عمدہ راجپوت جو اس
جنگ مین اسکے قوت بازو تھے ہلاک ہوئے تو اسنے کچھ تھوڑی دیر اور کوشش کی

که اسکا دیوان محمد صالح جسکو وزیر خان کا خطاب دیا گیا تھا مارا گیا اور عمدہ آدمیون کی ایک جماعت قتل ہوئی اور اسکی سواری کے ہاتھی کے قریب چند بان متواتر مخالفون کے لشکر سے آن کر پڑے تو پھر میدان جنگ مین نہ ٹھیر سکا باوجودیکہ اسکے پاس ایک جماعت موجود تھی اور لڑائی ختم نہ ہوئی تھی کہ وہ بھاگ گیا اور بہت ہراس و بیدلی سے ہاتھی سے اُتر کر بے یراق و سلاح ننگے پاؤن گھوڑے پر سوار ہوا۔ اس حرکت و اضطراب بے ہنگام سے اسکا لشکر پراگندہ و پریشان ہوا اسی حال مین ایک خدمتگار اسکی کمر مین ترکش باندھتا تھا کہ وہ تیر لگنے سے مرگیا تو وہ اور خوف زدہ ہوا وہ بھاگا اور اس فرار مین اسکا بیٹا سپہر شکوہ بھی آن ملا۔ داراشکوہ کو شکست اور اورنگ زیب کو فتح ہوئی۔ اگرچہ اورنگ نے اپنے لشکر کو تعاقب کا حکم نہین دیا تھا پھر بھی اکبرآباد تک جو دس کروہ تھا ہر قدم پر زخمی مُردہ پڑے تھے اس جنگ مین بہت آدمی مارے گئے اور بڑے بڑے امیر جو ریاست و حکومت رکھتے تھے اُنہون نے خاک ہلاک پر عدم کی راہ لی۔ داراشکوہ اپنے چھوٹے بیٹے سپہر شکوہ کے ساتھ بھاگ کر اکبرآباد گیا اور اپنے گھر مین جاکر اُترا خجالت و شرمساری کی سبب سے کسی آشنا و بیگانہ سے نہ ملا۔ خوف کے مارے باپ کے سامنے نہ گیا باپ کو کیا مُنہ دکھاتا وہ پہلے ہی اس نازپروردہ کی حقیقت کو جانتا تھا اور اورنگ زیب کو خوب پہچانتا تھا اس لئے مقابلہ کو منع کرتا تھا۔ اگر دارا باپ کے کہنے پر چلتا تو کیون یہہ ذلت و خواری اُٹھاتا تین پہر رات تک یہان ٹھیرا آخر شب مین اپنے گھر سے فرار کیا۔ اور بیوی اور لڑکی اور بعض اور اہل حرم کو ساتھ لیا اور کچھ جواہر و مرصع آلات اور سونا اور اشرفیان جو اس اضطراب سراسیمگی مین ہاتھ لگے ساتھ لے گیا اندھیری رات مین سپہر شکوہ و بارہ سوار اکبرآباد سے اسکے ہمراہ تھے وہ اسکے ساتھ دہلی گئے۔ مگر اسکے بعد اسکی سپاہ شکستہ جسمین کچھ زخمی کچھ گرمی کے مارے تھے آتے جاتے ملے اس طرح پانچ ہزار سوار اس پاس جمع ہو گئے بعض اسکے کارخانے بھی اس پاس پہنچ گئے مگر اکثر نوکر اس سے جدا ہوکر اورنگ زیب پاس چلے آئے جنکو اُسنے مناسب مناصب دیئے اور ان پر نوازش کی

اور اکبر آباد میں دارا کا اکثر خزانہ و جواہر و مرصع آلات و کارخانجات و گھوڑے ہاتھی
اور تمام اسباب حشمت و تجمل رہ گیا اس پاس نہ پہنچ سکا۔

اس لڑائی میں یہ امر قابل غور ہے کہ اکبر کی اس تدبیر سے کہ راجپوتوں کے ساتھ رشتہ
ہو اور اس قوم پر از حد نوازش اور انکی تربیت کی جائے۔ راجپوتوں کو مسلمانوں
کے ساتھ اور مسلمانوں کو راجپوتوں کے ساتھ ایسی محبت ہو گئی تھی کہ مسلمان اپنی
سلطنت کے فیصلہ کرنے میں انکو اپنا شریک بناتے اور وہ شریک ہو کر اسکا فیصلہ کراتے
جب اورنگ زیب نے اعدا کو ہزیمت دی تو اسنے خدا کی درگاہ میں شکر ادا کیا۔ اور
افواج کو ہمراہ لے کر مخالفوں کے لشکرگاہ میں گیا۔ دشمنوں کی منزلگاہ میں غارت و تاراج
کی جاروب نے صفائی کر دی تھی مگر داراشکوہ کا خیمہ اپنی جگہ پر کھڑا تھا اورنگ زیب اس خیمہ
میں جب تک ٹھیرا کہ اسکا اپنا خیمہ دولت خانہ آیا امرا و رفیع القدر اور اخلاص شعار
تسلیم مبارکباد اور آداب تہنیت فتح بجا لائے۔ مراد بخش کا چہرہ زخموں کے لگنے سے
گلرنگ ہو رہا تھا۔ اورنگ زیب نے اول زخموں پر چرب و نرمی کے ساتھ اپنی لطف و
نوازش کا مرہم رکھا۔ پھر ماہر جراح و تجربہ کار اطبا علاج کے لئے بھجوائے۔ جب بادشاہ کا
خیمہ آگیا تو وہ کھڑا ہوا اور کام بخشی و عطا گستری کی مراسم ادا ہوئیں اور جن امراء و
نوکروں نے اس جنگ میں کوشش و جانفشانی کی تھی اور جوہر مردی و شجاعت
و گوہر اخلاص و ارادت دکھایا تھا انپر شاہانہ مہربانیاں ہوئیں اور ہر شخص کو اسکے
رتبہ و قدر کے موافق عطیات عنایات ہوئے۔ زخمیوں کی مرہم پٹی کرائی کشتوں
کو خاک سے اٹھایا۔ دوسرے روز شکارگاہ سموگڈھ میں اورنگ زیب آیا جمنا کی کنارہ
پر مکانات میں اترا اور اسی روز باپ پاس معذرت نامہ بھیجا جسمیں صورت حال و صف
آرائی کا اعتذار اور بحکم شرع و فتوائے عقل داراشکوہ سے جنگ کا سبب نہایت ادب
کے ساتھ لکھ کر بھیجا اسی دن محمد امین خان پسر معظم خان اسکی خدمت میں آیا پھر اور
بہت بڑے بڑے امرا اسکی خدمت میں آگئے اور انہوں نے بڑے بڑے انعام و خلعت

وخطاب پایا ۱۰ رمضان کو اورنگ زیب سموگڑھ سے باغ دلکشا نور منزل میں آیا۔
یہاں اورنگ زیب کے معذرت نامہ کا جواب شاہجہان نے اپنے ہاتھ سے لکھ کر
فاضلخان میر سامان کے ہاتھ بھیجا اور سید ہدایت اللہ صدر کو بھی اسکی رفاقت میں روانہ
کیا۔ انہوں نے باغ نور منزل میں پادشاہ کا یہ صحیفہ پیش کیا اور مقدمات جنکے لئے وہ
مامور تھے گذارش کئے اورنگ زیب نے انکو خلعت دیکر رخصت کیا دوسرے روز
پادشاہ کے حکم سے یہ دونو آدمی اورنگ زیب پاس آئے اور ایک شمشیر موسوم عالمگیر
انکے ہاتھ پادشاہ نے عالمگیر کے لئے بھجوائی اور پادشاہی امراء اورنگ زیب پاس آتے
جاتے تھے۔ شہر کے باہر لشکر کے پڑنے سے اہل شہر پریشان خاطر تھے اورنگ زیب نے
دیکھا کہ مرادبخش کے نوکروں کا نظم ونسق نہ ہوا اور بے پروائی کے سبب سے خود سر
ہوئے اینمین سے بعض حکم کے برخلاف شہر میں جہاں جاتے دست تعدی دراز کرتے
اس سبب سے قریب تھا کہ شہر میں اراذل واوباش ایک آشوب برپا کرتے اور فساد کا
ہنگامہ گرم ہوتا اور خلائق کی آسایش وآرامش میں فتور آتا اورنگ زیب نے اپنے
بیٹے محمد سلطان کو کچھ سپاہ ہمراہ کر کے حکم دیا کہ وہ شہر میں جاکر انتظام کرے حسب الحکم
۱۷ رمضان کو محمد سلطان اور خانخانان بہادر سپہ سالار شہر میں داخل ہوئے
اور اہل شہر کو امن وامان کا مژدہ سنایا ولطف واحسان کی نوید دی اور خوب
انتظام کردیا اب بڑے بڑے امیر اورنگ زیب کی خدمت میں آتے جاتے تھے
اور منصبوں اور جاگیروں پر سرافراز ہوتے تھے۔ داراشکوہ کی چکلہ داری میں
متھرا تھا داراشکوہ کی پراگندگی کے سبب سے آئین واقعہ طلب مفسدوں نے فساد
مچا رکھا تھا اورنگ زیب نے جعفرخاں ولد اللہ وردی خان کو اس چکلہ کی فوجداری و
نظم مہمات سپرد کی ۱۷ کو اورنگ زیب نے محمد سلطان کو حکم دیا کہ وہ دادا کی
خدمت میں جائے وہ حسب الحکم قلعہ میں دادا کی خدمت میں گیا اور باپ کی طرح آداب
کورنش بجالایا ۱۹ کو شاہجہان کے کہنے سے بیگم صاحب باغ نور محل میں اورنگ زیب

پاس آئین اب روز بروز اورنگ زیب کے دربار کو رونق زیادہ ہوتی جاتی تھی رائے ایان
جو سر دفتر اہل دیوان تھا مع کل دیوانی کے متصدیون اور کل زمرۂ اہل قلم و ارباب مجلسات
کے حاضر ہوا اور مراتب ملک و مال جنمین اس مدت مین فتور و اختلال آیا تھا اُنہون نے
اورنگ زیب کی خدمت مین عرض کیا انکے باب مین اُسنے احکام دیے۔ غرۂ رمضان
سے اور تاریخ تک ایک جمع کثیر اسکی مراحم و عنایات شاہنشاہی سے کامیاب و بہرہ ور
ہوئی۔ منجملہ انکے شاہزادہ محمد سلطان کو جیغہ و خنجر مرصع علاقہ مروارید کے ساتھ اور دو زنجیر
فیل مرحمت ہوئے اور مراد بخش کو خزانہ سے چھبیس ۲۶ لاکھ روپیہ عطا کیا۔
۱۳ رمضان کو داراشکوہ اپنے پانچ ہزار سوار۔ دن کے ساتھ دہلی مین آ گیا۔ کوئی لکھتا ہے
کہ یہ سوار شاہجہان نے اس پاس بھیجے تھے اور بیراق دہلی کے قلعہ مین ایسا اترا جیسے
ویرانہ مین اُلو۔ اورنگ زیب نے اسکے تعاقب کے واسطے کوئی لشکر نہین متعین کیا تھا
وہ خود اکبر آباد مین مقیم تھا کہ داراشکوہ دہلی مین توقف کر کے پھر لشکر و سپاہ کا سامان
تیار کرنے لگا۔ وہ کارخانجات بادشاہی کی اشیا اور اموال و گھوڑون اور ہاتھیون پر
امرا کے نقد و جنس و امتعہ و ذخائر پر دست درازی کرنے لگا۔ جسکا مال جو ہاتھ آیا
اسکو ہضم کیا۔ اُسنے سلیمان شکوہ کے لشکر کو طلب کیا تھا وہ پٹنہ سے چلا آتا تھا اُسنے
ان امرا کو جو اس لشکر کے ساتھ تھے لکھا تھا کہ وہ جمنا کے اس طرف سے دہلی کی سمت
مین بہت جلد آن کر مجھ سے مل جائین وہ بیٹے کے لشکر کا انتظار کرتا تھا اور یہ سمجھتا تھا
کہ اُسکے لشکر کے آنے کے بعد دونون لشکر یکجا ہو جائینگے تو دوبارہ صف آرائی کی سکت ہم
مین ہو جائیگی۔ وہ مدت سے جانتا تھا کہ امرا و لشکر و سپاہ کا دل اورنگ زیب کی
طرف مائل ہے لیکن اس پر بھی اپنی مکر بازی سے باز نہ آتا تھا خفیۃً خطوط و استمالت نامے
فریب آمیز امرا کو اور ارکان دولت اور صوبجات کے امرا اور ولایات کے حکام کو
بھیجکر اغوا کرتا کہ وہ اورنگ زیب کی نافرمانی و مخالفت کرین اور اطاعت نہ کرین انکو
اپنی طرف دعوت کرتا تھا جو امرا اورنگ زیب کے ساتھ خالص عہد دیتا نہین رکھتے تھے

داراشکوہ کا حال

انکی اوضاع سے اورنگزیب کو معلوم ہوتا تھا کہ داراشکوہ کا لکھنا اپنا اثر رکھتا ہی داراشکوہ پوشیدہ نوشتی باپ پاس بھی بھیجکر اُسکے دل مین وسوسے ڈالنے مین کوشش کرتا تھا چونکہ آدمی کی نہاد مین یہ امر داخل ہو کہ وہ نقوش وساوس کو اور آثار تخیلات کو قبول کرتا ہے خصوصًا جو نیکخواہی اور خیر اندیشی کے لباس مین غلط نما ہو کر خرد آشوب دانش فریب ہون۔ شاہجہان کے بعض اطوار سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ داراشکوہ کی محبت والفت وطرفداری کو دور نہین کر سکتا۔ جب حضرت شاہجہان نے فضل خان کے ہاتھ یہ فرمان اورنگزیب کو بھیجا تھا جسکا خلاصہ یہ ہے کہ اے میرے فرزند مین تیری صورت دیکھنے کو ترستا ہون مدت کے بعد اب تو یہان آیا ہے امتداد فراق سے اشتیاق زیادہ ہو گیا ہے خدا کی عنایت سے مینے دوبارہ زندگی پائی ہے تو میرے پاس آنکر سعادت قدمبوسی حاصل کر۔ اورنگزیب نے اسکا جواب یہ لکھا کہ میری بڑی خوش نصیبی اور یاوری اقبال ہے کہ حضور نے مجھے یاد فرمایا اب مین حضور سے اس امر کا امیدوار ہون کہ میری ملازمت کے واسطے کوئی ساعت مسعود قرار دی جاے۔ بادشاہ اس عرضداشت کو سنکر بڑا خوش ہوا اور ملنے کا اشتیاق اور زیادہ بڑھ گیا مگر اورنگزیب دل سے چاہتا تھا کہ مین باپ کے پاس جاؤن اور مراسم اخلاص عقیدت کو بجا لاؤن اور خاطر اشرف کے استرضا مین کوشش کرون۔ اگر بادشاہ کے دل مین اسکی طرف سے کچھ غبار ہو تو اسکو بالمشافہ بے توسط اغیار آستین اعتذار سے پونچھون کہ بالکل حجاب رفع ہو جاے اور صفائی ہو جاے لیکن شاہجہان کو داراشکوہ کے اصلاح حال کی رعایت چلی جاتی اور اسکی طرف توجہ باطنی تھی جو کچھ وقوع مین آیا تھا وہ اُسکے مطلوب کے منافی تھا اسلئے اورنگزیب نے باپ سے ملنے کا ارادہ کیا تھا اُسکو ترک کر دیا اسکو جب معلوم ہوا کہ دہلی مین داراشکوہ لڑنے کا سامان تیار کر رہا ہے تو اُسکے شر کے دفع کرنے کو سب کامون پر مقدم جانا۔

جب اورنگزیب کا ارادہ شاہجہان آباد کے جانے کا ہو گیا تو اُسنے شاہزادہ محمد سلطان کو ایک لشکر کے ساتھ دار الخلافہ اکبر آباد مین متعین کیا اور اسلام خان کو اسکا اتالیق بنایا۔ اور خانخانان کو شاہجہان کی خدمت کے لئے اور مہمات بیوتات کی پرداخت کے واسطے اور

اور کارخانجات خاصہ کے بندوبست کے لئے مقرر کیا۔ ذوالفقار خان کو قلعہ کی حراست سپرد کی
اور مقرب خان کو جسنے شاہجہان کے معالجہ مین بڑی کوشش کی تھی اور اسکے مزاج سے آشنا
ہو گیا تھا حکم ہوا کہ وہ بادشاہ کی البقیہ کوفت کا علاج اور صحت مزاج کی تدبیر کرے اسکو تین ہزار
اشرفیان انعام دین اور خلعت دیا۔

۲۲ رمضان کو اورنگزیب شاہجہان آباد کو روانہ ہوا۔ اس تاریخ شاہزادہ محمد اعظم باپ
کے حکم سے دادا کی خدمت مین گیا اور پانچ مہر اور چار ہزار روپئے بطریق نذر گذارے۔
دادا پوتے کو دیکھ کر بہت خوش ہوا اور اسکو گلے لگایا بہت عنایت کر کے اسکو رخصت کیا
دارا شکوہ جانتا تھا کہ اورنگزیب دہلی آئیگا اور اسکے بیٹے سلیمان شکوہ جسکا انتظار وہ دہلی
مین کر رہا تھا راہ مین روکے گا اور مجھ سے ملنے نہین دیگا اسلئے اُسنے جب سنا کہ اورنگزیب
دہلی آتا ہی تو وہ ۱۲ رمضان کو لاہور کو روانہ ہوا اور اپنا حال سلیمان شکوہ اور اسکے اتالیق
باقی بیگ کو جسکا بہادر خان خطاب تھا لکھ بھیجا اور یہ ہدایت کی کہ اگر ہو سکے تو جمنا کی اس
طرف سے پوربہ سہارنپور کی راہ سے بہت جلد سہرند مین یا لاہور مین آجاؤ۔ الہ آباد مین
دارا شکوہ کی طرف سے سید قاسم خان بارہہ صوبہ تھا اورنگزیب کی اطاعت نہین کرتا
تھا برسر فساد تھا اسلئے اورنگزیب نے خاندوران خان کو لشکر کے ساتھ الہ آباد روانہ کیا
کہ اگر قاسم خان اطاعت کرے تو اسکو ہمارے پاس بھیجدو اور اگر سرکشی پر آمادہ ہو اور قلعہ حوالہ
کرے تو قلعہ کو مفتوح کرو۔ مرادآباد کی محال قاسم خان کو عطا کی اور اسکو وہان روانہ کیا۔
ارادت خان کو اودھ کا صوبہ مقرر کیا عبدالنبی خان کو اٹاوہ کا فوجدار مقرر کیا اور اسیطرح
سے قلعہ دار و فوجدار و صوبہ دار مقرر کئے۔ امرا کو ہزارون روپئے انعام دئے خانجہان کو
جسکو بادشاہ نے دارا شکوہ کی شکست کے بعد جاگیر و منصب سے معزول کیا تھا اسکو منصب ہزاری
ہفت ہزار سوار کا عنایت کیا۔ امیرالامرا کا خطاب اور دو کروڑ دام کی جاگیر دی۔
خاندوران خان کو دو لاکھ روپیہ انعام دیا اور دو کروڑ دام جمع کی جاگیر دی۔ دلیر خان
و عبداللہ خان ولد سعید خان بہادر مرحوم نے سلیمان شکوہ کی رفاقت کو ترک کیا اور اورنگزیب

پاس آئے انپر اپنی مرحمت خسروانہ سے انکو سرافراز کیا۔ ۲ شوال کو اورنگ زیب متھرا مین آیا۔

بلے آنکس کہ ظل ذوالجلال است	شریکش چون شریک حق محال است
شہنشاہ فردی باید در اقلیم	دو رکیتا بود درخور دیہیم

مراد بخش کے قید ہونیکے واقعہ کو مورخ مختلف طرح بیان کرتے ہین جسکو مین بیان کرتا ہون عالمگیر نامہ محمد کاظم مین لکھا ہے کہ مراد بخش کو تمناء سلطنت کا سودا تھا وہ یہ سمجھتا تھا کہ شاہجہان کے بعد ملک وسلطنت کی وراثت کا دعوی مجھی پہنچتا ہے اور ہندوستان کی فرمانروائی اور سرداری اسکو پہنچیگی۔ جب شاہجہان بیمار ہوا اور اطراف مین اوسکی خبر موحش پھیلی تو بے تحقیق حال وراندیشۂ مآل تخت سلطنت پر ہو بیٹھا مروج الدین اپنا لقب رکھا اپنے نام کا خطبہ وسکہ جاری کیا۔
بندر سورت بیگم صاحب سے تعلق رکھتا تھا اس مین فوج بھیجی اسکے قلعہ کو قہر سے لے لیا اور سرکار بادشاہی اور بیگم صاحب مین جو اموال و اشیاء تھین ان پر متصرف ہوا اور آدمیون کے اموال اور امتعہ پر دست تعدی دراز کیا اور ناشائستہ کام کرنے لگا چنانچہ محمد شریف پسر اسلام خان مرحوم کو جو بندر سورت کی مہمات کا متصدی تھا اسکو مع اور متصدیون کے قید کیا اور انکی اہانت کی انکو آزار پہنچایا اور علی نقی جو اسکی سرکار کی مہمات کی کفالت رکھتا تھا اور بادشاہ کی طرف سے دیوانی کرتا تھا اور اسکا دیوان تھا بے گناہ ناحق اسکے نفاق کے توہم سے اور عدم پاک جہتی کے مظنہ سے اپنے ہاتھ سے قتل کیا غرض علانیہ سرکشی وخودرائی اختیار کی۔ مگر اورنگ زیب نے اپنا تغیر وضع نہین کیا اور اورنگ سلطنت پر جلوس نہین فرمایا۔
جب اخبار موحشہ کا جھوٹ ظاہر ہو گیا اور تحقیق ہو گیا کہ اگرچہ بادشاہ بیمار ہوا تھا اور اسکے قوی مین فتور عظیم آیا تھا مگر ابھی اسکی شمع حیات انجمن ہستی مین روشن ہے تو مراد بخش کچھ ہوش مین آیا۔ اورنگ زیب کی عاطفت کا دامن پکڑا کہ وہ باپ پاس لیجاکر عفو تقصیرات معاف کرا دے مگر اب بھی نادانی اور بے خردی سے اپنے اوضاع عیاشی کو نہ چھوڑا۔
تخت وچتر وسائر لوازم سلطنت کو اپنے ساتھ رکھا اس بات کو اورنگ زیب اسکی خردسالی وجاہلی پر محمول کرتا تھا اور اپنی بزرگی اور دانائی کے سبب اسسے درگذر کرتا تھا

اور حسن اخلاق اسکے ساتھ برتتا تھا کہ شاید رفتہ رفتہ وہ اپنی ان حرکات سے باز آئے مگر وہ اپنی نادانی اور غفلت سے باز نہ آتا تھا جب دارا شکوہ کو شکست ہوئی اور اُس نے دیکھا کہ...
اورنگزیب کو سلطنت ہاتھ آئی تو اسکے دل مین نفاق و مخالفت کا خیال پختہ ہوا اور ہمسری کے لئے سر کھجانے لگا فتنہ و فساد و سرکشی کا قصد ہوا باوجودیکہ خزانہ پاس نہ تھا مگر لشکر کو بڑھایا۔
اور بادشاہی بندوان اور امراء کی ساتھ طرح طرح سے استمالت اور ملائمت کی اور اپنی طرف دعوت کی۔ یون کچھ امیر اسکے طرفدار ہوے انکو نامناسب مناصب اور بے موجب روپئے اور جیغہ دیا آدمیون کو بیجا خطاب دیئے اور اسباب شورش و سرکشی کو سرانجام دیا اور اسراف شروع کیا۔
روز بروز بے اعتدالی کو بڑھایا جب اورنگزیب نے اکبرآباد سے سفر کیا تو ساتھ چلنے کے لئے بہانے بنائے۔ آخر کو ہمراہی اختیار کی کچھ دنون اورنگزیب لشکر کے پیچھے کوچ کرکے اور چند گروہ پیچھے سبکینے کی کمین مین رہتا اسلئے اورنگزیب نے اسکی شورش انگیزی اور مخالفت کو یہ سمجھکر کہ خلقت کی آسایش و امن مین اس سے شورش پیدا ہوگی تو اسنے بلطائف و الحیل دستگیر کیا جسے اسکی تنبیہ تادیب ہوجاے اور فتنہ و آشوب نہ برپا ہو۔ ۱۲ ماہ شوال کو متھرا مین جب مراد بخش کورنش کے لئے آیا تو اسکو تدبیر سے دستگیر کیا اور آدھی رات کو شیخ میر کو مقید کرکے شاہجہان آباد بھجوادیا۔

خافی خان یہ لکھتا ہے کہ

شاہزادہ مراد بخش سادہ لوح تھا اکثر صفات پسندیدہ سے موصوف تھا مغلون کی رعایت اور عطا بخشی مین بہت کوشش کرتا تھا اور اپنی صفائی باطن و حسن عقیدت سے بزرگون کے اس قول پر خیال نہین کرتا تھا کہ دو بادشاہ در اقلیمی نہ گنجند۔ وہ اورنگزیب کے دلفریب عہدون اور نقد و جنس کی تواضعات سے کہ بطریق عاریت و امانت قبل از جنگ بعد از فتح وہ کرتا تھا اپنا دل خوش رکھتا تھا اور اپنی سادہ لوحی سے تمنائے سلطنت کو لوح دل پر منقش کرتا تھا اور سلاطین کے طریقہ کو نہین چھوڑتا تھا۔ اور بھائی کے عہد و پیمان کے عدم ایفاء کا توہم بھی اُسکو نہ ہوتا تھا۔ باوجودیکہ اسکے بہی خواہ اکثر گوش گذار کرتے کہ زمانہ کا رویہ بدعہدی ہے۔ خاص کر اس بادہ سلوک مین کہ ملوک کے وارث

مراد بخش کا حال [illegible]

ملک کے ساتھ زمانہ سلف مین کیا مگر وہ نہین سنتا لے مجا با چند آدمیون کے ساتھ بھائی کی خلوت مین
جاتا ۔ ایک دن ایک سید ریش سفید معمر قدیم الخدمت نیک خدمت نے اس وقت کہ مراد بھائی پاس
جاتا تھا عرض کیا کہ میرے خواب کی تعبیر کبھی غلط نہین ہوتی مینے عالم رویا مین مکرر دیکھا ہے جو
عہد پیمان آپکے اور بھائی کے درمیان ہوئے ہین وہ اعتماد کے لائق نہین ہین مراد اس بات کو
خوشامد سمجھا اور اسکی طرف سے منہ پھیر لیا اور خواجہ شہباز کی طرف مخاطب ہوا (جو اسکو اکثر اس قسم
کی نصیحتین کیا کرتا تھا) کہ ایسی لایعنی باتون سے محبت و قرار عہد مین اختلال پڑتا ہے القصہ ۱۲ شوال کو
متھرا مین منزل ہوئی اول روز مین مرادبخش کو حسن تدبیر سے جسکی تفصیل نہین کرتا اسکو دستگیر کرکے پا بزنجیر کیا
اس بات کو چار حوضہ پردہ دار ہاتھیون پر رکھکر چارون طرف روانہ کئے اور ہر ایک کی ہمراہ ایک فوج
اور دو سردار نامی مقرر کئے اس حوضہ کو جس مین محبوس بیٹھا تھا شیخ میر دلیر خان کے ساتھ سلیم گڈھ کے قلعہ مین
بھیجدیا یہ احتیاط اسلئے کی گئی تھی کہ جس حوضہ مین اس محبوس کو بٹھایا گیا تھا اسپر متحلیہ اسکے ہواخواہ غلبہ
نہ کرین اور اسکے تمام خزانے اور کارخانے قبضہ مین آجائین اور ایک دام و درم ضائع نہو ۔ بہم برنیر اور
تاریخ ہندوستان مؤرخ صاحب اس واقعہ کی نقل کرتے ہین جسکے پڑھنے سے ہمکو وہی مزہ آتا ہے جو لیے سروپا اخبار
ہند مین آجکل واقعات کے بیانات مطالعہ مین لطف آتا ہی کہ ایک چھوٹی بات اس ثقاہت سی تمام درج اور کل
ملکے بیان کرتے ہین جسکی ہجو مین لوگ ذرا بھی تامل نکرین جو اصل حقیقت حال سنا واقف ہون انگریز لکھتا ہے
کہ جب اگرہ سے عالمگیر کے سفر کا دن آیا تو مرادبخش کے تمام دوستون نے خاص کر زیادہ
شہباز خواجہ سرا نے ہر طرح کی دلائل سے سمجھایا کہ حضور کو دہلی اور آگرہ کے ہمسایہ مین اپنی لشکر کے
ساتھ رہنا چاہیے جو چرب نرم و سود بانہ چاپلوسی کی افراط مین ہمیشہ فریب دھوکہ ہوتا ہے انہون
نے بیان کیا کہ حضور خاص و عام کے نزدیک بادشاہ ہین اور آپ کی بادشاہی کو اورنگزیب بھی
تسلیم کرتا ہے تو یہ امر عاقلانہ تدبیر سے دور ہے کہ آپ آگرہ یا دہلی سے آگے چلے جائین اپنی
بھائی کو تنہا داراشکوہ کے تعاقب مین جانے دیجیے اگر اس دانشمندانہ صلاح کو مراد مان لیتا تو
اورنگزیب بڑی مشکلون اور حیرانیون مین پڑجاتا مگر اس فہمائش کا اثر ذرا بھی اسکے دل پر
نہ ہوا اسنے اپنے بھائی کے ان وعدون اور قسمون پر پورا اعتماد کیا جو انکے درمیان

قرآن پر قسم کھاکر ہوئی تھے دونو بھائیون نے ساتھ آگرہ سے دہلی کی طرف کوچ کیا۔ آگرہ سے چار
چھوٹی منزلون کو طے کرکے متھرا مین انھون نے قیام کیا۔ مراد کے ہوا خواہون نے بہت کچھ ایسا دیکھا
اور سنا کہ جس سے اُنکے دل مین شبہے پیدا ہوئی۔ ایک دفعہ پھر انہون نے کوشش کی کہ مراد کو یہ سنکر ڈرائے
انہون نے اُس سے کہا کہ ہمنے تحقیق کرلیا ہے کہ اورنگ زیب کی نیت مین آپ کی طرف سے فساد
ہے اور یقینی ایک خوفناک سازش آپ کی خرابی کے لئے ترقی پذیر ہے مختلف جگہون سے جسکی اطلاع ہمکو
آئی ہے اسواسطے بھائی کی ملاقات کو آپ ہرگز نہ جائین اور خاص کر آج کے دن تو ادھر رخ بھی
نہ کیجیے اور مصلحت یہ ہے کہ آپ اس بلا کو یون ٹالئے کہ بیماری کا بہانہ بنائیے جس سے اورنگ زیب
حسب معمول آپ کی عیادت کو خود تھوڑے آدمیون کے ساتھ ضرور آئیگا اورنگ زیب کی تزویر
و چاپلوسی و ریاکاری کے افسون سازی نے اُس نامراد شہزادہ پر ایسا اثر کیا تھا کہ ہوا خواہون کی
دلائل اور منت و سماجت کب اسکی سمجھ مین آتے تھے اورنگ زیب کو بھائی کے آنے کی توقع تھی
اُسنے میر خان اور تین چار اور امیرون کے ساتھ اپنے منصوبے کا مشورہ کیا جب مراد آیا تو بھائی
اپنی اس مقررہ قربانی کے ساتھ پہلے سے بہت زیادہ تپاک سے پیش آیا اور ایسی خوشی ظاہر کی
کہ جسکے سبب سے آنکھون سے آنسو نکل پڑے اورنگ زیب نے اپنے ہاتھ مین رومال لیکر اُسکے چہرہ کا
پسینا پونچھا اور گرد دور کی دونو بھائیون نے ساتھ بیٹھ کر ہنسی خوشی کھانا کھایا اور ظاہر مین
محبت و الفت کی باتین نہایت تپاک کے ساتھ ہوئین اور کہین بیچ مین اُنکا تار ہی نہین ٹوٹا جب
کھانے سے فارغ ہوئے تو کابل و شیراز کی مزہ دار شرابین بہت سی آئین تو اورنگ زیب اٹھا
اور مسکراکر اُس نے کہا کہ صاحب عالم تم خوب جانتے ہو کہ مین مسلمان ہون مجھکو مشکل ہے کہ
مین تمہارے ساتھ اس مے نوشی مین مزے اڑاؤن اسلئے مجھ پر لازم ہے کہ مین یہان سے
غیر حاضر ہون مگر آپ کی مصاحبت مین عمدہ آدمی ہین میر خان اور اور احباب آپ کی خدمت
مہمانداری کرینگے۔ مراد بخش کی تو عادت مین بہت شراب پینا داخل تھا جب نفیس شرابین
سامنے آئین تو اس قدر انکو پیا کہ بدمست ہوکر بے خبر سو گیا اورنگ زیب کی مراد بر آئی
کہ مراد بے ہوش پڑا سوتا تھا مراد بخش کے نوکرون کو حکم ہوا کہ وہ باہر چلے جائین

مراد کا گرفتار ہونا۔

اپنے آقا کے خواب راحت مین خلل نہ ڈالین میر خان نے دونو اسکی تلوار اور جمدھر لے لیا (جمدھر اصل مین یا ما دھار یعنی موت کا لانے والا ہے - یہ ایک چوڑا خنجر ہوتا ہے اور اسکا قبضہ پھل کے اوپر قائم الزاویہ ہوتا ہے بعض مین سہ دو لکھانا اور بعض مین لکھانا ہوتے ہین - منوچی سے پادری کیٹ رو نقل کرتے ہین کہ یہ تلوار اور جمدھر اورنگ زیب کے پوتے اعظم کے شاہزادہ محمد نے اٹھائے تھے وہ چھہ برس کا لڑکا تھا - اورنگ زیب نے اپنے سوتے بھائی کے ساتھہ یہ ایک دل لگی کی کہ بھتیجے سے کہا کہ اگر اسکی تلوار اور جمدھر اس طرح اٹھالاؤ کہ مراد جاگے نہین تو ہم تم کو ایک جواہر انعام دینگے اس لڑکے نے بڑی پھرتی سے اس کام کو کیا اور دونو ہتھیارون کو متصل کے خیمے مین لیگیا) تھوڑی دیر بعد اورنگ زیب اپنے بھائی کے جگانے کے لیے خیمہ مین آیا اور آتے ہی وحشیانہ اول اس شہزادہ کو دو تین لاتین مارین جب اُس نے آنکھین کھولین - تو اُسنے ملامت کے لئے یہ چند فقرے کہے کہ بڑی شرم اور بدنامی کی بات ہے کہ تو بادشاہ ہوکر اتنی کم ہوشیاری رکھے بھلا دُنیا کے لوگ میرے اور تیرے حق مین کیا تھوکینگے - اس کم بخت شرابی کے ہاتھہ اور پانون باندھو اور اندر لے جاؤ کہ اس بے شرمی کا سونا وہان سوئے - حکم دینے مین دیر تھی تعمیل مین دیر نہ تھی - پانچ چھہ سپاہی دوڑ پڑے اور وہ مراد کے پاؤن مین بیڑیان اور ہاتھون مین ہتکڑیان ڈال کر لے گئے وہ چیخین مارتا اور دُھائی دیتا رہا اور زور کرتا رہا - بھلا یہ تشدد مراد بخش کے آدمیون کے ظلم سے کسی طرح چھپائے چھپ نہین سکتا تھا اُسکے آدمیون نے غل شور مچایا - مگر مراد بخش کے میر آتش علی قلی نے اُسکو دبا دیا اورنگ زیب نے اسکو پہلے ہی زر دیکر اپنے ساتھہ گانٹھ لیا تھا اسکے لشکر کی فوجون مین شور و غوغا ہوا اور اندیشہ تھا کہ وہ یکایک نہ چڑھ آئین مگر رات کو جاسوس ایسے بھیجدیئے گئے تھے - جنھون نے اورنگ زیب کے واقعات کو نہایت خفیف کر کے بیان کیا کہ وہ کوئی بڑی بات نہین ہے ہم وہین تھے کہ مراد بخش نے شراب اتنی کثرت سے پی تھی کہ اپنے اختیار مین نہین رہا تھا بد کلامی کرنے لگا اسکی گالیون سے کوئی شخص نہین بچا یہانتک کہ اورنگ زیب کو اُسنے مغلظ دشنام سنائین اور وہ دنگا اور دھوم مچایا کہ کسی طرح

سنبھالے نہ سنبھلا۔ ناچار اسکو جدا بند کرنا پڑا۔ صبح کو جب رات کا نشہ اتر جائیگا تو وہ
پھر آزاد ہو جائیگا۔

اس اثنا میں بڑی بڑی رشوتیں اسکے تمام امراء عظام کو چٹائی گئیں اور بڑے بڑے وعدے
آہستے کیے گئے اور فوراً کل سپاہ کی تنخواہ بڑھا دی گئی بہت ہی تھوڑے آدمی ایسے
تھے جو پہلے ہیں جانتے تھے کہ مراد کا زوال آنے والا ہے اس لئے جب دن ہوا تو اُس
شورش کا نشان بھی مشکل سے ملتا تھا۔

جب اورنگ زیب کو اطمینان ہوا تو اُسنے اپنے بھائی کو ایک زنانی عماری میں بند
کرکے دہلی بھیجدیا کہ وہ قدیمی قلعہ سلیم گڈھ میں جو جمنا کے بیچ میں بنا ہوا ہے مقید رہے
ابٹ و صاحب کی تاریخ ہندوستان کی داستان سُنیئے جو غالباً انہوں نے کسی داستان گو
سے سُنکر لکھی ہوگی اُسکا خلاصہ یہ ہے کہ جب متھرا میں لشکر اترا تو مراد بخش نے اورنگ زیب
کو دعوت میں بلایا جب وہ آیا اور دونو بھائی کھانے بیٹھے تو شہباز خان خواجہ سرا نے
جو مراد بخش کا رازدار تھا مراد سے سرگوشی کی کہ عمدہ پوشاک میں چاک کرنے کا وقت ہے
یعنی اورنگ زیب اب سمجھ لینا چاہیئے تو اورنگ زیب جو عنوان ظاہر سے باطن کا حال
جان لیتا تھا بات کو سمجھ گیا مگر اسکو پی کر چپکا ہو گیا تو مراد بخش نے شہباز کو کہا کہ اب جاؤ
اور اس اشارے کے منتظر رہو تو اورنگ زیب نے یہ سمجھ کر کہ میرے قتل کا منصوبہ ہے تو وہ
پیٹ کے درد کا بہانہ بنا کے بہت جلد اپنے گھر چلا گیا۔ تیسرے روز یہ درد مصنوعی جاتا
رہا۔ مراد بخش نے اسکی بڑی خوشی منائی۔ بھائی نے اسکی دعوت کی۔ خوب ناچ رنگ کیا
ایک حسین عورت کو دیکھ کر مراد بخش لٹو ہو گیا اورنگ زیب نے اس وقت پابندی
اسلام کو بھی سلام کیا بھائی کو شراب پلا کے بالکل بے ہوش کیا اور اسکے امراء بھی
شراب پی پی کر بیہوش ہوئے اورنگ زیب نے مراد بخش کے ہتھیار اٹھوالئے اور اسکے
ہاتھ آہستہ آہستہ باندھنے شروع کئے مراد چونکا کچھ آدمیوں کو لاتیں ماریں تو
آدمی دوڑے مگر اورنگ زیب کی اس ڈانٹ کے بتانے سے کہ اگر مراد ذرا ہاتھ یا

پاؤن ہلائے تو اسکو ابھی قتل کر ڈالو تو یہ سنکر مراد کچھ بکا مگر پھر چپکا ہو گیا اور پاؤن بھی بند ھوالئے۔ شہباز خان جو دلی خیر خواہ تھا یون قید ہوا کہ وہ ایک خیمہ کے نیچے بیٹھا ہوا تھا کہ اسکی رسیان کاٹ دین وہ اسکے نیچے دبا اور اسکے الجھیڑے سے نکل نہ سکا گرفتار ہوا اور باقی امراء کو مسلح آدمیون نے پکڑ لیا انہون نے اورنگ زیب کی اطاعت قبول کی۔ مراد اور اسکا رفیق بحفاظت کامل آگرہ کو روانہ کئے گئے۔

ظفر نامہ مین لکھا ہے کہ ۲۲ رمضان سنہ ۱۰۶۸ھ کو اورنگ زیب نے آگرہ سے کوچ کیا بہادر گڈھ مین شوال کو ۲۴ کو سامی گھاٹ پہنچکر دو روز مقام کیا جب اسکو معلوم ہوا کہ مراد بخش نے آگرہ سے ابتک کوچ نہین کیا ہے اور ملازمان شاہی کی ایک جماعت مثل ابراہیم ولد علی مردان خان امیر الامراء وغیرہ نے مراد کی ملازمت اختیار کی اور مواجب مناصب دہ بیست و دہ پانزدہ مقرر کرتا ہے تو بہت آدمیون نے اسکی طرف رجوع کی ہے بیس ہزار سوار اس پاس جمع ہو گئے ہین اور ظاہر ہے بہ ست صورت مین منصب کی طمع مین آنکر لشکر عالمگیری سے جدا ہو گئے ہین اور اس سے جا ملے ہین اور آناً فاناً مین اسکی جماعت بہت زیادہ ہوگئی ہے تو عالمگیر مراد کی اس ترک رفاقت کو اپنی مصلحت و دولت کے خلاف سمجھا اور اپنے مدعا دلی مین خلل انداز جانا اپنے معتمد کو بھیجکر مراد بخش سے رفاقت کے ترک کرنے کی وجہ پوچھی مراد نے جواب مین اپنی ناداری کی وجہ سے فوج کی پریشان حالی بیان کی تو... اورنگ زیب نے بیس لاکھ روپیہ بھیجدیا اور کہلا بھجوایا کہ بالفعل اسکو اپنی فوج مین خرچ کیجیے اور حسب وعدہ خزانہ اور غنیمت کی تہائی بہت جلد بھیجی جائے گی۔ اور مہم داراشکوہ کے اتمام کے بعد انشاء اللہ تعالی پنجاب کابل اور کشمیر و ملتان آپکو تفویض دیا جائیگا۔ اس معاملہ مین آپ مطمئن ہین اور جلد تشریف لائیں تاکہ بالاتفاق یہ بڑی مہم جو درپیش ہے حسب دلخواہ سرانجام پائے۔

سیر المتاخرین مین لکھا ہے کہ اس فساد کی ابتداء یہ ہوئی کہ فتح کے بعد مراد نے

عالمگیر کو پیغام دیا کہ وعدہ یہ تھا کہ ملک و دولت بالمناصفہ تقسیم ہوگا اب اسکا ایفاء کیجئے
عالمگیر اس تقریر کو سنکر اسکے مقید کرنے کی تدبیر میں ہوا اور یہ جواب بھیجا کہ ابھی جنگ باقی
اور بادشاہ زندہ ہے جسکی توجہ داراشکوہ کی طرف بہت ہے اس گفتگو کا محل نہیں ہے
سلطان مراد بخش نے بالجملہ تسلی و تسکین پائی اور آگرہ سے چلا مگر اب بھی بھائی کے لشکر سے
اپنا لشکر ایک کوس پیچھے رکھتا اس طرح دونو بھائی آگے پیچھے چلتے ہوئے متھرا میں آئے تو
پہلے سے بھی زیادہ فاصلہ پر مراد نے اپنا قیام کیا۔ اولیاء دولت نے مراد کی ان
اوضاع و اطوار و حرکات و سکنات کو بیدلی و یکجہتی کے خلاف جانا اور خلوت میں
عالمگیر کو اسپر مطلع کیا کہ ایسے وقت میں کہ بڑے بڑے کام کرنے درپیش ہیں اور حسب دلخواہ
معاملہ کی صورت نہیں بگڑی ہے اور مخالفان دولت سے جمعیت خاطر نہیں ہوئی۔ مراد کی
ان اداؤں سے عالمگیر کو تردد ہوا اور مصلحت دولت کا یہ تقاضا ہوا کہ اپنے ہواخواہوں کی
خاطر کو جمع کرنے کے لئے مراد مقید کیا جاوے۔ جب رائے اس طرف ہوئی تو اول اسنے
مراد کے امراء عظام کو بڑی بڑی رشوتیں دیکر اور بڑے بڑے وعدے کر کے اپنی طرف
کرلیا اور پھر صلاح و مشورہ کے بہانہ سے مراد بخش کو اپنے گھر بلایا مگر وہ اس کے بعض
خیر اندیشوں و ہواخواہوں کے منع کرنے سے کچھ بہانہ بنا کے نہ آیا۔ اورنگزیب کے دل
میں یہ کانٹا کھٹکتا تھا اسکو جلد نکالنا چاہتا تھا۔ اسنے متھرا میں قیام کیا اسکو یوں
پھسلانا شروع کیا کہ کبھی ملاقات کا شوق ظاہر کیا کبھی معاملات ملکی میں صلاح و مشورہ
کو حیلہ بنایا۔ مراد بخش اپنی سادہ دلی سے جانے کو تیار ہوا تو اسکے نیک خواہوں نے
جو اس فریب سے آگاہی رکھتے تھے اسکو روکا اور کہا کہ ہمکو اورنگزیب کی طرف سے
اطمینان نہیں کہ وہ آپسے وفا کریگا اور پھر آپ کا پچھتانا کچھ کام نہ آئیگا مگر اس نامراد
نے انکی بات کو اس کان سے سنا اور اس کان سے اڑا دیا اور یہ جواب دیا کہ این محض وہم
است کہ بر طبیعت شما غالب گشتہ با وجود عہد و پیمان مؤکد باغلاظ ایمان ازان
حضرت این ہمہ تردد و سطوہ واہمہ را مرا بخاطر راہ دادن از طریقہ مسلمانی نباشد

یہ دن بھی یون گفتگو مین گیا اورنگ زیب نے اس معاملہ کو ادھورا چھوڑ کر آگے مہم کے
لئے سفر کرنا عقل کے خلاف جانا اور متھرا مین توقف کیا اور پھر روز کئی کئی دفعہ آدمی بھیجتا اور
پیغام دیتا کہ بڑے بڑے معاملات ایسے پیش ہین کہ انہین بغیر آپ کی صلاح و مشورہ
لینے کے مین آگے کو کچھ نہین کر سکتا آپ کی تشریف آوری کا انتظار حد سے زیادہ ہے
اگر آپ تشریف لائین تو ایک پنتھ دو کاج ہون ایک ملاقات کی مسرت دوم امور مرجوعہ
کی اصلاح کی تدابیر مراد بخش سادہ لوحی سے اورنگ زیب کے فقرون مین آگیا اور اسکو
سچا جان کر ملاقات کرنے پر رضامند ہو گیا سوم روز صبح کو سیر و شکار کے لئے صحرا مین گیا
اسکا خاص ملازم نور الدین اورنگ زیب کے ساتھ گٹھ گیا تھا گھوڑا دوڑا کر وہ سامنے سے آیا
اور عرض کیا کہ اورنگ زیب کے پیٹ مین دفعتہً شدید درد اٹھا ہے اور بستر پر لوٹ
رہا ہے اور محبت کے مارے آپ کو بار بار یاد کرتا ہے ایسی صورت مین اسکی عیادت کے
لئے جانا نہایت مناسب ہے مراد بخش سیدھا سادا آدمی مکر و فریب سے محض نا آشنا تھا۔
وہ نور الدین کو سچا جان کر جریدہ چند خدمتگارون اور خواصون کے ساتھ گھوڑا دوڑا
دار دولت مین بیاپے دار آیا۔ اورنگ زیب کے ہوشمند ملازم اس حال کے منتظر تھے استقبال
کو دوڑے دولت خانہ کے خاص خیمہ مین لے گئے اور اسکے ملازمون کو یہ کہہ کر باہر چھوڑا
کہ اندر جگہ تنگ ہے۔ . . . . اورنگ زیب نہایت تعظیم و احترام سے پیش
آیا اور بہت اپنی بشاشت و مسرت دلی ظاہر کی اور خلوت کدہ مین لے گیا اور کہا
کہ آپ کی حاضری کا وقت آگیا ہے وہ تناول کیجئے اور قیلولہ فرمائیے۔ استراحت
کے بعد معاملات سلطنت مین فراغ خاطر سے گفتگو اور مشورہ کیا جائیگا۔ مراد بخش کھانا کھا کر
پلنگ پر لیٹ گیا اور اپنی سادہ لوحی سے بے تکلف بے سوچے سمجھے ہتھیار کھول کر ایک کونے مین
رکھ دیئے اور سو گیا۔ اورنگ زیب یہ دیکھ کر کہ سارا کام ٹھیک ہو گیا استراحت کے بہانہ سے
حرم سرا مین چلا گیا۔ ایک کنیز اندر سے آئی اور اسکے تلوار اور ہتھیار اٹھا کر لے گئی اور شیخ میر
اور بعض اور لوگ جو اسی کام کے منتظر تھے اور اب کوئی حالت منتظرہ باقی نہ تھی۔

خوابگاہ مین آن گھسے انکے پاؤن کی آہٹ سے اورشمشیر کی صدمے سے اُس کی
آنکھین کھلین تو ایک نیا عالم دیکھا متحیر ہوکر کھڑا ہوا اور جب اپنے ہتھیارون کا پتا نہ پایا تو اب
سمجھا کہ معاملہ کیا ہے ٹھنڈی سانس بے یاس ہوکر کھینچنے لگا اور بولا کہ مجھ جیسے ریت اخلاص
اورصاف باطن کے ساتھ ایسا کیا اور درست عہدو پیمان جنکا ضامن طرفین مین قرآن شریف
تھا اسکا حق یہ بجالائے۔ یہ سُنکر حضرت اورنگ زیب نے پردہ کے پیچھے سے ارشاد فرمایا
کہ برادر عزیز چونکہ تم سے ان دنون مین کچھ ایسی باتین سرزد ہوئین جنسے فتنہ و فساد اور خلقت و
ملک کی بربادی کا گمان ہوتا تھا اور چند احمق اور شریر لوگون کے بہکانے سے جو کہ تمہارے
گرد و پیش جمع تھے تمہارے دماغ مین کچھ ایسا غرور اور نخوت سما گئی تھی کہ عقلمند و سمجھدار
لوگون کو ملک کے امن و امان مین خلل پڑنے اور سلطنت کے انتظام مین فتور آجانے کا یقین
ہوگیا اسلئے تمہارے مزاج کی اصلاح اور ملک و سلطنت کی مصلحت کے لئے کچھ دنون تمکو
گوشۂ عافیت مین بٹھانا اور زمانہ کی کشمکش سے اور کن مکن کے دردسر سے چھوڑانا لازم
ہوا اور خدا نہ کرے کوئی ایسا امر کہ جو آپ کی پیاری جان کے اندیشہ کا باعث ہو
میرے دل مین نہین ہے اور خدا کا شکر ہے کہ اس عہدو پیمان مین جو آپ کے ساتھ کیا
گیا ہے کسی طرح کا خلل و فتور نہین آیا اور تمہاری جان عزیز خدا کی ضبط و حمایت مین ہے
پس مقتضائے عقل یہی ہے کہ اسکو اپنے لئے موجب بہتری سمجھکر حزن و ملال کو طبیعت
مین جگہ نہ دیجئے ع درطریقت ہرچہ پیش سالک آید خیر اوست + بمقتضائے
(عسیٰ ان تکرھوا شیئاً وھو خیر لکم) جس شی کو تم مکروہ جانتے ہو
عنقریب وہ تمہارے لئے خیر ہے۔

اس واقعہ کی تفصیل مین مورخون کا اختلاف ہے مگر نفس معاملہ مین اتفاق ہے
اورنگ زیب نے جو دلائل اس بھائی کی گرفتاری کی خود بیان مین لکھی ہین انسے اسکی
نہایت عاقلانہ تدابیر معلوم ہوتی ہین۔ یون اسکی باتین بڑی مکر و فریب کی معلوم
ہوتی ہین لیکن یہ ملکی اخلاق مین وہ حسن اخلاق مین داخل ہے۔ ہر بادشاہ اپنا فرض

سمجھتا ہے کہ مدعی سلطنت کو اسطرح ٹھکانے لگائے کہ ملک کو اسکے فتنہ سے بچائے۔
اورنگ زیب نے بھی یہی کیا مگر تدبیر و تزویر سے جو خونریزی سے ہزار درجہ بہتر ہے
سلیمان شکوہ کے پاس سے علحدہ ہوکر یہ امرا آئے راجہ جیسنگہ اور رای سنگہ اُس کا برادرزادہ راجہ سبحان سنگہ
و سید فیروز خان بارہ اور بڑے بڑے امیر راجہ کے ساتھ آئے۔ راجہ جے سنگہ مثل اور راجپوت
راجاؤن کے دارا شکوہ کا اسلئے طرفدار تھا کہ اسکے خیالات مذہبی وسیع تھے اور ہندوؤن کے
حق مین اچھے تھے سوا اسکے استحقاق سلطنت بھی اسکے نزدیک دارا کا تھا وہ مرزا شجاع سے لڑنیکو
بے تامل چلا گیا مگر اورنگ زیب سے لڑتے ہوئے اس سبب سے اسکو شرم آتی تھی کہ وہ بلخ میں تو ان کا اسکے
ساتھ لڑائیون مین شریک رہا تھا وہ اسکی لیاقتون اور حکمتون سے ماہر تھا سوا اسکے اب سلطنت
کا تخت اسکے قدمون کے تلے تھا اب اُسسے لڑنے کے لئے راجہ کا قدم کیسے اُٹھتا غرض اسنے
اپنی صلاح و فلاح اسی مین دیکھی کہ نوجوان پچیس برس کی عمر کے شہزادہ سلیمان شکوہ کو چھوڑ کر
اورنگ زیب پاس آگیا۔ مرادبخش کے رفقا مین سے اورنگ زیب پاس یہ امرا آئے۔
ابراہیم علی خان پسر علی مردان خان۔ کنور لعل سنگہ اسی برادرانا۔ قطب الدین خوشگی و راجہ دیبی سنگہ
بندیلہ سید حسن ولد سید دلیر خان و سید منصور بارہ و رحمت خان و دلدار بیگ اور اسکا بھائی و منجملہ
بیجاپوری و محمد عابد نیلا وری و منوہر داس پسر غریب داس سیسودیہ اور بعض ویسے سردار
علی قلی بیگ و میر فتاح اور میر مہدی میر سامان اور تمام عمدہ نوکر۔
بخشیون کو اورنگ زیب نے حکم دیا کہ مرزا مراد کی سپاہ اگلی پچھلی جو بیس ہزار کے قریب ہے
اسکو ملاحظہ کرائیں ان سب کو اُسنے اپنی سپاہ کا ضمیمہ بنالیا اور اُنکے افسرون کو بڑے
بڑے منصب دیدئے۔
دارا شکوہ کو اپنی بادشاہی کی دھن چلی جاتی تھی جب وہ دہلی سے لاہور بھاگا تو راہ مین
سہرند مین چند روز قیام کیا۔ یہان کی مہمات کا نظم و نسق راجہ ٹوڈرمل کو سپرد ہوا جب اسنے
یہان دارا شکوہ کے آنے کی خبر سنی تو وہ دوراندیشی و پیش بینی کرکے کہیں جنگل مین بھاگ گیا
دارا نے اسکے ذخیرون کی تلاش کے لئے آدمی مقرر کئے اسکا مال بیس لاکھ روپیہ کا بعض جنگلون

اورنگ زیب کا تخت سلطنت پر بیٹھنا اور دارا شکوہ و سلیمان شکوہ کے لئے لشکر بھیجنا اور خود پنجاب کی طرف جانا اور ستلج سے پار ہونا۔

مدفون تھا وہ آدمیون کی نشان دہی سے نکال لیا اور اسپر متصرف ہوا۔ یہان سے لاہور
کو روانہ ہوا جو اسکی جاگیر مین تھا۔ جب ستلج کے کنارہ پر آیا تو گذرون کی کشتیون کو جمع کیا۔
انمین سے بعض کو ڈبویا بعض کو توڑا۔ اُسنے سوچا کہ برسات کا موسم ہے اور کیچڑ پانی کی
کثرت سے راہون مین اورنگ زیب کا لشکر چل نہ سکیگا اور ستلج کہین اپنی طغیانی کے سبب
پایاب نہین اور کشتیان ناپید ہین۔ گذر تلون پر اپنے عمدہ نوکر داؤد خان کو لشکر کے ساتھ
مقرر کیا کہ کچھ دنون اورنگ زیب کے لشکر کے صدمون سے بچے۔ جبتک برسات ختم نہ ہوگی
اورنگ زیب پنجاب مین نہ آسکے گا۔ اس عرصہ مین لاہور مین خزاین پادشاہی اور اپنے اموال
پر جو ایک کروڑ روپیہ کے قریب ہے اور قورخانہ و توپ خانہ پر اور کارخانون پر اور
اسباب تجمل پر اور ادوات نبرد و پیکار پر متصرف ہوکر اپنی اصلاح حال فارغ البال
ہوکر کریگا۔ لشکر و سپاہ جمع ہو جائیگی دوبارہ اورنگ زیب سے محاربہ خوب ہوگا۔ مگر وہ اس سے
غافل تھا کہ یہ اسکی حکمت اورنگ زیب کے آگے نہ چلیگی وہ اسکو پنجاب مین اسباب جنگ کو
نہین جمع کرنے دیگا اور پنجاب سے باہر نکال دیگا پہلے تو اُسنے امیرون کو بھیجا تھا۔
اب آپ خود پنجاب جانے کا ارادہ اُس نے کیا اگرچہ برسات کا موسم تھا لشکر کا رستہ
چلنا دشوار تھا پھر دریاے ستلج سے پار جانا اور بھی مشکل تھا اور اس سال مین اسنے اور
لشکر نے بھی معرکہ آرائیون مین مشقت شاقہ اُٹھائی تھی اور بڑی بڑی مسافتین طے کی تھین
مگر اُس نے اس یورش کا عزم کیا اور کچھ اسکا خیال نہین کیا کہ سپاہ کچھ دنون آرام کرے
اور مین خود آسایش کرون اور (فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ) پر خیال کرکے
پنجاب کا قصد کیا۔

اورنگ زیب کی اورنگ نشینی کی تاریخ پچیسوین روز جمعہ غرہ ذیقعدہ مقرر کی تھی۔
اب اتنی فرصت نہ تھی کہ وہ شاہجہان آباد مین داخل ہوتا اور اپنے خاندان کی رسم
اور آئین کے موافق تخت نشین ہوتا اسلئے باغ اعز آباد مین ساعت مقررہ مین تخت سلطنت
پر بیٹھا اور سکہ و خطبہ کو جلوس ثانی پر موقوف رکھا اُس نے دارا شکوہ کی استیصال کے عمال

کے سبب سے ان مراسم کے ادا کرنے کا خیال نہیں کیا۔

عالمگیر نے دارا شکوہ کے تعاقب میں بہادر خان کو لشکر کے ساتھ بھیجا تھا اب اور لشکر کو خلیل اللہ خان سپہ سالار بنا کے ۲۲ ذیقعدہ کو بھیجا کہ وہ بہادر خان کے لشکر سے ملے اور دونوں لشکر یکجا جمع ہوکر آب ستلج کے کنارہ پر پہنچیں اور وہان اسکے آنے تک ٹھیرے اور دریا سے عبور کرنے کی تدابیر میں مشغول ہوں اور گذروں کو تحقیق کریں اور اس طرف کے حالات کو معروض کریں۔

عالمگیر نے جب یہ سنا کہ سلیمان شکوہ سری نگر سے اتر کر ہردوار کی طرف آیا ہے اور اسکے اپنے اور اسکے باپ کے نوکر ساتھ ہیں جو باقی رہے تھے اور اسکا ارادہ ہے کہ اگر ہو سکے تو لوریہ اور سہارنپور کی راہ سے جاکر باپ سے ملجائے تو اسنے امیر الامرا کو ایک لشکر کے ساتھ ہردوار روانہ کیا کہ وہ سلیمان شکوہ کا آب گنگ سے عبور کرنے کا سد راہ ہوا اور ایک اور لشکر بھی بسرکردگی شیخ میر روانہ کیا کہ اگر سلیمان شکوہ پار گنگ سے عبور کر آئے تو اسکو دریائے جمنا پر روکے جب یہ سلیمان شکوہ کے سد راہ ہونے کے لئے لشکر روانہ ہو چکے تو عالمگیر پنجاب کو روانہ ہوا۔ ابھی گرد سفر اسکے چہرہ سے نہ اتری تھی۔

نمد زین لشکرکشان هنوز تر	عرق ناک اسپان لاغر هنوز
نیاسوده از بار جبه تنے	نرسته هم از رنج ره توسنے

۷ ذیقعدہ کو بادشاہ باغ اعز آباد سے روانہ ہوا۔ ۱۴ کو بادشاہ کرنال میں آیا یہاں آگے برسات کے سبب سے پنجاب جانے کی راہ نہایت خراب تھی اسلئے بادشاہ پرگنہ رودین کہ ستلج کے کنارہ پر ہے گیا بہادر خان کی عرضداشت سے معلوم ہوا کہ لشکر شاہی ستلج سے پار اتر گیا جسکی مجمل کیفیت یہ ہے کہ خلیل اللہ خان سے پہلے بہادر خان دارا شکوہ کے تعاقب میں روانہ ہوا تھا جب اسنے سنا کہ گذر تلون پر دارا شکوہ نے داؤد خان کو مقرر کیا تھا مگر اسکو بعض مطالب کے لئے لاہور بلا لیا ہے تو اس نے اس دریا سے عبور کرنے کا ارادہ کیا گذر تلون پر تو مخالفوں کی جمعیت بہت تھی وہان سے لشکر کا عبور ہونا مشکل تھا وہ زمینداروں کی رہنمائی و مشورہ سے گذر روپڑ سے اتر گیا جو تلون سے دائیں طرف اوپر کی جانب ہے اس لئے

اُس نے بادشاہ کے حکم سے دارالخلافہ شاہجہان آباد سے کشتیوں کو پکڑوں میں لا دلیا تھا۔
یہ کشتیان تھین کچھ اور زمینداروں نے جمع کردین کل بیس کشتیان تیار ہوئین ۱۲ ذیقعدہ کو
پار جانے کا ارادہ کیا اور خلیل اللہ خان کے لشکر کا انتظار نہ کھینچا۔ پہر رات باقی ہوگی کہ دریا
جنگ کے ارادہ سے اُسنے اپنے آٹھ سو آدمیوں کو کشتیوں میں بٹھا کر پار اُتارا۔ سپاہی
کشتیوں سے اُترے اور توپخانہ کو پیش رو کرکے مخالفوں کی طرف چلے جو بے خبر پڑے تھے
اور اُن پر حملہ کیا وہ رعب میں آ گئے نہ لڑ سکے فرار ہو گئے لشکر شاہی نے دریا کے پار اپنے مورچے
جمائے اور مخالفوں کی جگہ پر بہو پنچے بھگوڑے بھاگ تلون میں اپنے لشکر سے جا ملے یہان کا
لشکر بھی ڈر کر سلطان پور کو بھاگا اور اس طرح گھاٹوں پر جا اور فوجین بیٹھی تھین بھاگ گئین
اور سلطان پور میں جمع ہوئین اور داراشکوہ کو یہ سارا حال لکھا بہادر خان کے عبور ہونے
کی خبر بادشاہ سنکر بہت جلد روبہ ہوا میں آیا اور لشکر کو پار اُتارا ——
داراشکوہ کو ۷ رمضان کو شکست ہوئی تھی۔ ۱۵ رمضان کو سلیمان شکوہ کو الہ آباد
سے تین منزل پر نواحی کڑہ میں باپ کی اس شکست کی خبر پہنچی اول شاہجہان کا اور پھر دارا شکوہ
کا فرمان آیا اس میں اس شکست کا اور عالمگیر کی فتح کا حال مفصل لکھا ہوا تھا لشکر میں اس
خبر کے منتشر ہونے نے اسکی جمعیت میں تفرقہ ڈالا۔ شاہجہان کو اب تک داراشکوہ کے احوال پر
توجہ چلی جاتی تھی اور اسے جو دارا کہتا تھا وہ کرتا تھا اسکے کہنے سے شاہجہان نے سلیمان
کو لکھا کہ اپنے باپ کے نوکروں کو اور اپنے لشکر کے ساتھ دہلی چلے جاؤ۔ اور باپ سے ملجاؤ اسی
مضمون کا رقیمہ داراشکوہ نے اسکو لکھا اور امرا اور اعیان لشکر کے نام استمالت نامے آئے
کہ وہ سلیمان شکوہ کی ہمراہی اور رفاقت کرین سلیمان شکوہ نے گھبرا کر راجہ جینگہ کو بلا کر مشورہ
لیا بمقتضاء اَلْمُسْتَشَارُ مُؤْتَمَنٌ۔ راجہ نے کہا کہ صلاح یہی ہے کہ سپاہ جو ساتھ ہے اسکو لیکے
بلا توقف دہلی جاؤ اور باپ پاس پہنچ جاؤ اور اگر یہ نہین ہوسکتا تو الہ آباد کو مراجعت کرو
اور جب تک کہ باپ کا حال معلوم ہو وہان ٹھہرے رہو جب سلیمان شکوہ نے راجہ کو رفاقت
اور ہمراہی کے لئے کہا تو اُسنے صاف جواب دیا کہ مین ہمراہ نہین جاؤنگا اور نگ عالمگیر

پاس جاؤنگا راجہ اپنی منزل مین رہا اور پھر اُسکے پاس نہ گیا۔ دوسرے روز دلیرخان سے سلیمان شکوہ
نے مشورہ لیا دلیرخان نے یہ رائے دی کہ الہ آباد کو مراجعت کیجیئے اور دریاے گنگ سے عبور کر کے
شاہجہان پور جائیے۔ وہ آپکے اتالیق بہادرخان کا آباد کیا ہوا ہے وہ افغانون کا وطن
ہے وہان افغانون کی اقوام کی اور ادہرون کی سپاہ جمع کیجیے پھر جو صلاح وقت و مقتضاے حال
ہو عمل مین لائیے میری یہ بھی عرض ہے کہ اگر میری صوابدید پر عمل کیجئے گا تو مین آپ کی رفاقت
وہمراہی کرونگا اور جہین اپنا رستہ لونگا۔ سلیمان شکوہ نے اس تدبیر کو منظور کیا دوسرے
روز الہ آباد جانے کا قصد کیا جب راجہ جیسنگہ کو اسکی خبر ہوئی جو دلیرخان کا بڑا دوست تھا
اُس نے دوستانہ نصیحت . . . کی کہ کیون احمق بنا ہے اور اپنے خان ومان کو برباد کرتا
ہے میری ساتھ بادشاہ پاس چل۔ کس جاہل کے ساتھ بے حاصل ہمراہ ہوتا ہے۔ دوسرے روز
جب سلیمان شکوہ نے دلیرخان کی رائے کے موافق الہ آباد کی طرف کوچ کیا تو دلیرخان نے معذرت
کی۔ راجہ جیسنگہ کے ساتھ رہا اسی طرح اور بندہاے شاہی نے اسکی ہمراہی کو ترک کیا اور اس کے
ساتھ کوچ نہ کیا اسکے باپکے نئے نوکر جنکے وطن اسی جانب مین تھے اس خبر کو سنکر متفرق ہوکر
اپنے وطنون کو چلے گئے۔ سلیمان شکوہ پاس جتنے آدمی رہ گئے تھے انکی ساتھ دہلی جانے کا ارادہ
کیا مگر بہادرخان اُسکے اتالیق نے اس تجویز کو نہین پسند کیا اسکو الہ آباد جانے کی صلاح دی
ناچار وہ باقی بیگ اور سید صلابت خان بارہ کے ساتھ الہ آباد کو چلا۔ اب اسکے ساتھ اپنا اور
باپکے نوکر چھہ ہزار سوار تھے انکے ساتھ الہ آباد مین آیا اور سات روز یہان ٹھیرا۔ ہر روز صلاح
ومشورہ ہوتا اسکے ہمراہیون مین سے ہر فرقہ جدا ایک تدبیر بتاتا۔ ایک جماعت کی راے
یہ تھی کہ الہ آباد مین قیام کیجیے اور اسکی حدود اور پٹنہ کو اپنے تحت مین لائیے اور خود سری کیجیے
ایک گروہ یہ صلاح دیتا تھا کہ پٹنہ مین چلیئے اور شجاع سے صلح والفت کا ڈول ڈالیئے اور
اُسکے اتفاق واعتضاد سے کام بنائیے۔ سادات بارہ کی ایک جماعت جنکا وطن میان
دواب تھا کہتے تھے کہ ہمکو چاہیئے کہ چاندپور اور بندینہ (نگینہ) کی طرف چل کر دریا پار
جائین اور نواحی پور یہ اور سہارنپور سے جمنا پار ہون اور یون پنجاب مین جائین ۔

بر اے بعد گفتگو و بحث کے سلیمان شکوہ کو پسند آئی اموال زوائد و کارخانجات اور کچھ اہل حرم
کو قلعہ الہ آباد مین چھوڑا۔ سید قاسم بارہ کو قلعہ کی حراست سپرد کی گنگ سے عبور کیا اور منزلین
طے کرنی شروع کین ہر منزل مین اوسکے اور باپکے نوکر اس سے جدا ہوتے جاتے تھے اور روز بروز
اسکی شوکت و جمعیت کی سلک منتشر ہوتی تھی لکھنؤ سے گذر کر بہ گستہ ندینہ مین آیا جو بیگم صاحب کی
اقطاع مین تھی اُسنے سُنا کہ یہان تحصیل کا روپیہ موجود ہے۔ کروری سے اُسکو وصول کرنا
چاہا وہ بھاگ کر اپنے گھر مین چھپا۔ سپاہ نے جا کر اسکا گھر گھیرا اور اسکو پکڑا دو لاکھ روپیہ وصول
کیا جو بیگم صاحب کا تھا۔ کروری کو مقید کیا۔ سید صلابت خان بارہ جو اُسکے ہمراہیون مین
تھا وہ بھی جدا ہو کر عالمگیر پاس چلا گیا سلیمان شکوہ جس گذر سے عبور کرنے کا قصد کرتا تھا۔
اُسکے آنے سے پہلے اس طرف سے کشتیان اسطرف لے جاتے تھے یہین وہ دریا پار نہ جا سکا تو
ناچار مراداباد کے پاس سے گذر کر چاندی مین آیا جو ہردوار کے محاذی ہے اور ولایت سری نگر
کی سرحد کے قریب ہے بھوانی داس دیوان بیوتات کو دارا شکوہ نے پہلے زمیندار سری نگر پاس بھیجا
تھا اور وہ سلسلۂ ارتباط کا محرک ہوا تھا اور کوہستان کی راہون سے واقف تھا اُس کو۔۔
سلیمان شکوہ نے مرزبان مذکور پاس بھیجا اور کشتیون کے سرانجام کرنے کے لئے اور دریا سے
عبور کرنے کے واسطے استعانت و امداد کا خواستگار ہوا۔ اور چند روز جواب کے انتظار مین یہان
ٹھیرا اس اثنا مین امیر الامرا فدائی خان اور سارا لشکر جو شاہجہان آباد سے اُس کے
روکنے کے لئے روانہ ہوا تھا وہ گنگا کے پار چاندی کے قریب آیا جہان سلیمان شکوہ ٹھیرا ہوا
تھا دریا کے پار لشکر شاہی کا سامان سلیمان شکوہ نے دیکھا تو جانا کہ مجھ مین اب اُسسے لڑنے کی کہان
تاب و توان ہے ناچار پہاڑون مین ٹکراتا ہوا کانہ تال مین جا کر ٹھیرا جو ولایت سری نگر کی
سرحد ہے زمیندار سری نگر کے پاس جب بھوانیداس گیا تو اُسنے اپنے آدمیون کو بھیجا تھا وہ
سلیمان شکوہ سے ملے اور اسکو پہاڑون مین لے گئے جب وہ سری نگر سے چار منزل پر پہنچا تو
سری نگر کا مرزبان سلیمان شکوہ سے ملا اور اُس نے کہا کہ میری پاس تھوڑی سی جگہ ہے
آپکے ساتھ جو لشکر ہے اسکی گنجایش اس مین کہان ہے سوار از زین گھوڑے ۔ ہاتھی اور اونٹ

راہ عبور بند ہی اگر یہان رہنے کا ارادہ حضور کا ہو تو سپاہ کو رخصت کیجیے اور اہل و عیال اور
چند نوکرون کے ساتھ سری نگر چلیے اس وقت باقی بیگ مخاطب بہ بہادر خان بھی سلیمان شکوہ
سے جدا ہو کر دنیا سے رخصت ہو گیا سلیمان شکوہ ایک حرکت بیجا یہ کر بیٹھا کہ کردری پرگنہ
ندینہ کو جو ایک سید مظلوم بیگناہ قیدی پا بزنجیر ساتھ تھا اسکا خون اپنی گردن پر لیا۔
غرض سات آٹھ روز وہ یہان ٹھیرا رہا جسطرح سے زمیندار سری نگر نے اسکو جانے کے
لئے کہا تھا اس مین وہ متردد و متفکر تھا اور ہر روز صلاح و مشورہ کرتا تھا سلیمان شکوہ
اور شکوہ کے نوکر اپنی خیریت اسمین جانتے تھے کہ کسی طرح اس سے جدا ہو جائین وہ اسی گھات مین
لگے رہتے تھے انہون نے دیکھا کہ یہان کا زمیندار اور اسکے آدمی موجود ہین جنکے ہاتھ مین یہان
ساری راہین اور درے ہین وہ سری نگر مین پہاڑون کے چکرون مین جا کر کیون پھنسین
سب نے متفق ہو کر یہ مصلحت دیکھی کہ سلیمان شکوہ کو سری نگر جانے سے باز رکھین اور حسن تدبیر و
لطائف الحیل سے ان پہاڑون سے اُسے نکال کر ہندوستان کی زمین وسیع مین لے جائین
جہان ہمارے جدا ہونے کا کوئی مزاحم و مانع نہ ہو۔ سردارون نے اتفاق کر کے سلیمان شکوہ
کو سمجھایا کہ یہان کا زمیندار جس طرح جانے کے لئے کہتا ہے وہ حزم و احتیاط سے خلاف ہے
بہتر یہ ہے کہ جس راہ سے آئے ہین اسی راہ سے الہ آباد چلین مزید ترغیب کے لیے سید قاسم قلعہ دار
الہ آباد کا خط بنا کر دکھلا دیا جسکا مضمون یہ تھا کہ شجاع ایک لشکر عظیم کے ساتھ بنگالہ سے
اس جانب روانہ ہوا ہے عنقریب وہ یہان آتا ہے بہتر یہ ہے کہ تم پھر کر الہ آباد مین آ جاؤ اور اسکے
ساتھ اتفاق کر کے جو صلاح حال و مرکوز خاطر ہو اُسپر عمل کرو اس سمجھانے سے سلیمان شکوہ
نے سری نگر جانے کا قصد چھوڑا اور کوہستان کے زمیندار سے عذر کیا اور کچھ جواہر اور
مرصع آلات اور ایک ہاتھی اسکو دیا جس راہ سے آیا تھا اُسی پر الہ آباد کی طرف چلا۔
جب ندینہ مین آیا تو اسکے آدمی جنہون نے اپنی صلاح کار دیکھ کر یہ توطیہ بنایا تھا۔
اور وہ جدا ہونے شروع ہوئے سلیمان شکوہ کے ساتھ صرف سات سو سوار رہ گئے
اور وہ بھی بھاگنے کی فکر مین تھے۔ اب سلیمان شکوہ نے دیکھا کہ اس قلیل سپاہ کے ساتھ الہ آباد

پہنچنا دشوار کیا بلکہ ناممکن ہی تو وہ سری نگر کے چلے آنے سے پشیمان ہوا - اور پھر اسی طرف چلا - اب باقی ماندہ آدمیون مین سے بھی اسکے ساتھ اسد کاشی و تاج نیازی و بہادر لوحانی و سید احمد برادر سید قاسم بارہ و محمد شاہ کوکہ اور چند آدمی اور دو سو سوار رہ گئی مرادآباد مین قاسم خان تیول دار ہو کر بادشاہ کی طرف آیا تھا جب اس نے سنا کہ شاہزادہ سری نگر کی طرف جاتا ہے تو وہ پیچھے جھاڑ کر اسکے گرفتار کرنے کے درپے ہوا - اور اسکے پکڑنے کے لئے چارون طرف سے لشکر شاہی آن پہنچا اب اسکا اور بھی ساتھ چھوڑ کر چلے گئی - محمد شاہ کوکہ اور سترہ آدمی باقی رہے - پہاڑی آدمی اسکو غیر متعارف راہون سے رہبری کر کے سری نگر لے گئے زمیندار نے اسکو پہاڑ کے اوپر اپنی ولایت مین رکھا - شاہزادہ پاس کچھ جواہر و مرصع آلات و اشرفیان تھین خافی خان نے لکھا ہے کہ اس مال کی طمع مین زمیندار سری نگر نے شاہزادہ کو بطور قیدیون کے نظربند رکھا -

اب شاہزادہ کا باقی حال آگے لکھا جائیگا

دارا شکوہ ۱۲ شوال سنہ ۶۸ کو لاہور کے باغ فیض بخش مین ۱۲ کو شہر مین اور ۱۷ کو قلعہ مین آیا - عزت خان اس صوبہ کا حاکم تھا جب دارا شکوہ اکبرآباد سے بھاگا ہے تو اس نے اسکو لکھ بھیجا تھا کہ لشکر کے سرانجام اور توپخانہ کا سامان کرنے مین جسقدر کوشش ہو سکے وہ کرے اور خود بھی اس وسیع صوبہ لشکر خیز کے اطراف مین اور اسکے حدود و نواحی مین استمالت نامے ملاطفت آمیز رعایت و احسان کے عدہ پر مبنی انکو بھیجکر کہ وہ اس مرزبوم کی ہر قوم و قبیلہ کے سپاہیون کو میری نوکری کی ترغیب دین اور اسکی اقطاع مین جو پنجاب و ملتان و بھکر تھے انکے زمیندارون و فوجدارون اور کومکیون کو اور پٹاور و کابل کے حاکم مہابت خان کو خلعت بھیجکر نزدیک اور دور کے آدمیون کی دعوت اپنی طرف کی خافی خان نے تو اس کام مین شاہجہان کو بھی شریک کر لیا اور ایک نامہ شاہجہان کی طرف سے مہابت خان کو لکھا ہوا نقل کیا ہے جسکے مضمون کا خلاصہ یہ ہے کہ نمک حرامون کے ہاتھ سے جو صدمہ میری سلطنت کو پہنچا وہ تم نے سنا ہی ہوگا - میرا مظلوم بیٹا

دارا شکوہ شکست پاکر لاہور مین گیا ہے تم مہابت خان کے خلف الصدق ہو یعنی مہابت خان
ثانی ہو تم میرے بڑے مخلص درست اعتقاد ہو اسلئے مین اپنا درد دل بیان کرکے امید
رکھتا ہون کہ تم اسکا تدارک کروگے۔ تم اُس بڑے باپ کے بیٹے ہو جسنے جہانگیر کو خراسانیون
کے ہاتھ سے رہائی دلائی اور مجھے بادشاہ بنایا اب اس سے بھی زیادہ مشکل ایک معاملہ پیش آیا ہے
کوئی شخص اسکا متکفل سوا تمہارے نہین ہو سکتا میرا دارا شکوہ لاہور مین ہے وہان خزانہ
مین کمی نہین ہے اور کابل مین آدمی اور گھوڑے بہت ہین تعجب ہے کہ تو گوشہ نشین ہے اور
لشکر کے ساتھ عزیمت نہ کرے اور لاہور مین پہنچکر دارا شکوہ بابا کی مدد و رفاقت نہ
کرے اور صاحب قران ثانی زندانی کو قید سے نہ نکالے ؎ این کار از تو آید و مردان
چنین کنند ✤ مینے اپنے فرزند ارجمند کو لکھا ہے کہ اپنے تئین بالکل تجھے حوالہ کرے اور
تجھ سپہ سالار کی اطاعت مین اپنا حال و مآل جانے۔ مکرر لکھا جاتا ہے کہ مہابت خان کو
یہ بات کب پسند ہوگی کہ صاحب قران ثانی زندانی اقسام بلا مین گرفتار ہو اور ایک
شخص دام تزویر مین ایک عالم کو رام کرکے تخت خلافت پر کامرانی کرے اگر اس حال
سے عمدۃ الملک اغماض کرے فردای قیامت دست من و دامن او۔ دارا شکوہ نے
لاہور مین داخل ہوکر سرکار خاصہ شاہی کے خزانے پر اور قور خانے و توپ خانے اور اور
کارخانون پر قبضہ کیا۔ سپاہ و لشکر پر دولت کا دروازہ کھولا۔ ایسا روپیہ بیدریغ
دیا کہ اسکے پاس تھوڑی مدت مین بیس ہزار سوار جمع ہوگئے اور کچھ بندہاے پادشاہی
بھی اسکے ساتھ ہوگئے جیسے کہ راجہ راجروپ زمیندار کوہستان جمون سنجر خان فوجدار
بھیرہ و خوشاب غرض یہ دولت روز بروز دارا شکوہ کی جمعیت کو بڑھاتی تھی۔ وہ
خفیہ استمالت نامے امراے صوبجات و راجپوتون و رئیسون کو انکے وطن مین بھیجتا تھا کہ
وہ عالمگیر سے سرکشی کرین۔ داؤد خان کو پانچ ہزار سوار اور توپخانہ اور بہت سے سامان
دیکر ستلج کے کنارہ پر بھیجا تھا کہ گذرگاہون کو استحکام دے جب بادشاہ کے آنے کی خبر ہوئی
تو عزت خان و مصاحب بیگ کی ہمراہ ایک اور تازہ سپاہ گذرگاہ کی طرف بھیجی اور

دریا کے کنارہ پر جا بجا تعین کئے۔ اب سب سے بڑی یہ حکمت کی کہ اُس نے مرزا شجاع کو
جس سے لڑائی تھی اپنی طرف کرنے کے لئے خطوط ملاطفت آمیز لکھے اور یہ تجویز ٹھیرائی کہ مین
پنجاب مین لڑائی پر آمادہ ہوتا ہون وہ بنگالہ سے الہ آباد پر عزیمت کرے اور اس بات
پر قول و قسم ہوئی کہ جب ملک فتح ہوجائے تو اس مین آدھا آدھا مساوات کے ساتھ
تقسیم ہوجائے۔ داراشکوہ کا منتر شجاع پر چل گیا وہ اس بات پر راضی ہوگیا جسکا
بیان آگے ہوگا۔

یہ ایک عجیب بات تھی کہ داراشکوہ اسباب جنگ سپنر و سامان مقدمات نبرد و پیکار
مین کوشش کرتا تھا مگر اورنگ زیب سے شکست کھاکر ایسا خوف زدہ ہوگیا تھا کہ اُس سے
لڑنے سے ڈرتا تھا اُسکا ارادہ یہ تھا کہ ملتان کی راہ سے قندھار کو بھاگ جائے
اسلیے وہ کشتی و بار برداری کا سامان کرتا تھا جب آدمیون نے اپنی فراست سے یہ عزیمت
اسکی دریافت کی تو لوگ اُس سے جدا ہونے شروع ہوئے چنانچہ راجہ راجروپ نے
جب یہ دیکھا کہ داراشکوہ بھاگنے کو ہے تو وہ یہ بہانہ بناکے جدا ہوگیا کہ مین اپنے وطن
مین سپاہ و لشکر کا سرانجام کرونگا اور وہان کے زمیندارون کی استمالت قلوب
ہمنے پہلے لکھا ہے کہ خلیل اللہ خان و بہادر خان مع لشکر کے ستلج سے پار چلے گئے
تھے جب داراشکوہ کو اسکی خبر ہوئی تو اُس نے اپنے سردارون کو جو اور گذرون
سے بھاگ گئے تھے لکھا کہ سلطانپور مین توقف کرین اور داؤد خان کو گذر تلونڈی سے
اپنے پاس داراشکوہ نے بلالیا تھا اسکو مع لشکر کے لاہور سے آب بیاہ (دریای بیاس)
کے کنارہ بھیجا اور یہ تجویز کی یہان جاکر اگر عالمگیر کے لشکر سے لڑنا دریا سے پار جاکر
مصلحت ہو تو پار جائے اور وہان کے لشکر کو اپنے ساتھ لیکر دشمن کی مدافعت کرے
اور نہین تو دریا کے اس طرف توقف کرکے پار کے لشکر کو اپنے پاس بلالے اور پھر جنگ پر آمادہ
ہو اور حقیقت حال سے مجھکو اطلاع دے داؤد خان بہت جلد گذر گوبندوال پر آیا
اور عالمگیر کے لشکر کا حال خوب دریافت کیا تو اسکی دانست مین داراشکوہ کی طاقت

باہر تھا کہ وہ عالمگیر کے لشکر سے مقابلہ کرتا اُس نے پار کا لشکر اپنے پاس بُلا لیا حقیقت حال پر دارا شکوہ کو مطلع کیا اس نے اپنے بیٹے سپہر شکوہ کو لشکر اور توپ خانہ کی ساتھ گذر گوبند وال مین داؤد خان کے پاس بھیجا کہ بمقتضائے مصلحت دریا کے وار پار ہنگامہ کارزار گرم کرے۔ عالمگیر ۲۵ ذی قعدہ گذر رو پر (روپر) آب ستلج پر آگیا تھا۔ مہاراجہ جسونت اجین سے بھاگ کر اپنے وطن جودھپور کو چلا گیا تھا اُسنے اپنے رشتہ دار راجہ جے سنگہ کی معرفت عالمگیر سے اپنی تقصیرات معاف کرائین خلیل اللہ خان کی عرضداشت سے معلوم ہوا کہ افواج غنیم دریای بیاہ کے اس طرف پیکار اور مدافعہ کے لئے جمع ہوئی ہے داؤد خان اور سپہر شکوہ آگئے ہین اور دارا شکوہ لاہور سے آنیوالا ہے اسلئے عالمگیر نے راجہ جے سنگہ اور دلیر خان کے ساتھ لشکر اپنے لشکر کی مدد کے لئے بھیجا اور دوسرے روز صف شکن خان میر آتش کو بھی توپخانہ کے ساتھ روانہ کیا اور خلیل خان و بہادر خان کو حکم بھیجا کہ جبتک یہ لشکر تم سے آنکر ملین جہان ہو وہین ٹھیرنا۔

۲۰ خلیل اللہ خان و بہادر خان کے لشکرون کا حال

یہ دونو خان والاشان ۲۲ ذیقعدہ کو دریائے ستلج سے پار اُترے تھے ۲۵ کو نوشہرہ آئے آگے کی منزل مین بہت نشیب و فراز اور دشوار گذار آب کندھے کہ لشکر آسانی سے نہین جا سکتا تھا اسلئے بیلدارون کو راہ ہموار کرنے کے لئے بھیجا۔ جب راہ صاف ہوگئی تو ۲۷ کو گڈھ سانگت مین منزل کی۔ کمک کے آنے کا انتظار کیا اس لشکر سے ۲۹ کو راجہ جے سنگہ اور دلیر خان آن ملے دو روز تک دارا شکوہ کے حال کی تحقیق مین صرف کئے تو معلوم ہوا کہ اب اُس نے اپنا ارادہ پیکار کا فرار سے بدل دیا سپہر شکوہ کو جو گوبند وال بھیجا تھا اسکو بلا لیا اور ۲۹ ذیقعدہ کو لاہور سے ملتان کو روانہ ہوا اور داؤد خان کو چند سپاہ کے ساتھ مقرر کیا کہ وہ بیاس کے کنارہ پر قیام کرے اور کشتیون کو جلا دے یا غرق کر دے پھر اسکے لشکر سے جا ملے پادشاہی آدمی اس خبر کو سنکر خوش ہوئے اسکی پادشاہ کو اطلاع دی اور جلدی سے گوبند وال کو ایک جماعت بھیجی کہ لشکر کے پہنچنے تک وہ اطراف اور نواحی اور مواضع بالائے آب مین کشتیان جو دشمنون کے تلف کرنے سے بچی ہون جمع کرین اور ڈوبی ہوئی کشتیون کو نکالین اور پل بنانے مین کوشش کرین اور نا ہر خان کو لاہور بھیجا کہ وہ ۶ ذوالحجہ کو لاہور مین آگیا شہر کی خبرداری اور انتظام مین مشغول ہوا۔ لشکر شاہی

پانچ روز مین بڑے بڑے کوچ کرکے دریاے بیاس سے آدھ کوس پر آیا۔ راجہ راج روپ بھی وطن سے
راجہ جیسنگہ پاس آیا جسکی معرفت اسکا قصور معاف ہوا۔ لشکر دریا سے عبور کرکے دار السلطنۃ لاہور
سے باہر آیا۔ خلیل اللہ خان پاس متصدیان دار السلطنت آئے۔ انکی تقریر سے معلوم
ہوا کہ داراشکوہ نے اول عالمگیر سے لڑنے کا قصد کیا تھا مگر اسکے رعب کے مارے وہ لاہور سے
ملتان کو فرار ہوا۔ اور کل خزائن و ذخائر لاہور اشرفی روپیہ وطلا ونقرہ غیر مسکوک جو ایک کروڑ
روپیہ سے زیادہ کا تھا۔ نفیس اشیا اور کارخانجات شاہی کی اجناس کو ساتھ لے گیا اور اکثر توپخانہ
اور تمام ادوات توپخانہ کو زیادہ تر کشتیون مین اور کچھ دواب پر لاد کر پار لے گیا اور قندھار
کے جانے کے ارادہ سے ملتان کو کوچ کیا اگرچہ داراشکوہ کو آدمی چھوڑتے چلے جاتے تھے مگر وہ
آدمیون کو اس قدر روپیہ دیتا تھا کہ چودہ ہزار سوار اس پاس اب تک موجود تھے۔
عالمگیر کا فرمان آیا کہ خلیل اللہ خان مع بہادر خان و دلیر خان و صف شکن خان مع ملا ہر خان
اور سارا لشکر لاہور مین توقف نہ کرے اور داراشکوہ کا تعاقب کرے اور اسکو کہین ٹھہرنے
کی مہلت نہ دے۔ یہ خلیل اللہ خان شہر مین نہین داخل ہوا اور ۱۱ ذی الحجہ کو اسنے کوچ کیا۔
داراشکوہ کا بخشی خواجہ صادق اور اور امراء جو اس سے جدا ہوئے تھے وہ خان کی خدمت
مین آئے۔ عالمگیر آٹھ روز تک دریاے ستلج کے کنارہ پر مقیم رہا کہ کشتیون کو بہم پہنچا کر عبور کرے اور
داراشکوہ کا حال دریافت کرے۔ ان دنون مین مہاراجہ جسونت سنگہ کو شاہجہان آباد
کو رخصت کیا کہ اس مہم کے انجام ہونے تک وہان ٹھہرے۔ ایک کروڑ دام کی جمع کی جاگیر
اسکو عنایت کی۔ راجہ راجروپ کا قصور معاف ہوا اسکو اپنے پاس بلایا۔ شاہزادہ محمد معظم کو
برہان پور حکم بھیجا گیا کہ معظم خان کو قلعہ ارک سے باہر حصار مین رہنے کی اجازت دے اور پچاس ہزار
روپیہ اسکو انعام دے پھر اسکو ہمارے پاس بھیجدے اور اسکا مال متاع ضبط شدہ جو برہان پور
مین موجود ہے اسکو واپس دیدے اور کشتیان تو اتنی بہم پہنچی نہین۔ بادشاہ نے ۵ ذی الحجہ کو
سات روز مین کشتیون مین لشکر بٹھا کر ستلج سے پار اتارا۔ ۱۰ کو عید الضحیٰ کا جشن بڑی دھوم دھام
سے ہوا۔ بڑے منصب و خلعت و خطاب امرا کو مرحمت ہوے۔ ۱۵ کو فدائی خان کو حکم ہوا

کہ وہ خلیل اللہ خان سے ملکر دارا شکوہ کا تعاقب کرے - ۲۲ر ذی الحجہ کو بادشاہ دریای بیاہ
کے کنارہ پر آیا اور پل پر جو اُسکے حکم سے بندھا تھا عبور کیا - راجہ راجروپ معہ چاندی
کا تھانہ دار مقرر ہوا کہ وہ سلیمان شکوہ کو نکلنے نہ دے اور آدمیون کو اس پاس
جانے نہ دے —

خلیل اللہ خان کی عرضی سے معلوم ہوا کہ دارا شکوہ لاہور سے برآمد ہوا ہے اور اسکے
ساتھ خزانہ و توپخانہ اور سامان شایستہ اور لشکر آراستہ چودہ ہزار سوارون کا
موجود ہے اور اسکا ارادہ ہے کہ جہان تک ہو سکے وہان عالمگیر کے لشکر سے لڑے
عالمگیر نے یہ گمان کر کے کہ کہین اُس کے لشکر کو شکست نہ ہو جاے - وہ خود ایلغار کر کے
دارا شکوہ کے تعاقب مین گیا کہ کہین اسکا پاؤن نہ جمنے دے اور اسکے دل مین جدال کا خیال
نہ پیدا ہونے دے کہ ملک و دولت کا ساحت اسکے غبار وجود سے پاک ہو جاے تاکہ
بادشاہ کی خاطر کو بالکل اسکی طرف سے جمعیت ہو اور پھر امور سلطنت پر بفراغ توجہ کی جاے
جسمین بہت سے خلل و فتور پیدا ہو گئے ہین اسلئے اُس نے شہزادہ اعظم کو لاہور بھیجدیا
اور اسکے ساتھ زوائد لشکر اور کارخانون کو روانہ کیا کہ جب تک اسکو اس مہم سے فراغت
ملے وہان وہ رہے اور خود چل کر ۲۹ر کو نواحی موضع مومن پور مین آیا - بادشاہ نے
سنا کہ دارا شکوہ ملتان مین اس سبب سے نہین ٹھیرا کہ اُس نے بادشاہ کے آنے کی خبر سُنی بہت
سے اسکے سردار اور نوکر کہ ملتان تک ہمراہ گئے تھے اس سے جدا ہو گئے ہین اور روز بروز
اُسکا لشکر پریشان و پراگندہ ہوتا گیا اسلئے بادشاہ نے ایلغار کو ترک کیا صف شکن
میر آتش کو اسکے تعاقب مین روانہ کیا کہ اسکو ممالک محروسہ سے نکال دے اور چھ ہزار سوار اور
بڑے بڑے سردار اسکے ساتھ کئے —

عالمگیر کے لشکر سے یہ خطا ہوئی کہ اُس نے دارا شکوہ کے تعاقب مین کوتاہی اور تاخیر کی
اس لئے اسکو فرصت مرحلہ پیمائی اور رہ سپاری کی ملی اور کچھ دنون گرفتاری سے بچا
۱۵ ذی الحجہ کو وہ ملتان مین آیا اور یہان آ کے بادشاہ کے بیم و خوف سے آٹھ روز سے

زیادہ قیام نہ کر سکا ان دنون مین یہان خزانہ شاہی پر قابض ہو آمین بائیس لاکھ روپیہ تھا اسکو اپنے خزانہ مین شامل کیا اور لاہور سے خزانہ و توپخانہ و احمال و اثقال جو کشتیون مین ہمراہ لایا تھا اسی طرح بڑی کشتیون مین لدا رہنے دیا اور فیروز میواتی اور بسنت خواجہ کو انکا محافظ بنا کے اور سپاہ مقرر کرکے حکم دیا کہ وہ انکو بھکر مین لیجاوین اور وہ خود خشکی کی راہ سے روانہ ہوا ستلج و بیاہ پر اسکے حکم سے پل بنائے گئے تھے اس سے وہ اتر گیا اور بھکر اسلئے گیا کہ وہان سے قندھار جاوے۔ جب وہ ملتان سے چلا تو ایک روز بعد یہ خبر خلیل اللہ خان اور بہادر خان اور بادشاہی سرداران کو ہوئی تو اسکے تعاقب مین وہ جلد روانہ ہوے اور ملتان مین آئے ابھی انکو یہ تحقیق نہ تھا کہ وہ اجمیر کو جائیگا یا بھکر کو بلکہ انکو اجمیر کی طرف اسکا جانا اغلب معلوم ہوتا تھا اس لئے وہ اجمیر کی راہ پر گئے جہان اسکا پتا نہ پایا نہ وہ بھکر کو گیا تھا معلوم ہوا کہ حاجی خان بلوچ نے جو ملتان کے عمدہ زمینداروں مین سے ہے دولت خواہی اور خدمت گذاری کی وجہ سے ایک جماعت کے ساتھ خزانہ اور اسباب کی کشتیون کو جنکے محافظ فیروز اور بسنت تھے روکنا چاہا اور انکے لوٹ لے جانے کا ارادہ کیا لیکن انکے ساتھ توپخانہ و سپاہی ہمراہ تھے وہ اسکی مدافعت کے لئے مستعد ہوئے فیمابین جنگ ہوئی کچھ آدمی مرے اور کشتیون کو مخالف نہ روک سکے۔

دارا شکوہ کا ملتان سے بھکر جانا۔

جب بادشاہ کو ملتان سے دارا کے فرار ہونے کی خبر ہوئی تو اسکے ایلغار کرنا موقوف کیا اور آہستہ آہستہ چلکر ۴ محرم سنہ ۱۰۶۹ کو دریای راوی کے کنارہ پر ملتان سے تین کوس پر آیا۔ دارا شکوہ کے سردار جو اسکو چھوڑ کر بادشاہ پاس آتے تھے وہ خلعت کی عنایت سے سرافراز ہوتے تھے۔ ۱۰ محرم کو صف شکن خان ملتان سے دارا شکوہ کے تعاقب مین روانہ ہو چکا تھا مگر بادشاہ نے یہ سمجھ کر کہ دارا شکوہ پاس ابھی بڑا لشکر ہے معلوم نہین کہ صف شکن خان اسسے مقابلہ کر سکے یا نہ کر سکے اسلئے ۱۱ محرم کو شیخ میر کو نو ہزار سوارون کے ساتھ بھیجا اور معظم خان کو جسکی رہائی کا حال ہم پہلے لکھ چکے گجرات کا صوبہ دار مرزا مراد کی جگہ مقرر کیا اور بادشاہ نے شیخ بہاء الدین کے مزار کی زیارت کی سجادہ نشین کو

بادشاہ کا دارا شکوہ کے تعاقب مین ملتان پہنچنا۔

بادشاہ کا ملتان سی شاہجہان آباد آنا اور شاہزادہ شجاع کے معاملات۔

اور خادمون کا دامن دولت سی پر کیا۔

جب بادشاہ ملتان مین آیا تو ممالک مشرقی کے وقائع نگارون کی برابر عرائض آئین کہ مرزا شجاع بنگالہ سے لڑنے کے قصد سے روانہ ہوا ہی جب خبر تواتر کی حد کو پہنچی تو بادشاہ نے سلطنت و فرمان روائی کے مصالح کے سبب اسکی شورش فزائی کو دفع کرنا چاہا ابھی ہندوستان کا انتظام جیسا کہ چاہیے نہین ہوا تھا۔ ابھی بادشاہ کی خاطر کو امور ملک و ملت کی پرداخت سے اور قواعد دولت کے اختلال کے دفع سے تعلق چلا جاتا تھا کہ یہ ایک نیا جھگڑا مرزا شجاع کا کھڑا ہوا۔ دارا شکوہ جب ملتان سے بھکر کو بھاگا تو بادشاہ نے اسکے تعاقب مین افواج تعین کی اور خود اکبرآباد جانے کا ارادہ کیا۔ برنیر لکھتا ہے کہ جب اورنگ زیب کو معلوم ہو گیا کہ دارا شکوہ کا ارادہ کابل جانے کا نہین ہے تو اسکو اطمینان ہو گیا کہ اب دارا کا کام چندان مشکل نہین رہا۔ اسنے بڑے شد و مد سے بیان کیا ہے کہ دارا شکوہ کا لاہور سے ملتان جانا اور کابل نجانا بڑی غلطی تھی۔ کابل جاتا تو وہان کا حاکم مہابت خان اورنگ زیب کا مخالف اسکی مدد کرتا روپیہ پاس تھا۔ بہت سپاہ آسانی سے جمع ہو جاتی۔ مگر ڈاکٹر نے اس بات پر خیال نہین کیا کہ دارا شکوہ نے قندھار جانے کا قصد اسی طرح کیا تھا جیسا کہ ہمایون نے کیا تھا جس سے شاہ ایران کی مدد سے ہمایون کی طرح ہندوستان کی سلطنت ملنے کی دوبارہ توقع تھی۔ خود شاہجہان بھی ایکدفعہ [illegible] مین اسی نیت سے آیا تھا بادشاہ پانچ روز ملتان مین رہ کر ۱۲ محرم سنہ ۶۹ کو یہان سے روانہ ہوا۔ ۲ کو انجھرہ مین کہ لاہور سے باہر راہ ملتان کی سمت مین واقع ہی بادشاہ اترا۔ وہ چاہتا تھا کہ دار السلطنت لاہور مین چند روز ٹھیر کر مہمات پنجاب مین مشغول ہو اور ان حدود کے بندوبست سے خاطر جمع کرے۔ دارا شکوہ کے سبب سے اس ملک مین بہت خلل آگیا تھا۔ مگر شجاع کا ایسا فکر اسکو لگا ہوا تھا کہ وہ یہان نہ ٹھیر سکا اور شہر سے باہر باغ فیض بخش مین رہا۔ شاہزادہ معظم اور اسکے ساتھ کے امرا بادشاہ کی خدمت مین آئے

پادشاہ ہاتھی پر سوار ہو کر شہر مین گیا اور قلعہ کو دیکھا اور وزیر خان کی مسجد مین ظہر کی نماز پڑھی اور پھر باغ فیض بخش مین وہ آ گیا جو کچھ انتظام کی بابت بتلاتا تھا وہ شاہزادہ محمد قلعہ دار کو بتلا دیا ۔ پنجاب کی صوبہ داری خلیل اللہ خان کو مرحمت ہوئی اور ایک کروڑ دام کی جمع کی جاگیر عنایت ہوئی ۔ سلخ محرم کو لاہور سے شاہجہان آباد کی طرف روانہ ہوا ۔ ۲۳ صفر کو باغ اعز آباد مین آیا یہان راجہ جسونت سنگھ جو پادشاہ کے حکم سے شاہجہان مین مقیم تھا پادشاہ کی خدمت مین آیا ۔ پادشاہ شاہجہان آباد مین ۱۲ ربیع الاول کو پہنچا ۔

اورنگ زیب شجاع کی محبت و اتحاد کی باب مین۔

مرزا شجاع کے ساتھ مخالصت و مصادقت و یکجہتی و موافقت کا اورنگ زیب دم بھرتا تھا اور ہمیشہ اپنی تحریر و تقریر مین اسکا اظہار کرتا تھا اور قدیم الایام سے بمقتضائے مہر اندیشی و محبت برادری اسسے رابطہ الفت و التیام رکھتا تھا اور ہمیشہ اس کے کام و حال کی رونق مین اور اسکی دولت کے استقلال مین اعانت کرتا تھا چنانچہ جب نواحی بنارس مین شجاع کو داراشکوہ کے لشکر سے شکست ہوئی اور اسکے ملک و مال مین فتور آیا تو اورنگ زیب کو اسکا ملال تھا اور وہ چاہتا تھا کہ دوبارہ اسکے کار کو رونق ہو اور اسکے ملک و دولت کو استحکام ہو جب داراشکوہ کو اکبر آباد کی نواحی مین شکست ہوئی اور وہ بھاگا اور اسباب سلطنت کا انتظام عالمگیر کے ہاتھ مین آیا تو اول کام اسنے یہ کیا کہ شاہجہان سے کہہ کر شجاع کی اقطاع وسیع بنگالہ پر مونگیر و صوبہ بہار و پٹنہ کو بڑھوایا جس کی تمنا شجاع ایک عمر سے رکھتا تھا اور شاہجہان کا فرمان ان ملکون کے تفویض ہونے کا حاصل کر کے محمد میرک گرز بردار کے ہاتھ بھیجا اور اپنا خط بھی بھیجا مین دربار کے حقائق و سوانح لکھے تھے اور یہ بھی تحریر تھا کہ جس صوبہ کی خواہش تمکو ہمیشہ رہتی تھی اب اسکو ولایت بنگالہ کے ساتھ ملا کر متصرف ہو جب مجھے داراشکوہ کے مہم سے فراغت ہوگی تو تمہارے اور مدعاؤن و مطالب کے حاصل کرانے مین کوشش کرونگا جیسا کہ آئین اخوت ہے اور مقتضائے فتوت ہے ویسا ہی ملک و مال مین تمہارے ساتھ

مین مضائقہ نہ کرونگا جب بنگالہ مین محمد میر گیا اور عالمگیر کا نامہ شجاع کو دیا تو وہ
خوشی کے مارے پھولا نہ سمایا اور بھائی کا نہایت منت پذیر ہوا اور داراشکوہ کے فرار
اور ادبار سے کمال مسرور ہوا اور ایک تہنیت نامہ بھائی کو لکھا جس مین اسکے احسان
کی نہایت شکر گذاری کی اور اکبر نگر سے کہ حاکم نشین بنگالہ تھا پٹنہ مین چلا آیا یہان
آکر اُسنے جانا کہ داراشکوہ کے تعاقب مین اورنگ زیب پنجاب مین بہت دور چلا گیا
ہے اور اس مہم کا جلد سر انجام پانا خیال مین نہین آتا اب میدان خالی ہے اول لشکر
جمع کرکے الہ آباد چلیئے اور پھر اگر ہوسکے اکبر آباد دوڑئیے۔ شاید اس تیز دستی مین کام
بنجائے اور سلطنت ہاتھ لگ جائے۔ یہ سوچ سمجھ کر اُسنے تھوڑے توقف مین پٹنہ
مین ان حدود کے لشکرون اور توپخانہ اور نواڑہ عظیم بنگالہ کو جمع کر لیا ۱۰۶۸ھ سنہ
مین پٹنہ سے الہ آباد کو روانہ ہوا۔ اس زمانہ مین اورنگ زیب پنجاب مین داراشکوہ کی
مہم مین مصروف تھا۔ جب شجاع قلعہ رہتاس کے نواحی مین آیا۔ یہان کے قلعدار
رام سنگہ نے اس سے ملاقات کی اور اسکو قلعہ حوالہ کیا وہ داراشکوہ کا ملازم تھا
اور اُسی کی طرف سے حراست کرتا تھا داراشکوہ نے اکبر آباد سے بھاگنے کے بعد
اسکو اور الہ آباد کی سمت کے قلعدارون کو لکھ بھیجا تھا کہ وہ شجاع کو قلعے حوالہ کردین
اور ایسے ہی سید عبد الجلیل بارہہ نے جو داراشکوہ کی طرف سے قلعہ چنارہ کا حارس
تھا شجاع کو قلعہ حوالہ کر دیا۔ الہ آباد کا قلعہ دار سید قاسم شجاع کو لکھا کرتا تھا کہ
اگر حضور اس طرف تشریف لائین تو مجھے حکم ہے کہ قلعہ آپکے سپرد کرون۔ ان
مقدمات کے واقع ہونے نے شجاع کی جرأت کو بڑھایا جب اورنگ زیب کو
ان وقائع کا حال سنایا گیا تو اُسنے بھائی کو کئی دفعہ موعظت نامے دلاویز صلاح
انگیز لکھے کہ وہ سیدھی راہ پر آئے اور اپنے افعال سے باز آئے اور نادم ہوکر
عذر کرے ایسا نہ ہو کہ فتنہ و خون ریزی ہو مگر عالمگیر نے بمقتضاء حفظ سلطنت
و جہانداری و خردمندی و ہوشیاری یہ سمجھ کر کہ اگر شجاع نے میری کہنے کو

شجاع کا الہ آباد کو جانا

نہ مانا اور مخالفت پر اصرار کیا تو خاندوران خان جسکا پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ وہ الہ آباد کی تسخیر کے لئے گیا تھا وہ دشمن کی تاب مقاومت نہین رکھتا اس لئے یہ تجویز کی کہ شاہزادہ محمد سلطان کو اسطرف تعین کرے کہ وہ شجاع کا سد راہ ہو اور حقیقت حال اور اسکی عزیمت و ارادہ کی کیفیت پر مطلع کرے اسنے فرمان لکھا کہ شاہزادہ محمد سلطان اکبر آباد کا انتظام امیر الامراء کو سپرد کرکے ۷ ربیع الاول کو الہ آباد روانہ ہوا ہمراہ جانے کے لئے لشکر بھی متعین کردیا اور حکم دیا کہ اگر الہ آباد کے قریب شجاع آجائے تو خاندوران الہ آباد کا محاصرہ چھوڑکے شاہزادہ کے لشکر سے مل جائے ـ

خاندان تیموریہ کے سلاطین کا یہ دستور چلا آتا تھا کہ ہر سال سالگرہ شمسی و قمری سالون کے حساب سے ہوتی تھی اور تاریخ ولادت کو بادشاہ ایک دفعہ سونے سے دوسری دفعہ چاندی سے پھر اور فلزات سے تلتا تھا اور یہ سب چیزین محتاجون اور مستحقون کو خیرات ہوتی تھین چونکہ تاریخ شمسی و قمری مین اختلاف ہوتا تھا اسلئے ایک سال مین یہ تلادان دو دفعہ ہوتا تھا اس جشن مین عیش و نشاط کا سامان ہوتا اور محتاجون کو خیرات بھی ملتی اورنگ زیب کا جشن وزن شمسی سال اول دوم شاہجہانی مین ۷ ربیع الاول کو ہوا اور اسدن بہت سے امرا جو دارا شکوہ اور سلیمان شکوہ سے برگشتہ ہو کر عالمگیر کی حمایت مین آئے انکو بڑے بڑے منصب و خلعت و جاگیرین عنایت ہوئین جیسے کہ راجہ جسونت سنگہ و راجہ جے سنگہ و داؤد خان وغیرہ مین اورنگ زیب کے اس جشن مین جمنا کے کنارہ پر روشنی ہوئی اور آتشبازی چھوٹی ـ معظم خان کو حکم ہوا کہ صوبہ خاندیس کا انتظام جسکو چاہے سپرد کردے ـ اور بہت جلد ہمارے پاس چلا آئے ـ

شاہجہان آباد مین بادشاہ نے حضرت ہمایون اور حضرت نظام الدین اولیاء کی زیارت کی ہزار روپیہ ہر مزار پر چڑھایا اور پھر قطب الدین بختیار کاکی کے مزار کی

جشن وزن شمسی سال اول ۱۰۶۹ھ

زیارت کو گیا۔ مزار پر دو ہزار روپیہ نذر کئے ذوالفقار خان کے نام حکم صادر ہوا کہ جب عداندازخان جو اکبرآباد کا قلعہ دار مقرر ہوا ہی وہان پہنچے تو اسکو قلعہ سپرد کر دے اور ایک کروڑ روپیہ اور کچھ اشرفیان خزانہ عامرہ سے لیکر شاہزادہ محمد سلطان پاس چلا جاے۔

عالمگیر نے دیکھا کہ باوجودیکہ شجاع کو اطلاع ہی کہ مین پنجاب سے شاہجہان آباد مین آگیا ہون مگر وہ مخالفت اور عناد سے باز نہین آیا اور بنارس کے نزدیک پہنچکر الہ آباد قصد جنگجوئی کے عزم سے کرتا ہے اسلئے بادشاہ نے اسمین مصلحت دیکھی کہ دارالخلافہ ہی سورون کی نواحی مین شکار کھیلنے جاے اور شجاع کے حال کو تحقیق کرے اور اسکے خیال سُننے اور اسکو نصیحتین کرے اگر وہ انکو سنکر معاودت کرے اور بنارس سے آگے نہ بڑھے تو شاہزادہ محمد سلطان لشکر کے ساتھ واپس چلا آئے اور خود سورون مین شکار کھیلکر دارالسلطنت میں واپس آئے اور اگر شجاع الہ آباد مین آنکر جنگ وپیکار کرے تو اسکی گوشمالی پر وہ خود توجہ کرے۔ ۱۶ ربیع الاول ۱۰۶۹ھ کو بادشاہ سورون کی طرف چلا۔ ۲۰ کو قصبہ سورون مین آیا دوسری دن شکار کھیلا۔ بادشاہ کی نیت مین یہ تھا کہ جہانتک ممکن ہو یہ مہم مدارا اور مصالحت سے انجام پاے۔ ستیز و آویز کی نوبت نہ آئے اسلئے بادشاہ نے بھائی پاس اپنے آدمی کے ہاتھ خط بھیجا کہ جس سے اسکی عزیمت کی کیفیت اور اسکے مافی الضمیر کی حقیقت معلوم ہو اور اتمام حجت بھی ہو جاے۔ اس عرصہ مین مخلص خان جو برسم سزاولی لشکر سلطان محمد مین مقرر ہوا تھا۔ بادشاہ پاس عرضداشت شاہزادہ کی لایا اسمین مخالف کے لشکر کی کیفیت لکھی تھی۔ بادشاہ پاس شجاع کی فتنہ جوئی و شورش و فتنہ انگیزی کی خبرین روز آتی تھین اب اسکو یقین ہوگیا کہ شجاع کو سلطنت کا سودا پورا ہے وہ اب نصائح کو نہین سُنیگا اور کسی طرح مدارا و مواسا نہ کریگا۔ ۵ ربیع الثانی ۱۰۶۹ھ کو وہ سورون سے شجاع کی مدافعت کے لئے چلا جس روز بادشاہ نے کوچ کیا ہے ذوالفقار خان بھی اسکے لشکر سے آن ملا

بادشاہ کا [illegible] ہونا۔

پادشاہ دو تین منزل چلا تھا کہ اُس پاس خبر آئی کہ شجاع الہ آباد مین آگیا اور سید قاسم
قلعہ دار الہ آباد نے بموجب قرار داد کے قلعہ دیدیا شجاع پٹنہ سے بنارس مین آیا تھا وہان
کے تجار و متمولون سے تین لاکھ روپیہ زبردستی وصول کیا۔ شجاع نے ایک فوج بسرکردگی
سید عالم و حسن خویشگی و خواجہ خسرو کے جونپور بھیجی تھے اسلئے وہان جاکر جونپور کا محاصرہ
کیا۔ یہان مکرم خان صفوی حاکم تھا اُسنے اپنے مین ثبات و پائداری کی قوت نہ دیکھی
کچھ تو مین چلا کے اور تھوڑی لڑائی کرکے قلعہ سے باہر آیا۔ اور الہ آباد سے دو منزل پر
مخالفون سے جا ملا۔ ۷ ربیع الثانی کو الہ آباد مین شجاع آیا تھا تو سید قاسم بارھہ بھی
قلعہ سے باہر آنکر اُس سے ملاقی ہوا اور قلعہ اسکو سپرد کیا سید تاج الدین کو اپنا
نائب یہان مقرر کیا اور خود لشکر کے ساتھ شجاع کے لشکر سے جا ملا۔ آٹھ نو روز
الہ آباد مین شجاع رہا پھر دریا سے اُتر کر آگے بڑھا۔

۱۲ ربیع الثانی کو میر ابو المعالی صوبہ بہار کے جاگیرداروں مین تھا اور شجاع کی
ہمراہ ہوگیا تھا وہ پادشاہ کی خدمت مین آگیا اسکو مرزا خانی کا خطاب اور تین ہزار
روپیہ انعام ملا۔ ۱۳ کو پادشاہ فتح پور کی نواحی مین آیا سید بدیع الدین (شاہ مدار)
کے مزار کی زیارت کو گیا۔ یہان کے مجاورون کو ہزار روپیہ انعام دیا۔ ۱۷ کو قصبہ
کوڑہ سے باہر جہان شاہزادہ سلطان محمد کا لشکر تھا پادشاہ آگیا یہان سے چار کروہ
پر شجاع کا لشکر موجود تھا اور اسنے اپنی برابر توپخانہ لگا رکھا تھا اور صف آرائی
پر مستعد ہو رہا تھا پادشاہ سے شاہزادہ اور امرا آنکر ملے اور معظم خان بھی کہ خاندیس سے
پادشاہ کے حکم سے چلا تھا وہ بھی آگیا۔

دانشمند جانتے ہین کہ کوئی صفت لجاجت و پرخاش جوئی و شور انگیزی و فتنہ جوئی
سے زیادہ نکوہیدہ نہین ہے۔ انہین خصلتون سے دولتہائے عظیم خلل پذیر ہوتی ہین سلاطین
والا مقام کا کاخ رفعت و حشمت منہدم ہوتا ہے عناد و جدال کی آتش سے
والا نژاد و نامدارون کا خرمن اقبال و کامرانی برباد ہوتا ہے خاص کر جس وقت یہ

رذائل فساد انجام کے ساتھ سوء تدبیر و اختلال رائے سے قرین ہوں جو حقیقت میں بڑے
دشمن خانگی ہیں اور کفران نعمت و ناسپاسی و نسیان عہود و حق نشناسی اسکے علاوہ ہوا در
نیت خیر اور اندیشہ حق اسکے ساتھ نہ ہو یہی اسکی مثال شجاع کا حال ہے کہ اُسنے اورنگزیب
کی نصیحتوں کو نہ سنا اور جنگ و پیکار پر اصرار کیا کوڑہ میں پہنچ و زیرہ کر بادشاہ ۱۹ ربیع الثانی
کو شجاع سے لڑنے کے لئے چلا اور اُس نے اپنا توپ خانہ افواج غنیم کی برابر لگایا۔
اور لشکر کو آراستہ کیا ہراول کو شاہزادہ محمد سلطان نے زینت دی برانغار راجہ جسونت سنگھ
سپرد ہوا اور جرانغار کی سرداری شاہزادہ محمد اعظم کو ملی اور التمش کی سرکردگی بہادر خان کو
تفویض ہوئی۔ قلب کے لشکر میں خود بادشاہ رہا۔ اسلام خان کو طرح فوج قرار دیا۔
چنداولی خواص کو دی۔ بادشاہ خود ہاتھی پہ سوار ہوا اور شاہزادہ محمد اعظم کو اپنے ساتھ
حوضہ میں بٹھایا اور معظم خان اور اُسکے بیٹے محمد امین خان کو اپنے ہاتھی کے پاس قول میں مقرر کیا
غرض یہ لشکر ایسا آراستہ کیا کہ جہاں تک نظر جاتی ہاتھیوں کے نشان اور سنان بجلی کی طرح
چمکتے ہوئے نظر آتے تھے۔ نوے ہزار سپاہ تھی مرزا شجاع نے بھی اپنی فوج کو اس طرح ترتیب دیا
کہ اپنے بیٹے بلند اختر کو ہراول بنایا اور اپنے بڑے بیٹے زین العابدین کو برانغار میں جگہ
دی اور مکرم خان صفوی کو جرانغار مقرر کیا۔ شیخ ظریف کو طرح بنایا اسفندیار معموری کو التمش
قرار دیا توپ خانہ کا اہتمام ابو المعالی میر آتش کو سپرد ہوا۔ میر علاول اپنے دیوان کو چنداولی
اور محمد قلی اُزبک کو قراولی حوالہ کی اور خود قول میں کھڑا ہوا۔
۱۷ ربیع الثانی ۱۰۶۹ھ کو بادشاہ چار گھڑی دن چڑھے ہاتھی پر سوار ہوا ایک شاعر کو
اُس وقت خوب سوجھی کہ نیک فالی کی تاریخ (شود فتح مبارک باد) بادشاہ کو سنا کر
پانچہزار روپیہ انعام لے لیا۔ بادشاہ آہستہ آہستہ اپنے لشکر کی صفوں کی ترتیب
فتوحیہ افواج کو ملاحظہ کرتا ہوا سہ پہر کو غنیم کے لشکرگاہ سے آدھ کوس پر اس سرزمین میں
پہنچا کہ جہاں بادشاہ کا توپ خانہ نصب تھا اور وہیں میدان جنگ مقرر ہوا تھا۔ شجاع لڑنے
کے لئے میدان جنگ میں نہیں آیا۔ مگر اپنا توپ خانہ پہلے بھیجدیا تھا آج فقط اتنا ہوا کہ

طرفین سے رات تک بان اندازی اور گولہ اندازی ہوتی رہی۔ جب رات ہوئی تو شجاع نے اپنا
توپخانہ واپس بلا لیا اور اپنی فوج کو یکجا کر لیا جس سرزمین پر شجاع کا توپخانہ تھا ایک
مکان مرتفع تھا اور بادشاہ کے لشکر پر مشرف تھا۔ شاہی لشکر اسکی زد میں تھا معظم خان نے
اپنے توپخانہ کی جابجا تھوڑی بان لگا دیں اور انکا منہ دشمن کی طرف کر دیا عالمگیر نے حکم دیدیا
کہ لشکر جس ترتیب و آئین سے صف بستہ کھڑا ہوا تھا وہ گھوڑوں سے اترے اور ہتھیار لگائے
ہوئے رات کو حفاظت کرے اور سردار اپنے فوج کے آگے مورچال بنا کے اعدا کے غدر و کید
سے غافل نہ رہیں معظم خان بھر رات رہی تک مورچالون کا اہتمام اور خبرداری کی تاکید
کرتا رہا بادشاہ کے حکم کے موافق لشکر نے نہ ہتھیار کھولے نہ گھوڑوں سے زین اتارے۔
بادشاہ کے حکم سے لشکر گاہ میں ایک مختصر دولتخانہ لگا تھا اس میں بادشاہ ہاتھی سے
اتر کر گیا اور مغرب و عشا کی نماز پڑھی اور فتح کی دعا مانگی اور بستر پر آرام کیا اس رات
کو پچھلے پہر سے لشکر میں یکبارگی غلغلۂ عظیم شورش کا اٹھا اور ایک عجیب آشوب برپا ہوا
اس اجمال کی تفصیل یہ ہی کہ راجہ جسونت منافقانہ بادشاہ کے ساتھ ہوا تھا ہمیشہ سے
فرار کی بدنامی کا جامہ اسکے لئے سیا گیا تھا اسنے اول شب میں شجاع کے محرم راز کی
زبانی پیغام اس پاس بھیجا تھا کہ میں آخر شب میں لشکر شاہی پر شبخون مار کے لوٹتا مارتا
فرار اختیار کرونگا بادشاہ اسسے مطلع ہو کر میرا تعاقب کریگا اس وقت شجاع کے بہادر
لشکر شاہی پر تاخت کریں رات چار پانچ گھڑی باقی تھی کہ راجہ اپنی صاحب فوج
راجپوتوں سمیت جیسے کہ رام سنگھ راٹھور اور مہیداس (مہیش داس) تھے اور اپنے لشکر
بے قیاس کے ساتھ اپنی جگہ سے حرکت میں آیا غارت کرتا ہوا آگے گیا اور بادشاہ امرا
و شاہزادوں کے بہیر و کارخانوں کو جو اسکی راہ میں آئے خوب لوٹا اسکو جو منع کرتا وہ
راجپوتوں کے ہاتھ سے قتل ہوتا خاص کر محمد سلطان کے کارخانوں اور بہیر پر اسکے
ہاتھ سے بری آفت آئی کوئی خیمہ چھوٹا بڑا راجپوتوں کی لوٹ سے سالم نہیں بچا شاہزادہ
کی سرکار کے تمام خزانے اور توشک خانے راجپوتوں نے لوٹ لئے اور سپاہ کا بہت مال

اور ناموس برباد کیا بلکہ بادشاہی خزانہ و کارخانون و دواب پر راجپوتون اور اوباشون
اور واقعہ طلب غارت گرون کا ہاتھ پڑ گیا۔ دولت خانہ تک کوئی خیمہ نہین تھا کہ مفسدون کی دست
سے محفوظ رہا ہو۔ دیر تک اس ہنگامہ فساد کا سبب نہین معلوم ہوا۔ ہر ایک عقل سی بعید اپنا
قیاس غلط کرتا تھا۔ سارے لشکر مین تفرقہ پڑ گیا۔ اس وقت بادشاہی لشکر کا حال
نہ پوچھو کہ کیا تھا کوئی تو رجپوتون کے ساتھ ہو جاتا اور سمجھتا کہ مین اس بلائے ناگہانی
سے بچ گیا کوئی دشمن سے جا کر ملتا اور وہان لٹ جاتا۔ با نام و نشان امیر کہ بادشاہ کے
ہمرکاب تھے اسکو چھوڑ کر اضطراب مین آ کر اپنے خیمہ و مال و عیال کی خبرگیری کو جاتے
کوئی بے تحاشا صحرا کو بھاگا جاتا اخلاص کیش فدویون کی ثبات قدم مین خلل عظیم آ گیا
اور منافقون اور حوصلہ باختون کا ذکر تو کیا ایک راجپوت ٹٹو پہ سوار نیزہ ہاتھ مین
لئے آتا تو اسکو ایک جماعت دیکھ کر نقش و پیکر دیوار بن کر بے حس و حرکت ہو جاتی ایک
راجپوت بیمارا ونٹون کی قطار کو ساربان کے ہاتھون سے چھین کر اپنے آگے رکھ لیتا
تو کسی کا یارا نہ تھا کہ اُسکا مزاحم ہوتا گو لشکر کے حال مین بالکل اختلال آیا مگر بادشاہ کے
استقلال مین اصلا فرق نہ آیا جب اُس نے سنا کہ جسونت سنگھ بھاگ گیا سراپردہ سے
نکلکر عمداً ہاتھی پر سوار نہ ہوا تخت روان پہ سوار ہوا سزاولون کو بھیجکر بہت تاکید
کی کہ فیل اور اسپ سوارون کو اپنی جگہ سے حرکت نہ کرنے دین اور جو کوئی اپنی
جا سے بیجا ہو تو اسکو عنان کشان خفت کے ساتھ میری روبرو لائین۔ باوجود اس
آشوب لشکر کے درہم و برہم ہونے کے بادشاہ نے سررشتہ تدبیر رزم اور کارزار کا
کو ہاتھ سے نہین دیا اس بادشاہ گوہر وقار کے دل اور حوصلہ مین کچھ تغیر نہین ہوا۔ بلکہ
اسکی شگفتگی اور بشاشت مین مطلقاً بیدماغی و تندگوئی جو کم ظرفون کی دلیل باختگی کا
نشان ہی دخل نہین دیا خوش ہو ہو کر فرماتا تھا کہ الحمد للہ اس وسیلہ سے منافق و موافق
مین تفریق بروئے کار آ و بد محک عیار مین آئی اس بات کو مین عطیۂ الہی اور اثر فتح و فیروزی
جانتا ہون جو کوتہ اندیش منافق اپنے مآل کار کی بد اندیشی کرکے اس بات کو غلبہ و

غنیم کی ولیل عظیم تصور کر کے لشکر خصم مین چلے گئے ہین وہ اپنے اعمال وخیال خام کی سزا کو پہنچے
نصف لشکر سے زیادہ تاراج وفرار ہوا اور دشمن کے لشکر سے جا ملا جب صبح ہوئی تو معلوم
ہوا کہ جسونت سنگہ اکبرآباد کو گیا پادشاہی آدمی دوروز مین پادشاہ پاس جمع ہوے۔ پادشاہ
بدستور ہاتھی پر سوار ہوا اور دستور مقرری کے موافق کارزار کے عزم مین جنگ وپیکار کے
آہنگ مین کارفرما ہوا اس ہلچل مین اسکی پیشانی مین بل نہ آیا جسونت سنگہ کی جگہہ
اسلام خان کو برانغار کی فوج کا سردار مقرر کیا اور ازسرنو فوج کی ترتیب مین مشغول
ہوا اعظم خان کو مختار کیا کہ جو تغیر وتبدل مین ضرور ہو اسکو کر دے شجاع نے بھی
فوج کی ترتیب مین تغیر کیا لشکر کے ملجانے سے مستظہر ہوا مجموعہ لشکر کو یک صف قرار
دیا۔ ہراول کا قائم مقام تو پخانہ کو کیا بلند اختر کو اپنے ساتھ قول مین لیا اور جرأت سے
آگے بڑھا۔ چار پانچ گھڑی دن چڑھا تھا کہ فوجین مقابل ہوئین اول بان اور توپون نے
غرش شروع کی کوس وکرنا کا شور مچا۔ ہر توپ کے آواز بہادرون کے دلون کو بڑھاتی
تھی ہر ساعت برق افروزی اور دشمن سوزی کے بازار کا ہنگامہ زیادہ گرم ہوتا
جاتا تھا۔ اس حالت مین سلطان زین العابدین کی سواری کے ہاتھی پر گولہ پہنچا۔ اگرچہ
راکب ومرکوب کو ضرر نہین پہنچا لیکن فیلبان کا اور خواص کا جو پیچھے بیٹھا تھا ایک ایک پاؤن
اڑگیا اسے دشمن کی فوج مین بہت آدمیون کے ہوش اڑے جب توپون کی گرمی سے
کارگذر گیا تو تیر کی آمد وشد اور ناوک اندازون کی صنعت پردازی شروع ہوئی
طرفین سے کئی ہزار تیر کمان سے چھوٹتے تھے اور بہادرون کے موے تن سے خون کی
ندیان بہاتے تھے جوشن پوش پردلون کے تن وبدن سے تیرون کا نیستان ظاہر
ہوتا تھا اس داروگیر مین سید عالم بارھہ نے تین جنگی مست ہاتھی پادشاہی لشکر کے
برانغار مین چھوڑے ادھران ہاتھیون نے صدمہ دیے اور ادھر حملہ سادات سے دست
چپ کی فوج کے ثبات قدم مین لغزش آئی اور اس فوج کے دل کے بودے ہونے سے لشکر
مین ایک فتنہ عظیم نمودار ہوا۔ اسمین فوج کے تفرقے سے اور فوج خصم کے غلبہ سے

بادشاہ کے قول مین تفرقہ پڑا اور یہان تک نوبت آئی کہ بادشاہ کے پاس برکات دو ہزار
سوار سے زیادہ نہ رہے لشکر مخالف یہ حال دیکھ کر فتح کی مبارکباد دین آپس مین دینے لگے
اور جرأت کرکے قلب لشکر شاہی پر بکمال گستاخی اور بے باکی سے دوڑ پڑے بادشاہ
شیر کی طرح ہاتھی پر بیٹھا ہوا سپاہ دل باختہ کی تسلی و تشجیع مین مشغول تھا اور اپنے ہاتھ
سے دشمنون پر تیر مارتا تھا اسی ضمن مین مرتضی قلی خان میسرہ سے اور بہادر خان تلیمش کی
اور حسن قلیخان دست چپ سے آگئے اور انہون نے اپنی تھوڑے آدمیون سے دشمنون کو
روکا اور بادشاہ نے انکی بہادری کو دیکھ کر اپنے ہاتھی کا رخ دشمنون کی طرف پھیر اور
ان بہادرون سے اتفاق کرکے دشمن کشی اور جنگ کی اس زد و گیر مین اکثر دل باختہ
ہزیمت خوردہ کو غیرت دامن گیر ہوئی کہ وہ عنان کشان بادشاہ کی سواری کے
ہاتھی کے پاس آئے لشکر شاہی نے باوجود کم ہونے کے ثبات قدم دکھایا اسکی جرأت جلادت
سے مرزا شجاع کے لشکر مین تزلزل آیا بہت سے کشتہ و زخمی ہوئے اگرچہ سادات
بارہ کی پیشقدمی بجا ل نہین ہی مگر تھوڑی مین مست فیل جنگی بلائے سیاہ جیسے اپنی سونڈون
مین دو دو تین تین من کی زنجیرین لئے جس دفعہ و جس طرف حملہ کرتے تھے راکب و مرکوب کو
ہلاک کرتے تھے ایک ہاتھی بادشاہ کی سواری خاصہ کے فیل کے سامنے آیا بادشاہ نے
اپنے فیل کے پاؤن مین زنجیر ڈلوا کے ایک قراول کو حکم دیا کہ فیلبان کے گولی مار کر کام تمام
کرے۔ جلال خان قراول نے اس فیلبان کو جسکے اشارہ پر ہاتھی حملہ آوری کرتا
تھا گولی مار کے نیچے گرایا اور ایک بادشاہی فیلبان اسی ہاتھی پر جا بیٹھا اور اس کو اپنے
لشکر کے بس مین کر لیا۔ یہ حال دیکھ کر باقی دو ہاتھی بادشاہی قول سے نکل کے لشکر شاہی
کے جانب راست پر حملہ آور ہوئے۔ اس حال مین بلند اختر نے چند سردار نامدار مثل شیخ
ولی و شیخ ظریف و حسن خویشگی کو ساتھ لے کر برانغار شاہی کو ہلا مارا اسلام خان کی
سواری کا ہاتھی بان کے صدمہ سے بھاگا بہت سے آدمی اسکی سپاہ کے بھاگ گئے
سیف خان و اکرام خان جو برانغار کے ہراول تھے ثابت قدم ہو کر اعدا کے مقابل ہو

اور مردانہ کوشش کی اس ضمن مین اگرچہ بعض ناآزمودہ کار ہمرکابون نے صلاح دی
کہ بادشاہ برانغار کی کمک کو جائے لیکن بادشاہ کی برابر فوج سنگین گیرودار مین گرم
تھی اور غلبہ خصم سے اکثر دل باختہ فرار کے فکر مین تھے۔ بادشاہ نے یہ خیال کیا کہ مخالفون کی
بات کے قصد سے فیل سواری کے رخ بدلنے مین یہ احتمال ہی کہ دشمن کے توپ خانے کے
بیا دے جو حساب سے زیادہ ہین فرار کی شہرت دیکر زیادہ شوخی کرینگے اس صورت مین بساط
برانغار بھی درہم برہم ہوگا پھر معلوم نہین منصوبۂ فلک کیا اپنا نقش دکھائے اسلئے بادشاہ
نے دشمن کے روبرو استقامت اختیار کی اسلام خان اور سرداروں کو پیغام دیا کہ ثابت
قدم رہ کر لڑو مین ابھی کمک کو آتا ہون اس حال مین خبر آئی کہ نجبات (بختیار) بیگ
روز بہانی کہ توپ خانہ کا کارفرما تھا اور سیف خان و اکرام خان کا بیٹا حرکھا یا نے زخم
کھا کر دنیا سے وداع ہوا اور اسکے بیٹے خان بیگ کے زخم کاری لگا اور وہ گھوڑے
سے گرا بادشاہ نے یہ خبر سنی اور فوج مخالف کا غلبہ اسکے مقابلہ مین کچھ خفیف ہو گیا تھا
برانغار کی مدد کو گیا جس سے برانغار کے سردارون کو تقویت ہوئی بادشاہی لشکر نے ہر طرف
دشمنون کا خون کیا اس زد و خورد مین شیخ ولی فرملی کہ شجاع کی فوج مین بڑا نامور
شجاع تھا وہ اور دو تین سردار مارے گئے اور حسن بیگ خان خویشگی خانہ زین سے
سرنگون ہوا اور غیر مشہور آدمی بہت مارے گئے بلند اختر بادشاہی لشکر کی بہادری
کو دیکھ کر باپ پاس چلا گیا۔ بادشاہی لشکر نے شجاع کے قول پر حملہ کیا۔ اس حال مین
مکرم خان صفوی کو فوجدار جونپور جس نے کہ بتقاضائے مصلحت شجاع کی رفاقت اختیار کی
تھی وہ زنہاریون کی صورت مین بادشاہ کے ہاتھی کے پاس آیا اسکو آفرین دی گئی۔ اور
حکم ہوا کہ جو ہاتھی ہمرکاب ہین ان مین سے کسی ایک کے اوپر ہو بیٹھے۔ پھر عبد الرحمن خان
پسر نذر محمد خان جو شاہجہان کے عہد مین بنگالہ مین کمکی تھا و سنجر بیگ ولد الہ وردی خان
شجاع کے لشکر سے دل باختہ ہو کر بادشاہ کے لشکر مین آ گئے اس اثنا مین شجاع بھاگ
گیا اور عالمگیر فتحیاب ہوا افواج شاہی نے شجاع کے بنگاہ پر جا کر خزانون کو تاراج کیا

اور گھوڑون اور تمام اسباب تجمل و کارخانجات کو غارت کیا اور جو کچھ ہاتھ لگا وہ لے لیا
ایک سو چودہ توپین اور ایک سو پندرہ ہاتھی ہاتھ آئی۔ کچھ خزانہ اور جواہر اسکے سوا جو لٹ
گیا سرکار مین ضبط ہوا۔ عالمگیر نے ہاتھی سے اتر کر دوگانہ شکر ادا کیا اور اپنے ہم کاب امراء کو
تحسین کی اس خیال سے کہ شجاع کو کہین قرار نہ ہو۔ شاہزادہ محمد سلطان کو اسکے تعاقب
مین روانہ کیا اور سب سامان شاہانہ اسکا درست کر دیا پادشاہ نے ایک ہفتہ یہان
قیام کیا اور امراء کو اضافہ منصب انعام سے سرفراز کیا۔ معظم خان کا منصب ہفت
ہزاری سوار پر اضافہ کرکے دوازدہ ہزار سوار پر آوردی بنایا اور دس لاکھ روپیہ
انعام دیا اور سب کل امراء مین ممتاز کیا۔ ۲۷ کو منزل کھجوہ سے کوچ فرمایا راجہ جے سنگھ
جو وطن کو رخصت لیکر گیا تھا وہ ملازمت مین آیا۔ پادشاہی حکم سے صف شکن خان ۱۰
محرم کو ملتان سے داراشکوہ کے تعاقب مین گیا وہ دس روز پہلے یہان سے بھاگ گیا تھا
اسنے اوجہ مین دو تین روز قیام کیا جب۔ اسنے لشکر شاہی کے یہان آنے کی خبر سنی تو
۸ محرم کو بیاہ کے کنارہ پر بھاگ گیا اور ۱۲ کو صف شکن خان اوجہ مین آیا یہان اسکے
پاس خزانہ شاہی سے دس ہزار اشرفیان صالح بہادر گرز بردار لایا اور بہت سے بندوقچی
اور پیادے و بیلدار بھی پادشاہ نے اسکے پاس بھیجدیئے اور کمکی جو پیچھے رہ گئی تھے آگئے۔
۱۸ محرم کو شیخ میر لشکر نے کر چلا تھا وہ اس لشکر سے تیس کوس کے فاصلہ پر تھا جب ۲۰ کو قصبہ
جھجھی و آہن محل مین لشکر شاہی آیا تو معلوم ہوا کہ داراشکوہ یہان سے ۱۲ کو کوچ کیا ہے اور
اسی کوس آگے نکل گیا ہے شیخ میر کا لشکر بھی ... صف شکن خان کے لشکر سے مل گیا۔ یہان
قراولون نے خبر دی کہ ۲۵ محرم کو داراشکوہ ... مین دریا سے عبور کرکے سکھر مین اترا ہے اس
منزل سے دریا کی اس طرف بھکر تک ساٹھ کوس کا فاصلہ تھا اور دریا کی اس طرف سے سکھر
سو کوس کا شیخ میر سکھر کو اور صف شکن خان بھکر کو روانہ ہوئے کہ دریا کے دونو طرف سے
تعاقب کرکے داراشکوہ کو تنگ کرین شیخ میر نے تین منزلون مین اسی کوس کے قریب طی کیئے
۵ صفر کو سکھر سے تین کوس پر پہنچ گیا راہ مین جنگل تھا خار دار درخت جھاڑ جھنکار بہت تھے

[illegible]

اسلئے رستہ سخت و تنگ و دشوار گذار تھا اور طول مسافت اور سرعت سیر اسکے سوا تھی اُس سبب
سے دواب بہت تلف ہوئے لشکر نے بہت تکلیف اٹھائی۔ تیسری منزل مین خیمہ بار دار کر
جدا ہو گئے اور آذوقہ کم ملا۔ ۶ ر کو سکھر مین مقام ہوا صف شکن خان تین روز پہلے بھکر مین
پہنچا تو معلوم ہوا کہ داراشکوہ حمال و اثقال اور بعض مستورات اور کچھ خزانہ و بھاری طلا
آلات و نقرہ آلات کو قلعہ سکھر مین لایا بسنت نام خواجہ سرا کو جسپر اسکو اعتماد تھا اور
سید عبدالرزاق کو قلعہ کی حراست کے لئے مقرر کیا اور بڑی بڑی توپین جو ساتھ تھین اور
اور لوازم توپ خانہ اور برق اندازون اور تیر اندازون اور بندوقچی پیادون کو اس
استوار حصار مین تعین کیا سلخ محرم کو خود سکھر سے آگے بڑھا اسکے باقی خزانے اور احمال
کشتیون مین تھے وہ خود بیشون جنگلون و درختون کو کاٹتا ہوا اور رستہ بناتا ہوا
چلا جا رہا ہے اور اسکے عمدہ نوکرون مین سے داؤد خان و شیخ نظام و میر عزیز و
میر رستم و سید تاتار خان بارہہ و سید جواد بخاری اور اور سردار قریب چار
ہزار کے نواحی گکھر مین اُس سے جدا ہو گئے ہین داؤد خان اپنے وطن حصار فیروزہ کو چلا گیا
میر رستم بادشاہ پاس گیا اور میر عزیز و شیخ نظام و سید تاتار و سید جواد صف شکن خان
سے ملگئے جنکو اُس نے بادشاہ پاس بھیجدیا۔ کچھ اسکے رفیق جدا ہو کر بھکر مین رہ گئے ان مین
سے شیخ عبدالرحیم خیر آبادی جو اسکا مقرب و مصاحب تھا شیخ میر سے ملاقی ہوا اُس نے
کہا کہ داراشکوہ پاس تین ہزار سوار رہ گئے ہین شیخ میر سکھر سے تعاقب مین آگے بڑھا
تو زمیندارون کی زبانی معلوم ہوا کہ سکھر سے پچیس کوس پر قندھار کو راہ جاتی ہے داراشکوہ
یہان سے اس راہ پر قندھار جانا چاہتا تھا مگر اسکے ہمراہی نوکر اور اہل حرم وہان جانے پر راضی
نہین ہوئے ناچار وہ ٹھٹھہ مین آیا۔ صف شکنخان کو ۲۹ محرم کو نواحی قصبہ کبن مین شیخ میر سے
بھکر جانے کے لئے جدا ہوا اُس نے سہہ کوس دو منزل مین طے کئے تھے کہ داراشکوہ کا ایک
فریق جسکا اوپر ذکر ہوا صف شکن خان سے ملاقی ہوا جنکو اُس نے بادشاہ پاس بھیجدیا بادشاہی
لشکر مین داراشکوہ کے قراول اور کوتوال و بعض اور نوکر اسکے اردو بازار کے علم لائے اور یہان

سپاہ مخالف کے پچاس آدمی مارے گئے۔ سوم صفر کو صف شکن خان بھکر میں پہنچا قصبہ لوہری میں
نزول کیا۔ بھکر کا نظم و نسق کیا آغرخان کو ساڑھے تین سو سوار حوالہ کرکے یہاں کا فوجدار
بنایا محمد علی بیگ جمعدار توپ خانہ کو دو سو برقنداز سوار اور تین سو بندوقچی حوالہ کرکے
قصبہ لوہری کی کوتوالی دی اور قوجیلی بیگ کو پانچ سو سوار برق انداز اور تین سو بندوقچی
پیادے اور توپ خانہ کی پانچ توپیں ہمراہ کیں اور سکھر میں مقرر کیا کہ وہ مداخل و مخارج
قلعہ سے باخبر رہے اور لشکر کی معاودت تک توپ و تفنگ سے جنگ کرکے متحصنان قلعہ
کو تنگ کرے صف شکن خان پانچویں کو کوچ کرکے ۱۲ کو قلعہ سیوستان سے تیرہ کوس پر
پہنچا۔ یہاں کے قلعہ دار و فوجدار محمد صالح ترخان کا نوشتہ آیا کہ قلعہ سے پانچ کوس پر
دارا شکوہ آگیا ہے تمکو چاہیئے کہ جلدی پہنچکر اسکے خزانہ و اموال و اشیاء کے کشتیوں کے
سد راہ ہو۔ جو دریا کے کنارہ پر پیچھے سے آرہے ہیں خان مذکور نے محمد معصوم اپنے خویش
کو ہزار برق انداز سواروں اور چودہ شترنال اور کچھ بان اور بیلداروں اور سقوں
کی جماعت کے ساتھ آگے بھیجا کہ دارا شکوہ کی کشتیوں سے گذر کر قلعہ سیوستان کے
نزدیک جہاں دریا کا عرض کم ہو وہاں دریا کے کنارہ پر مورچل بنائیں اور توپوں کو
نصب کریں اور برق اندازوں اور کمانداروں کو بٹھائیں اور خود راتوں رات کوچ
کرکے دارا شکوہ کے لشکر کے محاذی سے تین کوس پر گذر کر اوائل روز میں دریا کے کنارہ پر
ایک کوس پر اس سرزمین پر اترا کہ قلعہ سیوستان کے محاذی تھی۔ محمد معصوم پہلے سے
آگیا تھا۔ آدھ کوس تک دریا کے کنارہ پر مورچل قائم اور غنیم کی کشتیوں کے آنے
کی امید میں بیٹھے مخالف فوج کشتیوں کو اپنی جگہ سے لیجا کر لشکر شاہی سے ڈیڑھ کوس
پر اس طرف دریا کے قیام کیا۔ یہاں ایک ہزار سوار اور دس فیل اور چند علم کشتیوں
کے قریب نمایاں تھے صف شکن خان چاہتا تھا کہ لشکر کو دریا سے پار لے جاکر
دشمنوں کو دفع و منع کرے مگر دشمنوں کی کشتیاں پہلے آگئی تھیں وہ اسکی کشتیوں کے
پہنچنے کے مانع تھیں اسنے محمد صالح قلعہ دار کو پیغام دیا کہ وہ اس طرف سے کشتیوں کو پیچھے

اور خود بھی سپاہ اور تابینوں کے ساتھ قلعہ سے نکلنا اور گھاٹی جو سخت دشوار گذار سیوستان
کے قریب واقع ہوئی ہے جسپر داراشکوہ کو عبور کرنا ضرور ہوگا اُس پر قبضہ کر کے لشکر کے آنے
تک حتی المقدور دشمنوں کی ممانعت مین کوشش کرے اور اہل قلعہ کو تاکید کرے کہ جس وقت
مخالف اپنی جگہہ سے کشتیون کو حرکت دے کر قلعہ کے نیچے سے گذرنا چاہین تو قلعہ کے اوپر
سے توپ و تفنگ چلا کر شرائط ممانعت کی تقدیم کرے مگر محمد صالح مین اس خدمت کی
لیاقت نہ تھی اُس نے جواب دیا کہ اگر کشتیان بھیجی جائین تو داراشکوہ کے آدمی جو دریا مین
ہین اُنکو پکڑ لینگے اور مجھہ مین لشکر شاہی کے امداد بغیر گھاٹی پر قبضہ کرنے کی قدرت اور
دشمن کی مقاومت و مصافحت کی تاب نہین ہے۔ اس طرف دریا کے کنارہ پر عمق اس قدر
کم ہے کہ کشتی کا گذرنا ممکن نہین ضرور دریا کے دوسری طرف سے کشتیون کا گذر ہوگا۔
وہین اُنکی ممانعت کرنی چاہیئے اس سبب سے صف شکن خان نے دریا سے عبور نہین کیا
اس نے محمد صالح کی گفتار کو سچ جانا دریا کے اس طرف داراشکوہ کی کشتیون کا منتظر رہا۔
مگر ایک ساعت کے بعد معلوم ہوا۔ کہ داراشکوہ نے کشتیون کو دوسری طرف روانہ کیا
اور بادشاہی مورچالون کی طرف نہین آیا دریا کے اس طرف جو توپ خانہ شاہی
تھا اُس نے گولے مارے مگر زیادہ بُعد کے سبب سے کچھ اثر نہین ہوا ایک کشتی توپ کے
صدمہ سے ٹوٹ گئی اور دوسری گل مین پھنس گئی باقی کشتیان قلعہ کے نیچے سے
نکل گئین محمد صالح کی نالائقی سے یہ فتح کا منصوبہ خالی گیا ۱۲ کو داراشکوہ کتل سے
بھی گذر گیا۔ ۲۸ کو شیخ میر اور صف شکن خان کے لشکر دریا کی ایک طرف مین ملگئے اور
دونون لشکرون نے مقصد کی طرف کوچ کیا بادشاہی لشکر کے قراول چند پیادون کو
کہ ٹھٹہ مین داراشکوہ کے لشکر سے جدا ہوگئے تھے لشکر شاہی مین لائے تو انکی تقریر سے
معلوم ہوا کہ ٹھٹہ مین داراشکوہ ۲۶ صفر کو آیا تھا اور گجرات کے قصد سے اپنے لشکر
کو دریا سے پار اتارتا تھا۔ ترکتاز خان افواج شاہی کا قراول تھا اسکا نوشتہ
ہین شیخ میر پاس آیا کہ داراشکوہ نے ۲۹ صفر کو دریا سے عبور کیا کچھ آدمی اسکے دریا سے

اُترنے کو تھے کہ اُس سے ہماری آویزش ہوئی کہ کچھ اُنمین آدمی مارے اور کچھ زخمی
ہوئے کچھ قید ہوئے۔ پادشاہی آدمیون مین ایک کشتہ ہوا کچھ آدمی زخمی ہوئے۔ خان مذکور
یہ خبر سنکر ٹھٹھہ سے ایک کروہ پر پہنچا اور محمد معصوم کو شہر مین بھیجا کہ داراشکوہ کا مال جو
اس شہر مین رہ گیا ہو اُسے ضبط کرے پھر خبر آئی کہ دریا کی طرف دارا نے گجرات کی طرف
کوچ کیا۔ صف شکن خان نے تعاقب کی تیاری کی کہ اس اثنا مین شیخ میر کے نام حکم شاہی
آیا کہ بہت جلد تعاقب کو چھوڑ کر ہمارے پاس آؤ ایک بہت کا ضروری درپیش ہے اس
سبب صف شکن خان و شیخ میر اور اور دو لتخواہ جمع ہوئے اور مشورہ کرنے لگے کہ ٹھٹھہ سے آگے
جائین یا پادشاہ کے پاس مراجعت کرین چونکہ اس یورش مین لشکر نے بڑی اور کڑی
منزلین طے کی تھین بہت سے رنج و تعب اُٹھائے تھے اور اکثر سپاہ و لشکریون کی سواریان
اور بار بردار تلف ہو گئے تھے ایلغار کی طاقت نہ رہی تھی اسکے سوا خزانہ مین
ایک ماہ کی تنخواہ کی جمع کے سوا روپیہ نہین رہا تھا اور وہ اس مہم کو کفایت نہین کرتا تھا
اور سوا اسکے داراشکوہ نے جو وادی فرار اختیار کیا تھا اکثر اس مین چول و بیابان
بے آب و ویران تھے اسلئے ٹھٹھہ سے آگے بڑھنے کی کسی کی صلاح نہ ہوئی اور رستے
مراجعت کی ٹھیرائی اور لشکر بھکر مین آیا یہان معلوم ہوا کہ داراشکوہ کچھ مین پہنچ گیا
اور تین منزل طے کر کے کنارہ چول پر آگیا اس سال مین کمی باران سے راہ مین تالاب آب
تھے اور جہان کنوئین تھے وہ لشکر کو کفایت نہین کرتے تھے اسلئے اسکے لشکر کے اکثر
آدمی مر گئے اور بہت دواب تلف ہو گئے۔ گیارہوین کو وہ چول مین داخل ہوا
چول کی حقیقت یہ ہے کہ وہ ایک دشت شورستان ہے اور دریائے شور سے چالیس کوس دور
پر ہے اور اس فاصلہ مین میٹھا پانی مطلقاً نایاب ہے اور ہر جگہ بجائے آب کے امواج
سراب کا جلوہ دکھائی دیتا ہے۔ قربت دریا کے سبب سے اس سرزمین مین بعض مواضع پر ایک
قسم کی گل ہے جسکی تہ مین پانی ہوتا ہے اور دواب اسمین ڈوب جاتے ہین۔
ہندی مین اسکو دلدل کہتے ہین۔

یہ یہاں کا طول موضع لونہ پر منتہی ہوتا ہے جو کچھ کی ولایت میں داخل ہے وہاں ایک راہ
گجرات کو جاتی ہے اور دوسری راہ جوناگڈھ کو ۲ ربیع الثانی شیخ میر و صف شکن خان
بھکر میں آئے اور ایک دن یہاں تسخیر قلعہ کی تدبیر کے لئے اقامت کی گیارہ توپیں اور جو
آلات و ادوات توپ خانہ ہمراہ تھے باقر خان فوجدار کے پاس چھوڑے اور
ولی بیگ علی مردان حاجی کو توپ خانہ کا داروغہ بنایا آغر خان کو زمرۂ آغروں کے
ساتھ سکھر میں اور حاجی اللہ وردی خان کو لوہری میں چھوڑا – ۸ رماہ مذکور کو بادشاہ
کی خدمت میں ملتان روانہ ہوئے –

شجاع کی شکست دیگر بادشاہ کچھوہ میں چہرہ ور رہا پھر دریائے گنگا کے کنارہ پر سفر
کیا اور شجاع کے تعاقب میں لشکر کو روانہ کیا اب اس سبب سے کہ دارا شکوہ کے
گجرات بھاگنے کی اور شور و فساد مچانے کی خبر سنی تھی اسلئے الہ آباد کی حدود میں
توقف جائز نہ جانا اور اکبر آباد کی طرف روانہ ہوا کہ دارا شکوہ کے دفع استیصال
کی تدبیر کرے اور راجہ جسونت سنگھ کی تادیب و تنبیہ کرے –

یہ دو مہم بڑی در پیش تھیں انکی طرف بادشاہ کی توجہ تھی – غرہ جمادی الاول کو بادشاہ
قصبہ گھوڑہ میں آیا یہاں شاہزادہ محمد سلطان کی عرضداشت سے معلوم ہوا کہ
قلعہ الہ آباد فتح ہو گیا تفصیل اسکی یہ ہے کہ مرزا شجاع نے سید قاسم کو کہ دارا شکوہ کی
قلعداری الہ آباد میں بدستور سابق بحال رکھی تھی سید قاسم نے سید عبد الجلیل کو
اپنی قوم میں سے قلعہ میں اپنا نائب مقرر کیا اور خود کچھ سپاہ کے ساتھ شجاع کے ہمراہ
بادشاہی لشکر سے لڑنے گیا شجاع کی شکست کے بعد وہ اپنی پختگی اور منصوبہ شناسی
کے سبب شجاع سے پہلے اپنے تابعینوں کے ساتھ قلعہ میں چلا آیا – جب شجاع
الہ آباد میں آیا ہر چند اسنے سعی کی کہ قلعہ کو تصرف میں لائے مگر سید قاسم صواب
اندیشی اور مآل بینی کے سبب سے اس بات پر راضی نہ ہوا زمانہ سازی کر کے شجاع
سے ملنے گیا مگر قلعہ میں اسکو قدم نہ رکھنے دیا – جب محمد سلطان معظم خان کے ساتھ

[illegible]

لشکر اکبر آباد میں آیا تو سید قاسم نے اپنا چارہ کار اور مصلحت بادشاہ کی بندگی اور
دولت خواہی میں دیکھی اور استعفا و جرائم کر کے قلعہ خاندوران خان کو حوالہ
کیا وہ یہاں قلعہ دار مقرر ہوا۔ اور سید قاسم بادشاہ کی خدمت میں روانہ ہوا۔
شجاع کا باقی حال آگے لکھا جائیگا۔

۱۱ راجہ جسونت سنگہ

راجہ جسونت سنگہ کی تنبیہ و گوشمال کے لئے بادشاہ نے محمد امین خان کو دس ہزار
سوار کا سردار بنا کے عبد اللہ خان کے ساتھ بھیجا راجہ جسونت سنگہ کا برادر
زادہ راے سنگہ راٹھور تھا اور چچا کے ساتھ نزاع ارثی رکھتا تھا اسکو راجہ کا
خطاب دیا اور منصب میں ہزاری کا اضافہ کیا اور ایک لاکھ روپیہ خلعت و اسپ
وغیرہ عطا کیا اور راجہ کے استیصال کی مہم میں شریک کیا اور اسکے وطن جودھپور کے
دینے کا وعدہ کیا۔ امیر خان حارس دار الخلافہ شاہجہان آباد کو حکم کیا کہ دارا شکوہ

۱۲ مراد بخش کا قلعہ گوالیار میں بھیجا جانا

کے تعاقب سے جب شیخ میر آوے تو مراد بخش کو قلعہ سلیم گڈھ سے نکال کر اسکے ہمراہ
قلعہ گوالیار کو بھیجدے۔ ۱۸ جمادی الاول ۱۰۶۹ کو بادشاہ اکبر آباد کے نزدیک
باغ نور کے متصل مقیم ہوا۔ فاضل خان خانسامان نے دارا شکوہ کا نقد و جنس و اموال لاکھ
روپیہ کا بادشاہ کے سامنے پیش کیا امیر الامراء اور تمام امراء متعینہ اکبر آباد بادشاہ
کی خدمت میں رہے۔

بعض اخلاص کیشوں کی زبانی معلوم ہوا کہ راجہ جسونت سنگہ جب یلغار کر کے اکبر آباد کے
قریب آیا تو منافق کیشوں کی جماعت کو یہ گمان تھا کہ راجہ قلعہ کا محاصرہ کریگا اور
شاہجہان کو قید سے آزاد کر کے تخت پر بٹھائیگا اس سبب سے عقل و دانا باختوں
کے دلوں میں وسوسے پیدا ہوگئے تھے۔

عالمگیر و شاہجہان کی تاریخ کے تحریر کے وقت کونسٹبل کے اور نیز مسٹر برنیر کا
سیاحت نامہ میری زیر نظر رہتا ہے۔ ہندوستان میں جو ارباب دانش اپنے
ملک کے حال سے خوب واقف ہیں وہ جانتے ہیں کہ یہ امر اس ملک کی عادت میں

داخل ہے کہ بعض ذہین اور طباع واقعات کو انکے وقوع کے وقت اپنے خیالات کے
موافق نہایت فصاحت و بلاغت سے جھوٹ و سچ کو شیر و شکر کی طرح ملا کے
بیان کیا کرتے ہین کہ سننے والون کو انمین بڑا مزہ آتا ہی - انکا انداز بیان و ادا و طرز
ایسا ہوتا ہے کہ بہت لوگ انکے بیان غیر واقعی کو واقعی جان کر پھر واقعی امر پر یقین
نہین کرتے ڈاکٹر برنیر کو کوئی ظریف ایسا ملگیا ہے یہ بیچارہ اجنبی اسکی باتون کو سچ
جانتا ہے اور اپنے سفرنامہ مین لکھتا ہے اور اپنے اہل وطن کا لال بجھکڑ بنتا ہے - جو
یہان کے حال سے بالکل لاعلم ہین اسلئے ہر واقعہ مین ایک دو باتین ایسی گھڑتا ہے کہ
جن کی کچھ اصل نہین ہوتی اور پھر انپر رائے زنی کرتا ہے جو جہالت و لاعلمی پر مبنی
ہوتی ہے مشکل ہے کہ معاملات ملکی پر کسی اجنبی کو ایسا علم ہو کہ وہ اسمین رائے دینے
کے لئے کافی ہو - اب مین مثال کے طور پر اورنگ زیب و راجہ جسونت کا حال اس
سیاحت نامہ سے لکھتا ہون کہ جب راجہ جسونت نے دیکھا کہ شجاع کا پلڑا پلٹ
گیا تو اس نے سوچا کہ جو لوٹ ہاتھ آئی ہے اسکے مزے اڑائے وہ فی الفور
آگرہ کو اس نیت سے چلا کہ اپنے وطن کو مراجعت کرے دار الخلافہ آگرہ مین
یہ افواہ اڑ رہی تھی کہ اورنگ زیب نے شجاع سے شکست پائی وہ اور امیر جملہ
(معظم خان) دونو قید ہو گئے ہین اور سلطان شجاع اپنے فتحمند لشکر کے ساتھ
آگرہ چلا آتا ہے شائستہ خان حاکم آگرہ اور اورنگ زیب کے ماموں کو ادھر
اس شہرت کا یقین ہوا ادھر جسونت سنگھ جکی دغا بازی سے وہ خوف زدہ
ہو رہا تھا آگرہ کے دروازہ پر آن پہنچا کہ اس نے مایوس ہو کر زہر کا پیالہ پینے
کے لئے ہاتھ مین لیا اور پی ہی گیا ہوتا اگر عورتون نے اسکو جا کر گھیر نہ ہوتا اور
پیالہ کو ہاتھ سے زمین پر گرا نہ دیا ہوتا - آگرہ کے رہنے والون کو دو روز
تک اصل حال نہین معلوم ہوا اسمین شبہ نہین کہ ان دو دن مین انکو اگر جسونت سنگھ
بہادرانہ دھمکیان و فیاضانہ وعدے کرتا تو شاہجہان کو قید سے آزاد کر لیتا

اور تخت پر بٹھا دیتا مگر راجہ اصل حقیقت سے واقف تھا وہ دار الخلافہ تین یا دو
دنون ٹھیرنے کی جرأت کرسکتا تھا اور نہ کوئی ہمہم بہادرانہ اختیار کرسکتا تھا اس لئے وہ
صرف شہر آگرہ کے اندر کوچ کرتا ہوا اپنے وطن کو چلا گیا۔ ظفر نامہ میں عاقل خان لکھتا ہے کہ
جسونت سنگہ کے چلے جانے کی خبر موحش اکبرآباد مین و شاہجہان آباد مین پھیلی بلکہ لاہور
تک اور اطراف و اکناف مین پہنچی طرہ اسپر یہ ہوا کہ جو بھاگ کر آتا   وہ اس خبر
ناملائم کو آتے تاسے بیان کرتا اور ظاہر کرتا کہ اس واقعہ ناگوار کو خود اسنے دیکھا ہے
یہان تک یہ ہوائی خبر اڑائی کہ عالمگیر کو شجاع گرفتار کئے آگرہ کو لئے آتا ہے۔ جسونت سنگہ
آگرہ کے قریب آیا تو شائستہ خان حاکم آگرہ کے ہاتھ پانون پھولے اور اس خبر کو سچ جانا
اور دکن جانے کا ارادہ کیا کہ شاہجہان کے غضب سے بچے آدھی رات کو فاضل خان
اس پیغام بھیجا کہ میری شاہجہان سے تقصیر معاف کرا دو فاضل خان نے اُسے سمجھایا کہ
خیر ہے پہلے اس خبر کو تو تحقیق ہونے دو کہ سچ ہے یا جھوٹ ہی۔ پانچوین جمادی الاول
سنہ ۶۹ کو بادشاہ عماد پور مین آیا جو سموگڈھ کے قریب ہے۔ یہان بادشاہ کو دارا شکوہ
پر فتح نصیب ہوئی تھی اسلئے سموگڈھ کا نام فتح شکار رکھا بادشاہ کے پیش نہاد
ہمت یہ دو امر تھے دارا شکوہ کی تنبیہ اور راجہ جسونت سنگہ کی تادیب اس لئے
بادشاہ نے اجمیر جانے کا ارادہ کیا اور ۲۵ جمادی الاول سنہ ۶۹ کو اجمیر کی طرف
کوچ کیا۔

ہم پہلے لکھ چکے ہین کہ سپاہ جو ٹھٹہ مین دارا شکوہ کا تعاقب کر رہی تھی اسکو
بادشاہ نے واپس بلا لیا تھا۔ تو دارا شکوہ نے اسکو غنیمت جانا اور دوبارہ اسکو
خودسری کا سودا ہوا ولایت گجرات مین نہ کوئی لشکر تھا نہ کوئی سردار کہ اُس کی
مدافعت و ممانعت کرتا۔ میدان خالی تھا اُسنے چول و بیابان مین قدم رکھا۔
بعض میدارون کی رہ نمائی سے دریاء شور کے کنارہ پر اسی راہ سے کچھ مین آیا
کہ جسپر کوئی مسافر چلتا نہ تھا اور سخت دشوار گذار تھی کچھ کا مرزبان اُس کے

دارا شکوہ [illegible]

استقبال کو گیا اور آنسے ملاقی ہوا۔ داراشکوہ نے اسکو نقد جواہر دیکر بہرہ پایا اور اسکی بیٹی سے اپنے بیٹے سپہر شکوہ کو نامزد کیا۔ زمیندار نے ضیافت کی اور بدرقہ ساتھ کرکے اپنی حد سے باہر کرکے احمد آباد کو روانہ کیا جب داراشکوہ احمد آباد کے قریب آیا شہسوار خان صوبدار احمد آباد کی ایک بیٹی بادشاہ سے بیاہی تھی اور دوسری بیٹی مراد بخش سے تو وہ دیوان رحمت خان اور اور گوئیون کو ساتھ لیکر داراشکوہ کے استقبال کو آیا ملاقات کے بعد سرانجام ضروری داراشکوہ کے لئے تیار کیا۔ اور محمد مراد بخش کا جو روپیہ و جنس طلا و نقرہ آلات اور دس لاکھ روپئے جو لشکر مین تھے وہ داراشکوہ کو پیشکش مین دیگئے اب داراشکوہ زر و سپاہ کے جمع کرنے کی فکر مین ہوا آدمیون کو خلعت و اضافہ و عطائے جواہر دیکر خورسند کیا اور لوگون کا دل اپنی طرف کیا اور بندر سورت و کنبھایت و بھروچ و پرگنات سیر حاصل مین اپنی طرف سے حکام و عمال مقرر کئے اور انمین اپنا قبضہ کیا ایک مہینہ سات روز یہان رہکر بیس بائیس ہزار سوار جمع کر لیئے اور حکام بیجاپور اور حیدرآباد سے بھی خطوط و پیغام بھیجکر نقد و جمعیت سپاہ کو طلب کیا دکن جانے اور راجہ جسونت سنگہ سے ملنے کے لئے مختلف فکر کرنے لگا۔ اس گرما گرمی مین اس بابمین خبر آئی کہ لشکر شاہی کی رفاقت سے راجہ جسونت سنگہ نے فرار کیا اور دشمن کے غلبہ کی شہرت خیر و قوعی اور خبر کاذبہ داراشکوہ نے یہین بیٹھا اور انکو سچ جانا۔ راجہ جسونت سنگہ کا نوشتہ آیا اس مین اس نے اپنا حال لکھا اور داراشکوہ کو اشارہ کیا کہ وہ اجمیر کی طرف آئے داراشکوہ غرہ جمادی الاخری سنہ ۶۹ کو آراستہ سپاہ اور توپ خانہ کے ساتھ چلا۔ یہ توپخانہ اس بابمین اس طرح مرتب ہوا تھا کہ اسنے بندر سورت سے چالیس توپین منگالی تھین جب داراشکوہ چلا ہے تو ہر منزل مین راجہ جسونت کا نوشتہ ابلہ فریب پہنچتا تھا اور اس پر اپنے آنے کا افسون پھونکتا تھا اور اسکو افسانہ سنا تا کہ مین قوم راٹھور کی جمعیت اور ان اقوام راجپوت کے ساتھ آتا ہون

جنگلے وملن اجمیر کی نواحی مین ہین اوراس بات سے داراشکوہ کے عزم مین تقویت ہوتی تھی وہ
جودھپور سے کوچ مین منزل پر منزل میرٹھا مین آگیا تربیت خان فوجدار اجمیر داراشکوہ کے قریب
آنے سے حواس باختہ پادشاہ پاس بھاگ گیا۔ جب پادشاہ کو معلوم ہوا کہ داراشکوہ
رزم وپیکار کو آمادہ ہوا ہے تو پادشاہ نے طاہرخان کو اس خدمت پر مقرر کیا کہ وہ
جاکر دارا کی خبر لائے۔ پادشاہ بھی چلکر قصبۂ تودہ کے قریب آیا۔ چونکہ غنیم نزدیک
اور جنگ قریب تھی حکم ہوا کہ قصبۂ کورین جو قلعہ ہے اُس مین خزانہ اور زوایدِ
کارخانجات غیرضروری اور احمال و اثقال رکھی جائین راجہ رائسنگہ کو قلعہ کی محافظت
سپرد ہوئی یہ قصبہ اسی کے علاقہ مین تھا پھر پادشاہ تالاب رامسر جہہ کروہ پر آیا۔
یہان طاہرخان نے جو قراولی کے طور پر آگے گیا تھا غنیم کے حال کی کیفیت دریافت کرکے
پادشاہ سے عرض کی اور پھر رخصت ہوا انبیر متعلقہ راجہ جیسنگہ مین پادشاہ نے پہنچکر
فوج بندی کا حکم دیا راجہ جیسنگہ کو دلیرخان وحسن قلی خان اور ایک اور جماعت کے
ساتھ ہراول مقرر کیا صف شکن خان کو توپخانہ کے آگے لے جانے کے لئے مامور فرمایا شیخ میر
اور اسکے بھائی امیرخان کو التمش کا سرفوج بنایا امیرالامراء کو اُسکے بیٹون اور تخبلیخان
اور بعض سردارون کے ساتھ برانغار کی طرف مقرر کیا اور جرانغار کی سرداری
پادشاہزادہ محمد اعظم اور ایران کے بہادرون کے سپرد کی اور اسی طرح محمد امین خان
وہوشدارخان وعبدالرحمن خان بن نذرمحمد خان اور ایرانی وتورانی اور سرداران کو
اور افغانون اور راجپوتون کو جابجا میمنہ ومیسرہ وقول وچنداول مین مقرر کیا اور حکم
دیا کہ جبتک دشمن سے مقابلہ ہو لشکر کی یہی ترتیب ہے اس مین فرق نہ آئے۔
جب داراشکوہ میرٹھا مین آیا تو راجہ جسونت سنگہ کے ساتھ جو معاملات پیش آئی وہ بیان کرکے
بتاتے ہین اول راجہ جسونت کا حال بیان کیا جاتا ہے کہ وہ پادشاہ کے ساتھ سے
شجاع کی لڑائی مین بھاگا تھا وہ جانتا تھا کہ پادشاہ افواج میری تنبیہ و تاکید کے لئے
مقرر کریگا تو ناچار اُسنے اپنا چارہ کار اس مین دیکھا کہ داراشکوہ کو ترغیب وتحریص

کرکے اپنی طرف کھینچے اور راٹھور اور اقوام راجپوت سے ایک بڑا لشکر جمع کرے اور اُسکے استظہار سے خلاف جوئی کرے۔ جب وہ جودھپور مین گیا تو اُسنے داراشکوہ کو بلایا اور خود راجپوتون کا لشکر جمع کیا اور سامان لشکر تیار کیا اور داراشکوہ کے انتظار مین بیٹھا۔ راجہ جیسنگھ کے حال پر بادشاہ ازحد مہربان تھا وہ راجہ جسونت سنگھ کے ساتھ جنسیت اور رشتہ بھی رکھتا تھا اُس نے بادشاہ سے اُسکے معافی قصور کے لئے عرض کیا اور کہا کہ اگر حضور عاطفت شاہانہ سے اُسکی خطاؤن کو معاف فرمائینگے اور اُسکو جان کی امان دینگے تو یہ میری فرازی کا باعث ہوگا اور وہ وحشی بھی رام ہوگا اور پھر صدق و اخلاص سے بندگی کریگا۔ بادشاہ نے اُسکی درخواست کو منظور کیا اور حکم دیا کہ وہ اپنی جانب سے ایک مکتوب لکھے اور اپنے کسی معتمد کے ہاتھ بھیجے اور دولتخواہی پر رہنمون ہوا اور عفو جرائم کی نوید سنا دی اور داراشکوہ کے ساتھ ملنے سے باز رکھا اور بادشاہ نے بھی ایک منشور اُس کی عفو تقصیر کا لکھ دیا۔ (عالمگیر نامہ مین فقط یہ لکھا ہے کہ بادشاہ نے راجہ جیسنگہ کو خط لکھنے کی اجازت دی لیکن اس خط کا مضمون نہین لکھا مگر ڈاکٹر برنیر کو اس خط کا مضمون اس طرح معلوم ہوگیا جیسے امیر افغانستان اور زار روس کی خط و کتابت کے مضمون ہندوستانیون کو گھر بیٹھے معلوم ہو جاتے ہین وہ لکھتا ہے کہ راجہ جیسنگہ نے یہ خیال کرکے کہ لڑائی کے سارے احتمالات اورنگ زیب کی فتح پر دلالت کرتے ہین راجہ اپنی مصلحت و بہبود بادشاہ کے خوش کرنے مین جانتا تھا اسلئے راجہ جسونت سنگہ کو داراشکوہ کی امداد و اعانت سے باز رکھنے مین اپنی رعب و داب کو یہ کام مین لایا اسنے جسونت سنگہ کو لکھا کہ مجھے بتاؤ کہ تم جو بد اقبال داراشکوہ کی امداد کرنے مین کوشش کرتے ہو اس سے کیا فائدہ تمکو حاصل ہونگے اس کام مین تمہارے استقلال سے داراشکوہ سے کام مین بہبودی ہونے کی نہین مگر اسمین شک نہین کہ تمہارے اور تمہارے خاندان کی بربادی ہو جائیگی اور اورنگ زیب سے تم ہرگز اپنے قصورون کی معافی نہین کرا سکوگے۔ مین بھی راجہ ہون۔ مین منت و سماجت سے تم سے عرض کرتا ہون کہ بیچارے راجپوتون کا خون اپنی گردن پر لو

تم اسبات پر نہ بھولو کہ مین اور راجاؤن کو اپنے ساتھ کرلونگا۔ میری پاس ایسے وسائل ہین کہ
تمہاری اس کوشش کے خلاف مین سعی کرونگا اور کسی راجہ کو تمہارے ساتھ نہین ہونے دونگا
یہ کام ایسا ہے کہ ساری ہندؤن سے تعلق رکھتا ہے تمکو کیسے اسکی اجازت دی جاسکتی
ہے کہ تم وہ آگ بھڑکاؤ جو سارے ملک مین ایسی پھیل جائے کہ پھر کسی کی کوشش سے بجھ نہ سکے
اب اگر تم دوسری طرف جاؤ اور داراشکوہ کو اپنی حالت مین چھوڑدو تو اورنگزیب
تمہاری ساری خطاؤن کو بھول جائیگا تمکو جو مین جو لوٹ ہاتھ آئی اسکا مطالبہ وہ نہین
کریگا بلکہ فوراً تمکو گجرات کا حاکم بناویگا ایسے ملک کے حکومت کے فوائد کی تم خوب قدر
جانتے ہو جو تمہارے ملک کے ہمسایہ مین ہے یہان تم امن امان سے بیخوف و خطر رہو
مین ان وعدون کے ایفا کی ذمہ داری بالکل اپنے ذمہ لیتا ہون ۔
جب اورنگزیب کا منشور نجات و راجہ جیسنگہ اور راو بہوا خواہون کے نوشتجات
خفیہ راجہ جسونت سنگھ پاس پہنچے تو انکے اخفا مین اس نے کوشش کی اور جودھپور سے
جو داراشکوہ کے استقبال کیلئے بیس کوس آن پہنچا تھا اب اسنے اسسے ملنے کا ارادہ چھوڑا اور اپنے
وطن کیطرف مڑا۔ داراشکوہ کو راجہ کے وطن کیطرف مراجعت کرنے کی خبر پہنچی تو وہ
متردد ہوا رسل رسائل شروع کیئے بار بار خوشامد کر کے پیغام بھیجا مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔
اس سے داراشکوہ کے دل مین وہ خلشین پیدا ہوئین وہ خود جودھپور سے بیس کوس پر گیا
اور یہان چند مقام کیئے اور راجہ پاس ویین چند (دوی چند) اپنے معتمد کو بھیجا جو راجہ
سے اتحاد رکھتا تھا اسنے جا کر بڑی لجاجت سے کہا کہ راجہ صاحب اپنے وعدہ کو ایفا
کیجیے اسنے جواب مین یہ عذر کیا کہ مین اپنے قول پر راسخ ہون فی الحال میرا آنا مصلحت
نہین ہے داراشکوہ اجمیر مین جا کر قیام کرے اور راجپوتون کو پیغام بھیجکر اپنے پاس بلائے
جب وہ تمامی راجپوت اسکے پاس آجائینگے تو مین بھی اسکے پاس آجاؤنگا۔ دوی چند
یہ جواب یاس عذر آمیز لیکر راجہ کے پاس سے آیا تو داراشکوہ اجمیر مین آیا اور دوبارہ
دوی چند کو راجہ پاس بھیجا اسنے یہان آنکر ہزارون توطیہ کلام بنا کر پیغام کا

ذکر کیا اور راجہ پر بہت سے افسانے و افسون پڑھے مگر کچھ فائدہ نہ ہوا تحقیق ہو گیا
کہ راجہ کے سامنے جو ابتک ظالم ٹولے کرتے ہیں یہ بات لوگون مین بھی مشہور ہو گئی تھی کہ عالمگیر
پھرا یا تدبیر راجہ کے جرائم کو عفو کر دیا ہے۔ صاحب غرض مجنون ہوتا ہے اور احتیاج
شیر میزا جون کو روباہ بناتی ہے پھر دارا شکوہ نے اپنے بیٹے سپہر شکوہ کو راجہ پاس بھیجا
ہر چند اس شہزادہ نے لابہ گری و الحاح و دلبری کی اور وعدے وعید کئے مگر راجہ نے
اسکو بھی دوہی چند کی طرح مایوس واپس کیا اس انقلاب سے سپہر شکوہ بادیدۂ پر آب
و جگر کباب باپ پاس آیا تو دارا شکوہ نے راجہ جسونت کی امداد سے بالکل قطع امید
کی اب حیران تھا کہ اپنا چارۂ کار کیا کرون کہ اس حالت مین عالمگیر کے آنے کی خبر
مشہور ہوئی چار و ناچار کارزار کو قرار دیا اور تقاضائے وقت جنگ صف مین صرفہ
مناسب جانا اور نواحی اجمیر کے کوہستان مین مورچال بنانے کے واسطے چلا گیا اور
اپنی جگہہ سے چلکر درۂ کوہ مین آیا بعض راہون کی دیوار خام بنا کر اور سنگچین کر کے
توپون کے لگانے کے لئے اور نقب کچھیون کے بٹھانے کے واسطے استوار کیا اس نے جانب
یمین مصطفےٰ خان عرف سید ابراہیم کو سپرد کی اور تین میل و ہزار برقنداز اسکے ہمراہ
مقرر کئے اور یسار کے مورچال کا اہتمام شہسوار خان اور اسکے بیٹون کو سپرد کیا۔
اور ایک جماعت برقندازون کی انکے ساتھ کی اور ایک طرف مورچال فیروز میواتی کو حوالہ
کیا توپخانہ کا مصالح دیا اور سپاہیون کی جماعت ساتھ کی اور اپنے روبرو
سپہر شکوہ کو بہت سے آلات آتشبازی اور باقی توپون کے ساتھ قائم کیا۔ خود
بیچ مین ہا سب جگہہ توپین چن دین اور ایک جماعت کو مقرر کیا کہ مورچال مین مصالح
مطلوبہ پہنچا کر سزاولی کرتے رہین اور ایسا نہ کرین کہ کوئی سردار ہمراہی بیکار و معطل رہے
اب بادشاہ نے موضع ریواڑی مین آنکر خیمہ لگایا یہ مقام اجمیر سے تین کوس تھا۔
اور دشمن کے مورچال سے آدھ کوس جہان سے گولہ دشمن تک جا سکتا تھا مکان
مقرر کر کے مورچال لگانے کا حکم دیا اور لشکر کو اس طرح تقسیم کیا کہ صف شکن خان

داراشکوہ اور عالمگیر بادشاہ کی لڑائی

میر آتش مامور ہوا کہ توپخانہ کو آگے لیجا کر جا بجا خصم کے مورچالون کے مقابل لگائے
اور توپ خانے کے پیچھے شیخ میر و دلیر خان کو مورچال لگانے کا حکم دیا سب سردارون نے
مقامات مورچال بنانے کے تجویز کر لئے اور توپ کے گولون کے مارنے مین دست
و بازو کھولے انمین سے ہر یک دوسرے پر کارفرمائی کے تردد مین سبقت لیجانا چاہتا تھا
اور دوسرے کو پیش قدمی نہین کرنے دیتا تھا خصوص شیخ میر اور دلیر خان و سید نصیر الدین خان
دکھنی نے جانفشانی کرنے مین تمین روز تک تردد بہادرانہ کیا اور خواب و خور کو اپنے
اوپر حرام جانا امیر الامرا بھی بہت سعی کر کے مورچالون کے بڑھانے کے لئے
دشمنون پر ایسے حملہ کرتا تھا کہ اُن کے دل ہل جاتے تھے لیکن مخالف کے مورچال جوف
کوہ مین قلب مقام مین کمال استحکام رکھتے تھے اسلئے پادشاہی آدمیون کی کچھ پیش
چلتی نہ تھی بلکہ داراشکوہ کے آدمی مورچال سے نکل کر اور بڑھ کے آگے سپر لگا کے پادشاہی
مورچال پر حملہ کرتے تھے تو آدمیون اور چارپایون کو ضائع و زخمی کرتے تھے اور پھر
پہاڑون کی پناہ مین چلے جاتے تھے انکی توپ کا گولہ جو آتا تھا خالی نہ جاتا تھا کسی نہ کسی کو
ہلاک کر کے خاک پر گراتا اور پادشاہ کے مورچال کے گولے سوا اسکے کہ پتھر اور دیوار سے
ٹکرائین کوئی کام فائدہ کا نہ کرتے تھے چوتھی رات کو پادشاہ نے اپنی اخلاص کیشون
کو بلا کر تاکید و تہدید کی اور وعدہ وعید کئے اور شورش کی ترغیب دی۔ دوسرے روز
راجہ راجروپ بیندا جمون نے جو کوہ نوردی اور شیر نبردی مین ضرب المثل تھا اپنے
پیادون کو پہاڑی کے عقب سے اس جگہ سے روانہ کیا جہان کوہ نشینون کو
یورش کا گمان نہ تھا ان کوہ نوردون نے دامن ہمت کو کمر پہ کس کر افتان و خیزان ان
مورچال آتشبازون کے مقابل یورش کی جو کوئی مرجاتا اسکو اپنے پاؤن کا زینہ بنا کے
پہنچے کوہ پر راجہ راجروپ کا نشان نصب کرتے خود راجہ راجروپ جو ان
جان بازون کے عقب مین تھا مستعد ہو کر اس کا منتظر تھا کہ اسکے آدمی اوپر چڑھ کے
آواز دین باوجودیکہ مخالف کے ہزار جنگی آدمی نیچے مقابلہ کے لئے آگئے تھے مگر راجہ

بہادرانہ قدم بڑھائے اور گولہ و تفنگ و سنگ کے بارش مین سینہ سپر بنائے گھوڑے سے اُتر کر حملہ آور ہوا دلیر خان نے بھی جو افغانون مین بہادری مین مشہور تھا۔ راجپوتون کی یہ بہادری دیکھ کر اوپر جانے کا قصد کیا اور توپ و تفنگ کی باڑ مین ہوکر بائین طرف سے اوپر چڑھ گیا اور بائین طرف سے شیخ میر نے پیش قدمی کی جو جنگ کے روز شجاعت و تدبیر مین بے نظیر تھا دوسری طرف سے راجہ جے سنگھ نے بہادر راجپوتون کے ساتھ بہادرانہ تردد کیا اور امیر الامرا نے توپخانہ کے آدمیون کو ساتھ لیکر جانب چپ سے اور اسد خان و محمد امین خان نے جرانغار کی طرف سے اپنے لشکر کے ساتھ سوار ہوکر ہر طرف صف بصف معرکہ آرا ہوئے گو اس یورش مین سب بہادرون نے مردانگی دکھائی مگر ابتدا مین راجہ راجروپ کے آدمیون نے پیش قدمی کی اور آخر کار مین شیخ میر و دلیر خان افغانون نے اپنی شجاعت و جلادت دکھائی انکے مقابل مین شہسوار خان و فیروز میواتی کے مورچال نے بلا فاصلہ بلا کے گولے مارے جو اجل کے اولے بنتے تھے۔ دونو امیرون کے آدمیون مین سے ایک جمع کثیر کام مین آئی ادھر توپ غراتی تھی اُدھر پہاڑون کی گونج ہوتی تھی یہ صدا اور توپ و تفنگ کا دھوان اس کوہ و صحرا مین ایسی وحشت افزا پھیلی تھی کہ خویش و بیگانہ مین فرق کرنا دشوار ہوتا ہر طرف سے ہاتھی گھوڑون کی ٹاپون مین سر و تن پامال ہوئی کہ صورت و سر کا نشان باقی نہ رہتا تھا دلیر خان کے داہنے ہاتھ مین ایسا تیر لگا کہ وہ تردد سے باز رہا دارا شکوہ بلندی کوہ پر کھڑا ہوکر اپنے آدمیون کو باوجودیکہ آثار ہزیمت دیکھتا تھا جنگ کی ترغیب نام و ننگ کی سرزنش سے دیتا تھا ہر چند کوہ نشینون نے مورچالون کی پناہ مین اور احاطہ دیوار کے عقب سے باہر آکر دلیری بہادرانہ کی مگر فائدہ نہ ہوا۔
شہسوار خان نے غیرت ذاتی سے اس جنگ جانستان سے نجات محال جانی اور اپنے دونو ولی نعمتون کی خدمت مین خصوصاً بادشاہ کی جناب مین خجالت دائمی سے نکلنا اپنی جان کے جانے مین دیکھا اتنی مردانہ وار کوشش کی کہ سرخروئی کے ساتھ اس دنیا سے بجان رخصت ہوئی شیخ میر بھی جدال و قتال کرتا ہوا اجل کے استقبال کے لئے گیا۔

انکے سینہ مین گولہ لگا کہ اس حال مین سید ہاشم سے کہا جو اس سے نسبت قرابت رکھتا تھا
اور اسکے حوضہ مین پیچھے بیٹھا تھا کہ مین اب چلا میری کمربند مین ہاتھ ڈال کر اتنی دیر لگاوے کہ
کہ مین شادیانہ فتح کی آواز سن لون جو ابھی ہونے والی ہے ظفر کے آثار ظاہر ہین ایسا نہ ہو
کہ میرے رفیق و ہمراہی میری حال سے مطلع ہو کر کارزار سے دست کشی کرین اور دشمنون کے
آدمی اطلاع پاکر دلیرانہ پیش قدمی کرین۔ انسان کو بھی کس مرتبہ پر دنیا اور اولاد سے
دلبستگی ہے کہ ایسے حال مین کہ کلمہ پڑھتا اور خدا کا خیال کرنا چاہیے تھا شیخ کو اپنی اولاد کی
ترقی کا اور نمک کے پاس کا خیال تھا شیخ میر کی اس عقیدت و ارادت کے سبب بادشاہ
مردم خواف پر نہایت مہربان ہوا اور انکی ترقی ایسی کی کہ پہلے کسی بادشاہ کے عہد مین
نہین ہوئی تھی۔ فی الحقیقت خراسان کے اور آدمیون کے نسبت مردم خواف ظاہر مین اکھڑ
اور بے رو اور درشت ہین لیکن اکثر کامون مین راست باز اور آقا کے حق نمک کے پاس مین
سب سے زیادہ ثابت قدم ہوتے ہین دارا شکوہ نے دیکھا کہ برگشتگی طالع سے شہسوار خان
کی جان گئی اور اُسکی جان کا جانا میری لشکر کے علم کے سرنگون ہونے کا سبب ہوا اور شاہی
لشکر سر پر چڑھ آیا تو وہ اپنے بیٹے سپہر شکوہ و فیروز میواتی اور بعض اور خدمۂ حرم کو لیکر
اندھیری رات کے پہلے پہرہ مین اس ناامیدی اور غم و الم کے ساتھ کہ خدا کسی شاہ و
گدا کو نہ دکھائے فرار ہوا۔ عمدہ مردم مین سے سوا دو نامبردہ کے کسی کو توفیق اُس کی
ہمراہی کی نہ ہوئی کچھ جواہر و اشرفی و محل خاص و بیٹی و چند خواص ساتھ لیکر احمد آباد کی طرف
متوجہ ہوا خزانہ اور اسباب کارخانجات مالیت دارا اور بہت سی خدمہ محل کو بارہ ہاتھیون
اور خچرون و اونٹون پر بار کرایا مگر ساتھ نہ لے جا سکا اپنے قدیم و جدید آدمیون کے
اعتبار پر انکو سپرد کیا۔ چند خواجہ سرا معتمد انکے ساتھ گئے اور ایک ہزار برقنداز پیادے جو
کے سب نمک حرام تھے انکی ہمراہ کئے اور تاکید کی کہ پیچھے سے جلدی آئین یہ سب لٹ
لٹا گئے انکا حال آگے بیان ہوگا۔ القصہ شکست و ہزیمت خوردہ مین اکثر آدمیون کے مال
و عیال بھیر مین تھے وہ وہان دوڑے گئے ایک جماعت اپنے مال و عیال کے تاراج

ہونے کے غم مین اور عزت و ناموس کے برباد جانے کے الم مین نیز بعض زخم کاری کے پہنچنے سے اور اسباب و سامان کے لٹ جانے سے اور اپنے آدمیون کے بھاگ جانے سے کوہ و درہ مین حیران و سرگردان آہ و نالہ کے ہمدم ہوئے۔ دارا شکوہ کا کل اُردو اور اُسکے تمام کارخانجات مع ہمراہیون کے لٹ گئے اس اندھیری رات مین اور باروت کے دھوئیں سے بھری ہوئی درہ مین کہ دو تین گھنٹہ تک یہ خبر تحقیق نہین ہوئی کہ دارا شکوہ بھاگ گیا۔ دونو طرف بعض مورچال مین جنگ قائم رہی۔ اسد خان و ہوشدار خان مع بعض امرا کے اپنی جگہہ مین دار و گیر مین گرم رہ کر برقندازی کرتے رہے جب تک کہ انکو دشمن کے فرار اور مورچال کے خالی ہونے کی واقعی اطلاع ہوئی دارا شکوہ کے ہمراہی عسکر خان و سید ابراہیم اور ایک اور جماعت دارا شکوہ کے چلے جانے سے واقف نہ ہوئی پہر رات گئے تک حرکت مذبوحی کرتے رہے محمد شریف مخاطب قلیچ خان کہ دارا شکوہ کا میر بخشی تھا اُس کے پیٹ مین تیر لگا جس سے وہ دوسرے روز مر گیا۔ سیادت خان پسر شہنواز خان کے گولیون کے تین چار زخم لگے تھے عسکر خان و سید ابراہیم اور دارا شکوہ کے ہمراہیون کی ایک جماعت جنکا بدن زخمی اور دل پرخون تھا اور علاوہ رخت بدن کے سارا اسباب مایحتاج تاراج ہو گیا تھا صف شکن خان کے وسیلہ سے شرف اندوز ملازمت ہوئے اور مورد عنایات۔

کارزار دیدہ و تجربہ کار منصف پیشون پر ظاہر ہے کہ ہنگامۂ رزمگاہ غیرت اور شیران بیشۂ شجاعت سے جنہین ہر یک روز رزم مین رستم ہو چکا ہے جنگ کرنا اور ایسے حادثات کے انقلاب سے کہ زبان خامہ پر جاری ہون اپنی جگہہ سے نہ ہلنا اور ثبات قدم کو ہاتھ سے نہ دینا اور غنیم و خصم غالب آمدہ کو روبرو سے ہٹا دینا تائید و فضل الٰہی و مدد طالع عالمگیر کے سوا کسی اور بات پر محمول نہین کر سکتے۔ عالمگیر نے فتح کی خبر سنکر خدا کا شکر کیا اور شہنواز خان و شیخ میر کے مرنے پر زیادہ افسوس کیا اور فرمایا کہ دونو کو حضرت خواجہ معین الدین رح کے روضہ مین مدفون کرین۔ خود

اس مزار کی زیارت کرکے اور خدام کو روپیہ دیکر کوچ کیا اور تالاب تا ساگر کے
کنارہ پر آیا تین چار روز مقام کا حکم دیا راجہ جیسنگہ کو ایک لاکھ روپیہ اور بہادر خان کو
تیس ہزار روپیہ عنایت کیا اور انکے ساتھ ایک جماعت کارزار دیدہ سپاہیون کی داراشکوہ
کے دوبارہ تعاقب کرنے کے لئے مقرر کی اور خلعت دیکر رخصت کیا راجہ جسونت سنگہ اپنی
تقصیرون کے خجالت کے مارے بادشاہ کے روبرو نہیں آتا تھا مہاسینگہ ... بادشاہ نے
فرمان ملاطفت نشان تسلی و خطا بخشی و صوبہ داری احمد آباد کا اور منصب ہفت ہزاری
ہفت ہزار سوار کی بحالی کا مع خلعت کے عطا کیا۔ شہنواز خان کی اہلیہ قیدسے بیگم پر اور اسکے
فرزندون پر اسکی خدمات سابق پر نظر کرکے بہت سی عنایتین کین امیر خان برادر ...
کو خلعت ہاتھی اترا دیا اور اضافہ نمایان کیا۔ داراشکوہ کے اموال مین سے جو خیل اور اوکا خانہ ...
ضبط سرکار ہوئے امرا اجمیر مین جس جماعت کو داراشکوہ نے بادشاہ کی ہواخواہی کے گمان مین
قید کیا تھا انکو رہائی ہوئی اور مورد عنایات ہوئے۔ تربیت خان جو داراشکوہ کے خوف
کے مارے اجمیر سے بھاگ کر بادشاہ کے پاس چلا آیا باوجود اس تقصیر کے اسکو شہر کی صوبہ داری
پر پھر مقرر کیا۔ ۱۸ رجب کو بادشاہ پیادہ پا خواجہ معین الدین کی درگاہ مین زیارت کو گیا اور
پھر اپنے دارالخلافہ کی طرف چلا۔ ان دنون مین بادشاہ سے عرض کیا گیا کہ شاہزادہ
محمد سلطان جب مرزا شجاع کے قریب گیا تو وہ خوف کے مارے مونگیر سے بھاگ کر
جہانگیر نگر کو چلا گیا اور معظم خان نے مونگیر مین داخل ہوکر اس مژدہ کے شادیانے بجوانے
کا حکم دیا۔ سلخ ماہ رجب ۱۰۶۹ھ کو بادشاہ دارالخلافہ مین داخل ہوا۔

بادشاہ نے اپنے جلوس کا اصل جشن اس دن پر موقوف رکھا تھا کہ مخالفون اور ملک کے
بدخواہون کی بیخ کنی ہوجائے ان ایام مین ۲۴ رمضان ۱۰۶۹ھ کو وہ دن آیا۔ جو
سنہ اول کی تاریخ جلوس کا سال دوم تھا بادشاہ نے حکم دیا کہ ہواخواہان دولت
پر ابواب عیش و عشرت وا ہون اور دولت خانہ کے اطراف کے کوچے و در و دیوار
دیوان عام سے باہر تک غسلخانہ کے اندر اقسام فرش و راستہ طلا باف و کلابتون ...

وزیر خان ولد مہابت خان؟

بادشاہ کا دوسرا جلوس ... ۱۰۶۹ ... سنہ دوم ...

آرایش پایئن اس قدر ولایت و احمد آباد کا زربفت صرف ہوا کہ بہت ملکون کے تاجرون کو اسکے نفع ہوا اور رامشگران طناز ہزارون عشوہ و ناز کے ساتھ محفل آرا ہوے اور انہون نے اصول گوناگون سے رقص و سرود کا ایک ہنگامہ پرجوش و خروش گرم کیا۔ بادشاہ تخت مرصع پر بیٹھا منبر پر اسم و لقب ابو المظفر محی الدین محمد اورنگ زیب بہادر عالمگیر غازی کا ذکر ہوا عہد سابق مین روپیہ اشرفی کے ایک طرف کلمہ طیبہ اور خلفاء راشدین کے اسم سے مزین ہوتی تھی۔ ہر کس و ناکس کے ہاتھون مین اور پاؤن تلے یہ سکے آتے تھے اور ناپاک مقامون مین جاتے تھے بادشاہ کے نزدیک یہ بےادبی نامناسب تھی اسلئے بادشاہ نے اسکو بدل کر اشرفی کے لئے یہ سکہ تجویز کیا۔

سکہ زد در جہان چو بدر منیر + شاہ اورنگ زیب عالمگیر۔

اور روپیہ کے لئے یہ سکہ مقرر کیا۔

از سکۂ اقبال شہ مہر نظیر + سیم و درم ستارہ شد نقش پذیر

از سکۂ او غلغلہ در چرخ اوفتاد + گردید زر از سکۂ او عالمگیر

چونکہ دونو دفعہ تاریخ فتح روز یکشنبہ کو ہوئی تھی اسلئے ہر ہفتہ مین جشن کا روز یہی دن مقرر ہوا اس جشن مین جو کل انعام دیا گیا اسکی تفصیل طول عمل ہے اسلئے چند خاص آسامیون کا انعام لکھا جاتا ہے سوا اس روپیہ کے جو ارباب استحقاق کو دیا گیا پانچ لاکھ روپیہ بادشاہ بیگم کو اور چار لاکھ روپیہ زیب النساء بیگم کو اور ایک لاکھ ساٹھ ہزار روپیہ بدر النساء بیگم کو اور ڈیڑھ لاکھ روپیہ زبدۃ النساء بیگم کو عطا فرمایا اور دو لاکھ روپیہ شاہزادہ محمد اعظم کو جو حاضر تھا دیا اور منصب ۵ ہزاری پنجہزار سوار اور اسکے لوازم اور بادشاہزادہ محمد سلطان کو جو شجاع کے تعاقب مین گیا تھا تین لاکھ روپیہ مع جواہر اور فیل اور دو لاکھ روپیہ شاہزادہ محمد معظم کو اور ایک لاکھ روپیہ شاہزادہ اکبر کو دیا جو دکن مین تھا امیر الامراء فاضل خان خانساماں کو اور سعد اللہ خان کے بیٹے اور دو اور راجہ رگھناتھ کو خلعت خطاب منصب اور جواہر عنایت ہوے تیس ہزار آدمیون اور عمدہ روشناسون کو خلعت دیا اور

اضافہ کیا ڈھائی مہینہ تک جشن رہا - ہر شب کو روشنی رہتی آتشبازی چھوٹتی آن مین لوگ اپنی صنعتین دکھاتے طرح طرح کے فانوس و چراغ بناتے اقسام کے گل تربری و چمن و طاق بندی نمایان کرتے اور قلعہ کے نیچے دریا کے اوپر کشتیان اقسام آرایش و روشنی سے بھری ہوئی اور انپر نقارہ بجتا ہوا تماشائیون کو تماشا دکھاتین - ملا شاہ نے جو کشمیر کے مشہور گوشہ نشینون مین تھا اور دارا شکوہ اسکا مرید تھا اُسنے یہ تاریخ جلوس نظم مین کہی جسمین تصوف کا انداز ہے اور مرید کامل کی ابطال ارادت کی طرف اشارہ ہے -

ابیات

تحقیق دل من چون گل خورشید شگفت	تا مد حق و غبار باطل بار رفت
تاریخ جلوس شاہ حق آگہ را	ظل الحق گفت الحق این را حق گفت

جلال الدین محمد اکبر شاہ کے عہد سے دفتر و جلوس کے سال و ماہ کے حساب کی بنا غرہ فروردی پر رکھی گئی تھی اس تاریخ مین آفتاب برج حمل مین داخل ہوتا ہی - بہار کا موسم ہوتا ہے - اس پادشاہ کے جلوس کی تاریخ بھی اس تاریخ کے قریب تھی تو اُسنے سارا حساب فروردی سے لیکر اسفندار کے مہینون تک مقرر کیا تھا اور مہینہ کا نام ماہ الہی رکھا تھا چونکہ یہ طریقہ آتش پرست پادشاہون و مجوسیون کے دستور کا شا یہ تھا اسلئے پادشاہ نے شریعت کا پاس کرکے جلوس و جشن اور دفتر کے حسابون کے لئے سال و ماہ قمری عربی کا حساب مقرر کیا اور حکم دیا کہ سال شمسی پر عربی سال و ماہ مقدم ہون اور جشن نوروز بالکل موقوف ہو -

سب جانتے ہین کہ قمری سال و ماہ کے حساب لکھنے سے پہلے حسابون مین کیا کیا دقتین پیش آتی ہین فصول اربعہ گرما و زمستان و برشکال ہندوستان و فصل خریف و ربیع اور غلہ و میوہ کا پختہ ہونا تنخواہ جاگیر نقدی منصبداران یہ سال و ماہ شمسی سے دریافت ہوسکتی ہین اور ماہ عربی سے انکا دریافت ہونا محال ہے - ہمیشہ موسمون مین قمری ماہ بدلتے رہتے ہین لیکن اسمین پیدا پادشاہ نے کچھ حساب کی آسانی پر خیال نہین کیا

الٰہی سال کا حساب اور سال اور روز جشن نوروز کا موقوف ہونا -

فقط آتش پرستون و مجوسیون کی مشابہت کے سبب نوروز کے جشن کو موقوف کیا
اور جلوس ثانی کی تاریخ غرہ رمضان مقرر کرکے اسنے جلوس کا نیا سال قرار
دیا اور جشن نوروز کی جگہ جشن عیدالفطر مقرر کیا اس طرح جلوس کے سال مقرر کرنے سے
اسکی سلطنت کے سال اور وقائع کی تاریخ مین ایک دقت پیدا ہوئی اسکی سلطنت
کا سال اول غرہ جمادی الاولی ۱۰۶۸ھ سے غرہ رمضان ۱۰۶۹ھ تک شمار ہوتا
وہ اول تاریخ مین دولت آباد سے چلا تھا اور رمضان مین اسکا جلوس دوم ہوا تھا
ایک سال چار ماہ و چوبیس روز کو سال اول مین شمار کرلو اور باقی جلوس کے سالون کا حساب
غرہ رمضان سے شروع کرو اگرچہ اسپر مورخون نے حساب کے دقت کا اعتراض کیا
اور کہا کہ فروردی مین بہار کا موسم ہوتا ہے اور رمضان مین موسم ہمیشہ بدلتا رہتا
ہے جشن کی بہار موسم بہار مین اچھی معلوم ہوتی ہے مگر بادشاہ نے ان کے کہنے پر
کان نہ لگایا۔

داراشکوہ کا احوال پرملال یہ ہے کہ درہ کوہ اجمیر مین شکست پانے کے بعد جسکا
حال پہلے لکھا گیا ہے) داراشکوہ نے اپنے بیٹے سپہر شکوہ بیوی و بیٹی اور کچھ جواہر
واشرفی و چند اشخاص خدمہ محل کو اپنے ساتھ لیا اور احمد آباد کی راہ لی اور
بارہ ہاتھیون پر باقی خزانہ و اسباب سرانجام ضروری لادا اور کچھ خادمہ
عورتون کو سوار کیا اور انکو پرانے کچھ نئے نوکرون کو سپرد کیا چند معتمد خواجہ
سرا انکے ناظر و رفیق مقرر کئے کہ وہ جلد پیچھے اس اسباب کو لائین وہ چار پانچ کوس راہ
چلے ہونگے کہ سب نوکرون نے اس مال پر بیداد اور غارت کا ہاتھ دراز کیا
آپس مین خوب دست و گریبان ہوئے اور جسکے ہاتھ جو چیز پڑی وہ لے آیا ہاتھیون
کے اوپر سے مال کے بار اتار لئے عورتون کو اونٹون کے کجاوے سے اتارا اور
انکا سارا زیور چھینا اور انکو ہاتھیون پر بٹھایا اور صحرا مین آوارہ کیا اور ہاتھیون
سے اتارا ہوا مال ان اونٹون پر لادا پھر اشتر بار را اور استر سک بغا ر

احوال داراشکوہ

نقد و جنس بھرے ہوئے اپنی ساتھ لے گئے - زیادہ یہ مال راجپوتون کے ہاتھ لگا وہ
اجمیر کی نواحی کے رہنے والے تھے خواجہ سرا الیٹرون کو منع نہین کر سکے بادشاہ کے
لشکر کے خوف کے مارے عورتون کی ہاتھیون کی سواریون کو دارا شکوہ کے پاس لیے جا
کو اپنی آبرو کا اور آقا کی ناموس کا سرمایہ سمجھے اس مصیبت رات مین بڑی ہراس
کے ساتھ دارا شکوہ کے پیچھے دشت پیما ہوئے متصل راہ چل کر ایک رات دن کے بعد
دارا شکوہ سے جا ملے اور دارا شکوہ وادی سرگردانی مین سرگشتہ ہو کر کمال حیران و پریشان
ہوئے سر و سامان دشت و صحرا مین آوارہ آٹھ روز کے بعد نواحی احمد آباد مین آیا
احمد آباد کے متصدیون کو عالمگیر کی فتح اور دارا شکوہ کی شکست و فرار کی خبر
ہو گئی تھی احمد آباد مین سید احمد بخاری کو دارا شکوہ نے اپنا نائب مقرر کیا تھا اس نے
اور متصدیون کے ساتھ رفاقت نہین کی تو اور متصدیون نے عاقبت بینی سے
متفق ہو کر یہ شہرت دی کہ سید احمد کے گھر مشورت کرنے جاتے ہین اس بہانہ سے
انہون نے اسکے گھر پر جا کر اسکو مقید کر لیا اور ایسا اتفاق بے نفاق کیا کہ شہر کا
سارا بند و بست کر لیا اور عالمگیر کی سلطنت کا نقارہ بلند آوازہ کیا اور دارا شکوہ
کو شہر مین نہ داخل ہونے دیا اسکی ممانعت اور مدافعت کے لئے درپے ہوئے جب
دارا شکوہ نے دیکھا کہ برگشتگی ایام سب جگہ میرے استقبال کے لئے پیش قدمی
کرتی ہے تو اس نے شہر کی طمع نہین کی وہ احمد آباد سے دو کروہ پر پرگنہ کری مین
گیا اور کانجی کولی سے ملا جو اس ضلع مین سرکشون اور رہزنون مین بڑا مشہور
تھا اور اس سے اعانت کی استدعا کی ؎

آنکہ شیران را کند روبہ مزاج | احتیاج است احتیاج است احتیاج

کانجی دارا شکوہ کا رفیق بنا اور گجرات کی سرحد سے اسکو نکال کر ملک کچھ مین پہنچا دیا
اسی سن مین گل محمد جو دارا شکوہ کا نوکر تھا اور اسکی طرف سے سورت اور بھروچ
مین حاکم تھا پچاس سوار اور دو سو پیادے لیکر اس پاس آیا دارا شکوہ پہلی دفعہ

جو احمد آباد مین آیا تھا اُسکی بڑی ضیافت اور خدمت گاری کی تھی اور اپنی بہبود کا رکے
لئے اپنی بیٹی کو سپہر شکوہ سے بیاہنے کے لئے پیش کیا تھا دارا شکوہ اس پاس پھر مدد اور
رفاقت کی امید مین آیا تھا اس مصیبت کے سفر مین اصلا اُسکے احوال پر ملتفت وہ متوجہ نہوا
بلکہ محض نا آشنا بن کر کمال بے روئی سے پیش آیا ملاقات تک نکی

ابیات

بوقتے کہ دولت ورا یار بود ؞	زرہ بیش تیرش نمدے نمود
بوقتے کہ بختش نہ شد دستگیر ؞	نہ کردہ خدنگش گذر از حریر

دو مین روز تک دارا شکوہ نے اس زمیندار کے مستمال کرنے مین بیہودہ کوشش کی مگر آخر کار
جل بھن کر بھکر کی راہ لی جب سندھ کے کنارہ پر پہنچا فیروز میواتی دارا شکوہ کی بد اقبالی کے دنون
مین بھی آجکے دن تک رفیق تھا اسکو برگشتہ بخت دیکھ کر فرار اختیار کیا اور دار الخلافہ کو چلا گیا
جب دارا شکوہ جادیون (جادخان کا خاندان) کی ولایت مین آیا تو اس ولایت کے صحرا
نشین اسکے سد راہ ہوے اور اسکے دستگیر کرنے پر تیار ہوے سپاہ کچھ ساتھ تھی جنگ اور کوشش سے انکے
ہاتھ سے نجات پائی بگٹیون کی ولایت مین گیا مرزا بگٹی نے جو اس قوم کا سرگروہ تھا استقبال
کیا اور اُسکو اعزاز کے ساتھ اپنے گھر لے گیا اور ضیافت کی۔ ایران جانے کی رہنمونی کر کے درخواست
کی کہ مین آپکے ساتھ بدرقہ راہ تیار کر دونگا آپ یہان سے قندھار کہ بارہ منزل ہے تشریف
لے جائین اس باب مین اُسنے بہت مبالغہ کیا اور ترغیب دی لیکن دارا شکوہ کو تو یہ ہوس لگی ہوئی
تھی کہ جلدی سے تخت و تاج کو حاصل کر کے ملک و مال پر متصرف ہون اسلئے مرزا بگٹی کی بات
کو نہ مانا اب اُسنے ملک جیون زمیندار دھاندر کے تعلقہ مین جانے کا ارادہ کیا جو دارا شکوہ
کا رہین احسان تھا اور بندگی و اخلاص خاص کا ادعا کرتا تھا اور نامہ پیام بھیجا رہتا
تھا مصرعہ صید را چون اجل آید سوی صیاد برد ؞ اس زمیندار کے وطن کی حد
مین پہنچا تو ملک جیون نکل کر اجل کی طرح استقبال کو گیا اس میزبان مہمان کش حق ناشناس نے
اسکو اپنے گھر مین اُتار اور مہمانداری مین کمر بستہ ہوا۔ یہ اتفاقات سے ہوکر ان ہی دو دنوں

روز مین دارا شکوہ کی زوجہ نادرہ بیگم دختر پرویز مرگئی جو مرض اسہال مین مبتلا تھی۔ ان
میان بیوی مین کمال محبت تھی۔ خاوند کی مصیبت کے غم و رنج مین گھل گھل کر وہ مری تھی خاوند
کو غم پر غم و الم پر الم ہوا بیوی نے وصیت کی تھی کہ میری نعش ہندوستان کو بھیجنا اس لئے
دارا شکوہ نے اسکو لاہور مین اپنے مرشد میان میر کے مقبرہ مین دفن ہونے کے لئے
بھیجا غلطی یہ کی کہ گل محمد کو جو اس بیکسی مین رفیق شفیق ایک سپاہی کار آمد با اخلاص تھا اور
جدا ہونے پر راضی نہین ہوتا تھا ستر آدمیون کے ہمراہ تابوت کے ساتھ بھیجا اور خواجہ
معقول کو بھی جسکی رفاقت اس حال مین غنیمت تھی لاہور روانہ کیا۔ خود چند خدمت گارون
اور ناکارہ خواجہ سراؤن کے ساتھ رہ گیا ماتم کے بعد یہ مصلحت جانا کہ صبح کو ملک جیون کو
بدرقہ راہ بنا کے اور اپنی نقد و جنس کو ساتھ لیکر ایران کے ارادہ سے قندھار کو مرحلہ پیمائی
ملک جیون بحفاظت ہمراہ ایران تک رفاقت کرنے کے لئے مستعد ہوا تھا لیکن اُسنے اپنی
ترقی احوال کے لئے حق نمک و احسان کا کچھ خیال نہین کیا اس کی دستگیری کی فکر و تدبیر مین
ہوا۔ مہمان کی رفاقت مین چند کوس چلا پھر اپنے بھائی کو طرار راہ زن جماعت کے ساتھ
دارا شکوہ کی خدمت مین چھوڑا اور خود یہ عذر بنا کے چلتا بنا کہ ایران کے سفر ضروری کا
سرانجام کر کے دو تین منزل مین آملونگا اسکے بھائی نے اپنی ہمراہ کی فوج لی اور بیخبر دارا شکوہ
کے سر پر جا چڑھا اور اسکو ہاتھ پاؤن ہلانے کی فرصت نہ دی کہ دستگیر کر لیا اسکو
اور سپہر شکوہ اور اسکے ہمراہیون کو اس بھلے مانس میزبان نا اہل ملعون نے ایک عقوبتی
مکان مین انکو محفوظ رکھا۔ اجمیر مین مرزا راجہ جے سنگہ و بہادر خان کو کہ دارا شکوہ کی تعاقب
کے لئے مامور ہوئے تھے انکو ملک جیون نے اپنی اس نیکو خدمتی کی اطلاع دی اور باقر خان
فوجدار بھکر کو بھی ایک اپنے حسن عمل کا خط لکھا اور ایک قاصد بادپا کے ہاتھ اس پاس
بھیجا باقر خان نے اسی وقت حضور مین اپنی عرضداشت کے ساتھ ملک جیون کا خط
شتر سوار کے ہاتھ بھیجا جب بادشاہ کو اس کی اطلاع ہوئی تو اُنہون نے اپنے محرمون کو
اطلاع دی اور خبر ثانی پہنچنے تک اسکے اخفا مین کوشش کی عالمگیر [illegible]

خبر سنکے چہرہ پر نہ زبان پر کسی خوشی کا اظہار کیا اور نہ شادیانہ بجوایا پھر بہادر خان
کی عرضداشت آئی کہ مین اُسنے ملک جیون کی سعی سے داراشکوہ کے دستگیر ہونے کی
مبارکباد دی اور لکھا کہ داراشکوہ کو ساتھ لیکر آتا ہون جب یہ عرضداشت بادشاہ
کی نظر سے گذری تو اُس نے اواخر ماہ شوال مین شادیانہ بجانے کے لئے اشارہ کیا۔
سب کو اس نوید کی اطلاع ہوگئی اور اپنے جشن جلوس کے ایام عید الضحیٰ تک بڑھائے جب یہ
خبر منتشر ہوئی تو ملک جیون کو ایک عالم نے گالیان دینی شروع کین ملک جیون کے لئے
بادشاہی خلعت اور فرمان منصب ہزاری دو صد سوار کا بہادر خان پاس بھیجا۔
بہادر خان وسط ماہ ذی الحجہ مین داراشکوہ اور سپہر شکوہ کو حضور مین لایا حکم ہوا کہ پدر پسر
کو اسی طرح مسلسل کھلی حوضہ فیل پر بٹھا کر دار الخلافہ کے لاہوری دروازہ سے داخل کرین اور
ساری خلق کے روبرو چاندنی چوک اور بازار سعد اللہ خان اور ارک مین تشہیر کر کے
پرانی دلی مین خضرآباد مین لے جائین اور عمارت خواص پورہ مین مقید کرین بہادر خان نے
یہان انکو پہنچایا اور حضور کی ملازمت مین آیا اور مورد عنایت بے پایان ہوا ملک جیون
کو بختیار خان کا خطاب ملا تھا دوسرے روز جب شہر مین وہ داخل ہوا اور بازارون
مین گذرتا تو اوباش آدمی اور داراشکوہ کے ہواخواہ ہر کوچہ و بازار کے اہل فرقہ و پیشہ
اور ہر قوم کے تماشائی ایک دوسری کی تقلید کر کے جمع ہوگئے۔ بختیار خان اور اسکے
ہمراہیون کو گالیان دیتے تھے اینٹ پتھر اور کوڑا کرکٹ نجاست آلود ایسا اس پر
پھینکے کہ کئی آدمی مجروح ہو کر ہلاک ہوگئے اور بہت زخمی ہوئے بختیار خان سر پر سپر رکھ کے
نکلا کہ اس بلا سے بچکر بادشاہ کی خدمت مین آیا کہتے ہین کہ اُسدن اگر کوتوال شہر
مع آدمیون کے ساتھ شہر کے آشوب کے دفع کرنے مین کوشش نہ کرتا تو شہر مین بڑا بلوہ
ہوتا اور ملک جیون کے ہمراہیون مین ایک جان سلامت نہ لے جاتا افغانون کے
سر پر کوٹھون سے عورتون نے اس قدر خاک دھول اور بول و نجاست سے بھرے
ہوئے گھڑے پھینکے کہ تماشائیون کو اذیت ہوئی دوسرے روز کوتوال نے

نے تحقیق کیا کہ اس فساد کا بانی ہیبت نام احدی تھا اسلئے اس جرأت مین پیشقدمی کی تھی وہ
سارے شہر کا مادہ فساد اور آشوب تھا علماء زمان کے فتوی سے اول ہیبت کو قتل کیا۔
دوسرے روز کہ آخر ذی الحجہ تھا حکم دیا کہ داراشکوہ نے دائرہ شرع سے قدم باہر رکھا تھا
تصوف کو بدنام کیا تھا الحاد وکفر پر نوبت پہنچائی تھی اسکو ذبح کرکے اسکی نعش کو حوضہ فیل پر
ڈال کر دوبارہ چوکون کے بازارون کے راستون مین لیجلیجو سارے تماشائی اسکے حال پر
تا ال کار پر گریان تھے پھر اسکو مقبرہ ہمایون مین مدفون کیا اور سپہر شکوہ کے لئے بادشاہ نے
حکم دیا کہ قلعہ گوالیار بھیجا جائے اور وہان مقید رہے۔ اصل حال تو یہ ہے جو لکھا گیا۔ اب آگے
یہ جھوٹی کہانیان بنائی گئی ہین کہ اب داراشکوہ نے اس عالم مین بادشاہ بھائی کو خط لکھا
جسکا ترجمہ یہ ہے کہ برادرمن بادشاہ من سلامت سلطنت تمہین اور تمہاری اولاد کو
مبارک ہو مجھے اسکی ہوس نہین رہی فقط ایک گوشۂ عافیت اور ایک لونڈی خدمتگاری کی
لئے چاہتا ہون کہ کچھ کھایا پیا کرون اور تمہارے لئے دعا کیا کرون۔ اس عجزنامہ کا کیا خوب
جواب بھائی نے دیا ہے کہ علماء کو بلایا انکے روبرو اسکی چند کتابین پیش کین جو مقامات صوفیہ
اور تحقیقات کلمات محققین ہنود کے باب مین تصنیف و تالیف کی تھین اور پوچھا کہ جس مسلمان کا
یہ اعتقاد ہو اسکے لئے شرع کیا حکم دیتی ہے علماء نے کہا کہ ان کتابون کے مضامین شرع کے
خلاف ہین جس مسلمان کا یہ اعتقاد ہو وہ ملحد ہے اور اسکا قتل واجب ہے یہ حجت شرعی تمام
کرکے مصرعہ اگر خون بفتوی بریزی رواست + بظاہر نہایت فسردگی سے قتل کا
فتوی جاری کیا معلوم ہوا کہ اس مظلوم کا قتل کرنا کوئی قبول نہین کریگا اسلئے ایک سنگدل کو
جو داراشکوہ سے ذاتی دشمنی رکھتا تھا انتخاب کیا اور اسکے ساتھ چند ظالمون کو قیدخانہ مین بھیجا
دونو باپ بیٹے اس قیدخانے مین مسور کی دال پکا رہے تھے وہ اکثر اسی دال کو زہر کے اندیشے
سے کھایا کرتے تھے جسوقت یہ قاتل سامنے آئے داراشکوہ نے جان لیا کہ اجل کے فرشتے آن پہنچے
اسوقت مین بھی خون تیموری نے اپنا رنگ دکھایا کہ ایک چھوٹی سی چھری لیکر وہ دشمنون کے مقابل
ہوگیا جب تک بہت سے ظالم اسپر آکر نہ ٹوٹ پڑے وہ نہ گرا آخر موذیون نے [illegible]

مارا گیا۔ پھر اس مردہ کی زندہ کی طرح کوچہ و بازار مین تشہیر ہوئی اسکا سر خون سے پاک صاف
ہوکر طشت مین پادشاہ کے روبرو رکھا گیا۔ جب چھوٹے بھائی نے پہچان لیا کہ بڑے بھائی کا
سر ہے تو زار زار رونے لگا اور بہت رنج اور کلمے کہکر فرمایا کہ ہمایون کے مقبرہ مین اسی
دفن کرین۔ اس چھوٹی کہانی کا بڑا حصہ ڈاکٹر برنیر صاحب سیاحت نامہ جسکے انگریزی کتابون مین
لکھا جاتا ہے وہی ہتھیار لگاکے دو چار خدمتگارون کے ساتھ چاندنی چوک مین لڑا ہوا
تماشائی بنا تھا دوسرے سال ہر طرف خصوصاً شمال و مشرق مین لشکر کشی ہو رہی تھی اور
بعض جا بارش کی کمی ہوئی تھی اسلئے غلہ مہنگا ہوگیا تھا اور ملک کے احوال مین اختلال آگیا تھا
پادشاہ نے خلق اللہ کی رفاہیت حال پر نظر کی اور شکستہ احوال رعایا پر رحم فرماکر راہداری
کی معافی کا حکم جاری کیا یہ راہداری ہر سر گذر و سرحد و معبر پر لی جاتی تھی اور اس
آمدنی کا بہت روپیہ حاصل کا خزانہ مین داخل ہوتا تھا۔ پاندری (جسکو تہ بازاری کہتے
ہین) جو ہر ایک سال و ماہ مین تمام ممالک محروسہ مین ان مینون اور مکانون کے کرایہ
مین لی جاتی تھی جنمین صنعت گر اور کاسب قصاب کلال و سبزی فروش سے لیکر بزاز
و جوہری و صراف تک بیٹھتے تھے سر رستہ اور بازار کی ہر گل زمین پر دکان بناکر خرید و
فروخت کرتے تھے اور سرکار مین بدستور معمول کچھ دیتے تھے اور یہ آمدنی لاکھون روپیہ
زیادہ خزانہ شاہی مین داخل ہوتی تھی اور اور ابواب مشروع و نامشروع مثل سرشماری
و برشماری و برگدی و چرائی بنجارہ اور محاصل ایام بازار عرس و جاترہ ہنود (ہنود
اپنے معبد خانون مین دور و نزدیک کے پرگنون سے ہر سال ایک بار کتنے ایک لاکھ فراہم
ہوکر اجناس کی خرید و فروخت کرتے تھے) مسکرات و قمار خانہ و خرابات خانہ و جرمانہ و
شکرانہ اور چوتھائی حصہ جو ادائے قرض کا جو حکام کی اعانت سے قرض خواہون کو وصول
ہوتا وغیرہ وغیرہ قریب اسی ابواب کے جنکی آمدنی کا کرورون روپیہ خزانہ سرکار مین داخل
ہوتا تھا ان سب کو قلمرو ہندوستان سے معاف کرایا اور سوا اسکے عشور یعنی غلہ کی بابت اللہ
روپیہ از روے دفتر دیوانی کے محصول شرعی ہوتا تھا گرانی غلہ کے سبب سے معاف کیا۔

[illegible]

اور اس حکم کے اجرا کے واسطے جابجا صوبجات مین احکام گرزبرداروں اور احدیوں کے
ہاتھ روانہ فرمائے مگر نفس الامر یہ ہے کہ اگرچہ بادشاہ رعیت پرور نے ابواب مذکور
معافی کا حکم جاری کردیا اور یہ احکام بہ تہدید صادر کئے لیکن انکی تعمیل سب جگہ پوری نہ ہوئی
باندری کا محصول زیادہ تر مشہور پایہ تخت وحاکم نشین شہروں (اکبرآباد - دہلی - لاہور -
برہانپور) مین لیا جاتا تھا وہان تو اس حکم کی پوری تعمیل ہوئی - باقی ابواب کی ہرچند معافی
بادشاہ نے کی لیکن دست فوجداروں اور جاگیرداروں نے دو سبب سے اس پالستانی سے اپنا
ہاتھ نہین روکا - اول عالمگیر کے عہد مین تمام ممالک محروسہ مین جاگیرداروں اور فوجدارو
اور زمینداران جاگیر کے دل مین سیاست کا ترس و رواہمہ نہین رہا تھا دوم ابواب مذکورہ
جو ممنوع ہوئے تھے وہ چاہئے تھا کہ سررشتہ دیوانی سے ارباب طلب کی تنخواہ کے وقت
عمل حشو منہائی پروانہ جاگیر تنخواہ مین ہوتا وہ کیا تو بادشاہ کی مرضی کے خلاف کیا تغافل عدم
غور کے سبب سے یا اہل دیوان کی کفایت اندیشی کی وجہ سے عمل مین نہین آیا - جاگیرداران
عمدہ اس حجت کے سبب سے کہ ان ابواب کے دام پروانہ تنخواہ مین درج ہوئے ہین زیادہ طلبی کی
طمع کرتے اور ظلم کا اور اضافہ کرتے - راہداری اور ابواب مذکورہ مین بہت سے بدستور
سابق بلکہ مزید بران ظلم و تعدی سے وہ لیتے تھے - اگر از روے سوانح و وقائع بعضے
پرگنات کا حال بادشاہ سے معروض ہوتا حکام کے منصب مین کمی ہوتی اور گرزبرداروں
کے تعین سے انپر عتاب ہوتا اور گرزبردار مبلغ لے کر چندروز اسکے اخذ کو ممنوع کرکے آتے
مگر بعد انقضائے ایام معدودہ مربی کے وسیلہ سے یا وکلاء کے باتین بنانے سے منصب
بحال ہوجاتے اسلئے زیادہ تر ابواب معافی کا بندوبست عمل مین نہین آیا خصوص راہداری
یہ محصول جسکی آمدنی بڑی ہوتی ہے - حق آگاہ خداترسوں کے نزدیک سب سے زیادہ ممنوع ہے
اور مسافر آزاری کا بڑا مادہ فساد ہے ہندوستان کے اکثر ممالک محروسہ مین بیوپاریوں
اور بے بضاعت مسافروں اور محتاج رہ نوردوں سے فوجدار اور جاگیردار سابق سے
زیادہ محصول راہداری ظلم و سختی سے لیتے تھے اور اب بھی لیتے ہین - زمینداروں نے عالم

باز پرس کے مشاہدہ کے سبب سے اپنے تعلقون مین حکام پادشاہی کے تعلقون کی راہون سے
زیادہ محصول راہداری لینا شروع کیا رفتہ رفتہ یہان تک نوبت پہنچی کہ جو جنس و مال رنگ
وبنا ورسے خریدا جاتا مکان مقصود تک پہنچنے تک اتنا روپیہ خرچ راہداری کے خرچ مین صرف
ہو جاتا تا کہ مال کی قیمت دوچند ہو جاتی۔ یہ حال خافی خان نے لکھا ہے کہ وہ دکن مین تھا
مرہٹون کی لوٹ مار سے دکن مین یہی حال دیکھتا ہوگا جو اُس نے لکھا ہے مگر عالمگیر نامہ
مین لکھا ہے کہ اس راہداری کے محصول کے موقوف ہونے سے نمک ارزان ہوگیا۔ اور
قحط سالی مین بہت آسانی سے ایک جگہ سے دوسری جگہ غلہ جا کر سستا بکنے لگا کال کا اندیشہ
بہت کم ہوگیا۔

شہنشاہ اسلام پرور تھا اُس نے اپنی رای سے ایک عالم ملا عوض وجیہ کو محتسب مقرر کیا
وہ تدین و مسلمانون کی مسئلہ دانی مین مشہور تھا اسکو حکم تھا کہ وہ خلق کو منہیات و محرمات سے
خصوصاً شرب خمر اور بنگ بوزہ اور تمام مسکرات سے اور فواحش و زانیات کی مباشرت سے منع
کرے حتی المقدور برے کامون سے خلق کو روکے۔ ملا عوض پندرہ ہزار روپیہ سالیانہ
پاتا تھا اب اسکو منصب ہزاری صد سوار مرحمت ہوا منصب دارون اور احدیون کی ایک
جماعت اسکی دستیاری اور معاونت کے لئے مقرر ہوئی کہ اگر بعض بے باک خود سر ملا کے کہنے کو
نہ مانین تو وہ اسکی رفاقت کرکے انکی تنبیہ و تاکید کرین۔

ہمنے بہت جگہ لفظ شیر حاجی لکھا ہے مگر اسکے معنے نہین بیان کیے۔ کسی زمانہ مین اہل عرف
قلعہ کی فصیل کو شیر حاجی کہتے تھے اکبر آباد کا قلعہ جو شہنشاہ اکبر نے بنایا تھا اسکے گرد
عالمگیر نے حصار شیر حاجی بنوایا یعنی قلعہ کی چار دیواری کے گرد ایک فصیل بنوائی اکبر کی پہلی
فصیل سنگ سرخ کی تھی اب اسکے گرد دوسری فصیل پہلی طرح سنگ سرخ فتحپوری کی بنوائی
سال دوم جلوس مین ۱۵ ذی قعدہ کو اسکی بنیاد رکھی گئی۔ دریا کی جانب بستی بہت تھی
اسلئے دیوار کا ارتفاع بارہ ذراع اور دیوار قلعہ سے اسکا فصل ساٹھ ذراع رکھا گیا اور
عرض دیوار پانچ ذراع۔ اور اور جوانب مین زمین مرتفع تھی۔ ارتفاع دیوار ساٹھ ذراع

اور دیوار قلعہ سے فصل سات ذراع اور عرض دیوار چار ذراع رکھا گیا اور خندق شیرحاجی
سے باہر مقرر ہوئی اور اسکے پانچ دروازے رکھے گئے تین دروازے تو قلعہ کے دروازون
دہلی پول و خضری و اکبری کے روبرو اور ایک دروازہ دائین دروازہ کے سامنے جو نیچ
کی جانب ہے اور ایک اور دروازہ دروازہ خردی کے محاذی جھروکہ کے نیچے۔ کنگرہ و سنگ انداز
بدستور قلعہ ہے یہ فصیل تین سال مین تیار ہوئی۔

قلعہ شاہجہان آباد مین آرامگاہ کے پاس ایک مسجد (موتی مسجد) کا بنانا +

عالمگیر اپنی دینداری کے سبب سے چاہتا تھا کہ پانچون وقت مسجد مین فرض و سنت و
نفل ادا کرے اسلئے اس نے آرامگاہ کے قریب ایک مسجد بنوائی جسکے سبب بغیر سواری اور
طول مسافت کے مسجد مین پانچون وقت پروردگار کی عبادت کیا کرے۔ اس مسجد کے لئے
غسلخانہ کی سمت شمالی اور باغ حیات بخش کے درمیان زمین تجویز ہوئی اور اسمین سنگ مرمر
کی مسجد بنا لی گئی اسکے دو ایوان تھے جو طول مین متصل تھے اور سقف ہر ایک کی بشکل بنگلہ اور
دائین بائین طرف دو گنبد اس طرح پر کہ ایوان عقب مین کہ محراب کی جگہ ہے گنبد باہر سے نمودار
نہ ہوا اور آگے کے ایوان مین تین گنبد عالی نمایان ہون ایک بنگلہ کے اوپر اور دونو بازوون
اوپر عمارت کا طول ۱۵ ذراع اور عرض نو ذراع سوای اساس کے اور اسکے طول کا صحن پندرہ
ذراع اور عرض بارہ ذراع اٹھارہ سوا و کرسی کی زمین کا ارتفاع صحن سے ڈیرہ ذراع
او سمت شمالی مین ایک مختصر ایوان جسکا طول پانچ ذراع اور عرض ساڑھے تین ذراع۔ ایک اور
اسکا ایوان مسجد کی جانب اور نو منظر اسکے باغ حیات بخش کی جانب مین شرقی و تین غربی و
تین شمالی۔ وسط ایوان مین ایک چھوٹا حوض جس مین پانی جوش کرے اور صحن مسجد مین تین
دروازے باغ کی جانب کھلتے ہوئے۔ اسکے گنبدون کی پوشش تانبے سے کی گئی اور اسپر
سونے کا ملمع کیا گیا۔ یہ مسجد پانچ سال مین ایک لاکھ سات ہزار روپئے مین تیار ہوئی۔
ہم پہلے لکھ آئے ہین کہ سنہ جلوس ماہ ربیع الثانی مین شاہزادہ محمد سلطان اور معظم خان
الہ آباد سے مرزا شجاع کے تعاقب مین روانہ ہوئے تھے اب ہم اس مہینہ سے آگے سولہ مہینہ
کا حال جو اس شہزادہ سے متعلق ہے لکھتے ہین۔ شجاع الہ آباد سے بھاگ کر بنارس مین آیا

اُس نے یہ ارادہ کیا کہ بہادر پور مین جو بنارس سے ڈھائی کوس پر گنگا کے کنارہ پر تھا ایک حصار بنا کے اور مورچال لگا کے یہان چند روز قیام کرے اور جہان تک ہوسکے دشمن کی مدافعت کرے اور جب کچھ بری بنے تو نوارہ مین بیٹھکر بھاگ جاے۔ بہادر پور وہ زمین ہے جہان اُس نے شاہجہان کی بیماری کے دنون مین سلیمان شکوہ سے شکست پائی تھی اور بھاگا تھا اور بادشاہ سے قصور معاف کرایا تھا یہ سارا حال ہم پہلے لکھ چکے ہین اب یہان اُس نے ایک دیوار کھینچی اور مورچال لگائی اور الہ آباد سے آنے کے وقت اُس نے قلعہ چنار گڈھ پر تصرف کیا تھا وہان سے سات بڑی توپین منگائین اور مورچان مین نصب کین اور آدمیون کو بھیجا کہ وہان سے اور توپین لے آئین جب اسکو یہ خبر معلوم ہوئی کہ شاہزادہ محمد سلطان اور معظم خان دو منزل پر آ پہنچے ہین تو اسکی عزیمت مین تزلزل ہوا اور بہادر پور مین توقف کرنا مصلحت نہ جانا پٹنے مین بھاگ کر گیا اور ۲۷ جمادی الاول کو اس شہر سے باہر آیا۔
ذوالفقار قراقا قلو گوشہ نشین تھا اسکی بیٹی سے زبردستی کرکے اپنے بیٹے زین الدین کا نکاح کیا اور اسکے بعد آگے گیا۔ ۶ جمادی الآخر کو مونگیر مین داخل ہوا اس شہر کے ایک طرف پہاڑی اور دوسری طرف دریاے گنگ ہے اور افغانون نے اپنے زمان حکومت مین اس شہر کے استحکام کے واسطے ایک فصیل بنائی جو ایک طرف پہاڑ سے اور دوسری طرف گنگا سے ملتی ہے فصیل طول مین سوا گروہ جریبی تھی اسکے گرد خندق کھدی ہوئی تھی۔ شجاع نے احتیاطاً سال گذشتہ سے اس وقت تک اُس دیوار کی مرمت کی ہر بیس گز پر ایک برج بنایا اور اُس کی خندق کو ایسا گہرا کیا کہ پانی نکل آیا غرض اس فصیل کے آسرے پر یہان ٹھیرنے کا اور دشمن کی مدافعت کا ارادہ کیا اس ہوس خام مین اُس نے اپنے آدمیون کو مورچال تقسیم کئے اور انکو آلات توپخانہ ..... سے جو اسکے نوارہ مین تھے مستحکم کیا بہروز زمیندار کھڑک پور اپنی کسی مصلحت کے سبب سے شجاع سے بظاہر متفق تھا۔ شجاع نے دامن کوہ کی حفاظت اسکو سپرد کر رکھی تھی جس مین سے ایک راہ دشوار گذار اکبر نگر کو جاتی تھی۔ راجہ کی ہواخواہی و موافقت سے مرزا کی بڑی خاطر جمع تھی جب شاہزادہ محمد سلطان و معظم خان شجاع

تعاقب کرتے ہوئے اواسط جمادی الآخرہ مین مونگیر کی حدود کے قریب ہوئے اور مصلحت سنجی اور حسن تدبیر سے مونگیر کی تسخیر کا ارادہ کیا اور محاصرہ کیا اور محاصرہ کا طول ہوا تو کوہستان کی راہ سے جانیکا ارادہ کیا اور راجہ بہروز کو بتلایا کہ تمہارے حال پر اگر عبودیت و دولتخواہی کروگے تو الطاف و مراحم خسروانہ اور مخالفت کروگے تو قہر شاہانہ ہوگا یہ پیغام دیکر اوسکو شہزادہ کی خدمت مین بلایا راجہ بندگی اور خدمت گذاری پر تیار ہوگیا۔ کوہستان کی راہ کا افواج شاہی کا رہبر بنا اسکی رہنمونی سے لشکر شاہی نے مونگیر کی جانب چپ کو چھوڑدیا دامن کوہ کھڑک پور کی راہ سے روانہ ہوئے جہان جنگل و بیشہ ہے کہ شجاع کے عقب مین آنکر اسپر کام کو تنگ کرین شجاع کو جب اس تدبیر پر اطلاع ہوئی تو وہ سمجھا کہ اگر مین مونگیر مین توقف کرونگا تو لشکر شاہی پیچھے سے آنکر راہ فرار کو مسدود کردیگا پھر بنگالہ پہنچنا مشکل ہوگا جو اسکے اہل عیال کا مقر اور حکومت و ایالت کا مستقر ہے اوسلئے اوس راہ مذکور کو مونگیر سے وہ آگے چلا گیا لشکر شاہی اس خبر کو سنکر بیالیہ پور سے جو مونگیر سے بیس کروہ پر اکبرپور کی سمت مین ہے سیدہی راہ چلا اور مونگیر مین معظم خان آگیا کہ اُس کا بندوبست کرے شاہزادہ محمد سلطان نے خان مذکور کے آنے تک یہین قیام کیا شجاع موضع رانگاماٹی مین آیا۔ وہ مونگیر سے ۳۳ کروہ اور اکبرنگر سے پندرہ کوس تھی۔ اسکی ساری وضع مونگیر کی سی تھی کہ ایکطرف پہاڑ تھا اور دوسری طرف گنگا شجاع نے یہ سُنا کہ بادشاہی لشکر راہ راست سے آئیگا اسلئے یہ گمان تھا کہ کوہستان کی راہ متعذر و صعب ہے اسکو چھوڑکر راہ متعارف سے میرا تعاقب ہوگا تو اُسنے یہان بھی مونگیر کی طرح قیام کرنیکا ارادہ کیا اور استحکام کے لئے ایک دیوار دریا سے کوہ تک بنوائی پندرہ روز یہان قیام کیا اور دیوار کے استحکام مین اور مورچال کے بنانے مین مشغول رہا خواجہ کمال افغان بیربھوم و جھارکھنڈ نگر کا زمیندار تھا اپنے زمیندارانہ مطالب مدعاؤن کے لئے بظاہر شجاع کے ساتھ موافقت کا دم بھرتا تھا شجاع کی یہ حماقت تھی کہ اُس نے خواجہ کمال کو راجہ بہروز پر قیاس نہین کیا۔ ڈوبتے کو تنکے کا سہارا بہت ہوتا ہے

اسکی ہوا خواہی کے اعتبار پر مستوثق تھا اسنے اپنے نوکر اسفندار معموری کو اسکے ہمراہ موضع
بیر بھوم مین بھیجا کہ اسکے حدود مین سے جنگل و بیشہ کی راہ سے لشکر شاہی کو نہ گذرنے دین
اور اسکو روکین معظم خان مونگیر مین پہنچکر شہر و قلعہ کے نظم و نسق مین مشغول ہوا بادشاہ نے
محمد حسین سلدوز کو مونگیر کا قلعہ دار مقرر کیا تو وہ ضبط و بند و بست سے فارغ ہوکر شاہزادہ
محمد سلطان سے جا ملا اور بیالہ پور سے بدستور سابق بیشہ و کوہ کی راہ سے مقصد پر متوجہ
ہوا خواجہ کمال اپنے سود و زیان کو خوب جانتا تھا اُس نے بیر بھوم مین راجہ بہروز کی
طرح عمل کرکے اولیاء دولت سے مخالفت نہین کی اور خود پادشاہزادہ پاس چلا آیا۔
اور لشکر شاہی کو بیر بھوم مین راہ بتائی لشکر شاہی نے دامن کوہ مین راہ لی اسفندار نے جب
دیکھا کہ خواجہ کمال لشکر شاہی سے متفق ہوگیا تو اُسنے مایوس ہوکر معاودت کی۔ لشکر
پادشاہی کا واقعہ عجیب یہ ہے کہ راجپوتون نے لشکر سے جدا ہوکر شورش مچائی۔
راجپوتون کے پاس جنگ اجمیر کی جھوٹی جھوٹی خبرین آنی شروع ہوئین۔ جب لشکر شاہی
بیالہ پور سے روانہ ہوا تو کنور رام سنگھ ولد راجہ جیسنگھ و راؤ بھاؤ سنگھ ہاڈہ نے
بہت سے راجپوت سردارون کو اپنی ساتھ لے کر بیدانشی و کوتہ اندیشی سے نہ حال
کی تحقیق کی نہ تامل سوچا فوج کی ہمراہی چھوڑنے کا ارادہ کیا چند روز پہلے پادشاہزادہ
کی سواری اور اُترنے کے وقت کورنش کرنی چھوڑی اور اُسکے پاس جانا موقوف کیا اور
جنگ اجمیر کی متوحش خبرین اُڑا کر عقیدتمندون کا دل دکھایا۔ جب لشکر شاہی بیر بھوم
سے دو منزل تھا تو ۱۲ ر رجب کو اُنھون نے اپنے سلوک مین تغیر پیدا کیا جو مقام
ہر ایک کے واسطے مقرر تھا وہان وہ نہ اُترا اور سب جمع ہوکر لشکر سے دور فروکش ہوتے
اور کوچ کے وقت لشکر سے پیچھے چلتے۔ ۱۶ ر رجب کو کہ لشکر شاہی بیر بھوم سے تین
منزل گذرا تھا کہ ان سب راجپوتون نے مخالفت کرکے معاودت کی معظم خان نے مقتضائے
مصلحت انکے احوال کا متعرض نہین ہوا جب شجاع کو بیر بھوم سے لشکر شاہی کے آگے
بڑھنے کی خبر ہوئی تو وہ رانگا ماٹی سے اکبر نگر کو چلا گیا اور اوائل رجب مین وہان

پہنچا وہ سمجھتا تھا کہ لشکر شاہی سے مقابلہ کرنے کی تاب مجھ مین نہین ہی تو وہ اوسط رجب
مین گنگا سے پار جانے کے قصد سے اکبر نگر سے باہر آیا اللہ وردی خان اور اسکے بیٹے
سیف اللہ خان کو مار ڈالا۔ اس مقدمہ کا حال یہ ہے کہ شجاع چاہتا تھا کہ اکبرپور سے بارہ
کروہ جو گذر دوگاچی ہے اُسے اُتر کر مخصوص آباد کو جائے وہ شہر سے نکلا تھا اور گذر مذکور
سے تین کروہ پر تھا سراج الدین جابری اور نور الحسن کو شہر مین چھوڑا تھا کہ اسکے کارخانون
اور آدمیون کا انتظام کرین خود اسنے دریا کے کنارہ پر جا کر کشتیون کو تقسیم کیا اور مقرر کیا
کہ اواخر شب مین دریا سے گذرے لیکن اس رات کو آندھی آئی اور دریا کا تلاطم کشتیون کے
چلنے کا مانع ہوا وہ دریا کے کنارہ سے اپنے دائرہ مین آیا کہ صبح کو دریا سے عبور کرونگا
جسوقت لشکر شاہی ملکھتہ مین مقیم تھا جو اوسکی قیام گاہ سے پندرہ کروہ تھا۔
اللہ وردی خان یہ چاہتا تھا کہ مین لشکر شاہی سے ملجاؤن جس شب کو شجاع کنارہ دریا
سے اپنے خیمہ گاہ مین گیا تو اللہ وردی خان شہر مین آیا شجاع کے بہت سے آدمی جو
اُسسے جدا ہونا چاہتے تھے وہ اللہ وردی خان پاس آگئے کچھ سپاہ اسکی بھی تھی
اس سبب سے اگر شجاع اُسکے جانے کا مانع ہوتا تو وہ لڑنے کو بھی تیار تھا۔ جب شہر مین
اسکے چلے جانے کی خبر شجاع کو معلوم ہوئی تو اُس نے ایک تدبیر اُسکے ہلاک کرنے کی
سوچی اور وہ خود شہر مین چلا آیا اور اپنے آدمیون کو اللہ وردی خان کی حویلی کے
گرد بھیجدیا اور جھوٹی جھوٹی خبرین اُڑانی شروع کین جسکے سبب وہ آدمی جو شجاع سے
برگشتہ ہو کر اللہ وردی خان کے ساتھ متفق ہوئے تھے جدا ہو گئے۔ سراج الدین
جابری دیوان شجاع جسنے اللہ وردی خان اور اُسکے بیٹے سیف اللہ خان کو دم دلاسے
دیکر شجاع پاس لے جانے کے لئے گھر سے باہر نکالا۔ اسی وقت شجاع کے آدمیون
نے اُسے گھیر لیا۔ گنہگارون کی طرح اسکے ہاتھ پیٹھ پر باندھ کر شہر سے باہر باغ مین
شجاع پاس لائے جسنے اللہ وردی خان اور اسکے چھوٹے بیٹے سیف اللہ خان
کو اپنے رائے فتنہ پرور کے فتوی سے اور مفسدان کوتہ نظر کی تحریک سے مار ڈالا

اور اسکا سارا مال اسباب لوٹ لیا۔
۱۲ رجب کو دوبارہ اکبرنگر سے نکل کر دوکاچی (کانجی) کے گھاٹ سے دریا پار ہوا اور اس گھاٹ کے محاذی زمین باقرپور مین اقامت کی۔ بنگالہ مین جنگ کا سارا مدار نوارہ پر ہے اسنے سارے بنگالہ کے نوارہ کو اپنے قبضہ و تصرف مین کیا باقرپور سے لیکر سوتی تک جابجا مورچال بنائے۔ اور انکو نوارہ و توپخانے و سرداروں اور کام کے آدمیون سے استحکام دیا۔ سلخ رجب کو اکبرپور مین شاہزادہ محمد سلطان اور معظم خان آئے۔ موضع مذکور اور باقرپور کے درمیان ایک مرتفع زمین تھی اسمین شجاع رات کے وقت کہ دشمن دیکھے مین اپنے آدمیون کے ایک گروہ کو اور چند توپون کو کشتی مین لایا اور اُس اچھی زمین پر قبضہ کیا اور اپنے مورچال بنائے اور دمدمہ تیار کیا کہ اہل نوارہ نے آسانی سے توپ و تفنگ چلانے شروع کئے۔ معظم خان نے صبح کو اس سرزمین کے چھیننے کا ارادہ کیا اور بہت کوشش سے چند کشتیان بہم پہنچائیں اور شام کو لشکر کو ساتھ لیکر دریا کے کنارہ پر گیا اول شب مین ہوا تیز چلتی تھی اور کشتی دریا مین نہین چل سکتی تھی مگر آدھی رات کو جب آندھی تھمی اور دریا کا تلاطم کم ہوا تو سپاہ کو کشتیون مین بٹھا کے اس سرزمین کی طرف روانہ ہوا اور وہان اپنے آدمیون کو اتار کر کشتیون کو واپس بھیجا کہ وہ اور سپاہ کی کھیپ لائین اس طرح آخر شب تک دو ہزار آدمی اور سردار مثل ذوالفقار و فتح جنگ خان و رشید خان انصاری و لودی خان و راجہ سجان سنگہ بندیلہ و تاج نیازی مع اپنے تابینون کے اور دو سو بیلدار اور توپخانہ کا ایک حصہ یہ سب دریا سے پار اتر گیا جب صبح کو مخالفون کو اس لشکر کے عبور کی خبر ہوئی تو انکے اثبات قدم مین لغزش آئی اور کشتیون مین توپون کو ڈال کر بھاگ گئے۔ لشکر شاہی نے اس زمین پر قبضہ کیا اور اسمین دشمنون کے مورچالون کی جگہ اپنے مورچال قائم کئے دوسرے روز دشمن بڑی جمعیت اور کل نوارہ کو ساتھ لیکر اس سرزمین پر آیا کشتیون پر سے توپ و تفنگ کی جنگ شروع ہوئی۔ پانی پر آتش کارزار روشن ہوئی۔ بادشاہی لشکر نے اپنے مورچالون مین قائم ہوکر دشمنون کی مدافعت مین کوشش کی توپون کی مار سے چھ کشتیان انکی

دشمنون کے ایک گروہ نے کشتیون سے اُتر کر نوارہ کے استظہار پر دریا کے کنارہ پر مورچال
بنانے چاہے کہ تاج نیازی کے افغانون اور معظم خان کے تابینیون نے حملہ کر کے اُن کو
یہان ٹھہرنے نہین دیا طرفین سے جنگ نمایان ہوئی طرفین کے سردار اور آدمی مارے
ایک دن بعد پھر نوارہ کے استظہار پر دشمنون نے جنگ قائم کی لیکن لشکر شاہی سے
مغلوب ہوئے۔ کچھ مارے گئے کچھ زخمی ہوئے آخر کو دشمنون نے تھک کر اس سرزمین کے لئے
جنگ سے ہاتھ کھینچا اور اپنے مورچالون کے مستحکم کرنے مین مصروف ہوئے ہمیشہ ایک
نوارہ دریا پر گشت کرتا کبھی اکبرنگر کی سمت جاتا وہان محمد مراد بیگ سپاہ کی ساتھ
مستعد تھا اُس سے رات دن توپ تفنگ سے ہنگامہ جنگ کو گرم کرتا۔ دوکاچی اکبرنگر
کی سمت مین دریا بڑا چوڑا تھا اور شجاع نے بادشاہی لشکر کے توپ خانہ کے مقابل
مین اپنی توپ خانہ اور سپاہ کو جمار کھا تھا اُس قدر نوارہ کہ لشکر بادشاہی عبور کر سکے
میسر نہین ہوتا تھا تو معظم خان نے یہ چاہا کہ چھہ سات ہزار سوار ساتھ لے اور شاہزادہ
محمد سلطان سے جدا ہو سوتی کی طرف جائے جو اکبرنگر سے چودہ کوس جہانگیرنگر
کی سمت مین ہے اور وہان سے دریا پار جانے کا ارادہ کرے اور لشکر شاہی
دوکاچی سے سوتی تک جابجا دریا کے کنارہ پر مورچال بنائے اور گھات مین بیٹھے
خان کچھہ سپاہ کے ساتھ سوتی مین جا کر مقیم ہوا دریا پار جانے کی اور اعدا کے مارنے
کی تدبیر مین لگا اور علی قلی خان کو ایک جماعت کے ساتھ دوناپور کے محاذی مقرر
کیا یہ موضع چھ کوس کے قریب جہانگیرنگر سے ہے شاہزادہ محمد سلطان کو ذوالفقار خان
اور اسلام خان و فدائی خان اور لشکر کے ساتھ دوکاچی مین تعین کیا کہ وہ شجاع کے
مقابلہ مین بیٹھین شجاع نے اپنے سردار نور الحسن کو فوج اور توپخانہ کے ساتھ بھیجا
کہ سوتی کے مقابل مین بیٹھ کر دشمنون کی مدافعت کرے اور اسفندیار معموری کو
ایک جماعت کے ساتھ دوناپور بھیجا کہ لشکر شاہی کو نہ اترنے دے اور اپنے بڑے
بیٹے زین الدین کے ساتھ تمام مستورات و زائد اموال و اشیاء کو ٹانڈہ مین بھیجا

معظم خان نے سوتی مین نواره کا اہتمام کیا سو کشتیون کے قریب جمع کین اور انکا سامان
تیار کیا اور رات دن دشمن کی کمین گاه مین لگا رہا مخالفون نے دمدمہ بنا کے آٹھ
بڑی توپین اسپر نصب کین اور ہمیشہ لشکر شاہی پر انسے گولہ اندازی کی جس سے بادشاہی
سپاہیون اور اہل اردو و دواب پر آسیب پہنچا معظم خان نے چاہا کہ دشمنون پر
دست بردی کرے اُسنے کشتیون کو آلات توپ خانہ سے پُر کیا۔ اور
تفنگچیون اور کام کے آدمیون کو اس مین سوار کیا کہ دریا کے اس طرف جا کر
دست بردی کرین جب یہ کشتیان دریا کے قریب پہنچین تو غنیم کے نواره کے دیده بانون
اور قراولون کو خبر ہوئی تو انکا نواره لڑنے کو آیا بادشاہ کے فریق نے کچھ کام کیا
اور اُلٹا چلا آیا دوسرے روز معظم خان نے دو پاره ہبس بندھاے بادشاہی
اور اپنے غلامون کی جماعت کو کشتیون مین بٹھایا اور دن کو جسوقت ہوا مین
بڑی حرارت تھی اور دشمن غافل تھے بھیجا کہ شاید اس فرصت مین دستبردی
ہوسکے یہ کار طلب چالاک ہوا کی طرح سیر کرکے آب سے گذرے اور غنیم کے
توپ خانہ پر جو دریا کے کنارہ مورچالون مین تھا پہنچ گئے اور دلیری و تیزدستی
سے چھہ توپین چھین کر اپنی کشتیون مین لے آئے اور دو بڑی توپون کو آتشگاه
مین میخین ٹھوک کر بیکار کر دیا وه کشتی مین نہین آسکتی تھین اور معاودت کی جب
شجاع کو اس امر کی اطلاع ہوئی تو اُسنے سید عالم کو جو اسکے لشکر کا رکن اعظم تھا
ایک تازه فوج کے ساتھ بجاے نور الحسن کے تعین کیا اب بادشاہی لشکر پر ایک
صدمہ عظیم پہنچا جسکی تفصیل یہ ہے کہ پہلی فتح یابی کے بھروسہ پر معظم خان نے دوباره
سوار شعبان کوتوال اور نامی سردارون کو کشتیون مین سوار کیا آواخر شب تک اہتمام
کرکے بہتر کشتیان مردان کار اور آلات پیکار سے پر کین صبح کے قریب دشمن کی
طرف روانہ ہوا غنیم پہلی طرح سے غافل نہ تھا بلکہ وه اس عزیمت سے آگاه تھا
اور اسکی مدافعت کے ملئے تیار تھا رات دن حزم و بیداری کے لوازم اور

اور بیداری اور ہوشیاری کے مراسم کو ادا کرتا تھا وہ خان کی اس عزیمت
سے پہلے سے آگاہ تھا اور اسکی مدافعت کے لیے تیار تھا مورچال سے دو ڈونگون
کے عقب سے دشمن کی کشتیون کے نزدیک دریا کے کنارہ پر سید عالم شائستہ لشکر اور چند
جنگی مست ہاتھی لیکر پہنچا سب سے پہلے پادشاہی تین کشتیان پہنچین انمین سے اہتمام خان
اور لشکر نے اُترکر دشمنون کے مورچالون پر حملہ آوری کی مورچالون مین آدمی بھاگ
گئے لشکر شاہی نے ان مورچلون پر اپنے علم قائم کئے۔ عالم خان یہ دیکھ کمین سے نکلا
پادشاہی کشتیون مین سے تھوڑے آدمی اُترے تھے اور انپر سید عالم نے حملہ کیا
انہون نے مقابلہ کرکے اپنے مورچال مین مخالفون کو گھسنے نہ دیا لیکن کشتیون مین جو
آدمی تھے اُنکو امداد و اعانت کی توفیق نہ ہوئی اور تمام نوارہ مین سے صرف چند
کشتیان کنارہ پر آئین جنمین کچھ آدمی اُترکر مورچالون مین داخل ہوگئے تھے اور
باقی اُترے تھے مخالفون نے یہ حال دیکھا تو وہ دلیر ہوئے اور اس ہئیت
اجتماعی سے کہ اول مورچالون پر حملہ آور ہوئے تھے دو مست ہاتھی لیکر مورچال کے
متعرض نہ ہوئے بلکہ ان کشتیون پر ہجوم کیا اور خوب لڑے معظم خان نے ہرچند
کوشش کی کہ کمک کے لئے کشتیون کو لے جائے۔ مگر کوئی صورت اسکی نہ ہوئی اس
اثنا مین کہ لشکر شاہی دشمن سے لڑ رہا تھا مخالف کے چند کوسہ (جہاز) جنگی انکے ہیوون
کے اطراف سے آئے اور پانی پر لڑائی کی آگ بھڑکائی فتح جنگ خان مع اپنے رفیقون
کے دشمن سے خوب لڑا اسکو تفنگ کا ایک زخم اور تیر کے دو زخم لگے اور سرداران شاہی
زخمی و کشتہ ہوئے کچھ آدمی کشتی سے اُترکر دشمن سے لڑے کچھ کشتیون سے اُترکر
دشمنون سے لڑنا چاہتے تھے کہ دشمن کی فوج کی کمک و سو سوارون کی جسکے آگے ہاتھی
تھا آن پہنچی اُسنے حملہ کرکے لشکر شاہی مین سے بعض کو مارا بعض کو بھگایا بعض کو زخمی کیا
بعض کو اسیر کیا یون سپاہ کا قصہ تمام کیا پھر مورچالون پر حملہ کرکے اہتمام خان کو مارا۔
پادشاہی لشکر کو کمک نہ پہنچی تھی دشمنون کے آدمیون اور ہاتھیون نے لشکر شاہی کو

پریشان و پراگندہ کردیا اس لڑائی کے چند روز بعد برسات آگئی مینہ برسنا شروع ہوا اس کے قطرون نے پیکار کے غبار کو بجھا دیا بارش کی کثرت نے جنگ کی آتش کو بجھایا طرفین نے بساط نبرد کو طے کیا۔ برسات کے بسر کرنے کے سرانجام مین مصروف ہوئے۔

شاہزادہ محمد سلطان کا مرزا شجاع پاس جانا اور اسکی بیٹی سے نکاح کرنا۔

بادشاہ نے معظم خان کو لشکر کا بالکل اختیار بکمال استقلال کے ساتھ دیا تھا اب تک جو لڑائیان ہوئین انمین فوجون کا بھیجنا اور امیرون کا مقرر کرنا معظم خان کے اختیار مین تھا شاہزادہ محمد سلطان کو اپنے اتالیق کا یہ اختیار ناگوار تھا جب شجاع کو اس امر پر اطلاع ہوئی تو وہ اس فکر مین ہوا کہ بادشاہزادہ کو اپنی طرف مائل کیجیے۔ زمانہ سازی کرکے اکثر اوقات نامے لکھتا اور تحفے تحائف بھیجا رہتا۔ جو جوانان ناتجربہ کار کے دل کے تسخیر کرنے کی تدبیر ہے۔ رفتہ رفتہ اسنے تزویر آمیز تدبیر کا رشتہ ایسا محکم کیا کہ شاہزادہ نے اسکی لڑکی سے جو پہلے اس سے نامزد ہو چکی تھی ازدواج کے لئے جانا قبول کیا اور اسنے پیغام ایلچی فریب بھیجے کہ بیٹے کے دل مین باپ کی عقیدت کچھ نہ رہی۔ جوانون کو آزمودہ کار بڈھون کی نصیحت وصحبت ورفاقت سے نفرت ہوتی ہے اور بے کمال بد نالون کی صحبت سے زیادہ رغبت ہوتی ہے جس سے کہ عقل و آبرو و دولت خاک مین ملتی ہے ان دونون مین ایک غماز بجاعت واقعہ طلب صاحب غرض نے بادشاہزادہ و معظم خان کے درمیان غبار خاطر روز بروز یہان تک بڑھایا کہ بادشاہزادہ نے شجاع سے ملجانے کا ارادہ کیا اور آخر رمضان آغاز سنہ جلوس مین اپنے مصاحبون ومقربون کے ہاتھ شجاع کو یہ پیغام بھجوایا کہ آخر شب مین آپ پاس کشتی مین بیٹھ کر آتا ہون میری توپ خانہ کا داروغہ امیر قلی اور قاسم علی میر توزک اور چند خواجہ سرا اور خدمہ محل میری ہمراہ ہونگے جواہر اور خزانہ جتنا اسکون کالاؤنگا شجاع اس خبر کو فضل الہی سمجھا اپنے چھوٹے بیٹے بلند اختر کو شہزادہ کے استقبال کے لئے بھیجا وہ چند کشتیون اور بہت سے کہارون کو اسکے خزانہ و اسباب کے لانے کے لئے دریا کے کنارہ پر بھیجا ۲۷ رمضان کو جب بادشاہزادہ دریا کے پار اُتر گیا اور شجاع کے آدمی خزانہ اور اسباب لینے گئے تو اس راز سربستہ

افشا ہوا اس سانحہ سے لشکر مین فتور و اختلال پیدا ہوا اور بندہا ے پادشاہی بیدل
اور شکست ہمت ہوئے شجاع نے کچھ لشکر نوارہ سے دوگاچی مین بھیجا کہ شہزادہ کا لشکر
اور کارخانجات و اموال و اشیا جو لا کہین لے آئین معظم خان کو جبہی رات کو اس واقعہ کی اطلاع
ہوئی گو اُسکے دل مین شاید خوف پیدا ہوا ہو مگر ظاہر مین اُسنے اپنی حسن ہمت و نیروی
تدبیر سے ثبات و سکون کی عنان کو ہاتھ سے نہین دیا اصلا ہراس و تزلزل کا متعلونہ ہوا
اور اپنے اخلاص و دولتخواہی کی راہ مستقیم سے قدم باہر نہین رکھا اور جریدہ سو تی سے دوگاچی
مین گیا اور لشکر کو جو اس واقعہ سے ڈگمگا رہا تھا استمالت و دلدہی سے مستقل کیا
اور مخالفون کی جماعت جو شہزادہ کے لشکر اور کارخانجات و اموال و اسباب کو لینے
آئی تھی اسکو یہان سے دفع کیا اور اس قضیۂ نا ملائم کے تدارک مین مشغول ہوا۔
یہ موسم پانی کی طغیانی کا تھا طرفین نے مورچے اوٹھا لئے معظم خان برسات بسر کرنے
کے لئے موضع معصومہ بازار مین چلا گیا جہان کی زمین اونچی تھی اور اکبر نگر سے تین کوس کا
فاصلہ رکھتی تھی اور اسکی تجویز سے ذوالفقار خان و اسلام خان و فدائی خان و
سید مظفر خان و اخلاص خان خویشگی و راجہ اندرمن بندیلہ و قزلباش خان اور چند اور
امرا اکبر نگر مین رہے۔ پادشاہ کی یہ رای تھی کہ معظم خان لشکر مخصوص پادشاہ اکبر نگر
کی طرف سے دشمن کے استقبال مین کوشش کرے اور ایک فوج دریاے گنگ کی
اس طرف سے ٹانڈہ جاے اور جہان شجاع کا بنگاہ ہے وہان اس کا قافیہ تنگ کرنے
اسلئے پادشاہ نے داؤد خان صوبہ دار بہار کے نام حکم بھیجا کہ وہ اس خدمت
پر مستعد ہوا اور ٹانڈہ جاے جس کمکی ہوتا مین کو چاہے ساتھ لے جائے جب یہہ
فرمان داؤد خان پاس آیا تو اُسنے شیخ محمد حیات اپنے بھتیجے کو پندرہ سو سپاہ کے
ساتھ پٹنے مین چھوڑا اور عزہ رمضان کو رشید خان و مرزا خان و ہادی داؤد خان
و خواجہ عنایت اللہ و تمام صوبہ بہار کے کومکیون کو لیکر گنگا سے اترا برسات کا موسم
تھا ندی نالے چڑھے ہوئے تھے اور دریاے ترجوک و گندک ور دریاے گنگ سے

اکثر جو براہ مین پڑتے تھے اس فصل مین بغیر کشتی و پل اترنا مشکل ہے دشمن اپنے نوارہ کے
استظہار پہ دریا پر پھر رہا تھا اور کنارہ پر جا بجا مورچال بنا رکھے تھے اور مدافعت کیلئے سپاہ
مقرر کر رکھی تھی جو نہ خشکی مین نہ تری مین راہ چلنے دیتی تھی اسلئے منگیر و بھاگلپور جانے
مین داؤد خان کو دیر لگی اور اس عرصہ مین اکثر اوقات لشکر شاہی اور مرزا شجاع کے
لشکرون مین لڑائیان ہوئین جنمین ہر دفعہ لشکر شاہی کو غلبہ ہا جب موضع قاصی کریہ مین
بھاگلپور سے قریب ہے داؤد خان پہنچا تو نالے ندی اور آب کوسی و کالہ پانی و جہاندی
برسات کے سببسے طغیانی مین آرہی تھی انسے گذرنا ضرور تھا اسلئے باقی برسات بسر
کرنے کے واسطے وہ اس موضع مین مقیم ہوا۔ برسات کے سبب سے لشکر شاہی نہ اسکا
پادشاہ نے دلیر خان کو کومک کے لئے اپنے پاس سے بھی روانہ کیا۔

اکبر نگر کے ایکطرف کوہستان ہی۔ برسات مین اسکے تین طرف جھیل کا پانی اس قدر
گھرا ہوجاتا ہے کہ آدمی گھوڑا جا نہین سکتا۔ عین شہر مین کشتی کام کرتی ہے۔
اس ملک کے کام کا مدار نوارہ پر ہے اور نوارہ پر غنیم متصرف تھا دریا کی راہ سے
سپاہ شاہی کو آذوقہ نہین پہنچتا تھا اور اس سببسے کہ راجہ ہر چند زمیندار ہنجو: مرزا
شجاع کے ساتھ متفق تھا وہ کوہستان کی طرف سے بنجارونکو نہین آنے دیتا تھا
انکو لوٹ لیتا تھا کسیگاہ سے پادشاہی لشکر مین غلہ نہین پہنچتا تھا اس سببسے اکبر نگر
مین سپاہ کا خستہ حال تھا اکثر آدمی اور دواب کھانا نہ ملنے سے بھوکے مرگئے
پادشاہ کے لشکر کی ایک جماعت زمین مرتفع پر برسات کے ختم ہونے کا انتظار کررہی
تھی جب اس حال پر شجاع کو اطلاع ہوئی تو اُس نے اکبر نگر کی تسخیر کا ارادہ کیا شیخ عیاس
میر محمد کو چارسو سوارون اور کچھ نوارہ کے ساتھ موضع بتوارہ مین بھیجا جو اکبر نگر سے
دریا کے ساحل پر آٹھ کوس پر ہے اور اسکی زمین مرتفع ہے اکبر نگر پادشاہی لشکر کے
قبضہ مین تھا وہان سے اکثر نوکرون کے عیال اور اموال تھے معظم خان عم
ذو الفقار خان کی معدلت ونصفت کے سببسے کسی شخص کا مقدور نہ تھا کہ

شجاع کے متعلقون اور منسوبون کے مال کا تعرض کرتا مگر یون انکا مال غارت ہوتا۔
اور انکی ناموس اوباشون کے ہاتھ مین پڑتی کہ شیخ عباس مذکو ر ہمیشہ نوارہ کی ایک جماعت
کو اکبرنگر کی تاخت و تاراج کے لئے بھیجتا ۔ اب شجاع نے دلیر ہوکر دریا کے اس طرف آنے
کا قصد کیا ۔ سراج الدین جابری ٹانڈہ مین اپنی بنگاہ کی محافظت کے لئے بھیجا۔
۹ ذی الحجہ کو وہ خود اس کنارہ پر بتوارہ مین آیا اُسنے شاہزادہ محمد سلطان کو ٹانڈہ
روانہ کیا کہ اسکی بیٹی سے نکاح کرکے مراجعت کیے ۱۳ ماہ مذکور کو بتوارہ سے اکبرنگر مین
آیا اور راجہ اندرمن سے لڑائی ہوئی مگر اُسنے ہزیمت پائی ۔ اسلام خان و فدائی خان
اور تمام لشکر شاہی عمدہ سردار اپنی اغراض باطلہ نفاقی کے سبب ایک دوسرے کی خلاف
تھے وہ شجاع سے نہ لڑے لشکر شاہی کوہ منجوہ و بھاسہ سے معصومہ بازار کی طرف بھاگ
گیا اور اکبرنگر پر شجاع کا قبضہ ہوگیا اور بعض نا و شاہی ملازم شجاع سے جا ملے ۔ اور
محمد سلطان کے اکثر نوکرون نے شاہزادہ کے کارخانون و ہاتھیون اور گھوڑون پر تصرف
کیا جسسے شجاع کو تازہ جرات و قوت و شوکت حاصل ہوئی اور اُسکا لشکر اکبرنگر مین
بے مزاحم و مانع قائم ہوا ۔ اور برسات کا موسم اُنہون نے یہین بسر کیا جب برسات
ختم ہوئی اور شاہزادہ سلطان محمد شادی کے بعد اکبرنگر مین آیا تو اُسنے معظم خان سے
معصومہ بازار مین جہان سارا لشکر شاہی جمع تھا لڑنے کا قصد کیا اور سلطان محمد اور
بلند اختر ہزار سوار لیکر جنگ کے آہنگ سے سوار ہوے معظم خان بھی غنیم کی یہ
خبر سنکر کہ وہ اکبرنگر سے روانہ ہوا ہے معصومہ بازار سے مقابلہ و مدافعہ کے لئے روانہ
ہوا جب وہ موضع بلکمسہ کے نزدیک آیا تو وہ ایک عمیق نالہ کے عقب مین مقیم ہوا جو بھاگیرتی
دریا پر منتہی ہوتا ہے اور اُسنے دو پل آدھ کوس کے فاصلہ پر باندھی ایک لشکر کے آگے
اور دوسرا بلکمسہ کی جانب یاست مین تاکہ جس وقت لشکر چاہے ان دو پلون پر سے نالہ
سے گذر جاے ۔ پلون کی اس طرف مورچال بنائے اور توپ خانون کے آلات سے اُنکو
استحکام دیا ۔ اپنی رو برو کی سمت مین مورچال مین توپ اندازی کا اہتمام محمد مراد بیگ

کو دیا اور دائین طرف کے پل کی محافظت یکہ تاز خان کو سپرد کی اور پسر محمد اعزاز خان کو
آعزون کے فرقہ کے ساتھ قراولی پر مقرر کیا اب دشمنون کے آنے کے انتظار مین بیٹھے دو مہینے
بعد غرہ شہر ربیع الثانی سال دوم جلوس کو حدود بلکھتہ مین لشکر شاہی کے مقابل مین
شجاع آیا تا کہ درمیان مین حائل تھا اسلئے توپ و تفنگ کی لڑائی ہوئی لشکر شاہی کی
قراولی جو نالہ سے پار چلی گئی تھی وہ شجاع کو نالہ کے پاس نہین آنے دیتی تھی شجاع کو خبر لگی
کہ جسر بالا مین لشکر شاہی کم ہے تو نوین روز لشکر شاہی کے روبرو سے ہٹ کر شجاع
اور اسکا بیٹا بلند اختر اور شاہزادہ محمد سلطان نے جا کر یکہ تاز خان کو شکست دی
اسکو اور اسکے دو بھائیون کو مار ڈالا اور لشکر بادشاہی کے امیرون اور بہت سے
آدمیون کو بستہ و زخمی کیا جو آدمی بچے وہ ذوالفقار خان پاس چلے گئے۔
ذوالفقار خان نے توپ تفنگ سے جنگ کو گرم کیا اور دشمنون کی کثرت کو دیکھ
کشتیون کو جلا دیا کہ اگر غنیم کا غلبہ ہو تو وہ آب سے نہ گذر سکین معظم خان نے لشکر
کی حفاظت ذوالفقار کو سپرد کی اور خود نالہ سے پار دشمنون سے لڑنے گیا۔ اور
لشکر کو شائستہ آئین سے مرتب کیا اور دشمن سے ایک جنگ عظیم ہوئی اور بڑے بڑے
امیر زخمی ہوئے شجاع نے جب سنا کہ معظم خان نالہ سے اتر کر لڑنے آیا ہے
تو اس نے ذوالفقار خان سے جسر کے سرے پر لڑنے کے لئے ایک لشکر مقرر کیا اور خود معظم خان
سے لڑنے آیا معظم خان نے چاہا کہ جسطرح اس نے لشکر کو مرتب کیا تھا اسی ترتیب سے
دشمن پر حملہ کرے مگر امیرون نے انانیت اور خودسری کے سبب اسکی بات کو نہ سنا
اور فرمان بری نہ کی نفاق کر کے خود داری اور کوتاہی کی لشکر شاہی بے ترتیب ہوا
اور اس نے ہزیمت پائی جب معظم خان نے یہ حال دیکھا تو وہ اپنے خیمہ گاہ مین
آیا اور داؤد خان اور دلیر خان کی کمک آنے تک جنگ کو موقوف کیا۔ اور
مخصوص آباد کو چلا گیا تو شجاع نے معظم خان کی جرأت و استقلال مین اختلال کا
گمان کیا اور وہ مخصوص آباد کی طرف آیا کہ بھاگیرتی کو عبور کر کے لشکر شاہی سے

سے لڑے نصیر پور کی گذر پر جہان لشکر شاہی پہنچا تھا شجاع نے پہنچکر لڑائی شروع
کی توپ و تفنگ سے ہنگامہ جنگ گرم ہوا دس بارہ روز تک لڑائی رہی۔

۱۱ ربیع الثانی کو شجاع پاس خبر آئی کہ داؤد خان نے دریا گومتی سے عبور کیا سید
تاج الدین کو اسنے اس دریا پر لشکر شاہی کے روکنے کے لئے مقرر کیا تھا وہ روک
سکا اور عنقریب ٹانڈہ مین جہان اسکا بنگاہ تھا داؤد خان آنے والا ہے تو شجاع
ٹانڈہ کی طرف چلا معظم خان اسکے تعاقب مین روانہ ہوا ایک جگہ لڑائی ہوئی لشکر شاہی
مین بارہ لاکھ روپیہ اور سات سو بان اور آلات توپخانہ آگئے جو بادشاہ نے
بھیجے تھے شجاع و شہزادہ محمد سلطان کا لشکر جلیارے کے اس طرف گیا لشکر شاہی
نے اسپر حملہ کیا طرفین کے آدمی زخمی و کشتہ ہوئے ایک گھنٹہ رات گئی تھی کہ دونون لشکر
نے جنگ سے ہاتھ کھینچا۔ رات بھر پہرہ چوکی لگا کے گیر و دار اور کارزار کے لئے آمادہ
رہے اواسط شب مین نور الحسن جو شجاع کے عمدہ سردارون مین تھا معظم خان
آن ملا شجاع کے اوضاع سے یہ خیال کرتا تھا کہ وہ فرار ہوگا چار پانچ روز
تک توپ و تفنگ کی جنگ رہی ۲۷ کو شجاع دونا پور مین چلا گیا معظم خان نے اسکا
تعاقب کیا اور دشمن کی ایک کشتی کو پکڑ لیا جسمین دس توپین اور دو سو بان تھے۔

جب یہ سنا کہ شجاع کی کمال سراسیمگی کے سبب سے اسکی افواج کی ترتیب درہم و برہم
ہوگئی ہے اور پراگندگی کے ساتھ دوکاچی کو وہ فرار ہوا ہے تو فتح جنگ خان نے
تیز عنانی کی اور ہراول کی ساری فوج لے کر بے تحقیق بے تامل بہت جلد روانہ
ہوا اور اسلام خان افواج برانغار کو لے کر اس ہراول سے جا ملا معظم خان نے
آدمی بھیجکر انکو منع کیا تو وہ دھٹیری اور دوکاچی کے نالہ پر جا پہنچے نالے کے
اس طرف مخالف کی سپاہ صف کشیدہ کھڑی تھی اور توپخانہ کو آگے چن رکھا تھا
وہ مقاومت و مدافعت کے لئے مہیا و آمادہ ہوئی اسنے فتح جنگ خان و
اسلام خان کو نرغہ مین کرلیا نہ آگے جانے دیا نہ پیچھے ہٹنے معظم خان آیا۔

اُسنے نالہ سے پار جاکر شجاع کے دستگیر کرنے کا ارادہ کیا لیکن پھر سردارون نے
کوتاہی وخودداری کی اور معظم خان کی بات نہین سُنی۔ ناچار معظم خان سیک توپخانہ
لے کر نالہ کے اس طرف کھڑا ہوا دشمن کا لشکر اسطرف تھا برق افگنی وآتش فروزی
سے ہنگامۂ دشمن کشی وعدو سوزی کو گرم کیا اواخر روز سے اواسط شب تک گرمی
رہی اور آدھی رات کے قریب دشمن نے جنگ موقوف کی۔ دوسرے روز معظم خان اکبر نگر
گیا تو شجاع لشکر شاہی کی برابر آیا دریاے گنگ سے عبور کرنے کا ارادہ کیا اُسکو
یہ اندیشہ تھا کہ اگر مین پہلے عبور کرون گا تو لشکر جسکو کوئی امداد اُسے نہ تھی
اسکو چھوڑکر عبور نہ کریگا اور اگر پہلے لشکر کو اُتارتا ہون اور خود قلیل آدمیون کے
ساتھ رہتا ہون تو گرفتار ہونے کا خوف ہے اسلئے اُسنے لشکرگاہ کے گرد
ایک عریض عمیق خندق کھدوائی اور آلات توپخانہ سے اسکو استحکام دیا تاکہ
لشکر شاہی سے امین ہوکر دریا سے عبور کرے اس وقت محمد سلطان جس کے
رفاقت واتفاق سے شجاع کی خاطر جمع نہ تھی اسکو دریا کے پار ٹانڈہ بھیجا۔
معظم خان نے فتح جنگ خان کو روانہ کیا کہ اکبر نگر پر قبضہ کرے اور دوگاچی سے
سوتی تک جابجا تھانے بٹھائے مخلص خان کے ہاتھ بادشاہ نے ساڑھے اٹھارہ لاکھ
روپیہ بھیجا تھا وہ قلعہ مونگیر مین تھا نصیرالدین خان کو مونگیر سے خزانہ لانے کے لئے
مقرر کیا دوسرے روز داؤد خان کا نوارہ جس مین ایک سو ساٹھ کشتیان تھین
گذرہ دودھ پر آگئین ان دنون مین دریاے گنگ کے تین شعبے ہوگئے تھے ۱۲ رمضان
کو پل باندھکر شعبۂ اول سے لشکر نے عبور کیا اور پھر شعبۂ دویم سے کشتیون مین بیٹھکر
عبور کیا اور اس جزیرہ مین لشکر آیا جو شعبۂ دوم وشعبۂ سوم کے درمیان تھا۔
ان دنون مین اکثر اوقات ہوا تیز چلتی تھی اور دریا مین بہت تموج وتلاطم رہتا
تھا اس سبب تین روز مین لشکر نے عبور کیا خبر آئی کہ غنیم کے چند قراول موضع سمدہ
مین آگئے ہین کہ ملاحون کے اہل وعیال کو لے جائین یہ موضع شعبۂ بزرگ وشعبۂ سوم

گنگ کے درمیان اکبر نگر کے محاذی واقعہ ہے اور بنگالہ کے اکثر ملاح اس جگہ رہتے ہین
تو معظم خان نے دو سو سوار اپنے تابینیون کے پادشاہی قراولون کی ایک جماعت
کے ساتھ بھیجے کہ وہ دشمنون کو بھگا کے ملاحون کے اہل و عیال کو غنیم کی طرف جانے
دیوین لیکن انہون نے سمرہ مین جاکر چند سوارون کو دستگیر کیا اور لے آئے سمرہ مین
ہزار سوار کا تھانہ شاہی بیٹھ گیا کہ ملاحون کے اہل و عیال کی حفاظت کرین اور انکو
دشمن سے نہ ملنے دین۔ یہان دو سوار اور گرفتار ہوے تو انکی زبانی معلوم ہوا کہ شجاع
نے نالہ مہاندی پر پل باندھ کر یہ تجویز کی ہے کہ پادشاہزادہ محمد سلطان کو توپخانہ
اور لشکر کے ساتھ دریا سے عبور کرا کے دلیر خان اور داؤد خان سے لڑنے کو بھیجے
جب اُسنے یہ سُنا کہ لشکر شاہی شعبہ بزرگ گنگ سے عبور کر آیا ہے تو اسکو ایسا
خوف ہوا کہ اُسنے پل کھلوا ڈلوایا۔ دلیر خان و داؤد خان کہ دریا کے اس طرف تھے
اواخر روز مین جریدہ دریا کے اسطرف آئے اور معظم خان سے ملاقات کی اور صلاح کار
مین مشورہ کیا ایک پہر رات گئے وہ اپنے لشکر مین واپس گئے۔ غرض پندرہ بیس روز
لشکر شاہی اور شجاع کے لشکر مین محاربات عظیم ہوئے اور ہر بار لشکر شاہی کو فتح ہوتی
اور شجاع کو ہزیمت مگر اسپر وہ پھر اپنے نوارہ جنگی کی قوت سے دریا کے اوپر شبخون مارتا
سے سخت لڑائیان کرتا اور مقابلہ مین مشغول ہوتا اس ما بین مین یکہ تاز خان اور بہت سے
نامی آدمی پادشاہی مارے گئے اور اسلام خان و فتح جنگ خان اور دلیر خان اور
داؤد خان نے تردداتِ نمایان کئے خاصکر اسکے بعد کہ بلند اختر کے ساتھ کے لشکر کے
محمد سلطان ملا طرفین سے ترددات صف ربا ہوتے تھے اور ہر بار ہر طرف غالب و مغلوب
ہوتی تھی۔ اور پھر مقابلہ و مقاتلہ مین مصروف۔ اور بہت سی جنگی کشتیان ضرب توپ سے
غرق اور دستگیر ہوئین۔ تمام جنگون مین ہم ایک جنگ کا بیان کرتے ہین جو خالی از غرابت
سے نہین ہے۔ آب گنگ کے اسطرف شجاع کی فوج تھی اور اسکا سردار بلند اختر
تھا اور اسکے ساتھ اور سردار اور توپخانہ تھا دریا کے کنارہ پر معبر کے سمری پر

بعض جا پایاب تھا توپون کو لگایا تھا اور جنگ کے لئے مستعد بیٹھے تھے اور بادشاہی فوج
کا انتظار کر رہے تھے معظم خان کی فوج جسکی ہراولی بطریق قراولی آغر خان سے تعلق رکھتی
تھی دریا کے کنارہ پر آئی بعض جگہہ پانی سینہ تک تھا۔ پایابی کی نشانی کے واسطے دو نوطرف
چوبین نصب کین سارا لشکر پانی کی طغیانی اور توپ تفنگ کی آتشبازی سے روبرو ہونے
کی جرأت نہین کرتا تھا۔ آغر خان نے اپنا گھوڑا دریا مین ڈالا پیچھے دلیر خان نے اپنی
سواری کا ہاتھی پانی مین چلایا بعد ازان پسر دلیر خان گھوڑے پر سوار دلاوری کے ساتھ
بطریق یورش جان بازی کو کارفرما کے توپخانہ آتش بار کے مقابل عبور دریا مین آیا اور پیچھے کی غیرت
سے اپنے سارے لشکر کو لیکر آتش کا مقابلہ کرتا ہوا چوب بندی کے درمیان
جو پانی کے نشان کے لئے کی گئی تھی رواں ہوا روبرو سے گولہ توپ گولہ تفنگ ایسا
متصل برستا تھا کہ آنکھ کھولنے کی فرصت نہ دیتا تھا اور جسکے لگتا تھا اسکا سر پانی سے
نہ نکلتا تھا اور نہ اسکا نشان ملتا تھا سپاہ کے اس ہنگامہ عبور مین ہاتھی گھوڑون کی ریل
پیل سے چوب بندی کا نشان بحال و بجا نہین رہا سپاہ اور چارپایون کے تردد سے
پاؤن کے نیچے ریگ خالی ہوئی اور پایابی بالکل برطرف ہوگئی اسلئے بہت سے سوار اور
پیادے بحر فنا مین غرق ہوئے ایسی حالت مین پسر دلیر خان تموج دریا سے مع اسپ کے
دریا مین ایسا ڈوبا کہ پھر اسکے زندہ و مردہ کا نشان نہ ملا۔ غرض باران گولے تیر کے
اولون کے برسنے سے اور بارود کے دھوئین کے گھر جانے سے یہ حال ہوگیا کہ بیٹے
کو باپ نہین پہچانتا تھا اور بھائی کے حال کی بھائی خبر نہ لیتا تھا سارا دریا گلگون ہو گیا
تھا۔ جو گھوڑے تیر کر ایک جماعت کو بچا لائے و بعض جنکو تیرنا آتا تھا وہ گولہ و بان
کے صدمہ سے محفوظ ہوکر دریا سے پار جاکر جان بر ہوئے۔ دلیر خان کے فیل کے
آگے آغر خان غنیم کے پیادہ و سوار کے ہجوم کو شمشیر مارتا ہوا پچھاڑتا چلا جاتا تھا کہ
ناگہان فیلبان کے اشارہ سے آغر خان کے سامنے ایک مست ہاتھی آیا اس نے
فیل کو خرطوم پر تلوار ماری فیل نے آغر خان کو مع گھوڑے کے سونڈ مین لے کر اوپر

اٹھایا اور آبشار مین پٹکا کہ راکب و مرکب جدا جدا دس گزکے فاصلہ پر ایک دوسری دور جا پڑے دونوکے چوٹ لگی گھوڑے کا رودہ پھٹ گیا لیکن آغر خان پھر گھوڑے پر سوار ہوکر چستی و چالاکی سے اس ہاتھی سے لڑنے پر تیار ہوا مگر گھوڑے مین لوتا نہ تھا اسلئے یہ سمجھہ کرکہ پھر اس بلاے سیاہ کے روبرو جانا جان کا رائگان کرنا ہے ہاتھی کے پیچھے سے جاکر فیلبان کی گردن تلوار سے اڑا کر اسکو نیچے گرایا اور گھوڑے کی پیٹھہ پر سے فیل کی گردن پر جاکر سوار ہوا مگر ہاتھی کا کجک انکس ہاتھہ نہ آیا اور ہاتھی بس مین نہ رہا اب حیران تھا کہ کیا کرون کہ اسکے ایک نوکرنے کہا کہ خنجر کو کمر سے غلاف مین سے نکالکر ہاتھی کی بنا گوش پر سہلائیے۔ اس حالت مین دلیر خان جسکا ہاتھی دس بیس قدم کے فاصلہ پر آغر خان کے پیچھے آتا تھا اس بہادر کا رستمانہ کام دیکھہ کر آیا اپنے ہاتھی کو اسکے ہاتھی کے برابر لایا اور تحسین و آفرین کہتا ہوا ہاتھی کے ارد گرد تصدق ہونے لگا۔ آغر خان نے کہا کہ مین نے یہ ہاتھی بادشاہ کی سرکار کے لئے گرفتار کیا ہے مین امیدوار ہون کہ افسر فیلبان سرکار کو حکم دین کہ فیلخانہ مین اس ہاتھی کو داخل کرے اور میری سواری کے لئے اسپہار کوتل مرحمت ہون دلیر خان نے تحسین کرکے کہا کہ یہ ہاتھی بھی آپ کو مبارک ہو دو گھوڑے ترکی عراقی اسکو تواضع کئے اور اپنے ایک فیلبان کو حکم دیا کہ ہاتھی پر سوار ہو۔ آغر خان گھوڑے پر سوار ہوا اور بہت سے افغانون کو دشمن کے مقابلہ مین لے گیا اور تیر مارنے شروع کئے اور پیاپے حملہ اور چپقلشین کین شجاع کے دو تین سردار اور بہت سے غیر مشہور آدمی مارے گئے اور بادشاہ کی فوج کی بھی ایک جماعت زخمون سے سرخرو ہوئی۔ دشمن کا ہراول فرار ہوا اور شجاع کا بیٹا بھی بھاگ کر باپ پاس چلا گیا۔ القصہ اس وتیرہ پر سخت لڑائیان ہوتی رہین۔ نالہاے قلعہ اور دریاے گنگ پر اور سواد ٹانڈہ کے اطراف مین۔

جب عالمگیر نے سُنا کہ شجاع سے محمد سلطان جا ملا اور معظم خان نے فدویانہ تردد

گئے ہین تو پادشاہ نے ازراہ احتیاط و مصلحت پانچوین ربیع الاول سنہ ۱۰۶۹ کو سمت شرقی کا سفر شروع کیا اور اس زمانہ مین راجہ جسونت سنگہ کو از سر نو مہاراجہ کا خطاب دیا۔ سیر و شکار کرتا ہوا پادشاہ چلا۔ ۲۲ ماہ مذکور کو پادشاہزادہ محمد معظم اور وزیر خان دکن سے پادشاہ پاس آئے۔ پادشاہ نے حوضہ طلائی بصورت بنگلہ ہاتھی کے لئے ایجاد کیا تھا خان سامان اسکو تیار کرکے پادشاہ کے روبرو لایا اسکو پادشاہ نے انعام دیا گنگا کے کنارہ ایک منزل مین سات روز قیام کرکے مرزا سنجر نجم ثانی خراسانی کی بیٹی سے پادشاہزادہ محمد معظم کا نکاح کیا۔

پادشاہزادہ محمد سلطان کا شجاع کے پاس سے مراجعت کرنا

پادشاہ پاس خبر آئی کہ پادشاہزادہ محمد سلطان شجاع کے پاس سے بھاگ کر معظم خان سے آن ملا اس مجمل کی تفصیل یہ ہے۔

کہ برسات کے بعد جتنی لڑائیان شجاع اور پادشاہی لشکر کے درمیان ہوئین اینمین یہ شاہزادہ چچا کے ساتھ تھا معلوم نہین کہ وہ اپنی کئے سے پشیمان ہوا یا وہ جیسا معظم کے ساتھ رہنے سے ناخوش تھا ایسا ہی وہ مرزا شجاع کی معیت سے آزردہ خاطر ہوا کیا اس نے یہ دیکھا کہ چچا جان کی شجاعت کچھ کام نہین کرتی اسکے ساتھ رہنے سے سوا جان کھونے کے کچھ اور نہین حاصل ہوگا یا وہ خود ہی تلون مزاج تھا غرض کچھ ہی سبب ہو اپنی خطا سے نادم ہو کر مراجعت کرنے کی فکر مین وہ ہوا۔ خود اکبرنگر مین شجاع کے پاس تھا اور اسکی بیوی ٹانڈہ مین شجاع سے ایک دو منزل پر تھی اسکی بیماری کی خبر آئی۔ اسنے شجاع سے بیوی کی عیادت کے لئے رخصت لی اور ٹانڈہ مین آیا۔ اسلام خان دریا کی اس طرف لشکر شاہی کے ساتھ موجود تھا اس پاس خفیہ پیغام بھیجا اور اپنے ارادہ سے اطلاع دی اور فوج خطیر کی مدد مع اور لوازم کے طلب کی کہ وقت معین مین اشارہ پر وہ بھیجدی جائے ۱۶ رجمادی الاول سنہ ۱۰۶۹ کو خدمہ محل و چند خواجہ سرا لیکر مچھلی کی شکار کا بہانہ بنا سوار ہوا اشرفیان و جواہر جسقدر اسکا ساتھ تھا لیا اور دریا کے کنارہ پر آیا۔

چار کشتیون مین سوار ہوکر معبر دکاچی پر اسلام خان بموجب شارہ کے انتظار کھینچ رہا تھا۔ شجاع کے آدمیون کو جب شاہزادہ کے ارادہ پر اطلاع ہوئی تو کشتیون مین سوار ہوئے اور اُنھون نے تعاقب کیا اسلام خان مع توپ خانہ و فوج کے ایستادہ تھا اُسنے جب شجاع کے آدمیون کو دیکھا تو اُنکے دفع کرنے کے لئے اور شاہزادہ کے استقبال کے لئے نوارہ مین روانہ ہوا دونو طرف سے توپین چلنی شروع ہوئین اگرچہ پادشاہزادہ مع محل خاص کے اور آدمیون کے آفت سے بچکر سلامت کنارہ پر پہنچا لیکن اس کی ایک کشتی جسپر بعض زنانے اور کچھ خدمۂ محل تھین اور وہ گران بار تھی اور پیچھے رہ گئی تھی دو تین گولون کے لگنے سے ڈوب گئی کچھ عورت مرد ڈوب کر مر گئے بہت سے ملاحون کی مدد سے اور اسلام خان کی کشتی کے جا پہنچنے سے بچ گئے۔ جب یہ خبر معظم خان کو پہنچی تو وہ بہت خوش ہوا اس وقت ایک مختصر خیمہ اور حاضری اور میوہ پادشاہزادہ کے واسطے روانہ کیا۔ تین روز بعد شاہزادہ سے ملنے آیا اور پادشاہ کو حقیقت حال اور اسکے ساتھ شاہزادہ کی عرضداشت ارسال کی پادشاہ کے حکم سے شاہزادہ پادشاہ پاس بھیجا گیا اُسنے اسکو گوالیار کے قلعہ مین قید کیا۔ مرزا شجاع نے جب یہ دیکھا تو اُسنے اپنے بیٹے بلند اختر کو حکم دیا کہ جہان جہان دریا پایاب ہوگئے ہون وہان مورچے باندھ کر لشکر شاہی کو نہ اترنے دے۔ اور وہ خود فوج لیکر داؤد خان کے لشکر کی برابر آیا۔ اب ٹانڈہ مین مرزا شجاع کے لشکر کا ہجوم تھا وہان معظم خان نے لشکر بھیجا۔ بنگلہ گھاٹ کے قریب سخت لڑائی ہوئی مرزا نے ہزیمت پائی۔ اب شجاع نے اپنی مملکت بنگالہ اور دولت دیرسالہ سے دل اُٹھایا۔ ٹانڈہ گیا جہان اُس کا بنگاہ تھا وہان سے جہانگیرنگر مین جانے کا ارادہ کیا معظم خان بھی ٹانڈہ گیا اور وہان سے ترد ی پور جا کر شجاع کے نوارہ کی چارسو کشتیان گرفتار کرلین جنمین سے بعض اموال اور کارخانجات سے بھری ہوئی تھین شجاع سکے انتظار مین۔ یہان یہ کشتیان ٹھیری ہوئی تھین۔ ٹانڈہ مین شجاع نے دو غرابون مین نفائس وغرائب اموال مثل اشرفی و طلاو جواہر و مرصع آلات رکھے۔ اور دو اور غرابون مین منتخب اشیا اور کارخانے

لا دے ان چارون کو روانہ کیا اور ٹانڈہ سے خود ایک درخت زار مین آیا جب اسنے
سنا کہ لشکر شاہی قریب آگیا تو پانچ چھہ گھڑی دن رہی دریا کے کنارہ پر گیا اور اپنے بیٹون
بلند اختر و زین الدین کو اور جان بیگ و سید عالم و سید قلی اوزبک و مرزا بیگ وغیرہ سپاہی
و خدمہ و خواجہ سرایون کو ساتھ لیا۔ یہ کل تین سو آدمی تھے دو ساتھ کو سے۔ وہ کشتی مین بیٹھا
پنجم شعبان سنہ ۲ جلوس مین جہانگیر نگر کی طرف گیا۔ باقی اسکے اور عمدہ نوکرون اور سردارون
نے صلاح اندیشی سے مفارقت اختیار کی اور لشکر کے خود سرون نے اسکے مال کو لوٹنا شروع
کیا منجملہ خواجہ سرا اسکا چھہ ہاتھیون اور بارہ اونٹون پر اسباب لاد کر کشتیون مین داخل
کرنے کے لئے جاتا تھا اسکو اوباشون نے لوٹ لیا۔ ششم ماہ مذکور کو معظم خان ٹانڈہ مین
آگیا اس غارتگری کا انتقام کیا لشکر کے اوباش جو مال کو لوٹ کر لے گئے تھے ان سے وہ مال
واپس لیا اور شجاع کی جو عورات و پردگیان وہان رہتی تھین انکی حراست کے واسطے
چوکی پہرہ مقرر کیا اور قدیمی ناظرون اور خواجہ سرایون کو سخت تاکید کی کہ وہ بدستور قدیم
اپنی خدمت بجا لائین اور ہوشیاری اور بیداری پیشتر سے بیشتر رکھین آخر کو ان سب
مستورات کو بادشاہ پاس بھیجدیا۔ شجاع نے جو دو غراب جواہر وغیرہ سے پر کرکے
بھیجے تھے بادشاہی لشکر نے کشتیون مین سوار ہوکر انکو گرفتار کرلیا اور سارے جواہر و مال
بادشاہی ضبطی مین آئے اور بیس اور کشتیان شجاع کے مال اسباب کی پکڑی گئین اور ان
مین سید عالم کا برادرزادہ اور شجاع کا بھتیجا اور بعض اور انکے بڑے امیر اسیر ہوئے۔
شجاع کا جو مال غارت ہوتا معظم خان کی حسن سعی سے اسکا استرداد ہوتا۔ آٹھوین ماہ مذکور کو
شجاع کے عمدہ نوکر مثل سراج الدین جابری اسفندیار معموری و میر مرتضی نامی وغیرہ معظم خان سے
آن ملے خان نے انکو جان و مال کی امان دی اور ترحم شاہی کی نوید سنائی اور ہر ایک کو
مناسب مناصب لا دیئے۔ جب بادشاہی لشکر خشکی سے جہانگیر نگر پہنچا تو وہان بھی وہ نہ
رہ سکا۔ جہانگیر نگر مین جبتک اسکا بڑا بیٹا زین الدین رہا شجاع کے اشارہ سے وہ راجہ
رخنگ (اراکان) سے رسل و رسائل رکھتا اور مکرر اُس پاس آدمی ارمغان کے ساتھ بھیجتا

منور خان جہانگیر نگر کا زمیندار تھا اُسنے اُس حدود کے زمینداران کو اپنے ساتھ
متفق کرکے شجاع کا فرمان بر نہ ہونے دیا۔ منور خان کے دفع کرنے کے لئے راجہ سے
کمک طلب کی تو راجہ نے اس وقت ایک جماعت کثیر رخنگیون کی بہت سے غرابون کے ساتھ
بھیجدی تو میر زین الدین اس سپاہ کو لیکر منور خان سے لڑنے گیا اور اسکو شکست دی
اور اس مہم کے صلہ مین رخنگیون کو نقد و جنس دیکر واپس بھیجدیا اور نامہ و پیام بھیجکر
راجہ سے یہ بات ٹھیرائی کہ جسوقت شجاع جہانگیر نگر سے رخنگ مین آنا چاہے تو
وہ ایک جماعت کو سرحد پر بھیجدے کہ وہ اسکو رخنگ مین لیجاوے۔ چاٹگام
رخنگ کی سرحد پر ہے وہان کے حاکم کو راجہ نے تاکید کر دی کہ اس باب
مین شجاع کوئی اشارہ کرے تو بے توقف اسکے پاس ایک گروہ کو بھیجدے۔
جب شجاع ٹانڈہ سے جہانگیر نگر مین آیا اور اسکو یہ یقین ہوا کہ لشکر شاہی اُسکے
پاؤن یہان جمنے نہین دیگا اور چارۂ کار سوائے اسکے کوئی اور نہین ہوگا کہ رخنگ
کی طرف مین بھاگون تو اُسنے راجہ رخنگ پاس اپنے آدمیون کے ہاتھ نوشتے
بھیجکر درخواست کی کہ اپنے آدمیون کی ایک جماعت کو میری رہبری و ہمراہی
کے لئے بھیجدو کہ وہ تمہاری ولایت مین مجھے لے جائین۔ ایک مہینہ تک جواب کا انتظار
کیا معظم خان کا لشکر اسکے پیچھے پڑا تھا اسکے پاس آنے کی خبر سنکر وہ ڈرا اور اسکا انتظار
نہ کیا کہ رخنگ سے اسکے آدمی آجائین وہ ۶ رمضان آغاز سنہ جلوس کو زین الدین و
بلند اختر و زین العابدین اپنے بیٹون کو اور چند رفیقون مثل جان بیگ و سید عالم
و سید قلی ازبک و مرزا بیگ اور سپاہیون کی ایک جماعت اور چند خدمہ خواجہ
کو لیکر جہانگیر نگر سے برآمد ہوا۔ راستہ مین کہین کشتیان نہ ملین کچھ رفیق جو ابتک ساتھ تھے اُس سے
جدا ہوئے۔ تین مہینے ہوئے تھے کہ زین الدین نے ایک شخص کو راجہ رخنگ پاس اور
جہانگیر نگر مین شجاع کے آنے سے تین چار روز پہلے حاکم چاٹگام پاس دو آدمی
بھیجے تھے وہ تینون آدمی اور اکیاون جلیہ رخنگی فرنگی مردان کار اور دو

ضرب پیکار سے پر جو حاکم چاٹگام نے راجہ رخنگ کے اشارہ سے تیار کئے تھے وہ کمک کے طور پر شجاع سے ملے اور انہون نے راجہ اور حاکم چاٹگام کا نوشتہ اسکو دیا۔ اور رخنگ کے سردارون نے کہا کہ اگرچہ راجہ نے ہمکو آپ کی کمک اور امداد کو بھیجا ہے اور قرار دیا ہے کہ خود چاٹگام مین آن کر بیٹھے اور متعاقب نوارہ عظیم بھیجے اور خشکی کی راہ سے بھی ایک جماعت کو تعین کرے لیکن یہ سارے مراتب اس صورت مین ہین کہ آپ جہانگیرنگر مین ثبات قدم رکھین آپ اضطراب کرکے وہان سے جو چلے آئے ہین اب ہمکو حکم نہین ہے کہ آپ کو رخنگ لے جائین۔ شجاع نے اُن سے کہا کہ مین جہانگیرنگر سے اسی عزیمت سے باہر آیا ہون کہ موضع بہلوہ مین کہ سرحد ملک بادشاہی ہے اقامت کرون اور اوسکے قلعے اور تھانون کو استحکام دون اور تمہاری اعانت و اتفاق سے جو چاہتا ہون وہ قوہ سے فعل مین لاؤن تو یہ گروہ اسکی مرافقت و موافقت پر راضی ہوا اور اسکی ہمراہ ہوا اس روز پرگنہ لکھی پور مین منزل کی دوسرے روز صبح کو یہان سے نوارہ رخنگ کے ساتھ روانہ ہوا اور پرگنہ بہلوہ مین قلعہ بہلوہ سے چار کوس پر مقیم ہوا۔

یہان حسین بیگ قلعہ دار بہلوہ کے اشارہ سے امام قلی اسکا خویش شجاع سے ملنے آیا شجاع نے اسکی استمالت کی اور اسکو بھیجا کہ وہ حسین بیگ کو سمجھا بجھا کر لائے حسین بیگ اپنی کم عقلی سے سو سوارون کے ساتھ لیکر قلعہ بہلوہ سے شجاع کی ملاقات کو گیا شجاع نے اسکو اور امام قلی کو حوالات مین کرکے اسکو قلعہ حوالہ کرنے کی تکلیف دی اور حکم دیا کہ حسین بیگ اپنے آدمیون کو جو قلعہ مین موجود ہین لکھے کہ قلعہ کو مع تمام اموال کے شجاع کے آدمیون کو سپرد کرے۔ دوسرے روز مرزا بیگ کو بارہ آدمیون کے ساتھ کشتیون مین بٹھا کر بھیجا اور حسین بیگ کا نوشتہ دیا کہ جا کر قلعہ کو مع اموال و اشیا اپنے تصرف مین لائین مرزا بیگ نے قلعہ سے دو کروہ پر کشتی کو ٹھیرایا اور ایک آدمی کے ہاتھ حسین بیگ کا نوشتہ اسکے گماشتون کے پاس بھیجا جو قلعے مین تھے اور انکو پیغام دیا کہ وہ چند مرکوب بھیجین کہ کشتی سے اُتر کر ہمراہیون سمیت قلعہ مین آئین۔ جب

نوشتہ اہل قلعہ پاس پہنچا تو اُنہون نے صواب اندیشی و کارشناسی سے قلعہ کے دینے سے
بظاہر انکار کیا اور جواب بھیجا کہ سواری کے لئے ہم گھوڑے بھیجتے ہین اور ایک
ساعت کے بعد مظفر نام غلام حسین بیگ اور ایک ہندو جو اسکا دیوان تھا اسّی سوار اور
چارسو پیادے و بندوقچی اور تیرانداز اور دو فیل دریا کے کنارہ پر آنکر لڑنے لگے۔ اور
ہاتھیون کو پانی مین لیجاکر کشتیون پر پہنچے مرزا بیگ کو دس آدمیون کے ساتھ گرفتار
کرلیا اور باقی دو آدمی اُسکے ہمراہی بھاگ کر شجاع پاس گئے اور اس واقعہ کی خبر سنائی
شجاع نے یہ تجویز کی کہ رخنگیون اور انکے نوارہ کو لیجاکر قلعہ بہلوہ کو تصرف مین لائے
صبح کو ایک سردار تین کشتیان چاٹگام سے لیکر آگیا جب رخنگیون نے دیکھا کہ اسکا کام
صلاح و اصلاح سے باہر ہے تو اُنہون نے شجاع کی درخواست کو کہ قلعہ پر چلکر
لڑین نامنظور کیا اور یہ معذرت کی کہ ہمارا دستور آئین یہ نہین ہے کہ ہم کشتی سے اُترکر جنگ
کرین ہم توپ و تفنگ سے روئے آب پر آتش کارزار کو روشن کرتے ہین اور حسین بیگ
اباکمش کو جو شجاع کی قید مین تھا اور وہی قلعہ بہلوہ کی ہوس کا سرمایہ تھا اسکو طلب
کیا اور کہا کہ ہم تجھسے معاملہ رکھتے ہین جب شجاع نے اُسکے بھیجنے مین حیلے حوالے کئے تو اُنہون
نے ناخوش ہوکر سید حسین بیگ و امام قلی کو قید سے آزاد کیا اور اپنے پاس لے گئے اس مقدمہ
کے بعد انہون نے کہا کہ اگر بہلوہ تصرف مین آتا تو آپکے کسی بیٹے کو یہان مقرر کرتے اور آپکو
رخنگ لے جاتے لیکن اب بہلوہ تو ہاتھ آیا نہین صلاح اس مین ہے کہ بے توقف و درنگ
رخنگ کو روانہ ہون شجاع نے اس بات کو قبول کرلیا اور وہ اس ناحیہ مین چلا گیا شجاع کے
آدمیون کو جب اُس کے ارادہ پر اطلاع ہوئی تو اکثر سپاہی اور خدمہ و ملاح متفرق ہوگئے
اور ہر ایک کسی نہ کسی طرف چلا گیا غرض شجاع نے بنگالہ سے قطع امید کی اور جزیرہ رخنگ
مین چلا گیا یہ جزیرہ عالم کے معمورون مین ارذل اور کافرون کا مسکن ہے مملکت وسیع بنگالہ
اور اپنی دولت و حشمت چندین سالہ کو شجاع برباد کرکے اس قوم کے سرگروہ سے ملاقات
کرنے گیا جو آدمیت و انسانیت سے کوسون دور ہے دین و دانش و مروت مردمی کی

مجبور اس بُری وقت اور حال مین سادات بارہ مین سی سید عالم اور سید قلی اور بارہ
اور معزز آدمیون نے اسکی رفاقت نہین چھوڑی کل چالیس آدمی اسکے ساتھ تھے۔ رنخنگ کا نام
اصل مین پد اکنگ ہے جسکو مسلمانون نے رنخنگ اور انگریزون نے اراکان اور برہماوالون
نے یاکنگیک بنالیا ہے۔

شاہجہان کی بیماری کی حالت مین داراشکوہ کے بہکانے سے بے حکم راجہ کرن دکن سے
چلا آیا تھا پھر عالمگیر کے پاس اس ندامت کے دور کرنے کے لئے نہین آیا تھا اور کوتہ اندیشی
سے احکام کے جواب مین غدر عذر آمیز سے دفع الوقت کرتا تھا بادشاہ نے اس کی
تنبیہ کے لئے نوہزار سپاہ امیر خان کو سپرد کی۔ راجہ کا بیٹا کیسری سنگہ باپ سے جدا ہوکر
بادشاہ کے ہمراہ رہتا تھا۔ باپ کے استقبال کے لئے خود درخواست کرکے امیر خان کے
ساتھ گیا جب امیر خان اس لشکر کو لے کر بیکانیر مین آیا تو راؤ کرن خواب غفلت سے بیدار ہوا
اس نے سوچا کہ اگر لڑتا ہون تو سارا گھر بار مال متاع ناموس برباد جائیگی اسلئے امیر خان کو
اپنے جرائم کا شفیع بنایا اور اپنے دو بیٹون انوپ سنگہ و پدم سنگہ کو ساتھ لاکر بادشاہ کا
زمین بوس ہوا۔ بادشاہ نے اسکا قصور معاف کر دیا۔

مرہٹون کے ملک اور قوم کا حال

عالمگیر کے عہد سلطنت کا واقعہ عظیم مرہٹون کی ترقی ہے اس لئے ہم انکے ملک اور قوم کا
مختصر بیان لکھ دیتے ہین ہندوؤن کے جغرافیہ کے موافق دکن عبارت اس ملک سے ہے
جو نربدہ اور مہاندی دریاؤن کے جنوب مین واقع ہے اگرچہ دکن کے حصے بہت سے
ہین مگر ان مین پانچ بڑے حصے ہین (۱) دراوید (۲) کرناٹک (۳) اندر یا تلنگانہ
(۴) گونڈوانہ (۵) مہاراشٹر۔ جب غیر ملکون کے باشندون کے ساتھ مقابلہ کرتے مین تو
ہم مہاراشٹر کے رہنے والون کو مرہٹہ کہتے ہین لیکن بجائے خود مہاراشٹر کے باشندون کے
نام جدا جدا ہین۔ مہاراشٹر مین جن خاندانون مین سپہ گری کا پیشہ ہوتا ہے ان کو
مرہٹہ کہتے ہین مہاراشٹر کا ہر باشندہ اپنے ملک مین مرہٹہ نہین کہلاتا۔ مہاراشٹر کی

کی حدود ہر زمانہ مین بدلتی رہی ہے مرہٹون کی قوم اس سرزمین مین بستی ہی جو کوہستان کے سلسلہ اور ایک خط کے درمیان واقع ہی۔ یہ کوہستانون کا سلسلہ وہ ہے جو نربدا کے جنوب کی اتنگ مین سلسلہ بندھیاچل کے متوازی پھیلتا ہے اور خط وہ ہے جو گوا سے ساحل بحر پر بیدر اور چاندہ کے درمیان وارده پر گذرتا ہوا کھینچا جاے یہ دریا اسکی مشرقی حد اور سمندر اسکی مغربی حد ہے۔ دکن کے چہرہ مین سلسلہ کوہ سہیادری خوشنما خط و خال ہی جسکو گھاٹ کہتے ہین جو اسکے مغرب مین اپنے پاؤن پھیلاتا ہے اور سر اونچا کرتا ہے وہ سمندر سے تیس چالیس میل کے فاصلہ پر ہے گو وہ بہت اونچا نہین ہی صرف تین ہزار فیٹ سے پانچ ہزار فیٹ تک اونچا ہے مگر اس مین بعض خصوصیات اور زمینون کو مختلف حصون مین تقسیم کرنا ایسا ہے کہ وہ شہرت دکن مین ایسی رکھتا ہے جیسی اوتر مین ہمالیہ۔ مغرب کی طرف وہ سطح سمندر سے ایسا بلند ہے کہ دشمن کے آنے کے لئے ایسی سد ہے کہ اسکو اندر گھسنے نہین دیتی اسکے مشرق مین ایک مرتفع سرزمین سطح سمندر سے ڈیڑھ دو ہزار فیٹ اونچی ہی اور مرہٹون کے ملک سے بتدریج اسمین ڈھلان خلیج بنگالہ تک ہوتا چلا جاتا ہے اس پہاڑ اور سمندر کے درمیان ایک خطہ زمین ہے جسکو ولایت کوکن یا کونکن یا کونکان کہتے ہین اسمین زرخیز بندر جیسے جیول ایل مین واقع ہین اسکے ایک حصہ مین کوہستان و درہ و سنگلاخ اور بعضے بیشے و جنگل ہین۔ ہماری جغرافیہ مین اسکا مفصل حال پڑھو ہم مرہٹون کا حال جو مسلمانون کے عہد سلطنت سے متعلق ہی بیان لکھتے ہین باقیماندہ حال تاریخ عہد انگلشیہ مین دیکھو۔

جیسے ہندوستان کے ہر ایک ملک کی تاریخ تاریکی مین ہے ایسی ہی مہاراشٹر کی مسلمانون کے حملہ سے پہلے فقط دو چار انقلابون کا بیان لکھا ہے۔ مہاراشٹر کے اصلی باشندے کرسی ہین جو اس ملک مین گنواری گاتا جانتے ہین تاریخ سے تحقیق ہوتا ہے کہ یہان ایک راج تھا جسکی راجدھانی ناگا راتھی یہان کے راجاؤن کی قوت کو شال باہن نے خاک مین ملا دیا۔ شال باہن ایک رذیل قوم کا آدمی تھا اس نے اس راجہ کا ملک فتح کر لیا جو قوم کا راجپوت سسودیہ کے قبیلہ سے تھا۔ سال باہن نے اس راجہ کے سارے خاندان کو قتل کیا

مگر ایک عورت اپنی بچے کے ساتھ جان سلامت لے کر نکل گئی اور ست پوری کے پہاڑون مین اُس لڑکے نے پرورش پائی
اور یہی کا چھوٹا بچہ رانا کے بنس کا بانی ہوا۔ چیتور کے رانا سے اودے پور کے رانا پیدا ہوئے ......
اس خاندان مین سے مرہٹون کی قوم کا بانی پیدا ہوا بعد اسکے مہاراشٹر مین جو اور
انقلابات ہوئے انکا حال تحقیق نہین ہوا اور یہی تھان سے دار السلطنت دیوگڈھ مین
(جسکو حال مین دولت آباد کہتے ہین) بدل گیا۔ یہان شالباہن سے متواتر راجہ
جادو وانڈ بوتاک ہوتے آئے تیرھوین صدی کے آخر مین جب مسلمان یہان آئے ہین تو
یہی راجہ تھا جسکا ذکر تمنے اس زمانہ کی تاریخ مین پڑھا ہوگا معتبر نوشتون سے معلوم ہوتا ہے
کہ مرہٹون کا ملک چھوٹی چھوٹی ریاستون مین تقسیم ہوگیا۔ تاریخ فرشتہ مین ان
راجاؤن کا جو بیان آیا ہے وہ ہمنے پہلے لکھ دیا ہے۔

مرہٹے رانا کی نسل مین ہونے کا دعوی کرتے ہین چھتریون کا یہ دعوی ہے کہ ہم ماں کے
پیٹ سے سپاہی پیدا ہوتے ہین اور خدانے سپہ گری کا کام ہماری نسل سے مخصوص کیا ہے
اسلئے مرہٹون نے بھی جو سپاہیون کا فرقہ ہے چھتری ہونے کا دعوی کیا اس دعوی کا
جھوٹا سچا ثابت کرنا نہایت مشکل ہے مگر ان راجپوتون اور مرہٹون مین یہ فرق ہے
کہ راجپوتون کی قوم کی یہ عادت ہے کہ جب انکی عزت پر بری آن بنتی ہے تو وہ
ہاتھ پاؤن ہلاتے ہین نہین کاہل رہتی ہین برخلاف اسکے مرہٹون کے کہ وہ اپنی غرض
ومطلب حاصل کرنے کے لئے جان جوکھون مین پڑجاتے ہین فقط عزت ہی کے لئے نہین
لڑتے بلکہ اپنے مطلب ور اغراض کے لئے بھی کوشش وکشش کرتے ہین اونکے رجپوت کے
چہرہ مین وجاہت شرافت پائی جائیگی اور اصلی مرہٹہ کے چہرہ مین اکھڑپن اور گنوارپن
ظاہر ہوگا اگر یہ دو کسی ایک شخص کے دشمن ہوجائین تو راجپوت دانا دشمن اور مرہٹہ
ہیبت ناک ورنا خدا ترس دشمن ہوگا۔

تاریخ مین مرہٹون کا ذکر اس طرح نہین آتا کہ وہ ایک قوم تھی جب اول اول مسلمانون نے
دکن پر حملہ کیا ہے تو کہین مرہٹون کا نام نہین آیا اور ایسی ان پر کم توجہی تھی

کہ سترہوین صدی مین جب وہ اپنے کوہستانی و میدانی وطن سے نکلے ہین تو اور قومین انکو ایک اجنبی اور نئی قوم سمجھتی تھی ہمارا مطلب فقط یہ ہے کہ ہم یہ بتلائین کہ مسلمانون کے عہد سلطنت مین مرہٹون کا حال کیا تھا اسلئے فقط اسی کو لکھتے ہین۔ جب مسلمانون نے دکن کو فتح کیا اور دیوگڈھ کا نام بدل کر دولت آباد رکھا اور بعدازان سلطنت بہمنیہ کا اقبال چمکا اور اسکو استقلال ہوا تو مرہٹون نے چند مرتبہ مسلمان حاکمون سے سرکشی کی اور ایک مرتبہ راجہ نے مسلمانون کے لشکر کو دغا سے مارڈالا جب خاندان بہمنیہ ختم ہوگیا تو پانچ اور سلطنتین اسکی جگہ قائم ہوئین۔

ان سلاطین پنجگانہ کی ابتدا سلطنت مین مرہٹون کا حال وہی رہا جو سلاطین بہمنیہ کی سلطنت مین تھا اکثر کوہستانی قلعون مین مرہٹے متعین کئے جاتے کبھی وہ سرکار شاہی سے تنخواہ پاتے اور کبھی جاگیرین انکو ملتین کبھی وہ دیس مکھ (چودہری یا زمیندار پرگنہ) ہوتے پھر مرہٹے منصبدار ہونے لگے۔ مرہٹے گھوڑون کو تھوڑے دنون مین جمع کرلیتے اور انکے تعداد کے موافق وہ منصب دار ہوجاتے انکا نوکر رکھنا اور برطرف کرنا سلاطین دکن کی مرضی پر تھا۔ اس طرح کی سپاہ رکھنے مین اسراف اور بے انتظام سلطنت کو بڑی آسانی تھی ان بادشاہون نے ان مرہٹون کو انکے قدیمی خطاب راجہ۔ نایک۔ راؤ کے دیئے اور ان خطابون کے ساتھ انکا ساز و سامان بھی انکو دیا جس سے وہ ایک شان سے رہنے لگے۔ تاریخ فرشتہ مین بھی کہیں کہیں برگی کا ذکر آتا ہے مسلمان اکثر کرناٹک کے ناٹکون پر اسکا اطلاق کرتے ہین اہل کرناٹک جو مسلمانون کی زبان نہین بول سکتے تھے وہ برگی کی جگہ اپنے تئین مرہٹہ کہتے تھے۔ تمام مرہٹہ منصب دارون کی سپاہ برگی کہلاتی تھی یہ سپاہ دشمنون کی راہون کے روکنے کے لئے اور انکے پاس آذوقہ رسد نہ پہنچنے کے واسطے اور بھاگتے ہوئے دشمن کے تعاقب مین لوٹ مار کے کام کے لئے اور ملکون کی تاخت و تاراج کے واسطے مقرر کی جاتی تھی تاریخ فرشتہ مین لکھا ہے کہ کرناٹک مین بعض برگی سردارون نے سرکشی کی جنکو عادل شاہ نے دغا سے مارڈالا برہمن واسوجی اس

وغا میں مارا گیا وہ بڑا کارکن تھا۔ پھر ابراہیم عادل شاہ کے علم کے نیچے برگی نظام شاہ سے
لڑے۔ بیجاپور اور احمد نگر کے سلاطین کی سپاہ میں برگی بہت تھی کیونکہ اس قلمرو میں مہاراشٹر
داخل تھا۔ گولکنڈہ کے بادشاہ کی سپاہ میں کچھ برگی تھی۔

بیجاپور کی ریاست میں بڑے بڑے مرہٹے سردار بہ تفصیل ذیل تھے۔ (۱) چندر راؤ موری
(۲) راؤ نائک نمبل کر جسکو پھول تن رائو بھی کہتے ہیں (۳) جوج ہر راؤ گھاٹ گے۔
(۴) راؤ مانے (۵) گھورپورے (۶) ڈفلے (۷) ساونت بہادر دیس مکھ واری کا
احمد نگر کی ریاست میں مرہٹہ سردار بتفصیل ذیل تھے (۱) راؤ جادو (۲) راجہ بھوسلہ
اور باقی اور چھوٹے چھوٹے سردار۔

ان سب سرداروں کے نام تاریخ دکن میں مذکور ہیں اکثر انمیں سے دیس مکھ تھے۔
احمد نگر کی سلطنت میں جادو رائے دیس مکھ سندھیر کا بیان ہوا ہے۔۔ وہ غالباً راجہ
دیوگڈھ کی اولاد میں سے تھا۔ سولہویں صدی کے آخر میں لوکھ جی جادو راؤ کے
خاندان سے زیادہ طاقتور کوئی اور خاندان نہ تھا۔ نظام شاہ کی طرف سے انکی جاگیر
دس ہزار سواروں کی تھی اسی طرح ایک اور خاندان تھا جسکا لقب بھوسلہ تھا ہم کو زیادہ تر
اس خاندان کے بیان کرنے سے کام پڑیگا۔ بھوسلہ پاس کئی پٹیل تھے وہ ایک گاؤں
ویرول میں دولت آباد کے نزدیک رہتا تھا۔ باپ جی بھوسلہ کے دو بیٹے تھے۔ بڑے کا نام
مالوجی اور چھوٹے کا نام وٹوجی تھا۔ مالوجی کی پہلی شادی دیپا بائی سے ہوئی جو
ونگوجی یعنی جگ پال راؤ نائک نمبل کر دیس مکھ پھول تن کی بہن تھی۔ مالوجی کی اولاد
نہیں پیدا ہوئی تھی احمد نگر میں ایک فقیر شاہ شریف کی دعا سے اسکے بیٹا پیدا ہوا
جسکا نام فقیر کے سبب شاہ رکھا گیا اور مرہٹوں کا تعظیمی لفظ جی اسکے آگے بڑھایا گیا۔
شاہ جی نام ہوا جسکو ساہ جی یا ساہو جی بھی کہتے ہیں۔ یہ شاہ جی ۱۵۹۴ء میں پیدا ہوا
مالوجی بھوسلہ بڑا چالاک سلحدار تھا اسنے اپنی حسن خدمت گذاری سے بڑا درجہ حاصل
کیا تھا اسکا بیٹا شاہ جی بھی بہت خوبصورت تھا ۱۵۹۹ء میں ہولی کی تہوار میں

یہ لڑکا اپنے باپکے ساتھ جادو رلے کے گھر مین آیا۔ ہندؤن کا دستور ہے کہ اس تہوار مین وہ بڑے آدمیون سے ملنے جایا کرتے ہین۔ اس تہوار کے پانچوین دن ایک جلسہ مین شاہ جی باپکے ساتھ جادو رلے کے گھر مین آیا۔ جادو راے نے شاہ جی کو پیار سے اپنے پاس بلایا اسکی برابر اسکی بیٹی ججی جی تین برس کی بیٹھی تھی لڑکی سے کہا کہ تو اس لڑکے (شاہ جی) کو اپنا دولھ بنائے گی۔ پھر اُس نے مجلس کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ یہ کیا اچھی دولھا دولھن ہین۔ یہ دونو بچے ہولی کی رسم کے موافق گلال ایک دوسرے پر پھینک رہے تھے اہل مجلس اس تماشے کو دیکھکر ہنس رہے تھے۔ مالوجی بھوسلہ اٹھا اُسنے کہا کہ ساری سبھا گواہ رہے کہ میرے بیٹے کی سگائی جادو راے کی بیٹی سے ہوچکی اہل مجلس نے اسکو مان لیا اور جادو راے متحیر ہو کر خاموش ہو گیا۔ جادو رلے نے یہ بتلانے کے لئے کہ جو مین نے کہا تھا وہ فقط ہنسی کی بات تھی۔ مالوجی کو دعوت مین بلایا مگر مالوجی نے کہا کہ جبتک تم شاہ جی کو اپنا جنوائی نہ مانو گے مین دعوت مین نہین آنے کا۔ جادو راؤ نے اس سے سخت انکار کیا اسکی بیوی جو بڑی مغرور آن تان کی تھی وہ میان پر بڑی خفا ہوئی کہ تو نے ایسے بات کو ہنسی سے کیون مُنہ سے نکالا۔ کہ اسکی بیٹی شاہ جی سے بیاہی جائے مالوجی بڑا مستقل مزاج تھا اور اپنا مطلب نکالنا خوب جانتا تھا خواہ کسی طرح ہو۔ وہ اپنے گاؤن کو چلا گیا وہان جا کر کہا کہ بھوانی دیبی نے اُس پاس آنکر اسکو بڑا خزانہ بتلا دیا ہے یہ دولت اُسنے نظام شاہ کے عہد مین جو ستر برس کا تھا ملک کی لوٹ مار سے جمع کی ہوگی۔ یہ روپیہ چار گونڈی کے ایک ساہوکار شیونا نائک پونڈرے کو .... حوالہ کیا کہ لوگون کو اس کی دولت کا یقین ہو اس دولت سے گھوڑے خریدے۔ تال و کنوئین کھدوائے۔ مندرون مین روپیہ چڑھایا اور اسی دھن مین لگا رہا کہ جادو رلے سے رشتہ مذکور ہو اس نے اسکو منصب پنجہزاری ملگیا اور سیو نیری اور چاکنہ اسکی جاگیر مین ملگئے غرض اس جاہ و منصب

دولتمندی نے خاندان کے عیب پر پردہ ڈالدیا اور جادو راے بیٹی بیاہنے پر راضی ہوگیا
شاہ جی اور جی جی بی کا بیاہ بڑی دھوم دھام سے ہوگیا اور سلطان اس مین شریک
ہوا۔ اس بیوی سے شاہ جی کے دو بیٹے سنبھاجی و سیواجی پیدا ہوئے۔ بڑا بیٹا سنبھاجی باپ کو
عزیز تھا ہمیشہ اسکو اپنی ساتھ رکھتا تھا۔ سیواجی مان کو بہت عزیز تھا جب وہ خاوند سے
اس سبب سے ناراض ہوئی کہ اُسنے دوسری شادی کرلی تو سیواجی اپنی مان کے ساتھ
باپ سے جدا ہوکر پونہ چلا گیا۔

مغلون نے جو گولکنڈہ و احمدنگر و بیجاپور کو فتح کرکے اپنی سلطنت مین داخل کرنے کا ارادہ کیا
اس سبب سے مرہٹون کا بڑا عروج ہوا اُس سے دکن مین مسلمان سلاطین کی قوت لوٹ گئی
مرہٹون کی طاقت بڑھ گئی۔ ملک عنبر نے مرہٹون کو بڑا سردار بنایا یہ حال سب تاریخ
دکن مین پڑھ لو۔

خافی خان لکھتا ہے کہ دکن اور یہان کے مرہٹون کے ثقہ آدمیون کی زبانی سیواجی کے
اصل اور نسب کا حال یہ سُنا گیا ہے کہ اصل مین اسکے اجداد کا رشتہ رانا ہے چتوڑ کے سلسلے
ملتا ہے راجپوتون اور تمام قوم ہنود مین یہ مقرر ہے کہ اگر اپنے اور غیر ذات کے بالکل کے
بطن سے فرزند پیدا ہو تو اسکو بد قوم و شوم جانتے ہین اس صورت مین کہ عالم جوانی و بہوت
رانی مین کوئی فرزند غیر کفو سے پیدا ہو تو اسکو خانہ زاد و کنیز و غلام اعتبار کرتے ہین اور
اس اولاد کو ترکہ میت نہین پہنچتا۔ مادر مولود پدر کی نسبت نجیبہ ہو مگر فقط اتنی بات
کہ وہ اپنی قوم سے نہ ہو تو اس سے نسبت و کدخدائی نہین کرتے اگر بطریق عاشقی مدخولہ
کرتے ہین تو اسکی اولاد کمال بے اعتباری سے ولد الزنا کی طرح پرورش پاتی ہے اور
اسکی کدخدائی اسی کی ہمجنس سے ہوتی ہے مثلاً اگر زن قوم بقال سے کسی کمتر قوم کی
یا دختر بکر برہمن کھتری کایستھ کے تصرف مین آگئے تو جو فرزند پیدا ہوگا وہ کنیز و غلام محسوب
ہوگا کہتے ہین کہ سیواجی کے اجداد مین سے جو بھوسلہ سے ملقب تھا وہ ملک رانا کے
اطراف مین مسکن رکھتا تھا اس نے ایک بد اصل غیر قوم عورت سے تعلق پیدا کیا اور

دستور کے موافق عقد کیا اور اسکو اپنا مدخولہ بنایا اُسے بیٹا پیدا ہوا خویش و تبار کے طعن
اندیشہ سے اس مولود کو ایک دودھ پلانے والی مقرر کرکے پہاڑ کے گوشہ و کنار میں پوشیدہ
پرورش کرتا تھا وہ اس عورت سے ایسی دلبستگی رکھتا تھا کہ ہر چند ماں باپون نے چاہا کہ اسکا
بیاہ اپنی قوم میں کرین مگر اُسنے قبول نہین کیا جب اس فرط محبت سے بھانڈا پھوٹا اور خویش و
بیگانہ مین فرزند کی پرورش کا ذکر مشتہر ہوا تو اپنے بیٹے کو جہان وہ پوشیدہ مکان مین
تھا لیکر دکن کو روانہ ہوا۔ باوجودیکہ یہ جھوٹ مشہور ہو گیا تھا کہ اسکا بیٹا ہمقوم عورت سے
پیدا ہوا ہے صحیح النسب راجپوتون مین سے کوئی اس لڑکے سے شادی نہین کرتا تھا قوم مرہٹہ
جو راجپوت ہونے کا دعوی کرتی ہے انمین ناچار اپنے بیٹے کی شادی کی اس نسل سے آٹھوین
آٹھوین پیڑھی مین ساہو بھوسلہ پیدا ہوا۔

سیواجی کی ولادت اور تعلیم

سیواجی مئی ۱۶۲۷ء مین پہاڑی قلعہ سیو نیری مین پیدا ہوا سیواجی اسکا نام رکھا گیا اسکا
حال بھی عجیب و غریب ہے اُس سنہ مین پیدا ہوا کہ دکن کے تین مسلمان لائق دانشمند فرمانروا
اس دنیا سے ناپدید ہو گئے تھے اور انکی جنم بھوم کے گرد چارون طرف سلطنتون کے تخت ڈگمگا
رہے تھے باپ اسکا وہ شخص تھا جو تین سلطنتون کے معاملات صلح و جنگ مین شریک تھا اور اُن
مغلوب ہو چکا تھا اور چوتھی سلطنت کے ساتھ اسی قسم کے معاملات مین مصروف تھا۔ ماں اُسکی
وہ عورت تھی کہ اپنے تئین اُن راجپوت راجاؤن کی نسل سے بتاتی تھی جو مہاراشٹر مین راج
کر چکے تھے اور پہلے مسلمانون کے ہاتھ سے نیست و نابود ہو چکے تھے۔ جس وقت وہ گھٹنیون کے بل
چلتا تو اس وقت وہ اپنی مان کی گود مین تھا جو ایک قلعہ سے دوسرے قلعہ مین مغلون کے ہاتھ
سے بھاگتی پھرتی تھی اور آخر کو جب وہ گرفتار ہو گئی تو اُس نے اپنے بچے کو تعلیم و تربیت کیلئے
ایک دانشمند بھگت برہمن دادا جی کنڈ یو کو سپرد کر دیا یہ نامی گرامی گرو پونہ کی جاگیر کا ناظم
شاہ جی کی طرف سے تھا اس اُستاد سے شہسواری شمشیر زنی نیزہ بازی تیر اندازی پہاڑ و دیگر
نشیب و فراز پر چڑھنا اور شیر اور ہر بوہ پر پھاند نا سیکھا۔ اپنے پہاڑی والا ور دوستون کے ساتھ

وہ نیستان مین جاتا اور شیرون کو وہان سے نکالتا اور شکار کرتا غرض تمام سپاہیانہ
ہنر جو اس ہونہار الوالعزم کے شان کے شایان تھے سیکھے پڑھنے لکھنے کی طرف مطلق اسنے
کچھ خیال نہ کیا اسکو اپنا نام تک لکھنا نہین آتا تھا۔ مگر استاد نے کرم دھرم گیان کی
باتون اور پوجا پاٹ کا نہایت پابند کیا اور اس سبب سے وہ ایک متعصب ہندو
ہوگیا اور مسلمانون سے اسکو دلی نفرت ہوگئی۔ اسنے دیوتاون کی لڑائیان اور
سورماؤن کی کہانیان سنوائین کہ جسسے اسکی طبیعت مین شجاعت اور مردانگی کے کامون کا
عشق پیدا ہوگیا۔

چونکہ پونا ایک ایسی جگھہ واقع ہے کہ جہان پہاڑی اور میدانی ملک آپس مین ملتے ہین
اسلئے دونون قسم کے آدمیون سے سیواجی کا اتفاق صحبت ہوا۔ اول سیر و شکار سے
پہاڑی لوگون سے جنمین سے اکثر اسکے باپ کے سوارون مین بھرتی ہوتے تھے پھر ان
کے پاس پڑوس کے ڈاکوؤن اور لٹیرون سے۔ غرض یہ اسکے ہمراہی بڑے جفاکش
اور مضبوط تھے۔ انکی صحبت سے اسکی طبیعت مین بڑے بڑے کامون کا عشق پیدا ہوگیا
ادھر اس صحبت کا اثر ادھر دیوتاؤن اور سورماؤن کی نظم داستانون کی
خوشکلامی کی تاثیر یہ ان دونون نے ملکر اسکے دل مین بڑے بڑے کامون کا جوش و
خروش پیدا کردیا۔ یہ آفت روزگار جب سولہ برس کا ہوا تو داداجی نے اسکو جاگیر کے
نظم و نسق مین شریک کرلیا۔ مگر اب وہ اسکے حد اختیار سے باہر ہوگیا۔ ان لٹیرون
کے ساتھ شریک ہوا تو لوگون کو یہ شبہ پیدا ہوا کہ وہ بھی ملک کا لٹنے لٹیرون مین سے
ہے۔ غرض اس لوٹ مار اور سیر و شکار کے سپاٹون مین گہنا اور کوکنان کی ساری
گھاٹیون سے وہ واقف ہوگیا اور وہ یہ خوب سمجھ گیا کہ ایسے کون سے مقامات مین جہان
حملہ کرنا چاہیے اور کون سی ایسی جگھہ مین جہان بیٹھکر اپنی حفاظت کرنی چاہیے
وہان کے جنگل کے باشندون سے پہلے ہی آشنا تھا پونہ کے شمال مین جو
گھاٹون کے حصے ہین ان مین بھیل اور کولی بستے تھے اور جنوب مین جو حصے واقع ہین

سیواجی کا لٹیرا پن۔

سیواجی کے یار اور مددگار - پہاڑی قلعون پر سیواجی کا قبضہ

قوم را مسیو آباد تھے مگر پونہ کے عین مغرب مین مرہٹے بستے تھے وہ مدت سے اس اجاڑ ملک کی سختیان اٹھاتے تھی جس وادی کوہ مین وہ آباد تھے انکا نام ماول تھا اس لئے انکے باشندون کو ماولی کہتے تھے۔

سیواجی نے ماولیون کو اپنا یار بنایا۔ انہین کی یاری اسکی یاوری کا سبب ہوئی سیواجی بہ تیز فہمی اور ہوشیاری اور دور اندیشی ختم تھی اسنے ان لوگون کے منتخب کرنے مین اپنی عقل کو خرچ کیا اور اب چھوٹے چھوٹے منصوبون سے بڑے بڑے کامون کو سوچنے لگا اور ایسی راہ نکالی کہ اسکے یہ سب دوست اسکے ان کامون مین بڑی کام آئے۔

بیجاپور کی سلطنت مین جو پہاڑی قلعے تھے انکی خبرگیری اچھی طرح نہ کی جاتی تھی اکثر ان مین سے دار السلطنت سے دور تھے اور بیماری کے گھر سمجھے جاتے تھے خصوصاً برسات مین کبھی انہین ایک مسلمان افسر ہوتا۔ اس پاس کچھ ٹوٹی پھوٹی کم تنخواہ کی فوج ہوتی کبھی یہ بھی نہوتا۔ بلکہ جو اس پاس مال کا اہلکار رہتے انکی سپرد کر دیا جاتے قطع نظر اس سے اس وقت بادشاہ بیجاپور ملک کرناٹک کی فتح مین سرتا پا مصروف تھا اسلئے ان قلعون مین خرچ شاہی بہ نسبت سابق کے بہت کم تھی اب ان قلعون پر قبضہ پانے کے لئے سیواجی نے اپنی تدابیر کا آغاز اس طرح کیا کہ پونہ سے جنوب مین بیس میل پر ایک پہاڑی قلعہ نہایت مضبوط تورنا تھا ۱۶۴۶ء سنہ مین اسنے اپنے دوستون کی معرفت حاکم قلعہ سے گفتگو کی کہ وہ قلعہ اسکے حوالہ کردے جب قلعہ دار اس بات پر راضی نہ ہوا تو پھر اسنے اپنا وکیل دربار شاہی مین بھیجکر یہ درخواست کی کہ یہ قلعہ اسکو عنایت ہو۔ وہ پہلے حاکم سے دس گنا زیادہ محصول ادا کریگا۔ اور بادشاہ کی جان نثاری اور خدمت گذاری مین دل و جان سے مصروف ہوگا غرض یہ اپنی درخواست بادشاہ کے ہان اہلکارون کو خوب رشوتین دیکر منظور کرالی۔ اب قلعہ تورنا کو اس نے مستحکم کیا وہان اسکو ایک خزانہ ہاتھ لگ گیا۔ اس خزانہ خدا کو ملنے سے اسنے اپنی عقلمندی سے اپنی یکتائی کا یقین لوگون کو کرا دیا۔

اور بتلایا کہ یہ بھوانی نے دیا کر کے خزانہ بھیجدیا ہے۔ اس خزانہ کو اسنے سپاہ مین تقسیم کر دیا
اور پورنا سے جنوب مشرق مین تین میل پر کوہ مہور بدھ پر ایک ویرانہ قلعہ کے برج و خندق
کے مستحکم کرنے مین لگایا اور اسکا نام راجگڈھ رکھا یہ اسکی بڑی دانائی تہی کہ وہ اپنی صحبت
مین مذہب کی حمایت اور قوم کی رعایت کو ظاہر کرتا تھا۔ ٹھاکردوارون اور مندرون کے
جو مواقف و مصارف مسلمانون نے ضبط کر لئے تھے انکو بحال کرتا اور اپنے ساری کامون مین
یکتائی اور چستی ہونے کو ظاہر کرتا۔ اپنے حال پر دیوتاؤن کی خاص عنایت بتاتا
اپنے سپنون کو مکاشفات بتاتا۔ جب شاہ بیجاپور کو یہ حال معلوم ہوا تو وہ آیندہ چپ
نہ بیٹھ سکا اور اسکے باپ شاہ جی سے جواب طلب کیا اور حکم دیا کہ اپنے بیٹے کو ایسی
حرکات سے باز رکھے۔ شاہ جی نے اپنے عذرات پیش کئے اور دادا جی اور سیوا جی کو
لکھا کہ آیندہ وہ ملک بیجاپور پر ایسی دست اندازیان نہ کرین۔ دادا جی گرم لے اول تو
اپنے چیلے کو سمجھایا کہ باپ جی کے کہنے پر عمل کرے۔ مگر بعد اسکے وہ خود چیلے کے ارادون کا
چیلہ بن گیا اور ایسی تدبیرین بتانے لگا کہ اوسکے سارے کامون سے اُس کے
ہم مذہبون اور ہم وطنون اور ہم قومون کی ترقی ہو۔ جب وقت مرگ اسکا آیا تو
اسنے سیوا جی کو پاس بٹھایا اور اس ہونہار نوجوان کو یہ سمجھایا کہ اپنے دہرم اور کرم پر
قائم رہنا۔ گائے اور برہمن اور کاشتکارون کی رکھشا کرنا۔ ٹھاکردوارون اور مندرون مین
کوئی کھنڈت نہ ہونے دینا اور جو کچھ برا بھلا آگے آئے اس پر صابر اور شاکر رہنا دادا جی یہ
تو یہ کہہ کر پران چھوڑ گئے اس نوجوان کے دل پر گرو کے ان آخر حکمون کا وہ اثر ہوا۔
کہ گیا ٹھگون کا افسر اور بڑا غارت گر تھا یا اپنی قوم کا آزاد کرنے والا۔ اپنے مذہب کی
حمایت کرنے والا ہوگیا اب اپنی آپ کی بھی قدر و منزلت عزت و تعظیم کرنے لگا۔
اپنے دادا جی کے مرنے کے بعد اُس نے اپنے باپ کی جاگیر پر قبضہ کیا اور بے روک ٹوک
کام کرنے لگا جو کچھ محصول اور خراج جاگیر سے وصول ہوا باپ پاس نہ بھیجا اور اس کے خرچ
کی معقول وجوہات بتلا وین کہ ملک ایسا مفلس ہے کہ کچھ آمدنی کی بچت نہین ہوتی اب لیکہ

گذارہ کرنا مشکل کی آمدنی سے کیجئے۔ پونہ کی شمال مین چاکنہ ایک بہت عمدہ قلعہ تھا
اس پر چپ چاپ قبضہ کرلیا! اور وہان کے حاکم کو باپ کے نام سے نوکر رکھ لیا۔ اور اس
ضلع کی رعایا کے ساتھ نہایت رعایت سے پیش آیا اور اس سے زیادہ اہم ایک اور
قلعہ گندنہ کا لینا تھا۔ اسکے حاکم کو رشوت دیکر لے لیا اور سنگ گڈھ اسکا نام رکھا۔
پرگنہ سوپہ مین اسکا میاں سرباجی جو اسکے باپ کی طرف سے حاکم تھا اسکو سیواجی کے
بکھنڈ نہین بھاتے تھے اس پر ایک رات کو چھاپہ مارا۔ اور اسکو اور اسکے ساتھیون کو قید
کرلیا۔ ان قیدیون مین سے بعض نے سیواجی کی سیوا اختیار کی اور باقی قیدیون اور
مہیتے کو کرناٹک مین شاہ جی پاس بھیجدیا۔ جن دنون مین داداجی کن دیو کا انتقال
ہوا تھا انہی دنون مین پورندہر کا قلعہ دار بھی مرا اسکے تین بیٹے باپ کی جاگیر پر جھگڑا
کر رہے تھے سیواجی انکے ثالث بنے اور اپنے ہمراہیون کو وہان لے گئے۔ اور تینون
بھائیون کو قید کرلیا۔ پھر اپنی شیرین کلامی سے انکو اپنا دوست بنالیا اور وہ
اسکے بڑے بڑے کامون مین کام آئے اور اپنا نداری سے خدمات اس کی
بجالائے۔ سیواجی نے ان مہمات کو اپنی تدبیر و تزویر سے انجام دیا اور کسی کی
نکسیر بھی نہ پھوٹی۔ ایسی انتظامات کو مرہٹے ستم اور جور پر ترجیح دیتے ہین۔
سیواجی نے اپنی باپ کی جاگیر کا خوب انتظام کیا محصول خوب وصول کیا اور چاکنہ
سے نیرا تک ملک پر وہ قابض ہوگیا۔ اسمین جنگی قلعے آراستہ تھے اور وہ استوار اور محکم
مقام دشمنون سے لڑنے کے لئے تھے اور غنیمت کے مال کے لئے نہایت محفوظ جگہین تھین
پہاڑون مین یہ انتظام کرکے اسنے اب میدان جنگ مین گھوڑے دوڑانے شروع
کئے اور بیجاپور کی سلطنت سے بغاوت اختیار کرنے مین کوئی پردہ نہ رکھا۔
اسنے ملک کا شکار اس طرح کیا جس طرح شیر چھپ کر پہاڑون کی کھوہ مین شکار کی
تاک جھانک مین بیٹھتا ہے اور جون ہی وہ نظر پڑتا ہے اسپر چھاپا مارتا ہے
اور پھر اپنی کھوہ مین جا بیٹھتا ہے۔

آب اس نے ماولیون کو پیادون مین بھرتی کیا سو یہ کی مہم مین تین سو گھوڑے اُسکے ہاتھ لگے تھے انپر پیادون کو سوار کرکے سوار بنائے اور ان سواروں کے ساتھ پہلے ہی یہ شکار مارا کہ والی بیجاپور کو تین لاکھ اشرفیون کا خزانہ مولانا احمد حاکم کلیان نے بھیجا تھا۔ آسے ۱۶۴۸ء مین لوٹ کر راج گڈھ مین لے گیا روپیہ یا سوارون کو دیدیا قلعون کا ن گوری ٹونک۔ نکونہ۔ بھورپ۔ کوری۔ توگھر۔ راج ماچی۔ ٹالا گوس سالا۔ اور کوہستانی مضبوط قلعہ رائے ری کو فتح کرکے اصل مالکون کو دے دیئے آب کانکن پر اُس نے حملہ کیا اور جن مقامات میں دولت تھی او نکو لوٹا۔ کانکن کے شمالی جانب ایک مسلمان حاکم تھا اور کلیان اسکی دارالریاست تھی اسپر سیواجی کے ایک برہمن ماجی سوتی دیو۔ افسر نے حملہ کیا اور کلیان فتح کرلیا اور جو اُس متعلق قلعے تھے انپر بھی قبضہ کرلیا اور حاکم کو قید کرلیا۔ سیواجی اس فتح کو سنکر بہت خوش ہوا اور خود کلیان مین گیا اور ماجی سوتی دیو کی بڑی تعریف کی اور اسی ملک کا صوبہ دار مقرر کیا اور ملک کا انتظام کیا پرانے قوانین مالگذاری کے جاری کئے مندرون پر چڑھاوے بھیجے برہمنون کو زمینین دین۔ سیدی ایک خونخوار ہمسایہ تھا اسکی جاگیر جو قبضہ مین آئی تھی اسپر قبضہ رکھنے کے لئے دو قلعون کی تعمیر کا حکم دیا ایک گوس سالا کے پاس بیردارا اور دوسرا رائے ری کے پاس بیگانہ مونا۔ احمد جسکو ماجی سوتی دیو نے قید کیا تھا سیواجی نے اسکی بڑی خاطرداری کی اور اسکو عزت و حرمت کے ساتھ بیجاپور کے دربار کو رخصت کیا مگر دربار مین اُسکے قید ہونے اور قلعون کے حوالہ کرنے کی خبر پہلے آچکی تھی شاہ بیجاپور نے انسے موقوف کردیا

جب محمد عادل شاہ بادشاہ بیجاپور نے سیواجی کے یہ بہت گھنڈے دیکھے اور اسکی تدبیر اور تزویر اور زور شمشیر سے آگاہ ہوا تو آگ بگولہ ہو گیا۔ سیواجی کا باپ شاہ جی کرناٹک مین بادشاہ کی طرف سے صوبہ تھا اسکو دغا سے اسکے ایک ہم قوم باجی گھورپڑے پونے دعوت مین بلایا اور گرفتار کرکے بیجاپور مین بادشاہ

[Margin note: سیواجی کی پہلی بغاوت والی بیجاپور سے -]

[Margin note: شاہ جی کا قید ہونا اور چھوٹنا -]

پاس بھیجدیا۔ بادشاہ نے سنہ ۱۶۴۹ء مین اسے سنگین قیدخانہ مین قید کردیا جسکا بہت چھوٹا
دروازہ تھا اور کہا کہ اگر تمہارا بیٹا اپنے افعال ناشائستہ سے باز نہ آئیگا۔ اور
تابعداری نہین اختیار کریگا تو قیدخانہ کا دروازہ تیغہ کردیا جائیگا یہ خبر سنکر سیواجی
باپکے چھٹانے کی تدبیرین لگا۔ اول اسکے دل مین آئی کہ باپ کے چھٹانے کے لئے عادل شاہ
کی فرمانبرداری کیجے مگر اسکی بیوی سہائی بائی نے اسے روکا کہ اس نافرمانی سے جو
شاہ جی کی رہائی کا احتمال ہے وہ اس بادشاہ کی فرمانبرداری مین نہین ہے جو بیوفائی
مین مشہور ہے اور سوچا کہ اس سے بہتر کوئی تدبیر نہین کہ بادشاہ دہلی کا توسل ڈھونڈھنا
چاہیئے۔ سیواجی ایسا سرشیلا تھا کہ ابتک شاہ دہلی کی خدمت مین کوئی گستاخی نہین کی تھی
چنانچہ یہ منصوبہ اسکا ٹھیک پڑا۔ اور شاہجہان کے ہان سے اسے پنجہزاری کا خطاب ملا۔
اور غالب ہے کہ اس بادشاہ کی سفارش سے شاہ جی کو رہائی ہوگئی۔ شاہ جی چار برس
تک قیدخانہ کی سیوا کرتا رہا اور چپ چاپ بیٹھا رہا۔ ملک مین بھی امن تھا سیواجی ملک
مین دست درازی کرتے ہوئے کیون ڈرتا تھا کہ کہین قیدخانہ مین باپ کا کام تمام نہ
ہوجائے اور شاہ بیجاپور اس اندیشہ سے چپ چاپ تھا کہ کہین سیواجی مغلون کو نہ چڑھا
لائے مگر اس وقت ملک کرناٹک مین بے انتظامی کی آفت برپا ہوئی اس وقت دربار
بیجاپور اپنی صلاح و فلاح اسی مین سمجھا کہ شاہ جی کو قید سے چھوڑکر کرناٹک بھیجے۔ وہان
مفسدون نے اسکی جاگیر پر قبضہ کرلیا تھا اور اسکا بڑا بیٹا مارا گیا تھا اور سب طرف ہتیار
بندی ہوگئی تھی اور تمام بیجاپور کے افسرون کو نکلنے کے لئے مفسد دھمکیان دیرہے تھے
شاہ جی قول و قسم اسبات پر ہوگیا تھا کہ وہ اسکے قید کرنیوالون کے ساتھ ہمیشہ
صلح کے ساتھ رہے۔ اگرچہ اسنے خود اپنا عوض نہ لیا مگر سیواجی کو لکھ بھیجا کہ اگر تو
میرا بیٹا ہے تو باجے گھورپوری جاگیردار مودھول کو سزا دینا۔ غرض انتقام کا قرض
والی بیجاپور کی گردن پر رہا جسکو سیواجی نے مع سود وصول کیا۔ سیواجی کے قید
کرنے کے لئے دشمنون نے کوشش کی مگر وہ چارون طرف کان لگائے رکھتا تھا

اسکو خبر ہو گئی اور اُسنے اُلٹی جوتی دشمنون ہی کے مُنہ پر لگائی۔ اب باپ کے چھوٹنے سے شاہ جی کا زور دو بالا ہو گیا اور پھر اپنے جاہ و جلال کے بڑھانے مین اعلیٰ درجہ کی تدابیر کرنے لگا۔ راجہ جولی جو دریا وارنا اور کشنا کے دو آبہ کے بڑے حصے پر فرمانروائی کرتا تھا وہ بھی سیواجی کا ہمقوم تھا اور اس سے ہمیشہ صلح رکھنی چاہتا تھا مگر نہ اس کا یہ ارادہ تھا کہ اس سرکش کا مطیع ہو اور نہ یہ نیت تھی کہ والی بیجاپور کے مقابل مین کھڑا ہو وہ نہایت زبردست راجہ تھا اسکا خاندان بڑا اسا ہی مشہور تھا۔ اور ایک عمدہ سپاہ رکھتا تھا۔ سیواجی کو اُسسے یہ رنج پیدا ہوا کہ جو لوگ اُسکے تعاقب مین آتے تھے اُنکو اس راجہ نے رستہ دیدیا تھا اب اس رنج کا عوض پردہ ہی پردہ مین لینا چاہا۔ اور دو وکیل راجہ جولے کے دربار مین ایک برہمن اور دوسرے مرہٹہ چندر راو بھیجے اور اُس کے بیٹے سے شادی کی درخواست کی۔ جب یہ سگائی ٹھیر گئی تو ان دو پاجی ایلچیون نے راجہ کے مارنے کا قصد کیا۔ سیواجی چپکے چپکے چوٹون کی طرح فوج کو ایسے مقام پر لے کر آپہنچا کہ جس وقت راجہ مارا جائے تو وہ جھٹ پٹ ملک پر قابض ہو جائے غرض ان ظالمون نے راجہ اور اُسکے بھائی کو مارا۔ خود بھاگ گئے۔ ایک سخت مقابلہ کے بعد ان کی دار الحکومت سیواجی کے ہاتھ آگئی اور تمام اسکے متعلقات پر قبضہ ہو گیا مگر یہ کام پاجی اور مکاری کا ہندوون کو پسند نہ آیا۔ نیرا اور کشنا کے درمیان ایک بڑا مستحکم مقام سترا تھا اسکو رات کو سیڑھیون پر چڑھ کر لے لیا اور قلعدار کو مار ڈالا۔ سیواجی ملک گیری کی نردبان کی اول سیڑھے پر پہلے چڑھ چکا۔ اب یہ دوسری سیڑھی پر قدم رکھا اور اس فتح نمایان کے یادگار مین اُسنے قلعہ پرتاب گڈھ تعمیر کرایا اور اپنا پیشوا شامجی پنتھ پہلے پہل مقرر کیا۔

اب تک سیواجی مغلون کی سلطنت کا بڑا ادب کرتا تھا۔ اُنکی سرحد پر قدم نہ رکھتا تھا بلکہ وہ بادشاہ کی ملازمت کو اپنی عزت سمجھتا تھا اس وقت اورنگزیب ملک دکن مین ملک گیری کر رہا تھا اسکی تمنا تھی کہ سیواجی کو اپنا دوست بنا کر بیجاپور

سیواجی کے حملے اور اورنگزیب سے معاملات

اور گول کنڈہ کے فتح کرنے مین اپنا معاون بنائے۔ سیواجی نے اول اس شاہزادہ
کی باتون پر خیال کیا اور اسکی ملازمت حاصل کی اور اپنے ملک مقبوضہ کے لئے اسکے توسل
سے پادشاہی سند حاصل کی مگر جب اسنے دیکھا کہ شاہزادہ اپنی ساری فوج بیجاپور والون
سے لڑ رہا ہے تو اسنے یہ خیال کیا کہ پادشاہی ملک پر قبضہ کرنے مین بہت کچھ فائدہ ہی اسلئے
اسنے اول قلعہ جنیر پر جو مغلون کی عملداری مین تھا رات کو حملہ کیا اور خوب اسکو لوٹا۔
تین لاکھ پگوڈا اور دو سو گھوڑے ہاتھ آئے۔ اب اس سے بڑھ کر احمد نگر پر ۱۶۵۷ء مین
ہاتھ مارا۔ وہان سے سات سو گھوڑے اور چار سو ہاتھی اڑا لایا۔ ان فتوحات سے
لڑائی کا سامان اس پاس نئی طرح کا ہو گیا۔ اگرچہ مادلی اور مرہٹے اسکی سپاہ کے پیادے
تھے اور وہ بڑے چالاک وچست تھے اور بدستور اپنے کامون مین مشہور تھے مگر اب
اسنے سوارون کا دستہ تیار کیا اور تھوڑے دنون بعد نہایت غور و تامل کر کے
پٹھانون کو پیادون مین بھرتی کیا اگرچہ ان مسلمانون کو سپاہ مین داخل کرنا ابتدائی
حالت مین مناسب تھا مگر بالفعل جو حال اسکا ہو گیا اور آیندہ ہونیوالا تھا اسکے
لئے یہ امر ضرور تھا۔ غرض اب اس پاس ایسا سامان ہو گیا تھا کہ وہ میدان جنگ مین
با قواعد فوج کے سامنے لڑ سکتا تھا اور ٹھیر سکتا تھا۔ سیواجی نے اورنگزیب کے معاملہ
مین بڑی غلطی کھائی اور اسکے زور و قوت اور سپاہ و عقل کا ٹھیک ٹھیک تخمینہ نہ کیا۔ اسنے
بیجاپور کا بہت جلد محاصرہ کر لیا اور قریب تھا کہ اسکو بالکل فتح کر لے اس سبب سے سیواجی کی امیدین
دل کی دل ہی مین رہین اور بہت جلد اسکو خوف و ہراس اس شاہزادہ کی طرف سے
پیدا ہوا اسلئے یہ اس کی خوش نصیبی تھی کہ اپنے بیجا حملون کا عذر پیش کیا اور بہت منت و
سماجت سے پیش آیا لیکن اسکی طبیعت کا کمینہ پن ظاہر ہوا۔ یہ اسکی اقبالمندی تھی کہ
چند روز بعد شاہجہان کی بیماری کے سبب شاہزادہ کو ہندوستان کی طرف جانا پڑا
اور ایک لمحہ مین کچھ سے کچھ ہو گیا اور معاملات ملکی مین ایک انقلاب عظیم واقع ہوا اس عرصہ
مین کہ اورنگزیب بھائیون سے لڑا جھگڑا اور باپ کو معزول کر کے پادشاہ ہوا

سیواجی اسکا مطیع اور فرمان بردار رہا اور اسکی خدمات بجا لانے کا بہانہ کرکے فوج
کو بڑھاتا رہا اور زبانی جان نثاری اور خدمت گزاری کا اظہار کرتا رہا اور اسکے عوض مین
اُسنے یہ درخواست کی کہ بادشاہی ملک مین جو جو استحقاق اُسکے ثابت ہین اُن پر توجہ
فرمائی جائے۔ اور اس طرف بھی اشارہ کیا کہ ملک کانکن مین وہ حکومت بہ نسبت اُن اہلکارون
کے جواب مقرر ہین اچھی طرح کرسکتا ہے یہ وقت خود اورنگ زیب کے لئے نازک تھا۔ اسلئے
شاہزادہ نے وہ فرمان ۱۰۶۸ھ مین جاری کیا کہ قصور معاف۔ ملک برقرار۔ ملک کانکن مین
لڑائی کی اجازت اور سارے دعوے اسکے منظور مگر پانچسو سوار اپنے بادشاہ کی خدمت مین بھیجے
سیواجی بھی ایسے معاملات مین اورنگ زیب کا بھائی تھا اُسنے سوار نہ بھیجے۔ مگر زبانی اقرار
ہمیشہ کرتا رہا۔ دغا کی شطرنج دونو کو برابر کھیلنی آتی تھی۔ بازی قائم رہی سیواجی نے پیشوا
شاملجی کو بہت سی سپاہ دیکر کانکن مین بھیجا وہان اُس نے بعد ایک سخت لڑائی کے سیدی جوہر
سے ہزیمت اٹھائی۔ اسلئے سیواجی نے پیشوا کو بلایا اور اپنے عہدہ سے معزول کردیا۔ اب
یہ وقت بڑا نازک آگیا تھا۔

اُس وقت مین عادل شاہ کے بیمار ہونے سے مملکت بیجاپور مین ایک انقلاب عظیم پیدا ہوا۔ جب
وہ مرگیا تو علی عادل شاہ ایک نوجوان اُسکی جگہ تخت نشین ہوا۔ اُسکی حکومت کو استقلال نہوا
تھا ابھی اُسنے اورنگ زیب سے ہزیمت اُٹھائی تھی۔ ارکین سلطنت مین باہم جھگڑا تھا۔ بادشاہ
کم عمر تھا۔ باوجود ان سب باتون کے بیجاپور کے دربار نے سب سے اول یہ کام مقدم جانا کہ
سیواجی کی سرکشی کو دبائین اور اسکو اتنی فرصت نہ دین کہ وہ مغلون کے ساتھ سازش کرے
اس کام کے واسطے چیدہ چیدہ بارہ ہزار سپاہ جمع ہوئی۔ اور افضل خان جو بڑا نامی گرامی
امیر تھا اسکا سپہ سالار مقرر ہوا۔ وہ اپنی شیخی مین آکر کہنے لگا کہ سیواجی کی کیا حقیقت ہے ابھی
اُسے زنجیرون مین جکڑکر بادشاہ کے تخت کے روبرو لاکر کھڑا کرتا ہون۔ اس نوجوان کو جب یہ
خبر ہوئی تو وہ اپنی کمزور حالت کو سمجھا کہ ایسے جوانمرد سے پہلے میدان مین مقابلہ نہین
ہوسکیگا۔ اپنی قدیمی تزویر وتدابیر وحکمت مین مصروف ہونا بہتر جانا۔ اُس نے اپنے یقین

افضل خان [illegible]

خوف زدہ ظاہر کیا قلعہ پرتاب گڑھ مین پہنچا یا اور اور عذر و معذرت کے خطوط خانصاحب
بھیجنے شروع کر دیئے۔ اور لکھا کہ آپ بزرگ ہین آپ کو میرے حال پر مرحمت کرنی چاہیئے
اگر آپ کی بدولت میرا قصور بادشاہ کے ہان سے معاف ہو جاے تو مین اپنا سارا ملک
چھوڑتا ہون اور جان نثاری اور اطاعت مین پھر کچھ عذر نہین کرتا ہون۔ خان صاحب
کچھ تو پہلے ہی ہوا کے گھوڑے پر سوار تھے۔ اب اور پھولے۔ اُنہون نے ایک برہمن پنتوجی
گوپی ناتھ کو سیواجی پاس بھیجا کہ جاکر عہد و پیمان کرلے سیواجی نے اُس پنڈت سے رسم
رواج کے موافق دربار مین ملاقات کی پھر آدھی رات کو اکیلا پنتوجی برہمن کی خدمت
مین گیا اور وہان یہ ظاہر کیا کہ بھوانی نے مجھے دنیا مین بھیجا ہے ورایسی باتین بنائین کہ وہ
رستے پاتھ لگگیا۔ اور اُسنے یہان سے جاکر خان صاحب کو بالکل مغشوش خاطر کردیا کہ
اس لڑکے مین اصلا تاب مقابلہ کی نہین۔ ایک قلعہ مین ہراسان اور لرزان بیٹھا ہوا ہے
اور سخت حیران ہے کہ کیا کرے اور کیا نہ کرے افضل خان یہ سنکر اور شیر ہوئے
اور بن اور جنگلون کو کاٹتے ہوئے قلعے کے تلے جا پہونچے۔ سیواجی کا بڑا منصوبہ اس
کام مین یہ تھا کہ کسی طرح افضل خان کو مار لیجیے تو بیڑا پار ہے۔ اب پنتوجی کی اعانت
سے یہ بات ٹھیری کہ ان دونون مین آپس مین تنہا ملاقات ہو۔ غرض خان صاحب
اپنی خانی کے گھمنڈ مین آگئے ایک خدمتگار کو ساتھ لے گلے مین باریک ململ کا جامہ
پہنے۔ ہاتھ مین ایک سیدھی سیف لی سیواجی کے طرف چلے۔ اس اثنا مین سیواجی نے کیا
کام کیا کہ اول نہایا۔ اور پھر دل سے پوجا پاٹ کی اور ماکے پیرون مین سر رکھا اور
اُس سے عرض کی کہ میرے لئے اس وقت ایشور سے پرارتھنا کرو کہ میرا کاج ہو جائے
اور ایک زرد دگلا روئی کا پہنا اور اسکے نیچے فولادی زرہ اور آستین مین بگھ نکھ (یہ
ایک حربہ ہے جو شیر کے پنجہ کی صورت ہوتا ہے) چھپایا اور بغل مین خنجر دبایا۔
اب وہ خانصاحب کے روبرو سہما سہما ایسا آیا۔ جیسا کہ گیدڑ شیر کے سامنے آتا
ہے اور بہت بیچ بیچ جاکر خانصاحب سے معانقہ کیا۔ اور اول بگھ نکھ اس کے

جسم مین چبھویا اور پھر خنجر کا وار کیا خان صاحب نے بھی اپنی نازک سیف اُسپر چلائی۔ مگر فولادی زرہ نے اُسکو جسم تک نہین پہنچنے دیا۔ اب اسکا سر کاٹ کر پرتاب گڈھ مین لے آیا۔ سیواجی نے پہلے سے یہ حکمت کر رکھی تھی کہ جنگل مین چارون طرف مرہٹے لگا رکھے تھے۔ جب افضل خان کے مرنے سے فوج مین ہل چل مچی تو یہ مرہٹے اُنپر بے خبر جا پڑے۔ ساری فوج کو تتر بتر کر دیا۔ یہ واقعہ اکتوبر ۱۶۵۹ع مین ہوا۔ افضل خان کا بیٹا اور اسکا خاندان ایک مرہٹے کو رشوت دیکر بچ گیا۔ مگر سیواجی نے اس مرہٹے کا سر اُڑا دیا۔ اگرچہ اور قیدیون کے ساتھ اُس نے نیک سلوک کیا اور بہت سے مرہٹون کو نوکر رکھ لیا مگر جب ایک مرہٹے نے اپنے ولی نعمت والی بیجاپور کی نمک حرامی سے انکار کیا تو اُسکو انعام دیکر رخصت کیا۔ اس مہم مین سیواجی نے خفیہ خزانون کے بتلانے کے واسطے لوگون کو تکلیف دی مگر کوئی کام بیفائدہ نہین کیا۔ اور بے سبب کسی کو اذیت نہین پہنچائی اس دغابازی اور فریب کی مرہٹون مین بڑی تعریف ہوئی اور اسکی بدولت اسکو چار ہزار گھوڑے اور ہاتھی اور اونٹ اور خزانہ اور توپین اور اور اسباب ہاتھ لگا۔ اور قلعہ پنالہ اور لوہ گڈھ بھی قلعہ دارون نے اُسے حوالہ کر دیا اور اُس نے بسنت گڈھ کو بھی لے لیا اور بہت سے قلعے اُسکے ہاتھ لگ گئے۔

بعد اس قضیہ کے علی عادلخان نے ایک اور فوج رستم خان کے ماتحت روانہ کی مگر اُسکو بھی پنالہ کے قریب شکست ہوئی۔ ان فتوحات سے سیواجی کا دل بڑھا اور ایسا بیباک ہوگیا کہ وہ ملک کو تاخت و تاراج کرتا ہوا بیجاپور کے دروازہ تک پہنچا۔ اور اُسکے پاس سے ہوکر گھاٹون مین چلا گیا۔ لوگون کو یہ یقین تھا کہ وہ زمین مرتفع پر جب جا پہنچا ہیگا مگر اُس نے واپل اور اور مقامات پر قبضہ کر لیا۔ راج پور سے بڑا بھاری خزانہ لیا اور راج گڈھ کو اپنے ساری لوٹ کے اسباب اور دولت سے زینت دی اور اُسکو دار الریاست بنایا۔

جب ان باقاعدہ لڑائیون مین شکست پہ شکست ہوئی تو پھر عادل شاہ

سیواجی سے خوف کھانے لگا اور دل ہی دل مین جلنے لگا اور سوچ بچار مین
پڑگیا پھر مئی سنہ ۱۶۶۰ء مین اسنے نئی فوج جتنی افضل خان کے ساتھ بھیجی گئی تھی
جمع کی اور نامور افسر صلابت خان کے سپرد کی گئی اور سیدی جوہر اور [illegible]
اسکے مددگار مقرر ہوئے غرض یہ سب ملکر ملک کانکن پر حملہ کرنے کے لئے روانہ ہوئے۔
سیواجی نے ہر مقام پر اس لشکر سے مقابلہ کرنے کی تیاریان کین اور قلعہ پنالہ کی
حفاظت مین وہ خود مصروف ہوا مگر اسکو یہ بات دیر کر معلوم ہوئی کہ اس قلعہ کی
حفاظت مین ناحق تضیع اوقات اسنے کی۔ وہ یہان جا پہونچا تھا گھر گیا۔ اور اس
سبب سے اپنی فوج سے کچھ کام نہ لے سکا اب قلعہ کا تھامنا اور خود نکل جانا بھی ناممکن معلوم
ہوتا تھا اسلئے یہ چال چلا کہ صلابت خان سے پیغام بھیجا کہ مین خود حاضر ہو کر
اس قلعہ کو سپرد کرتا ہون۔ کل دروازے کھولدون گا۔ یہ مژدہ سنکر محاصرین بڑے
خوش ہوئے اور سمجھے خدا نے ہماری محنت کا اجر دیا اور رات کو بے خبر سو رہے۔ صبح
کیا دیکھتے ہین کہ سیواجی اپنے منتخب سپاہیون کے ساتھ انکے درمیان ہو کر قلعہ
سے نکل گیا اور رنگنا مین پہنچا۔ بادشاہی فوج نے بڑی سرگرمی سے اسکا تعاقب
کیا اور جس منزل پر سیواجی نے اترنا چاہا تھا اسے چھ میل ورے جا لیا۔ مگر وہ ایک
درہ تنگ کی حفاظت باجی پربھو کو سپرد کرکے آگے بڑھ گیا۔ یہ باجی پہلے سیواجی
کا جانی دشمن تھا مگر اب اس کے لئے جان دینے کو حاضر تھا۔ اس درہ پر تھوڑے سے
آدمیون سے ایسا لڑا کہ تین دفعہ دشمنون کا منہ پھیر دیا اور الٹا ہٹا دیا۔ چوتھی مرتبہ
افضل خان کے بیٹے فاضل خان نے جو سیواجی کے خون کا پیاسا تھا بڑے زور
شور سے اس درہ پر حملہ کیا۔ ایک سخت لڑائی کے بعد اس جگہ کو لے لیا۔ درہ مین جو
سپاہی چھپے چھپائے باقی تھے مارے گئے اور سیواجی کے بہادر نائب بھی نیچے گر کر
جسوقت اس بہادر کی آنکھون پر موت کی تاریکی چھا رہی تھی اس وقت پنالہ سے
ایک توپ چھوٹی جسنے سیواجی کے زندہ سلامت رہنے کی بشارت اس مردہ کو سنائی

اس آوازسے جو زندہ باقی رہے تھے وہ اس بہادر کی لاش کو دشمنون کے حلق مین سے نکال
کر لیگئے۔ اب سنہ ۱۶۶۱ء مین علی عادل شاہ خود فوج لے کر سیواجی سے لڑنے آیا۔ اور
پنالہ اور لون گڈھ اور بہت سا ملک جو سیواجی نے حال مین فتح کیا تھا اُسے چھین لیا۔
غرض سیواجی اُس سے مقابل نہو سکا۔ مگر راج پور پر حملہ کیا اور اسکو لوٹا اور سرنگار پور
جو ایک مرہٹے راجہ کی راجدھانی تھی اُسے تباہ کیا۔ یہ راجہ بھی اس جھگڑے مین مارا
گیا۔ اس ناشائستہ حرکت سے ہندو سیواجی سے ناراض ہوئے۔ غرض اس سال کے
اندر کوئی کام اُسنے معقول نہین کیا اتنے پوجا پاٹ اور دھرم کرم مین زیادہ مصروف
رہنے لگا۔ اور اپنے تئین جتی ستی جتلانے لگا اور پرتاب گڈہ مین بھوانی کا مندر تعمیر
کرایا۔ تاکہ ساری باتون کا کفارہ ہوجائے اور اس اثناء مین سیدی جوہر سے بھی
کئی معرکون مین میدان جیتا۔ تم کو یاد ہوگا کہ گھورہ پوری شاہ جی کو گرفتار کرکے اُنہی
بیجاپور کے حوالہ کیا تھا اور اس وقت وہ سیواجی سے لڑنے کے لیئے سامان کیئے ہوئے
آتا تھا سیواجی کو اُسسے باپ کا عوض لینا تھا اسلیئے وہ بے خبر اُس کے گھر مین چلا گیا اور
اُسکو مارڈالا۔ اُسکے گھر والون نے مکان مین آگ لگا دی اور خود بغیر مقابلہ و مقاتلہ
کے بھاگ گئے۔

اب کرناٹک مین فساد برپا ہوا۔ اسلیئے بادشاہ بیجاپور کو ضرورت ہوئی کہ سیواجی سے
جو فوج لڑنے گئی تھی اُسے بلا کر کرناٹک کی مہم مین مصروف کرے اسلیئے سیواجی کو فرصت
ملی کہ اُس نے واری کے ساونتون کو مغلوب کرلیا اور گھا لوٹن پر جو اُسکے نقصان ہوگئے
تھے انکو پورا کیا۔

اب بہت سے بندرگاہون پر اسکا قبضہ تھا اُسنے جہازون کا بیڑا بنایا
اور گوالیہ سے توپخانہ منگایا۔ آخرکار ساہو جی نے بیٹے کی صلح والی بیجاپور سے
سنہ ۱۶۶۲ء مین کرادی۔ ساہو جی اپنے اس نونہال کے پھولنے پھلنے سے پھولا
نہ سماتا تھا بیٹے کی اس حرکت پر کہ اس نے گھورہ پوری کو مار ڈالا فریفتہ اور خوش تھا

سیواجی کی بیجاپور والون سے صلح

اور بیٹے سے ملاقات کرنے آیا۔ بیٹا بھی اُسکے تعظیم و تکریم سے پیش آیا۔ مرہٹون کے مورخ
کہتے ہین کہ سیواجی

دارالحکومت منتقل کرکے رہری مین لے گیا
اب اپنی
اور اُسکا نام رائے گڈھ رکھا اور اسکو سامان و اسباب سے خوب مستحکم اور درست
کیا۔ ایک اُس کے سردار نے شمال مین دور دور بہت سے قلعے تسخیر کیے۔ دوسرے افسر نے
اورنگ آباد کے قریب تک تاخت و تاراج کی اور تمام ملک مین تہلکہ ڈالدیا۔
اس صلح کے بعد سیواجی پاس کل ولایت کانکان کلیان سے گوا تک تھی جسکا
چار درجہ عرض ساحل شامل تھا اور کونکان گھاٹ مہتا بیا سے وارنا تک تھا جین
۱۶۰ میل کا فاصلہ تھا۔ اسکے ملک کا بڑے سے بڑا عرض سوپہ و جنیر کے درمیان
سو میل سے زیادہ نہ تھا۔ اسکے پاس اتنا ملک نہ تھا جتنی سپاہ تھی پچاس ہزار پیادے
اور سات ہزار سوار۔ اسکی قوت بڑی خوفناک تھی۔ بیجاپور والون سے صلح کرکے
اسکو فرصت ہوئی کہ وہ مغلون سے لڑے بھڑے۔
الفنسٹن صاحب اور کرنیل ڈف صاحب نے اپنی تاریخون مین مرہٹون کی کتابون سے
بہت سے حالات سیواجی کے لکھے ہین جنمین سے کچھ ہمنے اوپر نقل کئے ہین اب ہم عالمگیر نامہ
اور منتخب اللباب خافی سے سیواجی کے حالات نقل کرتے ہین دونو کا مقابلہ کرکے فیصلہ
کرلو کہ واقعات اصل کیا ہین۔ جب نظام الملک کا سارا ملک شاہجہان کے قبضہ مین گیا
اور عادل خان سے وداد اور اتحاد کا رابطہ قائم ہوگیا تو عادل خان نے یہ التماس
کی کہ بیجاپور کی چند محال جو پادشاہ کے تصرف مین آگئی ہین بعض تعلقہ کوکن نظام الملکی
زمین مین جو عبارت بندر چیول و دابل و ڈنڈہ راجپوری و چاکنہ سے ہے اور عادل کے پیچھے
تسلط کے بعد وہ حدود ملک بیجاپور مین داخل تھے اور عادل شاہیہ سرحد کوکن کے

متصل جو تل کوکن مشہور ہے واقع ہے۔ ان سب پر اور پرگنات بیجاپور کے متصل
اورنگ آباد پر بندرہائے شاہی منصوبے کئی قبضہ کرلین اور اسکی عوض مین وہ بندر چول
سے پرگنہ چاکنہ تک تعلقہ بیجاپور کو عنایت فرمائین اسمین بالکل جنگل و کوہ اور اشجار کنار
دریائے شور ہے۔ پادشاہ نے یہ درخواست منظور کرلی۔ بعد عوض معاوضہ کے دونو
کوکن عادلخان بیجاپور سے متعلق ہو گئے۔ ملا احمد جسکے بزرگ عرب تھے ان کے شرفای
نوآمد مین سے تھے اور حجاج بنی امیہ کے ظلم سے اطراف کوکن مین وارد ہوے تھے اور قوم
نوآئتیہ کے نام سے زبان زد ہوئے تھے انکی اولاد مین سے ملا احمد مذکور شاہ بیجاپور
کے مقربون مین تھا اور اس ضلع مین تین پرگنون کا جاگیردار تھا۔ ان ہی دنون دو
پرگنے جنکے نام سوپہ و پونہ تھے شاہ جی بھوسلہ کو جاگیر مین ملے تھے۔ باپ کی طرف
سے جاگیر کے بندوبست مین سیواجی صاحب اختیار تھا اور اپنی قوم مین شجاعت و
رشادت مین ممتاز تھا اور حیلہ و تزویر مین ابلیس پرتلبیس کا فرزند رشید گنا جاتا تھا
ان حدود مین قلعے کوہستان بڑے اونچے اونچے تھے جنگل لا حاصل اشجار خاردار سے
پر تھے اب یہان اسنے زمینداروں کے طریقہ پر توطن اختیار کیا عمارات بنائین
اسلئے نئے قلعجات کوہی و حصار گلی بنانے مین مشغول ہوا۔ دکن مین ایسے قلعہ کو گڈھ
کہتے ہین۔ ان ہی دنون مین عادل خان بیجاپوری عارضہ بدنی مین گرفتار ہوا۔ مرض
کے امتداد سے مملکت بیجاپور مین کہ بہ نسبت اور ہندوستان کے صوبجات کی
وسعت مسافت و مداخل زیادہ رکھتا تھا آشوب انقلاب پیدا ہوا اور ملا احمد
ان ہی دنون مین والی بیجاپور پاس گیا اس سبب سے کہ اسکی فوج اطراف کوکن
سے چلی گئی تھی سیواجی نے دیکھا کہ ملک فرمانروائے انتظام سے خالی ہے تو اسنے
اور جاگیرداروں کے تعلقہ مین جرأت و بیباکی شروع کی
کل دکن مین اسکی اور اسکی اولاد کے فساد کی بنیاد روز بروز جمتی گئی
اسکا حال آگے بیان ہوگا جس جگہ وہ قصبہ معمور و آباد و سیر حاصل مالدار رعایا

سنتا وہان دوڑکر جاتا اور لوٹ لیتا پہلے اس سے کہ جاگیردارون کی فریاد ان
ایام پرفساد مین بیجاپور مین پہنچے سیواجی اپنا ایک عریضہ مع بہت سی ہدایا اور تحائف کے
بھیجتا اور عذر لکھتا کہ فلان محال مین افزونی محصول کی گنجایش تھی اور جاگیردارون
اور اُسکے منصوبون نے ایسی ایسی تقصیرین کی ہین مینے اُنکی تنبیہ کی اور اس قدر روپیہ
اضافہ پر مجھے جاگیر یا خالصہ کے طور پر اُنکا لینا منظور ہے۔ بیجاپور کے کارپردازون مین
رشوت ستانی کا بازار گرم تھا اس آشوب مین ایک دوسری کی نہین سُنتا تھا۔ جاگیردارون کی
نوشتجات جو آتے اُنپر بھلا یہ مرتشی کب توجہ کرتے تھے۔ ملک دکن کبھی فتنہ و خلل و فساد
سے خالی نہین رہتا وہان کی سرزمین کی تاثیر یہی ہے کہ حکام و رعایا مرض حسد و
حمق و خفت عقل مین گرفتار رہتے ہین اور اپنے ہاتھ سے اپنے پاؤن مین کلہاڑی
مارتے ہین اور عرض و مال و ملک کو فنا کرتے ہین اور اس ولایت مین کارپردازون
کی طمع پر فرمانروا کی انحراف و اختلال مزاج کا اور طرہ چڑھا تو سیواجی کی بنتی آئی۔ کہ
اسکے نام احکام اس ملک کے اختیار کے پہنچے تھے۔ رفتہ رفتہ یہان تک نوبت آئی
کہ وہ سرکشون مین شمار ہونے لگا اور مرہٹہ کے انتخابی قزاق پیشہ جماعت کثیر اس کے
پاس جمع ہو گئی اور اُسنے نامی قلعون کی تسخیر مین کمر ہمت چست باندھی۔ اول چند
قلعون پر متصرف ہوا اور پھر اور قلعون پر دست درازی کی جو ذخیرہ تجربہ کار
قلعہ دارون اور کارآزمودہ حارسون سے خالی تھے اس زمانہ مین بیجاپور کی ریاست
مین انقلاب ہو رہا تھا سکندر علی عادل شاہ ثانی جسکی اصل و نسل کے اثبات مین بحث بھی
تھی۔ چھوٹی عمر مین باپ کا جانشین ہوا۔ شاہجہان کے حکم سے شاہزادہ اورنگزیب
کی مہم نے اور شورش و فساد کو زیادہ کیا اس سے روز بروز سیواجی کی قوت بڑھتی
گئی اور تمام قلعون پر اسکا تصرف ہو گیا اور تھوڑے دنون مین صاحب مملکت
ہو گیا اور جمعیت مال و ثروت کے فراہم ہونے سے بادشاہ ہند و بیجاپور کی مخالفت
پر کمر باندھی۔ قلعے بہون کی اور جنگل پر از اشجار کی پناہ مین ملک اور دور و نزدیک کی

بحروبر کی راہون مین تاخت وتاراج شروع کی اور قلعہ راج گڈھ کو جاکنہ کو اپنا ملجا وماوا مقرر کیا اور دریا کے بعض جزیرون پر کشتیون کو جمع کرکے قبضہ مین کر لیا اور جہان بھی نئے قلعے بنا کئے صاحب چہل قلعہ ہوگیا۔ اور سب قلعون مین ذخیرہ وسامان جنگ مہیا کیا۔ اور علانیہ بے باکانہ مخالفت کا نقارہ بجایا اور دکن کے مشہور باغیون مین ہوگیا جب سکندر علی عادل شاہ حد شعور کو پہنچا اور ملک کی پرداخت مین مشغول ہوا۔ پہلے سیواجی پاس رسل ورسائل بھیجے جب انکا اثر کچھ نہ ہوا تو افضل خان کو ایک لشکر گران کے ساتھ اسکی تنبیہ کے لئے تعین کیا۔ افضل خان عمدہ امرا اور فوجداروں مین سے تھا اُسنے جاکر سیواجی کو تنگ کیا سیواجی نے دیکھا کہ صف جنگ مین اور محصور ہونے مین اس سے عہدہ برآ نہین ہونے کا۔ تو حیلہ وتزویر روباہ بازی کا جال پھیلایا بمعتمد آدمیون کو درمیان مین ڈالکر ندامت کا اظہار کیا اور عفو تقصیرات کے قبول کی التماس کی اور مکار برہمنون کی آمد ورفت کے بعد یہ قرار پایا کہ مکان مقرری مین سیواجی کے قلعہ کے نیچے سیواجی تین چار بے اسلحہ خدمتگارون کے ساتھ کمر کشادہ افضل خان کی ملازمت کے لئے آئے اور افضل خان پالکی مین بیٹھ کر پانچ چار بے ہتیار خدمتگارون کے ساتھ قلعہ کے نیچے آئے اور سیواجی جب ملاقات کرچکے تو بعض عہد وپیمان بالمشافہ کئے جائین اور خلعت دیکر اسکو رخصت کیا جائے۔ افضل خان کو وجہ پیشکش اور تحائف دیگر بعد تقدیم ضیافت رخصت کرے بلکہ خود سیواجی تسلی پانے کے بعد افضل خان کی خدمت ورفاقت مین بیجاپور کا عازم ہو۔ سیواجی نے مکاری یہ کی کہ افضل خان پاس طرح طرح کے ہدیے اور اس ملک کے قسم قسم کے میوے بھیجکر اور عجز وانکسار ظاہر کرکے اسکو اپنا رام کر لیا اور دام تزویر مین لے آیا افضل خان نے اسکے اظہار ابلہ فریب سچا جانا اور وہ احتیاط جو بزرگ بتلا گئے ہین نہ کی وہ بے ہتیار لگائے پالکی مین بیٹھ زیر قلعہ مکان موعود مین چلا آیا اور اپنے سب ہمراہیون کو ایک تیر کے فاصلہ پر اپنی فوج مین سے الگ کر دیا سیواجی قلعہ سے پیادہ پا آیا۔ دور سے عجز وا

کا اظہار تضرع کے ساتھ شروع کیا جب دامن کوہ مین آیا تو تین چار قدم آٹھکے
اپنے جرم کا اقرار کرتا اور عفو کی درخواست کرتا۔ اور لابہ و سالوسی سے سراپا
تن و بدن کو لرزہ مین لاتا اور عرض کرتا کہ اسلحہ دار آدمی و خدمتگار جو پالکی کے
ہمراہ ہین دور ہون اور حربہ جسکو دھنی بچھوہ کہتے ہین ہاتھ کی انگلیون مین آستین کے
نیچے اس طرح پوشیدہ کیا تھا کہ ہرگز نہین معلوم ہوتا تھا اور اپنے آدمیون کو مسلح و مکمل
ہر غار کے بن و کنار پر اور کوہ کے ہر نشیب و فراز پر متفرق بٹھایا تھا اور نفیر نواز کو مقرر
کیا تھا اور اسکو سمجھا دیا تھا کہ ملاقات کے وقت اس حربہ جان ستان سے اپنے
دشمنون کو امان نہ دونگا۔ جب دور سے حربہ لگانے کا اثر ظاہر ہو تو میرے تکلم تک
کے فکر مین نہ پڑنا نفیر بجا کر اپنے لشکر کو خبردار کرنا اور لشکر کو تاکید کر دی تھی کہ نفیر کی
آواز سنتے ہی اطراف سے نکل کر افضل خان کے آدمیون پر دوڑ جائے وہ ہر طرح
سے موافقت کو عمل مین لاتا۔ افضل خان کو اجل ناگہان اس مکان تک کہ بیان
کستان لائی تھی۔ اپنی جلادت کے غرور مین سیوا کو اس طرح دیکھ کر کہ بے اسلحہ ہراسان
و ترسان آتا ہے اسکے عدم و وجود کو مساوی جانا اور پالکی کے گرد جو چند نفر
تھے انکو بھی دور بھیجدیا۔ جب سیوا جی قریب آیا تو روتا ہوا افضل خان کے پیرون
مین گرا افضل خان نے اسکے سر کو اٹھا کر چاہا کہ دست شفقت اسکی پیٹھ پر پھیرے
اور بغلگیر ہو کہ اس نے چابک دستی سے حربہ زیر آستین کو افضل خان کے شکم مین ایسا
مارا کہ آہ نہ کھینچنے دی اور کام اسکا تمام کیا نفیر نواز نے موافق اشارہ کے صدائے
فتح سیاہ کے کان مین پہنچائی۔ دامن کوہ کے ہر طرف و گوشہ و کنار سے سوار و پیادے
بے شمار نکل آئے افضل خان کے لشکر پر حملہ آور ہوئے اور قتل و غارت و تاراج
پیر ہاتھ کھولا۔ اب دو ور شکر لشکر مین آیا اور اسکو جان کی امان دی۔ گھوڑے
ہاتھی و خزانہ و اسباب تمام کارخانے اپنے تصرف مین لایا اور سپاہ کو نوکری
کا پیغام دیکر اپنا نوکر بنا لیا اور پہلے سے زیادہ اسباب تجمل و جمعیت بہم پہنچایا

جب یہ خبر عادل خان بیجاپور کو پہنچی تو دوسرا لشکر رستم خان سپہ سالار کے ماتحت
روانہ کیا قلعہ پرنالہ پر دونو کی لڑائی ہوئی رستم خان مغلوب ہوا غرض
اس طرح سیواجی روز بروز صاحب لشکر مستقل ہوتا گیا۔ نئے نئے قلعے بناتا گیا
اپنے ملک غصبی کی آبادی اور بادشاہی بیجاپور کی ویرانی مین کوشش کرتا
دور دست کے قافلون پر تاخت کرتا آدمیون کے مال ناموس پر متصرف
ہوتا اور اسنے انتظام کیا تھا کہ جہان لشکر تاخت کرے مسجد و کلام اللہ و کسی
کے ناموس مین دست اندازی نہ کرے جو شخص قرآن شریف لاتا اسکو حرمت و ادب
کرتا اور کسی مسلمان نوکر کو دیدیتا اور جس ہندو مسلمان کے ناموس گرفتار ہوتے
تو کسی کا یارا نہ تھا کہ نظر بد سے اسے دیکھتا اس کی نگہبانی و محافظت مین کوشش
کرتا۔ کہ اسکے وارث آخر بقدر حالت عوض ہونے دیکر انکو چھڑا کر لے جاتے مگر
جو عورت ایسی ہوتی کہ اسکے نام و نشان کنیزی ہونیکا ظاہر ہوتا تو اسکو اپنی
زر خرید ملک جانتا اور متصرف ہوتا اور یہ انتظام کیا تھا کہ جہان لوٹ ہوتی
اس مین سے رخت مستعمل غریبانہ و پیسے و تانبے پیتل کے برتن جو لوٹتا اسکے ہوتی
باقی جنس و نقد و طلائی مسکوک و غیر مسکوک و زیور و اقمشہ و جواہر جس کے
تصرف مین آتے اسکی یہ قدرت نہ تھی کہ اسمین دام و درم کا تفاوت کرتا
بالکل ان کو سردار اور عہدہ دار جدا کرکے سیواجی کی سرکار مین داخل کرتے جب
اس غلبہ کا حال عالمگیر سے عرض ہوا امیر الامراء صوبہ دار دکن کو حکم ہوا کہ سیواجی کی
تنبیہ و استیصال مین کوشش کرے
حسب الحکم امیر الامراء ۲ جمادی الاولی سنہ جلوس کو اورنگ آباد سے چلا اور
ممتاز خان کو یہان اپنا نائب مقرر کیا اور سیواجی کی گوشمالی کے لئے پونہ اور
چاکنہ کی طرف مرحلہ پیما ہوا۔ ان دنون مین سیواجی [illegible] رہا کرتا تھا غرض
رجب کی شنبہ کو سیوگاؤن جو سیواجی کی محال سے تعلق رکھتا تھا امیر الامراء

آیا سیواجی قصبہ سوپہ کی طرف پھر آیا تھا۔ امیرالامراء کے آنے کی خبر سنکر اس جا کو خالی کیا۔
اور دوسری سمت کو چلا گیا۔ امیرالامراء نے قصبہ سوپہ پر بے جدال و قتال قبضہ کیا۔
جادوںرائے کو یہان منتظم مقرر کیا اور اس جگہ کی خبرداری اور غلہ کی رسد رسانی کے لئے لشکر
شاہی کو تاکید کی سیواجی نے اپنے لشکر کو اس کام کے لئے مامور کیا کہ جسطرف امیرالامراء کی
کبھی فوج جائے اُسپر تاخت و تاراج مین مشغول ہو اور شوخی کرے امیرالامراء اس امر پر مطلع ہوا
تو اُسنے کبھی کے لئے چار ہزار سوار مقرر کئے اور انکے سردار باری باری سے تجویز کئے ہر منزل
مین ہر روز کبھی پر دکنیون کی فوج اطراف سے نمودار ہوتی۔ قزاقون کے طور پر ناگہان کبھی
کے سر پر چڑھ آتے لشکر کے خبردار ہونے تک گھوڑا اونٹ آدمی جو کچھ ہاتھ آتا لوٹ کر لیجاتے
فوج شاہی کے بہادر اپنے مقدور کے موافق انکا تعاقب کرتے اور انکو ہلاک کرتے وہ جنگ
سے گریز کرکے ہر طرف متفرق ہو جاتے اسیطرح سیواپور تک جو اسکا آباد کیا ہوا تھا لشکر شاہی
پہنچا۔ یہ دونو مقام سیواجی سے امیرالامراء نے لے لئے۔ پونہ مین داخل ہو کر وہان اپنی
اقامت کی جگہ مقرر کی اور وہان سے سوار ہو کر حصار چاکنہ کے نیچے آیا اس قلعہ کے برج بارہ
کا غور کی نظر سے ملاحظہ کیا۔ مورچال مقرر اور تقسیم کئے اپنے لشکر کے گرد دمدمہ اور خندق کھودنے
اور نقب لگانے کا حکم دیا اور اس حصار کو بالکل گھیر لیا اور اسکی تسخیر کے لئے سعی و جد و جہد
پر کمر باندھی۔ بارش کی کثرت تھی۔ اس سرزمین مین پانچ مہینے شب و روز متواتر بارش رہتی ہے
اور گھرون سے سر نکالنے کی فرصت نہین دیتی اور ایسا غبار تیرہ اُٹھتا ہے کہ دن کی رات
ہو جاتی ہے اور اکثر چراغ جلانے کی احتیاج ہوتی ہے ایک مجلس مین آدمی کو آدمی نہین
پہچان سکتا۔ بندوق و باروت کام نہین دیتے کمانون کے چلّے ڈھیلے ہو جاتے ہین باوجود
ان سب باتون کے ایسی سعی کی کہ توپون کی پے درپے مار سے قلعہ کی دیوارین چھلنی ہو گئین
مفسدون کو سراسیمہ و مضطرب کیا۔ اندھیری راتون مین محصورین قلعہ سے باہر آتے۔ اور
بادشاہی مورچلون پر حملہ کرکے عجیب دستبرد دین کرتے اور کبھی کبھی دن کو بھی اندر اور باہر سے
شوخی ایسی کرتے کہ مورچالون کو تزلزل مین ڈالدیتے۔ اسیطرح چھپن روز محاصرہ پر گذرے

امیر الامراء کی طرف سے ایک نقب برج تک لگائی تھی اسکو باروت سے پر کرکے آگ لگائی جس سے برج اڑا اور سنگ و خشت و آدم باہم اس طرح ہوا میں اڑتے تھے جیسے گرہ باز کبوتر۔ بہادرون نے حملہ کیا مگر اہل قلعہ نے قلعہ کے اندر خاک کا پشتہ و نشیب و فراز کے اطراف کو مورچال و پناہ بنایا تھا وہ مدافعت میں کھڑی ہوئی اسی تردد میں سارا دن آخر ہوا اور بادشاہی آدمیون کی ایک جماعت کشتہ ہوئی۔ غازیون نے فرار کی عار کو قرار نہ دیا بجز رو خواب تمام شب رنج و تاب کے ساتھ خاک و خون میں بسر کرکے صبح کی۔ ادھر آفتاب نکلا۔ کہ بہادرون نے پے در پے حملہ کرنے شروع کئے۔ تیغ و تیر و سنان سے بہت دشمنون کی جان لی۔ بہت کشش و کوشش سے حصار قلعہ کو لے لیا۔ دشمن بھاگ کر قلعہ ارک میں گئے۔ اس یورش میں سیلدار اور عملہ فعلہ قلعہ گیری کے سوا تین سو آدمی کشتہ اور چھہ سو سوار اور پیادے زخمی ہوئے حصار ارک میں بھی محصورون کو ایسا تنگ کیا کہ انہون نے راؤ بھاؤ سنگہ کو اپنا شفیع بنایا بندہائے شاہی کو قلعہ سپرد کیا۔ اور امیر الامراء سے آکر ملے دوسرے روز کا امیر الامراء قلعہ میں داخل ہوا۔ ازبک خان کو یہان منتظم مقرر کیا اور خود یہان سے کوچ کیا کہ سیواجی کی تنبیہ کرے۔ چاکنہ کا نام اسلام آباد رکھا جعفر خان کہ مالوہ میں تھا امیر الامراء کی مدد کے لئے مامور ہوا۔

۱۵ ربیع الاول سنہ کو جشن وزن شمسی ہوا عمر کا اکتالیسوان سال شمسی ختم ہوا اور بیالیسوان شروع ہوا۔ اس جشن کی بڑی تیاری ہوئی۔ دیوان خاص و عام میں لبادل کا خیمہ لگا اور بادشاہ تخت طاؤس پر جلوہ گر ہوا اور آئین بندی میں ہزار شمع و فانوس ہوا اور قسم قسم کے شمعون کی روشنی ہوئی۔ تین روز تک جشن رہا حسب معمول شاہزادون اور امراء کو منصب و خلعت و خطاب عطا ہوئے۔

علی عادل شاہ کی طرف سے قلعہ پرنیدہ کا غالب حاکم تھا اس نے امیر الامراء سے خط و کتابت کرکے قلعہ پرنیدہ کے حوالہ کرنے کے لئے عرض کیا۔ ۲۷ ربیع الاول سنہ جلوس میں لشکر شاہی قلعہ کے نیچے گیا۔ غالب نے قلعہ حوالہ کیا اور خود سلخ ربیع الثانی کو امیر الامراء سے آملا اس نے چھہ ہزار روپیہ اسکو انعام دیا اور اسکے دو بیٹون اور داماد کو خلعت دیا۔

قلعہ پرنیدہ قدیم الایام سے نظام الملک کے تصرف مین تھا۔ جب سلطنت بگڑی تو محمد عادل خان
بیجاپور نے تین لاکھ ہن قلعہ دار کو دے کر قلعہ کو اپنے تصرف مین کر لیا اب ریاست بیجاپور
سے متعلق تھا شاہجہان کے حکم سے ایک دفعہ مہابت خان خانخانان نے اس قلعہ کا محاصرہ
کیا تھا مگر وہ ناکام رہا۔ اسی تردد و قتال و جدال عالمگیر کے ہاتھ آیا۔ میر خان بھی
راجہ کرن کو مع دو بیٹون انوپ سنگھ و پیم سنگھ کے حضور مین لایا جنکا ذکر اوپر ہو چکا ہی
انہی ایام مین بادشاہ سے عرض کیا گیا کہ پرتھی سنگھ زمیندار سری نگر جسکے پہاڑون
کی پناہ مین سلیمان شکوہ مدتون سے رہتا تھا اور اسکے ملک کو افواج شاہی بسر کردگی
تربیت خان پامال کرتی تھی اُسنے راجہ جیسنگھ کی معرفت عرضداشت بھیجی جسمین تقصیرات
سابق و لاحق کے عفو کی اور سلیمان شکوہ کے حوالہ کرنے کے لئے التماس کیا۔ بادشاہ نے کنور
رام سنگھ پسر راجہ جیسنگھ کو سلیمان شکوہ کے لانے کے لئے رخصت کیا۔ اسکے پہنچنے کے بعد سلیمان شکوہ
کو میزبان کے ارادہ پر اطلاع ہوئی تو اُسنے اپنی جان بچانے کے لئے حرکت مذبوحی کی
محمد شاہ کوکہ جو اُسکے ساتھ اب تک باقی تھا اور چند اُسکے رفیق قتل ہوئے اور سلیمان شکوہ
دستگیر ہوا۔ اور کنور رام سنگھ اور تربیت خان کے ہمراہ ۱۱ جمادی الاولی سنہ ۷۱ کو
حضور مین آیا اسکو ملازمت کا حکم ہوا اور بادشاہ نے لطف فرما کر اسکی خطا بخشی کی اور
جان کی امان دی اور اس دل باختہ کی تسلی کی۔ فرمایا کہ سلیم گڈھ مین جاے اور وہان
سے محمد سلطان کی ہمراہ گوالیار بھیجا جاے۔ معتمد خان کو گوالیار کا قلعدار بنا کے اس کی ہمراہ
بھیجا میدنی سنگھ پسر پرتھی سنگھ زمیندار سری نگر کو جو سلیمان شکوہ کی ہمراہ آیا تھا ہزاری
سوار کا منصب اور پانچہزار روپیہ نقد اور ایک ہاتھی اور دس گائین عنایت ہوئین
اسکے باپ کے لئے بھی خلعت عنایت ہوا راجہ کرن بھی حضور مین آیا۔ اسکی تقصیرات معاف
ہوئین سہ ہزاری دو ہزار سوار کا منصب راو کرن کا خطاب عنایت ہوا اور دکن
تعینات ہوا۔ ایک ہفتہ مین تین ایلچیون کے آنے کی خبر آئی۔ ایک قاسم آقا کی جسکو حسین پاشا
حاکم بصرہ نے بھیجا تھا اسکے ساتھ سلطنت کا تہنیت نامہ و اسپان عراقی تھے دوسرا

ابراہیم بیگ تھا جسکو سبحان قلی خان نے نامہ و تحائف توران کے ساتھ بھیجا تھا۔ تیسرا ایلچی
تھا جو ایران کے پادشاہ کی طرف سے نامہ اور گھوڑے لیکر ملتان مین آیا تھا ابراہیم بیگ ایلچی تو
کو بعد ملازمت کے گیارہ ہزار روپیہ نقد و پٹکہ مرصع مع خلعت مرحمت ہوا و مریض تھا
جلد مر گیا۔

چونکہ شاہ جہان کے زمانہ علالت سے برابر ملک مین محاربات کے فساد رہتے تھے۔ اور لشکر ادھر
اودھر سے آتے جاتے تھے۔ کئی سال سے بارش کا حال بھی یہ تھا کہ کبھی ابتدا مین
کبھی انتہا مین کمی ہوئی تو غلہ کی گرانی ہوئی۔ خلق اللہ کے ہوش اُڑے۔ روز بروز غلہ کی
قلت اور بے بضاعتون کی عسرت ہوئی۔ اکثر پرگنے ویران ہو گئے۔ اور شاہجہان آباد
مین گرد نواح کے کنگال بھر گئے۔ شہر مین پہلے ہی سے فقیر بہت تھے اور انپر ان کنگالون
اور اضافہ ہوا۔ اب تو ہر کوچہ و بازار مین فقیرون اور بے نواؤن کے ہجوم سے آدمیون کو
رستہ چلنا مشکل ہو گیا اور خلقت کو جینا دشوار ہو گیا۔ پادشاہ نے یہ حال سنکر حکم دیا کہ
شاہجہان آباد مین سواے مقرری لنگر خانہ پختہ و خام کے دس اور لنگر خانے جاری ہون
اور دار الخلافہ کے گرد کے قصبون اور مزارون پاس بارہ لنگر خانے جاری کئے جائین
اور خدا ترس متدین داروغے انپر متعین کئے جائین گے ہزاری تک سب عمدہ امیرون کو
حکم ہوا کہ ہر ایک اپنے فراخور حال اور موافق اپنے مرتبے کے لنگر خانے جاری کرے
اور غلہ کی گرد آوری کے لئے راہداری کے معافی کے لئے جا بجا احکام مجدد صادر
ہوئے اور سزاول منصوب ہوئے۔ دار الخلافہ مین سپاہ بہت تھی اسمین سے آدھی اپنے
تیول کو روانہ کی گئی جسکی تخفیف سے غلے کا نرخ ارزان ہوا جو شاہجہان آباد مین
گرانی غلہ کا انتظام ہوا تھا۔ وہی لاہور اور اکبر آباد کے دار الخلافون مین ہوا۔
اسی فی الجملہ خلقت کے حال مین تفاوت ہوا۔

واقعات سال چہارم سنہ ۱۰۷۱

۲۹ شعبان سنہ ۱۰۷۱ کو ہلال رمضان نمودار ہوا ہر سال کے دستور کے موافق

جشن کی آرایش ہوئی۔ پادشاہ کی تاریخ جلوس ۲۴ رمضان ہے اور پہلے سالون مین جشن
تاریخون مین جشن ہوا مگر روزہ رکھنے کے سبب لوگون کو خرمی اور انبساط کی طرف رغبت کم ہوتی
ہے میل کلی نہین ہوتا۔ اور پادشاہ دین پناہ بھی ان دنون عبادت و طاعت مین مصروف
رہتا۔ بزم سرور و طرب سمرو کے لئے فرصت نہین رکھتا۔ اس سببسے پادشاہنے یہ مقرر کیا کہ
اس سال سے آگے ہر سال اس جشن کا آغاز عید فطر کے دن سے ہوا اور وہ دس دن تک جاری
رہی۔ اس جشن مین جو پیشکشین پیش ہوئین اور تمام امراء و اہل طرب کو انعام ہوئے۔ انکی
تحریر کو تحصیل حاصل جانکر قلم کو ان کے ذکر سے آشنا نہین کرتا کچھا ور مدعا تحریر کرتا ہون
پادشاہ سے عرض ہوا کہ براق بیگ ملتان مین داخل ہوا اور تربیت خان نے ضیافت
کی اور پانچہزار روپیہ اور تحائف اسکو دیئے۔ لاہور مین خلیل اللہ خان نے موافق عہدو دستور
کی رسم و راہ کے رنگین ضیافت پر تکلف کی۔ چارسو قابین چاندی کی اور سات خوان طلائی و
اور نقلون کے سواء عطریات اور لوازمات کے دسترخوان پر چنے۔ طعام اور آتش مع
ظروف و نقرہ و آلات و بیش قیمت غوریون کے ایلچی کے ہمراہ کر دیئے اور بیس ہزار روپیہ
نقد اور سات تقوز پارچہ بیش بہا اور انواع مرصع آلات تواضع کئے ایلچی نے دو دفعہ
پادشاہ اور اپنی طرف سے خربوزہ کاریزا اور اقسام میوہ تر و خشک بھیجے۔ وہ پادشاہ کی
نظر سے گذرے جب ایلچی پادشاہ کی خدمت مین آیا تو اسنے پانچ لاکھ روپیہ کے قیمتی
تحف و تحائف پیش کئے۔ پادشاہ نے روز رخصت تک پانچ لاکھ روپیہ کے نقد و جنس
ایلچی کو اور پچاس ہزار روپیہ اسکے ہمراہیون کو دیئے اور نامہ کے جواب کے لئے فرمایا
کہ بعد ازان بھیجا جائیگا۔ پادشاہ نے سنا تھا کہ چکسین بھیل جو اس سرزمین کے مفسدون
کا سرگروہ ہے اور پہلے سے فرمانبرداری و خدمت گذاری شاہی کے سبب سے
اس ولایت کی زمینداری کی دولت پر پہنچا تھا وہ قلعہ کھاتاکھری پر تصرف رکھتا تھا
وہ اس قلعہ کی حصانت پر ایسا مغرور ہوا کہ اسنے اطاعت شاہی سے انحراف کیا
اور صوبہ دار مالوہ پاس آنے سے اور پیشکش مقرری کے دینے سے انکار کیا تمرد و بغاوت

براق بیگ ایلچی والی ایران

طریقہ اختیار کیا۔ بادشاہ نے راؤ بھگونت سنگھ ہاڑہ کو جسکی محال زمینداری اور وطن اسکی ولایت سے قریب تھا اُسکے دفع کرنے کے لئے مقرر کیا۔ اُسنے جاکر قلعہ کھانا لھری کو اپنی حسن تدابیر و کوشش سے مفتوح کیا اور چکنہ سین کا قصہ تمام کیا۔

شاہجہان کے عہد سے مالوہ مین چنپت بندیلہ راہزنی کرتا تھا باوجودیکہ سپاہ اسکے تعاقب کے لئے مقرر ہوئی مگر اسکی حیات کا شجر نہ قطع ہوا تھا۔ جب عالمگیر دکن سے دار الخلافہ کی طرف آتا تھا تو اُسنے اپنی بد افعالی کو چھوڑ کر اپنی ندامت ظاہر کی اور ملازمت مین آیا اور چہرہ کا رہا۔ سفر پنجاب مین دارا شکوہ کے تعاقب مین حاضر تھا لیکن اپنی ذاتی بدسرشتی سے بحکم گریز پا گنہگار غلامون کی طرح بھاگ گیا اور اپنے قدیم مکان پر پہنچ گیا اور بدستور سابق قطاع الطریقی اختیار کی اور شجاع و دارا شکوہ کی شورش کے دنون مین اور زیادہ شوخی کی اور اطراف مالوہ کو تاخت و تاراج کیا۔ اول سبھ کرن بندیلہ اس کی تنبیہ کے لئے مقرر ہوا۔ مگر اس سے کچھ فائدہ نہ ہوا تو دیبی سنگھ اُسکے استیصال کے لئے مقرر ہوا۔ چنپت اسکا مقاومت و مقابلہ نہ کرسکا اور زمینداروں کی پناہ مین گیا۔ لومڑی کی طرح کوہ و غار مین چھپا پھرا مگر گرفتار ہوا اسکا سر کٹ کر بادشاہ کے روبرو آیا اور اسکی تشہیر ہوئی۔

شاہزادہ محمد معظم سے راجہ روپ سنگھ کی بیٹی سے عقد نکاح ہوا۔ بادشاہ نے دو لاکھ روپیہ کے موتی و مرصع آلات شاہزادہ کو دیئے۔ اور سہرہ کی تسلیمات کے وقت ایک لاکھ روپیہ نقد مع فیل و اسپان باساز طلا و مرصع عطا کئے۔ آتشبازی نے زمین کو گلستان اور آسمان کو ستارون سے دُرفشان کیا۔ ایک لاکھ روپیہ کا زیور دلہن کو دیا گیا اور کلاونتوں کو نو ہزار روپیہ انعام ملا۔ مہاراجہ جسونت سنگھ کو حکم ہوا کہ احمدآباد سے دکن مین امیر الامرا کے پاس سیواجی کے استیصال کے لئے جائے۔ اور قطب الدین خان فوجدار جونا گڈھ کو فرمان صادر ہوا کہ صوبہ دار کے پہنچنے تک وہ احمدآباد سے خبردار رہے۔

ولایت پلاؤن کی مرزبانی موروثی چلی آتی تھی اس سرزمین مین قلعے استوار تھے۔ مرزبان یہان بہت بیباک و سوا تھے۔ راہین دشوار گذار جنگل و گریوہ و کوہ سے گھری ہوئی

غرض ان اسباب پر یہان کا مرزبان مغرور ہوا اور سرکشی و بغاوت کی بعض اوقات
صوبہ دارون کی بے جہد اور سست ہمتی کو یہان کا مرزبان دیکھتا تو وہ ملک پادشاہی کی علاقے
جو اسکے حدود زمینداری کے قریب الجوار ہوتے دست درازی کرتا اور خودسری کرکے
صوبہ دار کی فرمان بری نہ کرتا پیشکش اور مرزبانون کی طرح برسم معہود نہ بھیجتا۔ بادشاہ نے
داؤد خان صوبہ دار بہار کو حکم بھیجا کہ اس ولایت کو تسخیر کرے۔ خان مذکور ۲۲ شعبان کو اس صوبے
کے کومکیون کو ہمراہ لیکر روانہ ہوا پٹنہ سے جنوب و یہ چالیس کوس کے فاصلہ پر پلاؤن ہوا اور
بلدۂ مذکور سے اس ولایت کی سرحد ۲ کوس ہوا اور وہان سے مرزبان کا مسکن ۱۵ کوس ہے۔
دو قلعے مستحکم ایک پہاڑ پر دوسرا سرزمین پر ہے ان دونو قلعے کے نیچے ندی بہتی ہے اور اسکے اطراف
و نواحی مین اونچے اونچے پہاڑ اور گھنے گھنے جنگل ہین اور اس ولایت کے متعلقات مین تین قلعے
ہین۔ ایک کوٹھی کہ پلاؤن سے ۲۰ کوس ہے۔ دوم قلعہ کندہ جو کوٹھی سے سات کوس ہے
سیوم قلعہ دیوکن کہ کوٹھی سے دس کوس پر ہے ان قلعون کی حمایت کے سبب یہان کے
زمیندار صوبہ دار سے سرکشی کرتے رہتے تھے۔ شاہجہان کے عہد مین عبداللہ خان فیروز جنگ
صوبہ دار پٹنہ کی پیرتاب ولد بھیدر نے کبھی اطاعت نہ کی۔ بادشاہ کے حکم سے شائستہ خان
صوبہ دار پٹنہ اسپر چڑھ کر گیا صرف اسی ہزار روپیہ پیشکش کا لیا اور کوئی قلعہ و ملک فتح
نہ کر سکا اور الٹا چلا آیا۔ یہ حال پہلے لکھا گیا ہے۔ داؤد خان اول کوٹھی کے فتح کرنے کے
لئے گیا تو سرکشون نے خوف کے مارے قلعہ خالی کر دیا۔ داؤد خان نے اس پر قبضہ کرکے فاتحت
بندوبست کیا اور اسکے قلعہ کندہ کی فتح پر متوجہ ہوا۔ یہ پہاڑ پر بڑا مضبوط قلعہ ہے اگرچہ
کوٹھی سے آٹھ کوس کے فاصلہ پر ہے لیکن راہ سراسر گھنے جنگلون سے تر ہے اور راہ مین ایک
اونچا پہاڑ اور گریوہ دشوار گذار ہے۔ خان نے اول جنگل کے درختون کو کٹوایا اور راہ کو ہموار
کرایا۔ جب ایک کوس قلعہ سے راہ بنانی رہی تھی کہ سرکشون نے اس قلعہ سے بھی فرار کیا۔
داؤد خان مع فوج کے اسمین داخل ہوا اور اسکو ڈھا کر خاک کی برابر کیا۔ برسات
کا موسم آگیا۔ کوٹھی اور کندہ کے درمیان دو گلی قلعے بنوا کر اسمین سپاہ کو رکھا زمینداران کو

آذوقہ ورسد کے سامان بہم پہنچانے کا انتظام کرایا۔ جب برسات ختم ہوئی تو پلاون کی
تسخیر کا ارادہ کیا۔ مرزبان نے اپنے وکیلون کو بھیجکر عرض کیا کہ مین اطاعت کے لئے حاضر ہون
اور جو پیشکش مقرر کی جائیگی مین اُسکو ادا کرونگا لشکر پٹنہ کو الٹا چلا جاے۔ مگر خان نے کچھ نہ سنا
غرہ ربیع الاول اس شائستہ آئین سے مقصد کی طرف روانہ ہوا۔ کہ مرزا خان تین سو
سوار اور دو سو پیادے بندوقچی لیکر ہراول بنا بہادر خان ساٹھ سوارون اور تین سو
پیادون کو لیکر برانغار اور شیخ تاتار خان برادرزادہ داؤد خان پانچ سو سوار اور راجہ بہروز
چار سوار اور پندرہ سو پیادے لیکر جوانغار بنا۔ داؤد خان خود دو ہزار سوار لیکر قلب مین رہا
اور اپنے پانچ سو سوار تابین چنداولی مین مقرر کئے اور ایک گروہ انبوہ تبرداروں کا بھیجا
کہ وہ قلعے تک جنگلون کو صاف کرکے راہ مصفا و مسلم بنائین اور مناسب مقامون مین تھانے
مقرر کئے اس لشکر نے نو روز مین دس کوس طے کئے اور موضع ترسی مین آیا جہان سے قلعہ
پلاؤن کی مسافت سات کروہ تھی۔ زمیندار آنکر داؤد خان سے مصالحہ کی تمہید مین
کرتے تھے اور پیشکش ٹھیراتے تھے مگر خان مذکور کچھ نہین سنتا تھا۔ جب لشکر ترسی مین آیا تو مرزبان
پلاون نے اپنا وکیل سورت سنگھ جو اسکا مدار علیہ تھا دوبارہ داؤد خان پاس بھیجا
عجز وزاری کا اظہار کیا۔ فرمان بری و خدمت گذاری کے قبول کرنے کو عرض کیا۔ اس
کام کے لئے راجہ بہروز کو واسطہ بنایا ایک لاکھ روپیہ پیشکش دینا بادشاہ کو اور پچاس
ہزار روپیہ دینا داؤد خان کو قبول کیا۔ داؤد خان نے اس مقدمہ کو بادشاہ پاس
بھیجا اور جواب کے انتظار مین چندروز توقف کیا کہ خبر آئی کہ معسکر سے سات کروہ پر
دشمن نے رسد کے غلہ پر ہاتھ مارا۔ اگرچہ اس واقعہ کے بعد زمیندار نے پیشکش کے روپیہ مین سے
پچاس ہزار روپیہ بھیجدیا۔ لیکن غارتگری کی ایسی ناہنجار حرکت کی کہ داؤد خان آگے
بڑھا۔ اہل قلعہ نے ڈھائی کوس قلعہ سے آگے آنکر مورچال باندھے۔ بادشاہ کا حکم داؤد خان
کی عرضداشت کے جواب مین آیا کہ اگر مرزبان پلاون اسلام اختیار کرے تو پیشکش
لیکر اسکا ملک اُسی کو دیدو اور اگر وہ اس سے انکار کرے تو بدستور اپنا کام کرو۔

یہ پیغام اسلام قبول کرنے کا مرزبان پاس بھیجا گیا ابھی جواب نہ آیا تھا کہ جنگ کے
شوقینوں نے مخالفوں کے مورچالوں کے قریب پہنچکر لڑائی شروع کی۔ داؤد خان نے جاکر
توپ و تفنگ سے ہنگامۂ جنگ گرم کیا۔ ایک پہر دن رہے سے شام تک جنگ رہی۔ ۶ آدمی
مرے اور پچاس سوار اور پیادے زخمی ہوئے۔ رات ہو گئی۔ تو مخالفوں نے دو برجیاں
لاکر مورچالوں میں نصب کیں اور انکے صدمے سے چند پیادے اور سواروں کو مارا۔ اس
رات کو زمیندار مذکور نے داؤد خان کے پیغام کا جواب بھیجا کہ میں اسلام نہیں قبول
کرونگا۔ داؤد خان نے ایک کوہچہ پر کہ وہ دشمنوں کا سرکوب تھا قبضہ کر لیا۔ اور
اس پر مورچال بنا کے توپیں جمائیں تو دشمنوں نے اپنے مورچے چھوڑکر حصار کے نیچے ندی
پر مورچے جمائے۔ داؤد خان نے دو تین روز میں جنگل کٹوا کر راہ بنوائی۔ غرہ جمادی الاول
کو تین جانب سے دشمنوں پر یورش کی دو پہر تک خوب لڑائی رہی۔ دشمن بہت مارے گئے
زخمی ہوئے۔ بھاگ کر پہاڑ اور جنگل میں جا چھپے۔ لشکر شاہی نے انکا تعاقب کیا حصار
شہر پناہ کو جا کر لے لیا اور دشمنوں کو یہاں سے بھی بھگا دیا۔ انہوں نے قلعہ پلاموں
حصار کوہ میں پناہ لی۔ زمیندار نے اپنے اہل و عیال اشیا و اموال کو قلعوں سے نکالکر
جنگل میں بھیجا اور خود دونو قلعوں میں تحصن اختیار اور مراسم مدافعت و مقاومت
میں قیام کیا۔ لشکر شاہی حصار شہر پناہ میں آکر قلعہ کے دروازہ پاس پہنچا اور ایک پہر رات
گئے تک توپ و تفنگ سے ہنگامہ جنگ گرم رہا۔ زمیندار رات کو قلعہ سے جنگل میں
بھاگ گیا۔ دونو قلعے پادشاہی فوج میں آگئے۔ ہندوؤں کے صنم خانے اور معابد کو
وتحلیل سے تبدیل ہوئے۔ اس یورش و آویزش میں ۶۱ آدمی کشتہ اور ۱۷۷ آدمی
زخمی ہوئے۔ مخالفوں کے بہت آدمی کشتہ و زخمی و اسیر ہوئے۔ خبر آئی کہ مخالف قلعہ کوتین
میں جمع ہوئے۔ تو داؤد خان نے شیخ صفی کو فوج کے ساتھ روانہ کیا اسنے جاکر محاصرہ
کیا۔ اور دشمنوں کو ایسا تنگ کیا کہ انہوں نے یہاں سے بھی فرار کیا۔ قلعہ پادشاہی
سپاہ کے ہاتھ آیا۔ داؤد خان نے یہاں انتظام منگل خان کو سپرد کیا اور

خود پٹنہ مین آیا۔

شاہ جہان کے پاس سے فاضل خان سوا لاکھ روپیہ کے جواہر لایا۔ دوم رجب کو
خلیل اللہ خان کا انتقال ہوا۔ بادشاہ نے سوم کے روز جاکر اسکے سوگوارون کی
تسلی و دلجوئی سے نوازش فرمائی۔ اسکے بیٹون میر خان روح اللہ خان و عزیز اللہ خان
اور اسکے برادرزادون سیف الدین افتخار خان و ملتفت خان و بہار الدین و اسکے
داماد سیف الدین کو خلعت فاخرہ دیے اور اسکی بیٹی و بیوی کا پچاس ہزار روپیہ سالانہ
مقرر کیا۔ اور بیٹون اور داماد کا اضافہ منصب کیا۔ ۶ رجب کو شاہزادہ محمد اکبر کا
ختنہ ہوا۔ اس سنت کو بادشاہ نے ادا کیا۔ بوداق بیگ کی زبانی معلوم ہوا تھا کہ
شاہ ایران کو پان کھانے کی طرف رغبت ہے اسلئے اس پاس پان بھیجے خواجہ
احمد ایلچی کو ایک لاکھ بیس ہزار روپیہ کے قریب دیکر رخصت کیا۔ غرہ شعبان کو بنگالہ سے
شجاع کے اسی ہاتھی بھیجے ہوئے۔ اور پلاؤن کی غنائم مین سے دو ہاتھی نظر اشرف سے
گذرے۔ بادشاہ نے ڈیڑھ سو کلنگ شکار کیے۔ خضر آباد (ہمایون کے مقبرہ کے پاس
شاہی مکانات بنے ہوئے تھے) مین باور کا دام لگا کے شکار کھیلا تین سو چھپن ہرن
مارے۔ اس شکار مین بادشاہ کو اپنی رحم کے سبب سے خیال آیا کہ ان بے زبان جانورون کو
شکار کر کے ظلم کرنا نہین چاہیے اسلئے ایسے شکار کو اور جانورون کے قید کرنے کو منع کردیا
جتنے جانور جال مین پکڑے گئے تھے سب کو چھوڑ دیا۔ جب شاہجہان کی علالت کے سبب سے
ملک مین چارون طرف شورش ہوئی اور سرکشون نے سر اٹھایا اور شجاع نے بنگالہ مین
اپنا سکہ جمایا تو بھیم نراین زمیندار کوچ بہار نے سرکشی کی جو اس سانحہ سے پہلے بادشاہ کا
مطیع فرمان پذیر تھا اور ہمیشہ پیشکش بھیجا رہتا تھا اور گھوڑا گھاٹ پر حملہ کیا اور رعایا کی
صغیر و کبیر کی ایک جمع کثیر کو اسیر کیا جسمین اکثر مسلمان تھے اور انکو اپنی ولایت مین
لے گیا اور اس ناحیہ مین بڑی خرابی مچائی۔ ولایت کامروپ جو عمارت باجوا اور
گرواحنی اور اسکے توابع سے ہے اور قدیم زمانہ سے ممالک محروسہ مین داخل تھی اسکو

وفات خلیل اللہ خان۔

شکار مین بے زبان جانورون کی حفاظت کا حکم۔

اپنے وزیر بھولا ناتھ کو بھیجکر تصرف مین لانا چاہا۔ اُس وقت آسام مین جی دھجنگ
راجہ تھا جو وسعت ولایت و فزونی دستگاہ قدرت و کثرت جمعیت لشکر و ازدیاد
خیل و حشم و بسیاری نوارہ و توپخانہ و فیلان جنگی مین راجہ کوچ بہار پر فوقیت
رکھتا تھا اُسنے جب شجاع کی شورانگیزی کا حال سُنا اور بھیم نراین کے ارادہ پر مطلع
ہوا کہ کامروپ کی تسخیر کا ہے تو اُسنے آشامیون کا لشکر عظیم نوارہ اور توپخانہ
کو دریا و خشکی کی راہ سے ولایت کامروپ مین متعین کیا۔ لطف اللہ شیرازی یہان کا
فوجدار تھا۔ جب اس نے دیکھا کہ دونو طرف سے سیلاب آشوب آیا اور مجھ مین مقاومت
کی تاب نہین اور کمک اور مدد کی امید منقطع ہے تو صلاح اندیشی سے یہان سے نوارہ کی مدد
سے جہانگیر نگر چلا گیا۔ بھولا ناتھ وزیر بھیم نراین آشامیون کے قصد سے مطلع ہوکر
اسکو یقین تھا کہ مین آشامیون پر غالب نہین ہو سکتا وہ بھی چلا گیا اور آشامیون کا کوئی
مانع و منازع نہین رہا۔ ولایت بادشاہی پر وہ قابض ہوگئے اور اس دیار کی رعایا کو
اسیر کیا۔ شجاع اپنے حال مین خود گرفتار تھا وہ اسکا علاج کچھ نہ کر سکا۔ آشامیون نے
دلیری کرکے اور آگے قدم بڑھایا اور بغیر کسی مانع کے حوالی پرگنہ کہری باری پر کہ جہانگیر نگر
سے پانچ منزل ہی متصرف ہوئے اور موضع مست سارہت سلما مین کہ کہری باری کے
قریب ہے اپنا تھانہ جمایا اور ایک جمع کثیر کو اسکی محافظت کے لئے مقرر کیا۔ جہانگیر کے عہد
مین بھی ایسی جرأت آشامی کر چکے تھے کہ ولایت بادشاہی پر تاخت کی تھی اور
سیتا بکر کو حوالی جدھر سے سات آٹھ ہزار سوارون کے ساتھ اسیر کرکے لے گئے تھے
اور شاہجہان کے اوائل جلوس مین چیرہ دستی کرکے شیخ عبدالسلام فوجدار ہاجو کو مع
پانچسو آدمیون کو دستگیر کرکے لے گئے تھے۔ اس مدت مین حکام بنگالہ سے کسی کو
آشامیون کی تادیب کی توفیق نہین ہوئی مگر میر عبدالسلام مخاطب بہ اسلام خان
کو کہ اپنی صوبہ داری کے زمانہ مین شاہجہان کے عہد مین آشام کی تسخیر اور
آشامیون کی تنبیہ کا ارادہ کیا۔ اور اپنے بھائی سیادت خان کو لشکر کے

ساتھ اس طرف کھینچا تھا کہ وہ خود بنگالہ کی صوبہ داری سے بدل کر وزیر مقرر ہوا۔ اور اسکی جگہ شاہزادہ شجاع مقرر ہوا۔ جسکو تمام مہم کی توفیق نہ ہوئی اور لشکر شاہی موضع کیجلی سے جو آسام کا دھنہ ہے آگے نہیں بڑھا۔ جب سال سوم جلوس ماہ رمضان میں بنگالہ سے شجاع رخنگ میں گیا۔ اور اسکے تعاقب میں خانخانان جہانگیر نگر میں آیا۔ تو راجہ آشام نے اسکے خوف کے مارے اپنے وکیل کے ہاتھ معذرت نامہ خانخانان پاس بھیجا اور اس میں لکھا کہ کوچ بہار کا زمیندار بھیم نراین مجھ سے خصومت رکھتا تھا اُسنے ایام شورش انقلاب میں ولایت پادشاہی پر دست تعرض دراز کیا اور ولایت کامروپ پر جو قدیم الایام سے آشام سے تعلق رکھتی تھی متصرف ہونا چاہتا تھا۔ میں نے اُسکو تصرف سے باز رکھا اور ان حدود کو اپنے ماتحت کر لیا۔ اب جس شخص کو آپ اسطرف متعین کرین اسکو یہ ولایت سپرد کر دون۔ خانخانان نے باقتضاء صلاح الوقت یعنی اس وقت بظاہر اسکی معذرت کو قبول کر لیا اور وکیل کو خلعت دیکر واپس کیا۔ رشید خان و سید نصیر الدین خان و سید سالار خان و آغر خان کو متعین کیا وہ جا کر ولایات پادشاہی کو آشامیوں کی قرارداد کے موافق اپنے تصرف میں لائیں۔ اس اثنا میں بھیم نراین نے لشکر شاہی سے خوف کھا کر عفو تقصیر کی درخواست کی اور اپنا وکیل بھیجا مگر اسکی تادیب و گوشمالی واجب تھی خانخانان نے درخواست کو بغیر پڑھے فرمایا کہ وکیل از مسند میں جا کر سو کوڑے کھانے کی تکلیف اٹھائے یا نوشتہ زہر مار کر کے نوشجان کرے۔ وکیل نے نوشتہ کو بجبر لقمہ جان کر نوشجان کیا اور استراحت خانۂ زنجیر میں اُون چلا گیا۔ راجہ سجان سنگہ بندیلہ کو بندہا سے پادشاہی کے فوج کے ساتھ اور مرزا بیگ اپنے آدمی کو ایک ہزار سوار تابینیوں کے ہمراہ بھیجا کہ بھیم نراین کی تنبیہ کرین اور ولایت کوچ بہار کو تسخیر۔ جب آشامیوں نے سنا کہ رشید خان افواج کے ساتھ کامروپ کی طرف روانہ ہوا ہے تو انہوں نے اوّل پرگنہ کری باری اور چند اور پرگنوں کو خالی کیا اور آخر کو آب بناس تک ولایات پادشاہی کو چھوڑ دیا۔ رشید خان نے

آشامیون کی اس حرکت کو حیلہ وری اور تزویر جان کر نہایت احتیاط کی کہ جہانگیر
سے آگے چار منزل جا کر ٹھیر گیا۔ خانخانان نے اسکو آگے جانے کے لئے تاکید کی تو بھی اسپر
کچھ اثر نہ ہوا تو رشید خان کے کومکیون یوسف خان و آغر خان نے جا کر کری باری کو
اور پرگنات پر تصرف کیا جو آشامیون نے خالی کئے تھے۔ تو رشید خان موضع
رنگامائی کی طرف چلا جو کامروپ کے توابع مین ہے۔ اشامی رشید خان کے آگے بڑھنے
مین تعلل کرنیسے خیرہ ہوی۔ اور انہون نے دوبارہ کامروپ کے تصرف مین لانے کا ارادہ کیا
تو جنگی نواڑہ اور آلات نبرد بہت سے سامان کے ساتھ بھیجے۔ رشید خان پاس
انکے دفع کرنے کا سامان موجود نہ تھا وہ رنگامائی مین مقیم ہوا اور خانخانان کو حقیقت
حال پر مطلع کیا۔ سبحان سنگہ بھیم تراین کی تنبیہ کے لئے معین ہوا تھا جب اسنے دیکھا کہ
کامروائی کچھ نہین ہوتی تو وہ بھی ولایت کوچ بہار کی ایک بنا کی دیوار مین ہو بیٹھا
اور خانخانان کو اصل حال سے اطلاع دی۔ خانخانان نے ان دونون کا یہ حال دیکھا
تو وہ خود نواڑہ اور توپخانہ اور بنگال کی افواج لے کر ان دونو مہمون کے سرانجام
دینے کا عازم ہوا اور بادشاہ پاس اپنی درخواستین بھیجین۔ بادشاہ نے انکے موافق تمام
لشکر کو جو شجاع کی مہم مین گیا تھا حکم صادر کیا کہ وہ سب جہات مذکور مین شرائط موافقت
و مرافقت کو بجا لا کر خانخانان کی صلاح و صوابدید سے باہر قدم نہ رکھین۔ جب برسات
ختم ہوئی اور پانی کی طغیانی دور ہوئی تو ۱۸ ربیع الاول ۱۰۷۲ھ کو خانخانان خضرپور سے
سرکشون کے استیصال کے لئے روانہ ہوا۔ نواڑہ دو تہائی ساتھ لیا۔ اور باقی جہانگیر نگر مین
چھوڑا اور بادشاہ کے حکم کے موافق اکبرنگر کی حراست مخلص خان کو اور جہانگیر نگر کی
حفاظت احتشام خان کو تفویض کی۔ اور سید اختصاص خان اور راجہ امر سنگہ
نروری کو اور عمدہ منصبداروں کو احتشام خان کا کومکی مقرر کیا اور مہمات خالصہ شریفہ
متعلقہ دیوان بھگوانی داس کو سپرد ہوئین۔ اور نواڑہ کا اہتمام محمد مقیم کو حوالہ ہوا۔ جب
خانخانان معظم خان موضع ہری تلہ مین آیا جو بادشاہی ملک کی سرحد ہے تو دس

سرزمین کے واقف کاروان سے تحقیق کرنے سے معلوم ہوا کہ کوچ بہار کی چلتی ہوئی
راہین مین مشہور ہین۔ ایک ولایت مورنگ کی سمت سے دوم ملک پادشاہی کی جانب سے
دو ہین جنمین سے ایک راہ دوار ہے۔ دوار عبارت ایک دربند محکم اساس سے ہے وہ ایک بند عریض
مرتفع بند کے اوپر جسکو اہل ملک آل کہتے ہین قدیم الایام سے بنایا گیا ہے اور اس بند عالی
شہر کوچ بہار اور اسکے کچھ پرگنے محصور ہین اسکا دور ۲۴ کروہ ہے اور اس بند کے اوپر
سب طرف ایک جنگل ہے جسمین بانس و بید اور اور درخت ایسے بلند و تنومند اور گھنے ہین
اور انکی شاخین ایسی باہم لپٹی لپٹائی ہین کہ چور کا گذر بھی مشکل سے ہوتا ہے کئی جگہ اس
بند پہ دروازے اور دربند کمال مستحکم ہین اور انپر بڑی بڑی توپین اور زنبورکین و ضرب زن اور
ادوات پیکار چنے ہوئے ہین۔ مردان کار اور ہوشیار ہر ایک کی حفاظت کے لئے متعین
ہین اور ان دو بندون مین سب سے بڑا ایک دوار ہے کہ راہ مذکور اسکے محاذی جاتی ہے
اور اس دربند کے گرد ایک چوڑی و گہری خندق کھودی گئی ہے ولایت کوچ بہار کی
راہ متعارف یہی ہے اور اگر دربند مذکور مفتوح ہو جائے تو پھر کوچ بہار تک کوئی
مانع نہین لیکن اسکا فتح کرنا آسان نہین ہے۔ دوسری راہ گھوڑا گھاٹ ہے کہ رنگامائی کے
متصل ہے اس بند کا عرض اس طرف کمتر ہے لیکن اس راہ مین عظیم تنگ و دشوار گذار نالے
ہین اور جنگل خطرناک ہے۔ درخت ایسے گھنے ہین کہ ہوا کے پانون مین بھی زنجیرین پڑتی ہین
خاردار درختون کی یہ کثرت ہے کہ جھونکے وقت باد کے دامن گیر ہوتے ہین ان دو راہون
کو اس طرح بند کیا ہے۔ ایک اور راہ مشہور ہے وہ ملک پادشاہی کی سمت جاتی ہے
جسکے اس طرف کی آل عرض و ارتفاع مین اطراف کی نسبت کمتر ہے لیکن کوچ بہار کے معمورہ
ملک سب جگہ جنگل و بیشہ زہردار سانپون و اونچے درختون سے بھرا ہوا ہے اسکی محافظت
بھیم نراین نے اس خیال سے نہین کی کہ وہ جانتا ہے کہ لشکر شاہی کا عبور اس مین نہین ہو سکتا
اسکے تراکم اشجار اور قلت راہ سے خاطر جمع ہے۔ خانخانان نے یہ راہ اختیار کی وہ
لشکر کے ساتھ بری تلہ سے چلا اور یہ مقرر کیا کہ نوارہ اس نالہ مین چلے کہ گھوڑا گھاٹ سے

نکل کر دریا برہم پتر سے ملحق ہوتا ہی۔ سلخ ربیع الثانی کو راجہ سجان سنگہ اور اسکا شکر بھی خانخانان سے آن ملا۔ غرۂ جمادی الثانی کو راہ مذکور کی حفاظت جو جماعت کرتی تھی وہ بھاگ گئی۔ اس راہ مین ہاتھی و تبردار و لشکر کے پیادے آگے آگے جاتے اور جنگل کے درختون کو توڑکر راہ بناتے۔ بڑی مشکل سے لشکر اسلام راہ کاٹتا۔ راہ مین ایک چوڑی عظیم رود آئی ایک جگہ پایاب دریافت کی گئی وہان سے لشکر پایاب ہوا نیستان سے لشکر نکل کر آگے پہنچ آیا یہان کے محافظ ڈرکر بھاگ گئے۔ آل مین لشکر داخل ہوکر کوچ بہار کے قریب آیا بھیم نراین اس آل کے بھروسہ پر سرکشی کرتا تھا جب وہ ہاتھ سے گیا تو لشکر شاہی کے پہنچنے سے پہلے وہ کوچ بہار سے بھاگ گیا اور اہل و عیال و اموال کو ساتھ لے گیا اور کوہ بھوٹنت مین پہنچا بھولاناتھ اسکا وزیر اسکی صواب دید و اشارہ سے پانچ چھ ہزار پیادون کے ساتھ کوچ بہار کی مغرب یہ سمت مین گیا جو درۂ کوہ مورنگ مین ہے اور بڑے بڑے جنگل اسکے گرد ہین اس خیال سے یہان آیا کہ جب لشکر شاہی گذرے تو فرصت کے وقت رہزنی کرے اور شورش مچائے۔ دہات و کھیتون و غلون کو جلائے۔ رعایا کو بھگائے اور لشکر شاہی مین آذوقہ نہ پہنچنے دے۔ ششم جمادی الاولی کو حوالی شہر مین سپاہ اسلام کا خیمہ لگا۔ شہر بلا تردد سیف و سنان کے تصرف مین آیا۔ ابتدا مین شہر کے اندر جس کسی کے کچھ ہاتھ آیا وہ لے گیا۔ بعد ازان سید محمد صادق صدر بنگالہ کو خانخانان نے حکم دیا کہ جابجا خود اہتمام کرکے قطعی ایسا انتظام کرے کہ کوئی شخص رعایا کے مال و عیال پر دست درازی نہ کرے اور راجہ بھیم نراین کے مال و اسباب کو جو ہاتھ آئے ضبط کرے بت شکنی و اجرای احکام اسلام مین مشغول ہو۔ سید مذکور نے خوب اہتمام کیا کہ وہان کے باشندون کے احوال کا کوئی متعرض نہ ہوا۔ سیاست کے لئے غارت پیشون کے واسطے قطع ید و گوش و بینی کا حکم دیا گیا۔ رعایا و غربا کے جان و مال کی امان کے لیے تسلی مین مشغول ہوا۔ اور بت کلان نراین کے سر اور رو ے کو کلنگ کی ضرب سے افر بازوے اسلام قوت سے توڑا پھر اور بتون کے ہاتھ پاؤن کے ٹکڑے کئے۔ بتخانون کی بھی تو

چڑھہ کر ہر طرف دین محمدی کی اذان کا آوازہ ایسا بلند کیا کہ اس مرز و بوم کے بوش
باختون مین تزلزل آیا۔ مگر تاراج اور غارت کی ممانعت کی گئی۔ دلباختہ رعایا اور
مقدمون کے کانون مین صدائے امن و امان پہنچی جو جماعت بھاگ گئی تھی اسکے گھر اور اسکے
مال کی گرد آوری مین بطریق امانت زیادہ تاکید و احتیاط کی گئی۔ باوجود دار الحرب ہونے
کے سپہ سالار نیک سیرت نے رعایا کے حال و مال و عیال پر ترحم کیا تو اسکی خبر کے منتشر ہونے سے
ہر صنف و قوم کے آدمی گروہ کے گروہ آنے شروع ہوئے ویران گھر آباد ہو گئے۔
بشن نراین پسر بھیم نراین کہ باپ سے ناراض تھا فرصت وقت کو غنیمت جان کر خانخانان
کی ملازمت مین آیا اور مسلمان ہو گیا۔ پدر اور وزیر کی گرفتاری کے لئے رہنمونی کرنے
لگا۔ خانخانان نے کچھ آدمیون کو اسکے ہمراہ کیا کہ بھیم نراین کا تعاقب کرین جو دامنہ
کوہ بھوٹنت مین بھاگ گیا ہے اور اسفندیار بیگ کو جو اس سرزمین کی خصوصیات پر مطلع
تھا بھیجا کہ بھولا ناتھ کو گرفتار کر کے لائے جو مورنگ کے دامن کوہ مین چھپا تھا اور شورانگیزی
کی تلاش مین تھا۔ اور رعایا کی تسلی و استمالت ایسی کرے کہ وہ اپنے مساکن مین آن کر
آباد ہون۔ فرہاد خان کو ایک اور گروہ کے ساتھ دوسری سمت مین اسی مطلب کے
لئے بھیجا۔ کارشناسی و تدبیر کے حکم سے اشارہ کیا کہ بلدہ وار کی اور بند کی عمارت
کو منہدم کرین۔ اسکے ہر طرف سو سو گز جنگل کو کاٹ دین اور اسکے دونو طرف درختون کو
چھانٹ دین۔ چھوٹی بڑی ایک سو چھہ توپ اور ایک سو پچپن زنبورک ور اچھی اور بہت
سی اور بندوقین اور آلات توپ خانہ و ادوات پیکار بچہ بھیم نراین کے انتقال و
احمال لشکر شاہی کے تصرف مین آگئے۔ جہانگیر نگر کو اسباب توپ خانہ روانہ ہوا۔
فرہاد خان جو بھولا ناتھ کے تعاقب کے لئے معین ہوا تھا وہ رسم تگاپوئی بجا لا کر
اوس کے پیچھے اس جگہ تک گیا جہان سوار جا سکتا تھا کچھ اسکے گھوڑے لوٹ کر
لایا جو وہ چھوڑ کر جنگل مین بھاگ گیا تھا۔ سات روز بعد مراجعت کی۔ اسفندیار
نے جاسوسون کو بھیجکر بھولا ناتھ کا پتا لگایا وہ جنگل مین سانپ کی طرح چھپتا تھا

وہان اُسنے آدھی رات کو اُسکو اور اُسکے ہمراہیون وزن و فرزند سمیت گرفتار کرکے
مراجعت کی بھیم نراین نے جب سُنا کہ لشکر شاہی اُسکے پیچھے آتا ہے تو وہ دھرم راج مرزبان
بھوٹنت سے اجازت لیکر پہاڑ کے اوپر چلا گیا اس پہاڑ کی چوٹیون پر سوار پیادہ کے کوئی اور
مشکل سے بھی نہین چڑھ سکتا تھا لشکر شاہی اس کوہ کے نیچے آیا۔ ایک ہاتھی اور کچھ گھوڑے اور زر
اسکے ہاتھ آئی۔ اور ایک کوہی آدمی کو پکڑ لائے۔ وہ قوی ہیکل و سرخ و سفید تھا اور اسکے سر کے بال بھی
زرد تھے۔ مُنہ اور گردن کی اطراف پر چھوٹے ہوئے تھے سوا سفید دھوتی کے کچھ اور کپڑا
اُس پاس نہ تھا۔ کہتے ہین کہ زن و مرد اسی وضع و لباس سے زیست کرتے تھے۔ اس کی
زبان کوچ بہار کے آدمیون سے ملتی تھی اُس نے خانخانان سے کہا کہ اگر مجھے مرزبان
بھوٹنت کے نام خط لکھ کر دیجئے تو مین اُسکا جواب لا دونگا۔ خانخانان نے اُسکے آدمی کو
جان کی امان اور خلعت دیکر دھرم راج مرزبان بھوٹنت کے نام پروانہ لکھدیا جسکا
مطلب یہ تھا کہ بھیم نراین تیری پناہ مین آیا ہے تو اُسکو بھیجدے یا اُسکو اپنے وطن
باہر نکالدے۔ بھوٹیہ اس پروانہ کا جواب یہ لایا کہ میرے استصواب بغیر بھیم نراین اس
کوہستان مین آیا۔ ناخواندہ مہمانون کو ضرر پہنچانا اور خارج کرنا مروت سے بعید ہے
کوہستان بھوٹنت سرسبز ہے وہ کوچ بہار کے شمال مین پندرہ کوس پر ہے اسکی
چوٹیان برف سے ڈھکی رہتی ہین۔ وہان یہ میوے ہوتے ہین۔ امرود و سیب و بہی
اور اسی طرح کے سرد میوے شیرین اور یہ چیزین اور ہوتی ہین ہاتھی و گونٹ اور مشک
اور ایک قسم کا پشمینہ جسکو بھوٹ کہتے ہین اور بری کہ ایک پارچہ گندہ ہوتا ہے اور ریسمان
سے بنا جاتا ہے اور فرش کے کام مین آتا ہے ریگ شوئی سے کچھ نقرہ و طلا بہم پہنچتا
ہے۔ اس کوہستان کا زمیندار دھرم راج ایک بوڑھا معمر مرتاض رعیت پرور
انصاف پیشہ ہے وہان کے آدمی اس کی عمر ایک سو بیس سال کی بتاتے تھے سوائے
کیلہ و شیر کے اسکی غذا کچھ نہ تھی۔ رعیت کے ساتھ بہت رفق و مدارا کرتا تھا اسکے
ولایت مین ایک تند رو و عمیق کم عرض ندی بہتی جاتی ہے اُسکے آہنی زنجیر ہ اسکے

عرض مین مٹا اور درختون کی بیچ سے باندھتے ہین اور اسی طرح دوسری زنجیر اسکے
اوپر آدمی کے قد کی برابر اونچی لگاتے ہین۔ آنے جانے والے نیچے کی زنجیر پر پاؤن اور اوپر
کی زنجیر پر ہاتھ رکھکر عبور کرتے ہین حمال و اثقال اور ٹانگنون کو اسی طرح دریا سے پایاب
اتار کر لے جاتے ہین۔

احوال کوچ بہار

کوچ بہار کی ولایت بنگالہ کے شمال و مغرب مائل بشمال واقع ہے اسکا طول شرقاً
وغرباً ابتدا پرگنہ بھیتر بند سے کہ ملک پادشاہی مین داخل ہے پاپگالون تک کہ
ملک موزنگ مین ہے ۵۵ کروہ جریبی اور اسکا عرض جنوباً و شمالاً پرگنہ تاج ہات
سے کہ ممالک محروسہ مین ہے نوسکیرتا تک کھونٹا گھاٹ سے متصل ہے پچاس کروہ جریبی ہے
یہ ولایت بلاد شرقیہ مین ہے۔ نزہت و صفا و لطافت آب و ہوا و وفور ریاحین و ازہار
وکثرت بساتین و اشجار و خرمی و دلکشائی و فیض بخشی و فرح افزائی مین امتیاز رکھتی
ہے۔ ہندوستان و بنگالہ کے فواکہ و اثمار مثل انبہ و کیلہ و اننناس و کوئلہ نہایت خوب
ہوتے ہین۔ اس سرزمین مین فلفل گرد کے درخت بھی بہت ہوتے ہین۔ اس ولایت
مین جو اندر کی طرف بند ہے اسکو بھیتر بند اور جو باہر کی طرف بند ہے اسکو باہر بند
کہتے ہین۔ ایک دریا عظیم اور دو مختصر نہرین بند مین داخل ہوتی ہین اور وہ اور دریانیون
اور دریاؤن کے ساتھ جو اور جانبون سے آتے ہین ملکر دریاے سنکوس مین داخل ہوتی
ہین۔ یہ دریا سمت آشام مین کوچ بہار کے منتہا پر ہے۔ برسات کے دنون مین کوئی ندی
پایاب نہین ہوتی۔ برسات کے بعد بعض ندیان پایاب ہو جاتی ہین۔ اکثر انکی تھا مین
سنگریزے ہوتے ہین انکا پانی بہت میٹھا ہوتا ہے۔ باہر بند مین پانچ چکلے ہین۔
انمین ۷۷ پرگنے ہین اور بھیتر بند مین بارہ پرگنے اور اس ولایت کا محصول دس لاکھ
روپیہ ہے اس ملک مین دو قومین آباد ہین ایک میچ ہے پرگنات بھیتر بند مین اور
دوسری قوم کوچ باہر بند مین رہتی ہے۔ کوچ بہار کی وجہ تسمیہ یہی معلوم ہے دونو قومین
بت پرست ہین۔ بھیم نراین کوچ کی قوم مین سے ہے اسکے باپ دادا کے نام کا

ایک جزو نراین ہی۔ اہل دیا یہ جس بت کی پرستش کرتے ہین اسکا نام نراین ہی۔
ہندو یہان کے زمیندار وں کا اعتبار عظیم کرتے ہین اور راجہ کو بزرگ راجاؤن کی
اولاد مین جانتے ہین جو اسلام سے پہلے تھے۔ یہان کا راجہ سونے پر سکہ لگاتا ہی
جسکا نام نرائینی ہے۔ یہان کے راجہ کی طبیعت عیش و عشرت و خود رائی و زیب
زینت کی طرف نہایت مائل ہے۔ مستی و ہوا پرستی مین زندگی بسر کرتا ہے۔
کبھی لب کو ساغر کے لب سے اور ہاتھ کو صراحی کی گردن سے نہین اٹھاتا۔ اُسکا کاخ دماغ
گوپیون کے شرون سے بھرا رہتا ہے۔ ملک کا نظم ونسق اپنے وزیر بھولا ناتھ کو سپرد کر رکھا
ہے خود حکومت کے کار مین کم مشغول رہتا ہے اور عمارات دلنشین و مساکن عالی مین
دیوان خانہ و خلوت و حرم و خواص پورہ و حمام و باغچہ و نہر و فوارہ و آبشار بتقریب
خوش طرح کمال زینت و تکلف کے ساتھ بنائے ہین شہر کوچ بہار طرح داری و قرینہ
کے ساتھ آباد ہوا ہے۔ کوچون مین خیابان ہین اور ناگیسر و چنپال کے درخت نہایت
خوش بزرگ و موزون گل لگائی ہین۔ اس سرزمین مین بڑا نقص یہ ہے کہ یہان کے آدمیون
کا نہال جمال کی بہار سے بہرہ نہین رکھتا قضا کے دہقانون نے وجاہت و زیبائی کا
تخم اس قوم کی صورت مین نہین بویا ہے۔ گویا مصور صنع نے اس گروہ کی شبیہ کشی مین
صورت انسانی کی چہرہ کشی کا قصد ہی نہین کیا ہے۔ سب چھوٹے بڑے زشت رو
ہین۔ مگر سبز فام و کچھ گندم گون۔ تم میں بعض آدمی سفید رنگ ہوتے ہین اور وہ
عزاسع ہوتے ہین اور سپاہی بھی۔ انکے حربے تیر و تفنگ ہین انکے تیرون کے پیکان
اکثر زہر آلود ہوتے ہین انکے زخم سے زخم پر آماس ہوتا ہے جتنے مجروح ہلاک ہوتے
ہین۔ اسکا علاج کسیرو پان کھانے و طلا کرنے سے ہوتا ہے بعض کہتے ہین کہ پانی پر
ایک منتر پڑھ کے اسکے پینے سے آرام ہوتا ہے۔ اس یورش سے اصل مطلب یہ تھا
کہ ولایت آشام کی تسخیر و آشامیون کی تادیب و تنبیہ ہو اسلئے اس کوہستان کی تسخیر
اور اسکے ہمسر راجہ کی استیمال کو اوروقت پر موقوف رکھا اور آشام کی عزیمت

مسمم کیا۔ کوچ بہار کا نام عالمگیر نگر رکھا۔ سولہ روز یہان رہ کر سب طرح کا بند و بست
اس کا کیا۔ اور اسفندیار خانی کو یہان کا فوجدار مقرر کیا۔ سوم یا دوم جمادی الاول
سنہ ۷۳ کو آشام کی فتح کے قصد سے لشکر نے کھونٹہ گھاٹ کی راہ سے کوچ کیا۔ ۲۸ کو
رنگا ماٹی مین لشکر آیا تو رشید خان اور اسکے ہمراہی اور نوارہ بادشاہی اسمین مل گیے۔
دریای برہم پتر کے دونو طرف پہاڑون کا سلسلہ مسلسل چلا جاتا ہے اس دریا کے
کنارہ پر کثرت سے بیشہ و جنگل اور بہت سے ندی نالے و کیچڑ و دلدل ہین لشکر کا
چلنا کمال دشوار ہے اگرچہ ان حدود کے سرزمین کے زمیندار و بومی بہت سے رستے
بتلاتے تھے کہ جنسے آسانی سے عبور ہو سکتا تھا لیکن خان سپہ سالار حزم اندیشی و
دور بینی کے سبب سے جو اساس سپہ داری و سرداری ہے اس گروہ کی رہنموئی
پر اعتبار نہ کرتا اور دریا کے کنارہ کو باوجود صعوبت کے نہین چھوڑتا۔ اسنے مقرر کیا
کہ دلیر خان افواج ہراول کے ساتھ و میر مرتضیٰ توپخانہ کے ساتھ اس راہ پر کہ سیدھی
مقصد پر منتہی ہوتی ہے۔ دریا کے کنارہ کو رہ نما بنا کر اور لشکر کا پیش رو بن کر آگے
چلین۔ خان مذکور نے بڑی کوشش کی۔ ہاتھیون کے دانتون سے جنگل کے درختون کو
شکستہ کرایا۔ نیستان کو انکی سونڈون سے اکھڑوایا۔ لشکر کے تبرداروں اور پیادون
سے حتی الوسع ناہموار راہ کے تصفیہ و تسویہ مین کوشش کرائی۔ اس راہ مین ندی و نالے
بہت تھے جس سرزمین مین چلین وہ دلدل آتی اسکو درختون کی شاخون اور نے کے دستون
اور گھانس کے پشتارون سے بھر کر اس سے عبور کرتے۔ اس سبب سے کہ یہ راہ ویسی سخت خطرناک
تھی اور نوارہ اس سبب سے کہ پانی پر دیر مین چلتا تھا ایک روز مین دو کوس یا ڈھائی
کوس سے زیادہ چلنا نہ ہوتا جہان لشکر اسلام کا قیام ہوتا وہان جنگل کو کاٹ کے
ہر ایک دنی اپنا خیمہ لگاتا اور اپنے جانورون کے مربط بناتا۔ خان سپہ سالار صبح سے
شام تک رستون کے بنوانے مین کوشش کرتا اور پیادہ ہو کر سپاہ کو تسلی دے کے
انکی جذب قلوب کرتا اور اپنے اخلاص مند ہمدمون کی مدد کرتا اور حافظ کا یہ شعر

ورد زبان رکھتا۔

شعر

گرچہ منزل بس خطرناک است و مقصد ناپدید + ہیچ راہے نیست کو را نیست پایان غم مخور

کو راہ مین یہ تکالیف تھین مگر لشکر جہاد کے شوق کے سبب سے اسکو راحت گنتا ۲ جمادی الاخری

جوگی گھپہ کی منزلگاہ پر سپاہ پہنچی۔ اس جوگی گھپہ کی وجہ تسمیہ یہ تھی کہ ایک جوگی دنیا کو چھوڑ

کر یہان ایک غار مین بیٹھا تھا ہندی زبان مین غار کو گھپہ کہتے ہین۔ یہان سے گوہاٹی

تک کہ ممالک محروسہ کی سرحد قدیم ہی چالیس کروہ مسافت ہی۔ یہان سے ناگر گانون ایک

ماہ کی راہ ہے جو راجہ آسام کا مسکن اور دار الملک ہی۔ اشامیون نے اس پہاڑ کے دامن مین کہ

دریا سے متصل ہے یہ قلعہ بنایا ہے جسکی دیوار کا عرض نیچے نو گز اور اوپر پانچ گز ہے اور اسکا

دور حصار کے اندر زیادہ ایک کروہ سے ہے اور اسکے برج بڑے مضبوط ہین۔ دیوار کا ارتفاع

جانب غربی مین قلعہ کوہ تک ہے۔ یہی جانب شاہی سپاہ کے برسر راہ تھی اور دیوار سے ایک گولی

شپہ پر گڑھے کھود کر انمین سختین سر تیز بانس کی جنکو یہان کے لوگ بھالچہ کہتے ہین گاڑ رکھا ہین

اور انکے پیچھے قریب ڈھائی تیر کے اندازے کنار خندق تک سطح زمین پر بھالیچے گاڑے ہین۔

اور اسکی خندق عمیق مین بھی جسکا عرض تین گز تھا اسی طرح کے بھالیچے اسمین گاڑے ہین

دریاے برہم پتر اسکی سمت جنوبی کا محیط ہے۔ جانب شرق مین دریاے بناس ہی جو اسی پہاڑ

کے نیچے گذر کر دریاے برہم پتر سے ملتا ہے۔ شمالی جہت مین خندق و کوہ و جنگل کا انبوہ تھا

اس کوہ کے محاذی ایک کوہ ہے جسکو پنج رتن کہتے ہین اس پر بھی اسی طرح کا ایک قلعہ بنایا تھا

قلعہ جوگی گھپہ مین پندرہ ہزار آدمی مع توپ خانہ تھے اور قلعے کے نیچے تین سو بیس کشتیان

مع ساز و آلات پیکار موجود تھے قلعہ پنج رتن مین بھی چھ ہزار آدمی مع آتش توپخانہ کے تھے۔

یہان دریا کی دو شاخین ہو گئی تھین جنکے درمیان خشکی مین اشامیون نے مورچال

بنائے اور اسکو چوب و بانس سے مستحکم کیا انکا قصد یہ تھا کہ لشکر شاہی دریا کے جس حصے مین

گذرے توپ تفنگ سے اسپر آگ برسائین اور آگے نہ جانے دین رود خانہ کے آگے سپہ سالار

نے سپاہ کو حکم دیا کہ کمال خبرداری سے آترین اور مہتابیون کو اکثر روشن کرتے رہین

اور نوارہ کو حکم دیا کہ قلعہ کے نیچے آسامیون کے مقابل لنگر ڈالین اسلئے کہ آسامیون کو کمک
نہ پہنچنے پائے اور شب خون نہ مار سکین۔ ہر رشتہ کوہ پر اور رخنہ دار دشوار گذار راہون پر مردان
کاری کو بہت سے سوارون اور پیادون کے ساتھ تعین مقرر کیا جس طرف سے دشمن کی کمک کو
پہنچنے کا زیادہ وسوسہ تھا۔ آغر خان کو مامور کیا اتفاقاً تین چار ہزار پیادے سے برقنداز و
سے آغر خان کا مقابلہ و مقاتلہ ہوا۔ تیر اندازون نے اطراف مغلیہ کو گھیر لیا۔ آغر خان نے
بہادرانہ مقابلہ کرکے بہت دشمنون کو مارا۔ چند مغل سوار کشتہ و زخمی ہوئے۔ اور آغر خان
کے پاؤن مین ایک زہردار تیر لگا جسے اُسی وقت ورم ہوا اور ورم مین درد ہوا۔ مگر اُس نے
دشمنون کو بھگا دیا اور چند نفر آسامی زندہ گرفتار کیے۔ آسامیون پر لشکر شاہی کا ایسا
خوف چھایا کہ اصلاً اُنہون نے جنگ پر دل نہ لگایا رات کو ہر گوشہ و کنارہ سے
بھاگ گئے۔ آسامیون کی جنگ کا مدار پیادہ و جنگ دریا پر ہے اور خشکی مین اُن کے پیادے
دس غیر مسلم سوارون سے بھاگتے ہین۔ بہت سے آسامی پہاڑ سے نیچے بھاگ کر اپنی
نوارہ کی مدد کو آئے کہ بادشاہی نوارہ سے جنگ کرین بہت سی کشتیان جو پانی مین غرق
تھین اُنکو نکال کر کشتیون پر سوار ہوئے لڑنے اور دار و گیر پر مستعد۔ دوسرے روز جب آفتاب نکلا
توپخانہ نان حصار کی طرف آیا اور جنگی آدمیون کو مع مصالحہ توپ خانہ کے نوارہ مین بھیجا
اور کچھ سپاہ کو دریا کے کنارہ پر رکھا کہ بروقت نوارہ کی مدد کرین۔ طرفین سے کشتیون نے
حرکت کی۔ توپ و تفنگ کے گولے چلائے اور بان ایسے مارے کہ دریا مین تلاطم آگیا خشکی کی
طرف سے بان مارے جاتے تھے۔ توپ و تفنگ کی صدا سے آواز کوہ ہم آہنگ ہو کر
کانون کو بہرا کرتی تھی۔ باروت کے دھوئے سے روی دریا ایسا نیلگون ہو گیا تھا
کہ غالب و مغلوب معلوم نہین ہوتے تھے۔ آسامیون کی کشتیون مین بان کم تھے اور
ہراس بہت تھا۔ بہت ہاتھ پاؤن مار کر اور سرون و جانون کو برباد کرکے اور
بہت سی کشتیون کو دریا مین کھول کر بھاگ گئے۔ بادشاہی نوارہ نے تعاقب کیا
اور ایسا اُنکو تنگ کیا کہ اُنہون نے تیر کر جان بچانی چاہی مگر وہ نہنگ و ماہی کے

متعین ہوئے بعضے کولون کے صدمون سے نوارہ سے اُترکر دامن کوہ کے پتھرون اور
جھرائی درختون کی پناہ مین آئے۔ کچھ آدمی تیرکر جان سلامت لے گئے تھے انکو لشکر شاہی
نے گرفتار کرلیا۔ ایک سو چالیس کشتیان اور ۲۶۳ آہنین توپین چھوٹی بڑی اور تفنگ
بہت سی بندوقین اور دھرون اور باروت اور ادوات حرب وپیکار لشکر شاہی
کے تصرف مین آئے اور وہ دونو حصار بے کوشش یورش فتح ہوے۔

خانخانان نے اپنے نوکر عطاء اللہ کو جوگی گھپہ مین تھانہ دار مقرر کیا۔
۸ جمادی الاخری کو گوامٹی کا قصد کیا۔ دریاے بناس پر پل باندھا۔ اور لشکر عبور کرکے
آگے بڑھا۔ دریاے بناس پر توپ خانہ گذرتا تھا کہ ایک کشتی کے ڈوبنے سے ایک
بڑی توپ ڈوب گئی اُس توپ کو بڑی مشکل سے نکال کر توپ خانہ مین پہنچایا
۱۲ جمادی الاخری کو لشکر گوامٹی سے دو کروہ پر پہنچا۔ یہان آشامیون نے
شاہی سپاہ سے لڑنے کے لئے بڑا لشکر جمع کیا تھا۔ آشامیون نے دو قلعے نہایت
وسیع ورفیع اور مستحکم بنائے تھے ایک موضع سری گھاٹ مین جسمین پانچ پہاڑون کو حصار
بنایا گیا تھا اور دوسرا قلعہ کوہ ٹاندو (یا نڈو یا ماندو) پر بنایا جو برہم پتر کے پار
سری گھاٹ کے محاذی تھا اور ان دو قلعون کے درمیان وہ ساری اپنی نوارہ
کو نگاہ رکھتے۔ اور ان دونو قلعون مین ایک لاکھ سے زیادہ آشامی تھے لیکن اس
لشکر شاہی کے خوف مین آشامی ایسے آئے کہ اسکے پہنچنے سے پہلے رات کو قلعے کو
خالی کرکے بھاگ گئے ایک جماعت نوارہ مین بیٹھ دریا کی راہ سے بھاگی اور کچھ
خشکی کی راہ سے جنگل مین چلی گئی۔ خانخانان نے سری گھاٹ مین آنکر قلعہ کا بندوبست
کیا اور وہان سے گوامٹی مین کہ چوتھائی کوس پر تھا آیا۔ قلعہ تاندو کو بھی بےجنگ و
ستیز کے آشامی چھوڑکر بھاگ گئے۔ یادگار بیگ خان نے انکا تعاقب کیا اور
کچھ آدمیون کو مارا۔ موضع کجلی مین بھی کہ قلعہ ماندو سے سات کوس آگے تھا۔
آشامیون نے قلعہ بنایا تھا اسکی حراست کے لئے ایک جماعت کثیر کو توپ خانہ کا اسباب

اور قلعہ داری کے لوازم کے ساتھ متعین کیا تھا۔ یہان سے پھر وہ بھاگ گیا۔ اور تینون قلعے لشکر شاہی کے قبضہ مین آسانی سے آگئے۔ اس طرح ملک قدیمی سرحد کا بھی تک آشامیون کے قبضہ سے نکل گیا۔ خانخانان نے اپنے ملازم محمد بیگ کو گواہٹی کی اور حسن بیگ نکتہ کو کجلی کی حراست کے لئے مقرر کیا۔ کجلی بن کے قریب قلعہ کجلی تھا۔ اس بن مین ہاتھی بہت ہوتے ہین بعض فوج کے سردار اور فوج ان مکانون مین رہے جو تسخیر ہوئے تھے اور بہت سی تاخت اور امور ضروری کے لئے اطراف کو رخصت ہوئے تو لشکر شاہی مین جمعیت کم ہو گئی لیکن اسکے سامنے آشامیون کے ہزار سوار اور بیس ہزار پیادے ان بھیڑون کا حکم رکھتے تھے جو شیر گرگ سے خوف کھا کر بھاگے ہون۔ آشامی شبخون مارنے مین بہت دلیر تھے۔ اور زیادہ جرأت کرتے تھے

خانخانان اکثر اوقات کوتوال کی طرح گشت کرتا تھا رات کو اول پہر سوتا تھا پھر صبح تلک پلک سے پلک نہین ملاتا تھا اسکی بیداری کے سبب سپاہی سوتے تھے برخلاف اور فوجون کے کہ اطراف مین متعین ہو گئے تھے۔ اکثر ان پر ناگہان رات مین آشامی شبخون مارتے تھے آدھی رات کو اور آخر شب مین دست بردین کرتے تھے۔ اور فوجون کو مع مال و اثقال کے پامال کرتے تھے اور لشکر شاہی کو چشم زخم عظیم پہنچاتے رکھا ماٹی مین رشید خان کے پہنچنے کے بعد اور خضرپور سے نواب کے چلنے سے بیشتر کامروپ مین آشام کے سردار قیام رکھتے تھے انہون نے رشید خان پاس ایک ایلچی بھیجا اور متکبرانہ لشکر شاہی کی نہضت کا سبب پوچھا۔ رشید خان نے حاجب کو نواب پاس بھیجا تو نواب نے اس ایلچی کے ساتھ اپنا آدمی بھیجا اور یہ پیغام دیا کہ اگر راجہ اس ملک کی بادشاہی کو جو اسنے اپنے تصرف مین کر لیا ہے چھوڑ دے۔ اور کامروپ جو سابق و لاحق رعایا کو اور توپخانہ اور شاہی کو جو وہ لے گیا ہے دیدے اور اپنے دو بیٹون کو مع لائق پیشکش کے بھیجدے اور عہد و پیمان کرے کہ من بعد ملک شاہی کی کوئی مزاحمت نہین کریگا۔

[illegible] ۱۰۷۱ -

تو ہم بھی ملک آشام کی تسخیر سے ہاتھ نہ اٹھائینگے اور نواب کے دل مین یہ قرار داد تھی کہ اگر راجہ
آشام ملک کامروپ کو چھوڑ دے اور کچھ پیشکش بھیجدے تو اسکی گوشمالی کے ارادہ کو فسخ کرکے برسات
کے بعد مہم رخنگ پر متوجہ ہو۔ بادشاہ کا حکم آیا تھا کہ شاہزادہ شجاع کو ملک رخنگ سے نکال کر
اسکے عزیزون اور اہل حرم کو بادشاہ پاس بھیجے۔ اسکے جواب مین نواب نے عرضداشت بھیجی تھی کہ
کوچ بہار اور آشام کی مہم مین لشکر مصروف ہے اسکو وہان سے طلب کرنا اور مہم کو ناتمام چھوڑنا
مقتضائے صلاح دولت نہین ہے۔ بندہ دولتخواہ سال آیندہ مین حکم حضور کی تعمیل کریگا۔ امسال
کوچ بہار اور آسام کے مقابلہ مین مصروف ہوتا ہے۔ اسلئے نواب کو آشام سے ایلچی کے آنیکا
انتظار تھا۔ جب گواہٹی مین وہ آگیا اور ایلچی نہ آیا تو وہ بے اختیار ۲۷۔ جمادی الثانی کو گواہٹی
سے کوچ کرکے ملک آشام مین داخل ہوا۔ آشامی اکثر شب خون مارا کرتے ہین۔ اور پہلے
انہون نے اسی طرح لشکر پر فتح پائی ہے اسلئے مقرر ہوا کہ لشکر ہوشیار اور بیدار رہے اور
چوکی پہرہ لگا رہے اور میر مرتضیٰ و دلیر خان آشامیون کی راہ کے محافظ رہین۔ راجہ آشام
کا دار الملک گھرگانو (گرگانون) دریائے برہماپتر کے پار تھا اور اسکے اس طرف قلعہ جمدھرہ تھا
وہ اس مرزبوم کے بڑے مشہور قلعون مین تھا اسکے تین حصار تھے جنکے برج بڑے بلند پہاڑ پر
تھے اور انکی باقی تین طرفون مین پانی عریض و عمیق و غرقاب تھا اکثر جگہ اسکا عرض ایک تیر پرتاب تھا
اس کا فتح کرنا مدت کا کام تھا۔ اسلئے خانخانان اسپر متوجہ نہ ہوا۔ قلعہ جمدھرہ اور
گواہٹی کے درمیان قلعہ برتینیہ پر ۶۔ رجب کو دو روز مین لشکر دریا کے پار گیا اور وہ پیغامبر جو ایلچی
آسام کے ساتھ گیا تھا وہ آیا اور کوئی جواب باصواب نہ لایا اسلئے کوچ پر کوچ ہوا۔ راجہ
ڈومریہ جو آشام کے تابع تھا اس نے اپنے برادرزادہ کو نواب پاس بھیجا۔ اسنے ایک ہاتھی
پیشکش مین دیا۔ راجہ نے خود حاضر نہ ہونے کے لئے بیماری کا عذر کیا۔ نواب نے اسکے بھتیجے
کو ہمرکاب لیا۔ ایک منزل مین ایک طوفان عظیم آیا۔ بہت سی بادشاہی کشتیان ہوا کے صدمہ
سے غرق اور شکستہ ہوئین اور اولے ایسے بڑے بڑے پڑے کہ گھوڑے انکے صدمہ سے بچنے کے
لئے دریا مین چلے گئے۔ وہان دریا کے بازیانہ مہوت نے مدم کے جنگل مین انکو دوڑایا۔ اسامیون کو

یہ خیال تھا کہ لشکر شاہی پہلے قلعہ جمدصرہ کو فتح کریگا اسکا استحکام جنگی آدمیون اور توپون
اور اسباب حصارداری سے کیا تھا۔ جب انکو لشکر کے دریا سے عبور کرنے کی خبر ہوئی تو قلعہ
سمگرھ کے استحکام کا فکر ہوا۔ وہ دریا سے پار قلعہ جمدصر کے محاذی تھا۔
۱۱ رجب کو سمگرھ کے قلعہ کے نیچے لشکر شاہی کا خیمہ گاہ ہوا۔ آتے ہی بعض برق انداز قلعہ پر
دوڑ گئے اسطرح سے کچھ آدمی ضائع ہوئے۔ وہ منع کئے گئے اور لوازم محاصرہ میں مصروف
ہوئے۔ سماگیرھ کا قلعہ بہت مضبوط اور بلند بہت وسیع تھا۔ اسکے گرد خندق گھری تھی
تین لاکھ اسامی وہان رہتے تھے اسباب حصارداری پورا تھا اس قلعہ کے دو طرف دو
دیوارین کنگرہ دار تھین اور دیوارون کی بازوؤن پر توپین۔ زنبورکین و بندوقین بے شمار
لگی ہوئی تھین۔ اور انکے پیچھے آدمی بیٹھے ہوئے تھے۔ دیوار کے نیچے سب جگہ خندق و
کھالیے و گڑھے بنے ہوئے تھے۔ قلعہ کی جنوبی دیوار ایک پہاڑ پر جو قلعہ کے پیچھے تھا
ختم ہوتی تھی اور چار کروہ کی مسافت رکھتی تھی اور شمال کی طرف دیوار دریا سے برابر
متصل تھی کہ تین کروہ کی راہ تھی۔ قلعہ کی جانب جنوب سے برج جنوبی کے نیچے نالہ تھا وہ ان
سے مغرب کی سمت بہتا تھا۔ اسی نالہ کے کنارہ پر لشکر شاہی فروکش ہوا۔ رات دن
امرا سوار ہو کر پاسبانی کرتے تھے محمود بیگ بخشی بادشاہی اس کام کی سر براہی خوب
کرتا تھا۔ دلیرخان و میر مرتضیٰ نے قلعہ سے اتنے فاصلہ پر کہ بندوق کی گولی پہنچ سکتی
تھی لشکر سے آگے مورچال بنائے اور بڑی بڑی توپین لگائین مگر قلعہ کی دیوار ایسی عریض
تھی کہ توپون کے مارنے کا اثر کچھ نہ ہوتا تھا۔ نواب (سپہ سالار) اور دلیرخان کے آدمیون
نے کوچہ سلامت سیبہ کو قلعہ کی دیوار تک پہنچایا۔ صبح سے شام تک لشکر و مورچال شاہی
پر قلعہ کے اوپر سے توپ زنبورک و بندوق گولے گولیون کا مینہ برساتے تھے بعض اوقات
محصورین سیبہ پر آن کر دست بردی کرتے تھے۔ طرفین سے آدمی مجروح و اسیر و قتل
ہوتے تھے۔ ایک رات کو نواب کے آدمی غافل تھے آن کے مورچال پر اسامیون کے ایک
گروہ انبوہ نے چھاپہ مارا قریب تھا کہ مورچال نشینون کو چشم زخم پہنچتا کہ دلیرخان

آدمیون نے انکی اعانت کی اور اسامیون کو بھگا دیا وہ قلعہ مین چلے گئے۔
اس قلعہ کے محاصرہ کو امتداد ہوا۔ اور پہلے بھی شرقی پادشاہان سلف کے لشکر مکرر
اس قلعے کے نیچے برباد ہو چکے تھے۔ پادشاہی سپاہ کا دل اسامیون کے ازدحام
سننے سے متوہم ہوتا تھا خانخانان ساری سپاہ کی دلدہی کرتا تھا۔ مورچال اور دمدمہ
باندھنے پر دلیرخان اور امراے کارطلب کو مامور کیا تین رات دن اسامیون نے قلعہ
کے اوپر سے توپ و تفنگ کے گولے چلائے اور بڑے بڑے سنگ مارے اور بہت آدمیون
اور چارپایون کو زخمی و تلف کیا۔ اور دمدمہ باندھنے اور مورچالون کے آگے بڑھانے
کی فرصت نہ دی۔ چوتھی شب کو ایک شبخون عظیم مارا کہ فوج کے چارون طرف لشکر کے
گرد پکڑو اور مارو کی آواز بلند ہوئی۔ آدمی بہت ضائع و زخمی ہوئے لشکر شاہی کے
کنارہ پر جو چارپائے تھے۔ وہ دشمنون کے ہاتھ آئے۔ دلیرخان کے افغانون اور
بیرسنگہ کے راجپوتون نے بہت اشامیون کو ہلاک کیا۔ دلیرخان اور بہادرون کی
مصلحت سے یہ امر قرار پایا کہ اشامیون کو محصور ہونے کی فرصت نہ دو فضل الٰہی
پر بھروسہ کر کے یورش کرو۔ اس قصد سے نیت خیر کی فاتحہ پڑھی۔ چند نفر جاسوس
بمیشہ با وقوف اس راہ کی تحقیق کے لئے مقرر کئے جو اطراف قلعہ پر یورش کے قابل ہو
اس ضمن مین ایک جدید الاسلام اشامی جو اس مہم سے پہلے بہت دنون سے لشکر مین
نوکر تھا اور ہمیشہ فدویت کا دم بھرتا تھا۔ خانخانان کے ہمدمون مین سے ایک کے
سامنے آیا اور اُس نے کہا کہ ملک کی راہ و بیراہ سے اور اس قوم کے رویہ سے واقف
ہون اور اس سرزمین کے چپہ چپہ کا حال مجھے معلوم ہے یورش کے وقت لشکر کی رہبری
پیش قدمی مجھے عنایت ہو۔ خانخانان باوجود تجربہ کاری و حزم و احتیاط کہ اس کی
قریب مین آگیا تو اسکو فوج کے لئے رہنمائی کا حکم دیدیا۔ دلیرخان اور اور بہادرون نے
یورش کے لئے کمر باندھی تو اس آشامی رہبر نے اہل قلعہ کو پیغام بھیجا کہ فلان سمت مین
راہ قلب و خندق کا پانی گھیرا ہے مین لشکر اسلام کو تمہارے تیرہ بلا کے دام مین لاتا ہون

[illegible] کی فتح

وسط شب مین سمت مقدمہ کی طرف لشکر شاہی رہ گرا ہوا۔ دیوار مذکور کے وسطمین مع دروازہ
کے محاذی لشکر شاہی آیا تو میر مرتضیٰ داروغہ توپ خانہ سے اشامی رہ زن نے کہا کہ
تم گولہ ما رچنگی و تفنگ متواتر مار کر دشمنون کو اپنی طرف مشغول کرو تا کہ اسامی اس طرف سے
غافل ہون۔ جسطرف مین لشکر کو حملہ کرنے کے لئے لے جاتا ہون اور اس کہنے سے مطلب اس شامی کا
یہ تھا کہ مصالح توپ خانہ کا اس دیوار پر رائگان صرف ہو۔ میر مرتضیٰ نے توپ خانہ کی
برق افروزی کی اوپر سے اجل کے اولے و گولے برسنے شروع ہوئے۔ جمع کثیر تلف ہوئی
صبح نہین ہوئی تھی کہ وہ دلیر خان کو خندق کے اوپر لے گیا جسکے پانی کی تھاہ نہ تھی اوپر سے
اشامیون نے طرح طرح کے حربے جان ستان چلانے شروع کیے اور اطراف سے گولہ
حقہ آتش و سنگ برسنے شروع ہوئے باوجود اس مرگ بے امان کے لشکر شاہی نے
بڑی بہادری کی۔ خاص کر دلیر خان و آغر خان نے برستی آگ مین اپنے ہاتھیون کو چلایا
ہر چند دل باختہ افغانون نے سمجھایا کہ اب آب آتش سے نجات کی امید نہین ہے
اگر اس بحر خونخوار کی غرقاب سے بچ بھی گئے تو پتھرون پر سر پٹکنے اور رائگان جان دینے
سے کچھ فائدہ نہین ہوگا رائے صائب کا مقتضا یہ ہے کہ ابھی قابو ہوئے وقت باقی ہے
بنگاہ کو مراجعت کرین پھر قلعہ کی تسخیر کی تدبیر کرین۔ دلیر خان نے فرار کی عار کو گوارا
نہ کیا اور شہادت کو سعادت دارین جانا فیلبان کو ہیبتناک آواز سے کہا کہ ہاتھی کو
آگے چلا۔ آغر خان اور قراول خان اسکے پیچھے چلے اس اثنا مین وہ اسامی رہ بر
جسنے بہکایا تھا گولہ لگنے سے مرگیا اور بادشاہی لشکر کی ایک اور جماعت کشتہ و زخمی
ہوئی۔ دلیر خان کے جوشن پر تین چار گولیان تفنگ کی لگین مگر اسکے بدن پر پہنچنے
سے پہلے ٹھنڈی ہوگئین اور کارگر نہ ہوئین۔ آخر کو یہ سایہ حصار کے نیچے ایسے نزدیک
آئے کہ گولہ وہان نہین پہنچتا تھا اور دلیر خان دیوار حصار پر چڑھ گیا ہر طرف سے سپاہ
حصار مین داخل ہوئی اور قلعہ کے باہر شادیانہ فتح کی صدا بلند ہوئی کہ افغانیون کی
فوج بھاگ گئی۔ میر مرتضیٰ بھی مدد کو آگیا۔ اشامی ہر گوشہ و کنار سے قطار قطار

فرار ہوئے حصن کلیابر کو کہ اصل قلعہ تھا اور حصار سملہ گدمعہ سے محصور تھا۔ نہایت حصانت
رکھتا تھا اسکو بھی خالی کیا۔ محمود بیگ بخشی سپاہ کو لیکر تھامشی کو گیا کہ ایک جماعت کو مال
کچھ آدمیون کو دستگیر کیا اور معاودت کی۔ جو اشامی قلعہ جمدھر کی حراست کرتے تھے
وہ بھی خوف کے مارے بھاگ گئے اور قلعہ خالی کرگئے۔ خانخانان قلعہ کی اس فتح نمایان
کے بعد دلیر خان پاس گیا اور اسکو گلے لگایا اور تحسین و آفرین کین۔ دو رکعت شکرانہ کی
اداکین اور حکم دیا کہ منادی کرو کہ کوئی شخص رعایا کے ناموس و مال پر دست درازی نہ
کرے اور اطفال و عورات کو دستگیر نہ کرے۔ تاکہ یہ وحشی اپنے گھرون مین آباد رہین
اسامی جو چند ہزار قید ہوئے تھے انکو مسلسل کرکے جہانگیر نگر بھیجا کہ وہ باروت کوٹنے اور
مصالح توپ خانہ اور بعض کارخانون کے کام کرین۔ ان کامون کے لئے ہزارون
مزدور بلائے جاتے تھے کہتے ہین کہ خانخانان اسی نیت خیر کے سبب سے فتح نصیب تھا۔
کہ باوجود تسلط پانے کے قلاع و مکانون کی فتح و تسخیر کے بعد اطفال خورد سال و عیال رعایا
کو امن دیتا تھا اور ان پر دست اندازی کے منع کرنے مین تقید زیادہ کرتا تھا اور کہا کرتا تھا
کہ عورات و اطفال کو حد تکلیف نہین پہنچتی۔ اطاعت ظالم مین مجبور ہوتے ہین اور معذور
ہین بعد ازان اسنے بتخانون کے ڈھانے کا اور اذان کی آواز بلند کرنے کا اموال
اور توپ خانہ کے ضبط کرنے کا حکم دیا۔ بلاد پادشاہی کی رعایا جو اسامیون کی قید
مین تھی اسکو رخت و خرچ راہ دیکر وطنون کو رخصت کیا۔ دریای برہماپتر دامن کوہ مین
پہاڑ سے پیوستہ بہتا تھا اس سبب سے دریا سے عبور نہین ہو سکتا تھا عقب کوہ مین لشکر
چلتا تھا اور لشکر و نوارہ مین مسافت بعید رہتی تھی۔ اس وقت اسامیون کو فرصت
مین آشام کی طرف اور اطراف کے قلعون مین جب اس فتح کی خبر پہنچی تو اسامیون
نے اکثر مکانون کو خالی کیا ذخیرون کو جلایا اور پانی مین ڈالا توپون کو دریا
مین غرق کیا تعجب یہ ہے کہ اگر کوئی آشامی مع زن و فرزند کے لشکر شاہی کی اطاعت
کرتا اور پھر اپنے راجہ پاس بھاگ جاتا تو وہ فوراً اسکو مع ازواج و اولاد قتل کرادیتا۔

باوجود اس سختی کے اہل شام اہل اسلام کے رام نہ ہوئے برسات کے آتا ر ظاہر تھے
جو اشامی آن کر آباد ہوئے تھے بھاگ کر راجہ دیو کنتھا پاس چلے گئے اکثر اشامی
مارے گئے۔ مگر جو زندہ رہے وہ لشکر اشامی کے گرد پریشان پھرتے اور اسکی مزاحمت
کرتے۔ سید نصیر الدین خان کلیا برکا فوجدار اور سید مرزا جمدھرہ کا تھانہ دار مستعد ہو
نوارہ کی گرد آوری مین مشغول ہوئے قریب آٹھ سو کے جنگی کشتی سمایح توپخانہ
سے بھری ہوئی۔ نوارہ پادشاہی کے مقابل مین بے خبر لے آئے۔ آتش جنگ کو مشتعل
کیا۔ اور خانخانان کے ہمراہیون کے نواروں کو چارون طرف سے گھیر لیا اس مدن
نوارہ پادشاہی مین سے سو کشتیون کے قریب مختلف امور ضروری کے لئے
اطراف مین گئی ہوئی تھین ابن الحسین داروغہ خانخانان پاس آیا تھا۔ نوارہ کے آدمی
سردار کار فرما نہ رکھتے تھے۔ آشامیون کی نوارہ کی کثرت نے پادشاہی نوارہ
کا قافیہ تنگ کیا۔ اسپر بھی چار پانچ پہر تا مقدور کوشش کر کے لڑتے رہے۔ نوارہ کا فاصلہ
خانخانان سے تین کروہ جریبی تھا نوارہ کے آدمیون کی تو یہ مجال بھی نہین ملی
کہ خانخانان کو خبر کرتے دو پہر رات گذرنے کے بعد جب دو طرف کی توپون کی
آواز خانخانان کے کان مین آئی تو اسنے جانا کہ نوارون مین لڑائی ہو رہی ہے
اس وقت محمد مومن کو مع توپ خانہ و نقارخانہ کے ابن الحسین کے ساتھ روانہ کیا
اور یہ ارشاد کیا کہ بقدر مقدور رات کے اندر ہی اسپ تازہ وہان پہنچے جب
وہان پہنچ جاوے تو نقارہ و کرنا کی آوازون سے مطلع کرے۔ محمد مومن کو اپنے
آدمیون کو جمع کرنے مین دیر لگی رات کے اندر تو نہ پہنچ سکا مگر سویرے ہی صبح کو
پہنچا۔ قریب تھا کہ نوارہ کے سب آدمیون کی کشتی حیات غرقاب فنا ہوتی چنانچہ کئی
کشتیان گولہ کی ضرب سے دریا مین غرق ہو چکی تھین اور بہت سی غرق ہونے کو تھین
اس ضمن مین اور پادشاہی کشتیان جو متفرق تھین آن پہنچین — محمد مومن اور
ابن الحسین نے نوارہ کے نزدیک پہنچکر کرنا چیون کو حکم دیا کہ کرنا کی آواز سے

کومک کو نہ بھیجنے کا اظہار کرین کہ نوارہ شاہی کے دل باختون کو اور مخالفون کو خوف
اس حالت مین صدائے تفنگ و زمزم جنگی و غوش بان سے اشامیون کے نوارہ مین ایک
تزلزل آیا اور نوارہ پادشاہی کو تقویت ہوئی اور جب لشکر کو کمک نمودار ہوا تو
آشامیون کے نوارہ کا سردار دل باختہ ہوا اور بھاگ گیا سچ ہے کہ جب تدبیر بروقت
سپہ دار آزمودہ کار سے ظہور مین آتی ہے وہ ان ایک لاکھ سوارون سے بمراتب بہتر
ہوتی ہے۔ جنگ سپہ ادا مغرور نا تجربہ کار ہو نوارہ شاہی نے آشامیون کا تعاقب کیا
بہت آشامیون کو مارا۔ جو اشامی کہ کشتیون کی تندروی پر اعتبار نہین کرتے تھے
اہل اسلام کے خوف سے کنارہ پر اُتر کر فرار ہوئے۔ باقی کشتیون مین جان سلامت
لے گئے۔ چار سو کشتیون کے قریب لشکر شاہی کو ہاتھ آئین جنمین سے ہر ایک پر ایک
بڑی توپ سرب و باروت کی ساتھ تھی اس شکست سے اشامیون کی ہمت
شکستہ ہوئی وہ کوہستان نمروپ کی طرف بھاگے جسپر سوار نہین جا سکتا جب سولہ گدھ
مین .. لشکر شاہی کا مقام ہوا تو راجہ کے خواص جنبر مدار مہام ہوتا ہے اور شاہی
اسکو بھوکن کہتے ہین انہون نے حیلہ سازی و روباہ بازی شروع کی اور عرائض لکھ کر وکلا
کے ہاتھ بھیجین کہ ہم اطاعت عجز کے ساتھ مصالحت کرتے ہین۔ خان کار آگاہ نے جواب
دیا کہ اگر راجہ توپ خانہ شاہی و اموال رعایا و سپاہی کہ جو گوہٹی سے لوٹ کر لے گیا ہے
اور تمام رعیت ممالک محروسہ جو اس مدت مین قید کرکے لے گیا ہے بھیجدے اور بعد ازان
اوامر و نواہی پادشاہی کی فرمان بری کرے اور ہر سال پادشاہ کی پیشکش مین چند
کلان فیلون کے بھیجنے کا اقرار کرے اور بالفعل پیشکش لائق نقد و جنس مع اپنی دختر کے جناب
سلطنت کی خدمت مین مرسل کرے تو لشکر اسکی تنبیہ سے باز رہیگا ورنہ وہ یقینی جان
لے کہ لشکر گھرگانو مین پہنچکر اسکو آوارہ کریگا مگر یہ درخواست اسکی مکر و تزویر پر مشتمل تھی
اسکی نیت مین یہ تھا کہ اس بہانہ سے لشکر شاہی مراسم حزم و پاسداری سے غافل ہو
کہ ۲۷ موضع لکھو گڈھ مین لشکر آیا۔ یہان دھنگ ندی کوہستان جنوبی سے نکل کر

نکل کر دریا برہماپتر سے ملحق ہوتی ہے۔ کھر گانون تک چھوٹی چھوٹی ندیان بہتی ہین
برہماپتر مین داخل ہوتی ہین۔ راجہ کے گیارہ ہاتھی یہان لشکر شاہی کو ہاتھ آئے
راجہ کی طرف سے ایک برہمن خانخانان پاس آیا جسنے بہت عجز و انکسار کے ساتھ
مصالحت کے لئے عرض کیا۔ اسکے بعد ایک اور راجہ کا مقرب آیا۔ پاندان و مشروبہ
طلائی اور دو سبو ی نقرہ اور کچھ اشرفیان اور ایک مکتوب لایا جس مین اعتذار و ندامت
کا اظہار اور صلح اور مراجعت لشکر کی اور شائستہ پیشکش بھیجنے کی درخواست تھی۔ یہ
تمام بات بحکم فراست خدیعت و حیلہ وری پر محمول ہوئے۔ خان سپہ سالار نے جواب
دیا کہ اس وقت لشکر کھرگانو کو جاتا ہے جہان پہنچکر، جو مقتضائے مصلحت ہوگا عمل مین
آئیگا۔ شہر کھرگانون ساحل رود دیکھو پر آباد ہے جو آٹھ کروہ پر دریائے دھناک سے
ملتا ہے اور اسمین پانی اس قدر نہین ہے کہ بڑی کشتیان چل سکین اس لئے لکھوگڈھ مین
نوارہ شاہی کو مقام کرنا پڑا اور چھوٹی کشتیان بنانی پڑین۔ غرہ شعبان لکھوگڈھ
سے کوچ ہوکر اس مکان مین لشکرگاہ ہوا کہ جہان راجہ کا کارخانہ نوارہ کا تھا یہان
سو بڑی کشتیان موجود تھین وہ بادشاہی نوارہ مین داخل ہوئین دوسرے روز موضع
دیولگانو مین لشکر آیا۔ یہان ایک بڑا بتخانہ و باغ راجہ نے ایک برہمن کے لئے بنایا
تھا۔ یہان خانخانان نے اپنے تابعون کا تھانہ بٹھایا کہ وہ راہ کی محافظت اور
رعایا کی تسلی و استمالت کرین اس منزل مین کھرگانون سے اگرگانون کے . . .
بعض مسلمانون نے جو ایک مدت سے راجہ کے قیدی تھے نوشتہ بھیجا جب راجہ
نے سنا کہ لشکر شاہی قریب آگیا ہے تو اہل و عیال و زبدہ اموال جواہر و نقود
اور نفائس اشیا کو لے کر کوہستان کامروپ کو بھاگ گیا۔ جو کھرگانو
سے چار روز کی مسافت ہے کچھ جنگی فیلون کو صحرا مین چھوڑ دیا۔ راجہ کے بعض ہاتھی زیدہ
مال اسمال و اثقال بے حافظ و حارس شہر مین موجود تھے۔ ۱۲ شعبان کو قریہ لچھو مین لشکر
آیا۔ چار ہاتھی بھی ہاتھ آئے۔ خان سپہدار نے فرہاد خان و سید محمد دیوان کو بھیجا

کہ گھرگانوں مین جاکر راجہ کا مال ضبط کرین ۔ وہ گھرگانوں گئے اور غنائم کے جمع کرنے مین
مصروف ہوئے ۔ ترکھانی مین لشکر آیا ۔ راہ مین راجہ کے سولہ ہاتھی ہاتھ لگے بجیواور
لام وانگ و برہمانی مین کچھ لشکر انتظام کے لئے مقرر ہوا ۔ ۲ شعبان سنہ ۴ جلوس کو
دارالملک آسام خطۂ گھرگانوں مین لشکر اسلام آیا آشامی بھاگ کر چھپ گئے ۔ ۲۷ رجب کو
لکھوگر مین لشکر آیا ۔ لکھوگر مین دو دریا دھنگ و برہماپتر ملتے ہین ۔ آب دھنگ کوہستان
سے گھرگانوں کی شمال کی جانب سے آتا ہے اور دریاے برہماپتر سے ملتا ہے گھرگانو
مین جانے والا دھنگ کے جنوبی کنارہ پر مسافت طے کرتا ہے ۔ دھنگ اور برہماپتر کے دریا
ایک جزیرہ نامروپ کے کوہ کے دامن تک معمور و مزروع واقع ہے شہر گھرگانوں نالہ
دیکھو کے کنارہ پر آباد ہے اور وہ شہر مذکور سے ۳ کروہ پر دریاے دھنگ سے ملتا ہے
اسمین پانی اتنا کم رہتا ہے کہ چھوٹی کشتیان بھی اسمین نہین چل سکتین مصلحت کے موافق رسد
کے پہنچنے اور راہون اور حدود کے واقفیت کے واسطے یہ قرار پایا کہ نوارہ لکھوگر مین رہے
جہان اس دیار کے دریا ملتے ہین اور ابن حسین داروغہ نوارہ مع جمال خان اور راو منصور و ملک
کی جماعت کے اور علی بیگ و منور خان و ملک بنگالہ کے کل زمیندار اور کچھ پادشاہی توپ بھی پیادے
اور اکثر بڑی توپین اور کل نوارہ پادشاہی اور لشکر لکھوگر مین رہے اور نوارہ پادشاہی
مین تین سو تینتیس کشتیان تھین جنکی تفصیل یہ ہے کہ ۱۵۶ کوسہ ۴۸ جلبہ ۔ اغراب
۷ بیرندہ ۔ ۳ بجرا ۔ ۔ ۵ پتیلہ ۔ ۲ سلب ایک پنیل ایک بہر ۲ بالام ۱۰ خلکری ۔
۱۰ انحلکری ۵ پلوار وغیرہ و ۲۲ چھوٹی کشتیان ۔ دلیر خان نے کہا کہ کچھ چھوٹی کشتیان
ہمراہ رہین کہ بعض ضروری چیزو نکو انمین رکھ کر گھرگانو لے جائین ۔ حکم ہوا کہ جس کسی
پاس ایسی کشتی ہو وہ اپنے ہمراہ لے لے لشکری اور لشکر کے ہمراہ بیوپاری کشتیان
متعاقب گھرگانو مین آئین ۔
غرہ شعبان کو لکھوگر سے کوچ ہوا ۔ ناؤ سالی (کارخانہ کشتی) مین لشکر آیا ۔ یہان
چھپرون کے نیچے کشتیون کا تماشا دیکھا ۔ سو کے قریب بڑی بڑی کشتیان بہت مستحکم

بازیشہ نزدیت حملہ جلد پہنچانے کی فرصت جنگ بندی یا انکی ضرورت نہ تھی دوسرے روز دیولی گانو مین لشکر آیا جہان راجہ کا مرشد رہتا تھا۔ نالہ سے عبور کیا۔ اُسکے کنارہ پر فوج اتری تھانہ و باغ بہت خوب یا یا دھنگ کے کنارہ پر تھا۔ تاریخ یہان کا ناریخا تاریخی رہمارا تاریخ چھپی ہوئی آگہ ہی نکار رہا تھا۔ ایک پیسے کے دس وہ بکتے تھے۔ علی رضا بیگ یہان تھانہ دار مقرر ہوا۔ نواب کے اخلاق کے سبب سے لکھوگرا اور دیولی گانو مین رعایا آباد ہوگئی بہر رنذ حضور مین وہ آتی سرا پا اور دلاسا پاتی اور اپنے قریات و قصبات مین جاکر آباد ہوتی۔ لکھر گانؤن کے مسلمان رہنے والون کی عرائض آئین کہ راجہ نے اسیر مسلمانون کی ایک جماعت کثیر کو مار ڈالا اور اپنی نقود و اجناس لیکر نامروپ کو وہ چلا گیا۔ باقی آدمی گوشون کونون مین چھپے ہوئے ہین۔ ہماری اجل نہین آئی تھی جو ابتک جیتے ہین۔ راجہ کے تمام اموال و اثقال بے محافظ و حارس کے شہر مین پڑے ہوئے ہین۔ تیغم کو فرہاد خان و میر سید محمد دیوان تن ضبط اموال و افیال کے لئے بہت جلد کبہ گانو روانہ ہوئے۔ لشکر کو راہ مین یہ ہاتھی ہاتھ آئے۔ ۶ شوال سنہ کو نواب لکھر گانو مین داخل ہوا۔ اور مسلمان و غیر مسلمان و پیر و جوان کو امن امان کا مژدہ سنایا۔ راجہ کے گھر کے لئے محافظ مقرر ہوئے۔ تاریخ فتح یہ ہوئی

کم واقع میشود بیک سال — باکوچ بہار فتح آشام

جاسوسون کی زبانی معلوم ہوا کہ راجہ نے بہت زیور و رام چنگی تالاب مین ڈبو دئے ہین۔ نواب نے خود تالابون پر جاکر دو سو آٹھ توپ و ضرب زن ڈبے ہوئے نکلوائے۔ آغر خان نے نواب سے رخصت و دستگاہ کی درخواست کی نواب نے جواب دیا کہ یہ بات اس صورت مین ہوسکتی ہے کہ مین تمکو جانے کی اجازت دون وہ بے ہتک اپنے بھائیون کی جماعت لیکر گھوڑا گھاٹ کی راہ سے بادشاہ پاس روانہ ہوا اسکی آزردگی کا سبب یہ تھا کہ اسکو نواب کی عدم توجہ کی شکایت تھی اور وہ محرامین زیادہ طلبی کرتا تھا۔

تاریخ آسام مین تو آغز خان کا حال یہی لکھا ہے جو اوپر نقل ہوا۔ مگر منتخب اللباب میں زیادہ
دلچسپ حال یہ لکھا ہے کہ اگرچہ خانخانان بہادرون کا قدردان تھا اور ان پر مہربانی کرتا
تھا۔ آغز خان اور اسکے ہمراہیون نے خانخانان کو رفاقت مین بہادرانہ کارزارین کین
انکو وہ دل و جان سے دوست رکھتا تھا لیکن اس سبب کہ آغز خان کے بعض ہمراہی تحمل
بلاد کی تسخیر کے بعد آدمیون کے مال پر غارت و تاراج کا ہاتھ دراز کرتے تھے اور آغز خان
انکو منع کرتا تھا وہ ممنوع نہین ہوتے تھے یہ امر خانخانان کی مرضی کے خلاف تھا وہ ایسی
دست اندازی کے منع کرنے مین بڑی تقید رکھتا تھا اس وجہ سے وہ آغز خان کے حال کی
پرداخت پر متوجہ نہین ہوتا تھا اس لئے آغز خان اکثر آزردہ خاطر رہتا تھا۔ ایک دن صبح
وقت کہ خانخانان قرآن کی تلاوت کرتا تھا آغز خان مغلون کو ہمراہ لئے مستعد و
مسلح ہوکر خانخانان کے دروازہ پر آیا۔ چوبدارون کو اسکے منع کرنے کی جرأت نہ ہوئی
وہ بے محابا اندر جاکر وہان پہنچا جہان خانخانان مصلے پر بیٹھا ہوا دعائین پڑھ رہا تھا
خانخانان اسکی اس ہیأت کے آنے سے ڈر گیا اور دلیری و خوش بیانی سے پوچھا کہ
خیر تو ہے آپ کا بیوقت آنا کس طرح ہوا آغز خان نے جواب دیا کہ اس مدت مین ہم نے
جانفشانی کی تردد مین اور خدمات ماموره کی تقدیم مین کمی نہین کی۔ الحمد للہ کہ بادشاہ
کے اقبال سے اور سپہ سالار کی بہادری سے ملک مفتوح ہوا۔ اور دشمن پامال ہوئے۔ ہم کو کمال
افسوس ہے کہ آپ جیسے قدردان نے کبھی ہمارے کامون پر تحسین و آفرین نہ کی اسواسطے نیز
ہونے نہ ہونے کو معطل محض جان کر رخصت کے لئے آئے ہین۔ ہم امیدوار ہین کہ بدرقہ
راہ کے لئے فاتحہ پڑھی جائے دستک رخصت عنایت ہو کہ ہم اپنے آقا پاس چلے جائین
خانخانان نے ہرچند تقصیرات تغافل کا عذر کیا اور آیندہ تلافی کے وعدہ کیا مگر کچھ
فائدہ نہ ہوا۔ آغز خان نے اپنے رخصت ہونے کے لئے مبالغہ کیا۔ خانخانان نے دستک
لکھنے کے لئے منشی کے نہ ہونے کا عذر کرکے ٹالنا چاہا تو آغز خان نے اپنے پاس سے دوات اور
سفید کاغذ کا پرچہ موجود کیا اور التماس کیا کہ آپ خود اپنے ہاتھ سے دستک لکھ دین خانخانان

یہ سمجھکر کہ حق اسکی جانب ہے اور کوئی وجہ آغر خان کے کہنا نہ ماننے کی ہے دستک مہر
لکھ دینی اور مُہر لگا کے اُسکے حوالہ کی لیکن دریا کے معبرون و گھاٹون کے اہلکارون پاس
تاکید کے گھوڑے دوڑا دیئے کہ آغر خان پہنچے تو وہ کشتیون کو بند کر دین اور جہان تک ہوسکے
اُسکو عبور نہ ہونے دین۔ یہ دریا نورد و شیر نبرد جہان پہنچا اور کشتیون کو نہ پایا تو گھوڑے
کی عنان بر و بحر کے حافظون کو سپرد کرکے خود ہمراہیون سمیت تیرتا ہوا چلا گیا لیکن
دریاؤن مین چند مغل ہمراہیون کی اجل آگئی۔ یون حضور مین پہنچا۔ محمد امین خان
بخشی پاس پہلے خانخانان کا نوشتہ اس مضمون کا آگیا تھا کہ آغر خان اگرچہ عالی نسب
و کار طلب بہادر ہے اور پرداخت کے قابل ہے لیکن ایام جوانی کی جہالت اور غرور
شجاعت کو کار فرما ہو کر بہت منت کرکے رخصت لی ہے جب وہ حضور مین پہنچے تو چندے
اسکو منصب کی برطرفی سے چشم نمائی کرنی چاہیئے پھر اوسکو دلاسا دیکر اُسسے کام لینا چاہیئے
چنانچہ محمد امین خان نے خانخانان کے نوشتہ پر عمل کیا۔ چند روز پادشاہ کی ملازمت
سے ممنوع رکھا اور منصب سے برطرف کیا۔ پھر آغر خان کے گھر مین خود گیا اور اسکو
پادشاہ پاس لے گیا۔ اور اُس کے جرائم کا شفیع ہوا۔ اور منصب پر
بحال کرا کے کابل کے کوہکیون مین روانہ کیا۔

ہندو و مسلمان جو اپنے عزیز و وطنون و قومون سے جدا ہو بیٹھے اور قید و زندان کی مذلت مین
مبتلا تھے اور نجات اُنکے خیال مین نہ تھی — اب وہ شادان و فرحان و دعائین دیتے ہوئے
کوسہ مین سوار ہوئے اور آشامیون کے گھرون مین جو مال ہاتھ لگا اسکو کشتی مین اپنے ساتھ
لادا۔ ملک پادشاہی کا آدمی جو راجہ کی قید مین آتا اسکو بطور غلامون کے اپنے اہل
مملکت کو قسمت کر دیتا جب لشکر شاہی آیا تو ان قیدیون نے آشامیون سے کہا کہ وہ
انتقام کے لئے آیا ہے جیسے کہ ہمکو تم پکڑ کر اپنے ملک مین لائے ہو ایسے ہی وہ تمکو پکڑ کر
اپنے ملک مین لیجاویگا وہ ملک کو ضبط نہین کریگا۔ برسات مین یہان نہین ٹھہریگا۔
اگر تم کو غلام بننا منظور نہین تو اپنے مال و اسباب کو گھر مین مدفون کرکے پہاڑون پر

حال ہندو و مسلمانان اسیران

چلے جاؤ۔ اور برسات کے شروع ہونے تک وہان اقامت رکھو۔ اور لشکر کی
معاودت کے بعد اپنے گھرون مین آؤ۔ اور اپنے دفائن پر متصرف ہو۔ ان
ہول زدہ آشامیون نے انکی بات کو یقین کر لیا اور وہ مال کو دفن کرکے چلے گئے
ان قیدیون نے ان اموال مدفونہ کو کھدوا منگوایا۔ اور اپنی جنم بھوم کو چلتے بنے
یہ مقرر ہوا کہ کامروپ کے ساکنان اپنے مساکن مین جاکر تجارت اور زراعت مین مصروف
ہون اور ایک سال تک وہ ادائے مال اور کل تکالیف دیوانی سے معاف رہین
۸۲ ہاتھی (سو سے زیادہ) تین لاکھ روپیہ کا طلا و نقرہ اور کل اجناس متصدیان
شاہی کے قبضہ مین آیا۔ ملک آشام مین جب سے لشکر آیا تھا مراجعت کے وقت
تک ۶۷۵ توپین جنمین ایک توپ آہنی بچہ دار بھی تھی کہ تین من کا گولہ اس سے
چھوٹتا تھا۔ ۱۳۴۳ زنبورک ۱۲۰۰ رام چنگی ۶۵۷۰ بندوقین ۳۴۰ من باروت
۱۹۶۰ باروت کے صندوق جنمین سے ہر صندوق مین تخمیناً ڈھائی من باروت
تھی۔ ۷۸۲۸ سپر اور شورہ و گوگرد و آہن و سرب بہت سا اور ایک ہزار کئی
کشتیان جنکو اکثر ستر ستر ملاح کھیتے تھے متصدیان بادشاہی کے تصرف مین آئین
اور ناؤ سال مین گھرگانو مین کئی کشتیان تیار تھین جنکے برابر لمبی چوڑی مضبوط تر ین
کمتر نظر آتی تھین۔ ایک آشامی نے چھپر مین آگ لگا دی یہ سب کشتیان جل کر
خاکستر ہو گئین راجہ اور پھوکنون نے جو چند سال سے انبار جمع کیے تھے۔ یہ انبار
۱۷۳ تھے۔ اور ہر ایک انبار مین دس ہزار من سے ایک ہزار من تک برنج و
ماش و ماکولات تھے۔ ان کو فرار کے وقت آشامیون نے اس خیال سے جلایا
نہین کہ لشکر شاہی کے جلانے کے بعد وہ پھر ہاتھ آجاینگے لشکر شاہی جتنے
دنون اس بوم و بر مین رہا اسکی قوت اعظم ان انبارون کے بہنچ رہے۔ ورنہ قوت
وآذوقہ کے نہ پہنچنے سے خصوصاً موسم برشکال مین جہان ہر طرف نہر کی منبع پانی کی طغیانی ایسی ہوتی ہے کہ ہر طرف
سے رسد کی راہ مسدود ہو جاتی ہے۔ ان انبارون مین سے ۱۵۰

انبار بیت احتیاط سے برسات کے لئے رکھے گئے جو قریب آ گئی تھی ——

ملک آشام کے طول و عرض و خصائص کا اور اہل آشام کی اوضاع کا بیان۔

ملک بنگالہ شمال و مشرق کے مابین آشام کا ملک و برہما پتر (برہم پتر) کی اطراف میں آباد ہے اور دریاے برہم پتر اسکے وسط میں مشرق سے مغرب کی جانب بہتا ہے۔ اسکا طول شرقاً غرباً گواہٹی سے سدیہ تک تخمیناً دو سو کروہ جریبی اور عرض اسکا شمالاً و جنوباً کوہستان کروہ مریجمی و دفلہ و لدنہ سے جبال قوم نانگہ تک قیاساً سات آٹھ روز کی راہ ہے اسکا کوہستان جنوبی طول میں کچن بنا سیہ و کچھار و کشمیر سے طول میں اور عرض میں قوم نانگہ کے کوہ سے ملا ہوا ہے اور اسکا کوہستان شمالی طول میں کامروپ کی پہاڑیوں و ایسی سے پیوستہ ہے اور عرض میں قوم دفلہ و لعندہ کے پہاڑوں سے ملا ہوا ہے دریاے برہما پتر کے شمالی کنارہ کی سرزمین کو اُتر کول اور اسکے جنوبی کنارہ کی سرزمین کو دکھن کول کہتے ہیں۔ اوتر کول کا طول گواہٹی سے مسکن قوم میری مجمی اور دکھن کول کا امتداد ملک نکی رانی سے موضع سدیہ تک ہے۔ اسکے نواح کے پہاڑوں کے متوطن راجہ آشام کو کچھ باج نہیں دیتے مگر اسکی بزرگی کو مانتے ہیں اور اسکے احکام پر چلتے ہیں مگر قوم دفلہ اسکی اطاعت نہیں کرتی اور کبھی کبھی راجہ کے ملک پر دستبرد کرتی ہے۔ موضع کلیابر سے شہر گھرگانون تک سب جگہ مکانات اور باغات میوہ دار درختوں سے بھرے ہوے باہم پیوستہ چلے جاتے ہیں اور راہ کے دونو طرف بانس کے درخت سایہ دار بڑے بڑے اونچے لگے ہوے ہیں طرح طرح کے صحرائی و باغی خوشبودار پھول کھلے ہوے۔ نیستان سکے نیچے پائے کوہ تک زراعت باغ۔ کلیابر سے گھرگانون تک اسی طرح کی معموری اور زراعت ہے اور آدمیوں کی آمد و رفت کے لئے بلند وسیع آلے بنائے ہیں اس ملک میں زراعت اور باغ کے لئے زمین ایسی ہموار بناتے ہیں کہ کبھی انمین نشیب و فراز سر مو کی برابر بھی آنکھ کو نظر نہیں آتا۔ اوتر کول میں آبادی اور زراعت زیادہ ہے دکھن کول میں صعوبت مکان و قلعی امکنہ افزون تر ہے اسلئے اس جانب میں راجہ نے محل سکونت بنایا ہے۔ انہیں خطہ میں آماد و جیرا باد اراضی کے ہوا و رطوبت۔ برہما پتر کے کنارہ پر دونو ولیسیو انکے پر دلیسیون کو موافق ہے اور جو زمین دریا سے دور ہے اسکی ہوا دلیسیون کو ساز گار

اور بیر دیسیون کو زہر مار - آٹھ مہینے مینہہ برستا ہے اور چار مہینے جاڑا پڑتا ہی
وہ بھی بارش سی بالکل خالی نہین ہوتا یہان بنگالہ کے سے امراض نہین ہوتے اور
ہندو بنگالہ کے ریاحین و فواکہ طرح طرح کے ہوتے ہین اور انکے سوا اقسام گل میوہ
باغی و صحرائی ایسے ہوتے ہین جو ممالک ہند مین نہین ہوتے - اس ملک مین شالی سی محصول
لیا جاتا ہے وہ باریک پالیدہ کم ہوتی ہے گندم و جو و عدس کی کاشت نہین ہوتی
یہان نمک بہت عزیز و نایاب ہے - دامن کوہ مین بعض پہاڑون مین وہ ملتا ہے -
لیکن بہت تلخ و گزندہ ہوتا ہے اس ملک کے بعض باشندے کیلے کے درخت کو
کاٹ کر دھوپ مین خشک کرکے جلا کر خاکستر کرتے ہین اور اس خاکستر کو کرباس مین
رکھتے ہین - اور چار چوبین زمین مین گاڑتے ہین اور اسپر اس کرباس کو تانتے ہین اور
ایک ظرف اسکے نیچے رکھتے ہین اور بتدریج کرباس پر پانی ڈالتے ہین
اسکا ٹپکا ہوا پانی شور اور نہایت تلخ ہوتا ہے اسکو بجای نمک کے
کام مین لاتے ہین - یہان کے مرغ لڑنے مین ایسے بہادر ہین کہ مرجاتے ہین مگر
بھاگتے نہین ایک دوسرے کے سامنے سے کبھی نہین بھاگتے - کوہستان و صحرا مین
بکثرت - ہاتھی مہیب و کلان و متناسب الاعضا ہوتا ہے - اسکے پکڑنے کے لیے
بلدہ گرگانون مین چند مختصر حصار قفس کی طرح بنا رکھے ہین انکے گرد مضبوط اور
بلند چوبین نہایت مستحکم لگا دی ہین اور انکے دروازے مختلف طرفون مین رکھے ہین
راجہ کے خاص فیلبان لیجاتے ہین - ہتنی کے بدن پر ایک خاص گھانس ملتے ہین اور
اسکو جنگل مین جہان مست فیل چرتے ہین لے جاتے ہین - فیل مست اس گھانس
کی بو کو سونگھ کر ہتنی کے پیچھے پڑتا ہے فیلبان ہتنی کو اس حصار مین لاتے ہین - ہاتھی
بھی ہتنی کے پیچھے آنکر گرفتار ہو جاتا ہے - دریا برہما پتر کی ریت سے سونا نکالنے
بارہ ہزار (بتیس ہزار) آدمی یہی کام کرتے ہین اور ہر سال فی نفر ایک تولہ طلا راجہ
کی سرکار مین داخل کرتا ہے صرف یہی ملک کا خراج ہے - یہ طلا کم عیار ہوتا ہے

آٹھ نو روپیہ تولہ بکتا ہے۔ کہتے ہین دریای برہماپتر مین سب جگہ سونا ملتا ہے
مگر یہ سونا نکالنا آشامیون کو آتا ہے۔ اس ملک مین کوڑی اور روپیہ اشرفی
رائج ہین۔ اشرفی روپیہ پر راجہ کا سکہ لگتا ہے۔ فلوس کا رواج نہین ہے۔ قوم
میری مچی کے پہاڑون مین جو آشام کے شرقی جانب مین ہین آہوے مشکین و فیل
پیدا ہوتے ہین۔ پہاڑون سے یہ قوم نقرہ و مس و ارزیز بھی نکالتے ہین اس
قوم کی طرز و وضع آشامیون سے بالکل ملتی ہے۔ عورتون کی صورتین آشامیون
سے اچھی ہوتی ہین وے تفنگ سے بہت ڈرتی ہین اور کہتی ہین کہ یہ بُری چیز ہے کہ فریاد
کرتی ہے اور اپنی جگہ سے نہین ہلتی۔ اور اپنے بچہ کو پیٹ سے نکال کر آدمی کو مارتی
ہے۔ کوہستان آشام مین بھی آہوے مشکین ہوتا ہے اور چوب عود (اگر) بھی ہوتی
ہے اگر ممالک محروسہ کی طرح یہان بندوبست مالی ہوا اور رعایا سے محصول لیا جاے
تو ۴ لاکھ روپیہ کے قریب وصول ہو۔ رعایا سے خراج لینے کا دستور نہین۔ گھر پیچھے
تین آدمیون مین سے ایک نفر راجہ کی خدمت مین آتا ہے اور اگر اس مین وہ ڈھیل
کرے تو سوا قتل کے یہان اور کچھ سزا نہین ہے۔ اسلئے راجہ کا حکم اس قوم مین کمال
رکھتا ہے۔ کسی زمانہ مین اس ملک پر سلاطین اسلام کا تصرف نہین ہوا کسی بیگانہ
کے ہاتھ مین وہ نہین آیا۔ اس دیار مین مسافرون کے آنے جانے کا راستہ تنگ ہے۔
اور غیرون کے ملک مین جانے کے لئے یہان کے باشندون کا پاؤن لنگ ہے اپنے
ملک مین نہ کسی کو آنے دین اور نہ غیر ملکون مین اپنے آدمیون کو جانے دین۔
ہر سال ایک مرتبہ ایک جماعت راجہ کا حکم لیکر تجارت کے لئے اپنی سرحد گوہاٹی
مین آتی ہے طلا و مشک و چوب عود و فلفل و ساذج و پارچہ ابریشمی لاتی ہے
نمک و شورہ و گوگرد اور کچھ اور ہند کی مسلمانون سے جو گوہاٹی کے آدمی وہان
جاتے مین معاوضہ کرتی ہے۔ جو لشکر اس مملکت کی سرحد مین آیا۔ کشور وجود سے خارج
ہوا جس قافلہ نے اس سرزمین مین قدم رکھا منزل عدم مین پہنچا۔ اہل ہند یہان کے

آدمیون کو ساحر اور جادوگر اور بنی نوع انسان سے خارج جانتے ہین اور کہتے ہین
جو شخص اس دیار مین آتا ہے اور طلسم مین گرفتار ہو جاتا ہے پھر باہر نہین نکل سکتا۔ یہان کے
راجہ جید جم سنگہ پاس بہت لشکر اور مال اسباب ہے اسکا لقب سرگی ہے جسکے معنے آسمان
کے ہین اور اسکا اعتقاد یہ ہے کہ اسکے باپ دادا مین سے جو آسمان پر فرمان روا تھے کوئی
سونے کی سیڑھی لگا کے زمین پر اترا اور اس سرزمین مین قیام کیا اور پھر آسمان پر نہین گیا وہ
خود اپنے تئین مظاہر عظم مین شمار کرتا ہے اسلئے وہ بت کے آگے سر نہین جھکاتا۔ یہان کے
اشامی ہندوؤن کی طرح کھانے پینے کا پرہیز نہین کرتے مسلمان و غیر مسلمان کا ہاتھ کھانا کھاتے
ہین انسان کے سوا سارے جانورون کے گوشت کھاتے ہین یہان تک کہ مردار بھی کھاتے ہین
گھی نہین کھاتے۔ اگر کسی کھانے مین گھی کی بو بھی ہو تو اسے ہاتھ نہین لگاتے۔ انکی زبان ہندستان
کے اور ملکون سے جداگانہ ہے۔ مردون کی ہیئات سے توانائی اور پہلوانی ٹپکتی ہے وہ محنت کے
کامون پر قادر ہین۔ سب جنگ جو۔ سفاک مارنے مرنے مین دلیر و بے باک و بے رحم۔ غدر و بیمروتی
مین طاق اور مکر و کذب و بیوفائی مین یگانۂ آفاق۔ انکی عورتون کی صورت مین صباحت و ملاحت
رونق و سیاہی و درازی موئے و ملائمت بدن و صفائی رنگ و خوش دستی پائی ظاہر۔ دور سے
یہ ہیئات مجموعی کمال حسن نظر آتا ہے۔ مگر تناسب اعضا نہین ہے اسلئے پاس سے دیکھو تو وہ حسن جمال سے دور
معلوم ہوتی ہین راجہ و رعیت کی عورتین کسی سے منہ نہین چھپاتین سر برہنہ بازار مین پھرتی ہین اکثر
آدمیون کی چار پانچ بیویان ہوتی ہین ایسے کمتر آدمی ہین جنکی دو بیویان ہون اور آپس مین بیویون
کی خرید و فروخت کرتے ہین۔ یہان کی بڑی تعظیم دو زانو بیٹھنا ہے جب راجہ اور بھوکسون پاس رعیت
جاتی ہے اور بھوکسنی راجہ پاس جاتا ہے تو وہ دو زانو بیٹھتے ہین اور زمین کی طرف ٹکٹکی لگاتے ہین۔
داڑھی مونچھ سر کے بال منڈاتے ہین۔ ان بالون کو جو رکھتا ہے تو اسکو کہتے ہین کہ بنگالی ہو گیا ہے اسکے
سر پر تلوار مارتے ہین۔ خر و شتر و اسپ اس ولایت مین عنقا و کیمیا ہے اشامی گدھے کو بڑی
قیمت دیکر خریدتے ہین اور اونٹ کو دیکھکر حیران ہوتے ہین گھوڑے سے بہت ڈرتے ہین اگر وہ
ہاتھ لگتا ہے تو اسکا پاؤن کاٹ ڈالتے ہین اگر سو مسلح اشامیون کے سر پر ایک سوار جا چڑھے تو تمام

ہتیار اسکے آگے رکھ کر بھاگ جاتے ہین۔ اور اگر بھاگ نہ سکین تو مقید ہو جاتے ہین لیکن اگر کوئی
مسلمان پیادے ایک آشامی کو ملجائین تو وہ بجابا انکے استیصال کا قصد کریگا اور غالب آئیگا —
ہاتھی کے بیچنے کو وہ بڑا عیب سمجھتے ہین اور کبھی نہین بیچتے۔ راجا اور بھوکن سنگاسن مین اور اکثر
اغنیاء ڈولی مین سوار ہوتے ہین۔ یہ ڈولی چوب و تختہ سے بناتے ہین فیل پہ بجای عماری کے صندوق
کے لکڑی کی کرسی بناکے رکھتے ہین۔ کرباس کے پارچہ کو سر پر باندھتے ہین اور اسی کی دھوتی
پہنتے ہین اور ایک چادر کندھے پر ڈالتے ہین بعضے متمول جاڑے مین نیم جامہ بھی پہنتے ہین —
چارپائی کی جگہ تخت پر جنکو میسر ہو سوتے ہین۔ پان مین کچی سپاری مع پوست ڈال کر
بہت کھاتے ہین۔ مشجر و مخمل و ٹاٹ اور طرح طرح کے کپڑے ریشمی خوب بنتے ہین اور جواہر
صندوق و تخت و کرسی ایک تختہ چوب سے بہت مطبوع و پاکیزہ بناتے ہین۔ راجہ کے
بعض تخت ایک چوب کے ہین جنہین سے ہر ایک کا عرض دو ذرع ہے اور انکے پایے الگ نہین
لگائے بلکہ اُسی چوب مین سے تراشے ہین۔ جنگی کشتیان بنگالہ کے کوسہ کی طرح بناتے ہین
اسکو بچاری کہتے ہین اس ملک مین کشتیان کثرت سے ہین۔ واقعہ نویس گواہٹی کی عرضی سے
معلوم ہوا کہ آوان تحریر تک تیس ہزار کشتیان بچاری و کوسہ یہان آلگئی ہین و لشکر بادشاہی
پاس اور اس ملک کے متوطنین کے پاس جو لشکر کے ہمراہ ہو گئے ہین شاید اس سے زیادہ ہونگین
جو واقعہ نویس نے لکھین احتمال ہے کہ ان سے آدھی آشامیون کے تصرف مین ہونگین اکثر
کشتیان چنبیل کی چوب سے بناتے ہین اگر کشتی ڈوب بھی جاے تو اسکی لکڑی گلتی نہین بندوق
و توپ بچہ دار خوب ڈھالتے ہین۔ باروت بہت قسم کی بناتے ہین اور اسکا مصالح ملک
بادشاہی سے لاتے ہین۔ کل آشام مین خشت و سنگ و گل کی عمارات سواے گھرگانو اور
چند بتخانون کے دروازون کے کہین اور نہین ہے غنی و فقیر اپنے مکانون گھرون کو چوب
و نے و علف سے بناتے ہین یہان کی قدیم رہنے والی دو قومین ہین ایک آشامی دوسری
قوم کلتا ور یہ دوسری قوم ہر باب مین اول قوم پر مزیت رکھتی ہے مگر مہام عمدہ و
امور حرب مین قضیہ منعکس ہے ہمیشہ راجہ کے نشیمن خوابگاہ کی اطراف مین چھ سات ہزار آشامی

حراست کرتے ہین انکو جو وانگ کہتے ہین - اس ملک کا حربہ بندوق و انجگلی و توپ و تیر و کمان و بے پیکان و نیم شمشیر و نیزہ دراز و بانس کی کمان و تیر نخش ہی کہ ملک کے تمام ہندوانے اہل حرفہ و دہقان و رعیت مسلم و غیر مسلم طوعاً و کرہاً جنگ مین آتے ہین اور شغال کی طرح ایک دفعہ غوغا کرتے ہین اور شورش عظیم مچاتے ہین اور سمجھتے ہین کہ اس شور و غل سے لشکر شاہی کے دل مین ہراس پیدا ہوگا - وہ لڑائی مین لاکھون ہی جمع ہوتے ہین مگر ہتیارون سے لڑنے والے مین ہزار کے قریب آشامی ہوتے ہین اغلب وہ شب شنبہ مین شبخون مارتے ہین اس رات کو مبارک جانتے ہین - رعیت خواہ جنگ کرکے بھاگے خواہ بے جنگ معاودت کرے - اپنے ہتیارون کو ڈالدیتی ہی اور باہر چلی جاتی ہے - رعایا اپنے مردون کو کچھ انکے ترکہ کے ساتھ مشرق کی جانب سر کو اور مغرب کی جانب پاؤن کرکے خاک مین دفن کرتی ہے اور حکام اپنے موتا کے لئے دخمہ بناتے ہین اور زنان و خادمہ متوفی کو مع کچھ ما یحتاج چند سالہ مثل ظروف زرین و سیمین و فرش و لباس و خوردنی دخمہ مین رکھتے ہین اور اسکا نام ذخیرہ و توشہ آخرت رکھتے ہین جتنے نا امیدی کا دروازہ اسپر بند ہو جاتا ہے سر دخمہ کو قوی چوبون سے نہایت مستحکم ڈھاکتے ہین اور ایک چراغدان مین بہت سا روغن اور ایک نفر مشعلچی زندہ اسمین رکھتے ہین کہ وہ چراغ روشن کیا کرے - دس دخمون کو چیر کر نوے ہزار روپیہ بمہ جہت بادشاہی آدمیون کے ہاتھ آیا ہے -

پہلے زمانہ مین جو مسلمان یہان مقید ہوگئے تھے انہونے یہان نکاح کرلیا انکی اولاد آشامیون کے طریق پر عمل کرتی ہے برائے نام مسلمان ہین وہ آشامیون کے ساتھ بہ نسبت مسلمانون کے زیادہ مانوس ہین - دیار اسلام سے جو مسلمانون کی ایک جماعت یہان چلی گئی ہے وہ صوم و صلوٰۃ مین قیام کرتی ہے مگر نہ اذان دے سکتی ہی اور نہ قرآن پاک پڑھ سکتی ہے - یہ دونو انکے لئے ممنوع ہین -

راجہ اور آشامی بھاگ کر مختلف طرفون مین چلے گئے راجہ نے چاہا کہ قوم نانگہ پاس جائے مگر وہ پادشاہی لشکر کے خوف سے اسکے آنے پر راضی نہ ہوئے - یہ قوم جنوبی نانگہ

رہتی ہے۔ سرخ وسفید خوش ظاہر بد باطن ہے۔ بازارون مین اپنی ازولج سے بے پردہ
مجامعت کرتے ہین۔ عورتین سوا چھاتیون کے کسی عضو کو نہین چھپاتین اور کہتی ہین کہ جس عضو
جنکو بطن مادر سے انفصال کے وقت سب آدمیون نے دیکھا ہو اسکا اخفا عبث ہی پستان
جو اسکے بعد اٹھتی ہین انکو ڈھانکنا چاہیئے۔ نواب کی ملازمت مین چند مشہور آدمی آئے
تو انکے سیاہ لنگوٹیان بندھی ہوئی تھین لنگوٹیون کے اوپر کوڑیان سی ہوئی تھین اور
انکے منہ کے اوپر سور کے نیشون کی حمائل پڑی ہوئی تھی اور گردن پر سیاہ لمبی بال تھے
اکثر اس قوم کا حربہ ترو بین ہی۔ جب راجہ اس کوہستان مین آنے سے ممنوع ہوا تو وہ پہنچ
بھوگنون کو لیکر نامروپ مین چلا گیا۔ نامروپ ایک قطعہ زمین پہاڑون کے درمیان
ہے۔ آب وہوا یہان کی ایسی خراب ہے کہ آشامی کہا کرتے ہین کہ اگر کوئی طائر یہان کے
فضا پر پر مارے تو اسکا شہپر حیات گر جاے اور اگر اس زمین مین فولاد آئے تو موم ہو جا
راجہ جپر غضب ہوتا اور تلوار سے سر نہ اڑاتا تو اسکو یہان بھیجدیتا۔ اسکی ایک راہ ہے
جسمین گھوڑا جاسکتا ہے کوہستان جنوبی اور جزیرہ کو جو دریاے برھماپترا اور دھنگ
ندی کے درمیان ہے راجہ اور بھوگنون نے اپنا مقر بنایا۔ اس اثنا مین دو تین روز
مینہ برسا اور تیز ہوا چلی لشکر شاہی کے خیمون اور آردو مین پانی نے فرش اپنا بچھایا
موسم برسات نزدیک آیا۔ گھرگانو سے ساڑھے تین کروہ پر متھرا پور تھا وہ ایسی
اونچی جا پر آباد تھا کہ برسات مین اقامت کی قابلیت رکھتا تھا وہان جانے کا ارادہ
مصمم ہوا گھرگانو کی حفاظت کے واسطے میر مرتضیٰ اور راجہ امر سنگہ کو چھوڑا اور میر سید محمد کو
رعایا کی استمالت کے لئے مقرر کیا محمد عابد مامور ہوا کہ راجہ کے اموال کو دیکھ بھال کر جو مال
تحویل کے لائق ہو لشکر مین بھیجدے اور باقی کو جہانگیرنگر روانہ کرے نقرہ اور مس پر دو شنبہ
عالمگیر کا سکہ لگایا گیا۔ یہ روپیہ پیسہ رائج ہوا مختلف مقامون مین تھانے اور تھانہ دار
مقرر ہو گئے۔ ۲ شعبان سنہ مذکور کو لشکر کوچ کرکے متھرا پور مین آیا۔ آدم خان نے
یہان سے آٹھ کوس پر لکھے پور مین تھانہ جمایا۔ اسکو رات دن آشامیون سے لڑنا

پڑا جلال خان کنار دریاے دھنگ کا تہانہ دار تھا اسپر بھی کئی دفعہ آشامیون نے شبخون مارا مگر ہر دفعہ ہزیمت پائی تیس چالیس ہزار آشامیون نے دن کو اُس سے لڑنے کا قصد کیا اُنکو شکست ہوئی اور بہت آشامی مارے گئے اور جلال خان کی شجاعت کی بڑی شہرت ہو گئی آشامی یہان سے اور اطراف مین منتشر ہو گئے۔ میانہ خان موضع سلہانی مین تھانہ دار تھا وہ رعایا کی رفاہ حال و فراغ بال کا سبب ہوا۔ کھرگانو مین سوسوار اور دوسو پیادہ سے تھی اور اسکے اطراف مین اور لشکر مورچے جمائے ہوئے تھے اکثر مواضع دکھن کول کے بادشاہی تصرف مین آگئے تھے اور رعایا بھی اپنے گھرون مین آباد ہوکر اطاعت و ہوا خواہی کا اظہار کرتی تھی! و ترکول کے آدمی اطاعت کے فکر مین تھے کہ زمانہ نے ایک اور ہی گل کھلایا۔

برسات کا آنا اور فسادون کا اٹھنا۔

بادلون نے اپنے لشکر کو آسمان پر دوڑایا۔ بجلی نے اپنی چھچھوندر چھوڑی۔ گونج نے اپنا صور پھونکا۔ ابر نے اپنی آنکھون سے زمین پر ایسے آنسو بہائے کہ نالون کو دریا بنا دیا! اور دریا کو بحر۔ سیلاب نے ساری مکانون مین دلدل کر دی شیرون کے خوف سے آشامی جو جنگلون اور غارون مین لومڑی کی طرح چھپے بیٹھے تھے اب شیر بن کر باہر نکلے فتنہ و فساد برپا کیا اول اُنہون نے دیول گانو کی طرف ہجوم کیا اور تھانہ دار پر شب خون مارا۔ تھانہ دار غافل نہ تھا۔ اُسنے آشامیون کو شکست دی۔ نواب نے یادگار خان ازبک کو اُسکی کمک کے لئے بھیجا۔ اُسنے جا کر آشامیون نے جو آتش فتنہ سلگائی تھی آب تیغ سے بجھا دی ان دنون مین آذوقہ کی کشتیان لکھوگرہ سے کھرگانو کو روانہ ہوئی تھی۔ ابن حسین داروغہ نوارہ نے جہہ جلیہ ورہا کو سہ پر ساز بہ سرداری محمد مراد بھیجے تھے اُسنے دو تین جگہ آشامیون سے لڑکر اُن کشتیون کو کھرگانو مین پہنچا دیا جب آشامی دیول گانو سے مایوس ہوئے تو اُنہون نے غرہ شوال کو الفہ بیگ تھانہ دار بجپوپر تاخت کی اُسنے اپنی زور بازو سے اُنپر فتح پائی مگر فتح کے بعد احتیاط نہ کی آشامیون نے پھر حملہ کر کے اسکو مار ڈالا۔ بجپو آشامیون کے قبضہ مین آگیا اور اُنہون نے دریاے دھنگ کے اس طرف ترہانی و بجپور کے محاذات سے لیکر لکھوگرہ تک موچالین بنا کر لشکر شاہی کی رسد کا رستہ بند کر دیا۔

نواب نے یہ سنکر سرانداز خان ازبک کو کچھور کا تھانہ دار مقرر کرکے فساد کے دور کرنے کے لیے بھیجا وہ بہت جہد کرکے نالہ کی گل و لاے سے گذرا اور موضع نیک مین آیا یہان نالہ سے بغیر کشتی کے گذرنا محال تھا۔ اسنے نواب کو حقیقت حال لکھی۔ نواب نے حکم دیا کہ محمد مراد نوارہ کے ساتھ لکھو گہر سے آیا ہے۔ تین جلبہ و سات کوسہ اور کھرگانو سے لیکر اپنے نوارہ کا ضمیمہ بنائے اور اور خالی کشتیان بیوپاریون کی بھی لے لے جب موضع نیک مین پہنچے تو وہ اور سرانداز خان خشکی و تری سے باہم رفیق ہو کر طے مسافت کرین سرانداز خان کو محمد مراد دریا پار اتارے اور سرانداز خان محمد مراد کے نوارہ کا ممد و معاون ہو۔ مگر یہ تدابیر نہ چلین سرانداز خان پاس محمد مراد پہنچا اور دونو باتفاق روانہ ہوئے۔ نالہ جو اول سرانداز خان کی راہ مین آیا وہان ان دونو مین مخالفت ہوئی۔ ۱۷ شوال کو سرانداز خان واپس نیک کو چلا اور محمد مراد اور آگے بڑھا۔ جب آسنے آشامیون کی کشتیون کا ہجوم پانی مین اور آشامیون کو دریا کے کنارہ پر دیکھا تو وہ بہت جلد کنارہ پر اتر کر برجہانی کو راہی ہوا چند کشتیان جنمین امیر خان کے افغان سوار تھے وہ دشمنون کی طرف دوڑے اور اپنی جلادت کی زور بازو سے غنیم کے درمیان سے گذر کر دیول گانو مین پہنچے باقی تمام پادشاہی لشکر کی بیوپاری نوارے پر بار و ساز سفت و آسان آشامیون کے چنگل مین آئے جسنے انکو بڑی جرأت اور جسارت ہوئی اور بیوپاریون کی آمد و شد و رسد کے پہنچنے کی راہ مسدود ہوئی۔ آدم کی وسعت نے دریا پر عرصۂ جولان کو دبات تک تنگ کیا اور کوہ سلہانی کے سیلاب نے بہانے کے آدمیون کے گھوڑون کے ہاتھ پاؤن مین زنجیر ڈالی تو بعض آشامی آب دھنگ سے گذر کر اور بعض کوہ سلہانی سے پایئن مین آکر بے تحاشا جواشی کھرگانو کو مراجعت کرنے لگے اور شہر کی دست برد کے اندیشہ مین ہوئے میر مرتضیٰ نے پہلے سے زیادہ ہشیاری اور بیداری مین کوشش کی باوجود معاونون کی قلت اور معاندون کی کثرت کے اسنے ثبات اختیار کیا۔ دس بارہ ہزار آشامیون نے غازی خان تھانہ دار دیوتانی کو قتل کیا۔ بیس ہزار اور پچاس پیادے اسکے ساتھ کے مار ڈالے وہ پہنچکے احاطہ سے جسکو

سکونت وحفاظت کسبا ئین کے لئے بنایا تھا باہر آیا اور آشامیون سے لڑا بر کسائین کے
برادر زادہ نے دروازہ توڑنے کا قصد کیا۔ اسکو ابراہیم خان نے مار ڈالا۔ آشامی اپنے
سردار کے مرتے ہی دامن کوہ مین بھاگ گئے اور آشامیون کے جمع کرنے کا انتظام کیا۔
اس حادثہ کے واقع ہونے سے حوالی کھرگانو و نواحی متھراپور اور حواشی تھانہ آدم خان
مین جو رعایا آباد ہوکر اطاعت کرتی تھی وہ بھاگ گئی۔

ان دنون مین یہ افواہ اڑی کہ بھیم نراین نے آنکر کوچ بہار کو پھر لے لیا ہے۔ آخر کو یہ خبر
سچ نکلی سے آواز خلق کو نقارۂ خدا سمجھو۔ اسکی تفصیل یہ ہے۔ پادشاہی متصدیان مہام
مال نے مآل کار سے غفلت کی اور ممالک محروسہ کے محال کے دستور رعیت سے جمعبندی
اور مطالبہ سوا کیا اس طرح کی جمعبندی یہان کی رعایا کے خیال اور تصور مین بھی نہ تھی
وہ متفرق ہو گئی اور راجہ کی خواہان ہوئی۔ ممالک محروسہ شاہی مین جو اخذ مال کے قوانین
اور دستور تھے وہ یہان کی سرزمین کے زمینداروں کے معمول کے برخلاف عمل مین نہین
آسکتے تھے۔ نواب کی مرضی کے خلاف رعایا کے ساتھ مقدمات مالی مین سختیان بیجا اعتدا
ہوئین جس سے رعایا شورش مین آئی اور راجہ بھیم نراین پاس پہنچی اور اسکو پہاڑ سے نیچے آنے
کی ترغیب دی۔ راجہ اس مقدمہ کو دولت غیر مترقبہ سمجھا اور پہاڑ سے نیچے آیا۔ اس دیار کے
سب آدمیون نے کہا کہ تو راجہ ہے ہم تیری لئے اپنی جان دینے کو موجود ہین۔ راجہ کی طرح
کشمل باری مین محمد صالح منصبدار تھا اسپر تاخت کی اسکو اور اسکے ہمراہیون کو مار ڈالا
اور اسفندیار خان حاکم کوچ بہار کی ہمراہ جو آدمی تھے انکی رسد بند کر دی اور راجہ نے
خان مذکور کو پیغام دیا کہ تم ملک پادشاہی کی سلامت چلے جاؤ اور اپنے تئین ہلاک نہ کرو
خان مین قوت مقاومت نہین تھی اور اقامت مین یہ سمجھا کہ چند ہزار جانین ضائع جائینگی
وہ گھوڑہ گھاٹ مین چلا گیا۔ متعاقب علی خان بھی گھوڑا گھاٹ مین آیا۔ استرداد
ملک کی قدرت نہ تھی یہین ٹھیر گیا۔

القصہ جو حوالی کھرگانو اور تھانہ غازی خان کا حال نواب سے عرض کیا گیا تو اسنے

تو اُس نے ابوالحسن خالوی مرزا بیگ شجاعی کو جو نواب کا بڑا مشہور منتظم ملازم تھا آشامیون
کی تنبیہ کے لئے مقرر کیا کہ حوالی تھانہ غازی خان کے گرد جو آشامیون نے مورچے بنائی ہین
تھانہ کی تاخت کے تاک مین بیٹھے ہین انکو دفع کرے۔ اُسنے جاکر آشامیون کو مقتول و منہزم کیا
اور انکے مورچالون کو ڈھاکر مٹا دیا۔ آغزون کی جماعت اور پچاس سوار گھرگانو کی حفاظت
کے لئے اور مقرر ہوئے۔

جب نواب نے محمد مراد کی کم پائی اور آشامیون کی دراز دستی کی خبر سُنی تو اُس نے
فرہاد خان کو اپنی اور امرا کی اور تابینون کی اور شاہی آراستہ فوجین دیکر مامور کیا
کہ لکھوگرجا کر اور رسد کی کشتیون کو ہمراہ لیکر لشکر مین لے آئے اور آنے جانے مین اطراف کے آشامیون
کی تنبیہ کرے اور سرانداز خان کو گجپور مین قائم رکھکر تھانہ مین میر نوراللہ و محمد مقیم اور ایک اور
جماعت کو کمک کی طور پر چھوڑ دے۔ سرراہ تھانہ جات کا بندوبست اس طرح کری
کہ پھر آنے جانے والون کے دامن مین آشامیون کا خار نہ لگے۔ ابوالحسن جو دیوتالی کی
طرف آشامیون کی تنبیہ کرکے نواب پاس آتا تھا حکم ہوا کہ وہ اپنی ہمراہی آدمیون کے
ساتھ فرہاد خان کا تابع اور رفیق ہو۔ خان مذکور ۱۸ شہر شوال کی شام کو گھرگانو
مین آیا۔ اور اُسی رات آب دیکھو سے عبور کیا۔ فرہاد خان سے مل گیا۔ دونو
ملکر موضع نیک مین آئے جو ترمہانی اور گجپور کے درمیان تھا۔ یہان صحرا مین ندی دھنگ
سے بھی زیادہ پانی متموج تھا۔ نہایت حیران ہوئے اور ہرچند راہ کی جستجو مین سعی
کی۔ مگر مقصد نہ حاصل ہوا۔ آسمان سے پانی برستا تھا۔ زمین سے پانی جوش
کرتا تھا۔ لشکرگاہ کو سیلاب نے گھیر لیا۔ روے آب پر خیمے حباب کی طرح معلوم ہوتی
تھے اور سوار تمام شب پشت اسپ پر اور پیادے اپنی ایڑیون کے بل پر کھڑے رہے
ناچار سرانداز خان کو جو موضع مذکور مین محصور تھا خان اپنی ہمراہ لیکر اُلٹا چلا جس
جگہ پانی کمر تک تھا۔ ترمہانی کے قریب ایک موضع مین آیا۔ یہان آشامیون نے انہار
عمیقہ کھود کر دریاے دھنگ سے انکو ملا دیا اور اُنکے کنارون پر مورچلون کو ترتیب دیا۔

اور فرہاد خان کی مراجعت کی راہ کو مسدود کیا اور آشامیون نے نامی بھوکنون سے
کشتیون مین بیٹھکر افواج کی اطراف کا احاطہ کیا۔ اور توپ اندازی شروع کی
فرہاد خان ایک ٹیلے پر کہ محاذہ آشامیون کا تھا چڑھ گیا۔ نواب نے یہ خبر سنکر محمد مومن بیگ
یکہ تاز کو فوج عظیم کے ساتھ بھیجا کہ فرہاد خان کی راہ مین نالون کے کنارون پر جو
مورچال آشامیون نے بنائے ہین انکو پراگندہ کرے۔ مومن بیگ نے جہانی مین آبا
پانی کی طغیانی ہوتی جاتی تھی وہ مقصد کی طرف توجہ نہین کر سکا۔ دلیر خان نے
ہاتھیون کو لے جانا چاہا۔ مگر دشمن کے غلبہ خوف سے یہ تدبیر بھی نہ چل سکی آشامیون نے
مورچلون اور کشتیون سے توپ اندازی برابر جاری رکھی اور کشتیون سے اترکر
ان پر کئی حملے کئے۔ فرہاد خان نے ان حملون کو ہٹایا۔ ایک دفعہ آشامی بہت
کشتیون سے اترکر ان پر حملہ آور ہوئے تو راجہ سجان سنگہ کے راجپوت ان کے
مقابل ہوئے۔ خان کے اشارہ سے وہ پیچھے ہٹے آشامی دھوکہ مین آکر انکے پیچھے
آئے اور کشتیون سے دور ہوئے۔ فرہاد خان نے انکو مار دھاڑکر چند کشتیان
انکی چھین لین۔ اب یہان آذوقہ کی ایسی کمی ہوئی کہ گائے کے گوشت کھانے
کی جگہ گھوڑے کے گوشت کھانے پر نوبت آئی۔ تو فرہاد خان نے مفتوح
کشتیون پر اور ٹاپون پر جو کیلے کے درختون اور نے سے بنائے تھے سوار ہوکر
آشامیون پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا۔ آشامی دشمنون کو عاجز جانکر غافل ہوئے
رات کو خوش و خرم سوئے فرہاد خان نے ان کشتیون پر جو اسنے آشامیون
سے چھینی تھین لشکر کو سوار کرکے نالون سے پار اتارا۔ فرہاد خان جب محمد مقیم کے
تھانہ مین آیا تو اسنے سنا کہ اس نواحی کے آدمی چند روز غائب ہی اب آئے ہین تو
خستہ و مجروح ہین یہ حالت انکی شرکت جنگ پر دلالت کرتی ہے کہ وہ فرہاد خان
کے لشکر سے لڑے ہین۔ محمد مومن بیگ کو بھیجا کہ مردون کو قتل کرے عورتون اور
بچون کو قید کرلے اور اموال کو لوٹ لے دوم ماہ ذیقعدہ کو فرہاد خان

نواب کی خدمت مین آیا۔ تھانہ محمد مقیم کی تاخت و تاراج نواب کو پسند نہ آئی اُس نے سب
عورتون اور بچون کو چھوڑ دیا کہ وہ اپنے گھر جائین۔

فرہاد خان کی مراجعت کے بعد آشامی بڑے دلیر ہو گئے اور پانی کی طغیانی ایسی ہی
کہ کسی تھانہ مین مقدور نہ تھا کہ وہان سے آدمی باہر نکل سکے یا کمک کو پہنچ سکے اسلئے نواب نے حکم دیا
کہ ابھے پور سے آدم خان آنکر لشکر سے ملے اور تھانون کے آدمی گھرگانو مین چلے جائین
اور سرانداز خان و میانہ خان نالہ دیکھو کے اس طرف وہان کے رہنے والون کی محافظت
مین قیام کرین۔ جلال خان و غازی خان و محمد مقیم جو نالہ کے اسطرف ہین و ہیر مرتضیٰ
پاس چلے جائین۔ جب آدم خان تھانہ ابھے پور سے اس طرف کا عازم ہوا تو اس
نواحی کے مسلمان جو نہو اخواہی ظاہر کر کے آباد ہوئے تھے بھاگ گئے اور کشتیون کو لیگئے
اسلئے نالون کے اترنے مین آدم خان کو بہت تکلیف اُٹھانی پڑی۔ سرانداز خان و
میانہ خان نے ایک سرزمین مین جسکے تین طرف نالہ دیکھو تھا اقامت کی اور جس سمت مین
پانی تھا وہان ایک مستحکم دیوار بنائی اور اسپر توپین اور زنبورکین چڑھا دین۔ رعایا
دیوار سے خارج ہوئی۔ ایک رات آشامی غلبہ کر کے نالہ کی اس طرف کی رعایا کو
بھگا کر لے گئے۔ حوالی گھرگانو و متھراپور کی کل رعایا آباد شدہ فراری ہوئی۔
اور راجہ اور بھوکنون پاس چلی گئی بعض مسلمان اور کچھ ہنود باقی رہے جو راجہ سے ڈرتے
تھے اور ہندوستان کے دیکھنے کا شوق رکھتے تھے۔ انجام ملک آشام سوا گھرگانو و
متھراپوری کے آشامیون کے تصرف مین تھا اور ان دونون مقامون مین بھی آمد و رفت
بادشاہی آدمیون کی بغیر سپاہ کے ساتھ لئے نہین ہوتی تھی۔ یہ باتین تعجبات سے
تھین اب بارہ ہزار لشکر پیادہ و سوار اور اردو و بازار بے شمار جیسے تنگ تنگ غلبہ
خصم اور استیلائے غنیم انتہا کے اندر نقطہ کی مانند گھر جائے کہ پرکار کی طرح لشکرگاہ کی دائرہ
سے باہر قدم نہ رکھ سکے اور کوئی کمک اسکو نہ پہنچ سکے اور غلہ اور مایحتاج کی کوئی چیز
اُس تک نہ آسکے۔ آشامیون نے انقطاع اخبار اور انسداد راہ مین کوشش کی۔ کہ

اہل ہند کو اس لشکر کی بے خبری کے سوا کچھ خبر نہ پہنچی تھی - وہ جانتے تھے کہ کوئی انمین زندہ نہین ہے - اُنہون نے مراسم تعزیت بھی ادا کین اور وارثون نے متروکات کو بھی آپس مین تقسیم کر لیا -

راجہ آشام کا بیجدلی بھوکن (سپہ سالار) تھا وہ برہمن تھا اور انبار داری سے بھوکنی اور سرداری پر پہنچا تھا اسکو راجہ نے سپہ سالار و مدار علیہ مقرر کر کے لشکر شاہی کے مقابلہ و مقاتلہ کے لئے بلکہ اسیر و دستگیر کرنے کے لئے مقرر کیا اور سارے ملک مین احکام جاری کر دیئے کہ سردار و رعایا اسکی اطاعت کرین - یہ سپہ سالار نہر دلکی کے کنارہ پر آیا اور ایک انبوہ جمع کر کے حشر برپا کیا اور مورچال بنا ے دو تین روز مین ایک دیوار عریض و مرتفع کنگرہ دار نہایت مستحکم لب پائے مذکور پر تین کروہ لمبی بنائی - دیوار کا ایک سرا پہاڑ سے ملتا تھا اور دوسرا سرا وہان منتہی ہوتا تھا کہ نہر مذکور آب دھنگ سے ملتی تھی اور نہر مذکور کے ساحل کو ایسا تراشا کہ اسپر پیادہ نہین چڑھ سکتا تھا سوار تو کیا چڑھتا آشامیون نے کئی دفعہ راتون کو دلیر خان کے لشکر پر شب خون مارا آخر دفعہ مین دلیر خان نے اُنکو ایسا کشتہ و شکستہ کیا کہ پھر اُنہون نے شبخون مارنے کا نام نہ لیا - نواب کو معلوم ہوا کہ زمیندار چانک جو راجہ کا خطاب رکھتا ہے وہ گھرگانو کی مزاحمت کا قصد رکھتا ہے اور مورچل جمائے بیٹھا ہے - راجہ سجان سنگھ کو اسکے استیصال کا حکم دیا - اُسنے محاربۂ عظیم کے بعد اسکو شکست دی اور واپس آیا - کوئی روز و شب لشکر مین بے دردسر تیر و آہنگ شمشیر کے نہ گذرتا تھا - خانہ زین مین پائون رہتا تھا گھوڑون کی پیٹھ پر ہمیشہ زین دھرا رہتا تھا - آخر الامر یہ نوبت آئی کہ آقا کو نوکر سے نوکری کی توقع نہ رہی اور چاکر کو طمع مجرے کی آقا سے نہ رہی سب ہول جان سے تھوڑے غوغا پر چونک پڑتے تھے - ہلاکت کے خوف سے تیغ دودستی مارتے تھے -

بیا تا ہمہ تن بکشتن دہیم ✤ مبادا کہ فرصت بدشمن دہیم

سب کو یقین تھا کہ اس قفل کی کنجی سوائے تلوار کے نہین ہے اور اس عقدہ کی گرہ کشائی سوائے تیر و سنان کے نہین بیجدلی بھوکن نے شبخون مارنے مین اور ابواب رسد کے بند کرنے مین حواشی اردو کی مزاحمت کرنے مین کوئی بات نہین اٹھا رکھی تو اسنے جانا کہ در فتح پر خشت لگانے سے اور آہن سرد کے کوٹنے سے کوئی نفع سوائے جراحت کے اور کوئی حاصل سوائے ندامت کے نہین ہے اس لئے اپنے فرمان فرما کی اجازت سے یا اپنی عقل دور اندیش سے صلح کی تحریک کی اور اپنا وکیل اپنے عریضہ کے ساتھ بھیجا جسمین مصالحت کی درخواست تھی۔ نواب نے بھورمل منصبدار کو بیجدلی بھوکن پاس بھیجا اور سمجھا دیا کہ کوئی ایسی بات نہ کرے جس سے لشکر کا ضعف معلوم ہو اور شرائط صلح یہ بتائین کہ وہ بیان کرے۔ اول پانچسو ہاتھی دندان دار بھیجے۔ دوم تین لاکھ تولہ سونا و نقرہ پیشکش کرے۔ سوم حرم پادشاہی کے پرستاری کے واسطے اپنی بیٹی دیوے۔ ہرسال پچاس ہاتھی اول دندان دار برسم باج دیا کرے۔ چہارم جو ممالک لشکر شاہی کی پے سپر ہوے۔ وہ ممالک محروسہ مین داخل ہون۔ اور نامرو پ اور اسکے اطراف مین کوہستان راجہ سے متعلق ہون۔ آخر شرط ومبریہ شعر صادق آتا ہے۔

شعر

از پیش صفہ تا بہ لب بام از آن من ✤ واز پشت بام تا بہ ثریا از آن تو۔

بھوکن کے پاس بھورمل گیا۔ آدھی رات کو خلوت مین بلایا گیا۔ بھوکن نے کہا کہ اگر راجہ ان شرائط صلح کو نہ مانے گا تو مین راجہ سے مفارقت کرکے نواب کی خدمت مین حاضر ہونگا۔ دو تین دن بعد بھورمل کو اُسنے رخصت کیا۔ وہاں کے سبب سے لشکر کھر گانو مین آ گیا جس سے لشکر کا ضعف معلوم ہوا نہ مصالحہ ہوئی نہ بیجدلی بھوکن آیا۔

پہلے بیان ہو چکا ہے کہ بیجدلی بھوکن نے دریائے دلی پر مورچال بنا کر لشکر شاہی

پر کئی شب خون مارے اور ناکام رہا۔ اب اس نے کھرگانو کی طرف اپنی ساری توجہ کی
یہان اموال اور گھوڑے ہاتھی بادشاہی اور تمام آلات توپ خانہ اور چند لشکری
اور بیوپاریون کی کشتیان اور کچھ ذخیرے و مایحتاج معیشت رہ گیا تھا۔ ہر رات کو
اشامیون کی ایک جمع کثیر اطراف شہر مین اور راجہ کے گھر کے احاطہ کے گرد پھرتی تھی
اور اس راجہ کے احاطہ کے باہر حوالی شہر مین جو کچھ مکانات تھے انکو جلاتی تھی گویا
اپنے ہاتھون سے اپنے گھرون کو خراب کرتی تھی میر مرتضیٰ محافظت مین بدرجہ کمال کوشش
کرتا تھا۔ ۲ ذیقعدہ کو فرہاد خان و سید سالار خان و قراول خان بھی کھرگانو کی
حراست کے لئے آگئے۔ اشامیون نے کھرگانو کے غربی دروازہ پر ایک باغ مین مورچے
بنائے۔ فرہاد خان نے انکو یہان سے نکال دیا۔ ایک دن اشامی جانب غربی کھرگانو
مین چند آدمیون کو مار گئے اور کچھ آدمیون کو پکڑ لے گئے۔ بادشاہی آدمیون نے
بانس کا ایک حصار بنایا اور اسکی حفاظت مین کوشش کی۔ غرہ ذی الحجہ کو سید سالار خان اور
عبدالرسول کی باری بانس کے حصار کی حفاظت کی تھی ان دونو سردارون سے اشامیون
کی ایک جماعت کثیر مقابلہ و مقاتلہ کے لئے آئی۔ دو دفعہ اشامیون کے حملہ کو بادشاہی
آدمیون نے دفع کیا لیکن تیسرے حملہ مین اشامی بانس کے حصار کو توڑکر اور جلاکر کھرگانو کے
آدھے قلعہ پر قابض ہو گئے۔ میر مرتضیٰ و میر سید محمد اسبات پر مطلع ہو کر نقارہ اور کرنا
بجاتے ہوئے گئے مگر تاریکی شب کے سبب نہین معلوم ہوتا تھا کہ غنیم کہان ہے اور کس طرف
تاخت کرکے مدافعت کرنی چاہیئے۔ اس اثنا مین آشامیون نے راجہ کے ایک چھپر مین آگ
لگائی کہ جسکی روشنی سے رات کا دن ہو گیا۔ بادشاہی سردارون نے تھوڑے
آدمیون سے انپر حملہ کرکے باہر نکال دیا اور نصف قلعہ جو اشامیون کے تصرف مین
آگیا تھا اسکو پھر چھین لیا میر مرتضیٰ نے بجائے بانس کے حصار کے مٹی کا حصار بنانا شروع
کیا اور اسپر توپ و بندوقچی و زنبورک چن دین اور اسکے آگے درختون کو کاٹ کر مسطح میدان
بنا دیا۔ ایک ہفتہ مین قلعہ کے دور مین جو ایک کروہ کے قریب تھا ایک عریض اور مرتفع دیوار

گنگرہ قلعہ تیار ہوگئی۔ پہلی لڑائی مین فرہاد خان کے ہاتھ مین تیر اور زخم لگے تھے۔ اسپر ورم بہت ہوگیا۔ آشامی اس حال پر مطلع ہوکر ہر شام آخر رات کو قلعہ پر حملے کرتے اور کچھ رات رہی نہر دلی کے کنارہ پر چلے جاتے فرہاد خان دست شکستہ و بال گردن بنا گھوڑے پر رات کو سوار ہوتا اور صبح تک اُترتا اور اندر اور باہر کی خبرداری رکھتا سب سرداروں نے مہتابیان بنا کے اپنے پاس رکھ لین تھین کہ پہلی رات کو دشمن جو لڑنے آئین انکو روشن کرکے لڑین۔ آشامیون نے گھرگانو کے قریب انبارون کو جلایا اور انبار ہائے بعید سے شالی کاٹے جانا شروع کیا میر مرتضی نے کشتی اور خشکی کی باربرداری کا انتظام کرکے بعض انبارون سے شالی کو لیجا کر قلعہ مین داخل کیا۔ اور فرہاد خان و محمد سعید سعی کرکے گھرگانو کے قریب کے انبارون مین سے شالی نکال کر قلعہ کے اندر لے گئے۔

اب گھرگانو کے اسطرف آشامیون نے ایسی جگہہ پر کہ گھوڑے کا جانا دشوار تھا مورچال بنائے اور بڑے شب خون مارے۔ پانچوین ذی حجہ کو جاسوسون نے خبر دی کہ آشامیون کے نامی پھوکنون اور سردارون نے یہ قرار دیا ہے کہ آجکی رات کو قلعہ و شہر گھرگانو کو بادشاہی آدمیون سے چھین لیجے۔ چار فوجین انھون نے ترتیب دی ہین ایک فوج سید سالار خان کا دوسری فوج عبدالرسول خان کا تیسری فوج دیوار شرقی حصار کے محافظون کا مقابلہ کریگی۔ اور سب سے بڑی چوتھی فوج میر مرتضی سے محاربہ کریگی پانچ پہر گھڑی روز رہا تھا کہ قراول خبر لائے کہ آشامیون کا ایک گروہ نہر دلی و نالہ ندکا سے گذرا ہے فرہاد خان باوجودیکہ اسکے ہاتھ مین بہت درد تھا انکے مدافعہ و مقابلہ کے لئے سوار ہوا اور باہر آیا۔ سید سالار خان و جلال خان دریابادی نے اس کو جانے سے منع کیا اور خود لڑنے کی اجازت حاصل کی اور باہر آکر آشامیون کو مار کر بھگایا۔ بعض تیر کر بعض ناؤ مین بیٹھ کر نالہ ندکا سے باہر گئے اور وہان ایستادہ ہوئے۔ رات ہوگئی۔ افواج شاہی متردد ہوئی نہ دریا سے عبور کرنے کی قدرت تھی اور نہ فارغ البالی سے مراجعت کی طاقت تھی کیونکہ یقین تھا کہ جیسا چاہیئے

موڑے کی دشمن پیچھے پڑینگے۔ فرہاد خان نے یہ حال سنکر پیغام بھیجا کہ پیش روی مین شیخ خطا کی ہے اب پس روی مین شیوہ سپاہیانہ سے اسکی تلافی کرو اور قلعہ مین آجاؤ۔ سید مذکور ایسی دانائی سے کہ فرار نہ معلوم ہو پانچ چھ گھڑی گئے لشکر کو شہر مین لے آیا اور جہانگیر پیادہ حفاظت کرتی تھی وہان چلی گئی۔ آشامیون کو جب سپاہ کی مراجعت کی خبر ہوئی تو وہ نالہ سے گذر کر شہر کے باہر کی اطراف قلعہ کی سپاہ پر بل پڑے۔ فرہاد خان نے وسط قلعہ مین کھڑے ہو کر افواج امداد کے لئے اطراف مین بھیجین میر سید محمد اپنے آدمیون کے ساتھ میر مرتضیٰ پاس گیا آدھی رات پر پانچ گھڑی بجے تک بازار دار وگیر جانبین سے ایسا گرم ہوا کہ ہرگز ملک آشام مین ایسا صحار بہ نہین ہوا سید سالار خان عین تاریکی مین چلا آیا تھا اسنے چند چھپر جلا تو انکی روشنی مین دیکھا کہ آشامی بھاگے جاتے ہین تو انکے پیچھے تاخت کی جانب شرقی قلعہ سے راجہ امر سنگ کے آدمی بھی پہنچے۔ اسنے بھی ایک بڑا چھپر جلایا اسکی روشنی مین قراول خان اور آغزون نے اس طرف قلعہ کے کہ آشامی حملہ کر رہے تھے جنگ کی اور انکو شکست دی۔ یہ دونو ہزیمت خوردہ فوجین اس طائفہ کے ساتھ متفق ہوئین کہ حصار کی دیوار شمالی پر چڑھنے کا قصد کرتا تھا اور اس دیوار پر یورش عظیم کی۔ میر مرتضیٰ نے سب جگہ مہتابیان روشن کر کے آشامیون کے حملون کو ہر جا دفع کیا۔ آشامیون نے مایوس ہو کے عبدالرسول پر حملہ کیا یہ تلاش عظیم ہوئی لشکر شاہی عاجز ہوا کچھ اٹھا پھرا۔ مراد خان دریا بادی فرہاد خان کے اشارہ سے عبدالرسول کی کمک کو گیا۔ آخر کو آشامیون کو شکست دی۔ آشامی یہان سے شکست پا کر اس برج پر پہنچے۔ جو حصار کے شمال و مغرب کے بیچ مین تھا اور اسکی دیوار بقد آدم آدھی تھی اور کنگرہ نہین بنے تھے اتفاق کر کے حملہ کیا۔ خندق کو پھلانگ کر برج مذکور پر پہنچے۔ فرہاد خان کو ایک شخص نے خبر دی کہ آشامی اس برج پر متصرف ہوئے تو وہ بے تامل اس برج کی طرف متوجہ ہوا۔ یہان میر سید محمد آیا غرض آشامیون کو

بجا دیا۔ تاریخ آشام کا مصنف شہاب الدین طالش نواب بابر متھرا پور گیا اور سارا حال
بیان کیا۔ وہان سے امرا کے نام ستایش نامے لایا۔ جنسے اپنے کام مین وہ اور
زیادہ سرگرم ہوے۔ آشامیون نے آب لبی سے گذر کر نالہ کا کو جان پہ مورچے
بنائے جو نہر لبئی اور نالہ دندکا کے درمیان یہ نالہ تھا۔ دروازہ سنگی کی جانب
غربی مین ایک گروہ انبوہ آیا اور اپنے نزدیک کھرگا نو کے آدمیون کا تنگ
محاصرہ کیا۔ ۸ ماہ ذی حجہ کو آشامی تین فوجون مین تقسیم ہو کر آدھی رات کو
سید سالار خان عبد الرسول اور میر مرتضی کے مقابل آئے۔ اس اثنا مین کالی گھٹا مین
تھین اور موسلا دھار مینہہ برسنا شروع ہوا گھوڑے زانو تک پانی مین ڈوب گئے۔
اہل اسلام کو خوف ہوا۔ نہ گھوڑون کے دوڑانے کی مجال تھی اور نہ ہتیارون کے
استعمال کا یارا تھا۔ دونون لشکر خالی کھڑے رہے پانچ چھہ گھڑی رات باقی تھی کہ
آشامیون نے معاودت کی۔ فرہاد خان کے ہاتھ مین درد زیادہ ہو گیا تھا اس
سبب سے آشامی زیادہ خیرگی کرتے تھے۔ خان مذکور نے کمک کی درخواست کی
عید قربان کی سہ پہر کو خبر آئی کہ آشامیون نے نالہ دندکا سے عبور کر کے سواد
شہر مین مورچے باندھے ہین فرہاد خان و جلال خان اور کل دریاباد ی و غازیخان
و قراول خان اور آغا انکی مدافعت کے لئے مامور ہوئے انھون نے جا کر آشامیون
کو بھگا دیا۔ چند آدمی انمین سے مارے گئے اور آلات مورچل ساری چھوڑ گئے۔
بانسون سے مورچہ بنانا شروع کیا تھا۔ انمین آگ لگا دی۔ اارکو رشید خان کھرگانو کی
حفاظت کے لئے مقرر ہوا اسنے سنا کہ آشامیون کے جس مورچہ کو کل جلایا تھا
پھر آنکر اسکو بنانا شروع کیا۔ آشامیون نے پھر اسکو چھوڑ دیا اور رشید خان نے
انکا تعاقب دندکا تک کیا۔ آشامیون کے مورچہ کے پاس ایسے مضبوط کر دیے تھے
کہ ہاتھیون سے نہ اکھڑے آخر آدمیون نے انکو اکھیڑا اور جلایا۔ سرانداز خان پاس
خبر آئی کہ آشامیون نے جانب غربی مین مورچال بنائے ہین اور شب خون مارنے کا

مارنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ خان نے اُنکے مورچل پر حملہ کیا۔ اور بہت آشامیون کو
مقتول اور اسیر کیا اور اُنکے مورچل کو ویران کیا اور فتح عظیم پائی سو آدمیون سے
زیادہ اسیر ہوئے جنمین بعض سردار بھی تھے۔ رشید خان کے سامان جنگ کو دیکھکر آشامیون
کو شب خون مارنے کی جرأت نہ ہوئی۔ ١٦ ماہ مذکور کو رشید خان نے سُنا کہ نالہ وندکا بعض
جا پایاب ہے آدمی کے سینہ و گلو سے پانی اوپر نہین چڑھتا۔ میر مرتضیٰ و راجہ امیر سنگھ کو
قلعہ کی حفاظت سپرد کی اور خود کاکوجان کے مورچال نشینون کی تنبیہ کیلئے روانہ ہوا
جب نالہ دندکا کے سری پر آیا تو افواج پایاب کی متفق نہوئی۔ ہر جگہ گھوڑا ڈالکر سلامت
پار گئی۔ آشامیون نے اس لشکر پر تیر و تفنگ چلائے۔ مگر آب دندکا کے عبور کرنے سے لشکر
شاہی کا خوف وہ اُن پر چھایا۔ کہ جب اُسنے انپر حملہ کیا تو وہ بھاگ گئے لشکر شاہی
مورچل مین داخل ہوا۔ غازی خان تعاقب کرتا ہوا بسر بجید لی بھوکن تک پہنچا۔ آشامیون نے اپنی
سردار کو دست بدست و دوش بدوش نہر دلئی کے کنارہ پر پہنچایا اور یہان سے کشتی
مین اُٹھا کر کے باہر لے گئی لشکر شاہی نے اس کشادہ صحرا مین آشامیون کو مارا جو وہ بھاگکر نہر دلئی
کے کنارہ پر چلے گئے۔ ایک سو ستر آشامی پکڑے گئے۔ ایک اُنمین سردار تھا۔ رشید خان نے اُس
سردار کے پانٔو مین بیڑیان ڈالین اور باقی سب کو مار ڈالا۔ نواب پاس بھی یہ قیدی بھیجے گئے تھے
مگر اُسنے رشید خان پاس واپس بھیجدیا تھا کہ جو چاہے اُنکا حال کرے۔
جب لے بین مسدود ہوئین اور آشامیون کی شورش کی خبر مشہور ہوئی اور لشکر کی خبرون
کا آنا منقطع ہوا اور انور بیگ تھانہ دار کجہوہ کے قتل کے واقعہ کا اشتہار ہوا۔ تو ابن حسین نے ایک نوارہ
مردم جنگی اور آلات جنگی سے پُر کر کے علی بیگ کی ہمراہ روانہ کیا کہ کجہو مین جاکر قلعہ کو جو آشامیون
نے موضع مذکور مین بنایا ہے مفتوح کرے۔ علی بیگ کجہوہ مین پہنچا اور حوالی قلعہ مین منزل کی۔
آشامیون نے ایک جمعیت عظیم کے ساتھ نوارہ پر حملہ کیا۔ نوارہ شاہی ہولی پر تھا وہ بے اختیار
ناسہ باری مین جو دیول کا نوا اور کجہو کے درمیان مین ہے آگیا۔ منور خان کجہو نوارہ لیکر اُسکی
کمک کو آگیا۔ دونون نے ملکر آشامیون پر حملہ کیا اور اُنکو شکست دی اور چند کشتیان اُنکی چھین لین

علی بیگ اور منور خان دو نواب ابن حسین پاس آ گئے لشکر کے احوال نہ معلوم ہونے سے لکھو گریہ میں
سرداروں کو بڑا تردد تھا لکھو گریہ میں رسد آتی تھی اور اسقدر شالی جمع تھی کہ تین سال
کو کفایت کرتی تھی۔ نواب ہمیشہ اس نوارہ کے حال دریافت کرنے کے لئے بیتاب رہتا تھا
اسلئے دو آشامی ابن حسین پاس بھیجے وہ غریب یہاں پہنچے۔ نواب نے ابن حسین کو لکھا کہ
اگر احتیاج و صلاح کا اقتضا ہو تو سید نصیر الدین خان کو کلیا بر سے اور سید مرزا کو
بمدھرہ سے و یادگار خان کو دیول گانوں سے لکھو گریہ میں بلالو اور بہیئت اجتماعی
نوارہ کی محافظت میں ساعی ہو ابن حسین نے اس پروانہ کے جواب میں عرضداشت
لکھی کہ بمدھرا اور کلیا بر سے پٹھانوں کے اٹھنے سے رسد کا انقطاع ہوگا میرے پاس
اتنے آدمی ہیں کہ وہ نوارہ کی محافظت کے لئے کافی ہیں اور دیول گانوں میں یادگار خان
کے رہنے سے کچھ فائدہ نہیں اسکو لکھو گریہ میں بلالونگا۔ آپ نوارہ کی طرف سے بےسبب
طرح مطمئن رہیں قاصدوں کے ہاتھ اس عرضداشت کو بھیج دیا قاصد جس طرح گئے تھے
اسی طرح نواب پاس آخر ذی قعدہ میں آ گئے ابن حسین نے ایک تہس کا قلعہ نہایت مضبوط
بنایا۔ توپ زنبورک اطراف پر لگائیں۔ آشامیوں کے شبخون سے خاطر جمع کی اور نواب کے
حکم کے موافق یادگار خان پاس چند کشتیاں بھیجکر اسکو دیول گانوں سے اپنے پاس
بلا لیا۔ نواحی دیول گانوں کی رعایا کو جب اسکی خبر ہوئی تو وہ شب کو فرار ہو گئی۔ اور
آشامیوں کو اس سے مطلع کیا۔ دوسرے دن خان بہت جلد روانہ ہوا اسکے اہل ردہ
بعض قید ہوئے کچھ گھوڑے لئے۔ آشامیوں نے ان قیدیوں کو تیر دوز کرکے ٹاپوں
میں باندھ کر پانی میں چھوڑ دیا کہ وہ لکھو گریہ میں پہنچکر وہاں کے بےدل آدمیوں میں خوف
پیدا کریں۔ ملاحوں کی اور تمام اہل بنگالہ کی خوراک چاول ہیں وہ کم ہو گئے تھے۔
لکھو گریہ کے اطراف غربی میں دامن کوہ میں اور اسکے جنوب میں گانوں کے سر راہ اور شمال میں
کلیا بر کی جانب قلعے آشامیوں نے بنائے تھے اور مورچل لگائے تھے کسی طرف سے رسد کے آنے کا
رستہ نہ رکھا تھا۔ کئی مرتبہ ابن حسین نے جاکر اور آشامیوں کے سرداروں کو مار کر بہت سی شالی

لکھوگرہ مین لایا تھا اور بہت سے آشامیون کو قید کیا تھا اور تین دفعہ گواہٹی سے بیوپاریون
کی کشتیون مین شالی کو لا یا تھا لکھوگر اور کلیابر کے درمیان ایک قلعہ سولہ گرہ تھا آخر ماہ
ذی حجہ مین وہان کی رعایا بہ تنگ آن کر اپنے سردارون کو مقید کر کے ابن حسین پاس لائی اور
اطاعت کی ابن حسین نے سردارون کو مقید کیا۔ رعایا کو مسرور کر کے یہ تجویز کی کہ وہی سولہ گرہ مین
بطریق تھانہ دارون کے تری و خشکی کے آنے جانے والون سے خبردار رہین اور آشامیون کو اناج
پہنچانے نہ پاوین۔ ان آدمیون نے اس کام کو ایسی اچھی طرح کیا کہ کلیابر اور گواہٹی کی راہین لکھوگرہ
تک کھل گئین اور بیوپاریون کو آمد و شد مین کوئی دغدغہ اور وسوسہ نہ رہا۔ محرم مین نصیر الدین خان
کا انتقال ہوا ابن حسین نے اسکے نوکرون کو بحال رکھا اور ایک ماہہ تنخواہ پیشگی بھجوا دی۔ اور
شبیر حسین اپنے داماد کو لکھا کہ وہ تھانہ کی خبرداری کرے۔ تھوڑے دنون بعد سید مرزا تھانہ دار
جمدھرہ بھی مرگیا ابن حسین نے کشن سنگہ منصبدار کو لکھا کہ تھانہ کا انتظام رکھے غرض ابن حسین نے
خوش اسلوبی سے انتظام کیا۔ آشامیون کو گھرگانون کی فتح سے مایوسی ہوئی تو وہ نواح کی
مدافعت اور مزاحمت کے درپے ہوئے اور مکرر محاربات عظیمہ و مقاتلات شدیدہ وقوع
مین آئے۔ سب لڑائیون مین اہل اسلام کو فتح رہی۔ آشامیون کو شکست ہوئی دامن کوہ مین
ابن حسین خود چند دفعہ گیا اور دو تین دفعہ فوج کو بھیجا اور یہان کے متوطنین کو قتل کیا تو یہان کے
باشندون کو اس حالت سے نہایت ملالت ہوئی۔ ناچار انھون نے لتری اور برکسائن راجہ کے
دو بڑے سردارون کو جو حوالی لکھوگرہ مین فساد مچاتے تھے پکڑ کر مع زن و فرزند ابن حسین پاس
بھیج دیا۔ ابن حسین کو اس طرف سے بھی اطمینان ہوا۔ پھر اسنے مکرر آشامیون پر جنھون نے
لکھوگرہ کے قریب گانون کی جانب مورچال بنائے تھے تاخت کی اور انکو ہزیمت دی۔ اور
دیول گانون پر قبضہ کرنے کے لیے پھر یادگار خان کو بھیجا۔ اور نواب کو ان سب فتوحات
کی اطلاع کر دی۔ ماہ صفر مین نواب گھرگانون مین تشریف فرما ہوا ابن حسین کی عرضداشت سے
مسرور ہوا۔
موضع متھراپور مرتفع ہونے کے سبب سے برسات کے موسم مین لشکر کی اقامت کی

صلاحیت اور قابلیت رکھتا تھا۔ مگر اسکے اطراف کے پہاڑون کی ہوا اور دامن کوہ کا
پانی امراض خیز تھا۔ اہل آشام اسکو جڑبیت یعنی کوہ تپ کہتے تھے جسنے وہان کی ہوا
کھائی اور پانی پیا وہ تپ لرزہ اور عارضہ شکم مین مبتلا ہوا۔ اور عالم وجود سے خارج ہوا حتی
مرنے کا حال یہ ہوگیا کہ گورکن کو جانکنی کے سبب سے گورکنی کی فرصت نہ تھی۔ مردہ شو جو اوران
نہلانے کے لئے جاتا وہ اپنی جان سے ہاتھ دہوتا۔ اس سرزمین مین اس قدر زمین رہی
کہ مردہ کو زندہ دفن کرتے۔ اتنا کپڑا نہ تھا کہ موتے کو کفن پہناتے۔ متمولون کو انہین کے لباس
مین لپیٹ کر آب گل مین پوشیدہ کرتے اور مسکینون کے اجساد کو وحوش و طیور کا طعمہ بناتے۔ دلیرخان کے
ساتھ پندرہ سو سوار تھے۔ جنمین برسات کے بعد نام روپ کی جانب جاتے وقت چار پانچ سو سے
زیادہ نہ رہے۔ یہی قیاس اکثر امراء کے تابینون پر ... کرنا چاہئیے۔ کافر و مسلمان آشامی جو
کھرگانون مین رہتے تھے انمین سے اکثر مرگئے۔ بھورمل بھوکن کی زبانی سنکر ایک شخص نقل کرتا تھا
کہ دو لاکھ تین ہزار آشامی پہاڑون پر مرے پڑے ہین اس سبب سے کل مملکت آشام مین وبا
عام پھیل رہی ہی۔ وبا کا حال یہ تھا۔ اب غلہ کا حال سنو کہ پہلے ذکر ہوچکا ہے ....
کہ ۱۷۳ انبار شاہی ضبط ہوئے تھے جنمین سے پانی کی طغیانی اور آشامیون کی خیرگی
کے سبب فقط سولہ انبار تصرف مین ہین۔ نواب نے حکم دیا کہ چھ انبار تو دواب بادشاہی کے لئے رکھے
جائین اور باقی دس انبار لشکر کے آدمیون مین یون تقسیم ہون کہ جس قدر کوئی لیجا سکے لیجائے
اس حکم پر عمل ہوا۔ آدمیون اور دواب کی غذا موقوف۔ شالی اور برنج گندہ سرخ
پر تھی۔ اہل لشکر کو پہلے مویشی بہت ہاتھ لگے تھے تو مدتون تک انکی نان خورش یہ تھی کہ
گائے کے گوشت کو پانی مین جوش دیکر یا اسکی چربی مین پختہ کرکے کھاتے آخر کو وہ بھی موقوف
ہوا اب نمک کی ہوس مین سینہ چاک اور دال کی تمنا مین دل دو نیم تھا۔ نرخ یہ تھا۔ ایک سیر
روغن چودہ روپیہ کا۔ ایک سیر ماش ایک روپیہ کا ایک روپیہ کی افیون ایک تولہ۔ ایک
اشرفی کی ایک چلم۔ تمباکو تین روپیہ کا ایک سیر۔ مونگ کی دال دس روپیہ کی ایک سیر

ایک سیر نمک پانچ روپیہ کا۔ اس بھاؤ سے بھی اجناس سونجھ سے ہاتھ آتین محمود بیگ بخشی
پاس کئی گٹھے تنباکو کے تھے اُسنے مفت امرا و غربا مین انکو تقسیم کر دیا قیمت لیتا تو بہت
روپیہ اسکو ہاتھ آتا۔ ملک منیر پاس افیون اتنی تھی کہ برسات تک اس کی معتاد کو کافی ہوتی
اُسنے اپنی معتاد کم کرکے اورون کو افیون دیدی۔ جہانگیر نگر مین قحط عظیم تھا وہان بھی
بہت بھوکے آدمی مر گئے۔

جب آب و ہوا کا تعفن قحط غلہ کا پار ہوا تو متھراپور سے نواب نے دہم محرم ۱۰۷۳ کو گھرگانون
جانے کے لئے کوچ کیا اور تیرھوین محرم کو یہان پہنچا قلعہ کے اندر نزول کیا دلیر خان
تمام رات گاڑیون کی نگہبانی کرتا رہا۔ آشامیون نے ہجوم کرکے کئی دفعہ اسکو گھیرا مگر اُس نے
انکو پراگندہ کر دیا۔ محمد تقی بخشی سے آشامیون کی مٹ بھیڑ ہوئی۔ آشامی متھراپور کے
چلے جانے سے اور زیادہ چیرہ ہوئے اکثر راتون کو قلعہ گھرگانون کی اطراف پر حملہ آور ہوتے
قلعہ کی سمت مغربی کی دلیر خان اور طرف شرقی کی راجہ سجان سنگھ جنوب و شرق کے درمیان
کی رشید خان و سید سالار خان اور شمال و مغرب کے درمیان فرہاد خان و سجان سنگھ حراست
آشامیون نے دلیر خان و سجان سنگھ پر حملہ کیا مگر شکست پائی۔ دلیر خان نے نالہ ندی کا تک انکا
تعاقب کیا اور سب آشامیون کو مارا۔ ان دنون مین قحط کی بڑی شدت ہوئی۔ متھراپور
کی بیماری کا اثر گھرگانون مین بھی پھیلا۔ مرض تپ لرزہ اسہال پر دق و استسقا کا اور
اضافہ ہوا۔ ادنے اعلے بہت مرنے لگے۔ برنج سرخ گندہ نے نمک اور کچھ نہ تھا جو سوا
کچھ اور غذا پیدا نہ تھی۔ نباتات جنکو دانت چبا سکتے تھے۔ انسان و حیوان سب نذر ہضم کرتے
تھے۔ بڑے آدمی برنج گندہ بجائے برنج باریک کھاتے اور مفلس آدمی ندی نالون و پہاڑون کے کنارہ
پر جو درخت تھے انکے پتے اور گھاس کھاتے نواب بھی باوجود یکہ اسکے سرکار مین خاص اسکے لئے
کسی کھانے کی کمی نہ تھی مگر وہ بھی ماش کی دال اور خشکہ کبھی گائے کا گوشت کھاتا تاکہ وہ اپنے
بے نوا زیر دستون کا رنج و عنا و سختی و جفا مین شریک ہم ہو۔

نواب نے نوارہ کی طرف آدمی بھیجکر پاہ کی افتتاح کا ارادہ کیا تو یہ تجویز ہوئی۔ یہان میر مرتضی

نالہ دیکھکر لکڑی کا پل بنائے۔ میر مذکور نے تین دفعہ پل بنوایا ندی نالہ کے پانی کے
زور سے وہ بہ گیا۔ چوتھی دفعہ وہ بندھا جس پر آشامیون کو تعجب ہوا انکے راجہ نے کئی
دفعہ اس پل کے باندھنے کا ارادہ کیا۔ مگر پانی کی تندی کے سبب سے نہ باندھ سکا۔ جو
سنہ مذکور مین مینہ کا برسنا کم ہوا۔ راہون مین پانی کا خشک ہونا شروع
ہوا۔ ابن حسین کی عرضداشت سے معلوم ہوا کہ تھانہ دیول گانون مین پھر
یادگار خان آکر متمکن ہوا۔ نواب نے ابوالحسن کو دیول گانون مین بھیجا اور بادشاہ کو
عرضی لکھکر اور اہل بنگالہ کو اپنی سلامتی کے پروانے لکھکر دئے کہ ابن الحسن پاس
بھیجا دے کہ وہ انکو روانہ کرے۔ مکردھج راجہ درنگ کا متھراپور مین انتقال ہوا۔
اسکی مان بادشاہ کی دولتخواہ تھی اسلئے اسکے دوسرے بیٹے کو یہان کا راج
تفویض ہوا۔ ابوالحسن ١٢ صفر کو چارنگ مین پہنچا۔ وہان آشامیون کو آوارہ کر کے
اور وہ جوان حدود مین میسر آیا۔ لکھو گانون مین بھیجا اور غازی خان کو یہان کا
تھانہ دار کیا۔ یہان چند روز قیام کر کے انتظام کیا۔ گجپورہ روانہ ہوا۔ یہان
سید احمد کو تھانہ دار کیا۔ یکم نوامبر کو ابوالحسن لکھو گر سے بہت غلہ لکھو گانون مین
لایا۔ اسکو دیکھکر اہل لشکر کی جان مین جان آئی۔ جب برسات گذر گئی تو آشامی
پھر اپنے پہاڑون مین مع زن و فرزند و احمال و اثقال عازم ہوئے۔ راجہ سولا گوہی
مین تھا وہ پھر نامروپ مین بھاگ گیا۔ بیجدلی پھوکن گرگانو پھوکن نے اپنی متانت حصار
و استحکام دیوار پر قوی ہو کر مورجال نہر دلئی مین محاربات کے لئے اقامت کی
بیجدلی پھوکن نے پھر میر مرتضٰی کو صلح کا پیغام دیا کہ نواب پیشکش قبول کرے اور اس
ملک سے چلا جائے نواب نے یہ جواب دیا کہ جب تک بیجدلی پھوکن حاضر نہوگا
صلح نہوگی اسلئے اس وقت بھی صلح نہ ہوئی۔ بادشاہ کے دو گرز بردار حکم شاہی
لیکر آئے کہ مملکت آشام کا صوبہ دار احتشام خان مقرر ہوا اور ملک کامروپ کا
فوجدار رشید خان۔ ان دونو نے یہان کے ان عہدون کے قبول کرنے مین

[illegible]

انکار کیا۔ انکی عرضداشتین بادشاہ کی خدمت مین بھیجی گیئن ۲ ربیع الثانی کو ابوالحسن کا مور ہوا کہ میر مرتضیٰ نے جو گھر گانو مین جنگی کشتیان تیار کی ہین ان پر سوار ہو کر برہمانی جائے اور بجیدلی بھوکن کے مورچال دلئی پر پیچھے سے جائے اور قراول خان اسکا رفیق ہو۔

ابوالحسن مقصد مذکور کی طرف روانہ ہوا۔ بجیدلی ور آشامیون سے محاربۂ عظیم ہوا بالآخر اہل سلام غالب رہے اور مورچال کے اس طرف کہ بانس سے بنائی تھی انھون نے غلبہ پایا اور ابوالحسن مورچال مین داخل ہوا۔ عرضداشت سے جب اس فتح کا حال نواب کو معلوم ہوا تو ابوالحسن کو لکھا کہ کل مین بھی نہر دلئی کے مورچال کی تخریب کیلئے متوجہ ہونگا۔ جب میری فوج مورچال کے قریب آجائے تو اس طرف سے تم بھی اس پر تاخت کرنا۔ ۱۳ ربیع الثانی سنہ جلوس کو نواب مع جیہ مذکور کی طرف گیا۔ آشامی خوف کے مارے بھاگ گئے۔ نواب مورچال مین کہ ایک قلعہ تھا فروکش ہوا۔ آشامی رعایا نے آباد ہونا شروع کیا اور بدستور سابق مورد مراحم و اشفاق ہوئی۔ نواب سے عرض ہوا کہ آشامیون نے ...... آب دھنگ سے اس پار مورچال بنایا ہے تو ہم کو ندی کے کنارہ پر لشکر پہنچا۔ باوجودیکہ عمیق ندی دونون لشکرون کے درمیان مین تھی آشامی مورچال کو چھوڑ کر بھاگ گئے سردار راجہ پاس چلے گئے اور آشامی جہان انکا جی چاہا روانہ ہوکے اور ایسے متفرق ہوگئے کہ جبتک لشکر شاہی یہان رہا وہ جمع نہ ہوئے۔ سوانح غریبہ مین سے یہ ہے کہ نواب نہر دھنگ کے کنارہ پر سوار تھا اور نہر کے اس طرف کے مورچال کو دیکھ رہا تھا کہ ایک دفعہ وہ گھوڑے سے مضطرب ہوکر اترا اور بیہوش ہوگیا۔ کچھ دیر کے بعد ہوش مین آیا تو وہ اپنے خیمہ مین آیا اس منزل مین کئی مقام ہوئے۔ ۸ ماہ مذکور کو بدلی بھوکن کہ بڑا معتبر سپاہی تھا اسنے راجہ کی بے توجہی اپنی طرف دیکھی تو ۲۸ ربیع الثانی کو وہ مع اپنے بیٹون بھائیون کے زن و فرزند کو چھوڑ کر نواب کی خدمت مین آیا اور عنایت و التفات کا امیدوار

راجہ کا اتفاقاً موضع نیام مین پہنچا اور ورود اتفاقات۔

ہوا اُسنے عرض کیا کہ اکثر معتبر بھوکن اور سردار میری وساطت سے راجہ سے بگڑ کر حضور کی خدمت
مین آجائینگے اور مین تھوڑا سا لشکر شاہی اور بہت سا اپنا لشکر لیکر راجہ کو پکڑ لاؤنگا۔ نواب نے اُسپر
بے شمار الطاف کیا۔ شعر۔ کہ خرگوش ہر گز ز اَب شگفت + سگان ولایت تو اند گرفت
اُسکو خلعت و گدی و خنجر مرصع و اسپ چرکسی زرنعت عنایت کی اور اسکو اجازت دی کہ
وہ آشامی جنگی آدمی جسقدر چاہے جمع کرے اور کھرگانو اور نامروپ کے درمیان قریات و
قصبات کی مہمات کا انتظام اسکے سپرد ہے اور کھرگانون تک خشکی کی راہ کا اور ترجہانی تک
تری کی راہ کا ضبط و نسق اسکے حوالہ ہے اُسنے تین چار روز مین تین چار ہزار جنگی
آشامی اپنے پاس جمع کر لئے۔ یہ حال دیکھ کر راجہ اپنے تمام بھوکنون سے بدگمان ہوا اور بدلی
بھوکن پر یہ تہمت رکھی کہ وہ لشکر شاہی کی مدافعت و مقابلت مین مساہلت کرتا ہے
اُسکو مع اولاد ذکور و اناث کے آہنی شکنجون مین کھینچکر بڑی عقوبت سے ہلاک کیا۔
راجہ اور بھوکنون کے متواتر صلح کے لئے رسل و رسائل آئے مگر نواب کو راجہ کی باتون پر
اعتبار نہ تھا اسلئے وہ انکو قبول نہ کرتا۔ ابن حسین کی عرضی آئی کہ ملاحون کے لئے چاولون کی کمی
ہوئی ہے اسلئے وہ مضطرب ہوئے ہین بنگالہ مین بھی قحط ہے وہان سے بھی چاول نہین آسکے
پندرہ انبار جو حوالی نہر دھنگ مین ضبط ہوگئے تھے اُنمین سے بارہ ہزار من شالی نکلوا کر اور اُس
مین سے آشامیون سے چاول نکلوا کر لکھوگڈہ بھجوا دئے۔ بدلی بھوکن نے کہا کہ سولہ کوری مین کچھ
آشامی لشکر اور بھوکن ورنا متی ہین ۔غرہ جمادی الاولی کو درویش بیگ چھ سو سوارون کے
ساتھ قصبہ کورکو روانہ ہوا اور بدلی بھوکن نے اپنے بھائی کو ہمراہ کیا۔ ۳ رکو درویش بیگ کی
عرضداشت آئی کہ آشامی بھاگ گئے اور اُن کے آٹھ ہاتھی ہاتھ آئے۔ ۵ رکو نہر دھنگ
کے کنارہ سے نامروپ کو لشکر کا کوچ ہوا۔ بدلی بھوکن مع درویش بیگ کے جا ملا۔ ساتوین کو
نامروپ مین لشکر آیا۔ ۹ رکو نواب نے غسل کیا تھا کہ معدہ مین بڑا درد اٹھا اور نفخ ہوا رات
کو تپ و قی و ورد سینہ ہوا۔ حکیم کریما معالج ہوا اُس نے فصد کو کہا مگر نواب نے ہرگز فصد کا قصد
نہ کیا۔ اب چاشی کا موسم ختم ہونے کو تھا۔ برسات قریب تھی لشکر اگلے سال کی مصیبتون کو

ہونے کے تھا۔ نواب کا ارادہ انکو معلوم ہوا کہ نامروپ مین جاکر راجہ کے پکڑنے کا ہی۔ وہان کشتی جسمین آذوقہ و قوت مایحتاج ہو نہین جا سکتی اور خوف یہ ہی کہ جنگل اور درہ نامروپ مین جب جائینگے تو آشامی خشکی کی راہ سے بھی رسد کو بند کردینگے اور افزونی امراض اور وبا و فراوانی قحط غلہ سے لشکر مین اس قدر جمعیت نہین رہی ہے کہ راجہ کے استیصال کے لئے اور نامروپ سے گھرگانون تک راہ کی ضبط کے واسطے کافی ہو۔ اگر بہر تقدیر نامروپ مین داخل بھی ہوگئے اور راجہ کوہستان مین چلا گیا جہان سوار کا چلنا ناممکن ہے اور وہان بارش شروع ہو تو نہ جاے اقامت نہ راہ مراجعت ہوگی اسلئے انہون نے نوکری اور مال و منال سے دل اٹھا یا منصبداری اور امرائی کو چھوڑ کر فقیری اور درویشی اختیار کی۔ اور اس کی فکر مین ہوئی کہ کسی طرح اس ملک سے پیچھا چھٹایئے خصوصا حوالی نامروپ کی سرزمین سے جسمین اول جیٹھ مین بارش شروع ہوتی ہے بعض لشکر کے سردارون نے یہ ارادہ کیا کہ آب جمنا سے عبور کے وقت نواب سے جدا ہوجے۔ جب یہ خبر دلیر خان نے سنی تو اس نے آدمیون کی دلداری اور سرزنش کی اور انکو ہمراہ لیا۔ نواب کو بھی اسکی خبر ہوئی تو کدورت روحانی نے اور الم جسمانی کو بڑھایا۔ ۱۴ ارشہر مذکور سے کوچ کیا اور پالکی مین سوار ہوا۔ آشامیون نے دلیر خان کی معرفت صلح کے لئے گفتگو شروع کی۔ نواب کوچ کرکے نیام مین آیا جو ولایت آشام کے مضافات مین سے ہے اور یہان کا زمیندار راجہ کا خطاب رکھتا ہے۔

آخر کو بعد قیل و قال کے ان شرائط پر مصالحہ ہوگئی کہ بالفعل راجہ اپنی بیٹی اور راجہ نیام کی بیٹی بیس ہزار تولہ سونا اور ایک لاکھ بیس ہزار تولہ نقرہ اور بیس ہاتھی سرکار شاہی کے لئے اور پندرہ ہاتھی نواب کی سرکار کے لئے بھیجے اور پانچ ہاتھی دلیر خان کے واسطے بھیجے اور اسکے بعد بارہ مہینے مین تین چوماہہ قسطون مین تین لاکھ تولہ چاندی اور نوے ہاتھی سرکار شاہی مین روانہ کرے اور ہر سال بیس ہاتھی

پیش کش مقرری دیا کرے - پیش کش کے وصول ہونے تک اس کے چار بڑے بھوگن توجیو کسا ہین
گرگ سبہا - پرگسا ہین و پرمات کے بیٹے بطور رہن بندگان پادشاہی کی خدمت مین
رہین - سمت اترکول سرکار دررنگ سے جسکی ایک طرف گواہٹی اور دوسری طرف دریاے
لوئی براری ہے جو حوالی جمدھرہ سے گذرتا ہے اور جانب دکن کول سے ولایت
نکی رانی و ملک نانگہ و بیل تلی و دومردیتے سے جو ہرگز مردم پادشاہی کے ضبط مین نہین آیا
پیش کش مین داخل ہوکر ممالک محروسہ مین شامل ہو - ملک نکی رانی کوہستان کارو کے متصل
ہے اور کارو ایک جماعت پلنگ خوہی و حوش سیرت ہے - کتے کا گوشت کھاتی ہے
کتے انکی صورت دیکھکر بھاگتے ہین اس قوم کا کوہستان گری باری کے پہاڑ کے متصل
ہے - جو ممالک محروسہ مین ہے اور ملک دومرویہ کی انتہا دیار کلنگ پیش و بی قلعہ کجلی ہے
اور ممالک محروسہ اور مملکت آشام کے درمیان فصل مشترک دکن کول کی جانب دریاے
کلنگ اور اترکول کی جانب دریاے لوئی براری مقرر ہون ولایت دررنگ مین بیشمار
ہاتھی ہوتے ہین اور کھیدا یعنی ہاتھی کا شکار ہوتا ہے - آنتی راجہ جی دھج سنگہ نے
ایک دفعہ ایک سو بیس ہاتھی کھیدے مین پکڑے تھے اور ولایت راجہ دومرویہ مین
ہاتھی کجھار کی جانب سے جو کوہستان کے متصل ہے پہلے زمانہ مین بہت آتے
تھے اور کھیدہ ہوتے تھے - راجہ نے کجھار کی راہ ہاتھیون کے آنے کی بند کردی کھیدہ
موقوف ہوا - اور وکلاء راجہ نے یہ بھی قبول کیا کہ ملک کامروپ کی رعایا جو پہاڑون
اور کامروپ مین محبوس ہے وہ رہائی پاینگی اور مع زن و فرزند بدلی بھوگن کی معرفت
نواب کی خدمت مین آینگی - راجہ کی طرف سے تعہدنامہ اور نواب کی طرف سے قولنامہ
لکھا گیا - سہ شنبہ پنجم جمادی الثانی کو دختر و طلا و نقرہ اور دس فیل اور چار بھوگنون کے
چار بیٹے لشکر شاہی مین داخل ہوے - اور وکلاء نے باقی پیشکش کے ہاتھیون کی نسبت
عرض کیا کہ صحرا مین ہاتھی چھوڑدیے گئے تھے انکو پکڑکر لکھوگر مین پہنچا دینگے - بیچ مین
جھگڑا اس بات پر ہوا کہ بودیکسا ہین نے بیٹے کی جگہ بھتیجے کو بھیجدیا تھا - اسکے بدلوانے مین

لڑائی ہوتے ہوتے رہ گئی۔ دہم جمادی الثانی سنہ ۵ جلوس مطابق ۱۰۷۳ھ کو قانون
مصالحت سب طرح درست ہوگیا۔ بنگالہ کی طرف کوچ کا نقارہ بجا۔ زمستان و
تابستان و برسات کی مصیبتوں سے لشکر عاجز ہوگیا تھا اب ناچتا کودتا دن
عید رات شب برات مناتا ہوا اپنے ملک کو چلا۔ وہ جانتا تھا کہ حیات تازہ اور
عمر دوبارہ ملی کچھ مسلمان اور کچھ آشامی بھی لشکر کے ساتھ ہوگئے۔ راجہ نے نواب سے
التماس کیا کہ میرے ملک کے آدمیون کو منع کر دیجیے کہ وہ لشکر شاہی کے ساتھ نہ
جائین۔ نواب نے جواب دیا کہ ہم کسی کو زبردستی نہین لے جاتے جو آدمی اپنی خوشی سے ہمارے
ساتھ جاتے ہین ہم انکو منع نہین کرینگے۔ آگے سفر ہوا۔ کامروپ کی رعایا جو نامروپ
اور اسکے نواح مین محبوس تھی کچھ اس مین سے مع فرزندون کے بدلی پھوکن پاس آگئی
۲۲ جمادی الثانی کو نواب منزل دیوگانون سے کشتی مین سوار ہوا لکھوگرہ مین آیا
اسکے مرض مین بہت تخفیف ہوگئی۔ میر مرتضی بھی مع کل آدمیون اور اسباب [illegible]
آیا۔ بہت سے آشامی زن و مرد رضا و رغبت کے ساتھ اسکی رفاقت مین ساتھ ہوگئے
مگر بیش کرن کے باقی ہاتھی نہ آئے۔ نواب نے دلیر خان سے کہا کہ سرزمین درنگ اور دمریہ
وغیرہ جو پہلے راجہ آشام کے تصرف مین تھے اور اب ممالک بادشاہی کے ضمیمہ ہوگئے
ہین انکا انتظام کرنا ہے اور راجہ کوچ بہار کی تنبیہ کرنی ہے اسلئے یہان ہاتھیون
کے انتظار مین ٹھیرنا مناسب نہین ہے۔ برسات کے دن عنقریب آگئے ہین۔ تم یہان
ان مطالب کے لئے ٹھیرو۔ اسنے قبول کیا اور یہ تجویز ہوا کہ دلیر خان اپنا آدمی راجہ
پاس بھیجے کہ وہ ہاتھیون کو جلد بھیجدے۔ نواب ۲۵ جمادی الثانی کو دلیر خان کو
لکھوگرہ مین چھوڑ کر گواہٹی کی طرف روانہ ہوا اور اولاد مرہونہ پھوکن ہمراہ لی۔
نواب نے دومریہ کی حدود کا ملاحظہ کیا جو بیش کرن مین داخل ہوگئی تھی اور راجہ
اور ممالک بادشاہی کی سرحد کی احتیاط کی اور پالکی مین سوار ہو کر دامن کوہ
کی راہ سے صحرا و جنگل کی سیر کی۔ کسی عہد مین لشکر شاہی یہان نہین آیا تھا اسی [illegible]

نواب کا انتقال کرنا

آشامی ہتو ملنون نے راہ کو ایسا صاف کر دیا تھا کہ پانچ چھ سوار پہلو بہ پہلو چل سکتے تھے
قلعہ کجلی کے نیچے لشکر آیا۔ چار روز تک چارپایون کو سوار گھاس سڑے اور آدمیون کو
سوار پانی کے کچھ اور نہ میسر ہوا۔ ہاتھی اور گھوڑے واب یہان کثرت سے تھے چار
لکھو گر سے چلنے کے بعد کبھی کبھی نواب کو ضیق النفس ہوتا تھا۔ ایک ہفتہ تک ہر روز تین
ماشہ کھانا کھایا۔ معالج فرنگی کی تجویز سے کچھ دوائین کھائین پھر ایک ہفتہ تک حج الیہود
اپنی تجویز سے کھایا مرض بڑھتا گیا جون جون دوا کی۔ ۱۱ کو مکرودھج کی ماں و
پسر کی نواب سے ملاقات ہوئی مکرودھج کی ماں نے لشکر شاہی کی خدمات کی تھین اسکو
دو شال و سہ پارچہ زرین اور ابریشمین انعام دئے۔ پسر مکرودھج کہ گیارہ بارہ برس کا لڑکا
تھا۔ اسکی پیشانی پر راجگی کا قشقہ اپنے ہاتھ سے لگایا۔ پھر اسی روز نا وردرا جہ مرید
ملاقات کو آئی اور ایک ہاتھی ملکہ اسنے نذر کیا۔ بیٹے کے نہ آنے کا یہ عذر کیا کہ وہ
بیمار ہے اسمین حرکت کی طاقت نہین ہے اسکو دو شال اور خلعت دیا۔ پھر بھو نجال آدمی
گھڑی تک ایسا آیا کہ سب جگہ ہلچل پڑ گئی ۱۳ رجب کو کجلی سے کوچ کیے موضع
پانڈو مین آیا جو گواہٹی کے مقابل دریا پار ہے نواب نے ان آدمیون کے لئے جو راجہ آشام
کی قید سے چھوٹ کر آئے تھے اور ان آشامیون کے لئے جو اپنی خوشی سے لشکر
کے ساتھ آئے تھے سرکار کامروپ مین بقدر اسکی حالت کے زمین دی کہ اس سے وہ اپنی قوت
بسر کرین۔ کچھ انمین صناع و محترفہ تو بچی نوکری کے قابل تھے انکو علوفہ دار کیا اور بدلی بھو گن کو
تین ہزار روپیہ کی آمدنی کا پرگنہ سرکار ملک بنگالہ مین عنایت کیا۔ پیشکش کے ہاتھیون سے آٹھ
ہاتھی دلیر خان لایا اور باقی ہاتھیون کے لئے اپنے آدمی چھوڑ آیا رشید خان نے پہلے کامروپ
کی فوجداری سے انکار کیا تھا۔ مگر جب دیکھا کہ بادشاہ اس انکار سے ناراض ہوا تو اسنے
یہان فوجدار ہونا قبول کر لیا۔ نواب نے اور امیرون کو بھی عہدے اور منصب بادشاہ
سے دلائے ۷ رجب کو مقام پانڈو سے چلا۔ بڑی تکلہ مین آیا۔ حرارت زیادہ ہوئی
سل ہو گئی۔ بڑے بڑے حکیم علاج کو آئے تشخیص مرض مین اختلاف رہا۔ نواب نے اپنی

کی آزادی اور غسل و کفن و نجف اشرف اپنے بدنون کے بھیجنے کی وصیت کی۔ اس حال
مین بھی یہ خیال تھا کہ اگر مرض مین کچھ بھی افاقہ ہو تو کوچ بہار کی فتح کا قصد کرے لیکن
شب و روز مرض بڑھتا گیا۔ دلیر خان کو کوچ بہار کی فتح کے لئے بھیجا اور اُس کی فتح کی
انتظار مین یہان قیام کیا۔ اطبا نے نواب سے کہا کہ خضر پور کی آب و ہوا یہان سے اچھی ہے
وہان تشریف لیجائیے۔ نواب نے جواب دیا کہ اب تمہارے ہاتھ مین لڑکے کی طرح ہون جہان
چاہو لے جاؤ۔ ۲۸ شعبان کو عسکر خان کو بُلایا۔ مہم کوچ بہار کے لئے مقرر کیا۔ ۲ رمضان
سنہ ۷۳ کو خضر پور سے دو کروہ پر اس دنیا سے کوچ کیا۔ خضر پور مین نعش آئی وصیت
کے موافق دفن ہوئی۔ دم نکلتے ہی نواب کے مرنے کی خبر نواب بخشی الممالک محمد امین خان
اُسکے بیٹے پاس بھیجی گئی۔

شہاب الدین طالش خان نے تاریخ آشام لکھی ہے جسکا نام تاریخ آشام رکھا ہے اسکے مقدمہ مین
ولایت کوچ بہار اور آشام پر یورش کا سبب لکھا ہے اور مقالہ اول مین کوچ بہار کی
تسخیر کا بیان اور اس دیار کا حال بیان کیا ہے اور مقالہ دوم مین فتح آشام کی
شرح اور اس مقام کا کچھ حال اور اہل اسلام کا بعد تعب تمام کے اس مرز بوم خونخوار آشام
سے نجات پانا۔ اس جنگنامہ مین مصنف اول سے آخر تک معظم الملک میر محمد سعید اردستانی
المخاطب یار وفادار خانخانان معظم خان کی ہمراہ تھا اسی سپہ سالار کے ہاتھ پر اس مہم
کا آغاز اور خاتمہ ہوا ہے ہمنے اس تاریخ اور عالمگیرنامہ محمد کاظم سے حالات نقل کئے ہین
وہ آپس مین بہت ملتے جلتے ہین بہت کم اختلاف ہے جہان نواب لکھا ہے وہان خانخانان
سے مراد ہے۔

واقعات سال پنجم سنہ ۱۰۷۲

غرہ شوال سنہ ۱۰۷۲ کو ہر سال کے دستور کے موافق سال پنجم کے جلوس کے آغاز کا جشن ہوا۔
ہر ایک وضیع و شریف اپنی قسمت اور اپنے مراتب کے موافق کامیاب ہوا۔ خانخانان نے
ولایت آشام و کوچ و بہار کی تسخیر مین بڑی خدمتین کین تھین اسکو مرتبہ والا ہفت ہزاری

پنج ہزار دو اسپہ سہ اسپہ کا عنایت ہوا اور اسکے اقطاع مقرر پر ایک جاگیر
جسکی جمع ایک کروڑ دام تھی اضافہ کی گئی اور تومان طوغ اور خلعت خاص مرحمت کیا
عید اور جلوس کے جشن ایکے باہم مصافحہ کیا اور روشنی و آتشبازی کا بڑا تماشا دکھایا
رمضان کا مہینہ تھا لوئین چلتی تھین دن بڑے ہولے تھے۔ بادشاہ دن کو
روزہ رکھتا۔ وظائف پڑھتا۔ تلاوت وکتابت وحفظ کلام مجید کرتا اور اپنی
عدالت وسلطنت کے کامون کو انجام دیتا۔ شام کو روزہ افطار کر کے مسجد غسلخانہ
دموتی مسجد) مین نماز و تراویح اور نفل پڑھتا۔ آدھی رات کو کچھ قلیل غذا کھاتا۔ رات کو
بہت کم سوتا۔ اکثر عبادت کرتا بعض متبرک راتون کو ساری رات عبادت ہی کرتے
گذر جاتا۔ اسی طرح سارا مہینہ گذارا۔ عید کے تیسرے روز تک جشن مین مصروف رہا
مگر طبیعت مین بے اعتدالی پیدا ہوئی اور تپ بڑی شدت سے چڑھی بہت تکلیف
ہوئی۔ غرض اس مرض کی شدت مین بھی سوا دو تین دن کے سارے کام کرتا رہا۔
اور ماسوا ایک جمعہ کے اور جمعون مین باوجود ضعف ونقاہت کے جامع مسجد
مین ہوا دامن جہ ظہر جمعہ کی نماز کو گیا نکس مرض ہوا۔ غرض ۳ شوال سے ۷ ذیقعدہ
تک علالت کا اثر باقی رہا اسکے بعد صحت کلی ہوئی ۔

۱۲ ذی الحجہ ۱۰۲ھ کو جشن قمری ہوا اور عمر کا چھیالیسوان سال شروع ہوا۔
روشن آرا بیگم نے حرمکدہ مین بادشاہ کا جشن صحت بڑی دھوم دھام سے تین روز تک
کیا۔ بادشاہ نے صدر آرایان شبستان دولت کو بیماری کی حسن خدمت گذاری کے
صلہ مین دو لاکھ بیس ہزار اشرفیان انعام دین۔ دسہرہ کو راجہ جیسنگہ و کنور رام سنگہ
کو خلعت خاصہ عطا فرمایا۔ غرہ جمادی الاولی کو جشن شمسی ہوا۔ پینتالیسوان سال
شمسی شروع ہوا۔ ۷ جمادی الاولی کو کشمیر کے سیر وشکار کی غرض سے بادشاہ نے
دار الخلافہ لاہور کی طرف کوچ کیا۔ دسوین رجب کو لاہور کے قریب آیا۔ ۱۳ شعبان کو
شہر قلعہ مین داخل ہوا کشمیر کی راہون کے صاف کرنے کے لیے میر منزل کو

رمضان و علالت و صحت۔

جشن صحت۔

قطب الدین خان خویشگی فوجدار جونا گڈھ کا ملک جام کا فتح کرنا اور زمیندار رای سنگہ کا کشتہ ہونا۔

مع بیلدارون کے بھیجا۔

ولایت جام کا زمیندار رنمل بادشاہ کا مطیع تھا اور پیش کش مقرری بھیجا تھا جب وہ مرگیا تو بادشاہ نے اسکے بیٹے ستر سال کو اسکا جانشین کیا۔ رنمل کا بھائی رای سنگہ تھا اسکو غیرت آئی کہ بھتیجا راجہ ہوا اور مین نہ ہون۔ اسنے ستر سال سے مخالفت کی اور پانچ چھہ ہزار سوار اور پیادے جمع کرلئے۔ گوردھن راٹھور کو مار ڈالا۔ وہ ستر سال کا جدما دری اور مدار المہام ریاست تھا۔ ستر سال و اسکی مان اور خواص نوکرون و پیشکارون کو مقید کیا اور اسکی زمینداری اور ولایت پر متصرف ہوا اور تماچی زمیندار کچھ کو بھی اپنے ساتھ متفق کیا۔ او قطب الدین خان حاکم جونا گڈھ کے آدمیون کو جو اس ولایت مین زر پیشکش کے وصول کرنے کے لئے متعین ہوئے تھے سب جگہہ سے اٹھا دیا اور بادشاہی آدمیون کو دار الضرب و بندر مرو آرید جو اس ولایت کے اعمال مین سے ہے معزول کردیا۔ کچھ دنون بعد ستر سال نے قید سے رہائی پائی۔ قطب الدین خان پاس وہ آیا اور رای سنگہ کے جور و بیداد کی شکایت کی۔ بادشاہ کو حال معلوم ہوا تو قطب الدین خان کے نام فرمان صادر ہوا کہ وہ ستر سال کو دوبارہ اسکی زمینداری دلادے۔ خان مذکور حکم کے آتے ہی آٹھہ ہزار سوارون کے قریب لیکر جمادی الاولی کے اوائل مین جونا گڈھ سے رای سنگہ کے دفع کرنے کے لئے روانہ ہوا۔ رای سنگہ بھی جام سے چار کروہ پر اپنا سامان درست کرکے لڑنے کے لئے تیار ہوا۔ تماچی زمیندار نے جو اسکا یار تھا سات ہزار راجپوت سوار اسکی کومک کے لئے روانہ کئے۔ لڑائی شروع ہوئی رای سنگہ پاس توپخانہ زبردست تھا اسلئے لشکر شاہی کو غلبہ نہ ہوا۔ دو مہینے تک لڑائی ہوتی رہی اور کچھہ کام نہ بنا خبر آئی کہ ولایت کچھ کے زمیندار کی کمک تازہ دیکہ آن پہنچی ہے جس سے جام کی قوت و شوکت بڑھہ جائیگی۔ اسلئے کمک پہنچنے سے پہلے ۱۵ رجب کو قطب الدین خان نے اسپر چارون طرف سے حملہ کیا۔ رای سنگہ نے

لڑا۔ راجپوت اسکے ساتھ تھے جو حفظ ناموس کے وقت اور جوش حمیت کے ہنگام میں تلوار کے زہر آب کو شربت خوشگوار جانتے ہیں اور سربازی کو سرمایۂ مباہات و افتخار سمجھتے ہیں۔ رائسنگہ پیادہ ہوا اور اپنے مرنے کا قصد مصمم کیا اور اپنے بیٹے تماجی اور اپنے بھائی باجا کو بہت مبالغہ کے ساتھ رخصت کیا کہ نسل باقی رہے۔ رائسنگہ پیادہ ایک بیٹے وجیا اور اقربا و عمدہ خواص کے ساتھ مارا گیا۔ چھ سو راجپوت کام میں آئے اور ایک ہزار کے قریب اور آدمی مارے گئے ہونگے باقی بھاگ گئے پادشاہی ایک سو ستر آدمی مارے گئے۔ چارسو چونتیس آدمی زخمی ہوئے۔ قطب الدین خان نے ان مجروحوں کے علاج کے لئے جراحون کو بھیجا۔ جام پر قبضہ کیا۔ مفرورون کے تعاقب میں لشکر روانہ کیا اور لشکریون کو سکنۂ شہر کے تعرض حال سے منع کیا اور منادی کر دی کہ جو جماعت کشتہ ہوئی ہے اسکے متعلقین اور فرزندون سے کوئی تعرض نہ کرے۔ ستر سال کو رائے سنگہ کی جگہ بٹھا دیا۔ رائے سنگہ اور اسکے بیٹے یا بنیہ ور سنگہ رام خالہ زادہ وسا لگا اسکے چچا کے سرون کو شہر کے دروازہ پر لٹکایا۔ ایک دو ماہ بندوبست کے لئے ان حدود میں توقف ہوا۔ خبر آئی کہ تماجی پسر رائسنگہ اور جیا اسکے بھائی نے تین ہزار سوار اور پیادے جمع کر لئے ہیں اور موضع بالا رمین فتنہ انگیزی کر رہے ہیں خان نے اپنے بیٹے محمد کو دو ہزار سوارون کے ساتھ اسکے دفع کرنیکے لئے بھیجا۔ وہ دونو اس خبر کو سنکر کچہ کی جانب گئے۔ محمد اُن سے جا کر لڑا سخت لڑائی ہوئی۔ سن دشمنون کے ایک سو سات آدمی اُسنے مارے اور باقی آدمیون کو بھگا دیا۔ قطب خان یہان کا بندوبست کر کے جونا گڈھ میں گیا۔ پادشاہ نے اس فتح کی خبر سنکر قطب الدین خان کو مورد عنایات کیا اور جام کا نام اسلام نگر رکھا۔

[illegible]

عمل صالح میں لکھا ہے کہ اگر عالم کے نفع عام کے اکتساب کے لئے اور اصلاح فاسد اور دفع مفاسد کے لئے ضرر خاص کا ارتکاب کیا جائے تو عقل و شرع دونو اسکا حکم دیتی ہیں اور جائز رکھتے ہیں۔ اسلئے مراد بخش کا مارنا عالمگیر کو عقلاً اور شرعاً

تھا۔ علی نقی کے بیٹے باپ کے خون کے مدعی تھے۔ انکو بادشاہ نے خواجہ پھول اہتمام کے ساتھ گوالیار
بھیجا اور حکم دیا کہ ثبوت شرعی کے بعد مراد بخش سے قصاص لیا جائے۔ جب مدعی گوالیار
میں آئے اور قاضی کے سامنے گفتگو آغاز کی تو شاہزادہ نے کہا کہ حضرت خلافت
مرتبت اپنے عہود کا لحاظ و موعود کی وفا کا پاس نظر میں رکھتے اور میرے خون سے درگذرتے
تو کوئی انکی دولت و سلطنت والا کا نقصان نہ ہوتا۔ اگر خواہ نخواہ توجہ اشرف
اس طرف ہے کہ مجھ ضعیف کے وجود بے سود کو باقی نہ رکھیں تو اس قسم کے کم پایہ دمیں
کا مواخذہ کیا لطف رکھتا ہے جو کچھ دل میں ہو وہ کرو۔ آخر روز چہار شنبہ ۲۱ ربیع الاول
سنہ ۷۲ کو دو نفر چیلوں نے جا کر تلوار کے دو زخموں سے اس شہزادہ کو تنگنای
زندان سے نجات دی اور اسکے جسد کو بطور امانت کے قلعہ گوالیار میں سپرد کیا۔
خافی خان لکھتا ہے کہ اگرچہ مؤلف عالمگیر نامہ نے بادشاہ کی مرضی کے موافق
محمد مراد بخش کے مارے جانے کا حال قلم انداز کیا۔ لیکن میرے والد مرحوم مراد بخش کے
معتمد روشناس نوکروں میں تھے۔ اس روز تک کہ اس مقدمہ سے فراغ ہوا۔ وہ
پائے قلعہ میں بیٹھے رہتے تھے اور اس منصوبہ میں رہتے تھے کہ کمند لگا کے اپنے آقا کو باہر کھینچ لائیں
عالمگیر کی نوکری انہوں نے نہیں کی تھی اور ثقہ آدمیوں کی زبانی جو میں نے سنا اور دفتر
تحقیق کیا وہ سب لکھتا ہوں۔ محمد مراد بخش کی محبوبہ بائی سوسن بائی تھی۔ جب گوالیار میں شہزادہ
بھیجا گیا اس معشوقہ نے بھی اپنے عاشق کے ساتھ جانے کی درخواست کی تو بادشاہ نے اسکو
قلعہ میں شہزادہ کی ہمراہ بھیجدیا۔ اس گرفتار اجل کو جو خرچ ملتا نصف اسکا ان مغلوں کے طعام
پختہ میں خرچ کرتا۔ جو حصار قلعہ کے نیچے فقیر بنے بیٹھے تھے یا جو مسافر مغل وارد ہوتے تھے۔
ان مغلوں نے اپنی تدبیروں سے ایک طرف فصیل قلعہ پر کمند لگائی اور اس محبوس بلا کو وقت اشارہ
. . . اور مکان معین کی خبر دی۔ اس سادہ لوح نے آدھی رات کو سوسن بائی کو اپنے ارادہ
پر اطلاع دی اور اس طرح رخصت کا اظہار کیا کہ اگر حیات نے وفا کی اور فلک نے مدد دی تو
پھر ہم تم ملینگے اور نہیں تم کو خدا کو سونپا۔ سوسن بائی ان کلمات کو سنکر رونے پیٹنے لگی ہائے کر کے

اس گرد کے مفسدوں اور حوالی کے نگہبانوں کو خبر ہوئی۔ ہتا بی و مشعل روشن کی اور کمند کی جگہ
مین مشغول ہوئے اور اسکو پیدا کیا۔ جب یہ خبر بادشاہ کو ہوئی تو اس نے اس مدعی سلطنت کی
نگاہداشت کے وسوسہ کو مٹانا چاہا۔ ہواخواہون کی رہنمائی سے پسران علی نقی کو جن کی
باپ کو محمد مراد بخش نے مار ڈالا تھا (جسکا ذکر پہلے ہو چکا ہے) باپ کے خون کے دعوے کے لئے کھڑا
کیا۔ بڑے بیٹے نے باپ کے خون کے دعوی سے انکار کیا۔ دوسرے بیٹے نے بادشاہ کے حکم
کی اطاعت کی اور عدالت مین باپ کے خون کا مستغیث ہوا آخر کو مغضوب نظر بادشاہی
ہوا۔ حکم ہوا کہ قاضی سے رجوع کرے۔ قاضی کے ہاں شرع کے موافق خون ثابت ہوا۔
ماہ ربیع الثانی ۱۰۷۲ھ کو حکم ہوا کہ وارث کی رفاقت مین قاضی محمد مراد بخش پاس جائے
اور اثبات خون کا اظہار کرے اور موافق حکم شرع کے قصاص کرے۔ چنانچہ اس کی تاریخ
یہ ہوئی (رای واے بہر بہانہ کشتند) جن پسر کلان نے باپ کے خون دعوی سے انکار کیا تھا
بادشاہ نے اسپر بہت عنایت کی —

واقعات سال ششم ۱۰۷۳ھ

بادشاہ۔ ۲۵ رمضان ۱۰۷۳ھ کو کشمیر کو قلعہ لاہور سے روانہ ہوا۔ غرہ شوال کو جلوس
سال ششم کا جشن کیا۔ کشمیر کی تعریف بہت لکھی جا چکی ہے۔ مگر اسکی راہ کی تعریف مین یہ شعر
قدسی کا ہے۔ بہ کشمیر اعتقاد ما درست است + ولے ایمان براہش سخت سست است
دوسرا شعر محمد قلی کا ہے۔ درین رہ خوش بود معشوق دلخواہ + کہ نتواند کسی او را برد از راہ۔
لطف سے خالی نہین۔ پھر ذی قعدہ کو بادشاہ سیر کرتا ہوا سری نگر مین آیا —
قبائل افغان نیازی مین ایک قوم سنبل ہے جو دریائے نیلاب کے کنارہ پر رہتی ہے۔ پہلے زمانہ
مین وہ دھنکوٹ مین رہتی تھی جسکا نام اب معظم آباد رکھا گیا ہے وہ کبھی کبھی شر و فساد مچاتی
تھی۔ بادشاہ کے حکم سے ان اضلاع کے حکام نے اسکو دریا سے دور نکال دیا تھا۔ ان دنون
مین اس نے پھر سر اٹھایا تھا۔ دریائے نیلاب سے اتر کر انہون نے ایک تھانہ شاہی پر حملہ کیا۔ اور
خلیل اللہ خان فوجدار کو مار ڈالا۔ بادشاہ نے غصہ ہو کر فدائی خان میر آتش کو انکو

سفر کشمیر ۱۰۷۳ھ

دفع فساد افغان سنبل

انکی تنبیہ کیلئے بھیجا۔ وہ توپخانہ اور سپاہ لیکر فوراً اسکے سر پر جا پہنچا۔ یہ قوم اسکے مقابلے میں ٹھہر نہیں سکی اس لئے ایک جماعت کثیر اپنے اہل وعیال ومواشی ومال کو لیکر دریا سے پار اُتر گئی کچھ آدمی اُسکے مارے گئے اسکا قصبہ پاک ہوا۔ دو لاکھ روپئے نقد وجنس کی غنیمت افواج شاہی کے ہاتھ آئی۔ فدائی خان نے یہان سب طرح کا بندوبست کیا۔ اور خنجر خان کو یہان بادشاہ کے حکم سے منتظم مقرر کیا۔

متفرقات وفات و خیرات —

کشمیر مین راجہ رگناتھ متصدی مہمات دیوانی تھا۔ اسکے روزنامچہ حیات کو عارضہ نے دفتر ہستی سے نکال لیا۔ وزارت کا منصب جلیل القدر فاضل خان میر سامان کو عنایت ہوا۔ اناسی ہزار روپیہ بوساطت صدر الصدور ارباب استحقاق ومحتاجون کو ہر سال اسطرح عنایت ہوتا تھا کہ محرم اور ربیع الاول مین بارہ بارہ ہزار روپیہ رجب مین دس ہزار روپیہ شعبان مین پندرہ ہزار روپیہ رمضان مین بیس ہزار روپیہ باقی سات مہینون مین کوئی خیرات مقرر نہین تھی۔ ان دنون مین بادشاہ نے صدر الصدور کو حکم دیا کہ ان پانچ مہینون مین جو خیرات دی جاتی ہے وہ بدستور دی جائے اور باقی مہینون مین ہر مہینے مین دس ہزار روپیہ خیرات کیا جائے۔ غرض پہلی اور اب کی خیرات ملکر ایک لاکھ روپیہ اٹھاون ہزار روپیہ سالانہ دیا جایا کرے۔ ۷ ذیقعدہ کو جشن وزن قمری ہوا۔ عمر کا سینتالیسوان سال شروع ہوا۔ فاضلخان وزیر اعظم نے ۲ ذی قعدہ کو انتقال کیا۔ اس کی عمر ستر برس سے زیادہ تھی اور اسکو ۱۷ ذی قعدہ کو خلعت وزارت ملا تھا۔ وہ فضیلت اور جامعیت علوم ومعاملہ فہمی اور رائے زنی مین یگانہ روزگار تھا وہ علم تنجیم مین بہرہ تام رکھتا تھا اکثر احکام عالمگیر کو ایام شاہزادگی مین لکھ کر وہ دیتا تھا۔ وہ کم خطا ہوتے تھے۔ بادشاہ کو جو صدمہ خواص پورہ مین چالیس برس دکن کی مہم مین پہنچا وہ پہلے لکھ کر بادشاہ کو دے گیا تھا۔ بادشاہ کو اسکے مرنے کا بڑا افسوس ہوا۔ لاہور مین اس نے اپنا مقبرہ بنایا تھا اس مین دفن ہوا۔ ۱۲ ربیع کو عید گلابی تھی۔ بادشاہ وزیر کے الم سے ایسا متاثر تھا کہ اسکے بعض مراسم کو ملتوی کر دیا اسی روز دیوان سے فاضل خان کا

برادرزادہ گیا تھا اسکو خلعت و منصب عنایت ہوا۔ عبد الضحی کو ڈل پر دو نو طرف
روشنی ہوئی پادشاہ کشمیر سے ویرناک گیا۔ موضع پانپور مین زعفران زار دیکھا صفر کو
پادشاہ کشمیر کی سیر کر کے لاہور مین آگیا۔ کشمیر کے سفر مین نمازون مین آپ گریہ اور
تضرع کرتے تھے لیکن بعضے بیمار ہوے اور خادمان محل کی سواری پر صدمہ پہنچا تو پادشاہ نے فرمایا۔ کہ
بدون ملکی امور ضروری کے اس سرزمین مین سیر و شکار کے لئے پادشاہون کا آنا رای
صائب کے خلاف ہی۔ جشن وزن شمسی آغاز سال چہل و ششم ہوا اور شاہ عباس والی ایران کی
نامہ کا جواب تربیت خان کے ہاتھ بھیجا اور سات لاکھ روپیہ کی سوغات ہمراہ کین پھر
پادشاہ لاہور سے شاہجہان آباد مین آیا صوبہ گجرات کے وقائع مین سے پادشاہ نے
یہ سنا کہ اس نواح مین ایک مجہول النسب معذور العقل نے اپنا نام داراشکوہ رکھا اور ایک
جماعت واقعہ طلب فتنہ جو اوباش لیے آبرو اس پاس جمع ہو گئی اور گجرات کے کولیون
کے گروہ جنکے سر مین ہمیشہ سودائے تمرد بھرا رہتا ہے اسکو دستاویز فتنہ بنایا شورش انگیزی
کی۔ یہان کے صوبہ دار مہابت خان نے ان مفسدون کو دفع کیا۔ کولیون کی خوب
گوشمالی کی اور مصنوعی داراشکوہ کو ملک سے نکال دیا۔

والی بیجاپور کے ساتھ لڑائیون مین سیواجی ایسا مصروف تھا کہ وہ ہندوستان کے
معاملات سے خبر نہ ہوا۔ لیکن مئی ۱۶۵۷ء مین کلیان و بھیمڑی پادشاہی قبضہ مین آگئی
تو سیواجی کی ایسی حالت نہ تھی کہ وہ پادشاہ سے لڑتا اور عوض لیتا۔
بڑا لشکر تیار کیا۔ پیادون کا سردار مورو پنت کو اور سواروں کا سردار نیتاجی
کو بنایا برسات مین مورو پنت نے جنیر کے شمال مین کئی قلعون پر قبضہ کر لیا اگر
انکا مفصل حال نہین معلوم ہوتا۔ برسات کے بعد جب راہین صاف ہو گئین تو
نیتاجی پالکر نے اضلاع شاہی پر دست درازی شروع کی سیواجی نے اسکو حکم
دیا کہ وہ دیہات کو غارت کرے اور قصبون اور شہرون سے مصادرہ لے
اسنے اس حکم سے زیادہ بڑھکر کام کیا کہ اورنگ آباد کے حوالی کو تاخت و تاراج کیا

اور ادھر ادھر جاکر پونہ مین آرام سے جا بیٹھا۔
عالمگیر کو معلوم ہوا کہ سیواجی یون لوٹ مار اور مار دھاڑ کرتا پھرتا ہے تو اُس نے
اپنے ماموں امیر الامرا شائستہ خان صوبہ دار دکن کو لکھا کہ سیواجی کا علاج کرے
شائستہ خان بادشاہ کے حکم سے ایک بڑا لشکر لیکر بشاہراہ احمد نگر اور سرگام
سے پونہ کے مغرب کی طرف گیا رستہ مین اُس نے سپاہ کا دستہ سوپہ پر قبضہ کرنے کے
لئے بھیجا اور خود جادو رائے دیس مکھ سندکھیر رشتہ دار سیواجی کے مقام مین مقیم ہوا
کہ اضلاع پر تصرف کرے سیواجی نے شائستہ خان کے آنے پر راجگڈھ کو چھوڑا
سنگڈھ مین چلا گیا شائستہ خان نے پونہ پر قبضہ کیا اور بھوج گھاٹ اور موضع سوپور
پر قبضہ کرنے کے لئے ایک مضبوط سپاہ روانہ کی اور اور قلعون کی تسخیر کے لئے بھی سپاہ بھیجی وہ قلعہ
نہین لے سکے اور جنیہ کے درمیان چاکن واقع تھا جسے اسکو تکلیف ہوتی تھی اور وہ جانتا تھا
کہ یہ چھوٹی جگہ ہے وہ جاتے ہی ہاتھ آجائیگی اسکی تسخیر کے لئے خود آیا۔ یہان فرنگاجی
۱۶۶۶ سے قلعہ دار تھا اُسنے قلعہ حوالہ کرنے سے انکار کیا اور نہایت عمدہ طرح
سے اپنے قلعہ کی حمایت کی دو مہینے تک اُس نے لشکر شاہی کا مقابلہ کیا۔ محاصرہ کا
چھپنواں دن تھا کہ قلعہ کے برج کے نیچے نقب کو اُڑایا جسے قلعہ کی دیوار مین ایک بڑا
رخنہ پڑا اور قلعہ کے بہت آدمی اسے مرے لشکر شاہی اس رخنہ پر حملہ کرنے گیا اسکے
آگے ایک پشتہ [illegible] جوانان نے لشکر شاہی کا سخت مقابلہ کیا اس سبب لشکر شاہی
آگے نہ بڑھ سکا شام تک لڑائی رہی۔ بعد اس کشت و خون کے فرنگاجی نے صلاح سے
قلعہ امیر الامرا کو حوالہ کر دیا۔ شائستہ خان نے اِس بہادر قلعہ دار کی بہادری دیکھ کر
بادشاہ کی ملازمت کے لئے بہت کچھ اُس سے کہا مگر اس نے اسکے قبول کرنے سے
اپنے نام کو بٹا نہین لگایا امیر الامرا نے اسکو عزت کے ساتھ رخصت کیا۔ وہ سیواجی
سے آن ملا جسنے اسکو بہت انعام دیا۔
لشکر شاہی مین سے چاکن کے محاصرہ مین نوسو آدمی زخمی و کشتہ ہوئے جن سے

شائستہ خان کو تحقیق ہو گیا کہ قلعون کا فتح کرنا آسان نہین ہی۔ عالمگیر ان قلعون کی
فتح کو بڑی بات نہین سمجھتا تھا اور مرہٹون کو ذلیل و حقیر دشمن جانتا تھا۔ بادشاہ نے
راجہ جسونت سنگہ مہاراجہ جودہ پور کو بھی امیر الامراء کی کمک کے لئے مقرر کیا تھا
مگر وہ پونہ کی حوالی مین بڑی فوج کی ساتھ بیکار پڑا رہا۔ اور نیتاجی پالکر دو بلدہ
احمد نگر اور اورنگ آباد کے حوالی کو تاخت و تاراج کرتا رہا۔ لشکر شاہی اسکی مزاحمت
لئے بھیجا گیا اس نے مخالفون کے کچھ آدمی مارے اور نیتاجی خود زخمی ہوا مگر رستم
زمان سپہ سالار بیجاپور اسکو بچا کر لے گیا۔

خافی خان کا باپ امیر الامراء کی خدمت مین تھا اوسکی زبانی سنکر وہ یہ لکھتا ہے
کہ امیر الامراء نے ان قلعون اور معمور آبادیون پر لشکر کشی کی جو سیواجی کے قبضہ مین
آئے تھے اور انمین سے اکثر اپنی شمشیر و تدبیر سے فتح کئے اسکے بعد قصبہ پونہ مین
گیا اور اس حویلی مین اترا جو سیواجی کی بنائی ہوئی تھی سیواجی کے پکڑنے کے
لئے جا بجا فوجین مقرر کین اور ان دنون مین ایسا بندوبست کیا کہ کوئی شخص خاصکر
مرہٹہ سوائے نوکر کے مسلح بلکہ غیر مسلح بدون دستک کے شہر و لشکر مین نہین داخل ہو سکتا
اور مرہٹہ سائیس تک نوکر نہ رکھا جاتا تھا سیواجی ایسا مغلوب ہو کر ہراس ہوا تھا کہ دشوار گذار
پہاڑون مین ہر ہفتہ و ماہ بسر کرتا تھا۔ ایک دن مرہٹون کی ایک جماعت جو پیادون
مین نوکر تھی کوتوال کے پاس آئی اور دو سو مرہٹون کی دستک لی جو ایک غیر معلوم برات
کے ہمراہی بنائے اور ایک امرد لڑکے کو دولہا بنا کے ڈھول و نقارے بجاتے ہوئے
اول شب مین شہر مین لائے اس دن آخر روز مین یہ مشہور کر کے کہ ایک تھانہ مین
غنیم کے آدمیون مین سے ایک جماعت دستگیر ہوئی اسکو پکڑے ہوئے اور انکے
ہاتھ پیٹھ کے پیچھے باندھے ہوئے ننگے سر اور ایک دوسری جماعت رسیون کے سرون
کو پکڑے ہوئے اور گالیان دیتے ہوئے اور مارتے ہوئے چوکی کے آگے سے
لیجا کر شہر مین داخل کی سب اس محلہ اور مکان مین جو انھون نے اپنے مجمع کے لئے قرار

انتظام امیر الامرا در [illegible]

دیا تھا فراہم ہو کر مسلح ہو گئی۔ جب آدھی رات کی نوبت بجی ایک جماعت باورچیخانہ
کی طرف سے آئی جو محل سرا کے دیوار کے متصل تھی دیوار اور خواص پورہ کے مابین
ایک چھوٹا دریچہ تھا جو گل و خشت سے مسدود تھا اور اس جماعت کو وہ معلوم تھا۔
روزوں کے دن تھے۔ سحری کے پکانے کے لئے چند باورچی جاگتے تھے۔
باقی سب آدمی سوتے تھے۔ غرض دشمن اس راہ سے جسکو وہ جانتے تھے سر پر آن پہنچے
جس کسی کو بیدار پایا اسکو موت کے خواب سے آشنا کیا۔ اور جو بستر خواب پر لیٹا تھا
اسکو ایسا سلایا کہ پھر نہ جاگا کچھ غل غپاڑہ نہ ہونے دیا اور جلد دریچہ کو توڑ کر محل کیطرف
مشغول ہوئے۔ کلنک کی صدا نے اور کشتوں کی غرش نے ایک مریض کو بیدار کیا
جسکا حجرہ باورچی خانہ کی دیوار کے عقب میں تھا۔ وہ دوڑا ہوا امیر الامرا پاس گیا
اور اس آشوب سے مطلع کیا۔ امیر الامرا نے از روے اعتراض کہا کہ سحری پکانے
اور دیگدانوں کے درست کرنے کے لئے باورچی اٹھے ہونگے یہ غل انکا ہوگا کہ
سہیلیاں پے بہم دریچہ کے پھوٹنے کی خبر لائیں۔ امیر الامرا سراسیمہ وار تیر و کمان
و برچھی ہاتھ میں لیکر رخت خواب سے اٹھا اس ضمن میں چند مرہٹے روبرو آئے پانی کا
حوض بیچ میں حائل تھا۔ امیر الامرا نے ایک مرہٹہ کے تیر مارا۔ اسنے آن کر امیر الامرا کے
تلوار لگائی۔ کہ دایاں انگوٹھا کٹ گیا۔ دو مرہٹے حوض میں تیر کر آئے۔ ایک کو [illegible]
نے برچھی سے مارا اس آشوب میں لونڈیاں شائستہ خان کو ہاتھوں ہاتھ اٹھا کر مخفی جگہ
میں لے گئیں مرہٹوں کی جماعت چوکی خانہ پر غافل گئی اور جو خفتہ و بیدار ان کو ملا
اسکو زیر تیغ کیا اور یہ کہا کہ چوکی ایسی ہی دیا کرتے ہیں اور چند نفر اپنے نقار خانہ میں
بھیجکر امیر الامرا کی طرف سے پیغام دیا کہ نوبت خوب بجائیں۔ نقار خانہ کی آواز
ایسی بلند ہوئی کہ ایک دوسرے کی کوئی نہیں سنتا تھا۔ انہوں نے دار و گیر کی آواز اور زیادہ
بلند کی اور دروازوں کو بند کر دیا۔ اس حالت میں ابو الفتح خان پسر شائستہ خان ایک
نوخط شجاع تھا خبر پاکر آیا۔ دو تین آدمیوں کو مار کر خود مارا گیا۔ امیر الامرا کے محل کے

پیچھے ایک عمدہ جمعدار رہتا تھا اُسنے اندر کا آشوب سُنکر اور باہر نہ نکلکر رستہ بند کر رکھا تھا
رسیون مین اپنے تئین لٹکایا اور دیوار سے نیچے آیا۔ وہ کچھ امیر الامرا سے عمر و اعضا
مین مشابہت رکھتا تھا۔ مخالفون نے اسکو امیر الامرا سمجھ کر اسکا سر کاٹ لیا اور امیر الامرا
کی حرم مین سے ایک کو بالکل مار ڈالا۔ دوسری کو زخمی کیا۔ گھر کی مال و مالیت سب تاراج
کرنے مین مصروف ہوئے جلد اس گھر سے نکل آئے۔ صبح کو راجہ جسونت سنگھ عمدہ کی
امیر الامرا کے پاس معذرت کرنے اور حال پوچھنے گیا تو امیر الامرا نے یہ کہا کہ مین نے
تو یہ جانا تھا کہ مہاراجہ کا رو بار شاہی مین کام آ گئے کہ ہم کو یہ چشم زخم پہنچا۔ جب
بادشاہ کو یہ حال معلوم ہوا تو امیر الامرا کو صوبہ داری دکن سے بنگالہ کو بدل دیا اور
شاہزادہ محمد معظم کو اسکی جگہ مقرر کیا اور راجہ جسونت سنگھ کو بدستور شاہزادہ کا کمکی مقرر کیا۔
کرنیل ڈف اس واقعہ کو مرہٹون کی کتابون سے اس طرح بیان کرتے ہین کہ سیواجی نے
امیر الامرا کے حیران کرنے کے واسطے دو برہمن بھیجے کہ وہ شہر مین داخل ہونے کی تدبیر
کرین جب سیواجی نے اپنا سامان تیار کر لیا تو وہ سنگڑھ سے سر شام اپریل کے
مہینے مین بہت سا لشکر لیکر چلا اور سپاہ کی ٹولیان بنا کر پونہ کی راہون مین بٹھاتا
گیا۔ یسی جی کنک تانا جی۔ بولوس رانے اور بحیثیت بادلی پیادے شہر مین لیکر آیا
خان کا ایک نوکر مرہٹہ تھا اسکو جاسوسون نے کہا تھا [illegible] کا بہانہ کر کے برات
ساتھ نقارہ بجانے اور مسلح آدمیون کو دولہا کے ساتھ [illegible]
شہر تھا اسکے گرد فصیل نہ تھی۔ سیواجی اپنے ہمراہیون کے جاسوسون کی تدبیر سے [illegible]
مین برات کے اندر داخل ہو گیا اور جب چاپ ہو گئی تو سیواجی اپنے ہمراہیون کو
لیکر جو خان کے محل کے سب اخل سے واقف تھے بورچی خانہ کی طرف آیا۔ جہان ایک
کھڑکی کو کچا چنا لگا ہوا تھا۔ یہ سب اس راہ سے داخل ہوئے۔ خان کی کچھ پرستار
عورتین بیدار ہوئین اور انہون نے جا کر امیر الامرا کو جگایا خان باہر جانے کے لئے۔ ایک کھڑکی
سے کود کر باہر جاتا تھا کہ ایک تلوار اوس کے لگی — جس سے ایک انگلی اڑ گئی۔ وہ تو

تو اپنی خوش نصیبی سے بچ گیا مگر اسکا بیٹا ابو الفتح خان اور اکثر اسکے سپاہی مارے گئے۔

سیوا جی اور اسکے آدمیون نے بے مزاحمت اپنی سپاہ کے ٹولیون کو لیکر سنگڑہ کی راہ لی جب وہ تین چار میل چلے تو انہون نے مشعلین روشن کین جو پہلے سے تیار تھین تاکہ مخالف انکی تعداد کی کثرت سے دھوکے مین آجائین اور جان لے کہ وہ لڑنے کو تیار ہین اس طرح اپنے تئین لشکر شاہی کو دکھا کر قلعہ مین داخل ہوئے۔

اس معرکہ کو مرہٹے جس فخر سے بیان کرتے ہین کسی اور معرکہ کو نہین بیان کرتے سیوا جی کا سب سے بڑا کارنامہ اس کام کو سمجھتے ہین۔ یہ واقعہ سنہ ۱۶۶۳ء کا ہے۔

دوسری روز صبح کو پادشاہ کے سوارون کا دستہ سنگڑہ کے نیچے نقارہ بجاتا ہوا اور تلوارین چمکاتا ہوا آیا۔ مگر اسکو نیتا جی پالکر نے شکست دی یہ پہلی دفعہ تھی کہ پادشاہی سوارون نے مرہٹون کے سوارون سے ہزیمت پائی۔

واقعات سال ہفتم ۱۶۶۴ء

دستور کے موافق ساتوین سال کا جشن غرہ شوال کو ہوا۔ جشن وزن قمری ۱۲ ذی قعدہ کو ہوا عمر کا اٹھائیسوان سال شروع ہوا۔

سنہ جلوس مین بخارا کا ایلچی خواجہ احمد آیا تھا اور نامہ اور تحائف لایا تھا۔ اسکے جواب مین [illegible] کے ہاتھ نامہ اور ڈیڑھ لاکھ روپئے کے تحفے والی بخارا پاس بھیجے گئے۔ محمد بیگ خان والی بلخ نے ابراہیم کو اپنا سفیر بنا کے بھیجا تھا۔ پادشاہ نے خان محمد فتح کو نامہ اور ایک لاکھ روپئے کے تحائف بھیجے۔

سیوا جی کی عادت تھی کہ وہ دکھاتا کچھ تھا اور کرتا کچھ تھا۔ ڈالتا کچھ تھا اور نکالتا کچھ تھا اپنے ارادون کی جھوٹی خبرین اڑایا کرتا تھا اُسنے کلیان کے قریب ایک سپاہ اور جنیر کے پاس دوسری سپاہ جمع کی اور یہ شہرت دی کہ مین بسائین اور چول مین پرتگیزون سے لڑنے یا سیدی کو پامال کرنے جاؤنگا لیکن اسکا اصلی ارادہ سورت کے لوٹنے کا تھا جو اس زمانہ مین ہندوستان کے دولتمند شہرون مین سے ایک تھا۔ بائی ہرجی ناگ ایک بڑا جاسوس

اسکا نوکر تھا وہ سورت مین تاک لگا رہا تھا اور سامان غارت گری تیار کر رہا تھا
سیواجی نے یہ بہانہ بنایا کہ مین ناسک مین مندر کی جاترا کو جاتا ہون لوگون نے اسکو
سچ جانا مگر اس نے چار ہزار سوار لیجا کر سورت کو لوٹنا شروع کیا۔ چھ دن مین اسکو
بہت دولت ہاتھ آئی جسکو وہ رائے گڈھ مین لے گیا۔ جو آیندہ اسکی دار الحکومت بنا
سورت کی لوٹ کی دولت بہت تھی اور اور زیادہ ہوتی اگر فرنچ اور انگریز اسکی
مزاحمت نہ کرتے اور انکی کوٹھیون کا مال اسکو ہاتھ لگ جاتا۔ انگریزون نے اپنا ہی مال
نہین بچایا۔ بلکہ اہل شہر کے مال کی بھی بہت حفاظت کی جسکا صلہ اورنگزیب نے یہ
دیا کہ ان کے اسباب کے محصول کا ایک حصہ ہمیشہ کے لیے معاف کر دیا۔

شاہ جی کی سناونی آئی وہ شکار کھیلنے گیا تھا کہ گھوڑے سے گر کر مر گیا اس نے اپنی زندگی
مین اس جاگیر کا جو بیجاپور سے ملی تھی خوب انتظام کیا تھا۔ اسپر قلعہ ارنی اور پورٹو
نووو اور ولایت تنجور کا اضافہ کیا تھا۔ وہ علی عادل شاہ کا مطیع تھا جو اسنے مفتوحہ
ملک کو اس پاس رہنے دیا۔ باپ کے مرنے پر سیواجی اور بھی کھل کھیلا۔ رائے گڈھ مین اپنی
ریاست کا انتظام کیا اور اپنے نام پر راجگی کا طرہ لگایا اور روپیہ اشرفی پر اپنا سکہ
نیتاجی پالکر برسات کے شروع مین دستور کے موافق سب جگہ فتحیاب ہو کر آیا
سیواجی کا بیڑا بھی بہت جہازون کے گرفتار کرنے مین کامیاب تھا۔ پادشاہی جہاز
جو مکہ کو جاتے تھے انکو گرفتار کر لیا اور دولتمند حاجی جو انمین بیٹھے تھے گرفتار کر لیے
عالمگیرنامہ مین لکھا ہے کہ سیواجی کی ولایت ساحل دریاے شور کے نزدیک تھی اور چند
بندر اسکے تصرف مین تھے اہل ملیبار کی طرح اسنے دزدی و رہزنی شروع کی ہے
کشتی نشینون کو لوٹتا مارتا جب اسکے بندر مین کسی کشتی پر دریا مین فتور آجاتا تو اسکو
وہ پکڑ لیتا۔ ان دنون مین ایک بڑا جہاز جس مین طوائف تجار بڑا مال اسباب لے
آتے تھے وہ طوفان مین آیا تو سیواجی نے اسپر قبضہ کیا اور تمام اسکے غریبون کا
مال و متاع چھین لیا اور مال کے مالکون کو جو اکثر مسلمان تھے مقید و محبوس کیا۔

اور انکو ضرور آزار پہنچایا۔ اور جب تک انہون نے اپنے گھر سے اپنا بقیہ ثروت و
بضاعت منگا کر اوسکو نہ دیا انکو شکنجہ تعب مین گرفتار رکھا سیواجی نے اگست
کے مہینے مین خروج کر کے احمد نگر کی پینٹھ کو لوٹا اور حوالی اورنگ آباد تک لوٹتا چلا گیا
جبکہ اس طرح غیر حاضر ہوا تو بیجاپور کی سپاہ نے پنہالہ مین دو بڑے سپہ سالارون
کے ماتحت پھر صلح کو توڑ کر ملک کوکن کی فتح مین سخت کوشش کی اور کئی مقامات
کو دوبارہ لے لیا۔ انگریزون کے نوشتون سے معلوم ہوتا ہے کہ سیواجی ہر جگہ
لڑائی کے موقع پر بڑے لشکر کے ساتھ موجود ہو جاتا تھا اسنے ان دونون
سپہ سالارون کو لڑ کر شکست دی اور انکے بہت آدمیون کو مارا۔ سیواجی گڑھ
مین اس خیال سے آگیا کہ لشکر شاہی کی حرکت کو دیکھے جنیر کی طرف اس لشکر کا
بڑا زور تھا۔ مگر اسنے یہ دیکھ کر کہ لشکر شاہی حملہ آوری نہین کریگا تو اوسنے اپنے چھ
سوارون کو دریای کرشنا کے جنوب مین ملک بیجاپور کی لوٹ کے لئے بھیجدیا۔
اسنے ایسی تیاری کی جس سے یقین ہوتا تھا کہ وہ لشکر شاہی پر حملہ کریگا۔ اس کی
شہرت ہوئی تو اسنے محض ایک بڑا بیڑا جمع کیا اور مالون سے جہاز مین سوار ہوا
اور گوا سے ۱۳۰ میل پر دولتمند شہر باسی لور مین آ اترا اور گوکرن مین چار
ہزار آدمیون کے ساتھ جہاز مین سوار ہو کر آگیا۔ اب تحقیق ہو گیا تھا کہ وہ اپنے
دار الحکومت مین نہین ہے۔ اسنے بیڑے کا بڑا حصہ دور کیا اور ہمسایہ مین ایک مندر
مین پوجا کرنے گیا اسنے اپنی سپاہ کو فوجون مین تقسیم کیا اور کل ملک پر تاخت و
تاراج کی اور تجارت کے بڑے دولتمند شہرون سے خوب لوٹ ہاتھ لگی۔ یہ لوٹ
مار کر کے وہ الٹا رائے گڈھ کو چلا آیا۔

اس عرصہ مین ایسی تیز ہوا چلی کہ سیواجی کا جہاز سالم دور ہو گیا اور شمال مغربی
ہوا نے اسکو بہت دنون تک حرکت نہ کرنے دی الغرض اسکو یقین ہوا کہ ہندو
بندگون کو سوار ہونا مذہباً منع ہے اس لئے یہ آفت اسپر ہوائی کی گرو دعا سے

آئی ہے اسلئے پھر وہ جہاز مین نہین سوار ہوا۔

بادشاہ کی طرف سے مہاراجہ جسونت سنگہ سیواجی کے استیصال کیلئے مقرر ہوا تھا اُسنے اسکی ولایت مین جاکر بعض قلعون کے محاصرہ مین قیام کیا اور ولایت کی تخریب و قلعون کی تسخیر مین اُسنے بہت کوشش کی مگر اسکا اثر وہ نہ مرتب ہوا جو بادشاہ چاہتا تھا اور سیواجی کا کوئی بڑا قلعہ اُسنے نہ فتح کیا اور مہم کو طول اور امتداد ہوا۔ اسلئے بادشاہ نے ارادہ کیا کہ اسکو بلالے اور راجہ جیسنگہ کو چودہ ہزار سپاہ کے ساتھ سیواجی کی گوشمالی کے لئے روانہ کیا اور دلیرخان کو جو اپنی جاگیر پٹول مین تھا لکھا کہ راجہ سے ملے انگریزی مورخ اس واقعہ کو اسطرح بیان کرتے ہین کہ عالمگیر سیواجی کو حقارتاً موش کوہی کہا کرتا تھا (دیکھو بی بی ٹو ہے سی کا بن کتروائی ہے) جب اس چوہے کے پکڑنے پر اتنی دیر لگی تو اسکو اپنی عادت کی موافق افسرون پر شبہ پیدا ہوا۔ خود دکن جا نہین سکتا تھا۔ سلطنت کو غصب کیا تھا بانٹ ندہ تھا اسلئے اُسنے اپنی سپاہ کثیر دو سپہ سالارون کو روانہ کیا جنمین سے ایک راجپوت راجہ جیسنگہ اور دوسرا افغان دلیرخان تھے یہ دونو پہلے دارا شکوہ کے طرفدار ہو کر اورنگ زیب سے لڑ چکے تھے اسلئے وہ انکا پورا اعتبار نہین کرتا تھا اسلئے ان دونون کو بہت دور دکن مین بھیجا۔ جہان ... بہت اور ان دونو کے واقف کار کم تھے۔ یون دلیرخان کی قوم کے افغان دکن کے بہت ملازم تھے اسکے بہکانے سے ان کے بگڑنے کا بھی خوف کم ہو گیا اس بیان کی صداقت پر مسلمانون کی تاریخین شہادت نہین دیتین ۔

واقعات سال ہشتم ۱۰۷۵ھ

غرہ شوال کو سال ہشتم جلوس کا جشن ہوا اور ۱۷ شوال کو وزن قمری ۴۹ سال کا اور جشن پچاسواں سال شروع ہوا۔

۱۹ ربیع الثانی سال گذشتہ کو سیواجی کی فتنہ کے دفع کرنے کے لئے راجہ جیسنگہ

مقرر ہوا تھا وہ بہر شعبان سال گذشتہ کو اورنگ آباد میں شاہزادہ محمد معظم کی خدمت
میں آیا اور شاہزادہ سے رخصت ہو کر ۲۲ رکو پونہ میں گیا جہاں مہاراجہ
جسونت سنگھ مقیم تھا وہ بادشاہ کے حکم سے بادشاہ کی خدمت میں روانہ ہوا۔
راجہ جیسنگھ نے یہاں ٹھہر کر افغانون کا یہ انتظام کیا کہ قطب الدین خان کو سات ہزار
سوارون کے ساتھ جنیر بھیجا کہ وہان دشمن کی خبر رکھے اور قلعہ لوہ گڈھ کے روبرو
تھانہ بٹھا کے تین ہزار سوار وہان مقرر کرے اور قلعہ راجگڈھ? ر درگ کے روبرو ایک اور
تھانہ مقرر کرے اور وہان شائستہ فوج متعین کرے اور باقی لشکر کے ساتھ
ان حدود میں سوار ہو کر خبرداری اور ہوشیاری کرتے اول راجہ نے قلعہ پورندھر اور
رودر مال (ردرمحل) کی فتح کا ارادہ کیا۔ ۷ ر رمضان کو وہ سالور کی طرف گیا جسکے قریب
دونو قلعے واقع تھے موضع پونی میں تھانہ قائم کیا اور راجا اودھونت رائے کو تین سو
سوارون اور تین سو بندوقچی پیادون کے ساتھ تھانہ دار مقرر کیا۔ غرض راجہ
نے تمام کومکیون کو جابجا ملک کی تاخت و قلعون کی تسخیر کے لئے رخصت کیا اور
خود قلعہ پورندھر و رودر مال کے مفتوح کرنے کے لئے روانہ ہوا۔ یہ نظام الملک کے
مشہور قلعے حاکم نشین تھے اور دونو متصل تھے اور دلیر خان کو مقدمۃ الجیش کیا۔
دشمن کی سپاہ ... جہان نمودار ہوتی وہان دلیر خان لڑتا ہوا آگے
بڑھتا تھا دشمن اس سے جنگ مغلوبہ اور ستیز یا فرار کرتے وہ انکے بہت آدمیون کو
مارتا اور عیال کو اسیر کرتا اور مال کو لوٹتا۔ اس طرح مارتا دھاڑتا دونو قلعون سے ایسے
فاصلہ پر آیا کہ وہان سے گولہ قلعہ میں پہنچ سکتا تھا اور دونو قلعون کے محاصرہ میں مشغول ہوا
دونو قلعون کے قلعہ نشین محصور ہو کر قلعہ داری کی شرط بجالائے اور توپ و بان و حقہ ہائے
آتشبازی خوب چلائے۔ راجہ کے آنے سے چند روز پہلے افغان ناگاہ یورش کر کے
گمرگاہ قلعہ میں پہنچا اور دونو پہاڑون کے نیچے کی باڑی میں آگ لگا دی اور تاخت و تاراج
کیا۔ دشمنون نے بھی قلعہ سے نکل کر مورچالون پر حملہ کرنے میں اور کوشش کرنے اور پھر توپ

مارنے اور پتھر اور اقسام آتشبازی کے پھینکنے مین کوتاہی نہین کی۔ راجہ جیسنگہ بھی
مع اپنے بیٹے کیرت سنگہ کے آن پہنچا اور محاصرہ کی طرف سے پے در پے یورشین کین اور اطراف
کو تاخت و تاراج کیا اگر انکی تفصیل کی جائے تو تطویل ہو محصورون پر عرصہ تنگ ہوا لشکر
شاہی باوجودیکہ اسپر سامنے سے توپ و تفنگ ارتے اور آتشبازی کے تیر پڑتے تھے۔ مگر وہ
اپنے مورچالون کو آگے بڑھاتا چلا جاتا تھا جب ایک طرف کا برج باروت سے اڑا دیا تو بنائے
کوہ و قلعہ نشینون مین تزلزل پیدا ہوا قلعہ کو بہادرون نے حملہ کیا اور کوہ کے اوپر چڑھ آئے
محصورون نے جان کی امان کا پیام دیا۔ راجہ نے انسے عہد کیا کہ جان کو ضرر نہین پہنچایا جائیگا
دونون قلعون کے قلعہ دار دلیرخان سے ملاقی ہوئے اسنے انکو خلعت دیا۔ دلیرخان نے دونون قلعہ دار
راجہ پاس بھیجدئے۔ راجہ نے ان سب کے ہتھیار لیکر رخصت کیا اور قلعون کو بادشاہی تصرف
مین کرلیا۔ اس تردد اور یورش مین اسی سوار اور ایک جماعت پیادون اور عملہ قلعہ گیری کی
کام مین آئی۔ اور سو سے زیادہ آدمی زخمی ہوئے۔ یہ تو خافی خان کا بیان ہے۔ عالمگیرنامہ مین
ہر ایک امر کو بہت تفصیل سے لکھا ہے اسسے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک برج کے اڑنے سے قلعہ
رودرمال کا قبضہ مین آیا۔ مگر قلعہ پورندھر پر قبضہ نہین ہوا۔ کرنیل ڈف صاحب
اپنی تاریخ مرہٹہ مین لکھتے ہین کہ کوہ پورندھر کا سب سے بلند مقام سترہ سو فیٹ بلند نیچے کے سطح
سے تھا اسپر دو قلعہ تھے ایک بالا دوسرا پائین جو پہاڑ کی چوٹی سے تین سو سے چار سو فیٹ
تک نیچے واقع تھے۔ اس قلعہ مین باجے پرود دیس پانڈے مہر حوالدار تھا۔ اور ماولی
قلعہ کے اندر تھے وہ دشمن کی پیش قدمی کے روکنے کے واسطے ہر مقام پر خوب لڑا مگر
دلیرخان نے ایک برج اڑا کر قلعہ پائین لے لیا محصورین نے اکثر قلعہ سے باہر آنکر حملے کئے اور
مکرر نقب زنون کو بھگایا۔ مگر وہ آخر کو اپنی پناہگاہ مین مقیم ہوگئے اور انہون نے برج اڑا کر
نیچے کا قلعہ لے لیا اور اسکے محصورین اوپر کے قلعہ مین جاتے تھے کہ لشکر شاہی نیچے کے قلعہ مین جا
گھرون کی لوٹ مین پڑا۔ اوپر کے قلعہ والون نے انپر آگ برسا کر بھون دیا۔ بچا کھچا لشکر
کونون مین چھپے کچھ باہر جاکر اپنی پناہگاہ مین گئے۔ اس وقت ماولی اپنے سردار کو لیکر

شمشیر برہنہ مغلون پر حملہ آور ہوئے اور انکو مارا اور پہاڑ سے نیچے اتار دیا۔
دلیر خان ہاتھی پر بیٹھا ہوا اپنے آدمیون کو دیکھ رہا تھا کہ کس طرح قدم بڑھاتے چلے جاتے
ہین۔ جب اسنے اپنے آدمیون کو بھاگتے ہوئے دیکھا تو اسنے اپنی کمان کو خمیدہ کر کے
پٹھانون کے ایک گروہ کو اپنے پاس بلایا اور آگے بڑھنے کا حکم دیا اور بھگوڑون کو
للکارا اور اپنا ہاتھی آگے بڑھایا۔ محصورین مرہٹون کی طرح فتحیابی سے مغرور ہو کر
دلیر خان کے آدمیون کے قریب آ گئے اور سخت کوش افغان بھی مادلیون کی تلوار سے
جکڑ لائے۔ مگر دلیر خان نے انکے سردار کو اپنے تیر کا نشانہ بنا کر مار ڈالا۔ سردار کے مرتے
ہی سارے مرہٹے ایسے بھاگے کہ انہون نے قلعہ بالا پر جا کر دم لیا۔ لشکر شاہی نے نیچے کا
قلعہ گھیر لیا مگر اوپر کے قلعہ کی آتش فشانی سے مجبور ہو کر پھر اسے چھوڑ دیا۔ دلیر خان
نے یہ ناکامی دیکھ کر جانا کہ شمالی طرف پر فتحیابی نہین ہو سکتی تو اسنے جر گدہ رودرمہل
جو ایک چھوٹا سا قلعہ پورندھر کے شمال مشرقی گوشہ مین تھا اور اسکے بیٹھے حصہ پر مشتمل
تھا۔ فتح کر لیا اور اس مین توپ خانہ اوپر کے قلعہ کے توڑنے کے لئے لگا دیا مگر مینہ برسنے
لگا۔ اسلئے یہ کام ٹھنڈا ہو گیا۔ لشکر شاہی کا توپخانہ بڑا خراب تھا گو اسنے برابر آگ
برسائی۔ مگر قلعہ پر اسکا اثر کچھ نہ ہوا۔ محصورین ایسے تنگ ہوئی کہ انہون نے سیواجی کو اطلاع
دی کہ اب ہم قلعہ مین نہین ٹھیر سکتے۔ انہون نے قلعہ خالی کر دیا ہوتا اگر سیواجی انکو نہین لکھتا
کہ وہ جب تک قلعہ کی حفاظت مین کوشش کرین کہ انکو وہ چلے آنے کے لئے لکھے ۔ سن
خافی خان لکھتا ہے کہ ان دو قلعون کی تسخیر کے بعد سات ہزار سوار بسرداری داؤد خان
اور راجہ رائے سنگھ وغیرہ ولایت سیوا کی آباد ملک کی تاخت و تاراج کے لئے بھیجی گئی
سیواجی نے یہ ملک غصب کیا تھا۔ دونو طرف سے بڑی کوششین ہوئین تا پانچ مہینے تک لشکر
شاہی کو مقابلہ و محاربہ کا فرگشتی سے آرام نہ ملا۔ یہانتک کہ سیواپور مین جو سیواجی کا آباد
کیا ہوا ہے اور قلعہ کنڈانہ۔ وکنوار گدھہ مین اسنے آبادی کا نشان نہ چھوڑا ہو اشیے
بیشمار ہاتھ آئے۔ مرہٹون کی ناگہان تاختون اور رخنایان دستبردیون اور تاریک راتون

شب خون سے اور سر راہ دشوار گذار راہون کے بند کرنے سے اور جنگلون کے جلانے سے جنین درخت
بھرے ہوئے تھے لشکر اسلام کی راہ تردد بند ہوئی اور لشکر بادشاہی کے آدمی اور چوپائے بہت
تلف ہوئے ہو۔ آخر کار دشمن شمار سے زیادہ مارے گئے اور مرہٹون نے راہ فرار اختیار کی لشکر
شاہی نے متعدد باقی قلعے مفتوح کئے پھر قلعہ راج گڈھ پر جو سیواجی کا دار الحکومت تھا اور
گنذانہ جس مین اسکے اور بڑی قبیلے اور خویش ہتے تھے محاربہ محاصرہ کی نوبت آئی۔ بہادران
قلعہ کشا نے محصورین کو تنگ کیا اور ان کے بھاگنے کی راہ کو سب طرفون سے ایسا بند کیا
کہ ہر چند انہون نے چاہا کہ کوئی جا بنا کے قبائل کو یہان سے نکال کر کسی دشوار گذار مکان
مین لیجائین اور لشکر شاہی کو انکے تعاقب مین سرگردان کرین مگر یہ نہ کر سکے سیواجی نے
اجانا کہ اس مستقر الریاست کے ملجاؤ ماوا کے فتح ہونے کے بعد تمام مال قبیلہ و عیال
اسکے پامال ہونگے اسلئے اسنے چند نفر زبان فہم راجہ کے پاس بھیجے اور عفو تقصیرات و بعض باقی ماندہ
قلعون کے سپرد کرنے کی اور راجہ سے ملاقات کرنے کی درخواست کی راجہ نے اسکی عیاری
اور مکاری پر نظر کرکے اغماض کیا اور یورش کے لئے پہلے سے زیادہ تاکید کی پھر خبر آئی کہ
سیوا قلعہ سے نیچے جریدہ آیا اور معتمد برہمن اسکے آگئے۔ انہون نے شدید قسمین کھائین اور
نہایت عجز و زاری کی۔ راجہ نے ان شرائط پر صلح کو منظور کیا کہ جان و آبرو کی امان —
اس شرط سے دی جائیگی کہ وہ حضور شاہی مین جاے [illegible] علاوہ
اختیار کرے کہ اسکو عمدہ منصب دیا جاے۔ اسکو ملاقات کے لئے آنے [illegible] دیا
کہ سیواجی کمال عجز سے قریب آگیا ہے تو راجہ نے منشی اسکے استقبال کے لئے بھیجا
اور مسلح راجپوت ساتھ کئے اور تاکید کی کہ اس مکار کے غدر سے خبردار رہین۔ اور
اسکو پیغام دیا کہ اگر وہ صدق دل سے حلقۂ اطاعت کان مین ڈالیگا اور فدویت کا
غاشیہ کندھے پر رکھیگا اور قلعہ سپرد کریگا اور احکام حضور کی قبول مین سر افگندہ
ہوگا تو بادشاہ اسکی التماس کو قبول کریگا ورنہ اب بھی اسکو اجازت دیجاتی ہے
کہ اپنے مکان مین جاکر خاطر خواہ مہلت لیکر سر انجام جنگ مین مصروف ہو اس

باب مین وہ اپنے تئین مختار جانے اس پیغام کے پہنچنے کے بعد اسنے انکسار و نیاز سے کہا
کہ مین یہ چاہتا ہون کہ اطاعت و عبودیت مین جان بخشی و امان عرض و ناموس ہے۔
پھر راجہ نے اپنے عمدہ آدمی اسکے پاس بھیجکر اسکو اعزاز کے ساتھ اپنے پاس بلایا۔ راجہ کے پاس جب
سیواجی آیا تو اسے گلے لگایا اور اپنے پاس بٹھایا۔ سیواجی نے خجالت کے ساتھ ندامت
ہوکر کہا کہ مین بطریق ذلیل مجرم بندون کی طرح اس درگاہ مین آیا ہون اب جو آپ کی
رائے ہو وہی رائے ہے خواہ بخشو خواہ مارو اور التماس کیا کہ بڑے بڑے نامی قلعون
کو ولایت کونکن کے ساتھ بندہ ہای پادشاہی کے حوالہ کرتا ہون اور اپنے بیٹے کو حضور
کی خدمت کے لئے بندہ ہا جان نثار کے جرگہ مین دیتا ہون اور خود امیدوار ہون
کہ ایک سال کی مہلت ملے تا پادشاہ کی قدمبوسی کے بعد بندہ ہای مطلق العنان کے
دستور کے موافق جو اپنی اقطاع و صوبجات مین رہ کر خدمت کرتے ہین مع اپنے
قبیلہ و عیال کے ایک دو چھوٹے قلعون مین رہونگا اور جس وقت اور جس جگہ کسی
پادشاہی عمدہ کار کے لئے حکم ہوگا۔ جان و مال سے حاضر ہونگا اور طریقہ جانفشانی
کی تقدیم کرونگا۔ راجہ نے اسکی تسلی کرکے دلیر خان پاس بھیجا اور محاصرہ سے سپاہ کے
اٹھا لینے کا حکم دیا۔ سات ہزار مرد و زن و اطفال قلعبند ہوئے تھے جنکو امن
دیا گیا اور وہ قلعہ سے باہر آگئے۔ توپخانہ مع ذخیرہ و اسلحہ اور وہ چیزین کہ قلعہ کے
آدمی اپنے ساتھ نہ لیجا سکے سرکار مین ضبط ہوئی اور قلعہ مین لشکر شاہی آیا۔ دلیر خان
نے سیواجی کو شمشیر و جمدھر مرصع و دو اسپ عربی مع ساز طلا اپنی طرف سے تواضع
کئے اور اسکو راجہ کے پاس لایا۔ اسکا ہاتھ پکڑ کر راجہ کے حوالہ کیا۔ راجہ نے بھی اسکو خلعت
و اسپ و جیغہ و فیل عطا کیا اور از سر نو جان و آبرو کی امان کے عہد سے اسکا اطمینان
خاطر کیا۔ سیواجی نے بجنہ کاری سے ایک ساعت شمشیر باندھ کر پھر کھول ڈالی اور کہا کہ
مین بے سلاح کمر بستہ ہوکر خدمت کرونگا۔ مدت سے سیواجی کے گرویدہ اور رجوع
لانے کا مذکور تھا راجہ نے حضور کو لکھا اور عفو تقصیرات کا فرمان طلب کیا۔ وہ

فرمان کا منتظر تھا کہ اتفاقات سے اسی روز گرز بردار مع فرمان اور خلعت بادشاہ کے پاس لیے آئے۔ راجہ سیواجی کو استقبال و تسلیمات کے آداب بجالانے کے لئے ارشاد ہوا۔ سیواجی نے اسکے مطابق عمل کیا۔ تین کروہ سے پیادہ پا استقبال کیلئے دوڑا اور تقدیم آداب میں کوشش کی۔ جان بخشی کے فرمان و خط بخشی کے خلعت پر بڑا فخر کیا۔ بادشاہی عنایات و فضل کے سرور سے جامہ مین پھولا نہ سمایا۔ قیل و قال عذر امیز کے لئے قلعون کے سپرد کرنے کی باب مین یہ قرار پایا کہ کل پینتیس قلعون مین جنپر اسکا تصرف تھا ۲۳ قلعون کی کنجیان جو سابق و حال مین مفتوح ہوئے تھے۔ مع جمع محصول دس لاکھ ہن چالیس لاکھ روپیہ کے بادشاہی آدمیون کو حوالہ کرے اور بارہ چھوٹے قلعے کم حاصل اپنے آدمیون کے تصرف مین رکھے۔ اسکا آٹھ برس کا بیٹا تھا جسکے نام منصب پنجہزاری کا حضور سے عطا ہوا تھا افواج شائستہ کے ساتھ جبتک حضور مین روانہ ہو راجہ کی خدمت کرے اور خود سیواجی مع اپنے عیال کے ان پہاڑون مین اپنے ملک پامال شدہ کی آبادی مین مشغول ہو اور جسوقت کسی کاروبار بادشاہی کے لئے طلب ہو تو حاضر ہو۔ رخصت کے وقت پھر سیواجی کو خلعت و اسپ و جیغہ و شمشیر و فیل دیا گیا اور ہتھیار باندھنے کی تکلیف دی۔ اسکے بیٹے کو پنجہزاری منصب کی تسلیمات کے لئے حکم دیا گیا۔

کرنیل ڈف نے قلعہ پورندھر کے محاصرہ کی نسبت جو لکھا ہے وہ ہمنے اوپر لکھا ہے۔ اب باقی حالات جو اس واقعہ کے لکھے ہین ہم آگے لکھتے ہین۔

جب جیسنگہ اورنگ آباد مین آیا ہے تو سیواجی ساحل سے راے گڈھ مین آیا اور اسنے اول دفعہ اپنے تمام ارکین کو مشورہ کے لئے جمع کیا۔ نیتاجی پالکر جسکا فرض یہ تھا کہ وہ دشمنون کی حرکت کو دیکھتا رہتا وہ اپنے سوارون کے ساتھ دور چلا گیا۔ سیواجی نے گو اسکو معزول کرنا بمصلحت ملکی کے خلاف جانا مگر اسکی اس خطا کو کبھی معاف نہین کیا۔ منوچی سے کیپٹ نقل کرتا ہے کہ (نیتاجی کو رشوت دی گئی تھی یہ امر نہ مرہٹون کی نہ مسلمانون کی تاریخ مین لکھا ہے) دشمن کی سپاہ جو تعاقب مین آئی اسکے دفع کرنے مین کارتوجی نے چستی و چالاکی کھائی

مگر کسی خاص فتحیابی مین نہین ہین۔ اُسنے دشمن کی سپاہ کبھی کو کئی دفعہ دانشمندی سی ہزیمت دی۔
راجہ جیسنگہ کی بڑی ناموری نے اور اسکی سپاہ کی شوکت و قوت نے اور اسکے ہمراہیون کی
جرأت نے سیواجی کے دل مین ہیبت پیدا کی۔ دیبی بھوانی نے بھی اُسکو ڈرایا کہ وہ اس
راجپوت راجہ سے لڑنے مین کامیاب نہین ہوگا۔ اس وہم نے بھی اُسکو ستایا۔ گو اپنی تول
سے اسکا دل بالکل نہین بیٹھ گیا۔

ابتدا سے سیواجی راجہ جیسنگہ پاس اپنے پیغام سلام بھیجتا اور راجہ اسکی اطمینان خاطر
کرتا تھا مگر وہ اپنے دشمن کی خصائل سے خوب واقف تھا اسلئے وہ اپنی لشکر کی تیاری مین
تساہل نہین کرتا تھا۔ سیواجی نے اپنی پہلی تدابیر پر عود کیا کہ شاہی اطاعت و خدمت
کیجیے اور جو ملک حاصل کیا ہے اس مین سے کچھ لے لیجیے۔ اس خیال سے اُسنے رگھوناتھ پنت
اور نیائے شاستری کو جےسنگہ پاس بھیجا جسنے انکی باتون کو سُنا اور جواب دیا۔ اور
سیواجی کی عرضون کو مان لیا۔ مگر اسکو سیواجی کا اعتبار جبتک نہ ہوا کہ رگھوناتھ
پنت نے راجہ کو یہ یقین دلادیا کہ اس معاملہ مین سیواجی کا کوئی فریب نہین ہی۔ جیسنگہ نے کہا کہ سیواجی
راجپوت کی بات کو پتھر کی لکیر سمجھکر اپنا اطمینان خاطر رکھی کہ بادشاہ فقط اسکی تقصیر ہی نہین
معاف کریگا بلکہ اسپر عنایات کریگا۔ جب مصالحت کی یہ گفتگو ہو رہی تھی تو سیواجی راے گڈھ
سے پرتاب گڈھ کو گیا اور یہان سے جولی۔ یہ معلوم نہین کہ کیون گیا۔ مگر ظاہرا اسطرح
جانے مین اپنی راہ کو اپنی سپاہ سے چھپایا۔ جولائی سنہ ۱۶۶۵ء مین تھوڑے آدمیون کے ساتھ
پہاڑ سے اُترا اور سیدھا راجہ کے لشکرگاہ مین چلا گیا اور وہان اپنے تئین سیواجی ہونا
ظاہر کیا۔ راجہ نے اپنا آدمی اسکے لانے کے لئے بھیجا۔ جب وہ نزدیک آیا تو اسکے استقبال کے
لئے خیمہ سے باہر آیا۔ اور اندر لیجاکر اسکو گلے لگایا اور پاس بٹھایا۔ رگھوناتھ پنت سے
جو باتین کہلا بھجوائی تھین اُن پر اُسکو اطمینان خاطر دلایا۔ سیواجی نے کچھ عجز و انکسار
کی باتین بنائین۔ راجہ نے اُسکو اپنے قریب کے خیمون مین اُترنے کے لئے رخصت کیا۔

دوسرے روز سیواجی دلیرخان سے ملنے گیا جو پورندھر کے محاصرہ مین لگ رہا تھا۔ اور

مصالحت مین وہ رازدار نہ تھا اسلئے وہ خفا ہو رہا تھا اُس نے دھمکایا کہ جب تک مین
پورندھر کا پیچھا نہین چھوڑونگا کہ اُسکے ایک ایک آدمی کو نہ مار لونگا۔ مگر یہ خالی
دھمکی ہی دھمکی تھی سیواجی نے خود قلعہ کی کنجیان اُسکو حوالہ کین اور کہا کہ یہ
قلعے اور ملک آپ ہی کے ہین۔ مین تقصیر کی معافی چاہتا ہون۔ تجربہ نے مجھے بتلا دیا
کہ ایسی سپاہ سے لڑنا بیوقوفی ہی کہ جسکے سپاہیون سے اورنگزیب کو فخر ہو۔ مجھے امید ہے
کہ مین پادشاہی ملازمون مین داخل ہونگا۔

جب سیواجی لشکر شاہی مین آیا تو لڑائی موقوف ہوئی اور کئی دفعہ صلاح و مشورہ
ہوکر ان شرائط پر صلح ہوگئی بشرطیکہ پادشاہ انکو منظور کرے جی سنگہ اسکا ضامن
تھا جسکے بغیر سیواجی اپنے تئین لشکر شاہی مین امن نہین جانتا تھا۔ اول دفعہ یہ تھی کہ
سیواجی نے جو قلعے یا ملک پادشاہی تسخیر کئے تھے انکو وہ چھوڑتا ہے۔ ۳۲ قلعے جو
ملک نظام شاہی مین اُسنے فتح کئے تھے۔ یا خود بنائے تھے انمین سے بیس جی سنگہ کو حوالہ کئے
جنمین پورندھر اور سنگھ گڈھ بھی تھے اور جو ملک ان قلعون سے متعلق تھے وہ بھی حوالہ کیا
بارہ قلعے جو اُسنے اپنے پاس رکھے انکے نام یہ ہین (۱) راجگڈھ (۲) تورنا (۳)
راے ری (راے گڈھ) (۴) کنگانہ (۵) تھرگڈھ (۶) بالاگڈھ (۷) گوسالہ
(۸) ایسواری (۹) بالی (۱۰) بھورپ (۱۱) کنواری (۱۲) اودے درگ۔ ان
سب قلعون کے ملک کی جمع سالانہ ایک لاکھ ہن تھی اور باقی اور ملک جو اسکی جاگیر مین
پادشاہ کی طرف سے دیا گیا اس پاس تھا۔ دوم دفعہ اسکے آٹھ برس کے بیٹے
سنبھاجی کو منصب پنجہزاری ملا۔ شرائط صلح مین ایک بڑی بات جو سیواجی نے چاہی
وہ یہ تھی کہ بیجاپور کے علاقہ مقبوضہ سے کچھ خراج وصول کرے۔ غالباً اس کی یہ
درخواست اس سبب سے تھی کہ وہ ملک نظام شاہی مین وراثت کا ادعا کرتا تھا اور
پادشاہ کو جو کچھ ملک اُس نے دیا تھا اُس کا معاوضہ
چاہتا تھا۔

گھاٹ پر بعض اضلاع تھے انکی مالگذاری پر چوتھ یعنی چوتھائی حصہ اور سردیس
یعنی دسواں حصہ وہ خود حاصل کرنا چاہتا تھا اور اسکا اسکو ایسا شوق تھا کہ
اسکے ملجانے پر وہ راضی تھا کہ تین لاکھ روپیہ سالانہ قسط کے حساب سے
چالیس لاکھ روپیہ بطور پیشکش کے ادا کرے۔ مگر عالمگیر نے یہ شرط منظور نہین کی باقی
شرائط صلح کی منظوری کا فرمان بھیجدیا۔

عالمگیر نامہ مین مقبوضہ ۲۳ قلعون کے نام یہ لکھے ہین (۱) پورندھر (۲) رودرمال
(رودرمحل) (۳) گندانہ (۴) کھنڈا کلہ (۵) لوہ گڈھ (۶) ایسا گڈھ (۷)
پتنگی (۸) تکونہ (۹) روہیڑہ (۱۰) ناردرگ (۱۱) ماہولی (۱۲) بھنداردرگ
(۱۳) پلس کھول (۱۴) روپ گڈھ (۱۵) بکٹ گڈھ (۱۶) مورنجن (۱۷) مانک گڈھ
(۱۸) سروپ گڈھ (۱۹) ساکر گڈھ (۲۰) ذوک گڈھ (۲۱) انکولہ (۲۲)
سون گڈھ (۲۳) مان گڈھ۔ ۱۹ ذی الحجہ کو قلعہ پورندھر کی فتح ہونے کی اور
سیواجی کے آنے کی کیفیت مہاراجہ جے سنگہ کی عرضداشت سے بادشاہ کو
معلوم ہوئی تو اُسنے شادیانے بجوائے اور راجہ کو خلعت خاص و شمشیر خاصہ و جاہ
منصب سے سرافراز کیا۔ اور اور امراکو۔۔ جو اس مہم مین شریک تھے نہال کردیا۔

شاہجہان کی علالت کے وقت اورنگزیب علی عادل شاہ کے درمیان
جو معاملہ ہوا تھا وہ یاد ہوگا کہ علی عادل شاہ نے ایک کروڑ روپیہ پیشکش
ادا کرنے کا وعدہ کیا تھا جب اورنگزیب دکن سے چلا آیا۔ داراشکوہ و
شجاع کے ساتھ لڑائیون مین مصروف ہوا تو والی بیجاپور نے پیشکش کے
بھیجنے مین تعلل اور تاخیر کی اور ایام مت لیت و لعل و لطائف الحیل و معذرت
مین گذاری۔ جب فرمان شاہی ادا پیشکش کی تاکید مین جاتا تو بیجا بہانے
اور ناروا عذر بناتا۔ باوجودیکہ حکام ماضیہ کے اندوختے جمع تھے لیکن وہ
ابھی ناداری بتاتا اور شرمساری دکھاتا۔ باوجود ان تعصبات کے

جب سیواجی نے اسیر علیہ استیلا پایا اور اسنے بعض قلعون کو تنگ کیا جو اسکے قریب الجوار
تھے۔ قریب تھا کہ وہ عظیم الشان قلعہ پنالہ کو فتح کرلیتا تو متواتر عادل خان نے عرائض بھیجین کہ
سیواجی کا کسی طرح تسلط رفع ہو۔ اور مین اب پہلے اور حال کی پیشکش بھیجتا ہون
بادشاہ نے سیواجی کو فرمان بھیجا جسمین بہت کچھ اسکو دھمکایا اور افواج دکن کو لکھ بھیجا
کہ سیواجی کی تنبیہ تادیب مین مصروف ہو سیواجی افواج شاہی کے مدافعت مین اور
اپنی قلعون اور ولایت کی محنت مین مصروف ہوا۔ عادلخان اسکے شر سے محفوظ ہوگیا لشکر
شاہی کے سردارون کی سوء تدابیر سے اور کچھ اور موجبات و اسباب سے اس مہم مین امداد
ہوا۔ اور کچھ کلچھڑیان اس مین پڑگئین۔ جب سیواجی اور زیادہ خیرہ ہوگیا تو بادشاہ نے
عادلخان کو فرمان لکھا کہ وہ اپنی فوج سیواجی کے دفعیہ کرنے کے لئے تعین کرے ایک
طرف سے لشکر شاہی اسکے استیصال و دفع مین کوشش کرے اور دوسری طرف سے
لشکر بیجاپور اسکا قلع و قمع کرے عادل خان نے بادشاہ کے حکم سے سیواجی کی حدود
مین کچھ لشکر تعین کیا جس سے ظاہر مین یہ معلوم ہوا کہ وہ بادشاہ کی اطاعت کرتا ہے لیکن
حقیقت مین وہ سمجھتا تھا کہ سیواجی کے فساد کا مٹنا بالکل میری خرابی حال کا مقدمہ
بنے گا۔ وہ یہی بہتر جانتا تھا کہ لشکر شاہی اور اہل بیجاپور کے درمیان سیواجی حائل
رہے۔ اسلئے اس نے اپنی مصلحت کار کے لئے اسکے ساتھ یکدلی و موافقت کے نامہ
پیام و عہود و مواثیق شروع کئے اور اسکے ساتھ متفق و ہمداستان ہوا اسکی امداد
مین کوشش کی اور اقطاعات حوالہ کئے نقود اور اور مایحتاج بھیجے اور قطب الملک
والی گولکنڈہ کو اسکی مدد و کمک کے لئے آمادہ کیا کہ اسکو روپیہ بھیجے۔ اور باوجود ان کامون کے
بادشاہ کو بھی عرائض بھیجتا اور اپنے صدق عقیدت و رسوخ ارادت ظاہر کرتا۔
بادشاہ کو جب یہ سارا حال معلوم ہوا تو اسنے راجہ جیسنگہ کو حکم بھیجدیا کہ اب سیواجی
کی مہم سے تم کو فراغت ہوئی سیواجی سے جو تم کو قلعے اور ولایتین ہاتھ آئین ہین انکا
بندوبست کرکے بیجاپور کی ولایت کی تاخت و تاراج کرو اور بیجاپور کے پیچھے

جاکر اسکا محاصرہ کرو۔ اور جو کچھ اس کے ملک سے ہاتھ آئے اُسے لے لو۔ کہ عادلخان خواب غفلت سے بیدار ہو۔

جب بادشاہ نے راجہ جیسنگہ پاس یہ فرمان بھیجا تو بادشاہ کو جشن وزن شمسی پنجاہ و ہشتاد سال کے دن معلوم ہوا کہ عادل خان اپنے سوابق جرائم و تقصیرات کو دیکھ کر خواب غفلت سے بیدار ہوا۔ اور لشکر کے متعین ہونے سے اُسکے دل مین خوف پیدا ہوا تو۔ ملا احمد نائتیہ کو اپنے اصلاح کار و مراسم ندامت و اعتذار و تجدید مراتب قبول و قرار کے لئے راجہ جیسنگہ پاس بھیجا۔ یہ ملا عربستان کے شرفا نو آمدین سے تھا۔ وہ فضیلت و استعداد کے کمال سے آراستہ تھا۔ بحسب ظاہر تو سفارت کے لئے عادل شاہ کے پاس سے آیا تھا اور اصل مین اسکا ارادہ بادشاہ کے پاس جانے کا تھا اور اسکی نوازش و فضل و کرم کا امیدوار تھا۔ راجہ جیسنگہ نے جب بادشاہ کو اُسکے آنے کا اور اسکے ارادہ کا حال لکھا تو بادشاہ نے اُسکو منصب شش ہزاری شش ہزار سوار سے سرافراز کیا اور اپنے پاس بلایا اور راجہ کو خفیہ کہلا بھیجا کہ جب وہ حضور مین آئیگا تو سعد اللہ خان کا خطاب پائیگا اور فراخور استعداد عمدہ خدمت پر سرافراز ہوگا لیکن وہ بادشاہ پاس نہین پہنچنے پایا تھا کہ احمد نگر کی راہ ہی مین ہی سفر آخرت پیش آیا۔ بادشاہ نے اُسکے بیٹے اسد اللہ کو بلایا اور جب وہ آیا تو منصب ہزاری و پانصدی و خطاب اکرام خان سے سرافراز کیا۔

مرزبان تبت ولد ن نجل سرکشون کے گروہ مین تھا اور کشمیر کے صوبہ دار سے رجوع نہین کرتا تھا اور بادشاہ کا سکہ و خطبہ جاری نہین کرتا تھا۔ بادشاہ نے سیف خان حاکم کشمیر کو حکم صادر کیا کہ کسی معتمد فہمیدہ کار کی معرفت اس پاس پیغام نصیحت آمیز بھیجے کہ وہ راہ ضلالت سے بازگشت کرے اور اطاعت قبول کرے اور خطبہ و سکہ شاہی جاری کرے اور مسجد اسلام بنائے اور کفر سے باز رہ کر شاہراہ ہدایت پر آئے۔ اور اسکو بادشاہی عنایت کا امیدوار کرے اگر وہ یہ باتین مانے

تو اسپر چڑھائی کرے اور اسکے ملک کو پامال کرے اور اسی مضمون کا وعدہ و وعید
زیر فرمان دلدن مغل مرزبان کے نام صادر کیا سیف خان نے حکم اور فرمان
بھیجنے کے بعد محمد شفیع ملازم شاہی کو فرمان مذکور دیکر تبت روانہ کیا۔ مرزبان نے
اس مرزبان کو سنکر اول تو فاسد فکر کئے لیکن آخر کو اپنی بہبود کار پادشاہ اسلام
حکم کی اطاعت مین جانی پہلے ہی جمعہ کو اہل شہر کو سواد تبت سے باہر جمع کیا۔
پادشاہ محی الدین محمد اورنگ زیب عالمگیر غازی کے نام کا خطبہ پڑھوایا اور خطیب کی
سر پر سونے چاندی کے پھول نچھاور کئے اور خلعت فاخرہ دیا اور مسجد بنائی جسکا نقشہ
اور دو ہزار اشرفیوں اور نو ہزار روپیہ تازہ سکہ عالمگیری کے نام کے اور اس ولایت کے
تحفے حضور مین بھیجے۔ عرضداشت مع نذر فرمان کے جواب مین کمال سرخیت و عبودیت
ظاہر کرکے محمد شفیع کے ہاتھ روانہ کی اور محمد شفیع اور اسکی ہمراہیون کی خدمتگاری لشتہ کی
سرزمین تبت مین اکثر ویرانہ اور لاحاصل دشت ہین کہ کشت و کار کے قابل نہین
اور اسسے محصول کچھ نہین حاصل ہوتا لیکن طول مین سوائے بیجاپور کے کوئی صوبہ اسکو نہین پہنچتا۔
چار یا پانچ مہینے کی راہ ہے اور عرض اسکا بعض جگہ پایا اور بعض جگہ ڈیڑھ مہینے کی
راہ ہے اور ہندوستان مین اسکی وسعت کی برابر کوئی صوبہ نہین ہے لیکن محصول اس کا
اسقدر کم ہے کہ اور صوبون کے ایک بڑے پرگنے کے حاصل کی برابر ہے اور کوئی مکان
لا منفع اسکی برابر نہ ہوگا۔ اسلئے کسی پادشاہ نے وہان خطبہ و سکہ جاری کرنے کا حکم
نہین کیا۔ ان دنون مین حکم کے بموجب شاہزادہ محمد معظم دکن سے آیا اور اپنا نونہال معز الدین
ہمراہ لایا۔ اسی سال مین شاہجہان کا بھی انتقال ہوا۔ جسکا بیان ظفرنامہ مین مفصل کیا گیا
ولایت رخنگ جو عبارت ولایت اراکان سے ہے بنگالہ کی سرحد سے متصل ہے
وہان ایک قوم مگھ رہتی ہے وہ فرصت و موقع دیکھکر نوارہ اور توپخانہ اور جمعیت
کو ساتھ لیکر سرحد بنگالہ پر آتے جو مواضع انکے سر راہ پڑتے انکے رہنے والون اور رعایا
کو ستاتے۔ اگرچہ ان ندی اور دریاؤن کے کنارہ پر جنمین انکی آمد و رفت ہوتی تھی

[illegible]

حفاظت کے واسطے قلعے اور تھانے بنا دیئے گئے تھے اور کام کے آدمی وہان مقرر کر دیئے تھے
اور ہمیشہ دریاؤن پر نوارہ پادشاہی سیر کرتا تھا اور انکی دستبردی کی خبر رکھتا تھا
مگر انکو روبروے آپ پر حرب و پیکار مین کثرت مزاولت سے بڑا
ملکہ و مہارت ہی اور انکی جنگی کشتیان سامان توپخانہ و متانت و استحکام کے
اعتبار سے نوارہ بنگالہ پر مزیت رکھتی ہین اُن کی راہ جسارت بالکل مسدود ہوئی تھی
جب انکو قابو ملتا تھا سواحل کی رعایا اور رہنے والون پر وہ دست درازی کرتے۔ اور
اسکا مال اسباب لوٹ لیتے اور ہندو مسلمان زن و مرد کو قید کر کے لیجاتے اور بعض اوقات
ولایت شاہی مین آن کر بڑی خرابی مچاتے۔ چنانچہ ایک دفعہ وہ جہانگیر نگر مین بہت لوٹ مار
کر کے بہت آدمیون کو قید کر کے لے گئے تھے۔ جب عالمگیر کو معلوم ہوا کہ انکا نوارہ سرحد
بنگالہ پر آ گیا ہے تو اسنے صوبہ بنگالہ کے سپہ سالار شائستہ خان کو حکم بھیجا کہ وہ ایسے نئے
قلعے بنائے اور تھانہ بٹھائے کہ ولایت پادشاہی مین قوم مگھ کے آنے کی راہ بالکل مسدود
ہو جائے۔ اور بعد اسکے وہ ولایت رخنگ مین قلعہ چاٹگام کو فتح کرے وہ ملک رخنگ کی
فتح کی کنجی ہی۔ اُسپر تصرف کرنے سے ولایت بنگالہ پر انکی دست اندازی بند ہو جائگی
سپہ سالار پادشاہ کے حکم کی تعمیل کیلئے مستعد ہوا۔ تھانہ سنگرام گڈھ و پہلوہ و جدیدیہ سے
یہ دریاے شور کے متصل تھانہ نواکھالی تھا۔ وہان سے چاٹگام قریب تھا۔ ملک پادشاہی
مین مگھ نوارہ اسکے قریب ہو کر آتا تھا۔ اور وہان سے اس نوارہ کی کیفیت و کمیت ساری
نظر آتی تھی۔ ابراہیم خان کی صوبہ داری کے عہد مین لشکر شاہی کی جماعت محافظت
کرتی تھی اسلئے امیر الامراء نے اس تھانہ کے استحکام کو مقدم جانا اور اوائل سفر مین اپنے نوکر
سعید افغان کو پانسو تیر انداز و تفنگچی پیادون کے ساتھ اسکی حراست کے لئے معہود یا تھانہ
سنگرام گڈھ جسکو اب عالمگیر نگر کہتے ہین اور وہان دریا جدا ہوتے ہین اور وہ مگھ کا گذرگاہ ہے
وہان محمد شریف فوجدار بندر ہگلی کو پانسو برق انداز و تیر اندازون اور ایک ہزار پیادون کے
ساتھ تھانہ دار مقرر کیا۔ اور چھوٹی بڑی بیس توپین معہ دین اور محمد بیگ اباکش و ابو الحسن کو

نوارہ دیا کہ وہ باری باری سے سری پور مین دریا مین پھرا کرین۔ سری پور سے
عالمگیر نگر تک ۱۲ کروہ کا فاصلہ ہے اسپر آل لبنائی کہ برسات کے موسم مین آمد و رفت ہو
اور کومک اور آذوقہ کی راہ نہ بند ہو۔ سوندیپ کا زمیندار دلاور تھا وہ بظاہر بادشاہ
کی اطاعت کرتا تھا اور در پردہ اپنی مصلحت کار کے لیئے قوم مگھ سے اتفاق رکھتا تھا
اسکو ابو الحسن نے لکھا کہ وہ رو برو آب پر نوارہ کی سیر مین متفق ہو جاے۔ اُس نے وعدہ کیا کہ مین
نوا کہانی مین عنقریب ملجاؤن گا۔ جب اُسنے وعدہ پورا نہین کیا تو وہ خود سوندیپ کا
عازم ہوا۔ جب وہ اس سرزمین مین نہ آیا تو دلاور جنگ سے پیش آیا۔ ابو الحسن نے اس کو مغلوب
کیا تو وہ اس جزیرہ کے قلعہ مین محصور ہوا۔ لشکر شاہی نے قلعہ کو جبراً و قہراً لے لیا تو وہ
جنگل مین جاکر چھپا اور اپنے متفرق آدمیون کو جمع کر کے سات آٹھ ہزار آدمیون کی
جمعیت کے ساتھ ابو الحسن سے لڑا۔ دو زخم کھا کر جنگل مین بھاگا۔ بہت آدمی اسکے اور تھوڑے
آدمی شاہی ضائع ہوئے۔ اس اثنا مین خبر آئی کہ رخنگ کا نوارہ آیا ہے۔ ابو الحسن پاس اتنے آدمی نہ تھے کہ وہ اس
نوارہ سے لڑنے کو جاتا اور جزیرہ کی حفاظت کے لئے چھوڑ جاتا۔ اس لئے وہ سب آدمیون اور نوارہ
کو لیکر لڑنے کے لئے آیا۔ رخنگ کی سپاہ نے جنگ مین مصلحت نہ دیکھی وہ اپنی نوارہ کو ایک طرف
لے گئی۔ ابو الحسن بھی اپنی مصلحت دیکھ کر نوا کھانی مین آگیا۔ جب امیر الامراء کو اسکی خبر ہوئی تو
اسنے ابن حسین داروغہ نوارہ اور اور امراء منصبدارون کو ایک ہزار پانسو آدمی توپخانہ
کے اور چار سو سوار اپنے تابینون کے ابو الحسن کی کمک کے لئے بھیجے۔ اواسط جمادی الآخر
مین ابو الحسن نے جاکر جزیرہ سوندیپ کو فتح کرلیا اور دریا کے کنارہ پر نئے قلعے مخالفون نے
بنائے تھے۔ انپر قبضہ کرلیا۔ دلاور کے بہت آدمی مارے گئے اسکا بیٹا شریف زخمی ہوکر
دستگیر ہوا۔ دلاور جنگل مین ایک اپنی پناہگاہ مین چلا گیا اسکے آدمی جو لومڑیون کی
طرح جنگل مین چھپے تھے۔ بادشاہی لشکر نے انکا شکار کیا اور دلاور کو مع اہل و عیال دستگیر
کیا اور بانوے آدمی اسکے مرد و زن مع زمیندار کے ساتھ امیر الامراء پاس بھیجدیئے
جزیرہ کی حراست عبد الکریم برادر رشید خان کے سپرد کی۔ دو سو سوار اور ایک ہزار

ہزار نفر بھی پیادہ بندوقچی مقرر کر دئے چاٹگام کی فتح کے لیے ان فرنگیون کی استمالت مقدمات
ضروری مین تھی جو وہان سکونت اور زمیندار رخنگ سے موافقت رکھتے تھے انکو
خطوط وعدون کے لکھے گئے اور ان فرنگیون کو دئے گئے جو ولایت بنگالہ مین
رہتے تھے۔ کہ وہ اپنی تحریرون کے ساتھ چاٹگام کے فرنگیون پاس بھیجدین۔
اتفاقاً ان نوشتون مین سے چند کرام کبری کے ہاتھ پڑگئے جسکو زمیندار
رخنگ نے سوندیپ لینے کے لیے بھیجا تھا اُسنے ان نوشتون کو زمیندار رخنگ
پاس بھیجدیا۔ اسلئے وہ فرنگیون سے بے اعتماد ہوگیا۔ اسنے کرام کبری کو لکھا۔ کہ
اس فریق کو مع متعلقون کے چاٹگام سے رخنگ کو بھیجدے۔ فرنگیون کو جب اسکی اطلاع
ہوگئی تو وہ اہل رخنگ سے مخالفت ومحاربہ پر تیار ہوئے اور انکی کشتیون کو
جلاکر مع اپنے کل اتباع اور کشتیون کے ولایت بنگالہ مین پادشاہی ملازمت کے
لئے آئے۔ ۱۲ر جمادی الآخرہ کو پچاس جلبیہ فرنگی کہ توپ تفنگ اور تمام آلات جنگ
سے پر تھے اور چاٹگام کے فرنگیون کا کل گروہ تھانہ نوآکھالی مین داخل ہوا۔
فرہاد خان تھانہ دار بہلوہ نے انکے چند سردار امیر الامرا پاس بھجوائے باقی کو اپنے
پاس رکھا۔ امیر الامرا نے انکی بڑی خاطرداری کی اور اسکو چاٹگام کی فتح کے لئے
تائید آسمانی سمجھا۔ امیر الامرا نے اپنے بیٹے بزرگ امید خان کو دو ہزار سوار اپنے تابینون
اور چند امرا منصبدارون کو اس مہم کے لئے مقرر کیا۔ اور ۲۷ر ماہ مذکور کو
رخصت کیا۔ فرنگیان چاٹگام کا سرگروہ کپتان مور تھا وہ بھی اس مہم مین
شریک کیا گیا اور کمال لشکر زمیندار سابق رخنگ جو آزردہ ہوکر پادشاہ کی اطاعت
مین آیا تھا۔ وہ بھی اپنے قوم کی سرگروہی کا امیدوار ہوکر اس مہم مین شریک ہوا
یہ سارے لشکر چلے دشمن سے ۲۳ر رجب کو چاٹگام کے قریب لڑائی ہوئی۔
دوسری جانب مین بھی کچھ فرنگی آگئے تھے۔ پادشاہ کی طرف کپتان مور تھا
خلاصہ یہ ہے کہ خوب لڑائیان ہوئین طرفین کے آدمی مارے گئے اور ولایت

قلعہ چاٹگام پادشاہی سپاہ نے فتح کر لیا حاکم چاٹگام جو زمیندار رخنگ کا چچازاد بھائی
تھا مع بیٹے اور خویشوں اور تین سو پچاس آدمیوں کے گرفتار ہوا۔ اور ایکسو بتیس کشتیاں اور ایکہزار
چہبیس توپیں چھوٹی بڑی آہنی و برنجی اور انکے موافق توپخانہ کا اور مصالح مع تین ہاتھیوں
کے سرکار شاہی میں ضبط ہوا۔ سنگرام نگر کا نام عالمگیر نگر اور چاٹگام کا نام اسلام نگر
رکھا گیا جس سرزمین میں کہ ابتک آفتاب نور محمدی نہیں چمکا تھا اسمیں اذان دی گئی۔ بزرگ
امید خان نے فتح نامہ مع قیدیوں کے حضور شاہی میں بھیجا اور مورد عنایت ہوا۔

سوانح سال نہم جلوس سنہ ۱۰۷۶

بادشاہ نے شروع جشن میں نواب قدسیہ بیگم صاحبہ کے بارہ لاکھ روپیہ سالیانہ پر تین لاکھ روپیہ کا اضافہ
کیا اور دس ہزار اشرفی نقد مرحمت کیں اشرفی کا بھاؤ سترہ روپیہ کا تھا اور شاہزادہ
محمد معظم کو دو لاکھ روپیہ نقد دیئے اور ہزار سوار کا اضافہ کیا۔ اور اس طرح اور بادشاہزادوں
و بیگموں کا اضافہ ہوا اور انکو نقد روپیہ عنایت ہوا۔

ولایت بیجاپور کی تاخت تاراج و دکنیوں سے لڑائیاں

ہم اس مہم کا حال آغاز سے انجام تک بہ تفصیل یکجا لکھتے ہیں۔
جب راجہ جی سنگہ سیواجی کی مہم سے فارغ ہوا تو ۲۲ جمادی الاولی سال گذشتہ
کو مع کل افواج اور دلیر خان و داؤد خان و راجہ رائے سنگہ و قطب الدین خان و
سیواجی قلعہ پورندھر سے مقصد کی طرف راہی ہوا۔ راجہ جیسنگہ پاس بارہ ہزار سوار تھے وہ قول
میں رہی۔ سیواجی پاس پندرہ سو سوار اور سات ہزار پیادے تھے۔ وہ قول کے دست
چپ میں متعین ہوا اور دلیر خان کو ہراول سپرد ہوا اور سات ہزار سوار اسکے ساتھ
ہوئے۔ داؤد خان کو برانغار حوالہ ہوا۔ چھ ہزار سوار اسکی ہمراہی کے لئے مقرر
ہوئے۔ راجہ رائے سنگہ سیسودیہ کو جرانغار سپرد ہوا چھ ہزار سوار سے زیادہ اسکو
سپرد ہوئے۔ قطب الدین خان کو چنداول کی۔ گیرت سنگہ کو التمش کی اور
فتح جنگ خان کو طرح کی اور قباد خان کو قراولی کی سرداری ملی شہسوار خان اور

ترکتاز خان کو یہ خدمت سپرد ہوئی کہ لشکر کے دائین بائین طرف دور دور قراولی
کرتے تھے۔ دو منزل لشکر چلا تھا کہ بہلول خان کا پوتا ابو محمد جو عادل خان کے سرداروں
مین تھا اپنے آقا سے جدا ہو گیا اور راجہ سے آن ملا۔ اور شریک کار بلکہ ولایت بیجاپور
کے فرمان روا اور باشندوں کے جان و مال کے استیصال کا رہنما بنا۔ بادشاہ کو
جب اس کے آجانے کا حال معلوم ہوا تو اسکو پنجہزاری چار ہزار سوار کا منصب عطا کیا وہ لشکر
کی جانب یمین مین طرح مقرر ہوا خافی خان لکھتا ہے کہ لشکر کی موجودات سے معلوم ہوا
کہ بیس ہزار سوار قلمی اور ۲۵ ہزار سوار موجودی تھے۔ ۲ رجمادی الآخر کو لشکر سے دس کوس پر
قلعہ پلٹن (پھل تن) ولایت بیجاپور کی سرحد پر تھا نیتاجی لشکر کے ساتھ اس کی فتح
کے لئے بھیجا گیا۔ جب نیتاجی قلعہ کے نیچے آیا تو اہل قلعہ نے خوف کے غلبہ سے قلعہ خالی کر دیا
اور خود بھاگ گئے۔ راجہ نے مارو جی اور بہلا دجی کو قلعہ کی حراست سپرد کی۔ ۱۱ کو
دریا نیرا پر لشکر پہنچا۔ یہان سے قلعہ پلٹن قریب تھا۔ راجہ اسکی سیر کو گیا۔ حاجی خان
یہان کا زمیندار اسکی خدمت مین آیا اور مورد عنایت ہوا۔ نیتاجی کو قلعہ تگل ہدیم
(تنگل ویرہ) کی فتح کے لئے بھیجا وہ بیجاپور سے ۱۶ کروہ جنوب پر تھا۔ اور سیواجی نے
راجہ کے اشارہ سے سپاہ کو قلعہ تھورن (تاش توڑا) کی فتح کے لئے بھیجا تھا۔ وہ
پلٹن سے سات کروہ پر تھا آج اسکی خبر آئی کہ اہل حصار کی استمالت کر کے لشکر شاہی کے
فرستادون نے اُسے لے لیا۔ اب لشکر شاہی کوچ بکوچ آگے متوجہ ہوا۔ ہر روز وہ اپنی
صفین لڑائی کے لئے آراستہ رکھتا۔ آئین و قواعد کے ساتھ سفر کرتا۔ چند منزلین طے کی تھین
کہ خبر آئی قلعہ کیاون کو جو ان حدود مین تھا لشکر شاہی کے خوف کے مارے اسکے آدمی
خالی چھوڑ کر بھاگ گئے۔ راجہ نے مسعود خان کو سیواجی کے لشکر مین سے تین سو پیادون
کو ساتھ کر کے قلعہ کی حراست حوالہ کی۔ ۱۲ کو لشکر کا مقام تھا کہ خبر آئی کہ جب نیتاجی
قلعہ تگل ہدیم کے نیچے پہنچا تو اہل قلعہ نے اپنے تئین لڑنے کی سکت نہ دیکھی۔ اجازت مانگی
بھدو کو قلعہ کی حراست اور سرافراز خان کو مضافات کی فوجداری حوالہ کی گئی۔

راجہ اس استوار حصار کو دیکھنے گیا۔ یہ قلعہ نہایت پرانا سنگ و آہک کا بنا ہوا ہے۔ ایک توپ
آہنین اور دس بہورک اور تین سو بان اس مین تھے۔ راجہ نے توپ انداز اور باندار مقرر
کرکے بندوبست کیا اور غلہ ذخیرہ کے واسطے بھیجا۔ خلاصہ یہ ہے کہ تعلقہ بیجاپور کا جو قلعہ نظر آتا
تھا وہ سرسواری یا چند دنون کے محاصرہ کے بعد فتح ہو جاتا تھا قلعہ گیری مین
سیواجی اور نیتاجی بتجربہ کار کامل عیار شمار کئے جاتے تھے۔ ٢٥ کو اثنا سفر مین دشمنون
کا قراول دور سے نمودار ہوا۔ رات کو آخر اس نے لشکر شاہی پر چند بان مارے لشکر شاہی
نے اسکی مدافعت مین کوشش کی۔ مخبرون نے خبر دی کہ پانچ کوس پر غنیم کا بڑا لشکر پڑا
ہے تو راجہ نے مقام کیا اور دلیر خان و راجہ رائسنگہ و قطب الدین خان و قباد خان و
کیرت سنگہ و فتح جنگ خان و ابو المحمد و سیواجی کو دشمن کی تنبیہ و تادیب کے لئے بھیجا تو
غنیم اس لشکر کی روانگی کی خبر سنکر جنبیت بنا۔ افواج شاہی کو وہ لشکر نہ ملا اسکی
جگہ خالی پائی۔ جب وہ اسکے سراغ مین آگے چلا تو بارہ ہزار کے قریب لشکر غنیم سامنے آیا
جسکے سردار شرزہ خان مہدوی اور ابو المحمد ہمیر الیچپتر و خواص خان و جادون راؤ
کلیانی و انکوجی بھوسلہ تھے۔ دلیر خان و راجہ رائسنگہ و کیرت سنگہ اپنا لشکر لیکر دوڑے
لشکر شاہی کے سامنے انکے پاؤن نہ جمے۔ عرصہ نبرد سے بھاگ گئے اپنی عادت کے
موافق قزاقی اور حیلہ وری کی جستجو مین ہوئے۔ وہ متفرق ہو کر چار فوجون مین منقسم ہوئے
ایک جوق میمنہ کی سمت مین اور ایک قشون میسرہ کی طرف ایک فریق قول کے پیچھے آیا۔
ایک جماعت کی فوج قراول سے لڑائی ہوئی اور فوجون مین بھی خوب دو خورد ہوئی۔
دشمن کو قرار نہ ہوا فرار کیا۔ اس لڑائی مین یاقوت حبشی جو غنیم کا عمدہ سردار تھا ہلاک
ہوا اور بہندہ اور نامی آدمی مارے گئے اور علم و چتر و اسپ ہتھیار بہت کشتون سے
لشکر شاہی کے ہاتھ آئے۔ دلیر خان اور اور بہادرون نے بھی دشمنون پر حملہ کیا۔
اور انکو مارا۔ دلیر خان بڑی بہادری سے لڑا اور اسنے دشمنون کو متفرق اور پراگندہ
کر دیا۔ لڑتے لڑتے شام ہو گئی۔ لشکر شاہی نے چہ کروہ مسافت طے کی تھی اس لئے نقاہت

مین مصلحت نہ جانی۔ سپاہ اپنی لشکرگاہ مین آئی۔ جب دکنیون کو لشکر کی معاودت کی خبر
ہوئی تو وہ فرار کو چھوڑکر لشکر شاہی کے دو طرف نمودار ہوے اور شوخی کر کے لشکر شاہی
پر بان مارنے شروع کئے جب لشکر شاہی انپر حملہ کرتا تو وہ ہوا ہو جاتے تھے۔ اسکے
بعد آخر شوخی کرنے لگے سیواجی فوج کے ساتھ نیتاجی چنداول مین آتا تھا کہ غنیم نے اسپر
حملہ کیا اور ایک جمع کثیر نے اس پر ہجوم کیا۔ نیتاجی انکی مدافعت مین مشغول ہوا۔
کیرت سنگہ و فتح جنگ خان نے مدد کر کے ترددات شائستہ کئے اور مخالفون کو بھگا دیا۔
جادون کلیانی بندوق کی گولی سے مارا گیا۔ پھر غنیم نے راجہ رائسنگہ پر حملہ کیا قطب الدین خان
و کیرت سنگہ نے اسکی کمک کی اور دشمنون کا منہ پھیر دیا۔ اس تاریخ مین اودیت سنگہ قلعدار
سنگل بیدہ کی تحریر سے معلوم ہوا کہ فتح سے پہلے غنیم کی تین فوجین نے جو قریب چھ ہزار
تھین قصبہ سنگل بیدہ پر حملہ آور ہوئین اور دروازہ قلعہ کے سامنے صف بستہ کھڑی ہوئین
راجہ جیسنگہ نے سرافراز خان فوجدار کو احتیاط او پیش بینی سے نصیحت کردی تھی کہ اگر غنیم کا
بڑا لشکر سامنے آئے تو اسکی مدافعت کے لئے بیکار نہ کرنا اور قلعہ مین چلا آنا مگر اسنے اس
نصیحت پر عمل نہ کیا۔ دشمن سے لڑا۔ اپنی اور اپنے چند ہمراہیون کی جان کھوئی اور آدمیون
اور ہاتھیون کو زخمی کرایا۔ اس واقعہ سے اسکے بیٹے اور باقی سپاہ اور ہاتھی صلاح اندیشی
سے قلعہ مین چلے آئے۔ حصار کے دروازہ تک دشمن آ گئے۔ برج و بارہ سے تیر و تفنگ انپر برسے
آخر کو وہ قلعے کے نیچے سے بھاگ گئے۔ راجہ نے ایک مقام کر کے ۲۹ کو کوچ کیا۔ غرہ رجب کو
خبرداروں نے خبر دی کہ غنیم کی ایک فوج نمودار ہوئی ہے راجہ نے مقصود بیگ علی دانشمندی
کو بریم قراولی خبر کی تشخیص کے لئے بھیجا انہنے واپس آکر خبر دی کہ دشمن بہت تیز چلا آرہا ہے
راجہ نے قباد خان و آتش خان داروغہ توپ خانہ کو بنگاہ کی محافظت کے لئے بھیجا۔
راجہ رائسنگہ او قطب الدین خان کو مقرر کیا کہ اپنی سپاہ کو لیکر لشکرگاہ سے باہر کھڑے ہون
خبرداری کرین۔ اور راجہ خود سپاہ لیکر دشمن سے لڑنے کو روانہ ہوا۔ آدھہ کوس گیا ہوگا
کہ غنیم ابو المحمد پسر بچتر و شرزہ جدوی وغیرہ بہلول و خواص خان لشکر عظیم کے ساتھ چلے

آرہے ہین۔ ایک فوج جانگلے اور پیچھے ہی۔ جب نزدیک آئے تو اپنی رسم و آئین کے موافق ایک جوق
مین کو اور دوسرا فریق بسیار کو متفرق ہوا۔ طرفین سے بان و تفنگ کی جنگ شروع ہوئی۔ راجہ نے
سب طلیعے کے سردارون کو لڑنے کے لئے بھیجا۔ دشمن اپنی عادت معہود کے موافق روی گردان ہوئی جب
کارزار کے پیش ہو انکے تعاقب مین پہنچے تو راہ گریز انپر تنگ ہوئی۔ بحکم ضرورت انہون نے باگ موڑی
اور شمشیر کی جنگ شروع کی سو آدمی انکے مارے گئے اور بہت سے مجروح ہوئے۔ راجہ کے
رجپوت بھی زخمی و کشتہ ہوئے۔ آخرکار دکنی فرار ہوئے۔ لشکر شاہی نے تین کروہ تک انکا تعاقب
کیا۔ داؤد خان کے مقابل مین جو فوج غنیم آئی۔ اسپر وہ غالب ہوا۔ راجہ سجان سنگہ بندیلہ
تھا اسنے ترددات نمایان کئے۔ دلیرخان نے دست چپ کی فوج پر حملہ کیا تھا جب وہ مخالفون
کے قریب پہنچا تو قریب تھا کہ تفنگ و تیر کی کارزار سے نیزہ و شمشیر کی پیکار شروع ہو کہ غنیم
مقابلہ سے بھاگ گیا۔ دوم رجب کو بیجاپور سے پانچ کوس پر لشکر شاہی کی منزل ہوئی۔
سات روز یہان قیام ہوا۔ عادلخان نے بیجاپور کے قلعہ مین جو متانت و رصانت و
وسعت و حصانت مین شہرۂ روزگار ہے بہت سے محافظ مقرر کئے اور اسکو آلات و ادوات
قلعداری سے استحکام تمام دیا سوا متفرقی آدمیون اور سابق محافظون کے تیس ہزار
کرناٹکی فراہم کرکے قلعہ مین داخل کئے اور نورس پور اور شاہ پور کے تالاب کو خالی کیا۔
قلعہ کے گرد سب کنوؤن اور باولیون کو زقوم و خاک سے بھر دیا۔ غرض لشکر شاہی کو جو کچھ
تخریب کرنی چاہی تھی وہ خود اسنے کی۔ حکام بیجاپور کی رسم و آئین کے موافق وہ خود
تو حصن حصین مین ہو بیٹھا اور اپنے سب سردارون اور افواج کو باہر بھیجا کہ لشکر شاہی کی
مدافعت و مقاومت کے لئے مامور کیا۔ عادلخان کے اشارہ سے شرزہ مہدوی و سیدی
وغیرہ اور خدا اور اسکے لشکر کے سردار ولایت بادشاہی مین آئے اور شورش و فساد انہون نے
مچایا کہ اگر لشکر شاہی کا ارادہ قلعہ کے محاصرہ و تسخیر کا ہو تو اس خبر سے وہ متزلزل ہو کر
محاصرہ سے ہاتھ اٹھائے اور قلعہ کے نیچے سے چلا جاوے۔ اور عادلخان کا لشکر قلعہ
کے نواحی مین تھا۔ منزل مذکور مین راجہ نے کچھ مغلون کو دست راست مین اور کچھ لشکر کو

آگے مقرر کیا تھا اور دکنیون کی ایک جماعت کو دست چپ مین اور ایک مرتبہ حفاظت خبرداری
اور کمہی کے اہتمام کے لئے مقرر کیا تھا۔ باری باری سے یہ جماعتین اہل کمہی کی خبرداری کے لئے
جاتی تھین ایک دن جادون راے اور دکنی آئین معہود کے موافق دست چپ کمہی کے لئے گئے
انھون نے خبر بھیجی کہ غنیم کا غول نمایان ہوا۔ راجہ کے اشارہ سے قطب الدین خان راے سنگہ
اسطرف دوڑے۔ دو کوس چلکر قراول غنیم سے آمنا سامنا ہوا طرفین نے چند بان مارے
شام تک فریقین ایک دوسرے کی برابر کھڑے رہے۔ جب رات ہوئی تو لشکر شاہی نے معاودت
کی اسکے پھرتے ہی مخالفون نے جسارت وخیرگی کی۔ جوق جوق لشکر شاہی کے طرف آئے
لشکر شاہی نے انکی مدافعت کے لئے باگ موڑی۔ اول ایک جماعت باباجی بھوسلہ اور شرزہ
راؤ اور دکنیون کے جو راجہ رائے سنگہ کے دائین طرف تھی مقابلہ مین آئی راجہ مذکور نے
دلیری اور دلاوری سے دشمنون پر حملہ کیا اور انکو ہٹا دیا۔ ایک گروہ نے قطب الدین خان کی
فوج کی طرف رخ کیا۔ راجہ جیسنگہ نے اوسکی کمک کے لئے دلیر خان و داؤد خان کو معہ کہیت
کو روانہ کیا اور خود فوج قول کے ساتھ آمادہ کار و مستعد پیکار دائرہ گاہ سے باہر کھڑا خبر کا
انتظار کر رہا تھا تا مبرورہا ہار مذکور قطب الدین وغیرہ سے راہ ہی مین ملے وہ دشمن کو ہزیمت
دیکر اپنے لشکر کو واپس آتا تھا۔ چونکہ قلعہ بیجاپور کا محاصرہ لشکر شاہی کی مدنظر نہ تھا۔
اسلئے وہ توپخانہ سنگین جو اس حصن حصین کے لائق ہوا مد اور ادوات قلعہ کشائی ہمراہ نہین
لائے تھے۔ ولایت شاہی کی سرحد سے لیکر قلعہ بیجاپور تک ملک کو افواج شاہی نے تخت
و تاراج کیا۔ قلعہ کی نواحی و مضافات مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کیا مخالفون نے
تالابون کو توڑا اور قلعہ کے اطراف مین کنوؤن اور باولیون کو خاک سے بھرا اس نواحی مین
کوئی اثر آب و آبادانی کا نہین چھوڑا تھا پانی کی قلت تو تھی لشکر مین غلہ و آذوقہ بھی
کمیاب ہوا۔ اسلئے راجہ اور تمام خیراندیش دولتخواہون نے صلاح دولت و مقتضاے مصلحت
یہ جانا کہ دشمن کے اس لشکر کی تادیب و تعاقب کیجئے جسنے ملک شاہی مین آنکر فساد مچا رکھا
تھا بہ رجب کو لشکر شاہی نے نواحی بیجاپور سے قلعہ منگل بیدہ کی طرف کوچ پر کوچ کیا

۱۵ر کو دریاء بھیورہ کے کنارہ پر لشکر آیا۔ اس دن راجہ جب صاحب اترہ گاہ میں پہنچا تو وہ
بطریق معہود صف بستہ کھڑا تھا۔ لشکر غنیم بطریق معہود چنداول کے عقب میں آتا تھا۔ وہ میمنہ و
یسار میں نمودار ہوا۔ ایک فریق نے دلیر خان کی طرف رخ کیا اور دوسری فریق نے داؤد خان
کی طرف اور ایک فوج نے راجہ سبحان سنگھ سے مقابلہ کیا۔ سب جگہ لشکر شاہی سے مخالف نے
ہزیمت اٹھائی۔ اکثر اوقات دشمن فرصت میں ایل کہی پر دست اندازی کرتے تھے۔
لشکر شاہی انکو سزا دیتا تھا۔ ان دنوں میں راجہ جیسنگھ نے سیواجی کو قلعہ پنالہ کی طرف
تعین کیا تاکہ مخالف مذبذب ہو کر کچھ اسطرف مشغول ہوں۔ اور اگر ہو سکے تو قلعہ کو مسخر کرے
یہ معلوم ہوا کہ شرزہ مہدوی اور سردار جو ملک شاہی میں داخل ہوئے تھے وہ نبیرہ بہلول اور
ابو المحمد سے ملحق ہوئے ہیں پرنیدہ کی جانب سے مخبروں نے خبر دی کہ سکندر برادر فتح جنگ خان
وہان سے لشکر شاہی کا عازم ہوا تھا۔ وہ پرنیدہ سے چار کروہ نیچے آیا تھا کہ شرزہ مہدوی
اور افواج غنیم نے خبر پا کر اسکو پیغام دیا کہ ہم سے ملاقی ہو۔ اسنے بمقتضاء صدق عبودیت
و رسوخ عقیدت جواب دیا کہ ہماری تمہاری ملاقات کا محل میدان نبرد و عرصہ
کارزار ہے۔ دشمن کے چھ ہزار سواروں نے اُسے گھیر لیا۔ اسکے ساتھ سو سوار تابین اور
ساٹھ سوار اور تھے۔ غرض وہ بڑی بہادری سے لڑ کر مارا گیا۔ اسکا بیٹا زخمی ہوا۔ اسکو
دشمنوں نے میدان جنگ سے اٹھا کر شولاپور بھیجدیا۔ راجہ نے انکے دفع کی تدبیر کے لئے چند روز
قیام کیا۔ دیانت رائے کہ عادلخان کے معتمدوں میں تھا وہ اسکی جانب سے راجہ پاس
پیغام لایا۔ جو مراسم اعتذار و اظہار عجز و ندامت پر مبنی تھا کچھ مرصع آلات بھی راجہ کو
دیئے۔ عبد العزیز خان بخاری کو منگل بیدہ کی قلعہ داری پر مقرر کیا تھا اور راؤ دو سنگھ
قلعہ دار سابق کو بھی اسکی ہمراہی میں تعین کیا۔ اس حصار کے حفظ و حراست کا شائستہ
سامان تیار کیا اور یہ تجویز کیا کہ افواج کے ساتھ خود شولاپور اور پرنیدہ کے درمیان
قیام کرے اور وہان احمال و اثقال کی تخفیف کر کے سبکبار ہو۔ اور ولایت بیجاپور کو
دوبارہ جاوے۔ ۲۴ر کو دریا سے پابسفر کیا معلوم ہوا کہ سیواجی نے قلعہ پنالہ کے

پیچھے جاکر اواخر شب مین اپنی سپاہ سے اسپر یورش کی محصورین بھی خبردار اور آمادہ پیکار تھے سخت لڑائی ہوئی مگر کچھ کام نہ بنا۔ وہان سے سیواجی اپنے قلعہ کھیلنہ مین چلا گیا جو قلعہ پنالہ سے بیس کروہ پر تھا۔ اسکا سرلشکر نیتاجی جدا ہوکر مخالفون سے جا ملا ۲۶ رکو لشکر شاہی موضع لوہری مین آیا جو اعمال پرنیدہ سے تھا اور ایک نالہ کے کنارہ پر لشکر کی منزل ہوئی۔ اس نالہ سے گذر کے دلیرخان و داؤد خان کی فوجون کے درمیان راجہ کھڑا تھا کہ غنیم کے لشکر بزرگ مین سے سات ہزار سوار جدا ہوکر راجا اور داؤد خان کے سامنے صف آرا ہوئے اور باقی دلیرخان کی طرف گئے۔ صبح کو راجہ نے کیرت سنگھ کو فوج آتش اور فتح جنگ خان کو لشکر طرح کے ساتھ دلیرخان کی امداد کو بھیجا۔ تھوڑی دیر مین سات ہزار سوار جو راجہ اور داؤد خان کی برابر کھڑے تھے وہ بھی دلیرخان کی طرف دوڑے اور اسپر ہجوم کیا۔ یہ حال دیکھ کر راجہ بھی قول کی سپاہ لیکر خان مذکور سے جا ملا۔ ایک پہر دن باقی تھا کہ دلیرخان کی فوج سے لڑائی شروع ہوئی دلیرخان نے اپنی بہادری سے ہر دفعہ دشمن کا منھ پھیر دیا اور مغلوب کیا تو وہ سارے بھاگ کر راجہ اور داؤد سے لڑنے گئے۔ ایک سخت لڑائی ہوئی لشکر شاہی مین ہرناتھ کے ۱۲ زخم لگے اور وہ اپنے ہمراہیون سمیت مارا گیا اور نامور راجہ بھی زخمی ہوئے دکھنیون نے بڑی کوشش و آویزش کی۔ مگر آخر کو ناکام رہے اور بھاگ گئے لشکر شاہی نے دس کروہ تک اسکا تعاقب کیا۔ اس لڑائی مین ایک سو نوے آدمی بادشاہی لشکر کے کشتہ اور ڈھائی سو آدمی زخمی ہوئے گھوڑے بہت مرے اور زخمی ہوئے اور دشمن کے چار سو آدمی مجروح و مقتول ہوئے اور خواص خان و شہباز خان سرداران فوج زخمی ہوئے لشکر شاہی تین منزلین طے کرکے غرہ شعبان کو قلعہ پرنیدہ سے آٹھ کروہ پر آیا اور بمقتضائے مصلحت یہان چوبیس روز قیام کیا۔ متواتر یہ خبر آئی کہ قطب الملک عادلخان سے متفق ہوا۔ چار ہزار سوار اور دس ہزار پیادے اپنے سردار شرزہ کے ہمراہ پہلے بھیجے تھے اب اپنے خواجہ سرا انیک نام خان کی ہمراہ چھ ہزار سوار اور بیس ہزار پیادے اس کی

امداد اور معاونت کے لئے بھیجے (خافی خان لکھتا ہے کہ یہ خواجہ سرا ایران کے امرا مین سے تھا۔ شاہ عباس نے اسکے عالم بچپن مین ایک لونڈی کو بخش کر اسکے گھر بھیجدیا۔ یہ بادشاہ کے غضب سے بچنے کے لئے اپنے تئین خصی بنایا اور اپنے ہاتھ سے معیوب ہوا۔ شاہ ایران کی بدظنی کے غلبے سے محفوظ رہنے کے لئے وہ دکن مین آیا اور قطب الملک کا مقرب ہوا۔) اسکی فوج بیجاپور سے ہٹ کر وہ پر ٹھیری اور وہ خود دلیلخان پاس گیا۔

مسعود خان قلعہ دار کہاون کی تحریر سے معلوم ہوا کہ غنیم کے سرداروں مین سے سیدی جوہر نے آن کر قلعہ کا محاصرہ کیا تھا اتفاقاً اسکے ایک گولہ لگا تو وہ مر گیا اور اسکے رفیق متفرق ہو گئے۔ آٹھوین ماہ مذکور کو۔ اودوت سنگھ بہدوریہ کا نوشتہ قلعہ متصل سیدھ سے آیا کہ غنیم کی فوج عظیم نے قلعہ کا محاصرہ کر رکھا ہے اسلئے راجہ نے داؤد خان اور راجہ رائسنگہ و قطب الدین خان کو لکھا کہ وہ دشمنوں کو قلعہ کے نیچے سے ہٹائین اور کو خبر آئی کہ دشمنوں نے اس لشکر کی خبر سنکر قلعہ کا محاصرہ چھوڑ دیا اور وہان سے چلے آئے۔ ظفر آباد و کلیانی وا و سرواڑ وغیرہ کے نوشتون سے معلوم ہوا کہ نبیرہ بہلول نے ملک پادشاہی مین آنکر ہل چل ڈال رکھی۔ نیتاجی نے جو سیواجی سے جدا ہو کر دشمن سے جا ملا تھا بڑا فساد برپا کیا ہے۔ لشکر شاہی نے ۲۵ کو نواحی پرینڈہ سے کوچ کیا۔ دھاراسیون و بیجاپور کی راہ سے روانہ ہو گئے کہ دوبارہ ولایت غنیم مین آنکر جسقدر ممکن ہو اسکی تخریب مین کوشش کرین اور لشکر مخالف کی تنبیہ و تادیب کرین۔ ماروجی بسونت راے قلعہ پھلتن مین تھا اسکی تحریر سے معلوم ہوا کہ قلعہ مذکور مین پانی بہت کم ہے اگر محاصرہ کا اتفاق ہو گا تو پانی کی قلت کے سبب محصور تنگ ہونگے راجہ نے بمقتضاے مصلحت پھلتن کو سیواجی کے خویش مہداجی کو جاگیر مین دیدیا۔ وہ بادشاہ کے ملازمون مین تھا اور اسکو وہان بھیجدیا اور بسونت راے کو اپنے پاس بلا لیا۔ موضع دوہو کی مین جو اعمال بیجاپور مین سے تھا۔ ایک چھوٹا

قلعہ مٹی کا تھا اور اسمین معاندین کی ایک جماعت تھی۔ غالب خان و رنارو جی انکو دفع کرنے گئے اور اسکے نیچے توپخانہ لے کر گئے۔ اہل قلعہ پناہ مانگکر باہر چلے آئے۔ اسمین ایک سو سپاہی اور دو سو رعایا تھی۔ شرزہ کو اسکی حراست سپرد ہوئی۔ ۷ رمضان سنہ ۹ جلوس کو بیجاپور مین لشکر شاہی آیا۔ یہاں خبر معلوم ہوا کہ نبیرہ بہلول اور سیاہو نے ۲۸ شعبان کو قلعہ کلیانی کا محاصرہ کر رکھا ہے۔ اہل قلعہ نے ان پر توپ و تفنگ چلا کر ساٹھ آدمی اسکے مار ڈالے بہت آدمیون کو مجروح کیا۔ نبیرہ بہلول ناکام قلعہ سے ظفر آباد کی طرف چلا گیا۔ ۱۲ کو راجہ نے بیجاپور سے کوچ کیا ۱۸ کو تلارک سے چار کوس پر آیا اور دوسری روز قلعہ کنجوتی کی طرف کوچ کیا یہاں پہلے سے سیتناگرا کو اس قلعہ کی فتح کرنے کے لئے بھیجا تھا۔ اہل قلعہ نے اسکا مقابلہ کیا اور اسکے ایک ہاتھ کو زخمی کیا۔ مگر اسنے بہت آدمیون کو زخمی و کشتہ کرکے قلعہ و قصبہ لے لیا۔ راجہ کے اشارہ سے یہ قلعہ منہدم کیا گیا۔ ۲۱ کو نیلنکہ مین لشکر آیا۔ یہان ایک مٹی کا قلعہ نہایت مضبوط تھا اسکی فتح کے لئے غالب خان و دتاجی وغیرہ بھیجے۔ وہان چند روز اقامت کا اتفاق ہوا اور قلعہ کے محصورون نے حصار عافیت کو تنگ فضا دیکھکر امان مانگی قلعہ لشکر شاہی کے تصرف مین آیا راجہ سلیمان بیجاپور یہان کا قلعہ دار مقرر ہوا راجہ جیسنگہ نے بمقتضائے مصلحت وکار آگہی نیتاجی کی تالیف قلب کرکے اسکو اپنے پاس بلا لیا۔ دشمنون سے اسکے ملنے کا حال پہلے لکھا جا چکا ہے۔ سیواجی بادشاہ کے پاس جانا چاہتا تھا۔ راجہ نے بادشاہ کو اس باب مین لکھا تھا۔ بادشاہ نے سیواجی کے نام فرمان لکھا کہ وہ تنہا قدمبوسی کے لئے حاضر ہو۔ وہ مع اپنے بیٹے سنبھا کے بادشاہ پاس روانہ ہوا جسکا مفصل حال آگے پڑھوگے۔

نیلنکہ سے آگے دو کروہ پر اہل کہی کی حراست دتاجی کرتا تھا کہ شرزہ حبدو نے دتاجی کو گھیر کر مار ڈالا۔ اور رستم راؤ زخمی ہوا۔ اسکو دشمن اٹھا کر لے گئے۔ سید بیجان و بلونت رائے بھی زخمی ہوکر مر گئے۔

ابوالقاسم پسر قباد خان کے لشکر سے بھی لڑائی ہوئی اس پاس آدمی کم تھے دلیر خان اسکی مدد کو
گیا اسنے ڈیڑھ سو کے قریب لشکر شاہی کے سپاہی مردہ دیکھے۔ انکو اٹھوا کے مسلمانوں کو زمین میں
دبایا۔ اور ہندؤوں کو جلایا۔ راجہ رائسنگہ بھی کمک کو گیا۔ دشمنوں نے فرار کیا۔ ۵ شوال کو
لشکر نیلنگہ سے اوسر کو روانہ ہوا۔ دشمن نے اپنی فوج کے تین حصّے کئے تھے۔ ایک کا سردار شرزہ
مہدوی تھا اور دوسرے کا کارفرما خواص خان حبشی تیسری کا سردار نبیرہ بہلول تھا خبر آئی
کہ شرزہ خان فوج لیکر اہل کیمپ پر حملہ آور ہوا اور کچھ اونٹ لے گیا۔ باقی دو فوجیں
داؤد خان و قطب الدین خان کے مقابل ہوئیں راجہ نے یہ خبر سنکر دلیر خان کمک کے
لئے بھیجا اسنے جاکر مخالفوں کو متفرق کر دیا اور آگے بڑھا لشکر میں داؤد خان و
قطب الدین نے دواب کیمپ کو سالم روانہ کیا اور جمعیت خاطر سے لڑائی شروع کی
اور بہت دشمنوں کو مارا جب دشمنوں کی کمک کو اور فوج آگئی تو دلیر خان ہاتھی
سے اترا اور گھوڑے پر سوار ہوا۔ دشمنوں کو دو کوس بھگاتا اور مارتا ہوا چلا گیا۔
راجہ جیسنگہ خود سوار ہوکر رزمگاہ میں آیا۔ دشمن کی سپاہ اس سے لڑنے آئی تین
سب طرف مخالف قابو ڈھونڈھتے تھے اور جرأت کرتے تھے۔ کیمپ کی فوج اور پیادے
کو کمتر بلا آفت لشکر شاہی میں پہنچنے دیتے تھے لشکر شاہی نے انکو سب جانبوں میں ہرایا
اور بھگایا۔ اور سب فوجیں فتح پاکر اپنے لشکر گاہ میں آئی تھیں اس فتح میں دو سو
سپاہیوں نے نقد جان کھویا اور چار سو بیسٹھ آدمی زخمی ہوے۔ اور انسے دو چند آدمی
لشکر مخالف میں مجروح و مقتول ہوئے۔ الیاس مہدوی مخاطب شرزہ خان جو
اہل دکن کا مسلم دلاور اور فنون سرداری اور سپاہگری میں ماہر تھا گولی اور تیر سے
زخمی ہوا اور اسکا چھوٹا بیٹا بھی زخمی ہوا لکھتے ہیں کہ اس آویزش میں گول کنڈہ اور
بیجاپور کی سپاہ بایئس ہزار تھی۔ چند روز بعد سوم ذیقعدہ کو ..... دشمنوں
نے تبنیرا کی اس طرف دشمنوں کے تین ہزار کے قریب لشکر نے لشکر شاہی پر حملہ کیا اور کچھ
آدمیوں اور دواب کو آسیب پہنچایا۔ داؤد خان و قطب الدین خان نے دشمنوں کو

سات ہزار سوار صف آرا ہوئے۔ اور نبیرہ بہلول و انکوجی بھوسلہ و بابجی کھواپرہ اور
بیجاپوری مرہٹے و شرزہ حیدرآبادی بڑی فوج لیکر دلیر خان کے مقابل ہوئے۔
اس بہادر نے توپخانہ کو چھوڑا اور نزدیک جاکر تلوار اور سنان سے لڑنا شروع کیا سخت
جنگ ہوئی دشمنون کا مقابلہ سے مُنہ پھیر گیا۔ بڑے بڑے نامور سردار زخمی ہوئے
دلیر خان اور راجہ جیسنگہ نے مردانہ کوشش کرکے دشمنون کو بھگایا اور سات کوس تک
تعاقب کیا۔ پالکی اور چھتری اور بہت سے اونٹ جوشن اور زرہ و بان اور
اور ہتیارون سے لدے ہوئے پادشاہی لشکر کو ہاتھ لگے ایسی ہی قطب الدین خان
اور داؤد خان کو فتح حاصل ہوئی۔ لڑتے لڑتے شام ہوگئی تو میدان جنگ سے تینون
اپنے مقام مین آئین۔ دشمن کے بعض بڑے نامی سردار اور پانچ سو آدمی کشتہ ہوئے اور
ہزار آدمیون کے قریب زخمی ہوئے لشکر شاہی مین سے ایک سو تینتیس آدمیون کی جان گئی
سات سو چورانوے آدمی زخمی ہوئے۔ پندرہوین ماہ مذکور کو لشکر آب بانجرہ کے کنارے
پر آیا۔ جو دھارور فتح آباد سے دس کروہ پر تھا۔ چونکہ مخالف ایک جگہ نہین ٹھیرتے
تھے اور اہل دکن کا دستور ہے کہ وہ قزاقانہ جنگ اور فرصت مین آویزش کرتے
ہین جب مغلوب ہوتے ہین سبکباری کی دستیاری اور باد رفتار گھوڑون کی پائے
مردمی سے وادی فرار کی مرحلہ پیمائی ہوتی ہے۔ پھر قابو دیکھ کر لڑنے کے لئے اٹھ کھڑے
ہوجاتے ہین لشکر شاہی بسبب گرانباری اور سنگینی اردو کے دکنیون کے تعاقب مین
مسافت بعید نہین طے کرسکتا تھا اسلئے راجہ کی رائے مین یہ آیا کہ لشکر کو سبکبار کرکے
دشمنون سے لڑئیے اور انکی تنبیہ اور تادیب ایسی کرئیے کہ پھر انکو ستیز و آویز کی جرأت نہ ہو
اس ارادہ سے وہ جریدہ ہوا اور ایک ہلکا خیمہ لیا اور کل سردارون کو حکم دیا کہ
وہ بھی اسی طرح سبکبار ہون اور کل احمال اثقال کو فتح آباد دھارور مین بھیجدین
بیرم دیو سیسودیہ و جگت سنگہ ہاڈہ اور کھیلوجی کو دو ہزار پانچ سو آدمیون کے
ساتھ بنہ و اردو کی حفاظت کے لئے مقرر کیا۔ ۲۴ ذیقعدہ کو اس نے آب بانجرہ سے

کوچ کیا دھاراسیون کی طرف گیا۔ یہان بتاتے تھے کہ دشمن موجود ہی ساڑھے
پانچ کوس جریبی لشکر چلا تھا کہ جاسوسون نے گزارش کیا کہ غنیم نے لشکر شاہی کی
خبر سنکر دھاراسیون سے تلجاپور کو کوچ کیا۔ افواج شاہی موضع سہرجی مین
آئی جو احمال پرنیدہ مین تھا۔ وہان دشمنون نے فساد مچا رکھا تھا اور دوسری روز
دریاے بہپونرہ مین منزل ہوئی۔ مخبرون نے خبر دی کہ افواج مخالف ایک جگہ شولاپور سے
تین کروہ پر جمع ہوئی ہین۔ عادل خان نے اپنے لشکر کو حکم دیا کہ جبتک وہ یہین
مقیم رہے کہ لشکر شاہی ان حدود مین ہی۔ قطب الملک نے بھی اپنی کمک کی فوج
کو حیدرآباد بلا لیا لشکر شاہی نے بھی ملک بیجاپور کو خوب لوٹا کھسوٹا۔ بار بار جنگ بیکار
سے وہ بھی تھک گئی تھی گھوڑے اور دواب بہت تلف ہو گئے تھے۔ سوا اسکے
برسگال کا موسم آگیا تھا۔ آمد و رفت کی مجال نہ تھی۔ اسلئے راجہ اور دلیر خان نے مصلحت
یہ جانا کہ چند روز زخمیون کے علاج کے لئے اور سرب بارود کے جمع کرنے کے واسطے
لشکر کے آرام کرنے کے لئے قصبہ دھارور کے متصل جاکر ٹھہرنا چاہیئے کہ وہان کاہ
و دانہ کے جمع ہونے کی امید ہی۔ بادشاہ کو عرضداشت بھیجی۔ اس ضمن مین دکنیون
کا حال یہ ہو گیا کہ قلعہ کے اندر مصالحہ آخر ہوا آذوقہ تمام ہوا۔ کمانین بیکار تیرون کے
پر اڑ گئے۔ تلوارون کی دھارین کند ہوئین ان حیوان سے جان سے عاجز ہوئے
دونو طرف کے سردار مصالحہ کے لئے بہانہ طلب ہوئے۔ اہل بیجاپور المفلس فی امان اللہ
کا اظہار کرکے امان طلب ہوئے اور فی الواقع عادل شاہ کے خزانہ و کارخانجات مین حساب
لاف و گزاف راوتون اور بن دھار کی تلوارون کے اور گھوڑون کے گوشت و
استخوان کے سوا کچھ چیز باقی نہین رہی تھی۔ ملک پامال ہو چکا تھا۔ جب بادشاہ سے حقیقت
حال عرض ہوئی تو اسنے حکم بھیج دیا کہ راجہ محاصرہ چھوڑ کر اور لشکر کو ساتھ لیکر اورنگ آباد
چلا جاے۔ اور برسات یہان گذارے اور بعض امرا اور لشکریون کو اپنے تیول
جانے کی اجازت دے۔ دلیر خان حضور مین آکے قلعہ منگل بیدہ کا استحکام اور اسکے

اوسکے سامان اسباب ورلوازم حراست اس مرتبہ پر نہ تھے کہ جب لشکران حدود سے چلا جائے تو وہ دشمنون کے تعرض سے مصئون رہے۔ اسلئے وہان کی سب باروت منگا لیا اور غلہ جتنا آسکا تھا وہ منگا لیا۔ باقی کو آگ لگائی اور بیلدارون سے قلعہ کے کنگرون کو ڈھوا دیا۔ راجہ مع لشکر کے ۸ جمادی الآخرہ کو اورنگ آباد مین آگیا اس مہم کا خلاصہ یہ ہے کہ اورنگزیب اسمین کامیاب نہین ہوا لشکر شاہی بیس روز کی راہ کو دو مہینے مین طے کرکے بیجاپور سے پانچ کوس پر پہنچا۔ یہان سات روز سے زیادہ نہ ٹھیر سکا۔ ملک کو تاخت تاراج کرنے لگا لڑائیان ہوئین۔ کیا کیا سردارون کے سر صحرا مین غلطان ہوئے اور کیا کیا صفدرون کے تن رزمگاہ مین زاغ و زغن کے طعمے بنے لڑائی کا دن کوئی ایسا نہ ہوتا تھا کہ طرفین کے سو دو سو نام و نشان والے آدمی نہ مرے۔ تیغ و ہدف تیر و گولہ و توپ تفنگ نہ ہوتے ہون بعض ایام مین دو تین روز تک لشکر پر خواب و خور حرام ہوتا۔ نہ گھوڑون کی پیٹھ سے زین اور زین سے سوار جدا ہوتے۔ سوا اس کشت و خون اور ملک کی بربادی کے کوئی نتیجہ نہ ہوا۔

سیواجی کے تردد اور منصوبہ بازی سے چند قلعے لشکر شاہی کو ہاتھ لگے اس مہم مین سیواجی کے افواج نے ایسی ایسی جان نثاریان دکھائین کہ بادشاہ نے دو دفعہ اس پاس خوشنودی کا فرمان بھیجا۔ ایک نامہ مین اسکی بڑی تعریف لکھی دوسرے مین بہت سے وعدے کئے اور لکھا کہ دلی مین آؤ۔ ملاقات کے بعد دکن کی اجازت دی جائیگی۔ راجہ جسنگھ کی رفاقت اور بادشاہ کے ان وعدون نے سیواجی کے دل مین دلی جانے کی خواہش پیدا کر دی اُسنے رگھوناتھ پنت کو پہلے سے اپنی نمود کے لئے بھیجا کہ وہ بادشاہ کو میرے آنے کی اطلاع دے۔ اصل مطلب اسکا یہ تھا کہ وہ دربار کی حقیقت حال سے اطلاع پائے سیواجی نے حکم دیا کہ تمام اسکے ارکین راے گڈھ مین آتے ہین۔ اتنے عرصہ مین کہ یہ سردار جمع ہون۔ وہ اپنے سب قلعون مین گشت اور افسرون کو اپنے سارے احکام کی تعمیل کی تاکید کر آیا اور پھر اپنی دارالحکومت مین چلا آیا اُسنے مورو ترمل پنگ لی

اور آنامی ہو نو دیا اور اناجی دیو کو پورے اختیارات اپنی مملکت کے دیئے۔ سیواجی کی
مملکت کو بہت وسعت ہو گئی تھی۔ کونکان مین چول تک ٹونڈا کے قریب اور جھتا گھاٹ
مین دریائے نیرا سے رانگنا تک پھیلتی تھی۔ سیواجی نے اپنے بڑے بیٹے سنبھاجی کو ساتھ لیا
اور مارچ ۱۶۶۶ء کو دہلی روانہ ہوا۔ پانچسو منتخب سوار اور ایک ہزار ماولی ساتھ لئے جب وہ
دہلی کے قریب آیا تو بادشاہ نے رام سنگھ پسر راجہ جیسنگھ اور مخلص خان ایک بے حقیقت سے
سردار کو اسکے استقبال کے لئے بھیجا۔ ایسا ذلیل استقبال سیواجی کو ناگوار تو گذرا مگر پھر
بھی اس نے اپنے تئین بہت روکا اور دربار مین پندرہ سو اشرفیان اور چھہ ہزار روپئے
کل بتیس ہزار روپئے کی نذر گذرانی۔ بادشاہ کے اشارہ سے اسکو پنجہزاری منصبداروں
کے جرگہ مین بٹھایا۔ یہ منصب اسکے ہشت سالہ پسر سنبھاجی کو اور اسکے رفیق نیتاجی پالکر
کو ملا تھا۔ وہ ہفت ہزاری سے کم درجہ کا متوقع نہ تھا۔ راجہ جیسنگھ نے بادشاہ
کی جن مہربانیون کے وعدہ سے اسکو خوشدل اور امیدوار کیا تھا۔ انمین سے اکثر
کو اس نے نہ پایا۔ بادشاہ کے دل مین اسکے افعال اور کردار کے سبب بغض بھرا ہوا تھا
اسسے پہلے کہ خلعت و جواہر و فیل جو اسکے لئے موجود کئے گئے تھے اسکو عطا
کئے جائین اسکے چہرہ حال پر جہالت و خجالت آمیز عرق ظاہر ہوا اور لمحہ بلمحہ وہ
فکر مین ہوا عیاری و مکاری سے ضعف دل کا اظہار کرکے ایک گوشہ مین
چلا گیا اور صید تیر خوردہ کی طرح جو دام مین تازہ پھنسے زمین پر لیٹ گیا۔ ایک
ساعت کے بعد ساختگی و پختہ کاری کو بحال کیا اور کنور رام سنگھ سے مخاطب ہوا
اور شکوون و گلون کا کلمہ کلام کرنے لگا اور اپنے تئین ضائع کرنے کا قصد کیا۔ ہر چند
کنور رام سنگھ نے اسکی تسلی کی مگر کچھ فائدہ نہ ہوا بادشاہ سے وہ آداب اسکے خلاف
اسکی ادا مین معروض ہوئین تو بادشاہ نے کم توجہی سے بغیر اسکے کہ عنایات بادشاہانہ
عمل مین آئین اسکو رخصت کیا۔ رام سنگھ نے شہر سے باہر راجہ جیسنگھ کے گھر کے پاس
اسکے اترنے کے لئے مکان تجویز کیا تھا اسمین اسکو لے گئے اور بادشاہ نے حکم دیا

کہ راجہ جیسنگھ کو حقیقت لکھی جاے جواب آنے کے بعد جو مصلحت صوابدید ہوگی
عمل میں آئے۔ حکم دیا سیوا مجرے کو نہ آئے اور اسکا بیٹا رام سنگہ کی ہمراہ
مجرے کو آیا کرے۔ بادشاہ نے کوتوال فولاد خان کو فرمایا کہ سیوا کے اطراف
منزل گاہ پر چوکی بٹھادے۔ راجہ جیسنگہ کو فرمان لکھا کہ وہ سیوا جی کی صورت
حال اور کیفیت معاملہ لکھے کہ کیا اس سے قول و قرار ہوئے اور راجہ کو حکم دیا کہ
اسکے باب میں جو اصلاح دولت جانے وہ لکھ بھیجے کہ صوابدید اور اسکی ملتمس کے
موافق سیوا جی سے معاملہ کیا جائے۔ دو تین روز تک جب سیوا جی نے بادشاہ
کی بے توجہی دیکھی تو بڑا سراسیمہ ہوا اور حیلہ و تدبیر سوچنے لگا۔ رات دن اسی
ادھیڑ بن میں تھا کہ اس پھندے سے نکل جاؤں۔ اسنے امرا اور کنور رام سنگہ کو
رفیق و مددگار پیدا کیا۔ اور دکن کے تحائف و ہدیے بھیجکر التیام کو استحکام دیا اور
اپنے جرائم کا شفیع بنایا اور اسی حال میں بادشاہ کے فرمان کے جواب میں راجہ
جیسنگہ نے لکھا کہ مجھ فدوی نے سیوا جی سے عہد و پیمان کئے ہیں اور میں ابھی تک
اس مہم میں مشغول ہوں۔ اگر فضل و کرم شاہانہ اسکے جرم سے درگذر کرے تو
میں بخشایش و احسان کا رہین رہونگا اور اپنے افعال و اقوال میں سرافراز
اور بادشاہی صلاح کار اور ان حدود کی مہمات کے اجرا کے لئے مناسب ہی
ہے۔ اسنے مجھ سے عہد کیا ہے کہ وہ سلک بندگی و فرمان پذیری سے انحراف
نہیں کریگا اور اسکو بغاوت پر جرأت نہ ہوگی۔ بادشاہ نے راجہ کی اس
عرض کو منظور کیا اور فولاد خان کو حکم دیا کہ اس کی منزل گاہ سے پہرے
اٹھا دے۔ مگر وہ بادشاہی خوف سے ایسا ڈرا ہوا تھا کہ جب پہرہ چوکی اٹھ گئے
اور کنور رام سنگہ نے اسکی حفاظت چھوڑی تو وہ ۲۷ صفر کو تغیر وضع کرکے
بھاگ گیا۔ اسکے بھاگنے کا اصل حال تو یہ ہے جو عالمگیرنامہ میں لکھا ہے باقی
اور دل لگی کی داستانیں گھڑی گئی ہیں کہ اسنے اپنے کاموں کی خجالت و ندامت

ظاہر کیا۔ آخر کو تعارض سے اپنے تئین بیمار بنایا۔ اور آہ و نالہ شروع کیا۔ اور جگر کے
درد سے بے تابی ظاہر کی صاحب فراش ہوا۔ ویدکون سے مرض دق و سل کا علاج کرانے
لگا کچھ دنون انہین حیلون سے اپنے تئین زار و نزار رکھا۔ بعد اسکے اپنی شفا کی
شہرت دی اور غسل کیا۔ حکما و ارباب طرب و رفقا کو انعام اور برہمنون کو دچھنا
غلہ خام و نقد ہندو مسلمان مستحقون کو بانٹتا۔ بڑے بڑے پٹارون کو کاغذ سے
مندھ کر اور طرح طرح کی شیرینی انمین بھر کر امرا کے گھرون اور فقرا کی خانقاہون مین بھیجتا۔
جہان اُسنے اپنی بھاگنے کی جا مقرر کر رکھی تھی وہان دو تین گھوڑے اہلوا
اس بہانہ سے بھیجدیے کہ وہ برہمنون کو پُن کیے گئے ہین۔ ان گھوڑون کے ساتھ اپنے
ہم راز و ہم دم محرم رفیق بھی بھیجدیے۔ ایک شخص جان نثار اسکے ہمراہیون مین
تھا جو شکل مین اس کے مشابہ تھا اسکو اپنے پلنگ پر لٹایا۔ اپنے ہاتھ کے مرصع سونے
کے کڑے کو پہنایا اور اسکو سمجھا دیا کہ میری روانہ ہونے کے بعد بار بار ایک کپڑے کی پگ لائی
سر پر اوڑھ لینا اس طرح پڑے رہنا اور اس کڑے کو دکھلاتے رہنا تاکہ
اندر باہر جو بادشاہی آدمی آئین جائین وہ یہ جانین کہ سیوا جی سوتا ہے پھر وہ
خود اور بیٹا دو نوکرون مین بیٹھے اور مشہور یہ کیا کہ متھرا کے برہمنون کے واسطے مٹھائی
انمین بھیجی جاتی ہے۔ ۲۷ ماہ صفر سنہ ۶۷ کو یون علاقہ آگرہ سے نکل آیا۔ جہان وہ
گھوڑون کے پاس پہنچا اور دو پہر مین متھرا مین آگیا۔ یہان اُسنے داڑھی مونچھین منڈوا
اور اپنے اور اپنے بیٹے کے چہرہ پر بھبوت لگائی۔ کچھ اشرفیان جواہر اس
پاس تھے اور چند فقیر اسکے راز دار تھے وہ انکے ساتھ غیر مشہور گھاٹ
سے جمنا پار گیا اور بنارس کی راہ اختیار کی۔ کہتے ہین کہ سیوا جی کے بھاگنے سے
پانچ پہر بعد دکن کے ایک ہرکارہ نے جو جاسوسی اور خبر لانے پر نوکر تھا بادشاہ سے
عرض کیا کہ سیوا جی بھاگ گیا۔ بادشاہ نے کوتوال سے پوچھا اُسنے کہا کہ منزل گاہ کے
گرد چوکیان بیٹھی ہوئی ہین۔ ہرکارہ نے پھر مبالغہ سے عرض کیا تو کوتوال کے

آدمی دیکھنے گئے تو دیکھا کہ سیواجی سوتا ہے اور اسکا کڑہ طلائی پلنگ کے نیچے دکھائی دیتا ہے تو ہرکارہ نے کہا کہ اگر سیواجی چالیس پچاس کوس نہ نکل گیا ہو تو مجھے پکڑوا لیجئے آخرکو تجسس و تحقیق کے بعد معلوم ہوا کہ سیواجی بھاگ گیا پادشاہ نے جانا کہ رام سنگہ کی سازش سے یہ کام ہوا ہے اسلئے اسکو منصب سے معطل اور مجرے سے منع کردیا اور حکم دیا کہ اطراف دکن جانب شرقی و شمالی کے گرز بردار صوبہ داروں کے نام احکام لے جائیں کہ جہاں سیو اگر تیرہ پا ملے اسکو حضور میں روانہ کریں ان ہی دنوں میں راجہ جے سنگہ مہم بیجاپور سے فارغ ہوکر اورنگ آباد میں آیا تھا اسکو فرمان بھیجا کہ پہلے اس سے کہ سیواجی کے بھاگنے کی خبر پھیلی بیٹا جی پالکر کو مقید کرکے حضور میں بھیجدے اور پھر اس مرغ از قفس جستہ کی جست و جو میں مشغول ہوا اور اسکو کسی جگہہ قرار لینے اور جمعیت فراہم نہ کرنے دے۔ احمدآباد اور برار کی راہ سے اسکے فرار ہونے کا احتمال زیادہ تھا۔ اسی طرف زیادہ تاکید کے ساتھ گرز بردار تعین کئے گئے سیواجی بنارس کی سمت میں بھاگا تھا۔ وہاں چار پانچ روز تلک رہا۔ ہفتہ کے بعد اس طرف گرز بردار رخصت ہوئے۔

گرینٹ ڈف صاحب ہٹون کی کتابوں سے سیواجی کے فرار ہونے کا حال یہ لکھتے ہیں کہ جب سیواجی کو معلوم ہوا کہ پادشاہ نے مجھے مجرے سے منع کردیا تو وہ بڑا ست پٹایا اور کچھ توقف کرکے اسنے اورنگ زیب کی اصل نیت دریافت کرنے کے لئے رگھوپنت کے ہاتھ ایک عرضداشت پادشاہ پاس بھیجی جسمیں یہ لکھا کہ میں دہلی ان شرطوں سے آیا کہ حضور نے مجھے بلایا اور وعدے کئے کیسی کیسی خدمات میں نے سکین شرائط حضور نے لکھ دیں جیسے ان وعدوں کو پورا کیا جو میں نے کئے۔ اب بھی میں لشکر شاہی کے ساتھ عادل شاہی یا قطب شاہی سلطنت کے استیصال کرنے کے لئے مدد کرنے کو تیار ہوں اگر حضور کو مجھ سے خدمت گذاری کرانا پسند نہیں ہے تو مجھے اپنی جاگیر میں جانے کی اجازت ملے۔ یہاں کی آب و ہوا نہ مجھے موافق ہے۔ اور نہ اور

نہ اور اہل دکن کو جو میری ہمراہی مین سازگار ہے۔ اورنگ زیب نے ظالم لوٹیرے کا جواب اسکو
دیا اور شہر کے کوتوال کو ہدایت کی کہ سیواجی کی منزلگاہ کے گرد پہرہ چوکی لگا دے
اور اسکی نگاہ داشت اچھی طرح کرے اور اسکو گھر سے باہر جبتک نکلنے نہ دے کہ
کوئی گروہ اسکا ضامن نہ ہو سیواجی اب شکایت آمیز عرائض کرنے لگا اور اپنے
نوکرون کے یہان روک لینے کی سختی کی فریاد کی۔ بادشاہ نے خوش خوش
دکن کو اسکے نوکرون کے چلے جانے کی اجازت دی۔ کیونکہ سیواجی کی جمعیت
کے گھٹ جانے سے بادشاہ کے بس مین اسکا رہنا اور زیادہ آسان ہوگیا۔
سپاہیون کو دور کی سوجھا کرتی ہی سیواجی کو اپنے دوستون کو عافیت کے ساتھ
قید سے نکال کر اپنا قید سے نکلنا آسان ہوگیا۔ رام سنگہ اسکا رازدار تھا اور
اسکے باپ نے جو سیواجی سے وعدے کیے تھے انکے سبب وہ سیواجی کے بھاگ جانے
کے ارادہ سے چشم پوشی کرتا تھا سیواجی پر ایسی سخت قید نہ تھی کہ وہ کہین ملاقات
کو نہ جا سکتا ہو وہ امراء دربار پاس جایا کرتا اور انکو تحفے تحائف بھیجا رہتا اور
اسطرح انکو اپنا ایسا معین دیا رہنا یا کہ اسکی مطلب برآری کے لئے کافی تھا اسنے
اپنے تئین بیمار بنایا۔ ویدکون سے اپنا علاج کرایا۔ اول اپنے تئین سخت بیمار ظاہر
کیا پھر مرض کی تخفیف کا اظہار کیا اور برہمنون کو مین دان دینا شروع کیا۔ ان
ویدکون کو انعام دیا۔ بڑے بڑے پٹارے یا ٹوکرے بنوائے۔ ان کو مٹھائیون
سے بھر کر بڑے بڑے امیرون اور اپنے دوست آشنائون کو اور مسجدون
مین فقیرون مین تقسیم ہونے کے لئے بھیجنے شروع کئے اول اول پہرہ کے سپاہیون نے
ٹوکرون کی تلاشی لی پھر چھوڑ دی۔ جان لیا کہ انمین مٹھائی ہوتی ہے چند دنون
کے بعد سیوا ایک پٹاری مین خود بیٹھا اور دوسرے مین بیٹے کو بٹھا دیا ان ٹوکرون کو
ٹوکرون نے سر پر اٹھایا اور چوکی پہرہ سے انکو یون باہر نکال لا اور ایک مخفی جگہہ
پہنچایا پھر دہلی کی نواح مین اسجگہہ وہ آیا جہان اسکے لئے گھوڑا کسا کسایا تیار کھڑا تھا

اسپر چڑھا اور بیٹے کو شہ بالا بنایا دوسرے دن متھرا پہنچا۔ جہان بعض برہمن اور
اسکا خیرخواہ دوست نیتاجی بالوس راے انتظار کر رہے تھے۔ اُنہون نے اُسکے لئے
سارا سامان تیار کر رکھا تھا۔ پونہ دیش کے برہمن کا ایک خاندان یہان رہتا تھا
اسکو سنبھاجی کو حوالہ کیا وہ موہٹم بل نیاک جی کا کچھ رشتہ دار تھا سنبھاجی کئی مہینے
یہان رہا۔ پھر دکن میں پہنچا دیا گیا۔ سیواجی گسائین کے بھیس مین بہت سے تیرتھ گاہ
مین جا بترے کو گیا۔ مگر اسکے دکن جانے کی راہ صحیح صحیح نہین معلوم۔ وہ نو مہینے کے بعد
دسمبر ١٦٦٦ء مین راے گڈھ مین آیا ــــ
اب ڈاکٹر برنیر صاحب کی داستان سنیئے کہ جب ایران کی چڑھائی کا بادشاہ کو
ارادہ ہوا تو اُسنے سیواجی کو نہایت مشفقانہ محبت آمیز کلمات مین فرمان لکھا
اور اسکی فہم و فراست و سخاوت و شجاعت وغیرہ کی بہت تعریف لکھی اور راجہ
جیسنگھ بھی اُسکی جان اور آبرو کی حفاظت کا ضامن بنا اسلئے سیواجی بھی مطمئن
ہوکر دہلی مین حاضر ہوا۔ مگر اتفاق وقت سے دہلی مین شائستہ خان کی بیوی
بھی اس وقت موجود تھی وہ اس امر پر مصر ہوئی کہ جس شخص نے میرے بیٹے کو مارا ہو
شوہر کو زخمی کیا ہو شہر سورت کو لوٹا ہو وہ ضرور مقید ہونا چاہیئے۔ اس سبب
سیواجی یہ دیکھ کر کہ بہت مین اسکے خیمون کی تاک مین تین چار امیر لگے رہتے ہین
ایک رات کو بھیس بدل کر نکل گیا اسکے بھاگ جانے سے محل مین بیگمات کو بہت رنج و افسوس
ایک مورخ لکھتا ہے کہ اس موش کوہی نے جب اورنگ زیب کی شان و شوکت
دیکھی تو اس کے ہوش اُڑ گئے اور بیہوش ہو گیا۔ جب ہوش مین آیا اس دربار کی عظمت کو
نہ دیکھ سکا وہان سے بھاگ گیا۔ مورخون کے بیان گو مختلف ہین۔ مگر سب سے زیادہ
صحیح بیان عالمگیر نامہ مین لکھا ہے۔ ٹو کرون یا بیشارون کی باتین مرہٹون نے جن کی
عادت مین تاریخ کے ساتھ کہانیان جوڑنے کی ہے لکھی ہین ــــ
اس ملاقات کا نتیجہ یہ ہوا کہ بادشاہ بجائے اوسکے کہ سیواجی کو اپنا دوست بناتا

جو اسکے قدمون تلے آگیا تھا اپنا دشمن بنالیا۔ عالمگیر نے یہ سمجھا کہ ساری ہندوستان مین کوئی امیر اور سپہ سالار ایسا نہین ہی کہ وہ جہات دکن مین خدمت گذاری کامیابی کے ساتھ سیواجی کی برابر کرسکے اسلئے یہ سمجھکر کہ وہ ایک ہندو اپنے مذہب مین دیوانہ ہے اسکے حسب دلخواہ خاطرداری نہ کی۔ اپنی شان وشکوہ کی نمود کے لئے اسکو پنجہزاری منصبدارون مین بٹھایا اور اسکو دکن مین اپنا قائم مقام نہ بنایا جسسے یہ مرہٹہ آزردہ خاطر ہوکر بھاگ گیا اور بھاگنے کے بعد جو اسنے کام کئے وہ آگے بیان ہونگے۔

ہم پہلے لکھ چکے ہین کہ تربیت خان ایران کے نامہ کا جواب لیکر ایران کو روانہ ہوا تھا جب یہ سفیر ایران جاکے اصفہان مین شاہ سے ملا تو وہ اسپر ملتفت نہ ہوا۔ بےسبب غبار خاطر کے آثار ظاہر کئے اور آئین مخالصت وودا داور قانون یکجہتی واتحاد کے برخلاف باتین ظہور مین آئین بعض اوقات سپہ کشی اور رزم آزمائی کا عزم اور ولایت پادشاہی کی سرحد مین لشکر بھیجنے کا داعیہ کیا اور اور رنجش کی باتین ظاہر کین۔ ایک سال بعد تربیت خان فرح آباد سے رخصت ہوا۔ اسکی روانگی کے بعد شاہ ایران نے اپنی لشکر کشی کے ارادہ کو ظاہر کیا۔ خراسان مین بڑی سپاہ بڑے توپخانہ کے ساتھ متعین کی اور فرح آباد سے اصفہان کو روانہ ہوا اور اس عزیمت کا اسباب سرانجام دیا کہ خود متعاقب خراسان مین آئے۔ پادشاہ پہلے سے ان باتون کو سن رہا تھا۔ اب ممالک محروسہ کی حدود مین تربیت خان آیا تو اسکے عرائض سے یہ حال بہ تفصیل معلوم ہوا۔ پادشاہ نے بھی ایران کا ارادہ کیا تو۔ پادشاہزادہ محمد معظم کو راجہ جسونت سنگہ کے ساتھ چہارم ربیع الاول ۱۰۷۶ھ کو کابل مین صوبہ مقرر کیا اور بیس ہزار سوار اسکے ساتھ کئے اور بعض امراء جو حضور مین حاضر تھے اور بعض جو اپنے اقطاع مین تھے اونکو ساتھ جانے کا حکم دیا اور خود۔۔

[illegible]

پنجاب جانے کا ارادہ کیا۔ مگر شاہ عباس جب فرح آباد سے اصفہان کو چلا تو خناق کے
مرض مین مبتلا ہوا اور چند روز مین مرگیا صفی مرزا اسکا بڑا بیٹا جانشین ہوا۔ عالمگیر کو اسکے
مرنے کا افسوس ہوا اور اُس نے کہا کہ مین یہ چاہتا تھا کہ وہ زندہ ہوتا تو صف آرائی کا
لطف اُٹھتا۔ اب مروت و فتوت کا اقتضا نہین ہے کہ ایران پر لشکر کشی کی جائے
اسنے شاہزادہ کے نام فرمان بھیجا کہ لاہور سے آگے نہ جاے اور اُلٹا حضور مین
خافی لکھتا ہے کہ عبد القوی ایک بڑا فاضل بادشاہ کا اُستاد تھا۔ بادشاہ نے
اسکو پنجہزاری کا منصب اور اعتماد خان کا خطاب دیا تھا۔ خلوت مین اسکو سامنے
بیٹھنے کی اجازت تھی۔ کمال تدین و راستی و صلاح و تقوی رکھتا تھا۔ ایک آدمی قلندر
وضع پر ایران کی طرف سے جاسوسی کا گمان ہوا۔ کوتوال اسکو پکڑ کر لایا۔ بادشاہ نے
اعتماد خان کو سپرد کیا کہ اپنے گھر لے جاکر حقیقت حال دریافت کرے۔ وہ اسکو اپنے گھر
لے گیا۔ فقیر سے حال پوچھا اُسنے کہا کہ مین فقیر ہون تو اعتماد خان نے اسیرا و تنبیہ کی۔
فقیر نے کہا کہ مین اصل حال آپ کے کان مین کہونگا۔ اُسنے کہا اچھا۔ جب وہ اُس کے
کان مین بات کہنے لگا تو باوجودیکہ اسکے ہاتھ پس پشت بندھے ہوئے تھے اُس نے
چھوٹی شمشیر جو اعتماد خان کی مسند پر رکھی ہوئی تھی جلدی لے کر اعتماد خان کے ایسی
ماری کہ اُسے آہ بھی نہ کھینچنے دی نوکروں نے فقیر کے ٹکڑے اُڑا دیے۔ عالمگیرنامہ
مین لکھا ہے جو خافی خان کے بیان سے زیادہ معتبر ہے کہ امیر خان صوبہ دار کابل نے
ان ایام مین چند بے سرو پا مغلون کو جاسوسی کے شبہ مین گرفتار کرکے بادشاہ پاس
بھیجا تھا۔ بادشاہ نے خان مذکور کو جو کار آگاہ و معاملہ فہم تھا تحقیق حال کیلئے مامور کیا
اعتماد خان نے ان ترکمانون مین سے ایک سپاہی وضع کو بے تہدو زنجیر کے خلوت
مین اپنے پاس طلب کر لیا اور احوال کی تحقیق کرنے لگا کہ وہ ناگہان ہاہر گیا اور ایک خادم
پاس اسکے ہتھیار تھے اُس سے تلوار لے کر آیا اور خان مذکور کے ایک ضرب ایسی لگائی
کہ رشتہ حیات اسکا منقطع ہوا اُسکے پاس کے آدمیون نے اس قاتل کے ٹکڑے اڑا لیے۔

[illegible]

اعتماد خان کا [illegible] ہونا۔

خان مذکور حلیہ فضل و کمال سے آراستہ محرم قدیم الخدمت راست گفتار و درست کردار تھا۔ پادشاہ کو اسکا افسوس ہوا اور اسکے خویشون اور بیٹون کو خلعت اور مناصب سے سرافراز کیا۔

نیتاجی کا مسلمان ہونا۔

پادشاہ کے حکم سے نیتاجی کو راجہ جیسنگھ نے دکن مین دستگیر کرکے پادشاہ پاس بھیجدیا پادشاہ نے فدائی خان میر آتش کو اسکی حراست کے لئے مقرر کیا۔ نیتاجی نے کہا کہ مین مسلمان ہوتا ہون۔ پادشاہ نے اسکو مسلمان کرکے بہت سی عنایات کین جسکا آگے بیان ہوگا۔

پادشاہ نے دلیر خان کو اپنے پاس بلایا تھا وہ کو مکیون سمیت دریای نربدہ سے پار ہوا تھا کہ اس پاس حکم پہنچا کہ ابھی ملار زمیندار چاندہ کی گوشمالی کو جاے وہ اس حکم کے ورود ہونے کے بعد رندولہ خان و راجہ سجان سنگھ و راو بہادر و قادرداد خان و زبردست خان و آتش خان و برقنداز خان کی ساتھ بیدار و ملک چاندہ کی طرف روانہ ہوا۔ ایرج خان صوبہ برار مع اس نواح کے فوجدارون کے اسکے ساتھ شریک ہوا۔ جب چاندہ کی سرحد پر یہ پہنچے تو اسکے زمیندار پر خوف غالب ہوا اسنے اپنے مدار المہام ناکیا کو دلیر خان پاس بھیجکر آسنے ملاقات کی درخواست کی۔ دلیر خان نے اسکو فضل و کرم پادشاہی کا امیدوار کیا۔ ناکیا نے زمیندار کا اطمینان خاطر کیا وہ مع اپنے بڑے بیٹے مدھکے موضع ماندورہ سرحد چاندہ پر دلیر خان کے سامنے بطور قیدیون کے آیا۔ ایک ہزار اشرفی اور دو ہزار روپیہ اور دو گھوڑے اور ایک فیل برسم نیاز دلیر خان کے آگے پیش کئے۔ سات ہزار اشرفی و پانچ لاکھ روپئے چند شتر و فیل و عرابہ پر لادکر لایا تھا وہ بعینہ جزو خزانہ سرکار خاصہ کے حوالہ کئے۔ دلیر خان نے اس سے کہا کہ اگر اپنے جان و ناموس کی سلامتی اور موطن ولایت کی بقا چاہتے ہو تو برسم جرمانہ دو مہینے کے اندر ایک کروڑ روپیہ نقود و نفائس شیار مثل جواہر و مرصع آلات نقرہ و ہاتھیون کا سامان کرکے اولیای دولت کو حوالہ کرو اسکے سوا پانچ لاکھ روپئے دلیر خان کو جو اصلاح کار کا

واسطہ اور عفو جرائم کا ذریعہ ہوا ہے بطریق شکرانہ کے ہر سالہ دو لاکھ روپئے پیشکش
مقرری سرکار خاصہ مین ادا کرتے رہو قلعہ مانک درگ کو جو اس باست کا مضبوط قلعہ ہے اسکو
پادشاہی آدمیون کو مسمار کرنے دو۔ پادشاہ تمہاری ساری تقصیرات معاف کر دیگا۔
اور رام سنگہ اسکے بڑے بیٹے کو نائب مناب مقرر کر دیگا۔ دلیر خان نے ان سب باتون کی
منظوری پادشاہ سے منگالی۔ پادشاہ نے زمیندار کے لئے فرمان اور خلعت بھیجدیا۔ دلیر خان نے
بالجی راؤ کو اپنے پاس رکھا اور اسکے وکلاء کو رخصت کیا کہ پیشکش کا سر انجام کرین۔ محمد لطیف کو
قلعہ مانک درگ کے انہدام کے لئے مقرر کیا اُسنے جا کر تھوڑے دنون مین قلعہ کو خاک کی برابر
کیا۔ اسمین جا بجا روپیہ مدفون تھا اسکو نکال کر اور بچاس آہنی تو پین اور رام جنگی اور بہت سی
بندوقین لشکر شاہی مین ارسال کین اور اسی طرح قلعہ ہولی کو جو سرحد دیوگڈھ پر تھا مسمار کیا۔
دو مہینے کے بعد پیشکش کا ستر لاکھ روپیہ وصول ہوا۔ بالجی ملا راؤ علیل مریض تھا اسکی
ولایت مین خلل پڑ رہا تھا اور باشندے و رعایا بھاگ کر متفرق ہو گئے تھے۔ دلیر خان
نے اسکو چھوڑ دیا اور اُسنے پیشکش مین سے تین لاکھ روپئے اور اپنے پانچ لاکھ روپئے کل آٹھ
لاکھ روپیہ کے ادا کرنے کا دو مہینے کے عرصہ مین مچلکہ لکھا یا اور باقی تین لاکھ روپیہ بتدریج
تین سال مین ادا کریگا۔ اور ہر سال دو لاکھ روپیہ مقرری بھیجنے کا اقرار لیا۔ پادشاہ نے
جو خلعت اسے بھیجا تھا وہ بھیجدیا۔ زمیندار دیوگڈھ کی جو سرحد چانده سے متصل تھا اسکی
تادیب پر متوجہ ہوا۔ تھوڑے دنون مین اسنے پندرہ لاکھ روپئے وصول کئے اور یہ
مقرر کیا کہ سال بسال دو لاکھ روپیہ وہ پیشکش دیا کرے اور حال مین قریب نصف کے پیشکش
وصول کی۔ راجہ جیسنگہ بیمار ہو کر مر گیا۔ بالاگھاٹ کا انتظام بگڑ گیا۔ پادشاہ نے حکم
فرمایا کہ از سر نو بیجاپور کی تیاری کی جائے دکن کا صوبہ دار دلیر خان مقرر ہوا۔ دلیر خان نے
دونو زمینداروں سے باقی پیشکش کے وصول کرنے کے لئے قادر داد خان کو مقرر کیا۔
خود اورنگ آباد روانہ ہوا

سوانح سال دہم جلوس ۱۰۷۷ھ

بادشاہ کے جلوس سال دہم کا جشن ہوا۔ اس سال مین شہزادہ کام بخش پیدا ہوا۔ شاہزادہ محمد معظم لاہور سے آیا۔ اسکو اور محمد اعظم کو خلعت گران بہا عنایت ہوئے سیواجی کا خویش نیتاجی جو مسلمان ہوا تھا اسنے فتنہ کرکے شعار و آداب مسلمانی کو اختیار کیا تھا۔ بادشاہ نے اسکو منصب سہ ہزاری دو ہزاری سوار اور محمد قلی خانی کا خطاب عنایت کیا۔ بادشاہ کے جشن مین ایران و توران و بلخ و بخارا و حضرموت و مخا کی ایلچی موجود تھے جنکو انعام و خلعت ملے۔

راجہ جیسنگہ بادشاہ کے حکم سے اورنگ آباد مین تھا۔ بادشاہ نے اسکو اپنے پاس بلایا۔ ۱۲ شوال ۱۰۷۷ھ کو شاہزادہ محمد معظم کو دکن کی صوبہ داری پر رخصت کیا اور ملک و دولت کی مصلحتون کے وجہ سے مہاراجہ جسونت سنگہ و راجہ رائسنگہ سیسودیہ و صف شکن خان و صفی خان و راجہ رائے سنگہ کچھواہہ و عزت خان و سربلند خان کو شاہزادہ کے ہمراہ کیا اور راجہ جیسنگہ کو لکھا کہ جسوقت اورنگ آباد مین شہزادہ آئے۔ اسوقت وہان سے روانہ ہوکر میرے پاس آئے مگر راجہ راہ ہی مین تھا کہ بیمار ہوکر مر گیا

پہلے زمانہ مین اقوام یوسف زئی کے یورت و مسکن سرزمین قندھار و قراباغ تھے۔ بعض سببون سے ان حدود سے وہ پراگندہ ہوگئین اس زمانہ مین کہ مرزا الغ بیگ کابلی حکمروائے کابل تھا وہ کابل مین آئین مگر یہان انکی دال نہ گلی تو وہ آخر کو سرزمین سواد و بجور مین چلی گئین یہان قوم سلطانی جو اپنے تئین سلطان سکندر کی اولاد دختری بتاتے ہین مرزبانی کرتے تھے۔ اول انکی اقوام یوسف زئی خدمت گذار بنین اور پھر کافر نعمتی کرکے قوم سلطانی کو اڑا کر خود سلطانی کرنے لگین اور تمام دشت و کوہ پر تسلط کر لیا۔ پہلے مرزبانون کو گمنامی کے کونون مین بٹھا دیا۔ انین سے بعض حب وطن کے سبب سے اب تک اس مرزبوم مین مسکن رکھتے ہین اور ترک یورت قدیم کو دشوار سمجھتے ہین۔ غرض اب سو سال کا عرصہ گذرتا ہے کہ اقوام یوسف زئی انکی جائے و مین

بستی ہین دزدی اور رہ زنی کرتی ہین بنگاہ انکا سواد اور بجوڑ ہے لمو پہاڑ
سے باہر کی سرزمین پر بھی قبضہ کرلیا ہے اس کوہستان کا طول بیس کوس اور
عرض بعض جگہ بیس کروہ اور بعض جگہ پندرہ کروہ ہے۔ خوش مرغزار اور دلکش پاکیزہ
جنگل آن پاس ہین سرزمین دو جانب سے تو دریائے نیلاب سے ملتی ہے اور ایک جانب
اس دریا سے ملتی ہے جو خطہ کابل سے آن کر نوشہرہ مین بہتا ہے اور چوتھی جانب
مین کوہ شمالی ہے حضرت عرش آشیانی (اکبر) کے عہد مین معرکہ آرائیان زین خان
کوکلتاش و بیربل و حکیم ابوالفتح نے یہان کین انکا بیان اقبالنامۂ اکبری مین مفصل لکھا گیا
ہے غرض انکی تنبیہ و تاکید اس قدر ہو گئی تھی کہ وہ قدم جرأت اپنی حد سے باہر
نہین نکالتی تھین اگرچہ وہ خودسر تھین باجگذار نہ تھین لیکن وہ اپنی حدود سے
باہر قدم نہین رکھتی تھین ان دنون مین انکے سردار بہاکو نے فساد اٹھایا اور اس
قوم کے قبائل کو باہم متفق کیا اور ایک فقیر محمد شاہ کو اپنا ہادی بنایا اور بہرہ
خوشاب کے ملاتون مین سے ملا چالاک کو پیشوا بنایا ــــ بہاکو کی صلاح دیدسے
پانچہزار افغانون کے ساتھ قلعہ چھاچھل پر چڑہ گئے یہ قلعہ حدود پکھلی مین تھا جس کے
مرزبان شادمان کا گماشتہ شمشیر اس قلعہ مین تھا۔ غدر و مکر سے اس قلعہ کو انہون
نے لے لیا۔ اور ان حدود مین شورش انگیزی شروع کی لنخاعنہ یوسف زئی کے
ایک گروہ انبوہ نے دریائے نیلاب و حدود اٹک مین اپنی حد سے باہر قدم رکھا
اور ممالک محروسہ پر دست تعرض دراز کیا۔ جب بادشاہ کو ان حدود کے وقائع
نگارون سے یہ خبر معلوم ہوئی تو اٹک کے فوجدار کامل خان پاس فرمان بھیجا کہ دریائے
نیلاب کے نواحی کے جاگیردارون و فوجدارون کو جمع کر کے حتی المقدور اس طائفہ
کی تادیب مین مشغول ہو امیرخان صوبہ دار کابل کو فرمان گیا کہ شمشیر خان پانچہزار
سپاہ کے ساتھ ان مفسدون کے دفع کرنے کے لئے روانہ کرے۔ کامل خان
نے شمشیر خان کے آنے کا انتظار نہین کیا اپنے ہمراہیون اور لشکری گکھڑو

اشرف و خوشحال خٹک کو ساتھ لے کر اٹک سے برآمد ہوا۔ اور گذر ہارون
کی طرف جو ولایت یوسف زئی کے روبرو واقع تھا روانہ ہوا کہ قوم
یوسف زئی کی تنبیہ کرے۔ پشاور میں امیر خان کا نائب عبدالرحیم تھا اس سے
کامل خان نے مدد طلب کی تھی۔ امیر خان کے اشارہ سے فوراً مراد قلی سلطان
گکھڑ و راجہ ارسنگھ بھدوریہ ۱۶ شوال کو کامل خان سے مل گئے۔ یوسف زئی
بھی دریائے نیلاب سے اس طرف بمقام گذر ہارون بہ جنگ و پیکار کے قصد سے مقیم
ہوئے۔ جب لشکر شاہی گذر ہارون پر آیا تو دریا کے پار مخالفوں کے پچیس ہزار سوار
اور پیادے اتر آئے تھے انمیں سے دس ہزار جنگ کے آہنگ میں مستعد ہوئے
سخت لڑائی ہوئی لشکر شاہی کو فتح نصیب ہوئی۔ یوسف زئی سراسیمہ ہو کر
دریائے نیلاب سے گذرے لشکر شاہی انکے تعاقب میں گیا۔ یوسف زئی کے دو ہزار
آدمی مارے گئے اور بہت آدمی مجروح ہوئے بعض ڈوب گئے۔ گذر ہارون پر
دریا کے تین شعبے ہوتے ہیں ایک ان میں پایاب تھا۔ اس سے گذر کر جان سلامت
لے گئے لشکر شاہی نے مفسدوں کے چار سو سر اتار لئے۔ کامل خان نے انمیں سے
ایک سو بیس سر لیا اور بھجوائے اور باقی سروں کا مینار بنایا۔ تاکہ لوگوں کو عبرت
ہو۔ پادشاہ نے یہ خبر سنکر کامل خان کو خلعت فیل دیا اور منصب میں پانصدی
دو صد سوار کا اضافہ کیا۔ کامل خان نے گذر ہارون پر اقامت کی۔ چار ہزار
طرف اسکی کمک کے لئے لشکر شاہی آ گیا اور وہ یوسف زئی کے ملک میں گھس گیا
مخالف موضع ادھند میں جو حصہ کوہستان کہلاتا ہے فتنہ انگیزی کے لئے
جمع ہوئے۔ پادشاہ نے مصلحت وقت جان کر محمد امین خان بخشی کو کابل کا
صوبہ مقرر کیا اور یوسف زئی کی تنبیہ کے لئے حکم دیا وہ نو ہزار سپاہ کے ساتھ
۱۸ ذیقعد کو اس طرف روانہ ہوا۔ شمشیر خان کی فوج جو افغانان یوسف زئی
کی تنبیہ کے لئے مقرر ہوئی تھی اسکی کئی لڑائیاں یوسف زئی سے محمد امین خان کے

پہنچنے سے پہلے ہوئین اور یہ قوم مغلوب منہزم ہوئی جس کی مجمل کیفیت یہ ہے کہ شمشیر خان و
عبدالرحیم ملازم امیر خان کابل بمع لشکر کومکی کے ساتھ مفسدون کی ولایت مین پہنچے اور سرزمین
مندر مین آ گئے۔ یہ مقام کوہستان یوسفزئی سے باہر یوسف زئی کا محل کشت و زراعت
میدان کرو فر ہے۔ یہان کے موضع اجنبین کہ دھند کوہستان ہی تھانے بٹھانے اور مورچال
لگانے اور تنظیم و نسق کرنے کا قصد تھا کوہستان سے باہر جو یوسف زئی کے ساکن و مواضع و دیہات
اور مزارع تھے انکو لشکر شاہی نے تاخت و تاراج کیا۔ شمشیر خان کو معلوم ہوا کہ
یوسف زئی نے کسی مجہول کو دست آویز بنا کے موضع منصور و پنج بیر و مرغز مین فساد
اٹھانے کا ارادہ کیا ہے۔ ۱۲ ذی الحجہ کو لشکر شاہی نے مخالفون کو پنج بیر مین شکست
دی اس جنگ مین شمشیر خان کا بھائی اور کئی بڑے بہادر مارے گئے۔ مفسدون کے
اکثر قریئے و مساکن کو آگ لگائی اور ان کے مواشی کو غارت کیا اور دو روز بعد
شمشیر خان نے پنج بیر کی بائین جانب جا کر مواشی اور اموال کو لوٹا اور بالکل آبادی کا
نشان نہین چھوڑا اور چار موضع مرغز سے آگے لوٹ لئے ان مقدمات کے بعد
بہاکوا اور یوسف زئی کے اور ملکو پنج اوسی کو زئی اور ملی زئی کو جو اہل سواد اور بنیر کو
جمع کر کے انتقام لینے کا ارادہ کیا۔ ۱۵ محرم کو انہون نے سپاہ نا تجربہ کار کے ساتھ
موضع منصور مین آن کر مورچال مستحکم کئے اور سپاہ کی پیادہ بندی کی۔ دوسرے روز
لڑائی کو آئے شمشیر خان لشکر کو مرتب کر کے ان سے لڑنے گیا۔ افغانون نے بندوق
و تیر سے لڑائی شروع کی لشکر شاہی انکو دھکیلتا ہوا منصور پر انکے مورچالون کے
سامنے آیا۔ قریب تھا کہ ہزیمت پاتا مگر شمشیر خان نے اسے سنبھال لیا سخت لڑائی
ہوئی۔ یوسف زئی کو شکست فاحش ہوئی۔ ہوا گرم چل رہی تھی بعضے بھاگ کر
پنج بیر پہنچے تو اتنا پانی پی لیا کہ شعلہ حیات انکا بجھ گیا۔ ایک گروہ بے آبی سے تشنہ لب
سرا عالم کو چلا گیا۔ ایک گروہ نے کوہ پر ایک موضع مین کوشش و آویزش مین ثبات کیا۔
شمشیر خان انکے دفعیہ مین مشغول ہوا۔ جب تیر و تفنگ سے انکو دفع نہ کر سکا تو بے توقف

و در نگ لشکر شاہی گھوڑون سے اتر کر پیادہ پا اور سپر ان کو سینہ پر لگا کے مردانہ وار کوہ پر چڑھا بعض دشمنون کی جان لی بعض کو امان دیکر دستگیر کیا ہین سو آدمی جن مین چند معتبر ملک اوسات تھے مقید کیے۔ پادشاہ کو یہ خبر ہوئی تو شمشیر خان کا اضافہ منصب کیا محمد امین خان بھی یوسف زئی کے ملک مین آگیا اور اوسنے انکے مساکن و مواطن کی تخریب مین کوشش کی۔ پادشاہ کا حکم اس پاس آیا کہ شمشیر خان کو اوھند مین چھوڑکر اور اسکی کمک کو لشکر بھیجکر تم خود ہمارے پاس چلے آؤ۔ محمد امین خان نے جو کام اس مہم مین کیا اسکی کیفیت یہ ہے کہ ۱۲ ربیع الاول کو موضع لگی مین پہنچا شمشیر خان کو اوھند سے اپنے پاس بلایا۔ اس پاس شمشیر خان آیا اور قوم ادمازی کے ملکون کو جنہون نے اطاعت کی تھی ساتھ لایا محمد امین نے انکو خلعت دیکر اپنے وطنون کو رخصت کیا اور انکو کہدیا کہ اطاعت کرو گے تو لشکر شاہی کی سطوت سے امین رہو گے۔ فریق یوسف زئی سے قوم شیر پا شہباز گڈھ سے کوہ کرہ مار تک جا بجا سکونت رکھتی تھی۔ اور موقع پاکر دزدی کرتی تھی۔ محمد امین خان شہباز گڈھ مین گیا لشکر شاہی کوہ کرہ مار کے اندر فضا مین داخل ہوا اور چند قریون کو آگ لگا کے خاک کی برابر کیا چھہ ہزار مواشی پکڑ لائے۔ محمد امین خان موضع بجا مین آیا جو کوہ سواد پر واقع ہے یہان خوب تاخت و تاراج کی اور بہت مواشی لے لئے۔ اس لوٹ مار کے بعد ۲۷ ربیع الثانی کو اوھند مین آیا اور شمشیر خان کو مہم کا اہتمام سپرد کرکے اور اپنے دو ہزار آدمی دیکر ۶ جمادی الاولی کو ان حدود سے مراجعت کی۔ ۲۵ جمادی الاولی کو جشن شمسی ہوا۔ عبد الرحمن خان بن نذر محمد خان کو پانچہزار روپئے اور محمد بدیع بن خسرو بن نذر محمد خان کو ہزار روپئے اور اسکے چھوٹے بھائی باقی محمد کو تین ہزار روپئے و خوشحال بیگ کاشغری کو شمشیر با سلاز مینا کار و محمد منصور برادر عبد اللہ خان والی کاشغر کو خطاب مرزا خانی و جیغہ مرصع و ایک ہاتھی اور پانچہزار روپیہ ملا۔ ۲۶ ربیع الثانی رستم بیٹا ایلچی عبد العزیز خان کو خلعت فاخرہ و شمشیر مرصع با ساز طلا و ایک ہاتھی اور نہ ہزار روپیہ اور اسکے ہمراہیون کو ۱۲ ہزار روپیہ و خوشحال بیگ ایلچی سبحان قلی خان کو

جشن وزن شمسی

خلعت و اسپ باساز و طلا و شمشیر و سپر ہر دو باساز طلا و مرصع و ایک ہاتھی اور بیس ہزار روپیہ اور اسکے بیٹے یار محمد کو خلعت و خنجر اور ایک اشرفی پچاس سہری اور اس کے رفیقون کو چار ہزار روپیہ مرحمت ہوئی - اول سے آخر تک سفیر بخارا اور اسکے رفیقون کو دو لاکھ روپئے کے قریب اور ایلچی بلخ اور اسکے متعلقین کو ڈیڑھ لاکھ روپئے کے قریب اور السیم والی آورنج کو خلعت اور چھ ہزار روپیہ انعام دیا اور ایک خنجر مرصع گران بہا والی مذکور کے لئے بھیجا گیا اور بیس ہزار روپئے اسکو حوالہ ہوئے کہ ہندوستان کی امتعہ خرید کرکے اسکو حوالہ کرے اور خواجہ موسیٰ و خواجہ زاہد کو جو جوہری خواجہ ہین ہر ایک کو پانچ ہزار روپیہ بھیجا گیا یہ انعامات جتنے وہ لکھے ہین جو غیر ملکوں کے سفیرون کو دئے گئے ہین جس سے شان دربار عالمگیری معلوم ہوتی ہے کہ کن کن غیر ملکوں کے پادشاہون سے اسکی مراسلت تھی اور انکے سفیر اسکے دربار مین آتے تھے -

عبداللہ خان والی کاشغر کا بیت اللہ جانا -

کشمیر اور زمیندار تبت کی عرض سے معلوم ہوا کہ عبداللہ خان والی کاشغر بیٹے کی ہاتھ سے تنگ ہو کر بیت اللہ جانے کے ارادہ سے کمال بیسر و سامانی کے ساتھ ان حدود مین آیا ہے چند اہل و عیال اسکے ہمراہ ہین - پادشاہ نے خواجہ محمد اسحاق کو مہماندار مقرر کیا اور سر انجام ضروری کے ساتھ اسکے استقبال کو روانہ کیا اور اسکے ساتھ ایک سو نو گھوڑے باساز مینا و طلا و سادہ اور ہاتھی باساز نقرہ و خنجر و شمشیر مرصع و ظروف طلا و نقرہ و اقسام اقمشہ و فرش بھیجے اور پچاس ہزار روپیہ نقد خزانہ کشمیر پر تنخواہ کرکے بھیجے - محمد امین خان کہ لاہور مین اپنے متعلقہ صوبہ مین گیا ہوا تھا حکم گیا کہ عبداللہ خان کے آنے تک وہان توقف کرے اور اسکی ضیافت مین تقدیم کرے اور خزانہ لاہور سے پچاس ہزار روپئے اسکے پاس پہنچا وے اور سب طرح سے اسکی مہمانداری مین مشغول ہو - جا بجا حکام فوجدارون کو مہمان نوازی مسافر پروری کے لئے احکام صادر ہوئے جب وہ دار الخلافہ کے قریب آیا تو پادشاہ نے جعفر خان کو اسکے استقبال کے لئے بھیجا اور اعزاز تمام کے ساتھ

عبادت خانہ مین بلا کر ملاقات کی اور آٹھ مہینے تک مہمان رکھا اور پھر کعبۃ اللہ سامان درست کر کے روانہ کیا۔ سورت تک اسکی ہر جگہ بڑی خدمت گذاری ہوئی دس لاکھ روپیہ اس کی مہمانداری مین صرف ہوا۔

عالمگیر کی سلطنت کے دس سال کے حال لکھنے کے لیئے عالمگیر نامہ محمد کاظم زیادہ رہنما تھا دس سال کے بعد بادشاہ نے منع کر دیا کہ سلطنت کے حالات کو کوئی مورخ قلمبند نہ کرے۔ اسلیئے کوئی تاریخ اس بادشاہ کی باقی چالیس سال سلطنت کی بالاجمال اور بالتفصیل ایسی نہین ہے جیسی کہ اسکے آبا و اجداد کی موجود ہے۔ جن کتابون سے باقی حال مین لکھتا ہون یہ ہین۔ اول مآثر عالمگیری جسکو مستعد خان نے خفیہ لکھا ہے اسمین واقعات دکن مین قلعون اور ملکون کی فتوح کو بیان کیا ہے مگر وہ واقعات جو ان مہمات مین پیش آئے انکا ذکر نہین کیا اچھا رخ دکھایا ہے دوسرا رخ چھپایا ہے۔ دوم منتخب اللباب خافی خان ہے۔ خافی خان کا باپ سلطان مراد بخش کا نوکر تھا۔ وہ عالمگیر سے ناخوش تھا اسکا بیٹا مورخ ہے جسنے باپ سے بہت واقعات سن کر ایسے لکھے ہین جنمین عداوت کی بو آتی ہے کبھی کبھی مخالفت مذہبی کے سبب بادشاہ کے حال لکھنے مین نعمت خان عالی کا بھائی بنجاتا ہے۔ اپنی تاریخ کو ہجو بناتا ہے اور عالی کی مضحکات نظمین نقل کرتا ہے۔ سوم تاریخین جو مرہٹون نے لکھی ہین اور انگریزی مین ترجمہ ہوئی ہین اُن تاریخون مین افسانے اور کہانیان بہت ہین تاریخ کم ہے۔ چہارم وہ تاریخین جو اہل فرنگ نے جو اس زمانہ مین ہندوستان مین موجود تھے لکھی ہین جیسے فرانسیسی ڈاکٹر برنیر ہے۔ یہ ڈاکٹر صاحب دانشمند خان کا ملازم تھا جو ہندوستان کے امرا کی مجالس سے واقف ہین وہ جانتے ہین کہ واقعات ملکی کی داستان سرائی کس طرح مجالس مین ہوتی ہے اور کیا کیا طرافتین آمیز خرچ ہوتی ہین اس جنبی ڈاکٹر نے اس اپنے آقا کی مجلس مین جو باتین سنین انکو سچ سمجھ کر اپنے فرانسیسی دماغ سے عقلی تکے انمین لگا کے ایک ایسی عجیب تاریخ لکھدی جسکے مطالعہ سے وہ آدمی مغالطہ مین پڑتے ہین۔

جو معتبر کتابون پر نظر نہین رکھتے —

واقعات سال یازدہم ۱۰۷۸ھ لغایت سال بست و یکم

اورنگزیب کا حال

روز بروز امور شرعی کے اجراء اور اوامر و مناہی الہٰی کے پاسداری مین بادشاہ کی تقید بڑھتی جاتی تھی متصل احکام جاری ہوتے تھے کہ راہداری اور پاندری وغیرہ موقوف کی جاے جس سے لاکھون روپئے کے آمدنی ہر سال سرکار کو حاصل ہوتی تھی وہ مسکرات کے رواج اور خرابات خانون کو موقوف کرتا تھا۔ ہنود کے معبد خانون مین ہر قوم کے زن و مرد زیادہ شمار کے اندازہ سے روز و تاریخ معین پر جاترہ کے لئے جمع ہوتے تھے اور لاکھون روپیہ کے مال کی خرید و فروخت ہوتی تھی اور اس کے محصول کے بہت روپئے ہر صوبہ مین داخل ہوتے تھے اسکے موقوف کرنے کے لئے حکم صادر فرمایا۔ کلاونت نامی قوالون سے جو سرکار مین نوکر تھے انسے سرود خوانی سے توبہ کرا کے انکے مراتب و مناصب کو زیادہ کیا اور سرود و رقاصی کے منع کا حکم صادر کیا۔ کہتے ہین کہ ایک جماعت کلاونت اور قوالون نے بڑا ازدحام کیا اور ایک جنازہ کو بڑی شان سے اٹھایا اور اسکے آگے پیچھے روتے پیٹتے جھروکے درشن کے نیچے سے گذرے۔ جب بادشاہ نے جنازہ کی کیفیت استفسار فرمائی تو کلاونت نے التماس کیا کہ راگ مرگیا ہے اُس کو مدفون کرنے کے لئے لے جاتے ہین بادشاہ نے فرمایا کہ اسکو ایسا خاک مین دفن کرو کہ پھر صدا اور ندا نہ آئے —

بادشاہان سلف کے زمانہ مین اس سال تک یہ مقرر تھا کہ بادشاہ باوجود عارضہ بدنی کے اپنی سلامتی کی خبر کے انتشار کے لئے ایک دفعہ اور کبھی دو دفعہ وقت معین مین اس جھروکہ درشن مین اپنی صورت دکھاتے تھے۔ جو دریائے جمنا پر شاہجہان آباد اور اکبرآباد مین مشرق ہے۔ امراء مجرائی کے سوا اس وقت سیکڑون کے لاکھون زن و مرد دعا و ثنا بجا لاتے تھے اور قوم ہنود مین ایک گروہ درشنی مشہور تھا کہ جب تک جھروکہ درشن کے نیچے جاکر بادشاہ کی صورت نہ دیکھتا تھا۔ کوئی چیز نہین کھاتا تھا۔ عالمگیر نے

اسکو بھی نامشروع جان کر جھروکے کے نیچے آدمیون کے جمع ہونے کو موقوف کردیا اور
جھروکہ مین خود بیٹھنا چھوڑ دیا۔

آغاز سال دوازدہم کی ابتدا مین بادشاہ نے سُنا کہ برہانپور مین محلہ احدی پورہ اور
کھڑکی پورہ آپس مین عداوت ہمچشمی رکھتے ہین۔ ایام عاشورہ مین احدی پورہ کے آدمی
ہر سال گشت کے واسطے تابوت نکالتے ہین وہ مردم کھڑکی پورہ پر اور اوباشون
پر غالب تھے گشت کے وقت تابوت کے ساتھ دوسو سے زیادہ سوار زرہ پوش اور
بندوقچی باہر نکلتے تھے۔ ایک رات کو تابوت کے گشت کے وقت کھڑکی پورہ کے
آدمیون سے انکا مقابلہ ہوا۔ ہرچند کھڑکی پورہ کے آدمیون نے اپنے تابوت کی
گشت کی راہ کو بدل کر احدی پورہ کے تابوت کے مقابلہ سے بچایا۔ مگر احدی پورہ
کے آدمیون نے جہالت سے اسکی راہ کو دو دفعہ روکا۔ جامع مسجد کے نزدیک جنگ
واقع ہوئی۔ ایسی جنگ عظیم ہوئی کہ کھڑکی پورہ والون کے ساتھ بہت سے تماشائی
شریک ہوگئے۔ اس قدر آدمی انکی اعانت کے لئے در و بام پر چڑھ گئے کہ کسی دوکاندار
کے گھر پر سفال باقی نہین رہی اور پچاس احدیون سے زیادہ قتل ہوئے اور سو نفر
زخمی ہوئے۔ پچاس چالیس ہزار روپئے کے مروارید اور اقمشہ تابوت اور رشد سے احدی پورہ
کے لٹ گئے۔ بادشاہ نے اس واقعہ کو سُنکر حکم دیا کہ تمام صوبون مین لکھا جائے ایام
عاشورہ مین کوئی تابوت نہ بنائے اور نہ انکا گشت کرائے۔ بادشاہان سابق کے
عہد مین شاعر و منجم زیادہ اعتبار رکھتے تھے خصوصاً شاہجہان کے عہد مین اور ہر ایک بادشاہ کے
عہد مین ایک ملک الشعرا ہوتا تھا۔ اور وہ پائے تخت مین حاضر رہتا تھا۔ مصاحب رکابی
دفتر دیوانی کا جزو منجمین کا گروہ سمجھا جاتا تھا۔ وہ بادشاہ کے روشناس نوکر ہوتے تھے
انکو یہ کام سپرد تھے فصول اربعہ کی تحقیق اور بہای شمسی کے سر رشتہ حساب اور تنخواہ
تیول جاگیرداروں اور نقدی احدیون و توپخانہ کی اور تقرر ساعت کے موافق
تقویم بنانی وہ سب موقوف ہوئے۔ شعر کہنے سُننے کا اور ساعت از روے

تقویم مقرر کرنے کا اور دفتر مین تقویم رکھنے کا رواج برطرف کیا- اہل دفتر نے عرض
کیا کہ تاریخ ماہ شمسی کا حساب از روے تقویم محرر رکھتے ہین جواب ممنوع ہوا تو حساب طلب
تنخواہ بغیر تقویم جاری نہین ہو سکتا تو فرمایا کہ ۵
لاولا لب لاولا لا ششش مہ است لل وکط وکط لل شہور کوتہ است
پر حساب کرکے شمسی مہینون کے سر رشتہ کو نگاہ رکھین- اس حکم سے حساب مین الجھیڑا پڑ گیا
اور جن منصبدارون کو برسون کے بعد تنخواہ ملتی تھی انکو دس بارہ روز تنخواہ کا
نقصان ہونے لگا-

امور ملکی و مقدمات جزئی و کلی مین قضات ایسے مستقل ہوئے کہ امیران عمدہ
صاحب مدار سلطنت کو انپر رشک و حسد ہوا چنانچہ قاضی عبدالوہاب احمد آبادی
کہ قاضی القضات بادشاہی تھا اس نے اس قدر استقلال اور اعتبار پیدا کیا کہ تمام
امراء با نام و نشان اسسے اپنی حفظ آبرو کا ملاحظہ کرتے تھے- مہابت خان ثانی
کہ جو بادشاہ کی خدمت مین بڑا گستاخ تھا وہ ہمیشہ قاضی کی خفت کے درپے
رہتا تھا- چنانچہ راوی ثقہ و محرمان خاندان قاضی سے سنا گیا کہ جن ایام مین
مہابت خان مہم دکن مین مامور ہوا اور حضور سے مرخص ہوا اور اس نے مساعدت کی
درخواست بادشاہ کی مرضی سے زیادہ کی اس ضمن مین اسکو خبر پہنچی کہ تین چار
لاکھ روپیہ کا جواہر اور اسباب کشمیر و اکبرآباد اور مال قاضی احمد آباد کے بیوپاریون
کے مال تجارت کی ہمراہ آیا ہے اور قافلہ مین داخل ہوا ہے تحقیق کرنے کے بعد سب مال
کو لے لیا اور سپاہ مین تقسیم کر دیا- جب بادشاہ سے یہ حال عرض کیا گیا اور تحقیقات
شروع ہوئی تو مہابت خان نے عرض کیا کہ سوداگرون کا مال ازراہ اضطرار بطریق
قرض لیا ہے کہ اسکا جو منافع قاضی صاحب تجویز کرینگے وہ مین ادا کرونگا- قاضی نے
مصلحت کار اسمین جانی اور کاوش نہ کی جس وقت مہابت خان کی رخصت کی تجویز
ہو رہی تھی کہ دکن کے اخبار نویسون کے نوشتہ سے معلوم ہوا کہ سیوا جی نے

بہت فساد مچایا ہے تو جعفر خان اور مہابت خان کی طرف منہ کرکے بادشاہ
نے فرمایا کہ اس کافر بچہ نے پاؤن اپنی حد سے باہر بہت نکالا ہے۔ اس کے
استیصال کا فکر ضرور ہے۔ مہابت خان نے جواب مین التماس کیا کہ فوج کی حاجت
اور لشکر کے تعین کی ضرورت نہین ہی۔ اعلام قاضی کفایت کرتا ہے۔ بادشاہ نے
بعد فارغ ہوکر خلوت مین جعفر خان سے فرمایا کہ مہابت خان کو سمجھا دین کہ سر دیوان
ایسے لغو کلمات عرض نہ کیا کرے۔

سیواجی کا حال فرار ہونے کے بعد

سیواجی کا حال فرار ہونے کے بعد خافی خان یہ لکھتا ہے کہ سیواجی متھرا سے بھیس
بدل کر روانہ ہوا۔ ڈاڑھی موچھ منڈائی۔ اپنے پسر خرد سال کو ہمراہ لیا۔ چالیس پچاس
ہرکارے اور نوکر چاکر ساتھ تھے۔ سب کے منہ پر بھبوت ملی ہوئی تھی۔ اور ہندو
فقیرون کی صورت بنائی چوب دستیون کو مجوف کیا تھا اور ان کے اندر بیش قیمت
جواہر اور کچھ اشرفیون کو اتنا بھر لیا تھا۔ کہ لکڑیون کو ہاتھ مین لے جا سکتے تھے ان کے
سرون پر شانے لگا دی تھین۔ پرانی جوتیون کے تلوون مین کچھ اشرفیان
سی دین۔ یہ فرقہ مختلف الوضع بیراگی وگسائین اداسی بنا اور الہ آباد سے بنارس
کو چلا۔ ایک دانہ الماس بیش قیمت چند یاقوت کے دانون کے ساتھ موم مین بند
کرکے ہرکارون کی پوشش مین سی دیا۔ اور اور جواہر بعض ہمراہیون نے منہ مین
رکھ لئے۔ یہ کوچ کرکے ایک مکان مین پہنچا جہان کے فوجدار کو وکیل کے لکھنے سے
اور بادشاہ کے احکام پہنچنے سے سیوا کے فرار کا حال معلوم ہو گیا تھا فوجدار نے
سیوا کے فرار ہونے کی اور ان فقیرون کے تین گروہون کی آنے کی خبر پاکر ان
سب فقیرون کو مقید کر لیا اور تحقیقات شروع کی ایک روز ایک رات تک یہ
مقید مسافرون کی ایک جماعت کے ساتھ قید مین رہا۔ دوسرے روز آدھی رات کو
سیوا خود تنہا خلوت مین فوجدار پاس گیا اور اقرار کیا کہ مین سیوا ہون۔ دو دانہ
الماس و یاقوت لاکھ روپئے کی قیمت کے میرے پاس ہین تو یہ جانتا ہے کہ

کہ اس صورت میں کہ مجھے زندہ قیدی کرکے بھیجے یا میرے سر کو کاٹ کر ارسال کرے
دونو صورتوں میں یہ دونو جواہر بے بہا تیرے ہاتھ نہ آئینگے - یہ میں ہوں اور
یہ میرا سر ہے تو ہم برگشتوں کے سر سے ہاتھ اٹھا - علی قلی خان نے یہ سوچا کہ معلوم
نہیں کیا ہو - سودا نے نقد کو امید نسیہ پہ چھوڑنا مصلحت نہیں ہے - اسلئے وہ دو جواہر
بے بہا لے لئے - اور تہدید آمیز تفتیش کے بعد تمام فقیروں اور مسافروں کو چھوڑ دیا
سیوا جی اس خلاصی کو دوبارہ عمر پانا سمجھا جیسے کہ مرغ قفس میں پھنسا ہوا چھوٹ کر
اڑتا ہے - اس طرح وہ فوجدار کے دام سے چھوٹ کر بنارس کی طرف اڑا -
اگرچہ وہ خود پیادہ چلنے میں ہرکارو سے زیادہ چلتا تھا - مگر سنبھا کم عمر بچہ ساتھ
تھا اس کے پاؤں میں چھالے پڑے وہ اسکے پاؤں کی زنجیر بنا - سیوا جی کے
باپ دادا جب بنارس میں آئے تھے تو موروثی پروہت کبکلس کو بنایا تھا - حسب
رسم و رسم ہنود کا یہ ضابطہ ہے کہ جس مکان میں جاترا جاتے ہیں وہ ایک برہمن کو
اپنا مہری خط لکھ کر دیدیتے ہیں جو انکی خدمت کرتا ہے وہی ہمیشہ انکی اولاد کی
خدمت کیا کرتا ہے سیوا جی نے اسکو تلاش کر کے پیدا کیا اور اپنے بیٹے کو اسکے
حوالہ کیا - کچھ جواہر اور اشرفیاں دیں اور سفارش کی کہ اگر میری حیات نے وفا کی
اور میں اپنے مکان کو پہنچا تو میں تمہیں خط لکھونگا تم سنبھا کو اپنے ساتھ لیکر جس
راہ سے کہ میں بتاؤں اس راہ سے میرے پاس پہنچا دینا ورنہ تمہیں اور بیٹے کو
خدا کے سپرد کرتا ہوں - کبھی تو پسر کی خواہش اور اسکی مادر کی تحریر پر زنہار اپنی
جگہ سے حرکت نہ کرنا - اس برہمن کو جو کبکلس کو لایا تھا چند سال کا خرچ
دیکر سنبھا کے ہمراہ کیا اور خود بنارس کو روانہ ہوا اور آئین داخل ہوا - دو گھڑی
رات رہی تھی وہ گنگا نہانے گیا ابھی ڈاڑھی منڈانے اور نہانے سے فارغ نہ ہوا تھا
اور تاریکی باقی تھی کہ سیوا کے گرفت و گیر کا غلغلہ ہوا اسلئے ایک برہمن کو زر و جواہر
دیا اس نے جلد نہانے سے فارغ کر دیا اور وہ روانہ ہوا - القصہ سیوا بنارس سے بہار

وپیٹنہ وچاندہ کی راہ سے قصبہ حیدرآباد مین عبداللہ قطب الملک پاس پہنچا اور افسانے افسون آمیز انگیز و ابلہ فریب سے اسکو ایسا سبز باغ دکھلایا کہ وہ اس پر فریفتہ ہوگیا۔ سیواجی فن قلعہ گیری مین مشہور تھا۔ عبداللہ قطب الملک نے ان تمام سرحدی قطب شاہیہ قلعون کے لئے سیواجی کو متعین کیا جو عادل شاہیہ کے تصرف مین چلے گئے تھے اسنے عبداللہ سے قسم عہد و پیمان و قرار کئے کہ اگر فوج و مصالح قلعہ گیری میرے ہمراہ کیا جاے تو قلعے جو بیجاپوریون کے تصرف مین ہین انکو جا کر تھوڑے دنون مین مسخر کرلیتا ہون اور تمہارے منصوبون کو جو میری ہمراہ تم کردوگے انکو حوالہ کردونگا اور سوائے تمہارے قلعون کے چند میرے قلعے جو کہ عالمگیر کے آدمیون نے لے لئے ہین اگر ان کو تمہارے کمک و مصالح سے اپنے تصرف مین لاؤنگا تو مین تمہارے احسان مانونگا اور آپ کا بندہ دست گرفتہ اور غلام زرخریدہ رہونگا۔ عبداللہ شاہ نے عاقبت بینی اور اس غدار کے افعال پر نظر نہین کی جمعیت شائستہ مع مصالح قلعہ گیری اور چند آدمی قلعہ داری کے قابل سرفوج قرار دیے اور انکو سیواجی کی اطاعت و رفاقت کے لئے سفارش کی سیواجی قلعہ گیری مین ید بیضا رکھتا تھا فوج لیکر جس قلعہ کے نیچے وہ جاتا اسکو طرح طرح کے حیلون اور تدبیرون سے چند دنون کی محاصرہ مین لے لیتا قلعہ کے سپرد کرنے اور قلعہ دار ہونے کے لئے عبداللہ شاہ نے جو آدمی اسکی ہمراہ کئے تھے اسنے چکنی چپڑی باتین کہہ دیتا کہ تم میری قوت بازو ہو اس قلعہ سے بہتر قلعہ تم کو سپرد کرونگا ان کو امیدوار کرکے جنس و نقد جو قلعہ مین ہاتھ لگتا انکو دیدیتا اور انکو دم دیکر دوسرے قلعہ پر لے جاتا بستا رہ اور پڑنالہ وغیرہ دس بارہ قلعے فتح کرلئے یہ بیجاپور کے قلعے ایسے مشہور تھے کہ لاکھون روپئے خرچ ہوکر برسون مین فتح ہوتے اسنے تھوڑے دنون مین اپنے تصرف مین کرلئے۔ راجہ جے سنگہ و دلیر خان اور بندہ ہاے بادشاہی کی سعی سے قلعون راجگڈھ وغیرہ کی کنجیان خود اسنے حوالہ کین تھین انپر پھر اپنا تصرف کرلیا۔ عبداللہ شاہ کے نوکرون کو

حوالہ کرکے انکو رخصت کیا۔ عبداللہ شاہ کے بعد ابوالحسن اسکا جانشین ہوا۔ ایک روایت یہ ہے کہ ابوالحسن کی فرمانروائی کو سال اول دوم گذرے تھے کہ حیدرآباد میں آیا اور اس سے ملاقات کی اور مایہ فتوحی کی۔ قلعہ گیری سے فراغت پاکر وہ بدستور سابق قلعہ راجگڈھ میں منتقل ہوا اور از سر نو علم بغاوت بلند کیا۔ انگریزی تاریخون مین مرہٹون کی اور خافی خان کی تاریخون سے یہ نقل ہوتا ہے کہ راجہ جیسنگہ نے یہ جانا کہ بیجاپور سے مراجعت کے بعد دکنیون کے ہجوم اور عدم ذخیرہ سے مفتوحہ قلعون کا قلعدارون کے ہاتھ مین رہنا متعذر ہے اسلیئے اسنے مصالح توپخانہ جو ہمراہ لینے کے قابل تھا ساتھ لیا۔ باقی کو کہا کہ سپاہ لوٹ لے یا آگ لگا دے اور برج و بارہ جو لائق مسمار کرنے کے تھے انکو ڈھا دیا اور وہان سے کوچ کرکے اورنگ آباد کو چلا۔ مورو پنت کو یہ موقع ہاتھ آیا کہ اسنے ان قلعون کو دوبارہ لے لیا۔ مرمت کرائی انمین آدمی مقرر کیئے اور بادشاہی آدمی نکالدیئے بغرض سیواجی کے آنے سے پہلے بہت قلعے فتح ہوگئے تھے اسنے آن کر ملک کوکان مین ولایت کلیان کو فتح کرلیا۔

راجہ جی سنگھ۔

سیواجی نے بندر سورت پر تاخت کی اسمین کروڑون روپئے کے نقد و جنس حاصل ہوئی۔ اور ہنود با نام و نشان اور مسلمان آبرو طلب زن و مرد اسکے ہاتھ آگئے۔ سورت کو باب الحج کہتے تھے۔ اسکا لٹنا حاجیون کے حج کا مانع تھا۔ اسلیئے بادشاہ کو یہ واقعہ نہایت ناگوار ہوا۔ اسنے حکم دیا کہ بندر سورت کے اطراف مین قلعہ شہر پناہ بنائین جو پہلے نہ تھا۔ اور دلیر خان و خان جہان بہادر سیواجی کی تنبیہ کے لئے متعین ہوئے کہتے ہین کہ سیو نے بارہ ہزار عربی و کچھی گھوڑے جمع کئے۔ سوارون کو ان گھوڑون کا بارگیر بناکے افواج کو بھیجا۔ پہلے جو اسنے نئے قلعے دریا مین بنائے تھے انکو اب از سر نو تعمیر کیا جنگی کشتیان تیار کین اور انکے قلعون کے نیچے رکھا اور راہ ولایت اور کعبۃ اللہ کے جہازون کو لوٹنا شروع کیا۔ قلعہ راجگڈھ سیواجی کا قدیمی ملجا تھا۔ جب اسکے اطراف کے بندوبست سے خاطر جمع ہوئی تو اسکو یہ فکر ہوا کہ راجگڈھ سے زیادہ کسی قلعے کو بنائے

سیواجی کا سورت کا لوٹنا اور قلعہ راہیری (راے گڈھ) کا بنانا۔

رہنے کے واسطے کوئی قلعہ بنانا چاہیئے۔ بہت تلاش کرکے اُسنے کوہ راہیری مین اسکی تجویز کی وہ دامن کوہ سے قلعہ تک تین کروہ ارتفاع رکھتا تھا اور ۲۴ کروہ وہان سے دریای شور تھا اور دامن کوہ سے دریا کا ایک شعبہ سات کروہ پر تھا اور اس طرف کی طرف مین بندر سورت کی راہ دس بارہ کروہ خشکی مین تھی اور راجگڈھ یہان سے چار پانچ منزل تھا۔ یہان پانچ مہینے برابر مینہ برستا تھا۔ اس کوہ کا تعلق نظام الملکی کوکن سے تھا۔ یہان قلعہ اسنے بنایا اور برج و بارہ اسکے کمال قلب بنائے قلعہ راجگڈھ کا رہنا چھوڑ دیا۔ قلعہ راہیری (رایگڈھ) کو اپنے رہنے کی جگہ بنایا۔ جب قلعہ تیار ہوگیا اور توپین اسپر لگ گئین اور اطراف کی آمد و شد کی راہ مسدود ہوئی۔ صرف ایک راہ قلب اسکی رکھی تو ایک دن مجمع کیا اور زر کی تھیلی اور سونے کا کڑہ طلائی میدان مین رکھ دیا اور منادی کی کہ سوا اس راہ کے جو مقرر ہوئی ہے اگر کوئی شخص دوسری راہ سے قلعہ کے اوپر بلا مدد زینہ و کمند کے مع نشان جائے تو وہ زر اور سونے کا کڑہ لے لے۔ ایک ڈھیر آیا اسنے عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو مین پہاڑ پر مع نشان کے جاکر قلعہ پر نشان نصب کرکے چلا آؤن۔ سیواجی نے اجازت دی۔ اس نے قلعہ پر جاکر نشان نصب کر دیا اور جلدی چلا آیا سیواجی نے حکم دیا کہ خریطہ زر اور کڑہ طلا اسکو دیدین اور اسکے پانون کے بند کاٹ دین۔ اس راہ کو اس نے بند کرا دیا۔ جیسنگہ کی جگہ دکن کا صوبہ سلطان معظم مقرر ہوا اور جسونت سنگہ اسکے ساتھ بھیجا گیا ان دونو کے اوصاف کا پہلے ذکر ہو چکا ہے۔

سیواجی اور افضل خان

جو کارساز شوق کے پردون مین ہوتے ہین انکی اصل حقیقت اس سے نہین کھلتی کہ جو سازش کرنے والے ہین وہ تو سازش کا حال صحیح بیان نہین کرتا اور اگر سچ بھی کہتے ہین تو انکی دغابازی اور مکاری کے سبب اعتقاد نہین ہوتا اور سازش کے افشا مین محقق جو اپنی عقل دوڑا کر رائین لگاتے ہین انمین کوئی کچھ لکھتا ہے کوئی کچھ کہتا ہے اس اختلاف سے کوئی صحیح امر تحقیق نہین ہوتا بس اسی قبیل کا معاملہ

اورنگ زیب اور سیواجی کے صلح کا ہے یہ دونو ملکی جوڑ توڑون مین ایک دوسرے کے استاد تھے۔ اس صلح کا حال بعض مورخ انگریزی مرہٹون کی تاریخون سے نقل کرتے ہین کہ پادشاہ نے راجہ جسونت اور شاہزادہ محمد معظم کو بہت تاکیدسے لکھا تھا کہ سیواجی سے بظاہر ملے رہنا عین مصلحت ہے مگر جسوقت قابو چلے اسکا قید کرنا یا قتل کرنا واجب ہے بلکہ یہان تک ہدایت کی کہ میری حکومت سے بغاوت اور نفرت جتانا اور خفیہ جداگانہ مرہٹون سے ملتے جلتے رہنا۔ غرض یہ صلح اسکے پھنسانے کا جال تھا۔ مگر سیواجی سیانا تھا اس جال میں کب آتا تھا بعض مورخ انگریزی یہ بیان کرتے ہین کہ سیواجی کی ملاقات راجہ جسونت سنگہ سے دہلی مین ہوئی تھی۔ وہ راجہ کے مزاج سے خوب واقف تھا۔ اور راجہ اسوقت شاہزادہ محمد معظم پر بالکل مسلط تھا۔ راجہ کٹا ہندو تھا۔ اب تک اسکا ایک خط اورنگ زیب کے نام کا جزیہ کے باب مین راجہ کولاپور کے پاس موجود ہے۔ یہ خط سیواجی نے اسکو لکھ کر دیا تھا۔ وہ ہندؤن کی سلطنت کا بہ نسبت مسلمانون کی سلطنت کے زیادہ نیک خواہ تھا بڑا رشوت ستان تھا۔ سیواجی نے جانا کہ راجہ اور مرزا دونو کو زر دینے سے خوب مطلب برآری ہوگی۔ انکو بیدریغ خوب روپیہ دینا شروع کیا۔ شاہزادہ محمد معظم کو اپنی تقصیرات کا شفیع بنایا اور ایک عرضداشت اپنی دولت خواہی کی جسمین لکھا تھا مین ہمیشہ حضور کی خیرخواہی اور اطاعت و فرمان برداری و خدمت گذاری کرونگا گو میری خدمات کی پہلے قدر نہین ہوئی۔ پادشاہ نے اسکی درخواست منظور کی اور سیواجی کو راجہ کا خطاب دیا اور اسکے بیٹے سنبھا کو پنجہزاری کا خطاب ملا اور ملک برار مین ایک نئی جاگیر دی جسمین سیواجی کی طرف سے اول دفعہ ایک مرہٹہ کلکٹر راؤجی سومناتھ مقرر ہوا اور اسکی جاگیر کے اضلاع پونہ و چاکنہ و سوپہ واپس دیدیے گئے۔ مگر یہ ڈراؤ اس پر رکھا گیا کہ قلعہ سنگھ گڈھ اور پورندھر مین پادشاہی فوج فرمان روا رہے سیواجی نے اورنگ آباد

مین محمد معظم پاس سنبھاجی کو سوارون کے ساتھ روانہ کیا۔ مگر کم عمری کے سبب سے اسکو الٹا بلا لیا اور اسکی جگہ پرتوجی گوجر کو پرتاپ رائو کا خطاب اور سر نوبت سوارون کا منصب دیکر بھیجا۔

بیجاپور اور گولکنڈہ کے رئیسون سے پادشاہ کی صلح ہوگئی تھی اسلئے ۱۶۶۸ء سے ۱۶۷۰ء تک دکن مین امن رہا۔

عالمگیر ایسا نادان نہ تھا کہ وہ وقت پر اپنی تدابیر کی ناکامیابی کو نسمجھتا ہو جسوقت اُسکو معلوم ہوا کہ اس صلح سے سیواجی پھندے مین نہ پھنسا تو اُسنے کھلم کھلا اسکی گرفتاری کا حکم دیا۔ اس سبب سے صلح کا عہد ٹوٹ گیا اور سیواجی نے پھر اپنا پرانا طریقہ اختیار کیا۔ اول اسنے قلعون سنگ گڈھ اور پورندھر کو فتح کرنا چاہا جنکے سبب سے اسکی آمدورفت چاکنہ اور پونہ سے مسدود تھی۔ سنگ گڈھ کا قلعہ پونہ کے پاس تھا۔ اسکی عظمت کا خیال اورنگ زیب اور سیوا دونو کو تھا۔ پادشاہی رجپوتون کی فوج نہایت تجربہ کار افسر اودے بھان کے ماتحت اس قلعہ کی حراست کرتی تھی۔ تناجی مالوسری نے ما دلیون کو ساتھ لیکر اس قلعہ پر دھاوا کیا۔ پہاڑون کی بلندیون کو زینون پر چڑھ چڑھ کے گھیر لیا۔ راجپوتون کی سپاہ بڑی دلاوری سے لڑی اور تناجی کو مار کر گرا دیا۔ اور دشمنون کی تہائی فوج (۳۰۰ آدمیون کے قریب) کو ٹھکانے لگا یا۔ مگر مرہٹے مرکر بھی نہ ہٹے اور آخر کو بڑی بہادری اور شجاعت سے قلعہ کو لیکر ہٹے پانچ سو رجپوت مع افسر کے کشتہ ہوئے سیواجی اس قلعہ کی فتح سے بڑا خوش ہوا۔ مگر جب اُسنے سنا کہ تناجی مارا گیا تو بڑا غمزدہ ہوا۔ اور اُسنے کہا کہ گڈھ ہاتھ آیا اور شیر مارا گیا سیواجی کی عادت نہ تھی کہ وہ ایسے موقعون پر کسی کو انعام دیتا لیکن اس فتح نمایان کی خوشی مین ہر ماولی کو چاندی کے کڑے عنایت کیے اور افسرون کو انکے حسبحال انعام دیا۔ سوریاجی کو قلعدار مقرر کیا۔ سنگ گڈھ کے فتح ہونے کے بعد قلعہ پورندھر بھی لے لیا اُسنے کچھ بڑا مقابلہ نہین کیا۔ کیونکہ مین قلعہ میں ہو کی

فتح کرنا قلعہ پورندھر کی طرح آسان نہ تھا مورو پنت کو اہل قلعہ نے ہٹا دیا اور اسکے ایک ہزار آدمیون کو مار ڈالا- اہل قلعہ کو امید تھی کہ جنیر سے انکی کمک آئیگی وہ نہ آئی دوسری دفعہ حملہ کیا اور دو مہینے تک محاصرہ رکھا اور اسکو تسخیر کرلیا- غرض تمام ولایت کلیان پر سیواجی کا قبضہ ہوگیا- سیونیری کی فتح کرنے مین سیواجی کامیاب نہین ہوا جنجرا کو بھی فتح نہ کرسکا جسکا نیچے حال خافی خان کی کتاب سے لکھا جاتا ہے-

سیواجی کی حبشیون سے لڑائی-

ابتدا مین کوکن نظام الملکی سے راھیری کی اطراف تعلق رکھتی تھین جب شاہجہان کا اسپر تسلط ہوا- تو بیجاپور کا ملک جو تازہ تصرف مین آیا تھا اسکو کوکن نظام الملکی سے بدل لیا تھا اور عادل شاہ کو وہ مرحمت کیا تھا- اس ضلع کوکن مین عادل شاہ کی طرف سے فتح خان افغان حاکم تھا اور قلعہ دندار (دھندار) راجپوری کا نصف دریائے شور مین واقع ہے اور نصف خشکی مین ہے اسکا حاکم نشین تھا اور قلعہ جزیرہ جو دریائے شور کے اندر ٹاپو مین تھا وہ گولہ رس فاصلہ پر دندا راجپوری سے تھا وہ کمال مستحکم تھا- اس نواح مین ملک پر جسوقت غنیم کا غلبہ ہوتا نو ہیاان کا فوجدار اس قلعہ مین پناہ کے لئے چلا جاتا- دندا راجپوری سے راھیری بیس کروہ پر تھا- جب اسکو سیواجی نے اپنے رہنے کی جگہہ مقرر کی تو اس نواح مین سات اور چھوٹے بڑے قلعے اپنے تصرف مین کر لئے اور دندا راجپوری کی تسخیر کا ارادہ کیا- جب فتح خان نے سیوا کا غلبہ دیکھا کہ سب قلعون پر غالب ہوگیا ہے تو حواس باختہ ہو کر.. دندا راجپوری کو چھوڑ کر قلعہ جزیرہ مین چلا گیا اس جزیرہ کو مرہٹے جنجرا کہتے ہین- سیواجی نے یہان بھی فتح خان کا قافیہ تنگ کیا تو وہ اس فکر مین تھا کہ امان کا قول لیکے جزیرہ بھی غنیم کو سپرد کر دے اور خود اپنی جان سلامت باہر لے جائے فتح خان کے تین غلام حبشی سیدی سنبل و سیدی یاقوت و سیدی خیریت تھے اور انمین سے ہر ایک کے ہمراہ دس دس حبشی قواعد دان سپاہی ہمراہ تھے

جزیرہ کے بند و بست کا اور اکثر کاموں کا اختیار انکو تھا۔ ان تینوں کو غنیم کے غلبہ پر اور فتح خان کے اس ارادہ پر اطلاع ہوئی کہ وہ قلعہ جزیرہ کو سیواجی کے حوالہ کریگا تو انہوں نے باہم مصلحت کی کہ جس صورت میں قلعہ جزیرہ کا مرہٹوں کے تصرف میں چلا جائیگا تو خدا جانے ہمپر وہ کیا ظلم توڑینگے بہتر یہ ہے کہ فتح خان کو دستگیر کرکے مقید کریں اور سیدی سنبل کو اس ضلع کی سرداری اور حکومت دیں۔ چنانچہ ۱۲ سنہ جلوس میں حبشیوں نے فتح خان کو غافل کرکے اسکے پاؤں میں زنجیر ڈالی اور ساری حقیقت عادل شاہ کو لکھی اور خان جہان بہادر صوبہ دار دکن کو بھی اسکی اطلاع دی اور بادشاہ کی بندگی کی استدعا کی اور بندر سورت اور دریا کی راہ سے کمک طلب کی خان جہان بہادر نے جواب عنایت آمیز بھیجا اور ان تینوں حبشیوں کو منصب و خلعت عنایت کیا اور پانچہزار روپیہ مدد خرچ کے لئے نقد عنایت کیا اور جاگیر حاصل نواح سورت میں عطا کی جس سے سیدی سنبل مستظہر و مفتخر ہوا۔ سیواجی کے شر کے دفع کرنے میں کمر بستہ ہوا قلعہ کے نیچے کی کشتیاں جو مرمت طلب تھیں انکی درستی کرائی اور دریا نوردی کے قصد سے جنگی کشتیاں جمع کیں اور ایک رات کو قلعہ دندا راجپوری کے کشتیوں پر حملہ کیا اور دو سو نفر غلامی اور جنگی پیادے پکڑ لئے انمیں سے سو مرہٹے تھے جنکو سیواجی نے ابھی مقرر کیا تھا۔ انکے پاؤں میں پتھر باندھکے پانی میں ڈبو دیا۔ اس دن سے وہ سیواجی اور حبشیوں میں شدید عداوت ہو گئی سیواجی نے چالیس پچاس جنگی کشتیاں ترتیب دیں اور قلعہ قلابہ و گندیری مستحکم کیا۔ یہ نئے قلعے روبرے دریا پر اسکے بنائے ہوئے تھے۔ فریقین میں دریا پر لڑائیاں ہوتیں انمیں حبشی غالب رہتے۔ سیدی سنبل کو منصب نہصدی کا ملا۔ وہ مرگیا اور مرنے کے وقت سیدی یاقوت کو اپنا قائم مقام بنایا اور حبشیوں کو بالاتفاق اسکی اطاعت و رفاقت کے لئے سفارش اور وصیت کی۔ اپنی قوم میں سیدی یاقوت جوہر شجاعت و رعیت پروری اور آباد کاری الخ

اور منصوبہ بازی مین ممتاز تھا کشتیون اور مصالح جنگی کے جمع کرنے مین قلعہ کے
برج و بارہ کی تعمیر مین اور دریا نوردی مین وہ پہلے سے زیادہ کوشش کرنے لگا اور
شب و روز مسلح و مکمل رہنے لگا۔ مگر اس نے غنیم کی کشتیون کو دریا پر پکڑ لیا اور
بہت مرہٹون کے سر کاٹ کے بندر سورت مین بھیج دیے اور خانجہان کو عرضداشت
بھیجی۔ خانجہان بہادر کی تجویز سے اسکے پے ہم اضافہ ہوئے۔ وہ ہمیشہ منصوبے مین
رہتا تھا کہ قلعہ دنڈا راجپوری کو سیواجی کے قبضہ سے نکالے اسنے ہوائی توپین
بہم پہنچائین اور رات کو انکو درختون پر لگا کے دنڈا راجپوری کی طرف چھوڑا۔
اسی طرح سیواجی قلعہ جزیرہ کی تسخیر کے فکر مین رہتا تھا۔ اور اپنے ہمراہیکے سرداروں
سے جو فن قلعہ گیری مین ممتاز تھے وعدہ کرتا تھا کہ جو اس قلعہ کو فتح کرے تو اسکو
ایک من سونا مع اور لوازم انعام دونگا۔ ہولی کے دنون مین سیواجی نے قلعہ جزیرہ
سے تین کروہ پر ایک مکان ٹھیرنے کے لئے تجویز کیا تھا اور قلعہ جزیرہ کی تسخیر کی
دھن مین رات دن رہتا تھا۔ ایک رات کو حصار دنڈا راجپوری مین ہندو
ہولی کھیل کر مست پڑے تھے کہ سیدی یاقوت نے چار پانچ سو آدمی مع مصالح
قلعہ گیری و زینہ و کمند سیدی خیریت کے ہمراہ خشکی کی طرف تعین کئے اور خود
تیس چالیس کشتیان مصالح یورش سے بھری ہوئی لے کر دریا کی طرف سے پائے
حصار مین پہنچا۔ دونون نے آپس مین کچھ اشارے مقرر کر لئے تھے ان مقرری اشارون
پر کام کرتے تھے۔ قلعہ کے آدمیون کو انہون نے غافل پایا سیدی خیریت نے خشکی
کی طرف سے صدائے یورش بلند کی۔ اور ہندوؤن نے خبر پاکر بہیئت مجموعی اسکے
دفعیہ کرنے پر متوجہ ہوگئے و سیدی یاقوت نے ایک جانبازون کی جماعت لی اور
کمند و زینون کے ذریعہ سے جو کشتیون سے پائے حصار تک لگے ہوئے تھے
جلدی و چالاکی سے حصار پر چڑھنے لگے انمین کچھ آدمی ڈوبے کچھ قتل ہوئے۔
مگر حصار کے اندر پہنچ گئے اور مار و پکڑ کا غل مچا یا اسی حال مین چند نفر

جو ایک سردار کے ساتھ باروت خانہ کے کوٹھے کھولنے اور باروت نکالنے اور
تقسیم کرنے کے لئے آئے تھے انکے ہاتھ سے باروت خانہ مین آگ لگی۔ یہ آدمی مع
سردار اور گھر کی چھت کے اڑ گئے۔ اور دس بارہ آدمی سیدی کے بھی ہوا کی سیر
کر کے جہان سے سیر ہوئے سیدی یاقوت کا تکیہ کلام جوجو تھا جب صنوان پرچو جان
طرف گھرا اور غل غپاڑہ مچا۔ دوست کو بیگانہ مین تمیز نہین رہی تو یاقوت جوجو
کہکر اپنے بہادرون سے کہتا تھا کہ مین زندہ و سلامت ہون تم خاطر جمع رکھو
ہندوؤن کے مارنے اور باندھنے مین حبشیون نے دست درازی کی اس عرصہ
مین سیدی خیریت بھی زینہ و کمند پر چڑھ کر اپنے آدمیون کو قلعہ مین لے آیا اور قلعہ کو مفتوح
کیا۔ کہتے ہین کہ جسوقت باروت خانہ کی چھت اڑی ہے تو اسکی آواز سے
سیواجی باوجودیکہ بیس کروہ پر تھا جان گیا تھا کہ قلعہ دنداراجپوری پر کوئی
آفت آئی ہے اسنے تیز رو جاسوس اور ہرکارے بھیجکر حال دریافت کرایا
ان ایام مین سیواجی کا لشکر اور فوج خانگی بندر سورت کی اطراف کی تاخت کو
گئی ہوئی تھی اور چھ سات نظام الملکی قلعے جو دنداراجپوری سے [illegible]
کروہ کے اندر واقع تھے۔ وہ سب سیواجی کے تصرف مین تھے [illegible]
چھ کروہ اور قلعون کی امداد کو نہین جا سکتا تھا سید[illegible] غنیمت
سمجھ کر ان قلعون پر تاخت کی۔ اس ضلع مین حبشیون کے [illegible] آوازہ زبان زد
خلائق تھا۔ دو تین روز کے تردد مین چھ قلعون کے قلعدارون نے امان مانگ کر
قلعون کو حوالہ کیا ایک قلعہدار نے سیواجی کی کمک کی امید مین ایک ہفتہ جنگ
کی حبشیون کے مورچال کے قریب پہنچے تو ہوائی توپون کے مارنے اور مصالح
قلعہ گیری کے جمع کرنے سے اسپر عرصہ تنگ ہوا۔ امان طلب کی قلعہ کو حوالہ کیا
سیدی یاقوت نے باوجود امان دینے کے سات سو آدمیون کو جو قلعہ سے
نکلے صاحب جمال عورتون اور خورد سال اطفال کو لونڈی غلام بنایا۔ اور

اور مسلمان کیا اور مقید کیا اور بہت عورتون کو چھوڑ دیا اُس وقت سیواجی کے دل
مین حبشیون کی ہیبت بیٹھی کہ سوائے قلعہ راہیری کے محفوظ رکھنے کے کسی دوسری قلعہ کا فکر
نہ کیا قلعہ دندا راجپوری اور اور قلعون کی فتح کے بعد پادشاہزادہ محمد معظم
صوبہ دار دکن اور خان جہان بہادر کی خدمت مین یاقوت کی عرضداشت پہنچی اُنہون نے
خلعت و خطاب خانی اور اضافہ سیدی یاقوت و سیدی خیریت کو مرحمت کیا۔
حبشیون کا باقی حال آیندہ لکھا جائیگا۔

سنبھا کو سیواجی کا بلانا -

سیواجی نے سنبھا کو الہ آباد مین کبکلس نامہ دار پاس چھوڑا تھا سیواجی نے کبکلس کا ایک
خط بنایا جسمین سنبھا کے مرنے کا حال لکھا تھا اور اسکے مرنے کو مشہور کیا اور خود ماتم
مین بیٹھا امیران دکن نے اسکو پرسہ کے خط لکھے سنبھا کی بیوی ستی ہونے پر مستعد ہوئی
بہت منت و سماجت سے اسکو منع کیا مرنے کی تمام رسمیات ادا ہوئین پادشاہ کو
جب اُسکے مرنے کی خبر ہوئی تو اُسنے کہا کہ خس کم جہان پاک - چار پانچ روز نہ گذرے
تھے کہ الہ آباد سے کبکلس کی ہمراہ سنبھا آیا۔ شادیانے بجنے لگے سیواجی سے جب اس
خبر بد کا سبب لوگون نے پوچھا تو اس نے کہا کہ اگر یہ شہرت نہ دی جاتی تو پادشاہ میرے
بیٹے کے تجسس سے غافل نہ ہوتا اور دو مہینے کی مسافت طی کرنی گرفت وگیر کے اندیشہ
سے سنبھا پر مشکل ہو جاتی -

سیواجی کا سورت کو دوبارہ لوٹنا سنہ ۱۰۸۰ھ -

ابھی برسات پوری ختم نہ ہوئی تھی کہ سیواجی پندرہ ہزار سپاہ کو لے کر سورت
کے سر ہوا۔ یہان کا حاکم ایک مہینے پہلے دفعتہ مرگیا تھا اس خبر سے کہ سیواجی
سورت لوٹنے آتا ہے۔ بہت سپاہ اس شہر کی حفاظت کیلئے داخل ہو چکی تھی
مگر اتفاقاً یا ارادۃً جسونت سنگہ اور پادشاہزادہ نے اس سپاہ کو وہان سے
علیحدہ کر دیا صرف سو سپاہی وہان رہ گئے سیواجی نے خوب فرصت مین تین
دن تک سورت کو لوٹا۔ حج کر کے کاشغر کا فرمان روا یہان واپس آیا تھا اس کا
مال سیواجی کو خوب ہاتھ لگا۔ اُس پر وہ فخر کرتا تھا۔

تیسرے روز برہان پور سے   خبر آئی کہ سیواجی نے سورت سے اپنی فوج کو ہٹایا اور اہل سورت کو لکھا کہ اگر وہ بارہ لاکھ روپئے سالانہ نذرانہ دینگے تو آیندہ لوٹ کی آفت سے بچینگے۔ وہ سلہیر کی شاہراہ سے اپنے ملک کو چلا وہ گنجین تنجین سے چاندور کے نزدیک گذرا تھا کہ داؤد خان پانچہزار سوارون کے ساتھ اسکے پیچھے آن لگا سیواجی ناسک کی درہ کلان کی راہ سے کونکن مین دوبارہ داخل ہونا چاہتا تھا کہ اُسکے اور اُس درہ کے درمیان فوج شاہی آگئی سیواجی نے اپنی سپاہ کی پانچ چار فوجین بنائین کہ دشمن انکے پیچھے متفرق ہو ان فوجون مین سے ایک فوج خزانہ لیکر دشمنون سے کچھ لڑتی ہوئی کونکن مین داخل ہوگئی باقی فوجون نے داؤد خان کی سپاہ کو شکست دی۔ ماہوری دیس مکھی — مرہٹن بادشاہ کی طرف سے مرہٹون سے لڑتی تھی اور حق نمک ادا کرتی تھی وہ گرفتار ہوگئی سیواجی نے اسکے ساتھ یہ آدمیت برتی کہ اسکو گھر بھجوا دیا اور بہت تحائف اسکو دیئے۔

جب سیواجی پھر لڑنے آیا تو اُسنے بحری اور بری بڑی تیاریان کین اُسنے دس ہزار سوار بسرکردگی پرتاب راؤ گوجر اور بیس ہزار پیدل بسرکردگی پیشوا شمال کیطرف روانہ کئے اور ۱۶۰ جہاز بمبئی مین گذرے کہ وہ بروچ کی فوج کے کمکی بنین مگر انہنے اس بیڑے کو واپس بلا لیا تو وہ واپس آگیا اُسکے ساتھ پرتگیزون کا ایک بڑا جہاز تھا جو اُسنے دمن مین گرفتار کیا تھا۔ پرتگیزون نے بھی اپنے جہاز کے عوض مین سیواجی کے بارہ جہاز گرفتار کرلیئے تھے۔

پرتاب سنگھ کو حکم تھا کہ وہ خاندیس پر حملہ کرے جو ان دنون مین ایک بڑا دولتمند آباد صوبہ تھا۔ پرتاب سنگھ نے اسکے بڑے بڑے شہرون اور قصبون کو لوٹا مارا اور اسنے ایسا انکو مجبور کیا کہ وہان کے زمیندارون نے اسکو چوتھ مقرر کردی چوتھ کی حقیقت یہ ہے کہ وہ کل محاصل ملکی کی چوتھائی ہوتی تھی مرہٹون کو جو ملک اس چوتھ کو ادا کرتے تھے وہ انکی لوٹ مار سے محفوظ ہوجاتے تھے اور جو اس چوتھ کے دینے مین تامل کرتے تھے وہ ان مرہٹون کے لوٹ مار سے برباد ہوتے تھے یہ پہلی دفعہ تھی کہ

بادشاہی فوج کے شکست کھانے کے اسباب -

بادشاہی ملک سے سیواجی نے چوتھ لی -

موروپنت پیادون کے سردار نے بھی کئی قلعہ فتح کر لیے جنمین اوندھا اور پٹہ بڑا قلعہ عظیم
سیواجی کو جو یہ فتوحات حاصل ہوئین انکے اسباب بھی مہیا ہو گئے تھے اول یہ بادشاہ
خود شمالی مشرقی فوجون کے ساتھ لڑنے مین مصروف تھا - دکن کی طرف وہ بذات خود
نہین جا سکتا تھا - دوم شاہزادہ معظم کی سپاہ مرہٹون سے مقابلہ کرنے کے لئے کافی نہ تھی -
باپ بیٹے کا اعتبار نہ تھا - ہر ایک بیٹا باپ کے مرنے کے بعد بادشاہ ہونے کے لئے اپنی سپاہ
اور طرفدارون کو قوی کرنا چاہتا - اسلئے بیٹے کی کمک بھیجنے سے مدت تک بادشاہ
انکار ہی کرتا رہا - جب اسکو اس امر کا یقین ہو گیا کہ دکن مین فوج کثیر کی ضرورت
ہے تو اسنے سنہ ۱۰۸۲ھ مین مہابت خان کے ماتحت چالیس ہزار سپاہ روانہ کی - وہ
شاہزادہ محمد معظم کو کچھ گنتا نہ تھا اسنے دکن مین آنکر شاہزادہ پاس صرف ایک ہزار
آدمی رہنے دیئے - بادشاہ نے راجہ جسونت سنگہ کو بلا لیا -

مہابت خان کی مہمات دکن میں -

مہابت خان نے یہان آن کر سیواجی کے قلعون کو فتح کرنا شروع کیا - برسات کے
شروع مین صرف قلعہ اوندھا و پٹہ اسنے لے لیا اور چھاؤنیون مین چلا گیا - برسات کے
بہت دنون بعد اسکا لشکر میدان مین آیا اسکی آدھی فوج نے بسر کردگی دلیر خان
چاکنہ پر حملہ کیا اور آدھی سپاہ نے سلہیر کا محاصرہ کیا - سیواجی اس قلعہ کی قدر
جانتا تھا اسکے بچانے مین دل و جان سے کوشش کرتا تھا یہ اتفاق کی بات ہے
کہ چاکنہ مین ذخیرہ اور آذوقہ کافی نہ تھا اور اسکے نواح مین جو عمدہ منتخب دو ہزار
سوار تھے پٹھانون نے انکے پرنے اڑا دیئے اسلئے موروپنت اور پرتاب راو بیس ہزار
سوارون کے ساتھ قلعہ کی کمک کے لئے بھیجے گئے - جب وہ نزدیک آئے تو لشکر
شاہی کو اخلاص خان لیکر لڑنے گیا اور مرہٹون کا ہراول پرتاب راو نے دیکھا کہ
اخلاص خان اسپر حملہ کرنے کو ہے تو وہ اسکے آگے سے بھاگا جسکے مغلون کا لشکر
تعاقب کے سبب بے ترتیب ہوا اور جب وہ پھرتا تھا تو پرتاب راو نے

اسکو شکست فاحش دی اسپر بھی مغلون نے اپنی تئین سنبھالا اور مرہٹون کے سامنے آئے
مگر پھر شکست ہوئی اور اُنکے بہت آدمی مارے گئے۔ بائیس نامی افسر قتل ہوئے اور بعض
بڑے بڑے سپہ آرا زخمی ہوئے۔ مرہٹون کا سردار سرراو ک رائے مارا گیا جو پانچہزار
سوارون کا سردار تھا اور پانسو اور مرہٹے کشتہ و زخمی ہوے۔

اس فتح سے مرہٹون کی بڑی ناموری ہوئی۔ اسکا فوراً یہ نتیجہ ہوا کہ قلعہ سالہیر کا
محاصرہ جو لشکر شاہی کر رہا تھا اُس نے چھوڑ دیا اور پریشان ہوکر اورنگ آباد مین چلا
گیا۔ رائے گڈھ مین جو سیواجی پاس معزز قیدی آئے۔ جب انکے زخم اچھے ہو گئے
تو انکو اعزاز و احترام کے ساتھ رخصت کیا۔ ان قیدیون مین سے بہت سے سیواجی
کے نوکر ہو گئے۔ بیجاپور اور بادشاہی سپاہیون کے مفرور کثرت سے مرہٹون کی
علم کے نیچے آگئے۔

بادشاہ نے حکم دیدیا کہ قلمرو ہندوستان سے مسلمانون کی تجارت کے مال پر
محصول بالکل موقوف ہو پھر اہل دیوان کی تجویز سے اور فضلاء و فقہاء کی روایت
سے حکم دیا کہ جس جنس کی قیمت حد نصاب سے تجاوز نہ کرے اسکا محصول مسلمانون کو معاف
ہے اگر اس سے مایۂ تاجر زیادہ ہو تو تاجر پابند محصول ہو اور مال مضاربت کا مزاحم
محصول کی وجہ سے نہ ہو۔ پھر اہل دیوان نے عرض کیا کہ مسلمان معافی محصول کے لئے
مال تجارت بدفعات تھوڑا تھوڑا کر کے لاتے ہین اور ہنود کے مال کو اپنے نام لکھواتے
ہین اور زکاۃ کہ کافۂ انام کا حق شریعت کے موافق ہے تلف ہوتا ہے تو بادشاہ نے
حکم فرمایا کہ بدستور سابق شریعت کے موافق ڈھائی روپیہ فیصدی زکاۃ مسلمانون
سے اور پانچ فیصدی ہندؤن سے جزیہ لیا جائے۔

دکن مین سیواجی نے فساد برپا کیا۔ بادشاہ نے مہابت خان کو مع آغر خان کے
کابل سے بلا کر دکن مین مقرر کیا۔ مہابت خان نے دکن مین بہت دشمنون کو مارا
آغر خان نے قلعہ پھول پتہ کی تسخیر مین بڑی بہادری دکھائی اور خان جہان بہادر

[illegible]

[illegible]

کوکلتاش کے ساتھ ابتدا مین اور دلیر خان کی قراولی اور ہراول مین بڑے بڑے کارنمایان کیئے۔ دلیر خان کی مرہٹون کی افواج سے لڑائی ہوئی۔ قوم مرہٹہ کا ضابطہ یہ ہے کہ ابتدا مین وہ کم فوج سے نمودار ہوتے ہین اپنے پیچھے دشوار گذار جنگلون و آب کثون کی طرف دشمن کو لے جاتے ہین اور پھر ہر طرف سے ہزارون نکل آتے ہین اور دشمن کو گھیر کر تنگ کرتے ہین۔ دلیر خان کے سامنے آغاز مقابلہ مین چار پانچ سو سوار نمودار ہوئے۔ آغر خان کے ساتھ ہراول مین بہت کم آدمی تھے وہ انکے مقابلہ کے لیئے دوڑا۔ حملہ اول مین دشمن اسکے آگے سے ہزیمت پاکر بھاگے وہ پیچھے تعاقب مین گیا مرہٹون نے فوج مغلیہ کو تین چار کروہ اپنی طرف کھینچا۔ پھر سات آٹھ ہزار سوار غنیم کے نمودار ہوئے اور ہجوم کرکے کارزار کرنے لگے۔ آغر خان انپر ایسا گرا جیسے کہ بھیڑون پر شیر گرتا ہے ہر طرف وہ تلوار سے انکا منہ پھیرتا تھا اور تین مرہٹون کے نامی سردار مقابلہ کرکے مارے گئے اب غنیم کو شکست عظیم ہوئی دلیر خان نے آغر خان پاس آن کر اسکی تحسین و آفرین کی۔ آغر نامہ مین لکھا ہے کہ

شعر چو دشمن بہ گردید عاجز ز جنگ + براہ گریز آمدہ بے درنگ
دلیر خان رسید از قفا آن زمان + بکرد آفرین بر جہان پہلوان

دو نشان اور بہت چھتریان ہاتھ آئین۔ پونہ تک جو اصل سیواجی کا مکان و ملجا ہے تاخت کی۔ اور بہت غنیمت ہاتھ آئی۔ آغر خان ثانی نے اپنے باپ کی فتح نمایان کی یادگار کے لیئے مرہٹون کے نشانون کو اپنے پاس رکھ چھوڑا ہے۔

[illegible]

پادشاہ سے عرض کیا گیا۔ پشاور اور کابل کے درمیان غریب خانہ کی منزل مین کابل کے صوبہ دار محمد امین خان کی افغانون کے سردار ایمل خان اور اور سردارون سے جنگ عظیم ہوئی۔ افغانون نے مور و ملخ کی طرح جمع ہو کر آپس مین اتفاق کر لیا تھا۔ اس جنگ مین محمد امین کا بیٹا اور داماد اور اسکے عمدہ نوکر اور بہت سے پادشاہی آدمی کام مین آئے اور بہت افغان بھی قتل ہو

محمد امین خان کو ہزیمت ہوئی اور نوبت یہان تک آئی کہ تمام بھیر اور خزانہ اور
ہاتھی اور اور اسباب سب لٹ گیا اور سردارون اور ہمراہیون کے قبائل و ناموس
افغانون کے دستگیر ہوئے اور ہزار خرابی سے محمد امین خان اور ایک جماعت زندہ
اس مہلکہ سے برآمد ہوئے اور بہت روپیہ لیکر افغانون نے محمد امین خان کی چھوٹی
بیٹی کو بعض عورات کے ساتھ چھوڑا کہتے ہین کہ صلح کے بعد والدہ محمد امین خان اپنے
خردسال بیٹے کے ساتھ محمد امین خان پاس آئی۔ مگر غیرت و خجالت کے مارے اپنے
شوہر پاس آنا نہین قبول کیا بہین سادہ لباس و کرتہ پہن کر معبود کی عبادت مین مصروف
ہوئی۔ ایمل خان نے کوہستان مین اپنے نام کا سکہ چلایا اور ایمل شاہ زبان زد
خلائق ہوا۔ اس خبر سے بادشاہ کی خاطر کو زیادہ ملال ہوا ۱۶ سنہ جلوس کے آخر
مین بادشاہ کابل کی طرف روانہ ہوا۔ اور آغر خان کو بطریق ایلغار دکن سے
بلایا۔ اور فدائی خان کو کابل مین صوبہ مقرر کیا۔

ان دنون مین اسلام خان رومی حاکم بصرہ جسکو یہان کی اصطلاح مین پاشا
کہتے ہین ہندوستان مین آیا۔ اسکا سبب یہ تھا کہ خویشون اور بھتیجون کی نزاع
سے اسکی حکومت مین اس قدر خلل پڑا اور نزاع اور فساد و تعصب اس حد پہ پہنچا
کہ چند محلہ شہر و قریات کو جلا کر اور بیشمار شرفا و اکابر کے گھر مین آگ لگا کے۔۔۔
بندر سورت کی راہ سے بادشاہ پاس آیا۔ بادشاہ نے اسکو پنجہزاری چہار ہزار
سوار کرکے نقارہ اور لوازم امارت ہندوستان مین عطا فرمائے اور مہم
دکن مین بطریق کمکی خان جہان بہادر اور دلیر خان کے پاس بھیجا۔

اسی سال مین جعفر خان ج زیر مرگیا وہ خوش وضع اور بیزار امش تھا۔ اوسکی قوت
شامہ اور ذائقہ سب امیرون سے زیادہ تھی ایکدفعہ کوئی کن کا تربوز اسکے
سامنے رکھا تو اوسنے کہا کہ شیرینی اور شادابی و سگندگی اور نہ بجرمی اور گلابی
مین اس سے بہتر تربوز مین نے نہین دیکھا۔ مگر اس مین عیب یہ ہے کہ

اسلام خان رومی حاکم بصرہ کا آنا

جعفر خان کی وفات

کہ مچھلی کی بو کھانے کے وقت آتی ہے۔ کوکن میں فالیز میں مچھلی کی کھاد دیتے ہیں
تو وہ خوب نشو و نما پاتی ہے۔

سنہ ۲۶ جلوس مطابق سنہ ۱۰۸۳ میں خان جہان کی لڑائی بہلول خان بیجاپوری
کی فوج سے قصبہ بلکھیر میں ہوئی جو بیجاپور سے چار منزل پر ہے گرانٹ ڈف صاحب
نے اسکو گلبرگہ سے جنوب مشرق میں تیس میل کے فاصلہ پر لکھا ہے) دلیر خان
ہراول تھا اور اسلام خان رومی رفیق تھا کارزار صعب ہوئی ایسی حالت
میں کہ اسلام خان رومی نے تردد نمایان کیا تھا اور فوج خصم کا غلبہ حد سے
زیادہ تھا اور چاروں طرف سے افواج پادشاہی گھری ہوئی تھی۔ باروت تقسیم کرنے
کے وقت اسلام خان کی سواری کے ہاتھی کے پاس باروت میں آگ لگ
گئی فیل و فیلبان کو شعلۂ آتش کا صدمہ پہنچا فیلبان کے اختیار سے فیل باہر
ہوا اور اسلام خان کو بیجاپور کے لشکر میں لے گیا۔ اسکو ہاتھی سے اتار کر قتل کیا
اس جنگ میں بہت سے پادشاہی کارخانے تاراج ہوئے اور دلیر خان و
و خان جہان بہادر کی فوج کی ایک جماعت ماری گئی۔ کئی گروہ تک آدمیوں کے
سر اور ہاتھیوں کی سونڈیں دلاوروں کے گوی و چوگان تھے۔ آخر الامر
فوج پادشاہی اس مرتبہ پر تنگ ہوئی کہ جس راہ سے چار پانچ روز میں و
ہاتھیوں اور گھوڑوں کی پیٹھ پر دکنیوں کے تعاقب میں گئی تھی۔ پھر
اسی راہ سے قدم بقدم تین ہفتہ میں الٹی آئی۔ اوائل سنہ ۲۷ جلوس میں حسن
ابدال میں پادشاہ کو اس شکست کی خبر ہوئی وہ افغانوں کی تنبیہ میں مصروف
تھا اسلئے دکنیوں کی تنبیہ کو اور وقت پر موقوف رکھا۔

پادشاہ کے حکم سے آغرخان ایلغار کرکے تین چار مہینے کی راہ کو چالیس روز میں
طے کرکے حسن ابدال میں پادشاہ پاس پہنچا اور مورد آفرین ہوا۔ پادشاہ نے
چند بندۂ کارزار دیدہ چار پانچ ہزار سواروں کے ساتھ آغرخان کے ہمراہ کئے

اور دو لاکھ روپیے نقد عطا کیے اور افغانون کی تنبیہ کے لئیے روانہ کیا۔ آغرخان
جب پشاور مین آیا تو چند افسوس مہمند نے اتفاق کر کے آغرخان پر شب خون مارا اُسنے
بہت سے آدمی مار کر انکو بھگا دیا اور انکا تعاقب کیا اور تن سے سر کو جدا
کیا اور زمین کو سوار سے خالی کیا۔ تین سو سوار اُنکے مارے اور دو ہزار زن و مرد
اسیر کیے اور مال و مواشی بہت سے ہاتھ آئے۔ افغانون نے بہت روپیہ دیکر
اپنے قیدیون کو چھڑا لیا۔ پادشاہ کو یہ خبر ہوئی تو آغرخان کو خلعت و اضافہ
مرحمت کر کے عنبر مین بھیجا کہ وہان افغانون کا استیصال کرے۔ خدائی خان
صوبہ دار کابل کو بھی حکم بھیجا کہ وہ آغرخان کی ہراولی افغانون کی گوشمالی مین
کرے۔ آغرخان جسطرف رخ کرتا کشتون کے پشتے لگا دیتا۔ چالیس ہزار
افغانان خیبری وغیرہ نے جمع ہو کر علی مسجد کی منزل کے قریب آغرخان پر شبخون مارا
مغل خبردار ہو کر افغانون سے لڑے اور بہت دیر تک لڑائی رہی طرفین کی جماعتین
قتل ہوئین آغرخان کے زخم کاری لگا۔ اس زخمی ہونے پر بھی اُسنے بہادرانہ
حملہ کیے اور افغانون کو ہزیمت دی اور مقتولون کے اسلحہ اتار لیے اور وہ اسیر
افغانون کے سر پر رکھے اور اُنکے رسیون سے ہاتھ باندھ کے اپنے گھوڑون کے آگے
رکھا۔ ہزارون افغان اسیر او کشتہ ہوئے۔ اور باقی جیسے پہاڑون و درون
مین بھاگ گئے۔ آغرخان نے فتح کی عرضداشت اور بہت سے سر اور اسیر
پادشاہ پاس بھیجے۔ پادشاہ نے خلعت مع اضافہ و مومیائی اور تعویذ
اپنے ہاتھ سے لکھ کر اسکے پاس بھیجا جسنے چشمون کو حسد ہوا خصوصاً ہندی
نژادون کو جو اسکے ہمراہ تھے۔ باوجود اس طرح مغلوب ہونے کے پھر مور و
ملخ سے زیادہ افغان جمع ہوئے اور دریائے قلعتین ملجا و پناہ اپنی بنا کے مسافرین
و فوج شاہی کی آمد و رفت کے سد راہ ہوئے اور آغرخان کے ہمراہیون کا
حسد و نفاق اور اس گروہ کے فساد کا سبب ہوا۔ آغرخان نے ہراول بنگش

فدائی خان کو پیشاور سے جلال آباد مین پہنچا دیا۔ پھر فدائی خان نے آغرخان کو بہ پانچ ہزار
سوار دیگر ملک نیابہار کے بندوبست کے لئے بھیجا۔ جو افغانون کے قبضہ مین آگیا تھا
اور خود کابل گیا۔ یہان بھی اُسنے غلزئی افغانون کو لڑکر ٹھکانے بنایا۔ نیکبہار کے
افغانون نے زینہار مانگی۔ راہ جاگ جسکو انہون نے مسدود کر رکھا تھا جاری ہوئی
تیس چالیس ہزار پیادہ و سوار افغانون نے جمع ہوکر غافل آغرخان پر شبخون مارا مغلون
نے اسکا مقابلہ کیا سہ پہر تک لڑائی رہی۔ بہت افغان کشتہ و زخمی ہوئے اور باقی
بھاگ گئے۔ فدائی خان نے جب کابل سے پیشاور مین آنا چاہا تو افغان جمع ہوکر اسکے
سدراہ ہو۔ محاربہ عظیم ہوا۔ فدائی خان نے آغرخان کی ہمچشمون کی حسد کے
سبب الوس عرب کے رؤسا مین سے ایک کو ہراول بنایا تھا وہ مارا گیا اور فوج ہراول کو
ایسی ہزیمت ہوئی کہ تمام ہاتھی و توپخانہ و بہیر و ناموس و مال مردم لٹ کر بسبب
افغانون کے تصرف مین آیا۔ ناچار سریع التسیر قاصدون کو آغرخان پاس بھیجا
اور اسکو بلایا وہ چند ہزار سوارون کے ساتھ ایلغار کرکے آیا کتل جاگ پر سخت لڑائی
ہوئی اس قدر تیر و گولہ و بندوق و سنگ پہاڑ کے اوپر سے آئے کہ بادشاہی فوج پر
کار تنگ ہوا لیکن آغرخان کی سعی سے افاغنہ نے ہزیمت پائی اور فدائی خان جلال آباد میں
پہنچا اور حکم کے بموجب اُسنے تھانے بٹھائے اور راہ کے مابین نئے قلعے بنائے بادشاہ
آخر سنہ یا سنہ ۱۹ جلوس مین حسن ابدال سے دار الخلافہ کو متوجہ ہوا فدائی خان کو بدل کر
امیر خان پسر خلیل اللہ خان کو کابل کا صوبہ دار کیا اور شاہزادہ محمد معظم کو حکم دیا کہ
امیر خان کے بندوبست تک کابل مین توقف کرے اور اسکی امداد و معاونت مین
کوشش کرے۔ آغرخان کو مع مہاراجہ جسونت سنگھ کے امیر خان کے ساتھ مقرر کیا
امیر خان پیشاور مین آیا اور افغانون کی تنبیہ مین مشغول ہوا۔ کچھ مدت کے بعد
بادشاہ کے حکم سے شہزادہ لاہور کی طرف روانہ ہوا۔ نیکبہار مین مہمندون کو
آغرخان نے مصالح جمع کرکے قلعہ آغرآباد تیار کیا۔ جب افاغنہ مین اس قلعہ کے بنانے

خبر مشتہر ہوئی تو وہ اس قلعہ کو اپنے حق مین خلل انداز سمجھے تو پھر وہ جمع ہوئی امیر خان کو
اسکی خبر ہوئی - اُسنے سید محمد رضا داروغہ توپخانہ اور ایک ہزار سوار و توپخانہ
پادشاہی اسکی کمک کے لئے بھیجے - آغر خان نے بھی خبر پاکر فوج کو مرتب کیا ایک طرف
اپنے سگے بھائی منگری وردی خان کو بہت سے لشکر کے ساتھ اور دوسری جانب
مین راجپوتون اور افغانون کو بسرداری سلطان زاد ہای گھکر مقرر کیا اور افغانون
کی سپاہ کے مقابل آیا اور معرکہ کارزار کو آراستہ کیا اسطرف ایمل خان مغان کے
چند سردارون اور ممن داروغہ کے ساتھ بادشاہی فوج کے مقابلہ مین آیا محاربہ عظیم ہوا
ہر طرف سردارون کے سر گیند کی طرح لڑھکتے پھرتے تھے - فیلان رزم جو او افغانان
پلنگ خوی مین حملہ آوری ہوئی - افغانون کے حملون سے افواج پادشاہی تنگ ہوئی
اور قریب تھا کہ صدمہ عظیم آغر خان کے لشکر کو پہنچتا لیکن اسنے اور اسکے بھائیون اور
خویشون نے جوانمردی کر کے فتح پائی - کہتے ہین کہ دوبارہ افغانون کے غلبہ سے لشکر شاہی
کو چشم زخم عظیم پہنچا - لیکن آغر خان قلب لشکر سے گھوڑا دوڑا کر آیا اور حملہ کیا اور
ایمل خان کے سامنے آیا اور دست و گریبان کی نوبت پہنچی ایمل خان مارا جاتا تھا
مگر اسکے آدمی بچا کر لے گئے افغان ایسے ڈر کر بھاگے کہ غارون مین اور جانورون کے
بھٹون مین جا کر چھپے اور مغلون نے انکے نشان پا پا کر انکو ان سوراخون سے نکالا
تو ان مردہ سورتون مین جان کا اثر باقی نہ تھا - آغر خان نے اس فتح نمایان کے
چند مقتولون کے سترہ سو سر اور بہت سے اسیر بادشاہ پاس بھیجے - بادشاہ نے
اضافہ کر کے آغر خان کو چار ہزاری سہ ہزار سوار کا منصب دیا اسکے بھائی
منگری وردی خان اور سپاہیون کو انکے مراتب اور خدمات کے موافق منصب و انعام
دیا اس سرزمین مین آغر خان کا نام ایسا افغان کشی اور شمشیر زنی مین زبان زد خاص
وعام ہوا کہ افغانون کے بچے جب سوتے نہ تھے یا روتے تھے تو اسکے نام سے ڈرائے
جاتے تھے - شاہزادہ محمد اعظم پاس حکم گیا کہ آغر خان و راجہ جسونت سنگھ کو

امیر خان کی کومک کے لئے چھوڑ کر تم لاہور مین چلے آؤ۔ بادشاہ سنہ ۱۴ جلوس مین لاہور مین آیا۔ بادشاہزادہ محمد سلطان ان دنون مین اجل طبعی سے مرگیا۔

قاضی عبدالوہاب کی وفات

جب بادشاہ حسن ابدال سے مراجعت کرکے آتا تھا تو قاضی عبدالوہاب اسکے ہمراہ تھا۔ اسکا راہ مین انتقال ہوا اسکے چار بیٹے تھے انمین بڑا بیٹا شیخ الاسلام تھا حلیہ صلاح و فلاح سے آراستہ اور علم با عمل و دیانت و نیک نفسی اور ذخیرہ عافیت بخیری جمع کرکے اسم بامسمی کہا جاتا تھا۔ فی الواقع جرگہ قضات مین مثل اسکی نیک سرشت کمتر ہوے ہین اسکے باپ کا کل متروکہ دو لاکھ اشرفی اور پانچ لاکھ روپیہ نقد سوا جواہر اور املاک وافر کے تھا۔ اسمین سے جو کچھ اوسکے حصہ مین آیا اسمین سے ایک دام و درم نہ لیا اسمین سے بہت کچھ زر عذاب پدر کی تخفیف کے لئے مستحقوں اور محتاجون کو پہنچایا باقی بھائیون اور ورثا مین تقسیم کردیا۔ ہرچند اسنے تعلقہ قضا کے قبول کرنے سے ابا کیا۔ مگر بادشاہ نے اسکو خوشامد درامد سے مقرر کیا۔

فتح سالیر

مہیر بکلانہ سے چھہ کروہ قلعہ سالیر ہے وہان سید منور علی قلعہ دار تھا سنہ ۱۴ جلوس مین خان جہان بہادر کی عملداری مین قلعہ دار کے وابستہ اورنگ آباد سے آتے تھے کہ مرہٹون نے انکو گرفتار کرلیا۔ چند آدمی مستورات کی حمایت مین قتل ہوئے مرہٹے ان مستورات کو گرفتار کرکے قلعہ کے نیچے لائے۔ اور قلعہ دار سے سوال کیا کہ قلعہ خالی کردو ورنہ تمہارے ناموس کی بے ناموسی کی جاتی ہے۔ قلعہ دار نے روپیہ دیکے عیال کو خلاص کرانا چاہا مگر فائدہ نہ ہوا۔ قلعہ دار نے یہ خیال کرکے کہ قلعہ سے نکل کر تلوار سے لڑنے مین اور مرنے مین قلعہ ہاتھ سے جائیگا اور اہل و عیال جو گرفتار ہین انکی بے ناموسی زیادہ ہوگی اور خلاصی کی امید متعذر ہے چار و ناچار آبروے ناموس کے بحال رکھنے کو منصب کے بحال نہ رکھنے اور بادشاہ کے اعراض پر مقدم جانا۔ قلعہ کو خالی کرکے مرہٹون کے حوالہ کیا۔ اس طرح صوبہ خاندیس کا مشہور قلعہ بلا تردد تیغ و سنان مرہٹون کے تصرف مین آیا۔ فی الحقیقت بندر سورت سے اورنگ آباد تک لب دریا ان لوگون کا

قزاقی اور تاخت سے قافلہ کی آمد ورفت کی راہ مسدود تھی اور انہون نے نکلانہ کے او دو
تین قلعون پر تصرف کر لیا تھا جب پادشاہ کو یہ حال معلوم ہوا تو اُسنے قلعہ دار کو معضوب
اور بے منصب کر کے اپنے پاس بلایا اور دلیر خان جو خانجہان کی جگہ دکن کا صوبہ دار ہو گیا
تھا لکھا کہ قلعہ کا محاصرہ کر کے فتح کرے دلیر خان تو خانہ اور بہت سپاہ لیکر پاے قلعہ مین آیا
بہت تردد کیا اور ایام محاصرہ مین امتداد ہوا کچھ فائدہ نہ ہوا اور اس ضلع کی ناموافقت آب
ہوا سے بہت آدمی ضائع ہو گئے جب پادشاہ کو یہ حال معلوم ہوا دلیر خان کو لکھا کہ محاصرہ
کو چھوڑ دے۔

ذکر عدالت پروری بادشاہ

سنہ ۲۲ مین پادشاہ نے از راہ حق پرستی وعدالت گستری حکم فرمایا کہ حضور مین اور شہرون
مین منادی کرین کہ کسی کا دعوی شرعی پادشاہ پر ہو وہ حاضر ہو کر وکیل پادشاہ سے رجوع کرے
اور اثبات کے بعد اپنا حق لے لے اور حکم دیا کہ پادشاہ کی طرف سے وکیل شرعی انکے لئے حضور مین
اور بلاد دُور دست مین مقرر ہون۔ تاکہ خلق اللہ جو حضور مین آنے کی دست رس نہین رکھتی وہ انکے
ذریعہ سے اپنی حق رسی کا دعوی کرین۔ جب یہ خبر منتشر ہوئی تو اتفاق سے محمد محسن نام پسر
حاجی زاہد ملک التجار بندر سورت اور پسر بیرجی بہورہ جو عمدہ تجار بندر مذکور مین سے ایک تھا
یہان موجود تھے وہ غیاث الدین خان متصدی سورت کی تعدی کی شکایت کرنے آئے تھے
سلطان مراد بخش نے جب احمد آباد مین سکہ اور خطبہ اپنے نام کا جاری کیا تھا اور خواجہ شہباز نے
قلعہ کی تسخیر کے بعد بندر سورت کے تجار سے دس لاکھ روپیہ قرض لیا تھا۔ حاجی زاہد
اور بیرجی بہورہ نے پانچ لاکھ روپیہ قرض دیا تھا اور محمد مراد بخش نے اپنی مہر لگا کے ان کو
تمسک لکھ دیا تھا شہباز اس روپیہ کو خرچ مین نہین لایا تھا۔ صندوقون مین وہ سر بمہر تھا۔
جب محمد مراد بخش مقید ہوا تو یہ روپیہ سر بستہ بجنسہ خزانہ سرکار مین داخل ہوا جب محمد محسن نے
پادشاہ کی عدالت پروری کا حکم یہ سنا تو اصالتہ اور پسر بیرجی بہورے کی طرف سے
وکالتہ اس روپیہ کا دعوی محمد علی خانسامان کی معرفت پیش کیا کہ اس قدر روپیہ پادشاہ
پر ہمارا آتا ہے پادشاہ نے فرمایا کہ دعوی اپنا ثابت کرو اور روپیہ لے لو انہون نے

التماس کیا کہ یہ اثبات شرعی ہو یا اثبات دیوانی بادشاہ نے کہا کسی صورت
سے دعویٰ ثابت ہو مین حق ادا کرونگا۔ فتاوی عالمگیری کے موافق یہ اثبات
پیش ہوا کہ جب متروکہ میت پر وارثون مین سے کوئی متصرف ہو تو میت کا دین
ادا کرنا اسپر واجب ہے اور بموجب داخلہ خزانہ کے ثابت تھا کہ محمد مراد بخش کا
پانچ لاکھ روپیہ خزانہ شاہی مین داخل ہوا۔ بادشاہ مقدمہ کا مطالعہ فیصلہ
کے لئے کر رہا تھا کہ محمد محسن نے کہا کہ ہم ہندون کا حق موافق ہمارے التماس کے
حضرت پر ظاہر ہو گیا۔ یہ روپیہ حضور پر نثار کرتے ہین۔ بادشاہ نے فرمایا کہ
محمد محسن اپنا زر حق ہمکو بخشتا ہے ایک گھوڑا اور فیل اور خلعت اسکو مرحمت ہوا
اور غیاث الدین خان بندر سورت سے تبدیل کیا جائے۔ اور ہمارے پاس
آئے۔ ان ہی دنون مین حکم ہوا کہ جب مسلمان بادشاہ سے ملاقات کرین تو سلام
شرعی سلام علیک پر اکتفا کرین۔ کفار کی طرح سر پر ہاتھ نہ رکھین احکام بھی
طریقہ انام اور مردم خاص و عام کے ساتھ یہی طریقہ برتین اور صوبہ دارون
اور احکام صوبہ جات کے نام حکم صادر فرمایا کہ وہ ہندو پیشکارون اور اہل دیوان
کو برطرف کرین اور انکی جگہ مسلمانون کو مقرر کرین اور اہل دیوان کو حکم ہوا کہ محالات
خالصہ مین کروری مسلمان مقرر ہوا کرین۔ اس سال سے عالمگیر کی طرف سے
ہر شہر مین و اطراف مین وکیل شرعی مقرر ہوئے اور وہ محکمہ مین قاضی کے
ہمراہ بیٹھے۔ عدم سیاست کے سبب پیشکاری احکام مین ہندو نہین موقوف ہوئے
مگر بعض بلاد مین ہندو کروری موقوف ہو گئے۔ پھر یہ قرار پایا کہ دفتر دیوانی کے
جملہ پیشکارون اور سرکاری بخشیون مین ایک پیشکار مسلمان اور ایک ہندو مقرر ہو۔
۱۵ سنہ جلوس یعنی ۱۰۸۲ھ مین ایک عجیب ہنگامہ برپا ہوا۔ ہنود کا ایک فرقہ فقیرون
کا تھا جنکو ست نامی کہتے تھے انکا نام منڈیہ زبان زد خلائق تھا۔ اطراف نارنول
اور میوات مین انکے چار پانچ ہزار خانہ دار تھے اگرچہ یہ فرقہ فقیرانہ لباس مین

رہتا تھا مگر زیادہ تر کسب پیشہ انکا زراعت و تجارت تھا۔ کم مایہ تاجرون کیطرح
وہ تجارت کرتے تھے۔ اور اپنے مذہب مین وہ سچ مچ ست نامی کا ترجمہ بنا چاہتے
تھے کسب حلال کرتے تھے مال حرام پاس نہ جاتے تھے اگر کوئی اُنپر شجاعت و حکومت کے
دعوی سے ظلم و تعدی کرتا تو وہ اسکے متحمل نہین ہوتے تھے اکثر ہتیار باندھتے تھے جب
بادشاہ حسن ابدال سے واپس آیا ہی تو ایکدن قصبۂ نارنول کے نزدیک ایک کسان جو زراعت
کرتا تھا اسکی ایک پیادے سے سخت گفتگو ہوئی جو خرمن کی نگہبانی کرتا تھا اور اس پیادے کے
ہاتھ کی لکڑی کی چوب سے ست نامی کا سر پھٹ گیا۔ اس فرقہ کے آدمیون نے پیادہ کے
سر پر انبوہ کیا اور اسکو مار مار کر مردہ کی صورت بنا دیا۔ جب شق دار کو یہ خبر پہنچی تو اس نے
اس جماعت کی گرفتاری کے لیئے پیادون کی جماعت کو مقرر کیا۔ ستنامیون نے جمع ہو کر
شقدار کی اس جماعت سے مقابلہ کیا اور کئی آدمیون کو زخمی کیا اور سب کے ہتیار چھین لیئے۔ اور
غالب رہے اور ہر ساعت انکی جمعیت بڑھنی شروع ہوئی۔ یہان تک کہ کار طلب خان فوجدار
نارنول کو خبر ہوئی بہت سوار اور پیادے شقدار کی امداد کے لئے اور ست نامیون کی
تنبیہ اور گرفتاری کے لیئے بھیجے انہون نے فوجدار کی جمعیت کے ساتھ مقابلہ کیا ایک
جماعت کو کشتہ و زخمی کیا اور سب کو ہزیمت دی اور یہان تک نوبت آئی کہ اطراف کے
زمینداروں کی کمک کی گرد آوری کی اور سابق و حال کی فوجون نے ست نامیون پر
چڑھائی کی کئی دفعہ لڑائی ہوئی۔ فوجدار مارا گیا۔ ایک جمع کثیر قتل ہوئی اور ست نامیون کا قبضہ
نارنول کے قصبہ پر ہوا۔ انہون نے تھانے بٹھائے۔ اس نواح کے دیہات سے محصول وصول کیا
جب بادشاہ شاہجہان آباد مین آیا تو اسکو اس آشوب فساد کا حال معلوم ہوا تو اسنے فوجین
انکے لئے بھیجین جو فوج گئی وہ غارت و تاراج ہوئی مشہور یہ ہو گیا کہ انکو سحر و جادو
ایسا آتا ہے کہ لشکر شاہی کا جو تیر اور گولہ اور گولی جاتے ہین وہ انکے بدن پر اثر نہین کرتے
اور جو وہ تیر اور تفنگ چھوڑتے ہین وہ فوج شاہی مین سے دو تین آدمیون کو نیچے
گرا دیتا ہے اور چند کلمات جنکے قبول کرنے مین عقل کو حیرت ہوتی ہے عوام الناس

بنام شہرت پکڑ گئی کہ وہ جادو کا گھوڑا لکڑی کا بناتے ہیں اور عورت کو اُسپر سوار کرتے ہیں اور وہ
اسپ جاندار کی طرح اُنکے ہراول میں پیش قدم ہوتا ہے اب نوبت یہ آئی کہ نامدار اولوالعزم
امرائے کارزار دیدہ سنگین فوجیں لیکر اس گروہ کے مقابل ہوتے ہیں اور ست نامی آگے
بڑھکر اُنسے لڑنے آتے ہیں۔ وہ لوٹتے اور مارتے اور جے جے پکارتے دہلی کے قریب پہنچے
اور اُنکے مقابلہ و مقاتلہ کے لئے افواج شاہی کو آگے بڑھنے کی تاب نہیں ہوتی اطراف
کے زمینداروں اور راجپوتوں نے فرصت وقت کو غنیمت گنا اور سرتابی کی اور
مالگذاری سے ہاتھ کھینچا اور شوخی کرنی شروع کی۔ غرض نائرہ فساد روز بروز بھڑکتا گیا
اور یہاں تک نوبت آئی کہ بادشاہ نے شہر سے باہر خیمے کھڑے کر دیئے اور اپنے ہاتھ سے
قرآن شریف کی وہ آیتیں لکھ کر دیں جنکی تاثیر جادو کے اثر کو بے تاثیر کرتی تھیں اور حکم دیا
کہ انکو علموں پر لگاؤ۔ آخر کار راجہ بشن سنگھ و حامد خان پسر مرتضیٰ خان نے بڑا اثر دکھایا
کئی ہزار ست نامی مار ڈالے باقی جو بچے بھاگ گئے فساد موقوف ہوا۔ مگر اطراف کے زمینداروں
نے سرتابی کی صوبہ اجمیر اور نواح اکبر آباد میں انتظام میں خلل آیا۔ بادشاہ نے اجمیر میں
جانے کا ارادہ کیا کہ زیارت بھی ہو اور راجپوتوں کی تنبیہ بھی کی جائے۔ اجمیر کو فوج
روانہ کی۔ یہ حال تو خافی خان نے لکھا ہے جسکی عادت ہے کہ مخالفت مذہبی کے سبب سے
بادشاہ کی برخلاف ایسی دلچسپ داستان سرائی کیا کرتا ہے مآثر عالمگیری میں لکھا ہے
کہ یہ سانحہ بھی حیرت افزا ہے کہ ایک طائفہ بے سر و پا زرگر و درودگر و کناس و دباغ
اور اراذل اور اجلاف اصناف محترفہ خود پرست ہوا اور بادشاہ سے باغی ہوا اور
خود اپنے پاؤں سے دام میں گرفتار ہوا اس داستان کی تفصیل یہ ہے کہ سرزمین میوات سے
ایک فرقہ زمین سے چیونٹیوں کی طرح اور آسمان سے ٹڈیوں کی طرح نمودار ہوا۔ یہ فرقہ
اپنے تیئن زندۂ جاوید جانتا تھا اور ستر جون بدلتا تھا۔ نارنول کی نواح میں اس فرقہ کے
پانچ ہزار آدمیوں نے مبادرت اختیار کی اور قصبات اور پرگنات کو لوٹنا شروع کیا
طاہر خان فوجدار نے اپنے میں اُنسے لڑنے کی سکت نہ دیکھی وہ حضور میں آیا۔ بادشاہ نے

اس فرقہ کے استیصال کا عزم مصمم کیا۔ ۲۶ ذی القعدہ ۱۰۸۲ھ کو رعدانداز خان کو فوج کا توپخانہ کے ساتھ اور حامد خان کی جماعت خاص اور پانسو سوار تابینوں کے ساتھ اور سید شفیع خان اور یحیے خان رومی وغیرہ کو انکی سرکوبی کے لیے روانہ کیا۔ جب فوج اس سرزمین میں آئی غنیم آگے سے لڑا۔ باوجودیکہ اس پاس مصالحہ کارزار نہ تھا مگر فرقہ مہابھارت کی سی لڑائی لڑا۔ اہل اسلام انپر حملہ آور ہوئے اور انکو مارا اور بڑی سخت لڑائی ہوئی۔ رعدانداز خان و حامد خان و یحیے خان نے بڑے تردد کئے اور اکثر بہادر مسلمان شہید اور بہت آدمی مجروح ہوئے۔ عاقبۃ الامر مسلمانوں کو فتح ہوئی اور انھوں نے ست نامیوں کا تعاقب کیا۔ اس سرزمین میں انکا نام و نشان مٹایا اور امرا شاہی کو اس خدمت کے صلہ میں پادشاہ نے بڑا انعام دیا۔

پادشاہ نے حکم دیا کہ مطیع الاسلام اور دارالحرب میں تفریق ہونے کے لئے ہندوؤں سے کل صوبجات میں جزیہ لیا جائے۔ جب یہ خبر منتشر ہوئی تو دارالخلافہ اور اطراف کے ہندو لاکھوں جھروکہ کے نیچے دریا کے کنارہ پر جمع ہوئے اور بہت ضعف نالی کی اور اسکے معافی کے لئے کہا۔ مگر پادشاہ نے کچھہ نہ سنا۔ جب جمعہ آیا اور پادشاہ سوار ہوکر جامع مسجد کو جانے لگا تو قلعہ اور جامع مسجد کے درمیان ہندوؤں نے ازدحام کیا جزیہ کے لئے واویلا مچائی ہندوؤں کے ہجوم نے پادشاہ کو ایسا گھیر لیا کہ پادشاہ کو مسجد تک جانا مشکل ہوگیا۔ مگر اُسنے انکی فریاد سننے کے لئے کان سن اور بہرے کر لئے اور بھیڑ کے سبب جب راہ نہ ملی تو ہاتھیوں سے اس طرح چیر پھاڑ کر رستہ نکالا کہ کچھ آدمی گھوڑوں اور ہاتھیوں کے پیروں کے تلے کچل کر پس گئے۔ ناچار ہندو اپنے گھر چلے گئے پھر دم نہ مارا۔ جزیہ دینے لگے۔

مرزا قوام الدین خلیفہ سلطان کا بھائی تھا اور خلیفہ سلطان مازندران کا شاہزادہ تھا۔ جب شاہ ایران نے مازندران کو تسخیر کیا اور خلیفہ سلطان کو اپنا وزیر بنایا تو مرزا قوام الدین کی اپنے بھائی سے نہیں بنی اور وہ پادشاہ پاس

چلا آیا۔ بادشاہ نے سکو دارالسلطنت لاہور کا صوبہ مقرر کیا اور پنجہزاری سہ ہزار سوار کا منصب دیا۔ بادشاہ کی حمایت کے سبب قضات امور شرعی مین بڑا استقلال رکھتے علی اکبر پورب کا رہنے والا یہان قاضی تھا اور وہ صوبہ دارون کے ساتھ بدمجشی کرتا تھا مرزا قوام الدین اور قاضی دونو کی آپس مین ٹھنی اور سخت گفتگو ہوئی اور بادشاہ پاس مرزا نے شکایت لکھ بھیجی۔ مرزا نے کوتوال کو بھیجا کہ قاضی کو پکڑ لائے جب کوتوال قاضی کو پکڑنے گیا تو اسنے مقابلہ کیا اور وہ خود اور اسکا بھانجا اور بیٹا مارا گیا۔ لاہور کے آدمیون نے قاضی کے کشتہ ہونے کے بعد صوبہ دار اور کوتوال پر ہجوم کیا اور انکا راستہ بند کیا۔ بادشاہ کو حقیقت حال معلوم ہوئی تو اُسنے مرزا قوام الدین کو لاہور سے بدل دیا اور کوتوال کو اپنے پاس بلا کر قاضی کے وارثون کو حوالہ کیا کہ وہ قصاص لین۔ مرزا قوام الدین بھی اس مقدمہ میں قاضی کے حوالہ ہوئے اس کشمکش مین امراض جسمانی اور آلام روحانی نے اجل طبعی کو بلایا۔

راجہ جسونت سنگھ کا مرنا اور اسکی اولاد

جزیہ نے مذہبی عداوتون کی آگ کو پہلے ہی سے بھڑکا رکھا تھا اب یہ چھینے بعد ایک واقعہ نے اور اُس پر روغن ڈالا کہ راجہ جسونت سنگھ جسکا حال بہت کچھ پڑھ چکے ہو وہ کابل مین کوئی صوبہ دار تھا۔ یہان اس دار نا پائدار سے وہ کنارہ کش ہوا اس کے بھائی بندر جپوت اسکی رانی اور ننھے ننھے دو بیٹون کو ساتھ لیکر بے اذن شاہی اور صوبہ دار کابل کی بے دستک راہداری وطن جانے کے لئے چل کھڑے ہوئے معبر اٹک میر بحر انکے پاس دستک نہ ہونے کے سبب سے مزاحم ہوا۔ راجپوتون نے جنگ کی اور غالب ہوکر کسی پایاب راہ سے پار اُتر آئے۔ شاہجہان آباد بر سر راہ تھا۔ ناچار یہان وارد ہوئے۔ عالمگیر نے انکی یہ خبر سُنکر اور اپنے کینہ دیرینہ کو جو جسونت سنگھ کے ساتھ تھا کار فرما کر کوتوال کے نام حکم صادر کیا کہ انکی فرودگاہ پر پہرے بٹھا دے چند روز بعد راجپوتون نے اپنی ذاتی شجاعت کے سوا یہان فند و فریب کی قدرت دکھائی کہ بادشاہ سے درگا داس اور چند سرداروں نے جانے کی رخصت مانگی بادشاہ نے اس سبب سے کہ آدمیون کے کم ہو جانے سے رانی اور لڑکون کو بسہولت

رکھنا زیادہ آسان ہو جائیگا انکی درخواست منظور کرلی۔ اُنہون نے راجہ کے لڑکون کو
غلامون کے لڑکون کی صورت اور غلامون کے لڑکون کو راجہ کے لڑکون کی شکل
بنایا۔ رانی کو مردانہ لباس اور لونڈی کو رانی کا زیور اور لباس پہنایا۔ یہان عورتون
کی پردہ نشینی کام کر گئی ورنہ اس کام کا ہونا مشکل تھا۔ سو مار راجپوتون کو خیمہ کے اندر بٹھاکر
اُنسے کہا کہ ہم رانی اور کنورون کو لیکر چلتے ہین اگر یہ راز کھل جائے تو تم ان جعلی لڑکون اور
رانیون کی حراست مین اس قدر کوشش کرنا کہ پانچ چھ گھنٹے اُس مین لگ جائین۔ انکے جانے
کے بعد دو تین پہر گذر گئے تو پادشاہ کو انکی خبر ہوئی اُسنے تحقیق کی تو کوتوال نے عرض کیا
کہ لڑکے اور رانیان خیمہ مین موجود ہین۔ پادشاہ نے جانے والون کے پیچھے آدمی دوڑائے
اور خیمہ کی رانی اور لڑکون کو قلعہ کے اندر بلایا اسپر راجپوتون نے کہا کہ ہم رانی اور لڑکونکو
نہین دینگے اُن کی عوض جان دینگے اسپر پادشاہ نے فوج بھیجی۔ راجپوت اُنسے مقابلہ
پیش آئے۔ بہت سے اپنے مخالفون کو مار کر مرے جو بچے وہ بھاگے جعلی رانیان اور
لڑکے پادشاہ پاس آئے اُسنے انکو حرم سرا مین بھیجا بیگمون نے انکو اپنا متبنیٰ بنایا۔ رانی کو
بیگمون کا پرستار بنایا اپنی غفلت چھپانے اور ہوشیاری دکھانے کے لئے پادشاہ
کو یقین دلایا کہ اصلی لڑکے اور رانی یہی ہین جو پادشاہ کے محل مین ہین درگا داس اور راجپوت
تو اس معرکے سے زندہ بچ کر پراگندہ ہو گئے مگر پھر جمع ہو گئے اور وطن کو چلے خیمہ سے رانی
ہونیکے سبب سے رانی کو اتنی فرصت ملی کہ وہ جودہ پور مین صحیح سلامت داخل ہوئی اور
اُسکے بڑے بیٹے اجیت سنگہ نے مارواڑ پر مدت تک سلطنت کی اور آخر دم تک وہ
اورنگ زیب کا دشمن رہا۔ پادشاہ مدت تک اس شبہ مین رہا کہ وہ راجہ کا اصلی بیٹا نہین
رانی نے فقط مہاراجہ کے نام باقی رہنے کے لئے اسکو بیٹا بنایا ہے اور اصلی اولاد
اسکی میرے پاس ہے مگر جب رانا نے اپنے خاندان کی لڑکی اجیت سنگہ سے بیاہی تو
اسکا شبہ دور ہوا۔ اور اُسنے جانا کہ جسونت سنگہ کا حقیقی بیٹا اجیت سنگہ ہے۔
کوئی لکھتا ہے کہ اس جعلی اولاد کی توقیر مین توفیر کرتا رہا۔ اور اُس نے آخر کو اُن کے

راجپوتون اور [illegible] پادشاہ کا [illegible]

استحقاق کے حیلہ سے جودھپور پر چڑھائی کی۔ ماثر عالمگیری مین لکھا ہے کہ
جب راج سنگہ رانا اودے پور نے مہاراجہ جسونت سنگہ کی رانی اور لڑکون کی
اعانت مین کمر ہمت چست کی تو اوائل ذی الحجہ ۱۰۹۰ کو پادشاہ اجمیر کو روانہ ہوا۔
اور رانا اودیپور کو فرمان تہدید آمیز لکھا کہ وہ جزیہ دینا قبول کرے اور راجہ
جسونت سنگہ کے فرزندان نا مشخص کو جودھپور کے علاقہ سے نکالے۔ جب پادشاہ
اجمیر مین آیا اُسنے ۶ محرم سنہ ۱۰۹۰ کو مہاراجہ جسونت سنگہ کے ممالک کے ضبط کے لئے
خان جہان بہادر کو بھیجا۔ وہ ۲۴ ربیع الآخر کو جودھپور سے واپس آیا۔ اُس نے
وہان بت خانون کو ڈھایا اور کئی چھکڑے بتون سے بھرے ہوئے پادشاہ پاس
لایا۔ مورد تحسین و آفرین ہوا۔ پادشاہ نے حکم دیا کہ بتون کو کہ اکثر مرصع و طلائی و
نقرئی و برنجی و مسی و سنگی تھے۔ دربار کے جلوخانے اور جامع جہان نما کے زینون کی
نیچے ڈالین کہ وہ پامال ہون۔ مدتون پڑے رہے اور پھر اُنکا نام و نشان بھی باقی
نہ رہا۔ مآثر عالمگیری مین واقعات سنہ ۲۲ جلوس ۱۰۹۰ مین لکھا ہے کہ جسونت سنگہ
کابل مین مرگیا اُسکا کوئی بیٹا نہ تھا۔ مرنے کے بعد اُسکے معتمد نوکرون سونانگ گیتا ٹھاکر اُسکا
بھائی اور رگھو اور درگا داس وغیرہ ہم نے پادشاہ سے عرض کیا کہ مہاراجہ راجہ کی دو
رانیان حاملہ ہین جب اسکے متعلقین لاہور مین آئے تو دو نو رانیون سے بیٹے پیدا
ہوئے۔ نوکران مسطور نے دونون بیٹون کے پیدا ہونے کی اطلاع پادشاہ کو
کی اور منصب و راج کے عطا کرنے کی درخواست کی۔ پادشاہ نے حکم دیا کہ دونو
بیٹون کو ہمارے پاس لائین جسوقت لڑکے سن تمیز کو پہنچینگے انکو منصب و راج عنایت
ہوگا۔ راجپوتون کا گروہ شاہجہان آباد مین آیا اور التماس مرقوم مین مبالغہ و الحاح
کیا اس اثناء مین ایک بیٹا باپ سے جا ملا (مرگیا) جب پادشاہ کو معلوم ہوا کہ اس
فرقہ کا فاسد ارادہ یہ ہے کہ پسر دوم اور دونو رانیون کو جودھپور لیجا کر لیجاوے
کیجیے تو ۱۲ جمادی الآخر سنہ ۱۰۹۰ کو حکم ہوا کہ حویلی روپ سنگہ راٹھور مین جو مہاراجہ کی

دو رانیان ٹھہری ہوئی ہین انکو مع پسر کے نورگڈھ مین لیکے آئین- فولاد خان کوتوال و
سید حامد خان وغیرہ اس لئے مقرر ہوئے کہ اس فرقہ گمراہ و فاسد باز رکھین اگر وہ نہ مانین تو
انکی گوشمالی کی جاے- حسب الحکم امرا کاربند ہوئے- لوازم اندرزنا و نصیحت ترغیب و ترہیب
ساتھ بجا لاے- مگر راجپوتون نے نہ مانا اور وہ لڑے اور بہت مرے اور بادشاہی
آدمی مارے- جب راجپوتون نے اپنا حال تنگ دیکھا تو انہون نے دو رانیون کو کہ مردانہ
لباس پہنے ہوئے تھین مار ڈالا اور پسر دوم کو کسی شیر فروش کے گھر مین چھپایا تھا اس کو
سرا سیمگی مین چھوڑکر فرار ہوئے- فولاد خان کو پسر دوم کی حقیقت معلوم ہوئی تو وہ
شیر فروش کے گھر سے اس بیٹے کو بادشاہ کی حضور مین لایا- بادشاہ نے حکم دیا کہ
راجہ کی لونڈیان جو اسیر ہو کر آئی تھین مین انکے ہمراہ وہ زیب النسا بیگم کے سپرد ہو اور لڑکے کا
نام محمدی راج رکھا جاے- خان مذکور دوسرے روز لڑکے کا زیور اور اشیا لایا-
اس آشوب مین راجہ کا اور دونو رانیون اور اور راجپوتون کا اسباب لوٹیرے لوٹا
کر لے گئے جو بچا وہ بیت المال کے کوٹھے مین داخل ہوا- دونو رانیون کی اور
رگھو ریئس راجپوتون او ہیرس و سرداران کی لاشین شمار مین آئین باقی چہارم جمادی الآخر
سنہ ۹۰ کو بھاگ کر جودھپور مین پہنچ گئے- درگا کے بہکانے سے راجپوتون نے دو جعلی
رانیون (جو مرگیا تھا) اور اجیت سنگہ راجہ جسونت سنگہ سے منسوب کئے اور
فتنہ انگیزی شروع کی طاہر خان فوجدار جودھپور ان سے عہدہ برآ نہ ہوسکا اور
اندر سنگہ بھی نظم و نسق نہ کرسکا- اسکو بادشاہ نے اپنے پاس بلا لیا- بادشاہ نے
سربلند خان کو جودھپور کی تسخیر کے لئے روانہ کیا- ۲۶ رجب کو بادشاہ سے
معروض ہوا کہ اجمیر کی فوجدار منور خان کی مہاراجہ کے نوکر راج سنگہ سے مٹھ بھیڑ
تا صبح لڑائی رہی بعد منور خان کو فتح ہوئی- راج سنگہ بہت آدمیون کے ساتھ مارا گیا
تو اسکے متعلقہ جودھپور کے معمورون کے سرکش راجپوتون کے پرگنات کے تاخت و تاراج
کے لئے افواج مقرر کین- رانا مین تاب مقابلہ مت نہ تھی اسنے وکلاء معتبر زبان دان

لائق کئی پیش کشون اور عرضداشت کے بھیجا اور اطاعت کا اظہار کیا اور جزیہ دینا قبول کیا۔ زر جزیہ کے عوض مین اپنے ملک مین تین پرگنے دینے اور فرزندان جسونت کی اعانت نہ کرنے کا وعدہ کیا اور عفو تقصیرات کی درخواست کی۔ پادشاہ نے خان جہان بہادر کو اس ضلع کے بندوبست اور باقی وصول کرنے کے لئے مقرر کیا اور خود دارالخلافہ کو مراجعت کی۔ اس اجمیر کے آنے جانے مین سات مہینے بیس روز سے زیادہ نہ لگے۔ چند روز بعد خبر آئی کہ رانا نے پھر تمرد اختیار کیا اور عہد و پیمان سے پھر گیا۔ خان جہان بہادر سے قرار واقعی بندوبست نہ ہو سکا تو جب ۷ جولائی ۱۶۷۹ء ۹۰۱۱ھ کو پادشاہ رانا اور اور راجپوتون کی گوشمالی کے لئے اجمیر روانہ ہوا۔ اس دفعہ رجپوتون کے مغلوب کرنے مین اپنی ساری فراست و کیاست کو کام مین لایا۔ پادشاہزادہ محمد معظم کے نام حکم صادر ہوا کہ وہ دکن سے اجین مین آئے اور حکم کا منتظر رہے اور بنگالہ مین شاہزادہ محمد اعظم کو لکھا کہ بطریق ایلغار میرے پاس آ جائے جب اجمیر کے قریب پادشاہ آیا تو رانا کی تنبیہ و تادیب کے لئے شاہزادہ محمد اکبر کو بھیجا اور شاہ قلی خان کو منور خان کا خطاب دیا اور اسکا اضافہ کیا اور امرا کار طلب اسکے ہمراہ کیئے اور اسکو پادشاہزادہ کا ہراول بنایا۔ رانا نے اس خبر کو سنکر اودے پور کو کہ حاکم نشین تھا ویران کیا اور اپنے اور جسونت سنگھ کے اہل و عیال و آدمیون کو ہمراہ لے کر دشوار گذار پہاڑون اور درون مین چلا گیا۔ شاہزادہ اکبر مامور ہوا کہ وہ درون مین راجپوتون کے استیصال کے لئے بعض امیرون کو بھیجے اور کچھ دلاورون کو رانا کے ملک اور زراعت کے تاخت و پامال کے لئے روانہ کرے جب پادشاہزادہ محمد معظم کی اجین مین آنے کی خبر ہوئی تو اسکے پاس حکم گیا کہ وہ متعلقہ رانا مین اودے ساگر پر مقیم ہو جو اجمیر سے اسی کوس ہے اور اپنے لشکر کو اطراف جودھپور مین مقرر کرے کہ جہان آبادی دیکھے اسکو ویران کرے۔ ان دنون مین حکم کے بموجب شاہزادہ محمد اعظم بھی چار ماہ کی راہ کو ایک مہینے

سے کم میں طے کرکے جریدہ اپنی فوج جنگی کے ساتھ آگیا اسکو حکم ہوا کہ رانا اور راٹھور کے تعلقہ اور دربار قلب میں جاکر راجپوتوں کے قتل و اسیر کرنے میں کوشش کرے اور فوج معین کرے کہ ملک رانا میں جو غلہ کی رسد پہنچتی ہی اسکو بند کرے اور زراعت نہ کرنے دی سو رانا کی مدد کے لیئے تعلقہ جسونت سنگہ سے پچیس ہزار سوار راٹھور اور راجپوت جمع ہو گئی۔ افواج شاہی کا مقابلہ شوخی سے کرتے تھے اور کبھی اور رسد غلہ پر تاخت کرتے تھے۔ بادشاہی چند ہزار سواروں کو دربار قلب کی طرف لے گئی اور انکو چاروں طرف سے گھیر لیا اور بہت سواروں اور پیادوں کا پتا نہ لگنے دیا۔ لیکن آخر کو راجپوت فوج اسلام سے مغلوب ہو گئے۔ راجپوتوں نے دروں کی سرراہ کو بند کر رکھا تھا اور کبھی کبھی پہاڑوں سے آن کر شاہزادہ کے لشکر پر غافل شب خون مارتے تھے لشکر بادشاہی خصوص منور خان اس جماعت کو تنبیہ کرتا تھا اور ملک کی خرابی میں اور بتخانوں اور عالی عمارات کے مسمار کرنے اور اشجار ثمردار اور باغات کے کاٹنے اور راجپوتوں کے زن و فرزند کے گرفتار کرنے میں جو غار و مغاک میں چھپے ہوئے تھے کوئی کسر باقی نہ رکھتا تھا۔ محمد امین خان صوبہ دار گجرات کے نام حکم گیا کہ اپنی فوج کے ساتھ جلد سرحد راجپوتیہ اور احمد آباد کے درمیان استقامت کرے اور جہان راجپوتوں کی خبر سنے اور پتا پائے انکو غارت کرے۔

جب رانا کے معاونوں کا کام تنگ ہوا غلہ نایاب زراعت کشت و کار مسدود ہوئی راٹھور راجپوتوں نے یہ تدبیر و تزویر کی کہ وہ اول شاہزادہ محمد معظم پاس گئی کہ اسکو اپنے جرائم کا شفیع بنائیں۔ یا بغاوت پر اسکو رہنمائی کرکے اپنا رفیق بنائیں۔ بادشاہزادہ نے انکی باتوں پر کان نہیں لگایا اور نواب بائی یعنی والدہ شاہزادہ کو جب اسکی خبر ہوئی تو اسنے بھی نصیحت کی اور منع کیا کہ کسی بات میں وہ راجپوتوں کی امداد اور معاونت سے آشنا نہ ہو۔ اور رانا کی

[illegible]

وکیلون کو اپنے پاس نہ آنے دے جب وہ اس شاہزادہ سے مایوس ہوئے تو شہزادہ
محمد اکبر کی طرف رجوع کی۔ راجپوتون مین درگا داس بڑا چرب زبان و حراف تھا
اُسنے اکبر پر بہت افسون افسانے پڑھ کر پھونکے۔ اور اسکو امیدوار کیا کہ
راجپوت چالیس ہزار سوار جرار آپ کی رفاقت کے لئے اور خزانہ بیشمار آپکے خرچ کے
واسطے موجود ہین۔ شہزادہ یہ سبز باغ دیکھ کر بتقاضائے ایام شباب اور رہنموئی
احباب بے راجپوتون کے دام مین گرفتار ہوا۔ بعض اسکے ہمراہی بھی اسکے ہمداستان
ہوئے۔ پادشاہزادہ نے باپ سے بغاوت اختیار کی۔ اس بغاوت کرنے کا
سبب اُسنے باپ ہی سے سیکھا تھا۔
ابتدا مین اس خبر کی شہرت اڑتی ہوئی شاہزادہ محمد معظم پاس گئی اسکو بھائی
سے یگانہ محبت تھی۔ اسکو نصیحت آمیز دو کلمے لکھے باپ کو اپنی عرضداشت مین اس
مضمون پر اشارہ کیا کہ راجپوت شہزادہ کے اغوا کے درپے ہین اس سے غافل نہ
ہونا چاہیئے۔ محمد اکبر کی طرف سے بادشاہ کو کوئی وسوسہ نہ تھا۔ مگر پادشاہزادہ
محمد معظم کی بدنامی حسن ابدال مین اس قسم کی ہوچکی تھی اور ابتدا مین جو راجپوت
برملے شاہزادہ کے پاس پیغام لائے تھے۔ اسکی خبر بھی بادشاہ سُن چکا تھا
اُسنے محمد اکبر کے حق مین محمد معظم کی تحریر کو محض افترا جانا اور جواب مین لکھا
کہ ہذا بہتان عظیم۔ حق سبحانہ تعالیٰ شمارا ہمیشہ بر صراط مستقیم رہبری نماید و
آلودگی سخن شنوی بدخواہان محفوظ دارد۔ جب یہ راز مخفی برملا ہوا۔ اور خیمہ
خیمہ مین سب چھوٹے بڑون کو یہ خبر معلوم ہوگئی کہ درگا داس تیس ہزار راجپوت
سوار لیکر اکبر سے مل گیا اور یہ خبر بھی آئی کہ محمد اکبر نے تخت پر جلوس کیا
اور سکہ جاری کیا اور منور خان کو ہفت ہزاری کیا امیرالامرا کا خطاب دیا
مجاہد خان اور اور عمدہ نوکرون کے جو اسکے ہمراہ تھے اضافہ کئے جنمین سے
بعض نے مجبور ہوکر مصلحتہً نہ قبول کئے سب کی تالیف قلوب کی۔ اور

اور بادشاہ کی طرف لڑنے کے ارادہ سے آیا۔ ان دنون مین بادشاہ کی فوج
راجپوتون کی تنبیہ کے لئے محمد اکبر کے ساتھ چلی گئی تھی۔ اسد خان و بہرہ مند خان کے
سوائے کوئی عمدہ امیر نہ تھا اور کل فوج مع خواجہ سرایون اور اہل دفتر کے
سات آٹھ سو سوار تھے اس وجہ لشکر مین تزلزل ہوا۔ ایک عجیب ہنگامہ برپا ہوا
محمد معظم کو بہ تاکید تمام فرمان بھیجا کہ بلا توقف مع تمام فوج کے بطریق ایلغار حضور
مین آؤ۔ بادشاہزادہ باپ کے حکم کے آتے ہی اسکی خدمت مین روانہ ہوا بھیر و
خدمہ محل کو خدا کو سونپا۔ دس روز کی راہ کو دو تین روز مین طے کرکے باپ پاس نو
دس ہزار سوار لیکر آگیا۔ ایک شہرت تھی کہ محمد اکبر ستر ہزار سپاہ لیکر باپ سے
مقابلہ کے لئے قریب آگیا ہے۔ کسی شخص کو بادشاہ کے لشکر مین امید نہ تھی
کہ اس بلا سے نجات ہوگی۔ بعض بدخواہون کے کہنے سے احتیاطاً دور بینی
کی وجہ سے محمد معظم کی طرف سے بادشاہ کے دل مین وسوسہ پیدا ہوا۔ تقاضای
وقت کے موافق توپ خانہ کا منہ محمد معظم کے لشکر کی طرف کرا دیا اور بیٹے کو
پیغام بھیجا کہ لشکر کو چھوڑ کر دونو بیٹون کے ساتھ ہمارے پاس آؤ۔ محمد معظم نے باپ
کے حکم کی تعمیل کی تنہا دو بیٹون کو لیکر خدمت مین آیا تو حضرت کو اسپر اعتبار آیا
ان باپ بیٹون کے لشکر مل کر بھی محمد اکبر کے ستر ہزار سوارون کا مقابلہ
نہیں کر سکتے تھے یہ عالمگیر کے لئے بڑا برا وقت تھا۔ مگر اسکی عقل سلیم باقی تھی
وہ یہ سوچا کہ محمد اکبر کا لشکر جو باغی ہوا ہے وہ فقط راجپوتون کے بہکانے اور
پٹیان پڑھانے سے ہوا ہے کوئی اسکو میری ساتھ عناد دلی اور بغض قلبی نہین
ہے اسکا راہ پر لانا مشکل نہین ہے اسلئے اسنے شہاب الدین پسر قلیچ خان کو بہ
طریق ہراولی بھیجا کہ وہ محمد اکبر کے لشکر کی خبر تحقیق لائے جسکو راجپوتون نے اپنے بندوبست
سے مسدود کر رکھا تھا اور اپنے سگے بھائی مجاہد خان سے خط و کتابت کر کی
وہ محمد اکبر کے ساتھ بہ تقاضاء وقت و مصلحت رفاقت مین شریک ہوا تھا۔

اور منتظر تھا کہ کوئی موقع ملے تو یہان سے نکل جائے جب اسکو اپنے بھائی شہاب الدین کے
نزدیک آنے کی خبر آئی تو اسنے محمد اکبر سے التماس کی کہ اگر حکم ہو تو مین جاکر اپنے بھائی کو ہمت
کرکے اپنے ساتھ لے آؤن۔ محمد اکبر نے اسکو اجازت دی نقد و جنس جو لے جا سکا وہ لے باقی
اسباب کو وہین چھوڑ بھائی پاس پہنچا اور دونو متفق ہو کر پادشاہ پاس آئے۔ پادشاہ کو انکے
آنے سے بڑی خوشی ہوئی۔ شہاب الدین کو شہاب الدین خان کا خطاب دیا۔ مجاہد خان
اکبر کے لشکر کی حقیقت اور موافق و منافق اور مجبور و غیر مجبور کی تعداد پوچھی کہ اس اثنا مین
محمد اکبر کے لشکر سے اور مردم شناس پادشاہ پاس آنے شروع ہوئے۔ مجاہد خان کے آنے
سے محمد اکبر کے لشکر مین خلل ہوا۔ خواجہ مکارم سلطان معظم کے نوکر نے محمد اکبر کے قراولون سے
دست یازی کی اسکے زخم لگا۔ اس طرف کے دو تین آدمیون کو زخمی کیا اسنے خبر پہنچائی کہ
محمد اکبر کے لشکر سے جدا ہو کر حضور مین تہور خان ہراول فوج چند آدمیون کے ساتھ آتا ہے
جب تہور خان گلال باری مین آگیا تو اسکو حکم ہوا کہ وہ ہتیار اتار کر حضور مین آئے۔
خان نے اسمین تعلل کیا تو محمد معظم خان نے اسکے مارنے کا اشارہ کیا وہ اپنے اظہار تہوری
اور ارادہ فاسد اور کسی اپنی مصلحت کے سبب محمد اکبر سے رخصت لیکر آیا تھا۔ پادشاہ
نے غصے مین آن کر تلوار ہاتھ مین لیکر کہا کہ کون اسکو منع کرتا ہے کہ وہ ہتیار لگا کر نہ آئے جب وہ
آنے لگا تو ایک ترک خان کی چھاتی پر ہاتھ رکھ کر اسکو منع کیا۔ خان نے اسکے مُنہ پر تھپڑ مارا اور
الٹا چلا کہ خیمہ کی رسی مین اسکا پاؤن اٹکا اور وہ مُنہ کے بل گرا کہ چارون طرف سے بزن
بکش کی آواز بلند ہوئی اسکو مار ڈالا اور سر کاٹ لیا کشتہ ہونے کے بعد اسکے جامہ کے
نیچے سے زرہ نکلی اسکے باب مین روایات مختلف ہین۔ خواجہ مکارم مخاطب جان نثار خان سے
کہتا تھا کہ عنایت خان دیوان تن خسر اسکا تھا اسکی تحریر سے از روے ارادت اسکے
بازگشت کی اپنی حسن خدمت و عقیدت و عزت پر خیال کرکے ہتیار اتارنے مین یہ عذر کیا
بہر حال تہور خان کے کشتہ ہونے سے راجپوتون اور محمد اکبر کی فوج کے درمیان تزلزل پیدا ہوا
اور انکا پاے ثبات جگہ سے ہلا۔ اسکا دربار ٹوٹا۔ کئی راجہ اور امرا اس کے پاس سے پادشاہ

پاس چلے آئے اور بہت سے بہاگ گئے اور رجپوت یہ دیکھکر کہ سارا مقابلہ ہماری سر پر آن
پڑیگا اپنے گھرون کو چلے گئے یا بادشاہ پاس چلے آئے عوام الناس نے یہ خبر اڑائی کہ بادشاہ
نے ازروے تدبیر محمد اکبر کو فرمان لکھا اور اُس مین درج کیا کہ اگرچہ راجپوتون کی دلگیری
کرکے اور فرادلی اور گردادری کے باب مین جو ارشاد ہوا تھا تم اسکو بجا لائے مگر انکو ہراول
بناکے بادشاہی سپاہ کی زد مین لانا عین مصلحت تھا اور ایسا منصوبہ کیا کہ فرمان بجنسہ
راجپوتون کے ہاتھ مین پڑا جو اس فرقہ کے تفرقہ کا سبب ہوا۔ لیکن اس خط بنانے کی بات
بازاری گپ ہے اسکی کچھ اصل نہین ہے۔ القصہ محمد اکبر کی سپاہ بڑی بادبدبہ و شکوہ کی تھی
مگر تلوار میان سے نہ نکلی کہ اسکو ہزیمت عظیم ہو گئی۔ جب محمد اکبر نے دیکھا کہ راجپوتون نے اس سے
روگردانی کی۔ درگا داس اور دو تین اور آدمی رانا کے انکے پاس رہے جنکے پاس دو تین ہزار سوار
ساتھ تھے کوئی رفیق اور لشکر ایسا ساتھ نہین ہے کہ کام آئے اسلئے وہ ناچار فرار ہوا۔
جب شاہزادہ محمد اکبر فرار ہوا تو اسکے سارے آدمیون مین سے تین چار سو آدمی اور نامی آدمیون مین
سے قدیم الخدمت ضیاء الدین شجاعی تھا اسکا تمام مال و اسباب تجمل و خزانہ و توپخانہ لٹنے
کے بعد جو باقی رہا تھا وہ سارا اور اسکا ایک چھوٹا بیٹا نیکوسیر اور دو بیٹیان یہ سب بادشاہ کو
ہاتھ آئے۔ اور ایک بیٹا جو حد تمیز کو پہنچا تھا اسکو راجپوت اپنے ساتھ لے گئے۔ اب محمد اکبر ایسا
سراسیمہ تھا کہ وہ نہین جانتا تھا کہ کہان جاؤن اور کیا کرون۔ کبھی شاہجہان آباد کا ہوس
کے جانے کا اجمیر کی راہ سے ارادہ کرتا تھا۔ کبھی ایران کا قصد ہوتا تھا۔ جسطرف جاتا اُس طرف
زمیندار اور فوجدار اسکے روکنے کو کھڑے ہو جاتے۔ بادشاہزادہ محمد معظم اسکے تعاقب کیلئے
مامور ہوا۔ اسنے اسکے تعاقب مین اغماض کیا اور عنان کشیدہ چلا۔ محمد اکبر لاہور اور
ملتان کی راہ کو چھوڑکر زمینداروں کی راہنمائی سے راہ دشوار گذار و جبال سے دکن کی طرف
مرحلہ پیما ہوا۔ خانجہان بہادر صوبہ دار دکن کو اور تمام فوجدارون کو باربار احکام بھیجے
کہ جہان تک ممکن ہو اسکو زندہ دستگیر کرو ورنہ قتل کرو۔ خانجہان بہادر حکم کے بموجب
اسکے اسیر کرنے کے لئے ایلغار کرکے گیا اور چودہ پندرہ کوس کا دونو مین فرق رہا تو خانجہان

اُسکے دستگیر کرنے مین اغماض کیا اور اس بات کو میر نور اللہ نے جو ایسی مقدمات
مین بھیجا یا تھا۔ پادشاہ سے عرض کیا تو پادشاہ نے اس بات مین ایک فرمان
اعتراض آمیز اور احکام تہدید آمیز تمام اخبار نویسون کو لکھو۔ شاہزادہ اکبر
بگلانہ کی سرحد مین آیا۔۔ جو لہیر کے فوجدار اور قلعہ دار راجہ دیبی سنگہ کے تعلقہ مین
تھی اُسنے شاہزادہ کی گرفتاری کے لئے فوج بھیجی یہ اس وقت پہنچی کہ وہ سرحد بگلانہ
سے نکل گیا تھا۔ چند نفر راجپوت پیچھے رہ گئے تھے اُن کو راجہ کے آدمی دم دلاسا دیکر
راجہ پاس لائے۔ راجہ ان راجپوتون سے شاہزادہ کا حال پوچھ رہا تھا کہ اسکے
آدمی ایک اور آدمی کو پکڑ کر لائے۔ جو اکبر کی نیمہ آستین خون آلود پہنے ہوئے تھا
جسکو اکبر نے ہوا کی گرمی کے سبب اُتار کر اپنے چیلے کے کندھے پر ڈال دیا تھا
اسکو زخمی کر کے راجہ پاس اس گمان سے لے گئے کہ وہ شہزادہ اکبر ہوگا۔ راجہ انکی
اس حرکت سے ناراض ہوا۔ فرنگیون کے ملک کی سرحد سے اکبر نکل گیا۔ بگلانہ
کے پہاڑون کی پناہ مین آیا اُسنے پہاڑی آدمیون کو روپیہ دیا اُنہون نے
اسکو سرحد راہیری مین پہنچایا جو سنبھا سے تعلق رکھتا تھا سنبھا اکبر کے استقبال
کو آیا اور اپنا مکان رہنے کو دیا۔ جو قلعہ راہیری سے تین کروہ پر تھا اور وجہہ
خرچ اسکے واسطے مقرر کیا۔ سنبھا جی نے اول اول اکبر کی بڑی خاطر داری کی مگر
پھر اسکے آدمیون کو کافی خرچ نہ دیا۔ ایک روز محمد اکبر کے سامنے قاضی نے بیوقوفی
اور خوشامد سے سنبھا سے کہا کہ مہاراج کے دشمن پائمال ہون تو محمد اکبر نے
خفا ہو کر کہا کہ قاضی تو بڑا احمق ہے اور سنبھا سے کہا کہ ایسے کلمات انکا کہنا اور آپکا
سنا بدنما ہے یہ خبر بھی مشہور ہوئی کہ اعتقاد خان خلف اسد خان قلعہ راہیری
کی تسخیر کے لئے مقرر ہوا ہے اسلئے محمد اکبر یہ مصلحت سمجھا کہ جس طرح ہو سکے ایران جائے
اُسنے دو چھوٹے جہاز مرتب کئے۔ چالیس دن کا ذخیرہ انمین رکھا اور روانہ ہونیکا
ارادہ کیا تو پادشاہ کے لحاظ سے سیدی یاقوت خان حبشی نے جنگی جہاز

اسکی راہ روکنے کے لئے تیار کیا وہ ان اطراف مین کوس انا لملکی بجار ہا تھا۔ مگر
گرفتاری مین اسنے اغماض کیا۔ شاہزادہ اور ضیاء الدین محمد شجاعی اور اور چالیس
پچاس آدمی خدا پر بھروسہ کرکے سوار ہوئے۔ راہ مین محمد اکبر کے جہاز متفرق ہوئے اور
اُن پر حادثات عظیم واقع ہوئے۔ ناموافقت ایام سے امام مسقط کے جزیرہ مین
جہاز چلا گیا۔ اہل جزیرہ نے شاہزادہ کو گرفتار کرکے امام مسقط پاس بھیجدیا۔ یہ امام شاہ
ایران کے بڑے عمدہ زمینداروں اور توابع مین سے تھا بجب ظاہر تو مہانداری
کی لیکن اکبر کو بطریق نظربند کے رکھا اور عالمگیر کو عرضداشت بھیجی کہ اگر حضور دو لاکھ
روپئے نقد اور بندر سورت مین جو اجناس مسقط کے جہازوں مین جاتی ہین اُنکی معافی
عشور کی سند کسی آدمی کے ہاتھ بھیجدین تو مین محمد اکبر کو اسکے حوالہ کرکے حضور مین روانہ
کرون۔ بادشاہ نے کئی متصدیان بندر سورت کے نام حکم صادر کیا کہ امام مسقط
کی التماس کے موافق عمل کرین۔ متصدی سورت نے حاجی فاضل کو جو عربی زبان
سے آشنا تھا محمد اکبر کے لانے کے لئے بھیجا۔ جب شاہزادہ اکبر کے آنے کی اور امام مسقط
کے اس ارادہ ناصواب کی خبر سلیمان شاہ فرمانروائے ایران کو پہنچی تو اُس نے امام مسقط
پاس حکم بھیجا کہ ہمارے مہمان کو بہت جلد اہتمام کرکے ہمارے پاس بھیجدو ورنہ تمہاری
سزا کے لئے فوج بھیجی جائیگی۔ امام مسقط نے ناچار شاہزادہ کو شاہ سلیمان کے آدمیونکے
ہمراہ کیا جب شاہزادہ اصفہان مین آیا شاہ سلیمان اُسکے لینے آیا تو محمد اکبر نے پانچ
الماس لیکر بادشاہ سے ملاقات کی اور کہا کہ اگرچہ بزرگان ایران کے نزدیک یہ
امر غیر متعارف ہے کہ نذر و ہدیہ ہاتھ مین لیکر بزرگون سے ملاقات کرے لیکن ہندوستان
مین مربی کی خدمت مین خالی ہاتھ جانا ترک ادب ہے۔ ہر روز مہمانداری بڑے تکلف
سے ہوتی رہی۔ شاہزادہ نے ہندوستان مین جانے کے لئے امداد طلب کی تو شاہ نے
فرمایا کہ جب تک تمہارا باپ زندہ ہے تم ہمارے عزیز مہمان ہو جب تمکو بھائیون سے
کام پڑیگا تو ہم سے جہان تک ہوسکے گا تمہاری امداد کرینگے۔ چند روز بعد

سلیمان شاہ مر گیا۔ سلطان حسین اسکا جانشین ہوا اُسنے پہلے سے بھی زیادہ
شاہزادہ کی مہمانداری کی۔ محمد اکبر نے باپکے مرنے کی خبر جھوٹی کہہ کر شاہ حسین سے فوج
و خرچ کی امداد چاہی لیکن شاہ نے کہا کہ ہمارے اخبار نویسون نے نہین لکھا کہ بادشاہ
مر گیا جب خبر تحقیق ہو جائیگی تو ہم امداد کرینگے۔ جب اس خبر کا جھوٹا ہونا تحقیق ہو گیا۔
تو شاہزادہ کو خفت اٹھانی پڑی پھر شاہزادہ نے کہا کہ ہوائے عراق میرے مزاج کے
موافق نہین ہے مجھے رخصت ملے کہ مین توابع گرم سیر مین سرحد خراسان مین جاؤن تو
جو سرزمین ہند کے قریب ہے آپ وہان کے حکام کو لکھ دیجیے کہ بروقت وہان کے
سردارون کی فوج میری رفاقت کرین بعد اسکے شہزادہ کے لیے خرچ دریا بہ مقرر ہوا
اور حکم ہوا کہ جسوقت شاہزادہ کو بھائیون سے پیکار کا سروکار ہو تو پندرہ ہزار
سوارون سے اسکی امداد کی جائے۔ ہندستان کی سلطنت کی آرزو مین محمد اکبر
توابع گرم سیر خراسان مین خوشی و ناخوشی اوقات بسر کرتا تھا۔ کبھی اسکو باپ
کی سلطنت مین قدم رکھنا نصیب نہ ہوا۔ عالمگیر کے آخر عہد مین اسکو موت آگئی۔
اورنگ زیب نے جو جودھپور اور اودے پور کے ملکون پر اس طرح تاخت و تاراج
کی کہ اس سے راجپوت دب گئے۔ مگر مر نہین گئے۔ اس جنگ و جدل نے اُنکے ملک و
مذہب پر ایسا زخم و داغ لگایا جو کبھی نہ بھرا۔

راجپوتون کی امداد و جنگ

عالمگیر کے ابتدائے عہد مین قوم راجپوت سلطنت مغلیہ کی دست راست تھی اب وہ
اس سے جدا ہو گئی کہ پھر اسکے ملنے کی توقع نہین رہی۔ پھر اس نے اس سلطنت کی مدد
بغیر بے اعتمادی کے نہین کی۔ صرف رام سنگہ مہاراجہ جے پور جسکے ناتے رشتے بادشاہ
سے بہت تھے اور بہت منفعتین اسکو حاصل تھین وہ تو راجپوتون کے ساتھ شریک نہین
ہوا۔ باقی اور راجپوت سب متفق ہو گئے۔ بادشاہ کی لڑائی راجپوتون سے بدستور جاری
رہی۔ جو حال اسکا شاہزادہ محمد اکبر کی بغاوت سے پہلے تھا وہ اب بھی رہا۔ بادشاہی
فوج راجپوتانہ کو لوٹتی تھی۔ راجپوت مالوہ کے ملک کو خراب و ویران کرتے تھے۔ بادشاہ

پادشاہ مندرون کو توڑ توڑ کر مسجدین بناتا تھا۔ راجپوت مسجدون کو ڈھا ڈھا کر مندر بناتے تھے۔ قرآنون کو جلاتے تھے۔ ملاؤن کی خوب گت بناتے تھے اس لڑائی مین رانا اودے پور کا نقصان زیادہ تھا اسلئے کہ اس ملک کا زرخیز حصہ مغلون کے زیر سایہ تھا اور وہی انکی تاخت و تاراج سے پامال اور ویران ہوتا تھا۔ ادھر یہ حال رانا کا تھا اُدھر بادشاہ کے بڑے بڑے کامون مین جیسی کہ مہم دکن تھی حرج ہورہا تھا۔ آخر کار رانا اودے پور نے صلح کی درخواست کی اور بادشاہ نے ان شرائط پر صلح کر لی کہ رانا جزیہ کی عوض مین کچھ ملک دیدے اور راجہ جیت سنگہ تابع ہوکے راج گدی پر بیٹھے۔ اسوقت بادشاہ مہمات یوسف زئی اور راجپوتون سے زیادہ مہم اہم دکن کی سمجھتا تھا اسلئے اُس نے ان شرائط پر صلح کر لی مگر اس آشتی سے فساد و عناد کی جڑ نہ کٹی ہمیشہ راجپوتون سے بادشاہ کی کھٹا پٹی رہی مشرقی جانب مین چھوٹی چھوٹی ریاستین تو بادشاہ کی مطیع رہین باقی تمام ریاستین بادشاہ سے منحرف رہین گو انکی دارالسلطنتین بادشاہ کی قبضہ مین رہین مگر انکے ادھر اُدھر آفتین برپا رہین راجپوت اپنے باہمی نزاع کے سبب سے بڑے بڑے فتوحات سے فائدہ نہین اٹھا سکے۔ مگر پھر بھی بادشاہی فوج والون کو نہایت تنگ کرتے رہے۔ اور مالوہ اور گجرات کے صوبون کو لوٹتے اور کھسوٹتے رہے۔

معاملات دکن

اس عرصہ مین کہ بادشاہ خود سرحد کی قومون کے دبانے کے لئے گیا اور راجپوتون کی لڑائی مین مصروف رہا وہ دکن کی مہمات سے غافل نہین رہا جو اسکے اختیار مین وسائل تھے انکو دکن کی مہمات مین بھی کام مین لایا جسوقت بادشاہ کی فوج پنجاب مین افغانون کے مقابلہ کے لئے روانہ ہوئی تو مہمات دکن کے لئے خانجہان خان حاکم گجرات کو مقرر کیا اور مہابت خان اور شاہزادہ محمد معظم کو بلالیا۔ خان جہان نے اس خیال سے کہ سیواجی سے لڑنے کے لئے سپاہ کافی نہین ہے اُسنے لڑنے مین توقف کیا [illegible]

اور گھاٹون کی راہین بند کین کہ مرہٹون کا حملہ نہ ہو اور درون پر توپخانے لگائے۔ مگر یہ تدبیر دلیر خان نے ناپسند کی شاہزادہ اورنگ زیب کے سردارون مین سب سے زیادہ دلیر اور شجاع و چست و چالاک تھا اور قلعہ چاکنہ کے حملہ مین کامیاب ہو چکا تھا اُسنے جنگ محفوظہ کی غلطیون کو بتایا اور کہا کہ فوج خواہ کتنی ہو اُنسے قلعون پر حملہ کرنا چاہیئے مگر سپہ سالار نے اسکی بات پر کان نہ لگایا۔ مرہٹون کے سوار جنکی نسبت یہ خیال تھا کہ وہ خاندیس مین ان درون سے آئینگے جنکو خانجہان نے روکا تھا وہ مختلف گروہون مین منقسم ہو کر اورنگ آباد اور احمد نگر کو چلے گئے۔ خانجہان نے بہت راہون سے اُنکا تعاقب کیا مگر کامیاب نہین ہوا۔ اور برسات مین اُسنے پیر گام مین جو دریا بہما کے کنارہ پر ہے چھاؤنی ڈالی۔ اور یہان اُسنے ایک قلعہ بنایا جسکا نام اُسنے بہادر گڈھ رکھا۔

خان جہان بہادر تو یہ کام کر رہا تھا۔ سیواجی نے یہ کام کیا کہ مخفی گولکنڈہ مین گیا۔ کہتے ہین وہان سے بہت کچھ روپیہ بطور خراج لیا اور اُسکو اطمینان خاطر کے ساتھ رائے گڈھ مین پہنچا دیا۔ اور جب وہان پھر کر آیا تو اُسنے ملک شاہی کے تاخت و تاراج کے لئے اپنے سوارون کو چھوڑ دیا کہ وہ دیہات قصبات شہرون سے چوتھ وصول کرین غرض مرہٹون اور مغلون مین جو لڑائیان تاخت و تاراج کے لئے ہوئین۔ ایمین سے ہر ایک گروہ یہ کہتا ہے کہ ہمین فائدہ مین رہا۔ مرہٹے بھاگ جاتے تو اور زیادہ لوٹ مچاتے۔ مرہٹے لوٹ کے مال کو شیر مادر سمجھتے تھے اور اس لوٹ مار ہی کو وہ اپنی عزت اور افتخار جانتے تھے۔

جب سیواجی گولکنڈہ گیا ہے تو اُسکی غیر حاضری مین سورت و جنجیرہ کا بیڑا متفق ہو کر آیا۔ اور اُسنے دھندا راجپوری کے توپخانون کو غارت و تباہ کر دیا اور سیاگھوبلا افسر بھی مارا گیا مگر اس نقصان کا معاوضہ گولکنڈہ جانے سے ہو گیا اور اُس سے سال آیندہ کی فوج کشی کے لئے بڑی تقویت ہو گئی۔

سنہ ۱۶۷۲ء مین علی عادل شاہ والی بیجاپور فالج مین مبتلا ہوکر مرگیا۔ اسکے کوئی اور بیٹا سوا سکندر عادل شاہ کے نہ تھا جسکی عمر پانچ سال کی تھی اور شاہ جی جی بیٹی تھی عبدالمجید وزیر تھا اور خواص خان و عبدالکریم بہلول خان اور مظفر خان نائب تین ارکان سلطنت تھے۔ سب کو اپنے مطلب سے مطلب تھا۔ اس گھر کا کوئی خیر خواہ نہ تھا۔

اب سیواجی نے سوچا کہ مغلون سے لڑنے مین وہ فائدہ نہین ہے جو ملک بیجاپور کی تاخت و تاراج مین ہے اسلئے سنہ ۱۶۷۳ء مین وشال گڈھ مین تھی ایک بڑا لشکر جمع کیا اور اسکی سپاہ نے پنالہ کو لے لیا اور تجارت گاہ ہوبلی کو خوب لوٹا۔ یہان سے اتنی غنیمت ہاتھ آئی کہ مرہٹون کو پہلے کبھی نہین ہاتھ آئی تھی۔ اس شہر کو اناجی دیو کے حوالہ کیا اس شہر مین جو مرہٹون کے ہاتھ سے بچا تھا اسکو فوج عادل شاہی نے لوٹا جو اس شہر کی حراست کے لئے آئی تھی۔ سیواجی کے بیڑے نے کاروار اور انکولہ کو لے لیا اور بہت سے مقامات کے دیس مکھیون کو بہکایا کہ وہ مسلمانون کے تھانون کو اٹھا دین۔ ہوبلی کے تاراج ہونے سے راجہ بیدنور ڈرا بیٹھا تھا اسنے سیواجی کو سالانہ خراج دینا قبول کیا اور سیواجی کا وکیل اپنے دربار مین مقرر کیا۔

سیواجی کا ارادہ تھا کہ ملک بیجاپور کو فتح کرے اسلئے اسنے خان جہان بہادر سے درخواست کی کہ اسکے ذریعہ سے پادشاہ اسکی حمایت کرے۔ خان نے اسکی اس درخواست کو اس شرط پر منظور کرانے کا وعدہ کیا کہ سیواجی بادشاہی ملک پر تاخت و تاراج نہ کرے۔ مئی کے مہینے مین ہادلیون نے پرلی لے لیا ستمبر مین ستارہ کو کئی مہینے محاصرہ کرکے فتح کرلیا۔ غرض سنہ ۱۶۷۳ء و سنہ ۱۶۷۴ء مین یعنی دو برس کے اندر بہت سی لڑائیون اور محاصرون کے بعد اس بات کا وہ مالک جو سمندر کی جانب گھاٹون سے متصل تھا اور کوکن کا جنوبی حصہ

سلطان علی عادل شاہ [illegible] ۱۶۷۲ء [illegible]

اگرچہ سیواجی مدتون سے اپنے تئین راجہ کہتا تھا اور اپنا سکہ چلاتا تھا مگر اوسے ہوا مین اُڑنے لگا اور دل مین یہ ہوا سمائی کہ مسلمان بادشاہون کی طرح اپنی شان دکھائے۔ چنانچہ اُسنے ۶ جون ۱۶۷۴ء کو برہمنون سے مہورت پوچھکر اپنے راج دھانی رائے گڈھ مین راج گدی پر جلوس کیا اور تمام رسمین جو شاہانہ ہوتی ہین وہ سب ادا کین ایسے فر و شکوہ سے دربار کیا کہ کبھی مرہٹون نے خواب مین بھی نہ دیکھا تھا ترازو مین بیٹھ کر تلا برہمنون کو سونے کا تلادان دیا سونا روپا جواہر نچھاور ہوئے سردارون کو خلعت اور بڑے بڑے منصب اور انعام مرحمت ہوئے۔ افسرون کے خطاب فارسی سے سنسکرت مین بدلے یا نئے نام سنسکرت مین رکھے۔ اگرچہ شاہانہ رسمون کے برتاؤ مین مسلمانون کا طریقہ اختیار کیا مگر دھرم کرم مین وہ پہلے سے بھی زیادہ کٹّا ہندو ہو گیا۔ کھانے پینے مین ہندوؤن کی طرح پابند تھا اُسنے مسلمانون کی بیخ کنی کے لئے ہندوؤن مین مذہبی جوش اور قومی ولولے اور زیادہ کر دئے اور اپنی سادگی کو جو ابتدا مین تھی نہین چھوڑا اسکے علم کو بھگوا جھنڈا کہتے تھے وہ گیرا نارنجی رنگ کا بیل کی دُم کی صورت کا ہوتا تھا۔

سیواجی نے جب سے پورندھر کو تسخیر کر لیا تھا کل ملک بیجاپور اور کانکن سے چوتھ لینے کا مستحق اپنے تئین جانتا تھا۔ انگریزون سے تو اوسنے کبھی چوتھ مانگی نہین۔ مگر یہ انگریزون سے کہتے ہین کہ اُسنے چوتھ لی۔ اسکا ذکر مرہٹون کی تاریخون مین اس طرح آتا ہے کہ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اُنہون نے لی۔ ۱۶۷۵ء مین دلیر خان نے سیواجی کے ملک پر دست درازی کی اسلئے خانجہان بہادر سے جو عہد و پیمان ہوئے تھے اُنکے توڑنے کے لئے سیواجی کو ایک عذر ہاتھ لگا۔ مورو پنت نے قلعے اوندھا اور بیٹہ دوبارہ لے لئے سیونیری پر حملہ کیا۔ مگر ناکامیاب رہا۔ وہ سیواجی کی جنم بھوم ہے۔ جو اسکو ساری

عمر ہاتھ نہ آئی۔ مگر سیناپت ہمیر راؤ کی مستعدی نے ناکامیابی کا معاوضہ کر دیا
وہ سورت کے پاس ایک درہ پر گذرا اور اپنے سواروں کو کئی فوجوں میں تقسیم کیا
جنہوں نے برہانپور کو اور بہادر پور کو خوب لوٹا اور بروچ سے چوتھ لی۔ یہ پہلی دفعہ تھی کہ
مرہٹوں کی سپاہ نے دریائے نربدہ سے اتر کر کوچ کیا۔ سیواجی نے خود لونڈا
کا محاصرہ کیا اور اسنے پنالہ اور تونڑا کے درمیان تھانوں پر قبضہ کر لیا۔ جب
سیواجی کونکن میں مصروف تھا تو پھلتن ملاوری کے دیس مکھ نے نبل کیر اگھاٹ
نے سیواجی کے تھانوں کو اٹھا کر میدانی ملک شاہ بیجاپور کی لئے فتح کر لیا۔
جب ہمیر راؤ گوداوری سے عبور کر کے گھر کو آیا تھا تو راہ میں دلیر خان نے اسکا تعاقب
کیا۔ وہ بہت مشکل سے اپنے بیش قیمت لوٹ کے مال کو گھر لایا۔ مغلوں کی سپاہ نے
ضلع کلیانی کو لوٹا۔ سیواجی نے قلعہ لونڈا کو ایک نقب اڑا کر فتح کر لیا اور وہ جنوب
کی طرف گیا۔ کونکن میں چوتھ لی اور خوب لوٹا۔ لوٹ کا مال بہت سا لے کر اپنے
گھر رائے گڈھ میں آیا۔ جب دلیر خان اور خان جہان لڑائی میں اور طرف مصروف تھے
تو ہمیر راؤ مغلوں کے ملک میں آیا اور اُسے خوب لوٹا۔
خواص خان نائب سلطنت بیجاپور نے سلطنت کے نازک حالات دیکھ کر خانجہان بہادر
سے عہد و پیمان کئے کہ بیجاپور کی سلطنت بادشاہ کے ماتحت رہیگی اور اورنگزیب
کے کسی بیٹے سے سکندر عادل شاہ کی ہمشیرہ خرد بادشاہ بی بی بیاہی جائیگی۔ عبدالکریم اور
امیروں نے اس عہد و پیمان کے سبب خواص خان کو سازش کر کے مار ڈالا اور لڑنے
کا سامان تیار کیا۔ جب خان جہان بہادر بیجاپور کی طرف آیا۔ بیجاپور والے اُسے
کئی لڑائیاں لڑے جنمیں بیجاپور والوں کا پلہ غالب رہا۔ دلیر خان کا ہموطن دوست
عبدالکریم تھا۔ اسکے ذریعہ سے دونوں میں صلح ہو گئی۔
سیواجی نے پھر تیسری دفعہ تونڑا اور پنالہ کے درمیان میدانی ملک پر قبضہ کیا
اور ایک سلسلہ قلعوں کا بنایا۔ جنکے نام وردون گڈھ۔ بوشین گڈھ۔ سیودرشن گڈھ

سیواجی کا اپنے باپ کی جاگیر پر قبضہ کرنا

پچندر گڈھ تھے۔ اگرچہ یہ قلعے مضبوط نہ تھے مگر وہ اس ملک پر جاگیرداروں کے حملہ روکنے کے بہت کام آئے۔

سیواجی کو مدت سے یہ لو لگی ہوئی تھی کہ باپ کی جاگیر کو جو کرناٹک ور میسور مین ہی اوسپر کسی طرح قبضہ کیجیے۔ پہلے جاگیر پر اسکا سوتیلا بھائی دنکاجی قابض تھا اور حقیقت مین وہی اسکا مالک تھا۔ مگر برائے نام والی بیجاپور کا ماتحت تھا اب سیواجی کو یہہ اختیار تھا کہ اس جاگیر کا دعویٰ وہ وراثتاً کرتا۔ یا بطور غنیم کے فتح کرتا اسکے باپ کے وقت مین پنڈت رگھوناتھ نارائن اس جاگیر کا انتظام کرتا تھا۔ اب وہ اسکے بھائی دنکاجی کا منتری تھا۔ مگر کسی بات پر اُس سے خفا ہوکر سیواجی پاس چلا آیا تھا اسلئے اسکو مدعی زیادہ اپنی تمنا پر آنے کا خیال پیدا ہوا۔ یہ پنڈت جاگیر کا تمام کچا پکا حال جانتا تھا۔ اسلئے اُسکا آجانا سیواجی کے حق مین نعمت غیر مترقبہ تھا سیواجی دوراندیش بڑا تھا بات کو برسون پہلے سوچ لیتا تھا۔ اُس وقت والی گول کنڈہ کو مغلون کا خوف لگا تھا اور والی بیجاپور سے بھی تیغ کھنچ رہی تھی۔ اسلئے سیواجی نے سوچا کہ والی گول کنڈہ کی رفاقت پیدا ہونی آسان ہی چنانچہ پیغام سلام ہوکر دونون مین اتفاق ہو گیا۔

سنہ ۱۶۷۶ مین گول کنڈہ کی جانب تیس ہزار سوار اور چالیس ہزار پیادے لیکر روانہ ہوا اور وہان کچھ دنون ٹھیرا اور والی گول کنڈہ کو الو بنایا اور آپس مین یہ قرار ٹھیرا یا کہ مین اپنی باپ کی موروثی ملک کے علاوہ اور ملک فتح کرون تو اُسمین سے بادشاہ کو حصہ دون اور بادشاہ اسکے بدلے مین مجھے کسی قدر روپیہ اور توپ خانہ عنایت کرے اور باقی فوج اپنی بیجاپور اور مغلون کی روک ٹوک کے واسطے اپنے پاس رہنے دے۔ غرض وہ قطب شاہ سے روپیہ اور توپ خانہ لیکر حیدرآباد مین ایک مہینے رہ کر مارچ سنہ ۱۶۷۷ مین ٹھیک جنوب کی طرف چلا اور کرنول سے نیچے ۲۵ میل پر آیا اسکی سپاہ آہستہ آہستہ کداپہ کی راہ سے چلی۔ سیواجی کچھ سواروں کے ساتھ بنرتم مندر کی جاترا کیا۔ یہان مراسم مذہبی ادا کیے بھوانی نے کرپا کرکے اُس سے کہا کہ سیواجی سے ہندوں کے

ہندؤون کے دھرم کرم کے بڑے بڑے کام ہونگے اور کرناٹک مین اسکے ترقی
درجات ہونگے۔ ۱۲ روز یہان رہکر مئی سنہ الیہ مین مندراس کے پاس ہوتا ہوا
جنجی کے قریب پہنچا جو اسکی قلمرو سے چہہ سو میل تھا وہ قلعہ بیجاپور سے متعلق تھا۔ والی
بیجاپور کیطرف سے اسمین عنبرخان کے بیٹے روپخان اور ناظر محمد حاکم تھے رگھوناتھ
نے اُن سے ملکر ایسے عہد و پیمان کر لئیے تھے کہ سیواجی کو یہ قلعہ بلا مقابلہ ہاتھ آگیا۔
والی بیجاپور کا افسر شیرخان حاکم ضلع ترتاملی نے پانچ ہزار سوار لیکر سیواجی کے
مقابلہ مین کوشش کی مگر وہ بہت جلد نرغہ مین آکر قید ہوگیا سیواجی کا سوتیلا بھائی
سنتاجی اُسسے پہلے یہان ملنے آیا۔
اس اثنا رمین اس فوج نے جو ارادۃً سیواجی نے پیچھے چھوڑی تھی قلعہ ویلور کا محاصرہ
کیا۔ مرہٹون کی کتابون مین لکھا ہے کہ محاصرہ کرکے ستمبر مین فتح کرلیا۔
قاضی ابوحسین بیان کرتا ہے کہ قلعہ دار کو پچاس ہزار اسکوڈا رشوت دیکر لے لیا۔
جس عرصہ مین کہ ویلور کا محاصرہ ہورہا تھا سیواجی اپنے بھائی ونکاجی سے ملا
اور اُسنے اسکو سمجھایا کہ باپ کے ترکہ مین سے نصف اسکو دینا چاہیئے۔ ایک بھائی
باپ کے ورثہ کے نصف کا دعوی جتنی شد و مد سے کرتا تھا دوسرا بھائی اتنی ہی
زور سے انکار کرتا تھا سیواجی نے پہلے ارادہ کیا کہ بھائی کو قید کرکے زبردستی
اُسسے نصف تنجور لے لے۔ مگر بھائی کو ملاقات کے لئے بلایا اور اسکو قید کرنا شرافت
کے بعید سمجھا اسلئے اسکو تنجور جانے کی اجازت دیدی مگر باپ کے ورثہ نصف تنجور
کودلی اور ایک قلعون کا دعوی نہین چھوڑا اور کہا کہ مین اس سے زیادہ تجھ کو دے
سکتا ہون مگر باپ کے ورثہ کو نہین چھوڑسکتا سیواجی دہور مین آیا اور قلعہ کرناٹکی گڈھ
و جلدیو گڈھ اور مہاراج گڈھ لے لئے سال آیندہ کے شروع ہونے سے پہلے
سیواجی نے اپنے باپ شاہ جی کے علاقے کولہار۔ بنگلور۔ اوس کونٹا۔ بالاپور
سیرا پر قبضہ کرلیا۔ اُس نے کرناٹک سی چوتھ اور سردیش مکھی لی اور جہان لوٹ پائی

یہ محصول نہ ادا کیا تو انکو لوٹا مارا۔

خان جہان بہادر نے جو سیواجی سے صلح کی تھی وہ اورنگ زیب نے منظور نہین کی مگر دلیر خان نے بادشاہ کو جو یہ تدبیر لکھی کہ گولکنڈہ پر دھاوا کیا جائے۔ اور عبدالکریم وزیر اور فوج بیجاپوری سے اعانت لی جائے اسکو پسند کیا اور اُسنے خان جہان خان بہادر کو اپنے پاس بلالیا اور دلیر خان کو اسکی جگہ مقرر کردیا قطب شاہ پر حملہ کرنے کی وجہ یہ تھی کہ اُسنے سیواجی سے صلح کرلی تھی لیکن مادھو نہ پنت نے جسکو سیواجی نے گولکنڈہ مین چھوڑ رکھا تھا۔ دلیر خان اور عبدالکریم حملہ کو ہٹا دیا۔ بیجاپور کی سپاہ تنخواہ کے نہ ملنے سے بھوکی مر رہی تھی اسکو دشمنون سے لڑانا ناممکن تھا۔ عبدالکریم جنوری ۱۶۷۷ء مین مرگیا تو دلیر خان نے یہ کوشش کی کہ مسعود خان حبشی اسکی جگہ مقرر ہو جاسے یہ سیدی جوہر کا داماد تھا اور ادونی کا جاگیردار تھا وہ مقرر ہو گیا اسنے سپاہ کی چڑھی ہوئی تنخواہ بانٹنے کا اور دلیر خان کے قرض چکانے کا اور امن امان رکھنے کا اور بادشاہ بی بی کو لشکر مغل مین بھیجدینے کا وعدہ کیا اُسنے پیادون کی چڑھی ہوئی تنخواہ ادا کی مگر جب وہ بیجاپور گیا تو سوارون کی زیادہ تر سپاہ نہین رکھ سکا۔ اسلئے یہ سوار برطرف شدہ گیا تو سیواجی کے نوکر ہو گئے یا بادشاہ کے۔

دلیر خان مسعود خان سے عہد و پیمان کرکے سرگرام مین گیا سیواجی نے یہ حالات سنکر کرناٹک سے کوچ کیا جنجی اور اسکے مضافات کو اپنے سوتیلے بھائی سنتاجی کو سپرد کیا اور اسکے ساتھ رگھوناتھ نراین اور ہمبیر راؤ سیناپت کو مقرر کیا کہ وہ کرناٹک کے مقدمات کا انتظام کرین سیواجی نے قطب الملک کو ابھی فتوح کا کچھ حصہ نہین دیا جس سے وہ سمجھا کہ سیواجی نے اسکو احمق بنایا۔ مگر جب سیواجی رائے گڈھ مین آگیا تو اُسنے سلسلہ اتحاد کو شکستہ نہین کیا۔ سیواجی کا لشکر بلاری کے قریب آیا تو اس قلعہ کے آدمیون نے اسکی فوج کبھی کے چند آدمیون کو مار ڈالا اور اسکا

اور اسکا عذر بھی یہان کے حاکم نے جو دس سیاتی کی بیوہ تھی نہین کیا اسلئے یہ قلعہ سیواجی نے
بزور ۲۷ دن مین لے لیا اور کوپال اور بہادر بندہ کو بھی فتح کر لیا جب سیواجی
نور گل مین آیا ہے تو اسنے سنا کہ اسکے بھائی ونکاجی نے اسکی فوج پر کرناٹک مین
حملہ کیا اور بہت نقصان کے ساتھ ہزیمت پائی۔ اسنے بھائی کو خط انصاف آمیز
لکھا اور آخر کو اس قصہ کا اختتام اسپر ہوا کہ موروثی جاگیر پر ونکاجی متصرف ہے
اور نصف محاصل سیواجی کو دیا کرے باقی وہ مقام جو بیجاپور کی قلمرو مین سے سیواجی
کے ہاتھ آئے ہین وہ سیواجی کے پاس ہین۔
سیوا اٹھارہ مہینے بعد پھیر پھار کر رائے گڈھ مین آیا دو نومبر رہا اور جے چار دن بیت
نے بیجاپور کے علاقہ کو خوب لوٹا مارا پانچ سو گھوڑے اور پانچ ہاتھی اور افسر جو اس سے
لڑا اسکا گرفتار کیا۔ کرشنا اور تنگ بھدرا کے درمیان کا کل ملک پامال ہوا اور کوپال
اور بیلاری کے ہمسایہ کے سرکش دیس مکھ جو والی بیجاپور کو خراج نہین دیتے تھے انہون
نے سیواجی کی فوج کو دیا۔ بیجاپور مین سوار نہ تھے اور برسات کے سبب دریاؤن مین طغیانی
تھی اس لئے مسعود خان سیواجی کی فوج سے یہ سیر اب سیر حاصل اضلاع نہ لے سکا۔
دلیرخان اور مسعود خان کے درمیان جو عہد و پیمان ہوئے تھے وہ بادشاہ نے
پسند نہین کئے بلکہ دلیرخان کو بادشاہ نے لکھا کہ وہ سپاہ کی چڑھی ہوئی تنخواہ
دیکر جتنے افسرون کو اپنی طرف کر سکے وہ کرے سلطان معظم کو دکن کا صوبہ دار پھر
اس غرض سے مقرر کیا کہ مسند نشین بیجاپور سے ملک و مال کا مطالبہ زیادہ کرے۔ اور
اس مطالبہ کی تعمیل مین دلیرخان بحیثیت سپہ سالاری آمادہ ہوا۔ اول بادشاہ بی بی کا
مطالبہ ہوا۔ بعد ایک جھگڑے کے بادشاہ بی بی خود دلیرخان کے لشکر مین اس غرض سے
آئی کہ بھائی کی سلطنت بچ جائے۔ دلیرخان نے اسکو اورنگ آباد مین بھیجدیا۔
بیجاپور کا محاصرہ کیا گیا۔ جب بیجاپور والے مایوس ہوئے تو وہان کے وزیر مسعود خان
نے سیواجی سے مدد مانگی۔ اس لئے دلیرخان پر حملہ کرنے کا وعدہ کیا جس سبب سے

محصورین کا پیچھا چھوڑے۔ اس مطلب کے لئے سیواجی نے پنالہ مین بہت سے سوار جمع کئے اور بیجاپور کی طرف چلا۔ مگر اس سیانے گھاگ نے دیکھا کہ اسکے بازؤن مین عالمگیری لشکر کے صدمہ اٹھانے کی تاب نہین ہی۔ اسلئے وہ محاصرہ کے قریب بارہ میل جا کر ٹترایا اور بادشاہی علاقون پر حملے کرنے لگا۔ دلیر خان فن سپہ گری سے خوب واقف تھا اگرچہ اس پاس فوج زیادہ نہ تھی مگر جتنے سپاہی اسمین تھے اسکے ہم قوم افغان من چلے اور بڑے دل گردے کے جوان مرد تھے ایسی فوج ایسے افسر کے ماتحت بڑی فوجون سے بھی بڑھ کر کام دے سکتی ہے۔ دلیر خان نے محاصرہ کو نہین چھوڑا اور سیواجی نے آگ اور تلوار سے باشندون کو ہٹرا کر دیا اور ہر بات کو جلا کر خاک کیا۔ اسنے دریاے بہیا سے اتر کر جولنا پر حملہ کیا با وجودیکہ اورنگ آباد مین سلطان معظم تھا اسنے جولنا کو خوب لوٹا جس مکان مین اسکو دولت کا گمان ہوا اسکو خاک سیاہ کیا۔ خافی خان نے لکھا ہے کہ ۱۰۹۰ء مین سیواجی افواج سنگین کیے ساتھ ملک خاندیس مین داخل ہوا۔ قصبہ دھرنگانو کو جو اس ضلع مین معموری مین مشہور ہے اور جنس کرانہ و اقسام قماش و مال بندر سورت اور چیزین قصبہ کے گھدروت کے پاس ہوتی ہین اسپر تاخت و تاراج کی پھر چوبرہ اور اور پرگنات کو لوٹ کر اور جلا کر پرگنہ جالنہ کی طرف گیا یہ بھی تعلقہ بالاگھاٹ کے قصبہاے معمورین سے تھا۔ جسمین مال تجارت بھرپور تھا اس قصبہ مین سید جان محمد کا مسکن تھا جو یہان کے واصل باللہ درویشون مین تھے جب کوئی غنیم اس قصبہ مین آتا تو یہان کے رہنے والون کی ایک جماعت مال و عیال سمیت اس سید کے تکیہ و مکان کی پناہ مین آ لیتے مگر سیواجی نے سید صاحب کا ادب نہین کیا۔ جو مالدار انکی پناہ مین گئے انکو خوب لوٹا اور خود سید صاحب کو نہ چھوڑا۔ خافی خان سیواجی کی موت کا سبب یہی بتاتا ہے۔ اس سے زیادہ بے عقلی کی بات کوئی اسنے اپنی تاریخ مین نہین لکھی ہی سیواجی اپنے لوٹ کے مال کو لیکر صحیح سلامت رائے گڈھ مین پہنچا ہوتا مگر

شاہزادہ کے حکم سے دس ہزار سوارون نے جمع ہو کر اُسے سنگمنیر کے قریب آنکر ایسا گھیر لیا تھا کہ اُسے مار ہی لیا ہوتا مگر بقول عالمگیر وہ پہاڑی چوہا تھا۔ کسی بل مین ایسا دبک کر جا بیٹھا کہ کسی کو خبر نہ ہوئی پھر وہ جو نکلا تو اورنگ زیب دیکھتا ہی رہ گیا کہ اس چوہے نے کیا کیا کام کئے اور کتنے قلعے فوج شاہی سے خالی کرا لئے اور اچھے اچھے شیرون کو کان کترے۔

دلیر خان نے محاصرہ کو نہین چھوڑا سیواجی پٹہ مین تھا کہ مسعود خان نائب سلطنت بیجاپور نے اسکی بہت منت سماجت کی ؎

بہ لبم رسیدہ جانم تو بیا کہ زندہ مانم   پس ازانکہ من نمانم بچہ کار خواہی آمد

اور لکھا کہ اب ہمارا وقت قریب آگیا ہے اُس وقت آؤ گے تو کام آؤ گے نہین پیچھے کیا کام تم سے نکلے گا۔ وہ اسکی درخواست کے موافق بڑے ٹھاٹھ سے فوج لیکر چلا۔ ہزارون برچھیت مرہٹے بھالے برچھے ساتھ لے کر چلتے ہوئے ایسے معلوم ہوتے تھے کہ کوئی نیستان اڑا جاتا ہے۔ مگر ابھی یہ لشکر بیجاپور تک نہ پہنچا تھا کہ یکایک اُسے یہ خبر آئی کہ سنبھاجی مغلون کے لشکر سے جا ملا۔ اس نوجوان بیٹے کے حصہ مین باپ کی خصایل و اطوار مین سے دلیری اور شجاعت کے سوا کچھ اور حصہ آیا تھا عیاش ایسا تھا کہ اس نے ایک برہمنی سے جو برہمن کی بیوی تھی اپنا منہ کالا کر ڈالا سیواجی اس حرکت ناشائستہ پر ایسا خفا ہوا کہ اس نے پرنالہ کے قلعے میں کچھ دنون کے لئے سخت مقید کر دیا۔ مگر وہ قید سے بھاگ کر سیدھا دلیر خان پاس چلا گیا تو سپہ سالار سروقد تعظیم کے لئے اٹھا نہایت تپاک سے ہاتھ کھول کر بغل گیر ہوا اعزاز و احترام سے خیمے مین اتارا۔ دلیر خان نے بادشاہ سے اپنا منصوبہ یہ بیان کیا کہ باپ بیٹے لڑائی مین ترازو کے پلڑے مین بیٹا باپ کی مقابل ہوگا — باپ کی بری گت بنائیگا۔ وہ سارے باپ کے ہتھکنڈون سے واقف ہے مرہٹون کو توڑ توڑ کر اپنی طرف بلائیگا۔ غرض گوشت خرد ندانگ کا تماشا دکھائے کا سنبھاجی کا

سنبھاجی کا باپ سے ناراض ہو کر دلیر خان سے جا ملنا

سیواجی کا اقبال یاور تھا یہ منصوبہ کب چل سکتا تھا۔ خیال کرنے کی بات ہے کہ اسوقت باپ سے بیٹے کا جدا ہونا کیسا خطر و تردد کا مقام تھا۔ مگر یہان کچھ اور ہی گل کھلا۔ کہ سپہ سالار نے جب پادشاہ سے یہ عرض حال کیا تو اسنے دلیرخان کی اس تجویز کو پسند کیا اور حکم صادر فرمایا کہ سنبھاجی کو پا بزنجیر ہمارے پاس بھیجدو۔ مگر جوانمرد سپہ سالار دلیرخان نے عہد شکنی کر کے اپنی عزت کو بٹہ نہین لگایا سنبھاجی کو پادشاہ پاس نہ بھجوایا اور اسنے ایسی چشم پوشی کی کہ وہ بھاگ کر سیدھا باپ پاس آیا۔ چند روز باپ کو بیٹے کے سبب سے پریشانی رہی۔

۱۶۷۹ع جب سیواجی کو بیٹے کی پریشانی سے نجات ہوئی تو وہ رات دن دل و جان سے بیجاپور والون کی اعانت پر مستعد ہوا۔ ہمبیر راؤ کو اسنے بھیجا اسکی لڑائی رنمست خان سے ہوئی جس پاس آٹھ نو ہزار سوار تھے۔ اسی سردار کو سلطان معظم نے پہلے بھی سیواجی سے لڑنے کو بھیجا تھا جسنے شکست پائی تھی اسنے اب بھی شکست پائی۔

موروپنت نے اہونت اور راہا واگڈھ لے لیا۔ یہ دونو قلعے بڑے مضبوط تھے اور اپنی سپاہ کو سارے خاندیس مین پھیلا دیا جسنے اسکو تاخت و تاراج و ویران کیا۔

دلیرخان کے لشکر کے گرد ہمبیر راؤ پھرتا تھا اور محصورین کو مسعود خان خوب لڑ مار رہا تھا۔ دلیرخان بھی انکو دبا رہا تھا۔ مگر اسکی ذاتی شجاعت فتح کے لئے کافی نہ تھی۔ جا بجا اس کی رسد پر چھاپے مارے جاتے تھے اور کسی طرح سے رسد اسکے لشکر تک نہین پہنچتی تھی۔

سیواجی کے لشکر نے اسکو ایسا تنگ کیا کہ آخر کو مایوس ہوکر بیجاپور کا محاصرہ اٹھا لینے کی فکر و رنج مین پڑا۔ برسات کے آخر مین وہ میدانی ملک کے تاخت و تاراج مین مصروف ہوا۔ جنبی کو لوٹ لیا۔ کشنا جب پایاب ہوا تو وہ اس سے پار گیا اور سپاہ کو فوجون مین تقسیم کیا اور ملک کرناٹک کو ویران کرنا شروع کیا۔ نارو پنت نے چھ ہزار سوارون کو ساتھ لیکر دلیرخان کی سپاہ پر حملہ کیا اسکو شکست دی اور اسکی فوجون کو روکا اور انکے ٹکڑے ٹکڑے اڑائے اور مراجعت پر انکو مجبور کیا۔

سیواجی کو بیجاپور والون نے رفاقت کے بدلہ مین ضلاع کوپال اور بیلاری دیئے اور دراوڑ مین جو ملک اُس نے فتح کیا تھا۔ اور تنجاور اور اضلاع جاگیر شاہ جی پر اپنی سلطنت کے دعوی سے بردار دست ہوئی۔ اس ملک کی حکومت ایسے اُس کو بھائی وینکاجی کے عزل و نصب کا زیادہ اختیار حاصل ہوا جس سے وینکاجی کا دل دنیا سے کھٹا ہوا اور وہ تارک الدنیا ہوا سیواجی نے بھائی کو خط نصائح آمیز لکھے اور ترک دنیا سے باز رکھنا چاہا مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔

معلوم نہین کہ شیواجی کے دل مین کیا کیا ارمان ہونگے وہ سب کے سب اس طرح خاک مین مل گئے کہ اُسکو بخار چڑھا۔ اور یکا یک ایسی طبیعت بگڑی کہ ترپن برس کی عمر مین ۱۶۸۰ء مین اس دنیا سے انتقال کیا۔ مشکل ہے کہ ہم بتلائین کہ سیواجی کیسا آدمی تھا۔ مگر جو اوسنے کام کیے وہ ہم لکھ چکے ہین۔ اُسے سمجھ جاؤ کہ اُسکے مزاج مین کیا برائیان اور کیا نیکیان تھین کس سبب سے وہ اپنے سب کامون مین کامیاب ہوا اور کیونکر اور کس واسطے ادنی درجہ سے بتدریج اعلے درجہ پر پہنچ گیا۔ کن باتون نے اُسکو مرہٹون کا دیوتا بنایا۔ کیون آجتک اُس کے نام کا وظیفہ مرہٹون مین پڑھا جاتا ہے اور وہ بُت کی طرح پوجا جاتا ہے۔ یہ عجیب و غریب آدمی تھا سلطنت کی قابلیت اور سپہ سالاری کی لیاقت رکھتا تھا۔ اپنے قوم کا ہمدرد اور خیر خواہ تھا۔ قزاق ایسا زبردست اور چالاک تھا کہ کوئی کاہے کو ہوتا ہے۔ اگرچہ اس انگریزی گورمنٹ مین خیال نہین آتا۔ عقل کے نزدیک یہ ناممکن معلوم ہوتا ہے کہ کوئی سیواجی جیسا دوسرا شخص پیدا ہو۔ مگر جسوقت ناناؤ اور کانپور یاد آتا ہے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ مرہٹون کی دغابازی اور مکاری غارتگری اور غیر قومون سے نفرت اُنکی بالکل غارت نہین ہوئی۔ بلکہ اُنکو مسلمانون کے ساتھ جو نفرت تھی اب وہی انگریزون کے ساتھ ہے سیواجی کے حال مین ان باتون پر طالب علمون کو چاہیئے کہ خوب غور کرین۔ قاعدہ ہے کہ جس برائی کو ہموطن اور ہمقوم برا نہین کہتے اور اُسکے کرنے والے کو ملامت نہین کرتے اُسکے کرنے سے متوسطین درجہ کے آدمی اپنے تئین برا نہین جانتے سیواجی نے مہمات جنگی اور ملکی مین جو دغا اور فریب اور برائیان کین اُنکو اُسکے ہموطنون اور ہم قومون نے برا نہین جانا بلکہ اُنکو اپنا فخر سمجھا۔ بہت سے کام دغابازی اور بے ایمانی اور مکاری اور فریب کے ایسے

سیواجی کی وفات اور اُسکے اوصاف

ایسے ہوتے ہین جو امور خانگی مین سخت لعنت ملامت کے قابل ہین مکر و معاملات
جنگی اور ملکی مین قابل تعریف کے ہوتے ہین سیوا جی نے ایک مسلمان سپہ سالار افضل خان کو قتل کیا
اسکو ساری قوم نے پسند کیا۔ اور جب اسنے ایک ہندو راجہ کو مارا تو سبنے اسکو ملامت کی
اسسے ایک اور بات یہ نکلتی ہی کہ جو لوگ سیوا جی کے ساتھ تھے وہ نرے لیٹرے اور قزاق اور
راہ زن ہی نہ تھے بلکہ اُنکے دل حب الوطنی کے جوش سے اور قومی محبت کے خروش سے اور مذہبی
حرارت سے اور شجاعت کی جودت سے بھرے ہوئے تھے اور انہین باتون کے سبب سے وہ
سیوا جی کے سب معاملات مین شریک ہوے اور اسکو دیوتا اُون کا دوت سمجھے۔ بیجاپور اور گولکنڈہ
مین جو مسلمان ہتے تھے انمین یہ مرہٹے جدا ہی ایک ڈھنگ اپنا اس سبب سے رکھتے تھے
کہ انکا خاندان نہ انکا مذہب نہ انکی سرزمین آن سے ملتی تھی۔ جب ان مسلمانون کے سلاطین
مین اختلاف ہو تو ان مغلون اور اورنگ زیب سے تو وہ کچھ مناسبت ہی نہین رکھتے تھے۔ پہاڑون کے
دیوتا میدانون کے دیوتاؤن سے ملتے جلتے نہ تھے۔ انکا جھگڑا مسلمانون سے ناحق نہ تھا۔
اسلئے ہر مرہٹہ خواہ وہ رجپوت ہو یا برہمن یا شودر ہو یا اصلی قدیمی باشندہ یہان کا ہو
وہ اپنے دل مین اس بات کو یقین کرتا تھا کہ پہلے زمانہ مین مسلمانون نے دغا اور فریب سے اسکو اپنی
جگہ سے ہلایا ہے اور اب مسلمانون کا لشکر بڑھتا اور دبا تا چلا آتا ہے اُسسے وہ اور بھی خائف
اور پریشان تھا۔ غرض سیوا جی اور اسکے ہمراہی جو مسلمانون سے لڑے اُسمین اُنہون نے
اپنے اہل وطن کی خدمت کی اور عزت اور شان و شوکت حاصل کی اور بہت سی
غنیمت اور دولت حاصل کی سیوا جی نہایت دغا باز مکار غدار سنگدل مسلمانون کے
ساتھ تھا۔ مگر اپنی قوم کے ساتھ رحم دل منصف متحمل ایماندار تھا۔ جو اضلاع اس کی
اطاعت اختیار کرتے اُنکے ساتھ نہایت نرمی سے پیش آتا اور کوئی سختی نہ کرتا تھا
مسلمانون کی ہر ایک چیز کا غارت کرنے والا تھا مگر اپنی قوم اپنے دھرم اپنے وطن کی
عزت اور شان کا بڑھانے والا تھا۔ یہی سبب تھا کہ ساری اسکے اہل وطن اسکو دل و
جان سے عزیز رکھتے تھے۔ اور اسکی خدمت گزاری جان نثاری کے ساتھ کرتے تھے

جیسے مسلمانون سے لڑتا تھا تو ہندو ویسے جوش مذہبی سے اسکے ساتھ ہوکر اپنی جانین دیتے تھے جیسے کہ مسلمان جہادی اپنے امام کے ساتھ دیتے تھے۔ مگر کاغذ کی ناؤ ہمیشہ نہین چلا کرتی کاٹھ کی ہانڈی چولہ پر ہمیشہ نہین چڑھا کرتی۔ جن کامون کی بنیاد دغا اور فریب پر رکھی جاتی ہے وہ چند روز اپنا فروغ دکھا کر صبح کاذب کی طرح غائب ہوجاتے ہین سیواجی کی دغا اور فریب کا درخت سرسبز اور شاداب ہوا مگر اُس کے کڑوے پھل اسکی اولاد کو کھانے پڑے جو سلطنت کے کام بے قانون اور دستورالعمل کے ہوتے ہین انکا انجام یہ ہوتا ہے کہ سارے کام ایسے بے قاعدہ اور بے ٹھکانے ہونے لگتے ہین کہ پھر اُس سلطنت کا ٹھکانا نہین رہتا۔ اگرچہ سیواجی نے وزیر اور عہدہ دار سب قسم کے مقرر کئے مگر انکے تقرر مین کوئی قانون اور قاعدہ سواء اسکے اپنی رائے اور مرضی کے نہ تھا اسلئے وہ سارا کارخانہ تھوڑے دنون مین بہناب ہوگیا۔ خافی خان نے اسکے خصائل کی نسبت یہ لکھا ہے کہ وہ قافلون کی تاراج مین مردم آزاری کرتا لیکن اور افعال شنیعہ سے پرہیز کرتا تھا۔ عورتون اور عیال کی محافظت آبرو کا پاس رکھتا تھا۔ کلام اللہ جو کوئی لوٹ کے لاتا اسکو کسی اپنے مسلمان نوکر کو دیتا وہ اپنے تعلقے کے جاتا اور ناموس کے حفظ مین بڑا اہتمام کرتا تھا مسلمانون اور سیواجی کی معرکہ آرائیون کا حال اکثر مرہٹون کی کتابون سے لکھا گیا ہے جو انگریزی مین ترجمہ ہوئی ہین مسلمانون اور مرہٹون کے بیانات مین بہت اختلافات ہین ہر ایک اپنی اپنی ایسی کہانی کہتا ہے کہ جسمین کوئی اپنی ہیٹی نہ ہو۔

یکایک سیواجی کا مرنا مرہٹون کے حق مین زہر ہوا اُسنے ان وحشیون کو آدمی بنایا تھا انکے دلون مین قومی ہمدردی و غیرت و قومی محبت کا جوش پیدا کیا۔ انکے لئے ضوابط و قوانین بھی بنا گیا تھا خزانہ معمور سپاہ بیشمار چھوڑ گیا تھا۔ قلعون کا سلسلہ وہ قائم کر گیا تھا کہ دشمنون کا حوصلہ نہ ہوتا تھا کہ اس سلسلہ کو کہین سے توڑین ہمیشہ اسمین اپنے پھنس جانے کا اندیشہ رہتا تھا سب سامان سلطنت مہیا تھا۔

سیواجی کے اخلاق اور سلطنت کا انتظام

مگر مشرقی ملکون کا دستور ہے کہ جب کوئی فرمان روا مر جاتا ہے تو سب سے اول اسکی سپاہ
مین بے انتظامی واقع ہوتی ہے سیواجی کی سپاہ مین تفرقہ کیون نہ پڑتا۔ وہ تو ابھی حالت
طفلی مین تھی جو اشمند باپ کے مرنے سے یہ لڑکا کیون نہ ابتر ہوتا سیواجی کے دو بیٹے تھے
ایک سنبھا جی جو ابھی دلیر خان کی قید سے چھوٹ کر پنالہ مین باپ کے حکم سے قید تھا جسکا
اوپر ذکر ہوا۔ دوسرا بیٹا راجہ رام تھا وہ دس برس کا تھا سیواجی نے سنبھا جی
کے چال چلن کی نسبت برے الفاظ کہے تھے جسسے لوگون کو ایک حیلہ ہاتھ
آیا کہ سیواجی خود راجہ رام کا اپنا جانشین ہونا چاہتا تھا۔ راجہ رام کی مان سورا
بائی بڑی ہوشیار و چتر تھی۔ اسنے سازش سے سب کو یقین دلا دیا کہ راجہ رام کو
سیواجی راجہ کرنا چاہتا تھا ارکان دولت سنبھاجی کے زور و ظلم سے ہراسان اور
راجہ رام کی مدت کی صغر سنی کی راجائی سے شادان تھے سیواجی کی موت کو
چھپایا اور سنبھا کی دستی قید کے لئے حکم جاری کئے۔ سنبھاجی نے عین قید کی حالت
مین کسی حکمت سے باپ کے مرنے پر اطلاع پائی اور اپنے محافظون سے اپنی
تخت نشینی کا حال بیان کیا انہون نے اسکی حکومت قبول کی۔ مگر وہ ایسا خائف
تھا کہ قلعہ سے باہر نکلنے پر جرأت نہین کرتا تھا۔ غرض ارکان دولت مین آپس مین
اس باب مین لڑائی جھگڑے رہے کہ کون راجہ ہو۔ اور جو فوج قلعہ پنالہ کے لئے
محاصرہ کے لئے آئی تھی وہ اسکی طرفدار ہی حاصل یہ ہے کہ وہ جون ۱۶۸۰ء مین رائے گڈھ
مین جاکر راج گدی پر بیٹھ گیا اور اسکی راجائی کو سب نے مان لیا۔ اس وقت تو اسنے
ایسا ہی کام کیا۔ جو سیواجی کے بیٹے کو لائق تھا۔ بہت سے اسکے دشمن دوست
بن گئے۔ اور اسکے دل و جان سے خیر خواہ ہو گئے مگر جب وہ اپنی جگہ پر مستقل ہو گیا
تو زور ظلم کرنے لگا۔ اسکی طرف سے کسی کو نیکی کا گمان نہین رہا اسنے راجہ رام کی
مان کو بڑی بیرحمی سے قتل کرایا۔ اور اپنے بھائی راجہ رام کو مقید کیا۔ مخالف برہمن
وزیرون کو بندی خانہ مین بھجوایا اور جو برہمن تھے انکا گلا کٹوایا۔ یہ بات

پہلے سے معلوم ہوتی تھی کہ سنبھاجی کو باپ کی سلطنت سنبھالنے کی لیاقت نہین ہے۔
اُسکے مزاج کے سبب سے بہت سی بدنظمیان اور خرابیان و رلیرائیان پیدا ہوئین
وہ عیاش تماش بین فضول خرچ تلوّن مزاج سنگدل بیرحم تھا اس نے ان لوگون کو
جنہون نے اسکے خلاف سازش کی تھی ایسی سخت سزائین دین کہ مرہٹون کو اُسسے
دلی نفرت ہوگئی اور اسکے بہت سے سردار اسکی نوکری چھوڑکر دشمنون سے جا ملے۔ ایک بڑا ایماندار
رفیق برہمن اُسکے باپ کا تھا اسکو فقط سازش کے شبہ پر پرلوک گون کیا۔ غرض پرانے
نمک حلال اور لائق بہت سے سردار اور بہو سے اہلکار جو باپ نے جمع کئے تھے ان سب سے
وہ سردمہری اور سنگدلی سے پیش آیا۔ اور پنڈت کلوشا فارسی کتابون میں کب کلس لکھا
جاتا ہے کا غلام بن گیا۔ یہ برہمن وہ ہے جسکے پاس شمالی ہندوستان مین سنبھاجی
سیواجی چھوڑ آیا تھا اور وہی سنبھا کو باپ پاس لایا تھا اُسنے اپنے علم وفضل سے اسکو
الو بنایا جو وہ کہتا سو کرتا۔ غرض سنبھاجی کے ان سب کامون کا نتیجہ یہ تھا کہ سیواجی کا
سارا انتظام کیا کرایا بگڑ گیا۔ اول سپاہ جو قواعد اور آئین کی پابند تھی اسمین خلل آیا۔
جب میدان جنگ مین سوار آتے تو انکے ساتھ آوارہ گرد بھی ہوجاتے جس سپاہ کا پہلے
یہ قاعدہ تھا کہ جو شخص عورت کو ساتھ لے جائے تو وہ گردن مارا جائے۔ اب اسمین یہ
دستور پڑگیا کہ وہ دشمنون کے خیمون مین سے عورتون کو پکڑ لاتے اور ان سے ہم بستر ہوتے یا بیچ ڈالتے
گویا عورتین بھی منجملہ اور اسباب غنیمت کے ہونے لگین۔ غنیمت کے مال کو چھپاتے جس سپاہ
تنخواہ ایک دستور قاعدے کے موافق ہمیشہ ملا کرتی تھی اب اسکی تنخواہ کا مدار لوٹ پر تھا
جب لوٹ سے تنخواہ پوری تقسیم ہوسکتی تو افسر اس حکم کے منتظر رہتے کہ انکو لوٹ سے تنخواہ کے
پورا کرنے کا حکم ملجائے۔ غرض جیسی یہ فوج باقاعدہ تھی ویسی ہی اب ایسی جو تنخواہ اور
غارتگر ہوگئی۔ سنبھاجی ایسا فضول خرچ تھا کہ باپ کی دولت کثیر کو تھوڑے دنون مین
اُڑا کر برابر کیا۔ رگھوناتھ کے مرنے کے بعد کرناٹک کی جاگیر سے بھی خراج نہ
وصول ہوا۔ اہل کرناٹک خود اپنی حکمرانی کرنے لگے۔ پنڈت کلوشا نے جب خزانہ خالی

دیکھا تو اُسکے معمور کرنے کے لئے زمین اور رعایا پر اور نئے محصول لگائے۔ اسسے
خزانہ تو خاک سے بھی نہ بھرا۔ مگر رعایا کا دل ناراضی سے بھر گیا۔ جب وصول محصول
مین سختی ہونے لگی تو وہ گھرون کو چھوڑ کر بھاگ گئے۔ اور ملک برباد اور بے چراغ ہونے
لگا۔ سیواجی نے جو سلطنت کی عمارت کھڑی کی تھی وہ اب خود بخود مسمار ہوتی جاتی
تھی۔ مگر اب اسپر اور یہ زلزلے آئے کہ سنبھاجی اپنی ہمت اور شجاعت کے گھمنڈ مین
ایسا آیا کہ اُسنے یہ نہین خیال کیا کہ میرے دشمن بھی ہین اور ان مین ایک عالمگیر بادشاہ بھی
ہے۔ پرانے دشمنون کو چھوڑ کر اور نئے دشمن پیدا کئے کہ اپنے وزیر کلوشا کی صلاح اور
مشورہ سے نہایت شوق سے ۱۰۹۲ھ مین جنجیرا والون سے لڑائی شروع
کردی۔ اس غرض سے کہ یہہ جزیرہ ہندوستان کے بر اعظم سے شامل ہوجائے۔
سمندر کے اس ٹکڑے کو مٹی سے بھروانا چاہا جو درمیان مین حائل تھا پھر اسکے بعد کشتیون کے
ذریعہ سے دھاوا کیا اس مہم مین بالکل ناکام رہا جس سے وہ دل شکستہ ہوا پھر اُس نے پرتگیزون
اور انگریزون سے بگاڑی بغرض وہ ان بے سود کامون مین مصروف رہا اور اُس نے اورنگ
کی خبر نہ رکھی نہ والیان بیجاپور اور گولکنڈہ سے باپ کی طرح رفاقت پیدا کی۔

واقعات سال بست و پنجم ۱۰۹۲ھ

بادشاہ نے ۲ رمضان کو اجمیر سے برہانپور کی طرف کوچ کیا۔ ۷ رمضان کو دار الخلافہ
سے خبر آئی کہ ملکۂ ملکی ملکات جہان آرا بیگم نے ۳ رمضان کو نقاب عدم مین
چہرہ چھپایا۔ اُسنے شیخ نظام الدین اولیا کے صحن روضہ مین اپنے ایام دولت مین حیات خانہ
آخرت بنایا تھا اس مین مدفون ہوئی۔ بادشاہ کو اس اپنی بڑی بہن کے مرنے کا بہت رنج
ہوا۔ اور تین روز تک حکم ہوا کہ نوبت نہ بجائی جائے۔ اس بیگم مین ساری خوبیان جو
عورات مین ہونی چاہئین موجود تھین۔ حسن صورت و حسن سیرت دونو کمال درجہ کے تھے۔
وہ اپنے باپ شاہجہان سے ۱۴ برس بعد مری۔ وہ اورنگ زیب سے نفرت رکھتی تھی جسکا
پہلے بیان ہوا۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ آیندہ بیگم مرحومہ کا خطاب نواب جنت مآب

صاحبۃ الزمانی بیگم لکھا جایا کرے - دسوین ذی قعدہ کو بادشاہ برہان پور مین داخل ہوا-

منیر تھا مین راٹھور راجپوت تین ہزار کے قریب جمع ہوگئے تھے! اعتقاد خان انسے لڑا اور فتحیاب ہوا- پانسو آدمی مخالفون کے جنمین بعض عمدہ امیر بھی تھے کشتہ و زخمی ہوئے پادشاہی آدمی بھی اس مین مارے گئے- اعتقاد خان کو اس فتح کا صلہ ملا-

۲۲ ذی قعدہ کو برہان پور کے قلعہ ارک مین دو حجرے باروت سے بھرے ہوئے اڑ گئے جس سے بہت آدمی جل کر مر گئے- خافی خان اس واقعہ مین یہ اور لکھتا ہے کہ اس ضمن مین پادشاہ سے معروض ہوا کہ پادشاہ کی خوابگاہ کے نیچے تیس گلہ باروت کے اس زمانہ کے رکھے ہوئے ہین کہ پادشاہ یہان سے پادشاہ ہونے گیا تھا- بعد تحقیق توپخانہ کے داروغہ اور متصدیون کو سزا ملی! اور پادشاہ نے کہا کہ اگر یہ جہانگیر ہوتا تو سبکو گولی دیتا-

پادشاہ برہان پور مین تین چار مہینے رہ کر غرہ ربیع الاول ۱۰۹۳ سنہ کو یہان سے اورنگ آباد روانہ ہوا- میر عبدالکریم امین جزیہ نے عرض کیا کہ سال گذشتہ مین ۲۶ ہزار روپیہ جزیہ کی بابت وصول ہوا تھا مین نے تین مہینے کے عرصہ مین برہان پور کے نصف پورجات سے ایک لاکھ آٹھ ہزار روپیہ وصول کیا- اب مین امیدوار ہون کہ حضور کی ہمراہ چلون- پادشاہ نے فرمایا کہ جزیہ کا کام اپنے نائب کو سپرد کر کے میری ہمراہ ہو- جب پادشاہ اورنگ آباد مین آیا تو اُس نے پادشاہزادہ محمد معظم کو رام درہ کے قلعون کے تسخیر کے لئے اور یہان کے ہنود کی تنبیہ کے لئے اور شاہزادہ محمد اعظم کو قلعہ سالیر کی فتح کے لئے رخصت کیا- قلعہ ملہیر سرکار بگلانہ کے متصل قلعہ سالیر ہے اور وہ کئی سال سے سیواجی کے تصرف مین تھا جسکا ذکر پہلے ہو چکا ہے-

سوانح سال بست و ششم ۱۰۹۳ھ / ۱۰۹۴ھ

شاہزادہ محمد اعظم جو قلعہ سالیر کی تسخیر کے لئے مقرر ہوا تھا- اگرچہ یہ قلعہ ایسا ہے کہ اسکا محاصرہ ہو سکتا ہے لیکن اس کے اطراف مین دریا شور کے قریب ہونے سے اس قدر

غار ہین کہ اگر لاکھون سوار اُن اونچی پہاڑون کی اطراف مین محاصرہ کرین تو بھی کچھ
کام نہ کر سکین نیک نام خان قلعہ دار ملہیر و فوجدار سرکار بگلانہ خوب بندوبست
یہان کرتے تھے اور ان دونون قلعون مین چھ کروہ سے زیادہ فاصلہ نہین ہی محمد اعظم کے
تقرر کی خبر کے مشہور ہونے سے قلعہ دار غنیم کو نامے اور پیغام التیام آمیز اور تحفے اور ہدیے
بھیجے گئے تھے اور بہت روپیہ نقد و جنس و یکہ منصب چار ہزاری کا وعدہ کیا گیا تھا
اسلئے اُس نے محمد اعظم کے محاصرہ کے بغیر بادشاہی آدمیون کو قلعہ دیدیا۔ اگرچہ یہ بات
بادشاہزادہ کی مرضی کے خلاف تھی۔ اُسنے بادشاہ سے نیکنام خان کی شکایت
کی۔ مگر وہ بادشاہ کی مرضی کے موافق کام تھا۔ اس مین جنگ اور مردم کشی نہ تھی۔
اسلئے شاہزادہ کی شکایت نیکنام خان کے حق مین سفارش ہوگئی۔
جب دوسری دفعہ دکن مین شاہجہان آیا ہی اور اُسنے گلشن آباد اور کوکن نظام الملکی
کی قلعون کی تسخیر کے لئی سپاہ تعین کی ہی تو قلعہ رام سیج تھوڑے دنون بادشاہی تصرف
مین آگیا تھا۔ ان دنون مین اسی پر عالمگیر نے قیاس کیا۔ شہاب الدین خان کو قلعہ
رام سیج کی تسخیر کے لئے تعین فرمایا۔ شہاب الدین خان نے محاصرہ کیا۔ سرنگین لگائین
مورچالون کو بڑھایا۔ دمدمون کو بلند کیا لیکن قلعہ رام سیج کا قلعہ دار ایک پرانا
آزمودہ کار اور تجربہ دیدہ روزگار تھا اُسکی خبرداری اور ہوشیاری کے آگے
لشکر شاہی کی کچھ پیش نہ گئی اس قلعہ مین توپ نہ تھی چمڑا بہت تھا۔ چوب سے توپ
بنائی۔ اسکو چمڑے سے منڈھا۔ ہر وقت یہ توپ چھوڑی جاتی تو دس توپون کا
کام دیتی۔ بادشاہ نے بہ تقاضائے مصلحت شہاب الدین خان کو حضور مین طلب کیا
اور اس قلعہ کی تسخیر کے لئی خان جہان بہادر کوکلتاش کو تعین کیا تو اُسنے محاصرہ کا کام
اچھی طرح کیا مگر کچھ کام نہ ہوا۔ ایک روز اُسنے رات کو فرمایا کہ قلعہ کی ایک طرف یورش کی
شہرت اس طرح دیجائے کہ توپ خانہ کے آدمی مصالح آتش بار ساتھ لین اور توپچیان
کی ایک جماعت اور بازار کا عملہ و فعلہ بہت غل مچاتے ہوئے اور شورش کرتے ہوئے

اس طرف جائین تاکہ قلعہ کے آدمی اس طرف ہجوم کرین اور اس طرف قلعہ داری
اور احتیاط جو کرنی چاہیئے وہ کرین اور دوسری سمت سے سو دو سو آدمی جانباز
جو فن قلعہ گیری مین مہارت برابر رکھتے ہون اور قلعہ کشائی مین ید بیضا خفیہ بدون
شور و شر کے مصالح یورش اور روشنی اصلا اپنے پاس نہ رکھکر مار کی غند کمند پرا واور زینہ برون
سے قلعہ کے اوپر چڑھ جائین قلعہ دار کو خانجہان کی اس تدبیر پر اطلاع ہوئی تو اسنے
اسکے دفعیہ کی تدبیر کرلی۔ خانجہان کی فوج جسطرف غل مچانی ہوئی گئی تھی اسنے
بازاری آدمیون کو بہادرون کی ایک جماعت کے ساتھ بھیجا نفیری و نقارہ ساتھ کیا
انہون نے دفعیہ کے لیئے بڑا غل شور مچایا۔ بڑے بڑے پتھر اور چیزون مین آگ لگا کے
اور پرانے لحاف چکنے کرکے نیم سوختہ پھینکے اور خفیہ یورش کی جانب جو خانجہان نے
مقرر کی تھی۔ وہان قلعہ دار نے چند آدمی جانباز آہنی پنجے دیکر چپ چاپ بٹھا دئے
ناخواندہ مہمانون کے انتظار مین بیٹھے تھے۔ جو ہی پہلی دفعہ دو آدمیون نے چڑھکر
اوپر سر نکالا تو خفیہ جوانون نے بگہہ نگہہ یعنی پنجہ آہنی سے انکی سر و صورت پر
نوازش کی کہ پوست سر کو آنکھون سمیت انکے کاسہ سر سے جدا کیا اور پھر انکو ایسا
دھکیلا کہ پیشرو پیرو ون کو ساتھ لیکر زمین پر سر خرو اور شکستہ بازو پہونچے چند
روز بعد خانجہان بہادر کے طویلہ کے سائیس نے التماس کیا۔ کہ مین جن کے تسخیر کے فن
مین بڑی قدرت رکھتا ہون ایک سونے کا سانپ سو تولہ کا بنوا کر میری ہاتھ مین دیجیے
اور یورش کا بیش آہنگ بنائیے امید ہے کہ جنون کی مدد سے قلعہ کے دروازہ تک ساتھ
نہین کوئی نگا۔ خانجہان نے اس سائیس کے کہنے پر عمل کرکے یورش کی۔ ابھی آدھی راہ طے نہ
ہوئی تھی کہ رسیمان سن کا ایک گولہ سائیس کے سینہ پر لگا کہ مار طلا اسکے ہاتھ سے اڑ گیا
اور وہ لڑکتا ہوا نیچے آیا۔ حاصل کلام یہ ہے کہ خانجہان نے بہت تردد کیا مگر قلعہ فتح
نہ ہوا۔ اسنے بھی بادشاہ کے حکم سے محاصرہ چھوڑا۔ اسنے کوچ کے روز فرمایا کہ لکڑیان
جو مورچالون کے باندھنے کے لیئے زمین سنگلاخ کے اندر بہت روپیہ خرچ کرکے

گاڑی گئی ہین انکو جلادین تو قلعہ والون نے شوخی سے کنگرون پر آکر چلاکر کہا کر ان کو گاڑدین کو تو جل لینے دو انکی راکھ منہ پر مل کے جانا کہ کوئی نہ پہچانے بعد اسکے قاسم خان کرمانی کہ سپہ سالاری اور کار طلبی مین بڑی شہرت رکھتا تھا اس خدمت پر مامور ہوا اس سے بھی کام کا سرانجام کارنہ ہوا تو پادشاہ نے اسے اور خدمت پر مقرر کردیا اور قلعہ کی تسخیر کو اور وقت پر موقوف رکھا۔ قلعہ دار رام سیج کا حال عجب ہنجانے سُنا تو اسکو سونے کے کڑے اور زر نقد بھجوایا اور اور قلعدارون مین اسکو ممتاز کیا اور کسی بڑے نامی قلعہ مین بدل دیا۔ عبدالکریم رام سیج کی نواح مین ایک زمیندار تھا اسکی معرفت قلعہ دار جدید سے یکنام خان قلعہ دار بہیر نے یہ قلعہ لے لیا۔

۱۵ ربیع الاول سنہ ۱۰۹۴ کو شاہزادہ کام بخش کا نکاح آرزم بانو دختر سعادت خان صفوی سے ہوا اس شادی مین سات لاکھ چھپن ہزار روپیہ خرچ ہوا ــــ

پادشاہ نے حکم دیا کہ ملازمان سرکار جو دو ہزاری سے منصب کم رکھتے ہین وقت رخصت فاتحہ پڑھنے کے متصدی نہون۔ مگر ہان حضرت خود فاتحہ کے لئے ہاتھ اٹھائین تو فاتحہ پڑھین قضات جو خدمات سے معزول ہون تو وہ پھر خدمت قضا پر منصوب نہون احمد آباد سے حضور مین حافظ محمد امین خان مرحوم کا اسباب خسرو جہیدلا یا اسکی تفصیل یہ ہے ستر لاکھ روپیہ ۵۳ ہزار اشرفی و ابراہیمی ۶۷ ہاتھی ۲۳۴ گھوڑے ۱۷۰ اونٹ ۱۴ چھپر کھٹ صندوق چینی ۶۰ لاکھ ایک من سیسہ ۵ من باروت۔

محمد اعظم دریائے نیرا سے جریدہ پادشاہ پاس آتا تھا کہ اثناء راہ مین ایک ہاتھی فتح جنگ نامی مست ہوا اور فوج پر دوڑ کر شاہزادہ پاس آیا اسنے ایک تیر اسکے لگایا وہ اور تیز ہوکر آیا۔ گھوڑا اتر پڑا۔ شاہزادہ گھوڑے سے اترا اور ہاتھی کے مقابل ہوا اور ہاتھی کی سونڈ پر تلوار ماری اس اثنا مین اور آدمی آگئے اور ہاتھی کو مار ڈالا۔

سوانح سال بست و ہفتم جلوس ۱۰۹۴ ۱۶۸۳

دلیر خان مدتون سے شدید بیمار تھا وہ جا و پدرا کو گیا۔ اکثر معارک مین بذات خود

اسنے ترددات نمایان کئے تھے۔ وہ قوی ہیکل و زورمند تھا۔ قوت اشتہا غریب تھی ابتدائے
عمر سے انتہا تک اپنی الوس پر منضبط تھا۔ ماثر الامرا مین یہ لکھا ہے کہ خافی خان نے
قسم کھائی ہے کہ کوئی کام عہد عالمگیر کا نہ لکھونگا جسمین جھوٹھ سچ تزویر کو دخل نہ
دونگا۔ وہ لکھتا ہے کہ دلیر خان جو شجاعان کار طلب اور افغانان صاحب غیرت سے
با نام و نشان تھا۔ دفعۃً بغیر کسی عارضۂ بدنی کے مر گیا اور عوام مین یہ شہرت ہوئی کہ رات
کے وقت دلیر خان کے دیکھنے کے لئے خفیہ اعظم شاہ گیا تھا۔ بہادر شاہ نے اسکی اطلاع
پاکر پادشاہ سے عرض کیا۔ اسلئے دلیر خان نے خود اپنے تئین مسموم کیا۔ غرۂ ذی قعدہ
۱۰۹۴ھ پادشاہ اورنگ آباد سے احمد نگر کی طرف راہی ہوا۔ اوائل ۲۷ جلوس مین احمد نگر
سے پادشاہزادہ محمد معظم کو رام درہ کی طرف قلعون کی تسخیر کے لئے روانہ کیا۔ یہ قلعے
سنبھا کے پاس تھے۔ ان اطراف مین پادشاہی سپاہ کبھی نہین آئی تھی اسکے ساتھ ان
آدمیون کو بھیجا۔ آتش خان داروغہ توپخانہ اور لطیف شاہ دکنی مخاطب بسرافراز
اور اخلاص خان برادر بہلول خان اور ناگو کہ مرہٹون مین تھا۔ اور اسطرف سے خوب
واقف کار تھا۔ خواجہ مکارم پادشاہزادہ محمد معظم کا نوکر تھا۔ اسکا خطاب جان نثار خان
تھا۔ اگرچہ کم منصب تھا لیکن منصوبہ بازی اور رای سلیم و شجاعت مین پادشاہ کو پسند تھا
بیس ہزار سوار شاہزادہ کے ساتھ تھے۔ سعادت خان عرف محمد مراد کہ شاہزادہ کی فوج کا
واقعہ نگار تھا۔ راہ کے مابین پادشاہزادہ کے ہراول کی سنبھا کی فوج سے لڑائیان درہای
تنگ مین ہوئین۔ پادشاہی آدمیون کو مار کر غنیم بھاگ گیا۔ جب موضع سالیر تک نوبت
پہنچی کہ قلعہ قلب ہے شاہزادہ کا لشکر پہنچا تو اسکا محاصرہ کیا۔ قلعہ کشا سرداروں نے بڑی
جانفشانی کی۔ جان نثار خان اور دو تین اور امیر زخمی ہوئے۔ آخر ایام معدودہ
مین قلعہ فتح ہو گیا۔ ملک رام درہ نہایت قلب تھا وہان کی ہوا لشکر کو موافق نہ آئی اور
سنبھا کے لشکر والے ہر طرف سے ہجوم کرکے شورش کی اور ہر طرف سے رسد غلہ مسدود
ہو گئی اسکے ایک طرف دریای شور تھا۔ اور دو طرف پہاڑ تھے جو زہر دار اشجار اور

[illegible]

سانپون سے بھرے ہوئے تھے - کبھی غنیم پر حملہ کرتا تھا - چارپایے اور آدم کمتر بلا آفت کبھی نہیں پھرتے تھے - چارپاؤن اور انسان کے لئے کوئی غذا سوا ناریل اور کودون کے کوئی اور قسم کا غلہ نہ تھا انکے کھانے سے سمیت کا اثر ظاہر ہوتا تھا - بہت گھوڑے اور آدمیون کی ہڈیان یہین کی خاک بنین - غلہ کی گرانی اور کمیابی اس مرتبہ پر پہنچی کہ کچھ دنون تک گیہون کا آٹا تین چار روپیہ سیر بھی نہین ملتا تھا جن آدمیون کو موت کے پنجہ سے نجات ملی تھی وہ پہچانی نہ جاتی تھی - جو دم لیتے اسکو غنیمت گنتے کسی امیر کے طویلہ مین گھوڑا نہین باقی رہا کہ سواری کے کام آئے - جب پادشاہ کو اس لشکر کی صعوبت کا حال معلوم ہوا تو بندر سورت کو آپنے حکم بھیجا کہ جسقدر غلہ بہم پہنچا سکو اسکو جہازون پر لادکر پادشاہزادہ کے لشکر مین دریا کی راہ سے پہنچا دو - بندر سورت سے جو جہازات غلہ کے روانہ ہوئے سیوا کو انکی خبر ہوئی - راہ کے مابین سب جگہ دریا مین اسکے نئے قلعے بنے ہوئے تھے - سر راہ اسنے غلہ کی کشتیون پر حملہ کیا - چند کشتیان لوٹنے سے بچکر سلامت پہنچین لشکر نے بازار مین غلہ کے تیس چالیس پلون سے غلہ زیادہ نہ بھیجا - پادشاہزادہ کی مراجعت کا حکم پہنچا - شاہزادہ ہر جگہ دشمن سے لڑتا ہوا احمدنگر مین پادشاہ کی خدمت مین آیا -

ابوالحسن قطب الملک وارث سلطنت حیدرآباد

عبد اللہ قطب الملک کے مرنے کے بعد اسکا داماد ابوالحسن قطب الملک حیدرآباد مین فرمانروا ہوا تھا - اسکا حال ہمنے آگے لکھا ہے اسکے افعال قبیح مین سے یہ کام تھا کہ اسنے سلطنت کا سارا اختیار مدنا اور آکنا برہمنون کو دیدیا تھا - یہ دونو شدید العداوت تھے اور مسلمانون پر ظلم و سختی زیادہ کرتے تھے - اور فسق و فجور اور مسکرات اور لہو و لعب کا علانیہ رواج تھا اور علاوہ اسکے ابوالحسن نے سنبھا کو ملک کی تاخت اور قلعون کی تسخیر مین امداد کی تھی اور ایک لاکھ ہون اسکو دیا تھا - ان باتون نے اسکو خلق مین بدنام کر رکھا تھا اس ضمن مین میر ہاشم پسر سید مظفر حضور مین آیا -
ابوالحسن کے امراے مقرب مین سے سید مظفر تھا اور اسی کی اعانت سے یہ آسمان سلطنت

پانے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ اُسنے اسکو وزیر اپنا بنا یا تھا لیکن پھر اس نے بہ سبب عدم موافقت کے بادشا۔ اور اکنا کی رہنمائی سے معزول کیا اور منصب وکالت و اختیار سلطنت ان دو نو ہندوؤں کو دیا۔ میر ہاشم نے مقربان درگاہ کے وسیلہ سے طرح طرح کی ناشائستگی کے تسخیر حیدر آباد کی مہم کی طرف رہنمائی کی اور اپنے باپ سید مظفر کی جو ابو الحسن کی قید میں تھا خلاصی چاہی۔ حقا اس عرض کے یہ بھی معروض ہوا کہ چند سیر حاصل پرگنے سرکار گلکنڈہ ورا گیر متعلقہ صوبہ ظفر نگر کے اس دعوی سے کہ وہ پہلے تلنگانہ سے متعلق تھے ابو الحسن کے امرا نے اپنے تصرف میں کر لئے ہیں۔ بادشاہ کو یہ فکر ہوئی کہ حیدر آباد کو تسخیر کیجئے اور ابو الحسن کو استیصال۔ ابتدا میں خان جہان بہادر کوکلتاش کو اُس کے بیٹوں کے ساتھ بھیجا۔ اسکے بیٹے بہادر تھے خصوصاً ہمت خان۔ راجہ رام سنگہ کو بھی اسکے ساتھ کیا۔ اور امراء کو ابو الحسن کے منصوبوں کی تنبیہ تادیب کے لئے اور پرگنات کو اسکے تصرف سے نکالنے کے واسطے مقرر کیا۔ اور شاہزادہ محمد معظم کو ایک فوج گران اور امیروں کے ساتھ ملک تلنگانہ کی تسخیر کے لئے روانہ کیا۔

ان ہی ایام میں مرزا محمد شرف علیخانہ کو ابو الحسن کے پاس بھجوایا کہ جاکر اسکو یہ پیام دے کہ ہمنے سنا ہے کہ تیرے پاس دو الماس مرصع خوش قطع شفاف بوزن ایک سو پچاس سرخ کے ہیں انکو اور تحائف کے ساتھ قیمت لگاکے باقی پیشکش میں مجرا دے کے بھیجے اور خلوت میں اسے ارشاد کیا کہ ہمکو الماسوں کی اصلا احتیاج نہیں ہے۔ ہم انکے لئے تجھے نہیں بھیجتے بلکہ اس بات کے شہرت دینے سے غرض یہ ہے کہ ابو الحسن کے ان افعال قبیحہ کی جو ہمنے سُنے ہیں تحقیقات کر کے ہم کو عرض کرے ہم تجھ کو اپنا خانہ زاد جان نثار جانتے ہیں اسلئے چاہتے ہیں کہ اوروں کی طرح تو مال کی طمع میں آنکر ابو الحسن پر فریفتہ نہ ہو۔ اور اسکی مرضی کے موافق خوشامد نہ کرے۔ بلکہ کلمہ کلام میں ایسا بے محابا اور درشت پیش آئیے کہ وہ بھی تیرے ساتھ درشتی کرے اور ہمکو وہ ایک دستاویز اور حجت اسکی تنبیہ اور استیصال کے واسطے ہو جاوے تا مقدور اسکو خفا کرا اور اصلا خلاف ملاہن ہمکلامی کے اندر اسکا ادب ملحوظ نہ رکھ۔ مرزا محمد نے جاکر الماس کو طلب کیے ابو الحسن سخت قسمیں کھا کر جواب دیا کہ میرے پاس وہ الماس نہیں ہیں اگر میرے پاس ہوتے تو میں اپنی

اپنی سعادت جان کر صدور حکم بغیر حضور مین بھیجدیتا - پادشاہ کے ارشاد کے موافق ابوالحسن
مرزا محمد کی گفتگو بڑی بیباکی سے کرتا تھا اور اسکی بات مین جرح و قدح کرتا - ایکدن گفتگو مین ابوالحسن نے
کہا کہ اس مختصر ملک مین ہم بھی پادشاہ ہین تو مرزا محمد نے آشفتہ ہوکر تشنیع کے طور پر کہا کہ تم کو زیبا
نہین ہے کہ اپنے تئین پادشاہ کہو ان ہی کلمات کے سُننے سے پادشاہ کی گرانی خاطر کا ماخذ
زیادہ ہوتا ہے - ابوالحسن نے جواب مین کہا کہ مرزا محمد یہ اعتراض تمہارا غلط ہے جبتک ہم اپنے تئین
پادشاہ نہ کہین تو حضرت عالمگیر پادشاہ پادشاہان کبھی نہین ہوسکتے ! اس جواب کو سُنکر مرزا لاجواب
ہوا - مرزا محمد نے ابوالحسن کے پاس سے پادشاہ پاس مراجعت کی اور ابوالحسن پاس خبر آئی کہ افواج
شاہی بسرداری پادشاہزادہ محمد معظم او رخانجہان بہادر کوکلتاش روانہ ہوئی ہے تو اُسنے پادشاہی
لشکر کے مقابلہ مین ان امراء کو روانہ کیا - ابراہیم خان عرف حسینی بیگ کو جو حیدرآباد کا عمدہ سپہ سالار
تھا اور خلیل اللہ خان اسکا خطاب تھا اور شیخ منہاج اور رستم راؤ کو کہ برہمن صاحب السیف و القلم اور
ابوالحسن کا مشیر اور وزیر مادنا کا چچازاد بھائی تھا اور اور امراء رزم جو کارزار دیدہ کو اور تیس بیس
چالیس ہزار سپاہ کو سرحد بیجاپور و حیدرآباد کے مابین طرفین کی فوجین نزدیک ہوئین شاہزادہ
محمد معظم یہ چاہتا تھا کہ تا مقدور جنگ نہ ہو - اُسنے خلیل اللہ خان کو پیغام بھیجا کہ اگر ابوالحسن
اپنی ندامت کا اظہار کرے اور عفو تقصیرات کا خواستگار ہو اور امور ملکی مین مادنا اور آکنا کی
دست اختیار کو کوتاہ کرے اور انکو مقید کرے - دوئم پرگنات سیرم و رامگیر وغیرہ کو جو بندہائے
پادشاہی سے یہ دعویٰ کرکے غصب کئے ہین کہ وہ پہلے بیجاپور سے متعلق تھے وہ چھوڑ دے
اور منصوبان پادشاہی کو حوالہ کرے - سوم پیشکش سابق کی باقی اور پیشکش لاحق بلا توقف پادشاہ
کی خدمت مین روانہ کرے تو ہم اسکی عفو تقصیرات کے لیئے پادشاہ سے عرض کرین امراء دکن نے
پادشاہی غضب کو اپنے جوابون سے دو بزرگ کیا طرفین سے جنگ و صف کشی شروع ہوئی -
خانجہان سے جو لڑائیان ہوئین اُن سب کا بیان تو بہت طول و طویل ہے - انمین سے بعض بیان
کی جاتی ہین ایکدن خلیل اللہ خان سے محاربہ ہوا - خان جہان بہادر کی ہمراہ دس گیارہ ہزار سوار
سے کچھ زیادہ تھے اور امرائے ابوالحسن پاس تین ہزار سوار تہا پادشاہی لشکر کی ہراولی پر -

ہمت خان مقرر تھا۔ صبح کو کوس و کرنائے رزم بلند آوازہ ہوا۔ توپوں کی دھوں دھوں اور
بانوں کی غرش زمین و آسمان کے درمیان پھیلی اور آپس میں جنگ عظیم ہوئی کہ کشتوں کے پشتے
لگ گئے اور زمین گلنار ہو گئی طرفین کے اکثر سردار زخمی ہوئے۔ اور بادشاہی فوج چاروں
طرف سے نگینہ کی طرح گھر گئی ہمت خان جو ہراول تھا اسپر عرصۂ تردد ایسا تنگ ہوا کہ ہر بار کمک کی
طلب کا اور غلبۂ غنیم کی نالش کا پیغام بھیجتا تھا مگر خان جہان بہادر کو افواج دکن نے ایسا مغلوب
کر رکھا تھا کہ اسکو اپنے تئین خلاص کرنا دشوار دکھلائی دیتا تھا ہر ساعت اسپر دکن کے لشکر کا ہجوم
بڑھتا تھا اس ضمن میں بری خان جسکا لقب دھاٹ بھٹہ تھا اور وہ جانباز مشہور تھا۔ اور اسکے
ہاتھ سے پتھر اتنی دور جاتا تھا کہ بندوق سے گولی اتنی دور نہیں جا سکتی وہ گھوڑا دوڑاتا ہوا بھالا
ہاتھ میں لئے خان جہان کے فیل خاصہ کے روبرو آیا اور غل مچایا کہ سردار کی سواری فیل خاصہ کی کون سی ہے
چاہتا تھا کہ خان جہان بہادر کی طرف نیزہ چلائے۔ کہ خان جہان نے چلا کر کہا خاصہ میں ہوں اور
اسکو بھالا مارنے کی فرصت نہ دی اور تیر اسکے ایسا لگایا کہ وہ گھوڑے پر سے اوندھے منہ
گرا۔ تمام فوج شاہی پر عرصہ تنگ ہوا اور ہر گھڑی ہراول اور چنداول سے غلبۂ غنیم کے پیغام
آتے تھے کچھ باقی نہ تھا کہ خان جہان کی فوج کو ہزیمت ہوتی۔ اس حالت میں راجہ رام سنگھ کا فیل
مست فیلخانہ میں بندھا ہوا تھا اسکے منہ میں تین چار من کی زنجیر ڈال کر فیلبان ہمت خان کی ہراول
کی فوج میں لایا۔ ابوالحسن کے نامی راوت اور بہادر فوج ہمت خان کے مقابل میں گھوڑوں کو
دوڑاتے ہوئے آتے تھے۔ اب ہاتھی جنکے مقابل حملہ کرتا زنجیر کے صدمہ سے دشمن کے لشکر میں ..
ہل چل ڈال دیتا۔ دو تین نامی سرداروں کے گھوڑے چراغ پا ہوئے۔ اور سوار خود زین کے اوپر سے
زمین پر سرنگوں نیچے آ گئے۔ دکن کی فوج کو ہزیمت ہوئی۔ خان جہان بہادر نے زمین خیمے
لگا کے شادیانے بجانے شروع کئے بہت غنیمت کے گھوڑے اور ہاتھی بیشمار مع توپ خانہ کے
بادشاہی لشکر کو ہاتھ آئے۔ اس شہر میں چند روز توقف کیا کہ شہزادہ کی اور سرداروں کی
سپاہ میں جو پیچھے رہ گئی ہیں آ جائیں جان نثار خان عرف خواجہ مکارم کو گڈھی سیرم
کی تسخیر کے لئے مقرر کیا۔ وہ منصوبان ابوالحسن کے قبضہ میں تھی۔ اس گڈھی پہ تردد نمایاں کے بعد

اُسنے تصرف کیا اور تھانہ بٹھایا۔ افواج دکن نے گڈھی کا محاصرہ کرکے دھاوا کیا۔
جان نثار خان نے مکرر گڈھی سے نکل کر ابوالحسن کے سرداروں کو شکست دی اور گڈھی کی
محافظت مین استقامت کی۔ دس ہزار سوار اور افواج خاصہ مادنا اور رستم راؤ کہ اطراف
پرگنات مین تھین وہ خلیل اللہ خان کی مدد کو آئین۔ شاہزادہ کے مقابل مین فوجین آئین۔
چند روز عذر آمیز پیغام سلاموں مین بسر کیے آخر کار سخت مقابلہ ہوا اور تین روز تک جنگ
عظیم رہی۔ ہر جنگ مین دونو طرف سے ایک جمع کثیر کشتہ و زخمی ہوئی۔ چوتھے روز تو وہ گھمسان
لڑائی ہوئی کہ ہمت خان بہادر و سید عبد اللہ خان و سعادت خان دیوان فوج خانجہان
بہادر زخمی ہوئے آخر کو لشکر شاہی سے فوج دکن کو شکست ہوئی اور وہ فرار ہوا پادشاہزادہ
اور خانجہان بہادر نے تعاقب مین مصلحت نہ دیکھی اور یہین خیمہ لگا کے پادشاہ کو فتح کی عرضداشت
بھیجی اخبار نویسوں کے نوشتوں سے بھی پادشاہزادہ کے تعاقب نہ کرنیکا سبب پادشاہ کو معلوم ہوا۔ پادشاہ کو
پادشاہزادہ سے کچھ کدورت تھی خانجہان بہادر سے بھی کئی سببوں سے پادشاہ ناراض تھا۔ اول اُس کے
لشکر مین فسق و فجور کے بازار کی گرمی و رونق تھی مگر پادشاہ نے اس باب مین فرمان اعتراض
صادر کیے مگر وہ موثر نہ ہوئے۔ دوم محمد اکبر کے تعاقب مین وہ پای کوہ سلطان پور مین
بہت قریب پہنچ گیا تھا مگر اسکی گرفتاری مین اغماض کیا میر میران فوجدار پرگنہ
تھالنیر کے بیٹے میر نور اللہ کی تحریر سے پادشاہ کو یہ حال معلوم ہوا۔ سوم بعض اور سلوک
بھی بعض مقدمات ملکی و مالی مین پادشاہ کو معلوم ہوئے تھے۔ جب اسکو فرمان نصیحت آمیز
بھیجے جاتے اسکا جواب گستاخانہ دیتا اور سر دیوان بیٹھ کر برادر رضاعی ہونے کی نسبت کے
سبب سے ناگفتنی باتین کہتا۔ ان وجہوں سے ملال خاطر کا ذخیرہ خانجہان کی طرف سے
پادشاہ رکھتا تھا اور بعض اور اطوار ناہموار اسکے غبار خاطر کو بڑھاتے تھے۔

سوانح سال بست و ہشتم جلوس

جب پادشاہ پاس عرضداشت فتح شاہی اور فوج دکن کی ہزیمت کی پہنچی تو
پادشاہ کی مرضی کے خلاف یہ بات تھی کہ فوج کی ہزیمت کے بعد اسکا تعاقب اسکے

بنگاہ تاخت کیا گیا۔ بجائے آفرین کے اعتراض ہوا اور اس باب مین غضب کا فرمان
پادشاہزادہ اور خانجہان بہادر کے نام صادر ہوا جو شاہزادہ کے ملال خاطر کا
سبب ہوا اگرچہ روز شکست سے ابوالحسن کے سردار مقابلہ و محاربہ کے قصد سے سوار نہین ہوئے اور
پادشاہزادہ کے مقابلہ مین نہین آئے۔ مگر کبھی کبھی بوقت شب بطریق قزاقون کے اطراف لشکر
کو اپنی سیاہی دکھلا کر بان مار جاتے تھے بعض اوقات دن کو بھی دور سے نمودار ہوتے تھے
اور بطور طلایہ گشت کر کے خود اپنی بنگاہ کو چلے جاتے۔ پادشاہزادہ اور خان جہان
بہادر ایسے آزردہ خاطر تھے کہ آنکی طرف توجہ نہین کرتے تھے۔ چار پانچ مہینے تک
یونہین بے تردد پڑے رہے کبھی سوار نہ ہوئے اس سے پادشاہ کو اور زیادہ ملال ہوا
اور اسنے اپنے ہاتھ سے کمال سرزنش کا فرمان خان جہان بہادر کو یہ لکھا ؎
اے باد صبا این ہمہ آوردۂ تست ✦ شاہزادہ محمد معظم نے سب امرا کو جمع کر کے مشورہ
کیا حیدر آباد کے سردار جانتے تھے کہ شہزادہ کی مرضی صلح اور دفع فساد پر مائل ہے
دلفریب پیغام اور رسل و رسائل بھیجتے رہتے۔ خان جہان بہادر بھی پادشاہ کی
افسردگی خاطر کے سبب اور سپاہ خصم کی کثرت کی وجہ سے محاربہ مین مصلحت نہین جانتا تھا اور
بعض امرا اس باب مین اسکے ہمدم تھے۔ رائین مختلف تھین اسلئے آج مصلحت ناتمام رہی
دوسرے روز سید عبد اللہ خان بارہہ نے خلوت مین التماس کیا کہ اگرچہ خانجہان خان
بہادر کہنہ کار آزمودہ روزگار اور ہوا خواہ جہان پناہ ہے لیکن صلاح دولت اس
مین ہے کہ اب آپ پادشاہ کی برخلاف مرضی کے کوئی عمل نہ کرین اور اس طائفہ جہل
کی گوشمالی کے لئے سوار ہونا چاہیئے جو صلح کی التماس کر کے دفع الوقت کر رہی ہے۔ اگر
خان جہان بہادر ہمراہ ولی قبول کرے تو فدوی کو چنداول مقرر کرین ورنہ بندہ ہراول
مین جانفشانی کرنے کو موجود ہے شاہزادہ محمد معظم نے حیدر آباد کے سرلشکر محمد ابراہیم
پیغام دیا کہ مین تمہارے ساتھ اغماض و رعایت کر رہا ہون اسکے سبب سے عتاب شاہی
مین مغلوب ہو رہا ہون۔ طرفین کی مصلاح کار اور تمہاری اور ابوالحسن کی دولت و

وآبرو باقی رہنے کے لئے یہ صلاح جانتا ہون کہ اگر تم پرگنہ وگدھی سیرم وکیلروادمحال سرحدی
سے کہ بادشاہی تصرف مین آگئے ہین دست بردار ہو تو اس بات کو ابوالحسن کے عفو تقصیرات و
شفاعت کی دستاویز بناکے بادشاہ سے عرض کرین - یہ پیغام زمرد نام ناظر محل شاہ کے ہاتھ
ابراہیم سرفوج کے پاس بھیجا اُسنے اور سردارون سے اس باب مین مصلحت پوچھی شیخ منہاج
اور رستم راؤ زنار دار نے متفق اللفظ ہو کر دکنی زبان مین کہا کہ قلعہ سرحد سیرم ہماری نوک سنان
و دم شمشیر سے وابستہ ہے ہم جنگ کو آمادہ ہین چنانچہ اُس دن مرہٹون نے اس قدر بان مارے
کہ سراچہ محل شاہی مین شاہزادہ کے خاص بردار کے سر پر سے طعام کا خوان اُڑ گیا - اُس روز
ابوالحسن کے پاس توپخانہ زیادہ تازہ فوج کے ساتھ آیا تھا - خالی توپین چھوڑکر پے در پے شلاک کی
آواز شاہزادہ اور لشکر شاہی کو سنائین اور کبھی فوج شاہی پر دست اندازی کی دکنیون کی
ان شوخیون سے بادشاہزادہ کی رگ غیرت حرکت مین آئی - شاہزادہ معزالدین کے ساتھ خان جہان
بہادر کو بدستور سابق ہراول بنایا اور صفدر خان وہمت خان اور دلاوران کو راجاؤن کی جماعت
مین برانغار وجرانغار والتمش مقرر کیا عبداللہ خان کو چنداول ملتفت خان خوافی وراجہ انوپ سنگھ
وسمندر بیگ وخواجہ ابوالمکارم کو قول مین اپنے ساتھ لیا اور مقابلہ ومقاتلہ کے قصد سے معرکہ کارزار
مین پاؤن رکھا - اس طرف سرداران ابوالحسن نے آپس مین مصلحت کر کے صلاح کار اس مین دیکھی کہ تین
چار گروہ پر بہیر کو دائین طرف بھیج دیا اور جنگ مین توپخانہ کا صرف نہ جانا - بڑی بڑی توپون
کو گڑھون مین ڈال دیا اور چند توپون کو زیر خاک کیا - دو تین فوجین بنائین ایک فوج کو ہراول
شاہی کے مقابل اور دوم کو التمش کے لئے ایک فوج سنگین کو ایک دو سردارون کے ساتھ چنداول
سید عبداللہ خان کے مقابلہ کے لئے مقرر کیا - ایک بارگی دکنیون نے جوش وخروش سے مانند
سیلاب بلا کی طرح فوج بادشاہزادہ پر تاخت کی اس طرف سے لشکر شاہی انکے مقابلہ کے
لئے کھڑا ہوا چپقلش بہادرانہ بہ روئے کار آئی عرصہ کارزار مین ہر طرف سے کوشش وکشش نمایان
ظہور مین آئین - دکن کے سردارون نے ہراول وچنداول شاہی کو چارون طرف سے گھیر لیا -
سید عبداللہ خان اپنے سامنے کی فوج کو ہٹا کر دائین بائین طرف گیا دوپہر تک معرکہ کارزار

گرم رہا پھر دکنیون نے فرار کیا۔ شاہزادہ کی فوج نے انکا تعاقب انکی نگاہ تک کیا جس سے لشکر
دکن مین غلغلہ عظیم پڑا۔ شیخ منہاج نے دو سوار زبان دان پادشاہزادہ اور
ہراول فوج پادشاہی پاس بھیجے اور یہ پیغام دیا کہ محاربہ اور دعوی قتال و جدال ہمارے
اور تمہارے درمیان ہے اسلام کے پادشاہان سلف مسلمانون کے ناموس و عیال کو تاخت و
تاراج سے محفوظ رکھتے تھے۔ یہ امر مروت سے دور نہ ہوگا کہ ہمکو تین چار گھڑی کی فرصت
دو کہ قبائل کی طرف سے ہماری خاطر جمع ہو تو پھر ہم مقابلہ کے لئے تیار ہون۔
شاہزادہ معزالدین نے باپ سے اجازت حاصل کر کے مال و عیال پر دست اندازی کے منع
کرنے کے لئے فوج کو مقرر کر دیا۔ دکنیون نے قبائل کو ہاتھیون او گھوڑون پر سوار کر کے
گڈھی مین جو پاس تھی روانہ کیا اور سپہر کو ہر طرف سے فوج دکن کا سیلاب نمودار
ہوا۔ اور پہلے روز سے بھی زیادہ تر میدان کارزار گرم ہوا۔ ترددات رستمانہ دونو
طرف سے ظہور مین آئے اور طرفین کی جمع کثیر اور سواری کے دو شاہی فیل مارے گئے۔ دکنیون
کی طرف سے شیخ منہاج اور رستم راؤ زخمی ہوئے۔ بندرابن دیوان شاہ کو دکنیون
نے زخمی کیا اور اسکی سواری کے ہاتھی کو آگے رکھ کر روانہ ہوئے۔ سید عبداللہ بارہ نے
ایک راجہ کو ساتھ لیجا کر بندرابن کو چھڑایا باوجودیکہ اسکے خود دہن پر بان چھری کا
صدمہ پہنچا ہوا تھا۔ غیرت خان بخشی شاہ کی بیوی بان کی ضرب سے ہاتھی کے حوضہ مین
ایک سہیلی سمیت کشتہ ہوئی۔ طرفین کے اور چار پانچ سردار زخمی ہوئے اور بہت سے بے نام و
نشان آدمی فنا ہوئے۔ شام تک کتنی لڑتے رہے۔ پھر فرار ہوئے۔ پادشاہزادہ کو پیغام دیا کہ
جنگ مغلوبہ صف مین طرفین سے مسلمان کشتہ ہوتے ہین بہتر یہ ہے کہ ایک دو سردار ہمارے اور
تین چار تمہارے بغیر فوجون کے میدان مین آکر سپاہ گری کے فن اور تردد مین اپنے
زور بازو کا امتحان کرین۔ پھر دیکھین کہ خدا کس کی یاوری کرتا ہے۔ شاہ عالم نے یہ سنکر
ان سے کہا کہ تمکو اپنی شمشیر بازی پر بڑا غرور ہے جسکا رواج تمہارے ہان بہت ہے اسکے سبب سے
اس درخواست پر جرأت کرتے ہو۔ مگر ہم یہ ملاحظہ کرتے ہین کہ آخر کار جب دکنیون کو یہ عرصہ

کارزار سے تنگ ہوتا ہی تو وہ ننگ فرار کو اپنے اوپر ہموار کرتے ہین بلکہ اسکو سپاہ گری مین ہنر سمجھتے ہین
ہمارے نزدیک اس سے بدتر کوئی عار نہین پس بہتر یہ ہو کہ سید عبد اللہ اور آپ اور دوسر سردار ہمارے
لشکر کے ہاتھی پر سوار ہو کر آوین اور ہاتھی کے پاؤن مین زنجیر ڈالدین اور تم بھی اسی طرح
سرداران کو ہاتھی پر اسکے پاؤن مین زنجیر ڈالکر مقابلہ کے لئے کھڑا کرو اور اس طرح شجاعت
اور بہادری کا امتحان کرو۔ تو دکنیون نے کہا کہ ہم فیل سوارہ پا بزنجیر جنگ نہین کرتے۔ تو
شاہزادہ نے کہا کہ ہم بھی جنگ بغیر یہ نہین کرتے اور دوسرے روز ہرکارون نے خبر دی کہ ابو الحسن کے
سردار بھاگ کر حیدر آباد مین گئے۔ شاہ عالم نے حکم دیا کہ فتح کا شادیانہ بلند آوازہ کرتے
ہوئے انکے تعاقب مین حیدر آباد کی طرف کوچ ہو۔ جب کوچ بکوچ حیدر آباد
کے نزدیک لشکر شاہی آیا۔ مادنا اور اسکے ہمدمون نے خلیل اللہ خان عرف محمد ابراہیم
کی طرف سے ابو الحسن کو بھڑکایا کہ وہ شاہزادہ کی طرف رجوع کرتا ہے اور اس قدر اُس کو
بدظن کیا کہ اُسنے اسکے دستگیر کرنے بلکہ قتل کرنے کا فکر کیا۔ - - - - - - -

اسکی خبر محمد ابراہیم کو ہوئی تو وہ شاہزادہ پاس جاکر مورد عنایات ہوا۔ جب محمد ابراہیم
سرفوج کی شاہ عالم سے ملجانے کی حیدر آباد مین خبر پھیلی تو ابو الحسن جو صلاح بختہ ہو کر بغیر
اسکے کہ ارکان دولت سے صلاح کرے یا اپنی اور رعایا کے مال و عیال و ناموس کا فکر کرے
پہر رات گئی خدمہ محل کی ایک جماعت کو اور جواہر اور ہون کے صندوقچے اور جو کچھ
اسباب اٹھا سکا ساتھ لے کر قلعہ گلکنڈہ مین چلا گیا اس خبر کی شہرت سے ابو الحسن کے تمام
کارخانے اور تجار کا مال جو پانچ چار کروڑ روپیہ کا تھا۔ تاراج مین آیا۔ ناموس سپاہ اور
رعایا پر آفت آئی ایک عجیب قیامت برپا ہوئی کئی ہزار اشراف جنکو سواری اور مال اٹھانے کی
فرصت نہین ملی اپنی زن و فرزند کا ہاتھ پکڑے قلعہ کی طرف روانہ ہوئے۔ بہت سی
عورتون کو برقعہ اور چادر بھی نصیب ہوئے۔ شاہزادہ کے لشکر مین اسکی خبر پہنچنے سے پہلے
شہر کے اوباشون اور غارت گرون نے مال خوب لوٹا۔ امرا و تجار و غربا مین جو زور و بازو
رکھتا تھا اور زر خرچ کرسکتا تھا وہ رات مین جسقدر مال قلعہ مین لیجا سکا لے گیا۔

صبح ابھی نہ ہوئی تھی کہ لشکر شاہی نے شہر پر تاخت کی ہر محلہ و راستہ و بازار مین لوگون کو لوٹا
و اقسام مال و اقمشہ اور امرا و تجار کے چینی خانے اور ابوالحسن اور اسکے ارکان دولت کے فرش خانے
کے قالین گھوڑے ہاتھی لوٹنے لگے جیسے ہول قیامت و نمونہ حشر ظاہر ہوا۔ اسقدر مسلمانون
اور ہنود کے زن و فرزند اسیری مین آئے اور شرفا و غربا و ضعفا کی ناموس برباد و فنا
ہوئین کہ بیان نہین ہوسکتا۔ جو قالین گران بہا کہ اٹھ نہین سکتے تھے انکے خنجر و شمشیر سے ٹکڑے
ٹکڑے کرکے ایک دوسرے کے ہاتھ سے لے جاتے تھے۔ شاہ عالم نے سزاولون کو مقرر کیا
کہ دست بکشی لوٹنے والے لوگون کو منع کرین مگر اس سے کچھ فائدہ نہ ہوا۔ کوتوال کو مقرر کیا کہ دیوان شاہی
کو چار پانچسو سوارون کے ساتھ لیجا کر اس مال کو ضبط کرے جو تاراج سے باقی رہا ہے۔
ابوالحسن کے فرستادے نہایت عجز و انکسار سے جرائم کردہ و ناکردہ کے عفو کے لئے پیغام
لائے اور شاہ عالم کے سزاولون نے بھی ایک جماعت کو آگ لگانے سے روکا تو کچھ فتنہ کم ہوا
مگر لوٹ بالکل نہین موقوف ہوئی۔ خلق خدا پر جو گذرنا تھا سو گذر گیا۔ ابوالحسن کے التجا کے
پیغام آئے تو بادشاہزادہ کو اس برگشتہ بخت اور یہان کے رہنے والون پر رحم آیا۔ اُسکی
التماس ان شرائط پر منظور ہوئی کہ پیشکش مین سے ایک کروڑ بیس لاکھ سوا وجہ مقرری سالانہ
ادا کرے اور دونو بھائیون مادنا اور اکنا (انکنا) کو بیدخل کرے اور گدھی سیرم اور
پرگنہ کھیر اور اور محالات مفتوحہ سے جو تصرف شاہی مین آئی ہین دست برداری
قبول کرے تو بادشاہ سے عرض کرکے اسکے جرائم کی شفاعت کی جاے اس پیغام آمد و
رفت کے درمیان ابوالحسن کو ان دو بھائیون کے قید کرنے مین تامل ہوا تو بعض عمدہ سرداران
محل کے صاحب اختیار خدمہ نے ان دونو بھائیون کو قتل کروادیا۔ دونو کا سر کاٹ کے
بادشاہزادہ پاس ایک فہمیدہ کارآدمی کے ہاتھ بھیجدیا۔ عبداللہ قطب شاہ نے پچاس سال
فرمانروائی کی اسکے بیٹا کوئی نہ تھا دو تین لڑکیان تھین انمین سے ایک لڑکی کی شادی میر احمد
سے کی وہ سادات اور فضلاء موروثی عرب سے تھا اور اسکو امیر کردیا اور اکثر امور ملکی
مین اسکی طرف رجوع کرتا کچھ دنون کے بعد سید سلطان آیا جو میر احمد کے باپ کا شاگرد تھا

اور حسب و نسب مین میر احمد کے خاندان پر شرف رکھتا تھا۔ تو عبد اللہ قطب الملک نے دوسری بیٹی کو اُس سے منسوب کیا جسپر میر احمد کو نہایت رشک و حسد ہوا۔ جب جشن خیر کا وقت آیا تو میر احمد نے قسم کھا کے قطب شاہ کو پیغام دیا کہ آپ سید سلطان کو بیٹی دیتے ہین تو مجھے رخصت کیجیے۔ اُسنے حیدر آباد سے جانے کا ارادہ کیا۔ سر دہا کہ مدار علیہ محل تھا۔ اور محرمان حرم میر احمد کے ہمدم اور معاون ہوئے عبد اللہ شاہ کو میر احمد اور بڑی بیٹی کی خاطر زیادہ منظور تھی۔ ناچار ہو کر چارہ کار کی فکر ہوئی اور اندر اور باہر کے محرمون کی یہ مصلحت ٹھیری کہ ابو الحسن سے یہ نسبت قرار دیجاے۔ وہ سلسلہ دری مین عبد اللہ قطب شاہ سے قرابت بعیدہ رکھتا تھا اور وہ شروع ایام شباب سے فقراے خراب وضع کی صحبت مین رہتا تھا اور اطوار نامحمود کے اختیار کرنیسے قطب شاہ کے ہمدم اسکو مطعون کرتے تھے۔ عبد اللہ شاہ اس پر توجہ نہین کرتا تھا۔ اسلیے ابو الحسن درویشون مین خانقاہ شاہ راجو مین رہتا تھا۔ مردود خلائق منظور نظر خالق ہوتا ہے۔ اُسنے قطب شاہ کی لڑکی کا نکاح اُسی ساعت عقد مین کہ سید سلطان سے ٹھیرا تھا ہو گیا۔ سید سلطان فقیر ہو کر رنجیدہ خاطر... محمد امین خان پاس چلا گیا۔ اب عبد اللہ قطب شاہ کی رحلت اور سید سلطان کے ناکام کرنے کے تلافی انتقام کا وقت آیا۔ میر احمد اپنے تبختر کے سبب سے امراء سے بخصوص سید مظفر اور موسیٰ خان محلدار سے سلوک نہین کرتا تھا اور کل ارکان دولت قطب شاہیہ اپنے آگو ہیچ جانتا تھا بعض خدمہ محل بھی اُسسے نفرت کرتی تھین۔ سید مظفر سلاطین مازندران کے خلیفہ سلطان کی سلسلہ مین تھا۔ اور حیدر آباد کے امراء مین صاحب فتوح تھا۔ برخلاف اسکے ابو الحسن سب سے رفق و مدارا سے سلوک برادرانہ کرتا تھا۔ عبد اللہ قطب شاہ کے واقعہ کے قبل و بعد تعین سلطنت مین اختلاف واقع ہوا اور گفتگو کی نوبت یہانتک پہنچی کہ باہر میر احمد اپنی سپاہ کے ساتھ جنگ پر مستعد ہوا اور اندر میر احمد کی بیوی کہ ماں صاحب کلان کہلاتی تھی شمشیر برہنہ ہاتھ مین لیکر حبشی و ترک کنیزون کے ساتھ فتنہ و فساد پر آمادہ ہوئی۔ ہر گوشہ و کنار مین لڑائی شروع ہوئی۔ آخر کو سید مظفر و موسیٰ خان محلدار اور مادنا و آکنا کی سعی و تردد سے کل عمدہ نوکر ابو الحسن کے رفیق ہوئے۔ دو نو بھائی مادنا و آکنا و سید مظفر کے

نوکرو پیشکار معتمد تھے ان سب نے لے کر میر احمد کو مغلوب بے اختیار معزول کیا اور ابو الحسن کو تخت
سلطنت پر بٹھایا اور سید مظفر وزارت پر مقرر ہوا اُسنے ابتدا سے خطاب خانی قبول کیا تھا حسب
منتقم حقیقی کے حکم سے میر احمد نے جو سید سلطان کے ساتھ حسد کی تھی اسکا مزہ چکھا اور سید مظفر نے جو میر احمد کے
بنا مرود ولت کے ڈھانے مین سعی کی تھی اسکا پھل بھی سوا ندامت کے کچھ اور نہ حاصل ہوا اسکا تھوڑا
بیان یہ ہی کہ اکثر ایسا واقع ہوتا ہی کہ جو امیر بادشاہ کی جلوس سلطنت مین کوشش کرتا ہی اور
صاحب مدار امور ملکی ہوتا ہے تو اسکے دماغ مین یہ خلل پیدا ہوتا ہے کہ وہ یہ چاہتا ہے کہ
تمام مقدمات جزئی اور کلی مین اپنے آقا پر تسلط پیدا کرون اور سلاطین کے مزاج مین
برداشت اسکی دشوار ہوتی ہے یا وہ فساد پر آمادہ ہوتا ہی آخر کو ایک دوسری کی استیصال
کے درپے ہوتے ہین اس سبب سے ابو الحسن اور سید مظفر مین نزاع پیدا ہوا۔ روز بروز خشونت
زیادہ ہوئی۔ اور یہانتک نوبت آئی کہ ابو الحسن اس فکر مین پڑا کہ سید مظفر کے دست اقتدار کو
امور ملکی مین کوتاہ کرے۔ ہر چند تدبیر و منصوبہ کو کام مین لاتا۔ مگر بغیر اسکے کہ ہنگامۂ فساد
خونریزی برپا ہو اسکو وزارت سے معزول نہین کرسکتا تھا۔ آخر الامر ماد نا پنڈت۔۔
(مدن پنڈت) جو سید مظفر کے گھر کا مستقل پیشکار اور صاحب مدار تھا ابو الحسن کے ساتھ دمساز
اور ہمراز ہوا اور مرور ایام مین ایسا منصوبہ کام مین لایا۔ کہ سید مظفر کے عمدہ جماعہ دارون کو
انواع رعایت کا امیدوار کرکے استمالت کی اور ابو الحسن کا ہوا دار بنایا اور اپنا رفیق اور ہوس
ملکی کے لئے صاحب فوج نوکرون کو باہر بھجوایا۔ سید مظفر کو بے پر و بال کیا اور قلمدان وزارت
اُسسے چھین لیا اور منصب اصلی اسکا بحال رکھ گوشہ نشین بنایا۔ خلعت و قلمدان وزارت
پنڈت جی کو ملا اور پنڈت جی کا عہدہ اسکے بھائی آکنا (انگنا) کو عنایت ہوا۔ ان دونون
پنڈتون نے سید مظفر کے ساتھ جو نمک حرامی کی اسکی سزا پائی ان ایام مین ملکئین کہ میر ہاشم
سید مظفر نے بادشاہ سے اپنی باپ کے لئے نالش کی جو بطریق مجوسو کے منزوی تھا۔ بادشاہ نے
پادشاہزادہ پاس حکم بھیجا تو اُسنے نصرت خان پسر خان جہان بہادر کو اسکے لانے
کے واسطے تعین کیا۔ اُسنے ابو الحسن پاس قصبہ کھیر مین یہ حکم پہنچایا۔ ابو الحسن نے اسکو رستم راؤ کے

ہمراہ نصرت خان پاس پہنچایا۔ جب پادشاہ پاس سید مظفر آیا مورد عنایات شاہی ہوا پادشاہ نے اُسے منصب دینا چاہا۔ مگر اُسنے خاندان قطب الملک کا پاس نمک کا لحاظ کرکے اُسکو قبول کرنے سے انکار کیا اور کعبۃ اللہ جانے کے لئے رخصت مانگی۔ بعض کہتے ہین کہ وہ لشکر شاہی مین مرگیا۔ اب پہلی داستان شروع کرتے ہین۔

القصہ جب شاہ عالم کی عرضہ داشت ابوالحسن کے ساتھ صلح کی۔ پادشاہ سے عرض ہوئی اگرچہ بحسب ظاہر منظور فرمائی۔ مگر خفیہ شاہ عالم اور خانجہان کو مطعون و مغضوب کیا۔ سعادت خان کو کہ خان جہان بہادر کی فوج کا دیوان تھا اور پادشاہ کا تربیت کردہ تھا وہ حجابت پر مقرر ہوا اُسکو پیشکش باقی و سابق و حال کے زر کے وصول کے لئے تاکید کرکے بھیجا۔ خان جہان بہادر اور پادشاہ کے درمیان طرفین سے بے لطفی تھی۔ ان ایام مین اعتقاد خان خلف اسد خان نے شجاعت و جانفشانی مین علم شہرت بلند کیا تھا اور تہور خان پسر صلابت خان و خواجہ ابوالمکارم وغیرہ دو تین خان زاد و ان نے اپنی جوہر کارطلبی دکھائے تھے۔ پادشاہ انکی تربیت مین کوشش کرتا تھا۔ خانجہان کی عرضہ داشت کے جواب کے فرمان اعتراض آمیز مین اعتقاد خان اور تہور خان کی تعریف ان عبارت مین لکھی تھی کہ وہ خانہ زاد جن کے مُنہ سے دودھ کی بُو آتی ہے۔ نسبت تجھ پیر سال خوردہ کے زیادہ شرط فدویت و جانفشانی بجالاتے ہین۔ شاہ عالم کی فوج مین اعتقاد خان متعین تھا۔ خان جہان بہادر اُسے دل مین بغض رکھتا تھا۔ اُسنے خفیہ سنبھا کے ان سرداروں کو جو ظاہر اور پوشیدہ بیجاپوری اور حیدرآبادی لشکر کی اعانت مین کوشش کرتے تھے۔ اس مضمون کا خط لکھا کہ عسرت و گرانی لشکر کو پادشاہ سے عرض کرکے اعتقاد خان و خواجہ ابوالمکارم اور تہور خان وغیرہ کو غلہ لانے کے لئے بھیجونگا۔ تمکو چاہیئے کہ ایک بڑی فوج سے اُنپر اس طرح حملہ کرو کہ وہ اسیر یا قتل ہوجائین۔ اتفاقات سے یہ خط سعادت خان دیوان فوج خان جہان بہادر کے ہاتھ لگا وہ ہرکاروں کا داروغہ بھی تھا۔

سعادت خان کل دکن کا واقعہ نگار تھا۔ گو خان جہان سے رفاقت رکھتا تھا

مگر بادشاہ کے حق نمک اور جمدۃ الملک کی خاطرداری کو زیادہ منظور رکھتا تھا اُس نے افشاء
راز کو مناسب جانا۔ خفیہ اعتقاد خان پاس گیا اور اسکے اخفاء کی قسم لیکر حقیقت کار سے
اطلاع دی۔ اعتقاد نہایت متوہم ہوا صلحت یہ قرار پائی کہ خلوت میں بادشاہزادہ کی خدمت
میں سعادت خان اس امر کو ظاہر کرے۔ جب شاہزادہ عالم سے اُسنے عرض کیا تو اُسنے وسعت
خلق کے سبب سے جواب میں فرمایا کہ خانجہان پر اس امر کا ظاہر کرنا مصلحت نہیں ہے جسوقت
خان جہان بہادر اعتقاد خان کے بھیجنے کے باب میں ہم سے عرض کریگا ہم منظور کرینگے
تم اعتقاد خان سے کہدو کہ وہ وہان جانے سے انکار کرے۔ لشکر بادشاہی میں
گرانی اور کمیابی غلہ بہت تھی۔ لشکر کو بیر میں چلا گیا کہ وہان بادشاہ کے حکم کا انتظار
کرے۔ میر ہاشم پسر سید مظفر کچھ جواہر اور خلعت مصلحۃً ابوالحسن کیلئے پادشاہزادہ کی
التماس کے موافق لیکر حیدرآباد کے نزدیک آیا۔ خاص و عام میں یہ شہرت ہوئی کہ جواہر و
خلعت کا بھیجنا ابوالحسن کی تسلی اور اسکی فریبی کے لئے ہے اور میر ہاشم پسر سید مظفر مدعی ہے
فوج بادشاہ کی مدد اور قلعہ حیدرآباد کی تسخیر کے لئے آیا ہے۔ ابوالحسن کی فوج نے
بسرداری شرزہ خان لاری وغیرہ نکل کر بادشاہی تازہ فوج پر دھاوا کیا۔ یہ لشکر
غافل تھا اور بادشاہ کی طرف سے کومک نہین آئی۔ میر ہاشم اور ایک دو سردار زخمی ہو کر
دستگیر ہوئے اور باقی فوج غارت ہوئی۔ شاہ عالم گرانی غلہ کی شہرت دیکر حیدرآباد
کے کنارہ سے اُٹھ کر کہیر میں آکر ٹھیرا۔ ان دنون میں بموجب حکم شاہی قلیج خان بہادر عرف
عابد خان شائستہ فوج کے ساتھ شاہزادہ کے پاس آیا۔ شہرت تو یہ دی کہ وہ زر پیشکش
کے وصول کرنے کے لئے بھیجا گیا ہے مگر مرکوز خاطر کچھ اور مقدمات تھے۔ اور شاہزادہ کو
بادشاہ نے بلا یا۔ اکبرآباد کے پاس جاٹ نے گڑھی سنسنی بناکے تاخت و تاراج شروع
کی تھی اسکی تنبیہ کیلئے خان جہان کو بھیجا۔

سکندر عادل شاہ بیجاپور میں بادشاہ تھا وہ مرہٹون کی مدد کرتا تھا۔ باوجودیکہ
بادشاہ نے مکرر فرمان نصیحت آمیز از راہ تہدید و وعدہ و وعید صادر کئے مگر کچھ فائدہ

نہ ہوا تو بادشاہزادہ محمد اعظم شاہ کو امراء رزم دیدہ اور فوج شائستہ کے ساتھ بیجاپور کی تسخیر کے لئے رخصت کیا۔ جب شاہزادہ بیجاپور کے نزدیک آیا تو اُسنے دیکھا کہ سب جگہ فوج دکن بسرداری عبدالرؤف اور شرزہ خان افواج بادشاہی کی اطراف مین پھر رہی ہے اس سال مین زراعت پر ایسی آفت آئی تھی کہ سب بلاد مین گرانی تھی اور دکنیون نے ہر طرف سے ہجوم کرکے رسد بیجاپور کی راہ کو بند کر دیا تھا جسکے سبب سے لشکر مین غلہ کی گرانی اور کمیابی اس حد پر پہنچی کہ جان کے بدلہ مین نان کا ملنا دشوار ہوگیا۔ کہیں لئے جو فوج جاتی سالم پھر کر نہ آتی اور شاہزادہ کو چارون طرف سے دکنیون نے ایسا گھیر لیا کہ محمد اعظم اور اسکے ہمراہیان لشکر پر عرصہ تنگ ہوا۔ جب بادشاہ کو یہ حال معلوم ہوا تو غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ کو اسکے بھائی مجاہد خان اور تیرانداز خان و خنجر خان اور امراء کارزار دیدہ کو شاہزادہ کے لشکر مین غلہ کی رسد پہنچانے کے واسطے متعین کیا۔ غازی الدین خان بہادر انیس بیس ہزار غلہ کے بیل لیکر پرگنہ اینڈی مین پہنچا جو بیجاپور سے پندرہ سولہ کروہ پر ہے تو بیجاپور کے سردارون نے چند ہزار سوار بہ پیادہ محمد اعظم شاہ کے محاصرہ کے لئے بھیجے جنمین فاقون کے مارے سوار اور سواری مین پوست و استخوان کے سوا کچھ باقی نہ تھا اور یہ مشہور بات ہے کہ جانی بیگم محل خاص شاہزادہ دارا شکوہ کی بیٹی ہاتھی پر عماری مین پردہ سے باہر ہو کر تیر چلاتی اور امراء کی دلداری اور تسلی مین کوشش کرتی۔ چالیس پچاس ہزار سوار اور قریب دو لاکھ کے جنگی پیادے کرناٹکی غازی الدین خان بہادر سے لڑنے آئے۔ بعد اسکے فوجین مقابل ہوئین۔ جہان تک نظر کام کرتی تھی سوائے برق تیغ و سنان کچھ اور نظر نہ آتا تھا۔ سپاہ دکن میں سوار و پیادون کا ہجوم وہ تھا کہ کہین زمین نہ دکھائی دیتی۔ پادشاہی لشکر دکنیون کے لشکر کے دسوین حصہ کی برابر ہوگا۔ مگر اسکا سردار غازی الدین خان تھا جنگ عظیم ہوئی مجاہد خان نے بڑی کار نمایان کیئے۔ محمد اعظم شاہ کو محاصرہ مین سے نکال لائے اور اس آفت جانی سے نجات دی اُسنے بے اختیار غازی الدین خان کو گلے لگایا۔ جب بادشاہ کو ان واقعات کی

ہوئی تو اُسنے فرمایا کہ جیسی حق سبحانہ تعالیٰ نے فیروز جنگ کے ترددسے اولاد تیموریہ کی شرم رکھی ہے ایسی اسکی اولاد کی آبرو قیامت تک خدا نگاہ رکھے۔

اس ضمن میں کہ قلعہ بیجاپور کے محاصرہ کو امتداد ہوا اور شاہزادہ کے ہمراہی اور اُمرائے کمکی کے نفاق کا حال معلوم ہوا۔ تو بادشاہ خود اوائل شعبان سنہ ۹۵ میں شولاپور سے بیجاپور کی طرف روانہ ہوا۔ اور ۲۱ کو سواد قلعہ مذکور میں پہنچا محصورون کے عقل و ہوش و حواس اُڑے اور ایک تہلکہ انمین پڑ گیا۔ شاہ عالم و روح اللہ خان بہادر فیروز جنگ و سید عبداللہ خان بارہہ اور امراء کا طلب کو چند کلمات غیرت افزا کہہ کر شاہزادہ محمد اعظم کی کمک کے لئے اور بیجاپور کے محاصرہ اور تسخیر کے واسطے رخصت کیا۔ ہر ایک اپنی فدویت و حسن عقیدت کے اظہار کے لئے قلعہ کی تسخیر مین کوشش کرتا تھا۔ شاہ عالم یہ چاہتا تھا کہ قلعہ میرے نام سے مفتوح ہو۔ اسلئے وہ امرائے بیجاپور کی تالیف قلوب مین مصروف ہوا اور اپنے معتمد کو شاہ قلی ابرج حسانی کو سکندر عادل شاہ پاس قلعہ بیجاپور مین بھیجا اور اس طرف بھی کبھی کبھی سید عالم بادشاہزادہ پاس پیام التیام آمیز لاتا تھا۔

نہان کے ماند آن رازے کزو سازند محفلہا۔

خصوصاً جب شاہزادہ محمد اعظم معاند اور وارث ملک موجود ہو وہ یہ راز کب چھپ سکتا تھا کہ قلعہ کی فتح کی کنجی شاہ عالم کے ہاتھ آئی۔ شاہ قلی ایک جوان اوباش مشرب تھا منہ مین لگام نہ تھی۔ جسوقت قلعہ کے نیچے مورچالون مین سپاہیون کا تغیر و تبدل ہوا تو محصورون کی طرف مخاطب کر کے بہ آواز بلند کہتا کہ یہ آدمی تمہارے ہین توپ و تفنگ سنگ مجھ کر پھینکنا۔ اور وہان کے آدمی تسلی دیتے تھے کہ قلعہ کی جانب سے کوئی آفت تم پر نہین آئیگی جب یہ گفتگو لوگون کی زبانی مشہور ہوئی تو اعظم خان کو خبر ہوئی اور واقعہ طلب فتنہ جو آدمیون نے بادشاہ کے کان تک اُسے پہنچایا۔ کہ یورش کے وقت قلعہ کے اندر سکندر کے پاس شاہ قلی تھا اور عبدالعلیم رات کے وقت قلعہ سے باہر شاہزادہ پاس آتا ہے اور خلوت مین ہمکلام

ہوتا ہے روح اللہ خان کوتوال کی تحقیق سے اس امر کی تصدیق ہوئی۔ سیادتخان صدر کو کوتوال کو حکم ہوا کہ خفیہ سعی و جاسوسی کرکے عبدالعلیم کو جو شاہ عالم ہائے آئی بگرانے اور شاہ قلی کی گرفتاری کا بھی حکم ہوا مگر وہ کوتوال کے ہاتھ نہ آیا ایک شخص نے قاضی کی عدالت مین شاہ قلی پہ استغاثہ کرایا۔ اعلام کرکے اسکو دستگیر کیا۔ پادشاہ کے روبرو اسکولائے اُسنے راز سے پردہ اٹھادیا اور کہدیا کہ مومن خان نجم ثانی و سید عبداللہ بارہ وغیرہ بھی میرے ساتھ شریک ہین اور بادشاہ نے شاہ عالم کو خلوت مین بلاکر یہ باتین بیان کرکے اسکو شرمندہ کیا اور سید عبداللہ خان بارھہ کو مقید اور باقی سب کو لشکر سے خارج کیا۔ پادشاہ پہلے ہی سے مقدمہ حیدرآباد مین شاہ عالم سے مشتبہ تھا۔ اب یہ ظن یقین سے بدل گیا ہر چند ظاہر مین مراتب و مناصب لوازم ولی عہدی شاہ عالم مین کسی بات کو کم نہین کیا مگر اپنی کم توجہی کے آثار روز بروز زیادہ کئے۔ عبداللہ کے جرائم کا تفتیع روح اللہ ہوا۔ پادشاہ نے عبداللہ خان کو اسکے حوالہ کیا کہ اپنے پاس نظربند رکھے پھر خلاصی کا حکم دے دیا۔

غرہ صفر کو شیخ الاسلام مکہ معظمہ و مدینہ مشرفہ کو جانے لگا ہے تو پادشاہ نے صندوقچہ عرضہ نیاز بجناب سالت مآب اسکو دیا کہ خانہ مطہرہ کے باب پاک کے محاذی جاکر صندوقچہ کو کھولنا اور خریطہ کو نکال کر مشک مین داخل کرنا کہ وہ عتبہ علیہ کے نیچے گذر جائے۔

۱۵ ربیع الاول کو بختاور خان داروغہ خواصان نے انتقال کیا۔ وہ پادشاہ کا مصاحب عاقل ہمراز و ان مزاجدان تھا اسکی سی سالہ خدمت کے حقوق پر نظر کرکے اسکے جنازہ کی نماز کی امامت پادشاہ نے خود کی اور چند قدم اسکے جنازہ کے ساتھ گیا۔ اسکے لئے خیرات کی وختمات پڑھوائے بختاورخان علماء و فقرا و شعراء کے ساتھ توجہ مفرط رکھتا تھا اور انکی کامیابی مین کوشش کرتا تھا۔ مربوط نویسی و تاریخ دانی مین ماہر تھا۔ اسکی مولفات و مصنفات مین سے مرآۃ العالم یادگار ہے دوم شہر ربیع الآخر کو عبدالرحیم خان ناظر محل اس دار ہمرا سے دربار حیا و ید بہ قرار ہین گیا۔ پادشاہ کا وہ بڑا قدیمی خیرخواہ تھا اسکے جنازہ کی

واقعات سنہ ۲

نماز کی امامت پادشاہ نے خود کی۔

دوم جمادی الآخر کو پادشاہ احمدنگر سے شولاپور کی طرف چلتا ہوا اسکے لشکر کا حال انگریزی تاریخون مین اسطرح لکھا جاتا ہے کہ اسکی فوج کی تعداد اگرچہ صحیح صحیح نہین معلوم مگر اس سپاہ کی شان و شوکت ایسی تھی کہ اسکے بیان مین تاریخ کے صفحے کے صفحے سیاہ ہوئی ہین سوارون کی ہزارون پرے انمین غیر ملکون کے نوجوانون کے سوار پادشاہ کی خود سلطنت وسیع کے کابلی۔ قندھاری ملتانی لاہوری راجپوت بھی موجود تھے۔ اور یہی سوار افواج کے گلدستہ مین گل سرسبد تھے۔ وہ سر سے پاؤن تک لوہے مین ڈھپے ہوئے تھے۔ انکی صورت سے بہادری اور شجاعت ایسی برستی تھی کہ دکن کے سپاہی نازک اور ہلکے پھلکے ہتیار باندھنے والے انکے مقابلہ کے قابل نہ معلوم ہوتے تھے۔ پیادے بھی بے شمار تھے۔ انمین سے کسی پلٹن پاس توڑے دار بندوق اور کسی پلٹن پاس تیر و کمان۔ سوار انکے میواتیون اور بندیلون کی بھی پلٹنین تھین جو پہاڑون پر اترنا چڑھنا اور لڑنا بھڑنا خوب جانتے تھے۔ نادلی مرہٹون کا مقابلہ وہ خوب کرتے تھے۔ پھر ان پیادون مین کرناٹک کے ہزارون سپاہی تازہ بھرتی کئے ہوئے تھے۔ ہر پادشاہی خیمون کے ساتھ ہلکی توپون کے توپخانے سیکڑون تھے۔ انکے توپچی ہندوستانی اور انکے افسر فرنگستانی ہزارون بیلدار اور کہار بڑھئی اور کاریگر انکے ساتھ جنگی ہاتھیون کی قطار در قطار۔ انکے پیچھے خاصے کے ہزارون ہاتھی ہودج و عماریون سے سجے ہوئے۔ انمین بعض مین بیگمات سوار اور بعض ہاتھیون پر پادشاہی خیمے لدے ہوئے۔ جو اونٹون پر نہ چل سکتے تھے۔ پادشاہ کے خاص گھوڑون کا اصطبل انمین عربی۔ ترکی۔ عراقی۔ یمنی۔ کاٹھیاواڑی گھوڑے۔ انپر بھاری بھاری ساز پڑے ہوئے جڑاؤ زین دھرے ہوئے۔ خوش سلیقگی ساتھ جنکے اہتمام مین دنیا کے مختلف عمدہ عمدہ جانور۔ جرہ باز۔ بیری شکرہ۔ شکاری کتے۔ چیتے۔ سیکڑون ساتھ التنے لشکرگاہ کی عجب رونق تھی۔ پادشاہی خیمون کی آرایش اور زیبایش زربفت و کمخواب سے ہوتی تھی۔ انکا احاطہ بارہ سو گز کا ہوتا تھا۔ قصر شاہانہ مین جو مکانات ہوتے

وہ ان سب خیمون مین ہوتے تھے۔ دربار۔ خلوت خانہ۔ اور سب کا بہ خاتون کے خیمے
جدا جدا ہوتے تھے۔ اُنکے بیچ مین پادشاہ کے بیٹھنے کے لئے ایک تخت گاہ ہوتا یا
کرسی ہوتی۔ حمام۔ غسلخانہ۔ چاند ماری کشتی کے لئے اور اور ورزشون کے واسطے
الگ الگ خیمے۔ یہ خیمے مخمل فرنگی اور زربفت گجراتی قاقم سمور سنجاب ایرانی۔ دمشقی قالینون
اور چینی ریشمی کپڑون غرض ساری دنیا کے عمدہ عمدہ اقمشہ سے آراستہ ہوتے تھے
وہ روپہلی سنہری ستونون پر ایستادہ ہوتے۔ پادشاہی خیمون پر سونے چاندی کے
کلس لگائے جاتے اور خیمون کے گرد رنگین قناتین کھڑی ہوتین بورچیخانے اور آبدار خانے
کا سامان سیکڑون طرح کا ہوتا۔ نمک خانہ۔ شیرین خانہ۔ اچار خانہ۔ برف خانہ
شورہ خانہ۔ غرض سیکڑون خانے اسی قسم کے ہوتے اور پہران سب پہ اور تکلف
زیادہ تھا کہ سارا سامان دوہرا ہوتا تھا ایک آگے منزل پر جاتا تھا جسوقت پادشاہ
اپنے خیمے مین داخل ہوتا تھا تو پچاس ساٹھ توپین سلامی کی چھوٹتین۔ غرض اس عیش و عشرت کے
سامان نے فوج کا رنگ ڈھنگ بدل دیا۔

سوانح سال بست و نہم وسی آم ۱۰۹۷ ھ

غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ کی سعی و تردد سے بیجاپور کے محصورون
سردارون کا حال تنگ ہوا اور غلہ نہ پہنچا اور گھاس کمیاب ہوئی تو قلعے کے اندر گھوڑے
بہت دکنی تلف ہوئے۔ ۵ رمضان ۱۰۹۷ ھ کو پادشاہ خود اس دمدمہ کو دیکھنے گیا
جو بیجاپور کے قلعہ کے کنگرون کی برابر بنایا گیا تھا۔ گھوڑے پر سوار تھا۔ کنار خندق
تک گیا۔ سواری کی ہائے ہو کا اور قلعہ کی جانب سے بان و تفنگ کے شور و شغب کا ایک
عجب ہنگامہ ہوا پادشاہ کے سر پر سے گولے جاتے تھے۔ میر عبد الکریم نے سرمہ
کی قلم سے لکھکر یہ تاریخ پادشاہ پاس بھیجی ع فتح بیجاپور زود می شود ۱۰۹۷
پادشاہ نے اُسے پڑھکر فرمایا کہ خدا کند چنین باشد قلعہ اسی ہفتہ مین فتح ہو گیا
شاہی لشکر نے دو مہینے بارہ روز مین دشمن کی جان ستانی کے سارے اسباب

جمع کر لئے تھے۔ اہل قلعہ کو اپنی موت نظر آتی تھی۔ سکندر کی زبان سے
اسکے رفیقون نے پناہ مانگی۔ چوتھی ۱۰۹۷ھ کو قلعہ کی کنجیان بادشاہ کی خدمت مین
پہنچ گئین اور بادشاہ کی خدمت مین سکندر عادل شاہ آیا۔ بادشاہ نے ایک دربار
عام کیا اور اسکو خلعت خاصہ عنایت کیا اور سکندر خان کا خطاب دیا اور ایک لاکھ
روپیہ سالانہ مقرر کیا۔ خافی خان لکھتا ہے کہ اسکو دولت آباد بھیجدیا۔ قلعہ بیجاپور کی
تاریخ کی فتح (سد سکندر گرفت) ہوئی۔ کہتے ہین کہ بادشاہ نے یہ کہا اور لکھا
کہ بدستیاری فرزند ارجمند بے ریو رنگ غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ مفتوح
گردید۔ عبدالرؤف اور شرزہ امرائے سکندری کو بادشاہ نے خلعت عنایت کیا
اور شش ہزاری شش ہزار سوار کا منصب دیا اور اول کو دلیر خان کا اور دوسرے
کو رستم خان کا خطاب دیا اور سید ہاے حضور کا اضافہ کیا اور نواح بیجاپور کا بندوبست
کیا۔ ۲۲ ذی الحجہ کو ۱۰۹۷ھ کو شولاپور کی طرف کوچ کیا۔ اور ۲۲ محرم کو شولاپور سے
حضرت بندہ نواز سید محمد گیسودراز کی درگاہ کی زیارت کے لئے گلبرگہ کی طرف
کوچ کیا اور ابوالحسن اور سعادت خان حاجب حیدرآباد کے نام فرامین جن مین
مضامین بیم و رجا کے تسلی آمیز تھے اور زر پیشکش کے وصول کی تاکید تھی اور خفیہ
سعادت خان کے نام حکم صادر کیا کہ ما بدولت کا عزم جزم حیدرآباد کی تسخیر کا ہے
تا مقدور وصول زر مین تاکید کرے۔ سعادت خان نے ابوالحسن کو توجہات و عنایات
بادشاہی کا امیدوار کرکے زر پیشکش کی وصول مین زیادہ تقید کی۔ ابوالحسن مامون
ہونے کی امید مین اطاعت کا اظہار کرکے سعادت خان سے یہ عذر کرتا کہ زر نقد
پیشکش کا میسر ہونا متعذر ہے۔ خواجہ سرائے خرد سال کو بھیجدو کہ مین اسکے روبرو
زیور اور جنس مرصع گھر مین موجود ہو جدا کر کے اسکے حوالہ کرون سعادت خان
نے خواجہ سرا بھیجنے سے انکار کیا اس چند روز کی گفتگو کے بعد بادشاہ کے گلبرگہ مین آنے
کی خبر مشہور ہوئی۔ ابوالحسن خوف و رجا کے درمیان تھا حاجب کے آدمیون کو طلب

بادشاہ کی حیدرآباد کی فتح کی تیاری۔

نوعدد خوانچہ جواہر اور زیور اور مرصع آلات بطریق امانت کے مہرین لگاکے بھیجے
اور انکی قیمت مقرر نہین کی مگر تعداد اور فردین انکے ساتھ کین- اور یہ قرار دیا کہ
خوانچون کو سعادت خان اپنے گھر مین رکھے اور دو تین وزیر مین زر نقد بھی جتنا
میسر ہو سکتا ہے بھیجا جاتا ہے اسکو بھی وہ داخل کرے اور جواہرات کی قیمت
انکوا کے لکھے اور قبض الوصول پیشکش پر مہر لگاکے مع عرضداشت کے جسمین ابوالحسن کی
فرمانبرداری اور اطاعت کا اظہار اور عفو جرائم کی التماس ہو حضور مین روانہ کرے
باتفاقات سے ہے کہ ابوالحسن نے میوون کی چند بھنگیان بادشاہ پاس بھیجی
تھین ایک دو روز بعد ابوالحسن پاس خبر آئی کہ بادشاہ گلبرگہ سے گلکندہ کی تسخیر کے عزم
سے آتا ہے تو اُسنے سعادت خان سے کہلا بھجوایا کہ میرا مطلب جواہر اور زیور کا موں
بھجوانے سے یہ تھا کہ بادشاہ میری حال پر ترحم کریگا اب یہ سُنا گیا کہ بادشاہ گلکنڈہ
کی تسخیر کو آتا ہے- خوانچہاے امانت کو واپس بھیجو- سعادت خان نے جواب مین لکھا کہ
مجھے یہ تحقیق نہین معلوم تھا کہ بادشاہ ادھر آتا ہے مین نے وہ جواہر کے خوانچہ سر بمہر
میوون کی ڈالیون کے ساتھ بھیجدیے- وہ بادشاہ پاس ہین- اس مقدمہ مین گفتگو
و شورش فساد انگیز درمیان آئی- ابوالحسن نے حاجب کے گھر پر فوج چڑھائی اور
دو روز تک ہنگامہ پرخاش گرم رہا- تو سعادت خان نے ابوالحسن کو پیغام دیا کہ
اس بارہ مین حق تمہاری جانب ہے- مینے خوانچون کے بھیجنے مین بادشاہ کی مدد جتنی
پہلا اور پاس حق نمک پر نظر کرکے اپنی خلاصی جانی- اب مجھ کو غنیمت کے کام کے لئے جان
نثار اور کشتہ کرنا چاہیئے- بادشاہ مدت سے تمہارے استیصال کے لئے دست آویز
چاہتا ہے اب حاجب کے مارنے کی حجت اسکو ہاتھ آجائیگی- جب تک مین زندہ ہون
تمہارے عفو جرائم کا احتمال باقی ہے اور بشرط حیات مین بھی تمہاری خدمتگاری اور
رستگاری مین بجد مقدور کوشش کرونگا- ابوالحسن نے عاقبت بینی کرکے سعادت خان
کا یہ عذر سن لیا اور اسکو اپنے پاس بلا کر اور زیادہ عزت کی-

ان ہی دنون مین ابوالحسن کی مجلس فضلاء حیدرآباد مین عمداً کسی تقریب سے پادشاہ کی خوبیون کا ذکر کیا گیا اور یہ بیان ہوا کہ جب پادشاہ اور شاہ ایران کے درمیان کرشان ہو رہی تھین تو شاہ عباس کے بھیجے ہوئے گھوڑے عالمگیر پاس آئے تو اُسنے ان سب کو ذبح کروا ڈالا۔ باوجود اس تمام تبیعت شرع و ادعاء تقویٰ ایسا اسراف کرنا شرع کے برخلاف طریقہ پر اقدام کرنا ہے یہ حرکت نفس سرکش کی اطاعت کے سوائے کسی اور بات پر محل نہین ہو سکتی پادشاہ کو چاہیے تھا کہ وہ فضلا و صلحا و مستحقون کو یہ گھوڑے قسمت کر دیتا جس سے ایک جمع کثیر فیضیاب ہوتی۔ سعادت خان نے کہا کہ یہ بات محض غلط ہے حقیقت حال یہ ہے کہ گھوڑے جب آئے تو پادشاہ نے حکم دیا کہ بوقت معین گھوڑے دکھائے جائین یہ اتفاقاً وقت سے ہی اختہ بیگی جسوقت گھوڑونکو دکھانے لایا۔ پادشاہ تلاوت قرآن مین مصروف تھا اسکے دل مین آیا کہ تلاوت قرآن کو دوسرے روز پر موقوف رکھ کر گھوڑون کا ملاحظہ کرون اس خیال ہی مین تھا کہ اسکی نظر قرآن کی اس آیت پر پڑی کہ حضرت سلیمان نے پیشکش کے ہزار گھوڑون مین سے نوسو گھوڑے دیکھے تھے کہ نماز سنت یا نماز فرض قضا ہوئی تو اسکے کفارہ مین اُن گھوڑون کو اُنہون نے ذبح کیا اسی لئے پادشاہ نے بھی یہ کیا علماء حیدرآباد نے اس جواب کے سُننے کے بعد یہ کہا کہ اس صورت مین یہ کیا ضرور تھا کہ امرا ایران کے گھرون پر گھوڑو نکو ذبح کرنے کے لئے بھیجا تو سعادت خان نے کہا کہ یہ بھی غلط ہے۔ ان ایام مین شاہجہان آباد تازہ آباد ہوا تھا۔ ہر محلہ ایران کے ایک امیر کے نام آباد تھا کوئی محلہ نہ تھا کہ جسمین کسی ایرانی امیر کی حویلی نہ ہو گھوڑے ایک جگہ ذبح کئے جاتے تو ازدحام بہت ہوتا اور فقرا ءِ تکلیف اٹھا کے اُن سے متمتع ہوتے اس لئے اُسنے حکم دیا کہ ہر محلہ مین ایک دو گھوڑے ذبح کئے جائین جب عالمگیر نے یہ حال سُنا تو سعادت خان پر آفرین کی۔ پادشاہ گلبرگہ شریف مین زیارت کر کے اور وہان کے مجاورون کو بیس ہزار روپیہ دیکے اور ایک ہفتہ قیام کر کے ظفرآباد بندر کی طرف آیا مین روز یہان قیام کیا پھر پیش خیمہ کو حیدرآباد روانہ کیا اس خیمہ کے نکلنے سے ابوالحسن کی جان نکلی۔ اُس نے

سخن دان نوکرون کے ساتھ اطاعت وعفو جرائم کی التماس کے عریضے اور تحائف و ہدیئے روانہ
کئے۔ یہ نہ جانا کہ ع باران بمحل مدہد نفع کشت را۔ پادشاہ نے اسکے عریضہ کا جواب
سپاہ کی زبان شمشیر کے حوالہ کیا اور سعادت خان پاس جو فرمان بھیجا اسمین ابوالحسن کی تقصیرات
کی بابت لکھا کہ اس بدعاقبت کے افعال قبیح احاطہ تحریر سے باہر ہین انمین سے سو مین ایک اور
بہت مین سے تھوڑے شمار کئے جاتے ہین اول ملک و سلطنت کا اختیار کافر فاجر ظالم کو
دینا اور سادات و مشائخ و فضلاء کو منکوب و مغلوب کرنا اور فسق و فجور کا افراط سے
علانیہ رواج دینے مین کوشش کرنا اور خود ریاست کی بادہ پرستی اور دولت کی بدمستی
مین انواع کبائر مین شب و روز مستغرق ہوتا بلکہ کفر و اسلام مین اور ظلم و عدل مین اور فسق و
عبادت مین فرق نہ کرنا اور کفار حربی کی اعانت مین اصرار کرنا اور اپنے تئین عدم اطاعت
اوامر و مناہی الٰہی مین خصوص مادہ منع معاونت دار الحربی مین کہ نص جلی کلام مجید مین
بتاکید واقع ہے خلق و خالق کے نزدیک مطعون ہونا۔ چنانچہ مکرر اس باب مین ہمنے فرامین
نصیحت آمیز آداب دان آدمیون کے ہاتھ بھیجے تو بھی پنبۂ غفلت گوش سے نہ نکالا۔
بلکہ اسطرح یہ ہوا کہ سبھا کو لاکھ ہون بھیجے جسکا حال ہمنے سُنا۔ باوجود اس غرور و مستی
بادۂ ناکامی اپنے افعال و زشتی اعمال پر نظر نہ کرنی اور دونو جہان مین رستگاری
کا امیدوار ہونا ع زہے تصور باطل زہے خیال محال۔

جب ابوالحسن بالکل مایوس ہوا تو پادشاہی لشکر سے لڑنے کے لیئے شیخ منہاج و شرزہ خان
و مصطفی خان لاری اور سردارون کو بھیجا اور رخصت کے وقت یہ ارشاد کیا کہ تا مقدور
پادشاہ کو زندہ گرفتار کرین اور اعزاز کے ساتھ لائین تو امرا نے کہا کہ عالمگیر کی طرف سے ہمارا
دل و جگر افگار ہو رہا ہے ستم پانے کے بعد ہم سے اسکی عزت نہین ہوسکیگی۔ جب پادشاہ
حیدرآباد سے دو منزل پر آیا تو بعض دکن کے سردار چالیس پچاس ہزار سوار لشکر شاہی سے
بیفائدہ دور پڑے رہے۔ غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ بیجاپور کی فتح کے بعد
ابراہیم گڈھ کے محاصرہ کے لئے مامور ہوا تھا۔ اسکی عرضداشت مع قلعہ کی طلائی کنجی کے

مژدہ فتح کے ساتھ آئی اور اسنے لکھا کہ مین ایلغار کرکے حضور پاس روانہ ہوا۔
۲۴ ربیع الاول ۱۰۹۷ھ کو بادشاہ قلعہ گلکندہ سے ایک کروہ پر خیمہ زن ہوا جس سے
اُس سرزمین مین ایک تہلکہ عظیم پڑگیا۔ پادشاہ نے حکم دیا کہ مورچال تقسیم ہوان اور
اسباب قلعہ گیری فراہم ہوں۔ قلعہ کے برج و بارہ توپون کے گولون سے ڈھائے
جائین اور دمدمے بنائے جائین۔ پادشاہ نے یہ سنا کہ لشکر کی اطراف
مین ابوالحسن کی فوج شوخی سے پیش آتی ہے اسکی تنبیہ کے لئے امراء مامور ہوئے
دونو فوجون مین مقابلہ و مقاتلہ کا مصافحہ و معانقہ ہوا قلعہ کے اوپر سے بھی
گولے اور بان برسنے شروع ہوئے۔ خواجہ ابوالمکارم شاہ عالم کے لشکر مین
زخمی ہوا۔ دونو طرف کے آدمی مارے گئے۔ پادشاہی لشکر نے بہادری کرکے دکنیو
کو بھگا دیا۔ جب فیروز جنگ آگیا تو مورچالون اور دمدمون اور تقسیم افواج کا اور
مصالح کی گرد آوری کا انتظام خوب ہوگیا قلیچ خان بہادر پدر فیروز جنگ کے
داہنے ہاتھ مین گولہ لگا۔ دو تین روز بعد اسکا انتقال ہوا۔
بیجاپور کے محاصرہ مین شاہ عالم سے پادشاہ بدگمان ہوا تھا اب گولکنڈہ کی
محاصرہ مین شاہ عالم سے جانب راست کا تعلق تھا۔ ابوالحسن محبت آمیز خوف انگیز
پیغام اور تحفے و ہدیے اس پاس بھیجتا کہ وہ کسی طرح سے پادشاہ سے اسکی عفو تقصیرات
کرادے۔ شاہ عالم یہ جانتا تھا کہ دونو صورتون صلح و جنگ مین میرے استصواب سے
انفصال ہو اور بجد مقدور مین ابوالحسن کو اپنا مرہون احسان کروان فتنہ جو
واقعہ طلب آدمیون نے اس پیام سے اطلاع پاکر پادشاہ کے کان مین اسکو بہت
آب و تاب سے پہنچایا اور شاہ عالم اپنی بیوی نور النسا بیگم پر بسبب اسکی حسن و صورت
و لیاقت کے فریفتہ تھا جیسے اسکی سوتین جلتی تھین انہون نے اسکی نسبت پادشاہ سے کہہ دیا
کہ وہ ابوالحسن اور شاہ عالم کے درمیان پیغام و سلام کا واسطہ ہے اور لباس
بدل کر قلعہ گلکندہ مین عہد و پیمان کے لئے جاتی ہے۔ یہ ٹھیرا ہے کہ ابوالحسن کے

بارہ مین پادشاہزادہ کی التماس پر بادشاہ صلح کو منظور نہ کرے تو ابوالحسن کی رفاقت
شاہزادہ کرے۔ اعظم شاہ کے بعض ہمدمون نے بادشاہ کو خبر پہنچائی کہ شاہ عالم قلعہ
جانے کی فکر مین ہی۔ رفتہ رفتہ قلعہ گولکنڈہ مین بوساطت خفیہ نویس مورچال کے جو
نوشتجات بھیجے جاتے تھے وہ فیروز جنگ کے ہاتھ مین پڑے۔ ان امارات نے اخلاصی
نے اثبات مدعا پر گواہی دی۔ خان ایک رات کو اپنے مرحلہ سے حضور مین آیا اسنے
ان نوشتون کو بادشاہ کو دکھلایا۔ بادشاہ نے حیات خان و خواجہ ابوالمکارم سے
جو شاہ عالم کے بڑے معتقد تھے اصل حال پوچھا تو انہون نے کہا کہ شاہزادہ کا ارادہ
کوئی فاسد نہین ہی۔ وہ یہ چاہتا ہے کہ اسکی التماس سے ابوالحسن کا قصور معاف۔ یا
اسکی سعی سے قلعہ فتح کیا جاے۔ حیات خان نے بہت دلائل سے پادشاہزادہ کی
بےتقصیری ظاہر کی مگر بادشاہ کے دل سے سوء ظن اسکی طرف سے نہین دور ہوا۔ ۱۸
ربیع الثانی ۱۰۹۷ کو شاہ عالم اور اسکے بیٹے محمد عظیم کو ایک مکان مین بلا کر مقید کیا۔
ہتھیار لے لئے اور سارے کارخانے شاہزادہ محمد معظم کے سرکار مین ضبط ہوگئے اسکا
منصب چھن گیا اسکی جاگیر اور جاگیرداروں کو دی گئی۔ نور النسا بیگم مقید ہوئی
کہتے ہین کہ جب بادشاہ نے یہ کام کیا تو محل مین کہا کہ مین چالیس برس کی محنت کو خاک
مین ملاتا ہون۔ اس شاہزادہ کی حبس و خلاصی کا حال آئندہ لکھا جائیگا۔

محاصرۂ گولکنڈہ مین ہر روز اور ہر ہفتہ مین مورچال بڑھتے چلے جاتے تھے ایک دن
لشکر شاہی سے شیخ نظام و مصطفےٰ خان لاری عرف عبدالرزاق بڑی شوخی سے
پیش آئے اور عجب زد و خورد ہوئی اور کشور سنگہ ہاڈہ کے زخم کاری لگا اور گھوڑے
سے گرا اور راجپوتون کی ایک جماعت کشتہ ہوئی اور چند نامورد کنی بھی قتل و
زخمی ہوئے اور اس قلعہ کے دکنیون نے لشکر شاہی پر ہجوم کیا کہ اسکو اپنے مردون کی
لاشون کو نہ اٹھانے دیا۔ مگر آخر کو لشکر شاہی کی کوشش سے دکنی فرار ہوگئے
شیخ منہاج اور شیخ نظام اور اکثر ملازم ابوالحسن بادشاہ پاس چلے آئے

محاصرہ گولکنڈہ ۱۰۹۷ھ

اور انکو عمدہ خطاب اور منصب مل گئے محمد ابراہیم کہ شاہزادہ سے آن کر ملا تھا اسکو
مہابت خان کا خطاب اور ہفت ہزاری شش ہزار سوار کا منصب ملا۔ وہ سب سے
زیادہ قلعہ کی فتح مین کوشش کرتا تھا شیخ نظام کو تقرب خان کا خطاب اور شش ہزاری
پنجہزار سوار کا منصب ملا۔ ابوالحسن کا اول سے آخر تک خیرخواہ اور ہمراہ مصطفیٰ خان لاری
عرف عبدالرزاق رہا۔ محاصرہ کا امتداد ہوا قلعہ مین بہت سا ذخیرہ و باروت
و اسباب توپخانہ تھا۔ شبانہ روز برابر قلعہ کے درو دیوار اور برج و بارہ سے گولہ
توپ و گولہ تفنگ و بان و حقہ آتشبار برستا تھا۔ بہت آتشبازی اور دھوئین کے اٹھنے
سے رات دن مین فرق نہین معلوم ہوتا تھا اور بادشاہی لشکر کے نامی آدمی زخمی
اور کشتہ ہوتے۔ فیروز جنگ اور صف شکن خان و عزت خان و مہابت خان سب سے
زیادہ جانفشانی کرتے تھے مورچال کو خندق کے کنارہ تک پہنچایا یہ کام ایک سال
مین ہوتا مشکل تھا۔ انہون نے ایک ماہ چند روز مین کر دیا۔ اور خندق کے پر کرنے کا حکم دیا
لکھتے ہین کہ اول خود عالمگیر نے وضو کرکے کیسہ کرباس کو خاک کے پر کرنے کے لئے اپنے
ہاتھ سے سیا۔ بڑے بڑے اونچے دمدمے بنائے گئے اور انپر بڑی بڑی توپین
قلعہ کے محاذی چڑھائی گئین۔ جنہون نے حصار کے ارکان کو ہلادیا لیکن غلہ کی
گرانی اور کمیابی اس مرتبہ پر ہوئی کہ اکثر صاحب ثروتون کے حوصلے بگڑ گئے اور جو
بیچارے بے بضاعت تھے ان پر گذرا وہ بیان نہین ہوسکتا۔ اس سال کی ابتدا مین
گلزار دکن مین بارانی کی کمی کے سبب سے خوشہ جوار و باجرہ کہ خریف کی عمدہ جنس ہے
اور اس ملک کی غربا کی قوت کا مدار انہی پر ہے۔ ابھی اطفال نبات کے گلو
سے نکلنے نہ تھے کہ خشک ہوگئے۔ اور فوج کشی اور کمی باران کے سبب سے شالی کی کشت کاری
نہ ہوئی۔ جسپر حیدرآباد کے آدمیون کی زیست کا مدار ہے۔ دوم یہ کہ دکنیون سنبھا
کی فوج جو حیدرآباد کی مدد کے لئے اطراف لشکر مین تاخت کرتی تھی وہ رسد
غلہ کے پہنچنے کی مانع ہوئی اور وبا کا اثر بھی بندہاے خدا کے ہلاک کرنے مین معاون تھا

ان حوادث سے ایک عالم تلف ہوا۔ بہت سے گرسنگی و بے برگی کی تاب لا کر ابوالحسن پاس چلے گئے بعض نے خفیہ نفاق کر کے محصورون کی معاونت کی۔ جب ایام محاصرہ پر امتداد ہوا پادشاہزادہ محمد اعظم کو جو شاہ عالم کے نفاق کے سبب سے اجین و اکبر آباد کے انتظام کے لئے بھیجدیا گیا تھا۔ وہ برہان پور مین پہنچا تھا کہ پادشاہ نے اسے بلالیا محمد اعظم کے آنے کے بعد گرانی غلہ زیادہ ہوئی تو میرزا یار علی رسد غلہ کا داروغہ مقرر ہوا اسنے یہ سمجھ کر کہ مجھ سے اسکا اہتمام نہ ہوگا انکار کیا اسپر شاہزادہ محمد اعظم نے کہا کہ اس پاجی کا کیا یارا ہے کہ ولی النعمت کے حکم سے انکار کرے اسکو پادشاہ نے دیوان سے خارج کر دیا عبدالکریم کو یہ کام سپرد ہوا اب گرانی کی صعوبات یہ تھین کہ باد و باران و پانی کی طغیانی کے سبب اور مصائب کا اضافہ ہوا۔

سوانح سال سبت و یکم سنہ ١٠٩٨

او آخر ماہ ذیقعدہ شروع سال سبت و یکم سنہ ١٠٩٨ کو روح اللہ خان نے رحمت خان افغان پنی کے وساطت سے عبداللہ خان سے پیغام سلام شروع کئے ابوالحسن کا بڑا معتبر نوکر عبداللہ خان تھا اور اس دروازہ پر صاحب اختیار تھا جسکو کھڑکی کہتے ہین۔ ایک پہر رات باقی تھی کہ روح اللہ خان و مختار خان و رحمت خان و صف شکن خان و خواجہ مکارم زینون پر دمدمہ کے اوپر سے اور ان راہون سے جو توپون کی ضرب سے شکستہ ہوگئین تھین عبداللہ خان پنی کے اشارہ سے حصار مین داخل ہوئے۔ پادشاہزادہ محمد اعظم اپنی فوج کے ساتھ ہاتھی پر سوار دروازہ کی طرف آن کر فتح الباب کا منتظر رہا ان لوگون نے قلعہ کے اندر جا کر دروازہ کھولا۔ قلعہ کے مفتوح ہونے کا آوازہ بھی بلند ہوا۔ عبدالرزاق لاری نے حق نمک ادا کیا تھوڑے ہی آدمیون سے پادشاہی لشکر سے خوب لڑا اور زخمون سے چور چور ہوا۔ موت نہ آئی تھی کہ اسکو حسین بیگ کے گھر مین لوگون نے پہنچا دیا۔

جب ابوالحسن کو اسکی خبر ہوئی اور اندر اور باہر سے جزع و فزع کی آوازہ بلند ہوئی۔ تو ابوالحسن نے خندہ مُنہ محل کی تسلی مین کوشش کی اور انسے رخصت ہو کر اپنے مکان خاص مین

آیا اور مسند پر جہانبانی نا خوانده کے انتظار مین بیٹھا کھانے کا وقت اسکا آگیا تھا اسلیے اسنے بکاول کو تاکید کی۔ روح اللہ خان و بختیار خان اور نامبرده آئے تو زبانی سلام علیک مین سبقت کی۔ وقار سلطنت کو ہاتھ سے نہین دیا سب کے سلام کا جواب خوشگواری اور تعظیم کے ساتھ دیا اور پھر ایک سی گرمجوشی و فصاحت کلام سے متکلم ہوا۔ عقلاء تجربہ کار نے کہا ہے کہ جب گردش اختر صاحب شروتون کو خیل حوادث سے لیل و نہار سرو کار بیکار رونما ہوتا ہے تو وہ حوصلۂ برد باری کو ہاتھ سے نہین دیتے۔ رضا و تسلیم کو اختیار کرتے ہین صبح تاب باہم صحبت بے نفاق رہی۔ بکاول نے دسترخوان بچھایا۔ اسنے امرا کی صلاح کی۔ ایکا ایکی وہ سب کے ساتھ کھانے مین شریک ہوئے۔ روح اللہ خان نے عرض کیا۔ مجھے تعجب ہے کہ آپ سے اس تشویش مین کھانا کس طرح کھایا جاتا ہے۔ ابو الحسن نے جواب دیا کہ تم نے جو بات کہی وہ جمہور کا طریقہ ہے لیکن میرا اعتقاد اس خدا سے یہ ہے جسنے مجھے اور شاہ و گدا کو پیدا کیا ہے کہ وہ کسی وقت و حالت مین اپنی نظر لطف کو بندہ سے باز نہین رکھتا ہے اور رزق مقسوم اسکو پہنچاتا ہے اگرچہ میرے بزرگون کے جد پدری مادری نے ہمیشہ رفاہ اور آبرو کے ساتھ زندگی بسر کی ہے مگر مجھے دنون مصلحت پروردگار کا اقتضا یہ تھا کہ پندرہ سولہ برس تک مین فقیری کے لباس مین رہا پھر خدا نے مجھ عاجز پر وہ فضل کیا کہ جسکا مجھے یا دوسرے کو شان گمان بھی نہ تھا۔ ایک ساعت واحد مین میرے لیئے پادشاہی کا سامان تیار کر دیا۔ الحمد للہ کہ میرے دل مین کوئی ہوس اور آرزو باقی نہین۔ لاکھون روپئے بخشی کروڑون خرچ کیئے۔ اب سلطنت مین بعض اعمال ناشائستہ مجھ سے ایسے سرزد ہوئے کہ اسکے مکافات مین خدا نے نظر لطف کو مجھ سے اٹھا لیا پھر بھی مین شکر کرتا ہون کہ چند سال کی ریاست کے لیئے عالمگیر دیندار کے ہاتھ مین میری اختیار کی عنان دی ہے۔ پھر وہ اٹھائے مروارید گردن مین ڈال کر امراء کے ساتھ گھوڑے پر سوار ہوا۔ شاہزادہ محمد اعظم دروازہ پر ایک چھوٹے خیمے مین اوترا ہوا تھا اسکے پاس ابو الحسن گیا اور خوشی سے مالۂ مروارید کو اسکی گردن مین تھی اتار کر نذر دی شاہزادہ نے

قبول کی اور اسکی پیٹھ پر ہاتھ رکھ کر اسکو تسلی دی اور اسکو پادشاہ کی خدمت میں لایا۔
پادشاہ نے بھی اسکی عزت کی اور دولت آباد میں بھیجا۔ یا اور اسکے احوال ضروری کے
لائق خوراک و پوشاک و خوشبوئیں مقرر کردیں کہ وہ فراغ بالی سے اپنی زندگی بسر کرے
بعد اسکے ابوالحسن اور اسکے امیروں کے مال کے ضبط میں متصدیان شاہی مشغول ہوئے۔
عبدالرزاق بالکل بیہوش تھا۔ کہ اسکو روح اللہ خان کے پاس لائے۔ جب صف شکن خان
کی نظر اسپر پڑی تو اسنے کہا کہ یہ وہی لامی ناپاک بے ادب ہے اسکا سر کاٹ کے
دروازہ پر لٹکانا چاہیئے۔ روح اللہ خان نے کہا کہ مردہ کا سر جسکی امید حیات اصلا
نہیں ہے بے حکم کاٹنا مروت سے دور ہے اسکی حقیقت پادشاہ سے عرض کی گئی۔
پادشاہ نے اسکے علاج کے لئے فرنگی اور ہندوستانی جراح مقرر کئے اور پادشاہ نے
روح اللہ خان سے کہا کہ اگر ابوالحسن پاس کوئی دوسرا نمک حلال نوکر عبدالرزاق سا
ہوتا تو قلعہ کی فتح میں بڑا عرصہ لگتا۔ جب کچھ عبدالرزاق میں جان آئی تو پادشاہ نے
اسکو کہلا بھجوایا کہ میں نے تمہاری ساری تقصیرات معاف کیں اور پسر کلان عبدالقادر کو
اور بیٹوں کو جو لائق نوکری ہوں بھیجدو کہ منصب سے سرافراز ہوں اور باپ کی طرف
تقصیرات کی تسلیمات بجا لائیں۔ جب یہ پیغام اس بہادر نمک حلال پاس پہنچا۔ گو
زبان میں لکنت تھی اس حال میں بھی اسنے جواب دیا۔ کہ میں قدردانی کے آداب شکر
کی تقدیم کرتا ہوں اور عرض کرتا ہوں میری سخت جان ابھی تک نہیں نکلی ہے اس
حال میں حیات کی امید رکھنا خیال محال ہے۔ اگر خدا تعالی نے مجھے دوبارہ زندگی عطا
کی تو بھی مراسم نوکری کی تقدیم مجھ سے متعذر ہے اور اگر نوکری بھی کر سکوں تو جس شخص
کے گوشت و پوست نے ابوالحسن کے نمک سے پرورش پائی ہو وہ عالمگیر کی نوکری نہیں کر سکتا
عالمگیر نے یہ سنکر فرمایا کہ جب وہ اچھا ہو جائے تو اسکا حال عرض کیا جائے۔
جب وہ اچھا ہو گیا۔ پادشاہ نے اسے نوکری کے لئے کہا۔ انکار کیا۔ پادشاہ نے
اسکو اور اسکے بیٹے کو قید کرنے کا حکم دیا تو نوکری قبول کی۔

ابوالحسن کا جو مال ضبط ہوا اسکی تفصیل یہ ہہ ۶۸ لاکھ ۱۵ ہزار ہون ور ۲ کروڑ ۳۵ ہزار
روپیہ کل تخمیناً چہہ کروڑ اسی لاکھ دس ہزار روپیہ اور اسکے سوا جواہر و مرصع آلات
و ظروف طلا و نقرہ۔ جمع اسکے ملک کی ایک ارب ۵ اکروڑ تیرہ لاکھ دام دفتر
مین لکھی تھی۔ تاریخ فتح عبدالکریم نے (فتح قلعہ گولکنڈہ مبارک باد) کہی۔ پادشاہ کو پسند
جب پادشاہ نے حیدرآباد کی ولایت وسیع کو ضبط کر لیا اور اسکے تمام قلعون پہ قبضہ
کر لیا اور اطراف و جوانب مین ناظم و ضابط بھیجدئے۔ حیدرآباد کے نوکر تسلیم بجا لائے۔
اور انکو بقدر حالت سرافراز کر لیا۔ تو ولایت سکھر کی تسخیر کا قصد کیا جو بیجاپور اور حیدرآباد
کے درمیان واقع ہی۔ وہان پیدیا پریہ نایک قوم ڈھیڈہ کئی پشت سے حکومت رکھتا تھا
اور بارہ ہزار سوار اور ایک لاکھ پیادہ کا سردار تھا۔ بڑے بڑے مضبوط قلعے اس پاس تھے
اسکا مسکن حصانت مین بڑا مشہور تھا۔ بیجاپور اور حیدرآباد کے ساتھ ہمسری کا دعوی
رکھتا تھا کوئی مسلمان اسکا استیصال نہین کر سکا۔ بلکہ مسلمانون نے اسکو اپنا معاون اور
روز بد مین کام آنے والا جانا جب بیجاپور کا محاصرہ ہو رہا تھا تو اسکے مارنے کے لئے چہہ ہزار
جنگی پیادون کا لشکر بھیجا تھا جسکو فیروز جنگ نے قتل اور اسیر کیا تھا اور جب حیدرآباد کا
محاصرہ ہوا تو پھر اُسنے مکرر وہی حرکت کی جو پہلے کر چکا تھا۔ غرض بارہ ہزار سپاہ وہ
پادشاہ کی رسد کے روکنے کے لئے بھیج چکا تھا تو پادشاہ نے ایک لشکر بسر کردگی خان
مراد خان خلف روح اللہ خان تعین کیا کہ اسکے ملک کو تاخت و تاراج و خراب کرے
خانہ زاد خان اسکے ملک مین آیا اور اور لشکر کے اطراف کے معمورون کو ویران کیا۔
اور قلعہ گلکندہ کی تسخیر کی خبر نے سرنشا رپایا تو وہ خواب پندار سے بیدار ہوا اور اُسنے کہا
کہ ملک لکالملک کو سپرد کرتا ہون اور پادشاہ سلاطین پناہ کی اطاعت کرتا ہون
میری عزت مین فرق نہ آئیگا اور میری جان بچ جائے۔ خان مذکور نے پادشاہ
کے حکم سے اسکے خان و مان کی محافظت کی اور سپہ گاہ اسکا ضائع نہ ہونے دیا وہ قلعہ
سے باہر خان سے ملنے آیا دوم صفر ۱۰۹۹ھ کو اولیای اسلام کو قلعہ سپرد کیا۔ خانہ زاد خان

اس دیار مین حسین کسی نے اذان کی آواز نہین سنی تھی بانگ صلوۃ اور اذان کو بلند کیا
اور قلعہ کے پہاڑ پر ایک مسجد کی بنیاد رکھی اور پادشاہ کے حکم سے یہان کی قلعہ داری ایک
بندۂ شاہی کو سپرد کی اور رہبہ یہ کو ساتھ لیکر حضور مین آیا۔ ۲ ربیع الاول ۱۰۹۹ھ کو یہ
پادشاہ کا قدمبوس ہوا اور بہ تقاضائے مصلحت اسکو پنجہزاری چارہزار کا منصب ملا تھوڑے
دنون کے بعد وہ مرگیا۔ بڑا بدصورت تھا۔ پادشاہ نے اسکے بیٹون اور اقربا کو مناسب
مناصب پر مقرر کیا اور سکھر کا نام نصرت آباد رکھا اور اسکو ممالک محروسہ مین داخل کیا۔
باوجودیکہ حیدرآباد کی آب ہوا پادشاہ کے مزاج کے ناموافق تھی مگر پادشاہ ہان
گیا۔ جہان جہان بانی کا نتیجہ پیدا ہوتا تھا اسکو منظور تھا کہ سنبھا کو سزا دے سکندر اور
ابوالحسن کے ساتھ وہ موافقت رکھتا تھا۔ غرہ شہر ربیع الاول ۳۱ جلوس کو بیجاپور کیطرف
چلا خان بہادر فیروز جنگ کو ۲۵ ہزار سوارون کے ساتھ مامور کیا کہ وہ مسعود حبشی کے
قلعہ ادونی کو تسخیر کرے۔ یہ حبشی سکندر عادل شاہ کے باپ کا غلام تھا۔ جب عادل شاہی
دولت مین خلل پڑا تو اسنے اسکے صاحبزادہ کے ساتھ کا فرنعمتی کی برلے نام اسکو حاکم
بنا رکھا۔ اور عمدہ خزاین و دفاین وامتعہ گزیدہ وجواہر نفیسہ خود قلعہ مذکور مین لیجا کر
متحصن ہوا۔ پادشاہ نے شاہزادہ محمد اعظم کو سنبھا کے استیصال کیلئے چالیس ہزار سوارون کے ساتھ روانہ
کیا اور خود پادشاہ ۱۳ ربیع الاخر کو ظفرآباد بہدید مین آیا۔ ابوالحسن جسنے پندرہ برس
کی حکومت مین کبھی سفر نہ کیا تھا اسکو ہر روز سواری کرنا دشوار تھی وہ اس عرصہ مین
ایک کروہ مسافت طے کرکے محمد نگر مین آیا تھا اسنے گوشہ نشینی کی التماس کی حکم ہوا کہ
خان بہادر خان اسکو دولت آباد مین پہنچا دے اور کارپرداز اسکے خور و خواب کا
اسباب دنیا جو نازپروردون کے لئے ضروری ہے مہیا کردین اور پچاس ہزار روپیہ
سالانہ ان ضروری اسباب کے لئے مقرر کیا۔ سویم جمادی الاولی کو پادشاہ
گلبرگہ مین آیا سات روز قیام کیا اور ۲۲ ماہ مذکور کو پادشاہ بیجاپور مین آیا
ہر صنف کے مساکین اور فقراء و گوشہ نشین جو شہر اور اسکے نواحی کی بہ ہمزدگی سے

۱ پادشاہ کا دارالخلافہ حیدرآباد سے دارالظفر بیجاپور کو جانا۔

نہایت محتاج ہوگئے وہ اس کم بخت حالت سے نکلے اور دلخواہ جمعیت انکو حاصل ہوئی
پادشاہ نے بہت سے خستہ دلون کو آسودہ کیا —

نعمت خان عالی و دانشمند خان —

نعمت خان عرف میرزا محمد جسکا آخر کو خطاب دانشمند خان ہوا۔ وہ اس عہد عالمگیری کے مستعدون مین سے ایک تھا۔ نظم و نثر و اکثر علوم عقلی و نقلی سے بہرہ تام رکھتا تھا اُسنے محاصرہ حیدرآباد کا حال لکھا ہی۔ جسکا نام وقائع نعمت خان عالی مشہور ہے۔ شوخی طبع کے سبب اسکا کلام ہجو ملیح و بذلہ گوئی سے خالی نہین۔ ضلع جگت پھبتی پھکڑ کا اس مین بڑا مزہ ہی۔ کہتے ہین کہ جب عالمگیر کو اسکی خبر ہوئی کہ اس طرح کے وقائع روزانہ نعمت خان لکھتا ہے تو اسکے خیمے کو گھیر لیا اور ان صندوقون کو پادشاہ نے بہکوا دیا جنمین یہ وقائع تھے۔ چند وقائع جو یاران جلسہ نقل کرکے لے گئے تھے وہ باقی رہی۔ خافی خان نے بھی اس لڑائی کو بڑی آب وتاب سے لکھا ہے۔ اور نعمت خان عالی کے وقائع کی عبارت ان کو بہت نقل کیا ہے جس سے وہ نعمت خان کا بھائی بنا ہے۔ گو اسکا بیان نعمت خان جیسا فحش نہین ہی مگر پھر بھی پایہ تاریخی سے ساقط ہے۔ یہ دونو ابوالحسن کی قابلیتون اور لیاقتون کی بڑی تعریف کرتے ہین۔ کہین لکھا ہے کہ ابوالحسن تاناشاہ نے پادشاہ سے کہلا بھجوا یا کہ پانچ چھہ لاکھ تھیلے غلہ کے مجھ سے لے لیجے اور فوج کو بھوکا نہ مرنے دیجے۔ پادشاہ نے اسکے جواب مین کلمات ناصواب کہے۔ کہین لکھا ہے کہ قاضی شیخ الاسلام سے پادشاہ نے حیدرآباد اور بیجاپور کی مہم کے جواز کا استفسار کیا تو اسنے خلاف مرضی جواب دیا اس لئے وہ حج کو جسکا مدت سے اسکا ارادہ تھا چلا گیا۔ عبداللہ اس خدمت پہ مقرر ہوا اسنے عرض کیا کہ ابوالحسن مسلمان ہے اور حکم کی اطاعت کرتا ہی۔ محاصرہ اور جنگ کے سبب دونو طرف مسلمانون کی ایک جماعت کشتہ ہوتی ہے اگر اسکے جریدہ اعمال پر قلم عفو کھینچی جائے۔ تو بحکم الصلح خیر۔ قتال و جدال موقوف ہوجائے۔ شریعت کے مطابق مسلمانون کے حال پہ ترحم بیجا نہین ہوگا۔ اس بیجا عرض کے جواب مین اس کو

حکم دیا کہ چند روز مجرے کو نہ آئے خافی خان و نعمت خان دونو سخت شیعہ ہین یہ سبب اونکو سنت جماعتون کے کامون کے برے رخ کو دکھاتا ہے اور اچھی رخ کو چھپاتا ہے اسلیئے اگر اہل سنت کا وہ کوئی بھلا کام بھی لکھتے ہین تو اسمین ایک رخنہ نکال دیتے ہین خافی خان نے قسم کھائی ہے کہ عالمگیر کا کوئی کام ایسا نہ لکھے جسمین تزویر و مکر و فریب نہ ہو کوئی اہلکار شاہی اسکا ہم مذہب ہوتا ہے تو اسکی ستایش کا طومار باندھتا ہے۔ آگے ہم مرہٹون اور بادشاہ کے معاملات اور بعض اور مقدمات کو انگریزی تاریخون سے نقل کرتے ہین جس سے بالاجمال حال معلوم ہو جائیگا۔ پھر اسکی تفصیل فارسی تاریخون سے کرتے ہین۔ ان فتوحات سے اورنگ زیب کا گل مراد شگفتہ ہوا مگر پیچھے مرتے ہی پژمردہ ہو گیا بیجاپور اور گولکنڈہ کی ریاستون کو یون خاک مین ملانا اور اسکو ممالک محروسہ مین شامل کرنا عقل دوراندیش کا کام نہ تھا کہ ان سلطنتون کے سبب سے دکن مین مسلمانون کی حکومت قائم تھی اور انکے سبب سے امن امان اور خاصہ انتظام رہتا تھا۔ مرہٹون پر اسلام کا رعب داب تھا جب وہ برباد ہو گئین تو اسکے متعلقین خواہ خواص خواہ عوام پراگندہ اور منتشر ہو گئے۔ پٹھانون اور بیگانہ ملکون کی سپاہ نے تو بادشاہ کی ملازمت اختیار کی اور جو افسرون مین سے اپنے آقاؤن سے بیوفا بن کر یا بیکار ہو کر بادشاہ کی خدمت اور ملازمت مین آئے انکے دل بڑھانے اور درجے چڑھانے کے لئے بادشاہ کو اپنے موروثی کارپرداز موقوف کرنے پڑے اور باقی سپاہ اور افسر کہ اونکو سنبھاجی سے جا کر ملکی یا بجائے خود قزاقی اور راہزنی کا پیشہ اختیار کیا اسی طرح فساد اور نزاعون کا دکن گھر بن گیا دور دور کے زمیندار اپنی خودمختاری کے لئے موقع تکتے رہتے اور مرہٹے جو جولٹائیان اور قزاقیان کرتے اُن مین وہ ان کے رفیق بننے کو تیار رہتے کیونکہ وہ مرہٹون ہی کو اپنے ان افعالون کا حامی اور مددگار جانتے۔ اُن ہی کی ذات کو سرکشی کا بانی سمجھتے تھے اب یہ کیفیت تو دور کے زمیندارون کی تھی اور جو زمیندار کہ زیر ملنا بھی بستے تھے وہ پادشاہ کی حکومت سے ناراض تھے۔ اور بادشاہ کے تعصب مذہبی نے

ان فتوحات کا اثر اور دکن کی بد انتظامی

ہندؤون مین بھی ایک جوش مذہبی پیدا کر دیا۔ ان وجوہ سے دکن کی فتح کا سہرہ کیا بادشاہ کے
سر پر چڑھا تھا کانٹارون کا ہار اُسکے گلے مین پڑا تھا جسنے آخر اپنے زخمون سے گور مین اُسکو
پہنچایا۔

حال مین جو فتوحات نصیب ہوئین اُن سے بادشاہ نے یہ فائدہ اُٹھایا کہ ۱۶۸۸ء
مین بیجاپور اور گولکنڈہ کی ساری قلمرو بلکہ اُن ریاستون پر بھی جو جنوب مین اُنھون نے
فتح کین قبضہ کیا اور ساہوجی کی جاگیر واقع میسور کو بھی دبالیا۔ اور ونکاجی کے علاقہ کو
تنجور تک محدود رکھا۔ اور سیواجی نے جو اپنے آخر وقت مین ملک فتح کئے تھے اُنمین سے
سب ہٹون کو مجبور کرکے نکال دیا۔ وہ اپنی پہاڑی قلعون مین جا بیٹھے۔ اگرچہ بادشاہ نے
سپاہیانہ اس ملک کو فتح کر لیا۔ مگر اُسکے بندوبست اور انتظام کا نقشہ خوب نجما۔ چنانچہ
اضلاع مین محاصل کا ٹھیکہ دیس مکھیون اور زمینداروں کو دیا جاتا اور اُنکی حکومت
افسران جنگی کی سپرد ہوتی اور اُنکو چوتھ محاصل خرچ تحصیل کے لئے دیجاتی۔ جو روپیہ وصول
ہوتا تھا اُسمین سے یہ افسر اپنی فوج کی تنخواہ سنبھا دیکر باقی روپیہ بادشاہ پاس بھیجتے تھے
اور اگر یہ اضلاع بعض اور افسرون کی تنخواہ مین کسی میعاد مقررہ تک جاگیر مین دیدئے
جاتے تو وہ روپیہ بھی بادشاہ پاس نہ بھیجا جاتا۔ یہ افسر لے لیتے اور اکثر یہی ہوتا۔
سیواجی کے کپوت سنبھاجی اپنے محلون مین پڑے اینڈا کئے۔ اور اورنگ زیب کی ان
فتوحات کو دیکھا کئے مرہٹے تو اُسکی کاہلی اور سستی کا سبب بتلاتے ہین کہ اُسکے وزیر پنڈت
کلوشا نے اُسپر سحر کر دیا تھا مگر اصل حقیقت یہ ہے کہ وہ مغربی ساحل کے چھوٹی چھوٹی ریاستون
کی حسد اور سازشون اور فسادون سے نہایت عاجز اور پریشان تھا۔ عیاشی اور مینوشی
کی کثرت سے اُسکے قوائے جسمانی ضعیف ہو گئے تھے۔ ایک نامرد اور بیہودہ وزیر کے رایون کا ایسا
غلام بن رہا تھا کہ اُسے اُسکی اور اُسکے تمام قوم کی چستی اور چالاکی تیزی پھرتی یہ سب ٹھنڈی
ہو گئی تھین اگر ایسے وقت مین سیواجی زندہ ہوتا تو وہ دس بارہ گھنٹے مین ساری دکن کو
مغلون کے مقابل مین کھڑا کر دیتا۔ کیا وہ بیجاپور اور گولکنڈہ کی ریاستون کے ساتھ ہوتا

کیا وہ انگریزوں اور پرتگیزوں سے مدد نہ لیتا۔ کیا وہ سیدی کو اپنا رفیق نہ بناتا۔ کیا وہ میسور کے ہندو راجہ جگ دیو جسکا آجکل اقبال چمکنے کو تھا اس کام میں شریک نہ کرتا کیا وہ اصلی آزاد باشندوں کو لڑائی کے لئے نہ کھڑا کرتا۔ یہ سب وہ ضرور کرتا۔ مگر سنبھاجی نالایق کیا کرتا اُسکے تو خیال میں یہ ایک بات بھی نہ آئی اُسنے دکن کی سلطنت گھر آئی آپ آئی جان بوجھ کر گنوائی۔ شاہزادہ اکبر اسکے گھر آئے اور بار بار اپنے باپ کے مغلوب کرنے کی تدبیرین بتلائیں۔ اور اسکے ساتھ سنبھاجی وہ طرز و طریقہ برتے کہ جسکے سبب وہ شہزادہ اُسے چھوڑ کر سنہ ۱۶۸۸ع میں ایران کو چلا گیا اسنے زیادہ کیا نالایقی اور کاہلی سنبھاجی کی ہوسکتی ہی۔ (لکھتے ہیں کہ یہ شہزادہ ایران میں سنہ ۱۷۰۶ع میں مر گیا۔ شاہ ایران نے اُسکی بڑی آؤ بھگت کی)۔

سیواجی نے جو جنگی اور ملکی انتظاموں کی کل بنائی تھی اب اُسکے سب پرزے لوٹ پھوٹ کر برابر ہوگئے تھے۔ ایک قلعوں کا پرزہ باقی تھا اور وہ بیکار نہ ہوا تھا۔ مرہٹوں کی مابین جو میدانی ملک تھا اُسپر بادشاہ کا قبضہ ہوگیا تھا اور قلعوں پر محاصرے پڑے تھے اور بعض اُنمیں سے چھین بھی لئے گئے تھے۔ اگر سب قلعے چھن جاتے تو مرہٹوں کی سلطنت کا نام بھی نہیں رہتا۔ اُن سب کے نہ چھننے کا یہ سبب تھا کہ باوجود سنبھاجی کی کاہلی اور سستی کے بعض اسکے سردار ہاتھ پیر ہلائے جاتے تھے۔ اور بادشاہی لشکروں کے مقابل میں تلوار چلائے

یہ بات بڑی تعجب کی ہی کہ اس اولوالعزم اور اکھڑ قوم مرہٹوں نے اپنی بہبود اور فلاح کے لئے سنبھاجی کو باوجود ان حرکات اور سکنات کے مار کیوں نہ ڈالا۔ اور ایک آدمی کے نہ مارنے سے اپنی قومی ترقی کو کیوں روکا مگر جو کام آنکو خود کرنا چاہئے تھا وہ مرہٹوں کی خوش نصیبی سے بادشاہ کے ہاتھ سے ہوا اور یہ راجہ مرہٹوں کے دیوتا کا پتر کہلاتا تھا مسلمان بادشاہ کے ہاتھ سے قتل ہوا تو ہندؤں کا تعصب اور جوش مذہبی بڑے جوش میں آیا اور اُسنے مسلمانوں کو مزہ چکھایا اب اُسکے مارے جانے کی کیفیت یہ ہی کہ شیخ نظام حیدرآبادی مخاطب بہ مقرب خان بادشاہ کا سردار مغلی

بالاگھاٹ پر کولاپور مین رہتا تھا وہ نہایت دلاور اور چست و چالاک اور فنون سپہ گری اور جگرداری سے ماہر تھا اُسنے سنبھاجی کا عشرت کدہ سنگمیشور کو تحقیق کیا اور ساری اُسکی بیچدار کوہستانی راہون سے آگاہ ہوا اور دفعتہً جانباز سپاہیون کا گروہ لیکر جھٹ پٹ جا سنگمیشر کے باغ مین پہنچا جو پچاس کوس اُسکے دارالقرار سے تھا جا پہنچا۔ یہان راجہ صاحب مع اپنے مصاحبون کے باغ کی گلگشت فرما رہے تھے اور شراب کے نشہ مین چور بیٹھے تھے جب ملازمون نے دیکھا کہ یہ آفت سر پر آگئی تو راجہ صاحب سے ہرکارون نے عرض کیا۔ وہ نشہ کے عالم مین مست تھا ایسی کب سُنتا تھا اُلٹا ہرکارون ہی کو للکارا۔ اور اس گستاخی مین اُنکی زبان نکلوائی۔ سر کو تن سے جدا کیا۔ کلوشاہ پنڈت لڑنے کو جاتے ہی تیر لگا۔ زخمی ہوکر پکڑے آئے۔ غرض مقرب خان راجہ اور منتری دونون کو اونٹون کی پیٹھ پر کس گاجے باجے سے بادشاہی لشکر مین لایا۔ چارون طرف تماشائیون کا اژدحام تھا اور لعنت ملامت کا غل شور تھا۔ بادشاہ کے سامنے راجہ آیا اور قیدخانہ مین بھجوایا گیا۔ بادشاہ اسکو جبتک زندہ رکھنا چاہتا تھا کہ اُسکے ذریعہ سے تمام کوہستانی قلعون پر قبضہ ہوجاے۔ مگر جب کہ بادشاہ نے مسلمان ہونے کا پیغام بھیجا تو سنبھاجی بھی آخر سیواجی کا بیٹا تھا۔ باپ کے قدیمی دشمن کے ہاتھ سے یہ نوبت ذلت اور خواری کی جب پہنچی۔ جسنے مرنا بہتر ہے تو وہ جوش مین بھر آیا اور یہ جواب لکھ کر دیا کہ بادشاہ سے کہہ دو کہ اگر وہ اپنی بیٹی بیاہے تو مین مسلمان ہوجاؤنگا اور اسی پر بس نہین کی۔ بلکہ دو چار صلواتین خدا اور رسول کو سُنا دین یہ جواب تلخ جب بادشاہ کے کانون مین پہنچا تو اُسنے مصلحت ملکی کو سلام بھیجا اور حرارت اسلامی مین آنکر سنبھاجی کو ایسی بُری گت سے مارا کہ اول اسکی زبان کٹوائی۔ پھر اُسکی آنکھون مین گرم لوہے کی سلائیان پھیروائین اور گردن اوڑائی۔

کلوشاجی کا بھی کام تمام کیا اگرچہ مرہٹون کا دل سنبھاجی سے نفرت کرنے لگا تھا مگر اپنے دیوتا کے بیٹے کا اس بُری گت سے مارا جانا وہ نہ دیکھ سکے اور اُنکے غیظ و

اور عزت وحمیت کے جوش کی کوئی حد باقی نہین رہی۔ غرض اس جان کے جانے سے انکے عزم مردہ مین جان پھر آئی۔ اور جوش وخروش اور مذہبی ولولے انکے دلون مین ایسے پیدا ہوئے کہ پہلے کبھی نہین پیدا ہوئے تھے۔ مگر اب انمین جان باقی نہین رہی تھی۔ سپاہ کا انتظام بگڑ گیا تھا وہ فقط لوٹنا جانتے تھے۔ قواعد سے ناآشنا ہوگئے تھے میدانی ملک سارا چھن گیا تھا قلعے جو باقی تھے وہ سامان قلعداری سے خالی تھے۔ نہ باروت نہ گولہ نہ غلہ نہ گھاس قلعدار نالائق۔ سوا اسکے بادشاہ کی شجاعت اور اسکی کثرت سپاہ اور تدابیر اور عقل کی شہرت نے انکے دل مین ایسی ہیبت بٹھادی تھی۔ کہ مغلون کی فوج کے سامنے میدان جنگ مین آنے سے بدن لرزتا تھا۔ سنبھاجی کی وفات کے بعد بڑے بڑے افسر رائگڈھ مین جمع ہوئے انمین سنبھاجی کی بی بی جیسو بائی اور اسکا بھائی راجہ رام جو جنم قیدی بھائی کی مخالفت سے ہوا تھا موجود تھے سب نے بالاتفاق سنبھاجی کے پسر شیرخوار سیواجی کو راج گدی پر بٹھایا۔ اور راجہ رام کو اسکا نائب بنایا۔ اب ہمہوں نے اپنے سب کارخانون کو درست کرنا شروع کیا۔ قلعون مین کھانے پینے کے ذخیرے بھرے۔ قلعدار لائق مقرر کئے جو ساہوجی کا انتظام تھا سپاہ مین پھر جاری ہوا اگرچہ اس وقت خزانہ کا حال ایسا ابتر تھا کہ لٹیری سپاہ کو تنخواہ دار سپاہ بنانا مشکل تھا۔ رفتہ رفتہ ایسی تدبیرین کی گئین کہ یہ مشکل رفع ہوگئی۔ ایک افسر نے سلحداروں کو سارے ملک مین پھیلا دیا اور پھر ایسا انتظام کردیا کہ جسوقت ضرورت ہو جمع ہوجائین غرض ایک عزت قومی کا جوش جو بعض افسرون مین پیدا ہوا تھا وہ وبا کی طرح سارے انکے سپہیون مین پھیل گیا۔

سنبھاجی کی بی بی اور بیٹے نے رائے گڈھ مین اقامت اختیار کی اور اسکو خوب مستحکم کیا اور غلہ وکاہ اور سامان سب جمع کیا۔ اعتقاد خان نے جسکا اب لقب ذوالفقار خان ہوگیا تھا اس قلعہ کا محاصرہ کیا اور ایک ملولی سردار نے اسکو قلعہ کی راہ ایسی بتلا دی کہ قلعہ فتح ہوگیا اور ۱۵ محرم سنہ ۱۱۰۹ کو شیرخوار راجہ پکڑا گیا اور مان بھی اسکے ساتھ گرفتار ہوئی مگر اس گرفتاری سے کچھ مرہٹون کے دل افسردہ نہ ہوئے۔ ان قیدیون کی بادشاہ کے بیٹے نے بڑی خاطر کی اور سوا اسکے کوئی اور انپر قید نہ رکھی کہ وہ مرہٹون سے نہ ملنے پاوین قلعے پنالہ اور

اور میرج بھی ذوالفقار خان نے فتح کر لئے۔۔

آب راجہ رام پہلے ہی سے چارون طرف ایسے مقامات مستحکم اور استوار کی تلاش مین
پڑا ہوا تھا کہ جہان سے دشمنون کا مقابلہ ہو سکے اُسنے خیال کیا کہ اس سے بہتر کوئی تدبیر نہین ہے
کہ کرناٹک پائین گھاٹ مین چلا جائے چنانچہ اُسنے مہاراشٹر مین جو ضلاع ابتک باقی تھے اُن مین
دورہ کیا اور وہان کے حاکمون کی تسلی اور تشفی کی اور ملک کی حفاظت و حراست کا اچھی طرح
انتظام کیا اور کنارہ کنارہ بھاگ کر اور دشمنون کے تعاقب سے نہایت چالاکی سے جان بچا کر
جنجی مین داخل ہوا اسکے ساتھ ایک گروہ جوانمرد صاحب ہمت الوالعزم مرہٹون کا بھی تھا۔
یہان داخل ہوتے ہی موافق دستور اور رسم کے راج گدی پر بیٹھا اور امرا کا دربار مقرر کیا اور
جاہ اور منصب اور جاگیر امیرون کو عطا کئے اور جاگیرون کے بانٹنے مین یہان تک فضولی
اختیار کی کہ جو پادشاہی ملک کبھی مرہٹون کے ہاتھ نہین آئے تھے وہ بھی تقسیم کر دئیے یہہ
انکے نصیبون کی یاوری تھی کہ اسکو ایک صلاح کار اور خیر خواہ پنڈت پہلاد ہاتھ لگ گیا۔
اسکی بڑی لیاقت یہ تھی کہ وہ اُن کامون کو اختیار کرتا تھا کہ جنکے انصرام کرنے مین سب
اور فدول و جان سے متفق ہو کر مصروف ہو جاتے تھے۔
سچ یہ ہے کہ اگر سیوا جی نہ پیدا ہوتا تو مرہٹون کا نام بھی کبھی تاریخ مین نہین سنا جاتا۔
اُسنے اپنی طبیعت مین اپنی قوم کے لئے ایک ایسا جوش پیدا کر دیا کہ گویا ساری اپنی قوم کو
از سر نو ایک ہی طبیعت کا بنا دیا فقط اس بات کی ضرورت تھی کہ خاص آدمی ایسے
پیدا ہون کہ اس نئی طبیعت سے کام لین انکا اخلاق اور عادات اور لڑائی کا طور تو
ایسا ہو گیا تھا کہ وہ اپنی مصلحت کے کامون مین متفق اور متحد ہو جاتے تھے چنانچہ اس
وقت اپنی مصلحت اسی مین دیکھی کہ اپنے زبردست دشمن کے سامنے کان ہلائین۔ اور
سامان بھی اپنے پاس ایسے نہ رکھین کہ جس سے دشمن کا دل اُنپر حملہ کرنے کے لئے چاہے۔ اور
تاک مین بیٹھے رہین جب کوئی موقع ہاتھ آئے تو دشمنون پر حملہ کرنے مین بھی نہ چوکین
جن سرداروں پاس یا ستین تھین اُن سبنے ظاہر مین پادشاہ کی اطاعت اختیار کرلی

اور یہ اسیر پیا ور طرہ تھا کہ وہ خدمت گزاری اور جان نثاری کے اظہار مین ورسیون سے سبقت لے گئی تھے۔ مگر در پردہ باغیون سے ملے ہوئے تھے ان سے آمد و رفت رکھتے تھے۔ انکی لوٹ مار کی مہمون مین اپنے نوکرون کو انکے ساتھ شامل ہونے دیتے تھے اپنے رشتہ دارون کو انکے ساتھ گروہ کے گروہ مین داخل ہونے کے لئے بھیجدیتے تھے۔ غرض انکے اس نفاق اور چالبازی سے ہمقدر نقصان دشمنون کو پہنچایا وہ علانیہ دشمنی سے نہ پہنچ سکتا تھا۔ جب یہان سپاہیون نے دیکھا نہ کوئی خزانہ ایسا معمور ہے کہ جس سے انکو تنخواہ باقاعدہ ملے۔ نہ کوئی حکومت ایسی ہے کہ جس کا کچھ اثر ہو تو انہون نے اپنی نفع رسانی کے لئے راہ اور ہی نکالی۔ لوٹنا کھسوٹنا۔ قزاقی راہزنی ابتدا ہی سے اس قوم کو پسند تھی۔ انکے ہان فتح کے یہی معنی تھے کہ دشمن کو لوٹ لینا۔ سیواجی کی ابتدائی قزاقی سے آخر اس قوم کے عروج تک اسکا یہی وتیرہ اور پیشہ رہا اس قوم مین سے ہر متنفس کو اپنی لوٹ کا لالچ ایسا تھا کہ وہ جب کسی اپنے مطلب آری کے لئے متفق ہوتے تھے تو گورنمنٹ کی طرف سے ایک ادنی تحریک اور ترغیب پر وہ ایک سپاہ جرار باقواعد اور شائستہ سے زیادہ خوفناک اور پرخطر ہو جاتے تھے۔

جب اورنگ زیب ان چوٹون اور پنڈارون کو انکے کوہستانی وطن مین تلاش کر رہا تھا تو وہ کہین انکو مجتمع نہ ہونے دیتا تھا اسلئے اپنے سردار ذوالفقار خان کو اس قلعہ کے فتح کرنے کے لئے بھیجا کہ نام و نشان مرہٹون کا باقی نہ رہے۔ مگر جب وہ سنہ ۱۶۹۱ء مین اس قلعہ کے پاس پہنچا تو اسے معلوم ہوا کہ یہ قلعہ ایسا مستحکم ہے کہ اسکا فتح کرنا تو در کنار اسکا محاصرہ بھی نہین ہوسکتا اسلئے بادشاہ سے کمک مانگی اور اضلاع سیراب رشادات خیا بلی اور تنجور کیطرف اسباب جنگ و رسد کے بہم پہنچانے کے لئے چلا گیا اس کمک کا مانگنا آسان تھا مگر ملنا مشکل تھا اب مرہٹون نے ایک طوفان برپا کردیا۔ اب انہون نے جو طور دستور اپنی لڑائی کا اور دشمنون سے مقابلہ کا نکالا۔ وہ سیواجی کے طریقہ سے بھی زیادہ کامیابی کا سبب ہوا بادشاہ نے اپنے بیٹے مرزا کام بخش کو قلعہ واکن کھیڑہ کی فتح کے لئے بھیجا تھا۔ یہ قلعہ بیجاپور کے پاس ہے۔ اسمین کوئی سرداران لیٹرے مرہٹون مین سے تھا وہ ایسا مضبوط قلعہ تھا کہ مرزا

کام بخش کی سعی اور محنت سے کچھ کام نہ نکلا تو اب پادشاہی فوج کی چارون طرف ضرورتاً
یون پڑی کہ مرہٹے میدان مین لڑنے بھڑنے کے لئے پھر تیار ہوئے۔ جب راجہ رام جنجی مین راجا
ہوا۔ تو اُسنے سنتاجی گھوڑپوری اور دھناجی دو چالاک سردارون کو تفریح طبع کے لئے
اپنے ملک مین بھیجا تھا کہ اثناء راہ مین اُنسے بیجاپور کی فوج ملی۔ یہ فوج ریاست کے برباد ہونے
سے معزول ہو گئی تھی اُسکے گردا گرد ملک کو لوٹتے مارتے پھرتے تھے۔ جب انہون نے ان نامور
دلاور سردارون کو دیکھا تو تمام دہات سے نکلے اور اُنکے نشانون کے نیچے بیشمار جمع ہو گئے
مرہٹون کا جو رہا سہا ملک تھا اسکے انتظام کے واسطے رامچند پنتھ کو راجارام نے مقرر کیا تھا
اُسنے بھی سنہ ۱۶۹۲ مین لوٹ مار کی ترغیب و تحریص سے ایک لشکر کا لشکر اپنے جھنڈے کے نیچے جمع
کر لیا اور یہ اُسنے تدبیر اور تجویز کی کہ جو سپاہیون مین سرگروہ تھے اُنکو یہ اختیار دیا کہ جو ملک
مرہٹون کی سلطنت سے خارج ہین اُنسے چوتھ وصول کرین اور سوا اسکے اور حقوق مرہٹون
کے جتلاتے رہین اور جو ملک اس چوتھ کو نہ ادا کرین اُنکو خوب لوٹین اور مارین اور اس محاصل سے فوج
کی تنخواہ ادا کرین۔ اور جو لوٹ ہاتھ لگے وہ لوٹنے والون پاس رہے سوا اسکے ہر سرگروہ کو اختیار تھا
ہے کہ وہ اپنے فائدہ کے واسطے ایک اور خراج دانہ گھاس کے نام سے وصول کیا کرے۔ یہ ترغیبین ایسی
تھین کہ جتنے مرہٹے سوار تھے وہ سب کے سب باہر نکل پڑے۔ ان لوٹنے والون گروہون کے مختلف گروہ
مشہور اور نامور ہوئے کبھی وہ علیحدہ علیحدہ ملکون پر ہاتھ پھینکتے تھے اور پادشاہی رعایا کے مال اور دولت
سے اپنے دامن پر کرتے تھے کبھی شریک ہو کر صلاح اور مشورہ کرتے۔ پھر یورش اور غارتگری پر
قدم بڑھاتے سنتاجی اور دھناجی بڑی سپاہ رکھتے تھے اور ان لٹیرون مین بڑے نامور تھے
غرض سارا دکن اس لوٹ مار سے برباد اور تباہ ہو گیا۔

ہم پہلے بیان کر آئے ہین کہ پادشاہ کے لشکر کی کیا شان و شوکت تھی۔ اس شان و شوکت
کے سبب سے فوج کا بھی رنگ ڈھنگ عجیب و غریب ہو گیا تھا۔ اکبر کے شائستہ اور نرم آئینون نے
اور ملک کی مدت کے امن چین نے ہندو مسلمانون کے میل جول نے مغلون کی سپاہ کو نرم اور
آرام طلب بنا دیا۔ زمانہ مین انقلاب ضرور رہتے ہین ادنی سے اعلی اور اعلی سے ادنی بنتے رہتے ہین جب

مفلسوں اور حبشیوں کو حوصلہ ہوتا ہے تو بڑے بہادر بنجاتے ہیں اور جو چاہتے ہیں سو کر ڈالتے ہیں جب انکو فراغت اور عشرت نصیب ہوتی ہے تو کاہل اور آرام طلب ہو جاتے ہیں پھر انکی جگہ نئے ویسے ہی دشمن کھڑے ہو جاتے ہیں جیسے وہ خود اوروں کو لئے ہوئے تھے۔ اب مسلمانوں میں سے فن سپہ گری مٹ گیا تھا فوج میں نہ شان تیموری اور نہ بابری کا کوئی نشان باقی رہا تھا کیا گھوڑوں کے تگ تاز ایلغار ہوتے تھے۔ یا اب رسالدار جو اپنا رسالہ لیکر چلتا تو یہ معلوم ہوتا کہ کسی برات کو دولھا ساتھ لئے جاتا ہے۔ سوار اسکے سرداروں کے گھوڑوں کو دیکھو تو چاندی سونے کے بھاری بھاری ساز کسی پر جڑاؤ زین دھرا کسی پر زردوزی چارجامہ کسا۔ جھریاں اور پاکھریں پٹھوں پر پڑی ہیں جنمیں چاندی اور سونے کی جھالر۔ کلابتوں کے پھندنے۔ دم اور ایال تمام رنگین گلے میں ہیکل اور کئی چونہریاں لٹکتی ہیں سر پر کلغیاں دھری ہیں اور پاؤں میں جھانجھن پڑی۔ ریشمی باگ ڈور سائیس ہاتھ میں لئے۔ یہ تو گھوڑوں کی کیفیت تھی۔ اب ان گھوڑوں کے سواروں کا حال یہ تھا کہ انکے بدن پر ریشم اور پشم کے دگلے روئی کے گالوں سے بھرے اور انپر زرہ بکتر پہنے چار آئینہ لگا ہے۔ غرض نہ یہ سوار نہ یہ گھوڑے لڑائی کے کام کے ہوتے تھے۔ موٹے تازے خوب تھے۔ مگر دشمنوں پر حملہ کرنے اور مہینوں سفر کرنے میں انکا دم آخر ہو جاتا تھا۔ یہ تکلفات بیجا کی وبا گو ساری سپاہ میں پھیلی ہوئی تھی مگر ایک آفت اور سب سے زیادہ یہ تھی کہ انتظام سپاہ میں کوئی نظم و آئین نہ تھا۔ باوجودیکہ عالمگیر خود ذرا ذرا کام دیکھتا۔ اور سب کارخانوں کو تفتیش کرتا۔ مگر منصبداروں نے اسسے یہ دغا کی کہ آدھی سپاہ تو سپاہ رکھی اور باقی آخور کی بھرتی۔ اپنے خدمتگاروں اور چوبداروں سے پوری کی جنکی بری صحبت سے بھلے مانسوں کا ستیاناس گیا۔ غرض فوج نہ اوروں کی نگہبانی کرتی اور نہ اپنا پہرہ چوکی دیتی۔ اپنے اور اپنے گھوڑوں کی کنگھی چوٹی میں وقت ضائع کرتی۔ ایک فرانسیس فوج کا بیان لکھتا ہے کہ اس فوج کی تنخواہیں بڑی بڑی ہیں مگر کچھ کام کاج نہیں نہ پہرہ کوئی دیتا ہے نہ چوکی نہ دشمنوں سے مقابلہ کرتا ہے۔ غرض یہ سب بیان مورخوں کے مبالغہ آمیز ہیں مگر اس میں شک نہیں کہ اس بادشاہ کے عہد میں سپاہ میں وہ چستی اور چالاکی باقی نہ رہی جو بابر اور اکبر کے عہد میں تھی۔ عیش دوست اور آرام طلب سب دار ہو گئے۔ قاعدہ ہے کہ ادنی اعلی کی تقلید

کرتے ہین افسرون کے ساتھ سپاہی بھی آرام جو ہو گئے۔ اب انکے سامنے دشمن (مرہٹے) آئے تو
وہ جنہون نے کبھی جنگ کی صورت بھی نہ دیکھی تھی فقط ایک نگرکھا جانگیا پہنتے۔ ایک پیچی پگڑی باندھتے
مگر کسی ہاتھ مین تلوار بھالا لئے گھوڑون پر سوار۔ بس کوس ہوا کھانے جائین۔ اور ضرورت پیش آئے
تو سو کوس اڑ جائین۔ اور باجرہ پیاز خوشی خوشی کھائین۔ خیمہ لگائین نہ بچھونا بچھائین۔ زمین پر لیٹ
جائین۔ گھوڑے کے باندھنے کی کھونٹی بازو کو بنائین۔ انکا طریقہ لڑنے کا یہ تھا کہ بادشاہی فوج
کے بھاری حملون کے سامنے انکے پیر نہ جمتے تھے اور ایک ایک ہو کر تتر بتر ہو جاتے۔ اور قریب کے
پہاڑون مین یا ادھر ادھر گڈھون مین گھس بیٹھتے تھے اور جب مخالف اپنی صف بندی کو چھوڑ کر
انکے پیچھے جاتے تو اکیلے دوکیلے کو سنگوا لیتے یا کسی کوہچہ کی اوٹ آڑ مین یا کسی ایسے مقام مین جہان
چھوٹی چھوٹی گروہون سے انپر حملہ کرنا جان جوکھون سے خالی نہ ہوتا چھپکر اکھٹے ہوتے تھے۔ اور
جب تعاقب کرنیوالے دل شکستہ ہو کر اپنے ہارے تھکے گھوڑون کو لے کر واپس لوٹتے تھے تو ناگاہ
وہ ادھر ادھر سے اکھٹے ہو کر انپر گرتے اور اگر انکی صفین ٹوٹی ہوئی دیکھتے تھے تو بے تحاشا
حملہ کرتے تھے۔ غرض انکا یہ کام تھا کہ دشمن کی پشت اور بازؤن پر متفق ہو کر جھومتے پھرتے تھے
گاہ گاہ ایک ایک کر کے تعاقب کرنیوالون مین گرتے تھے۔ غرض انکی یہ ہوتی کہ دشمن
کے قول پر تو پڑہ دار بند و قچین باز رین یا متفرق سپاہیون کو بھالے کی انی پر رکھ کر ہلاک کرین
رسدون کے لوٹنے اور بار برداریون کے تباہ کرنے کا انکو بڑا شوق تھا۔ وہ بادشاہی فوج
کی رسد کی خبر رکھا کرتے تھے اور انکے لوٹنے مین آنکھون مین گھر کرتے تھے۔ بادشاہی سپاہ کو خبر
بھی نہ ہوتی تھی کہ وہ یہان چھپے ہوئے انکی رسدون کی تاک مین بیٹھے ہین دفعتہً وہ رسد پر گرے
اور ساری بیل اونٹ جو خوب حراست سے آتے تھے پکڑ کر لیگئے اور اگر خزانہ شاہی کا پتا لگا تو
پھر جمگھٹ کے جمگھٹ اکھٹے ہوتے اور خوب داؤن گھات لگاتے اور جان توڑ کر اسپر لڑتے تھے
مغلون کی سپاہ منزل بمنزل چلتی تھی۔ تو وہ انکے خطون کی ڈاک اور کبھی کبھی پانی کی رسد کو بند
کر دیتے تھے اور جب مغل لاچار ہو کر انکی اطاعت اختیار کرتے تھے تو سوارون کے گھوڑے اور
بھاری بھاری چیزین چھینتے اور سردارون سے بہت سا روپیہ لیکر قید سے رہا کیا

ہندوستان سے بادشاہ پاس سپاہ کی تازی کمک اور خزانہ آیا کرتا تھا اسلئے سنتاجی اور دھناجی
بادشاہی فوج اور ہندوستان کے درمیان مین ۱۶۹۳ء مین آن پڑے کئی دفعہ اُنہون نے
بادشاہی سپاہ کو شکست دیکر خزانہ چھین لیا۔ کیا خدا کی قدرت ہے کہ مغل ان مرہٹون کی
کچھ اصل نہ سمجھتے تھے یا اب اُنسے خائف رہنے لگے۔

دکن کی جنجی ایک قلعہ بیجاپور کے پاس تھا۔ اُسکے محاصرہ مین مرزا کام بخش بادشاہ کا بیٹا اور
بخشی الملک بہرہ مند خان دو برس سے مصروف تھے۔ مگر کوئی نتیجہ اُنکی کوشش کا نمایان
ہوا تھا۔ بادشاہ نے بخشی الملک روح اللہ خان کو وہان بھیجدیا اور شاہزادہ کو حکم دیا کہ وہ
جمدۃ الملک اسد خان کیساتھ ایک اور قلعہ کی تسخیر مین سرحد کرناٹک پر مصروف تھا جائے۔ جب وہ
یہان آیا تو بادشاہ نے حکم اپنی عادت کے موافق دیا کہ وہ اور جمدۃ الملک جنجی جاکر
ذوالفقار خان کی کمک کرین۔ وہان دشمنون کی کثرت اور سامان رسد اور آذوقہ کی
قلت سے بادشاہی فوج پر بُری بن رہی ہے۔ اب یہ شاہزادہ منزل بمنزل جنجی کیطرف
چلا۔ بہرہ مند خان نے جب اس شاہزادہ کی خودسری دیکھی تو چرب نرم باتین بناکر اپنے
اجازت حاصل کی اور بادشاہ پاس چلا گیا۔ جمدۃ الملک پیرانہ سالی مین شاہزادہ کی رفتہ رفتہ
سے گھوڑے پر سوار ہونے سے رنجیدہ تھا غرض راہ مین رنجش کا آغاز ہوا۔ اب بعض مورخ لکھتے ہین کہ
ذوالفقار خان کو اس قدر اس مہم مین کام بخش کا مقرر ہونا ناگوار ہوا کہ اُسنے دشمنون کو خبرین
پہنچا کر محاصرہ کے کام کو ایسا دشوار کردیا کہ تین برس تک آیندہ کچھ کام نہ ہوسکا اور محصورین جنجی
مقابلہ کرتے رہے (جمدۃ الملک و ذوالفقار خان کا باپ بیٹا ہے) جنجی کے محاصرہ پر پانچ برس گزر گئے اور وہ
نہ فتح ہوا۔ بلکہ ایک آفت عظیم اُسکی دیوارون کے نیچے بادشاہی لشکر کے سر پر یہ آئی کہ سنتاجی
گھورپوری جو ایک عالی حوصلہ اور اولو العزم مرہٹون کا سردار دکن مین تھا سنہ ۱۶۹۶ء مین جنجی کی
محاصرہ اُٹھانے کے واسطے چلا۔ اور ایک مرہٹون کا سردار دھناجی تھا وہ بھی آفت روزگار
تھا اور وہ دور دور کی باتین سوچتا تھا۔ بادشاہی لشکر پر جو محاصرہ کے ارادہ سے متفرق تھا
پر پڑا تھا بے خبر اُنکر آنپر حملہ آور ہوا اور اُنکو نقصان عظیم پہنچایا۔ سنتاجی نے یہ ایکسہتہ

جنجی کا محاصرہ ۱۶۹۰ء سے ۱۶۹۸ء

راہ مین پائی کہ ضلع کوراب مین علی مردانخان حاکم تھا اسپر اُسنے حملہ کیا۔ اور تمام خیمون اور
اسباب کو چھین لیا۔ اور پھر اس حاکم کو بھی گرفتار کرلیا۔
یہ فتوحات حاصل کرتا ہوا شہ محاصرین کے قریب گیا۔ اور یہ سپاہیانہ پیچ کھیلا کہ مرزا کام بخش
کو خفیہ پیغام بھیجا کہ اب بادشاہ مرگیا ہے۔ مین آپکی تخت نشینی کے واسطے ہرطرح کی کوشش اور
سعی کرنیکے کو موجود ہون۔ یون ان دونو مین خط و کتابت شروع ہوئی۔ ذوالفقار خان
چارون طرف کان لگائے رکھتا تھا اُسنے ایک ہزار روپیہ جاسوسون کو دیکر سارا حال اس
سازش کا دریافت کرلیا اور بادشاہ کو لکھکر بالکل اُسکے انتظام کا اختیار حاصل کرلیا اور
مرزا کام بخش کے خیمہ پر خفیہ پہرہ بٹھادیا۔ مگر جب جاسوسون کی زبانی یہ معلوم ہوا کہ آج کی رات
کو شاہزادہ دشمنون سے ملجائیگا توسب امراء مین باہم مشورہ ہو کر یہ امر قرار پایا کہ علانیہ شاہزادہ
کے خیمہ کے گرد چوکیدار اور پہرے بٹھادیے جائین۔ غرض اُسکو بالکل قید کرلیا۔ اور قلعہ کے گرد سے
تمام تھانہ دارون کو بُلالیا۔ جب دشمنون کو بادشاہی لشکر مین اس نااتفاقی کی خبر پہنچی تو
اس حال مین اُنہونے شادان فرحان تازان نازان بیس ہزار سوارون سے بادشاہی
لشکر پر حملہ کیا۔ اس وقت کیا برا حال بادشاہی لشکر کا تھا۔ جمدۃ الملک لشکرگاہ مین
فقط مرزا کام بخش کی حراست کررہا تھا۔ ذوالفقار خان باہر اپنے مورچون کو بنا رہا تھا
اور بھاری توپون کو جب ساتھ نہ لے سکا تو اُنمین میخین ٹھوک کر بیکار کرگیا۔ اور دوسری
جگہ جاکر مورچے جمائے اور گرد اُنکے خندقین کھود دین۔ یون کیا محاصرین تھے یا محصورین
بن گئے۔ اگرچہ ذوالفقار خان میدان مین نکلا اور دو ہزار آدمیون سے ایسا مقابلہ کیا کہ
دشمنون کو شکست دی اور بہت سی غنیمت ہاتھ لگی۔ مگر بعد چند لڑائیون کے اس بات پہ صلح
ہوئی کہ وہ بیس میل کے قریب وندیاوش مین جاکر مقیم ہو اور وہان بادشاہی حکم کا
منتظر رہے بادشاہ کا یہ حکم آیا کہ جمدۃ الملک اور شاہزادہ چلے آئین۔ ذوالفقار خان
وہان رہے اور اسی کو بالکل اختیار اس مہم کا رہے۔ اب ذوالفقار خان نے پھر محاصرہ نہ کیا
بلکہ وہ جنوب کی طرف چلا گیا بعض مورخ اس حرکت کو اسپر حمل کرتے ہین کہ وہ دشمنون سے

سازش رکھتا تھا اور دیدہ و دانستہ لڑائی کو طول دیتا تھا اور آپس اُسکا مقصود یہ تھا کہ سپاہ عظیم کی سپہ سالاری اور مدار المہامی بادشاہ کے مرتے دم حاصل رہے کہ نیا بادشاہ اُسکو سمجھے تا بادشاہ اب چندروز کا مہمان معلوم ہوتا تھا (سب سازشون کا حال جو لکھا گیا ہے وہ فقط مورخون کے خیالات اور قیاسات ہین قابل اعتبار نہین) اب اس فرصت دہی کا نتیجہ یہ تھا کہ قاسم خان جو ایک ممتاز افسر بادشاہ کا تھا۔ جب وہ سنتاجی کے روکنے کے لئے ایک بڑا حصہ سپاہ کا لایا تو اُسنے جیسے ورک واقع میسور مین بھاری شکستین پائین اور جب وہ مجبور ہوکر ایک قصبہ کی طرف بھاگا تو وہان کے باشندون نے اُسے پناہ نہ دی غرض ایک قلعہ مین وہ محصور ہوا۔ اور یہان تک اُسکا حال تنگ ہوا کہ زہر کھاکر اس دنیا کی ندامت سے چھوٹا اور ساری سپاہ نے جو ایک چوتھائی سے بھی کم باقی رہی تھی اپنی تئین دشمنون کے حوالہ کیا۔ دشمنون نے انکو روٹی اور پانی دیا۔ پھر ایکبار فوج شاہی کو سنتاجی نے شکست دی اگرچہ ذوالفقار خان اپنی حکمتین کیا کیا مگر اورنگ زیب جیسے بادشاہ دانشمند کے روبرو ان حکمتون کا مدت تک چلنا دشوار تھا۔ اب وہ سوچا کہ اگر جنجی نہ فتح ہوگی تو بڑی ندامت سے بادشاہ پاس جانا پڑیگا۔ اسلئے اُسنے شعبان ۱۱۰۹ھ مین جنجی پر حملہ کرکے فتح کرلیا۔

مگر پھر بھی راجہ رام کو مع اہل و عیال خیر و عافیت سے نکلنے دیا۔ وہ چار رانیان اور تین بیٹے اور دو لڑکیان اور اپنے دوست آشناؤن کو کشتی مین بٹھاکر لے گیا اس فتح پر عالمگیر نے حیدر سلطان بخشی کو لکھا ہے کہ جنجی فتح شد و رانا و حربی گریخت گرفتنش چندان کار نہ بود اما از اغماض کہنہ عملان از دست رفت۔ اس فتح سے سوا اور قلعے جو عبارت ملک کرناٹک سے ہے اور کئی بنادر ممالک محروسہ مین بڑھے۔

سوا اس قلعے کے ہاتھ مین جانے کو دوا اور باتین ایسی پیش آئین کہ مرہٹون کی پیش قدمی کی وہ مانع ہوئین یعنی سنتاجی اور اُسکے نائب دھناجی مین قصے قضائے شروع ہوئے اور انجام اسکا یہ ہوا کہ سنتاجی جسنے سات برس سے مغلون کو ڈرا رکھا تھا اور کیسے بڑے بڑے کام کئے تھے کسی نے اسکو مار ڈالا۔ راجا رام تو اسکے کمالات اور کامیابیون کو دیکھکر جلتا تھا۔

اور فوج اس سبب سے ناراض تھی کہ وہ انکی آزادی کا مانع تھا اور آئین قوانین کا پابند
انکو کرتا تھا۔ اس بات پر اسکے تمام خاندانی راجارام کی نوکری چھوڑدی اور بطور خود
مسلمانون سے لڑنا شروع کیا۔ دوم یہ کہ بادشاہ نے سپاہ کا ایسا انتظام کیا کہ اگر وہ پہلے سے
کرتا تو ان پنڈارون کے ہاتھون سے یہ تکلیفین نہ اٹھاتا۔ یعنی اُسنے سپاہ دو قسم کی مقرر کی
ایک فوج روان۔ اسکا کام یہ تھا کہ جہان مرہٹے کھلے میدانون مین آئین تو اُن سے لڑنے
جائین۔ اس فوج کا سپہ سالار ذوالفقار خان کو مقرر کیا۔ دوسری فوج محاصر۔ اسکا کام
یہ کہ وہ قلعون کو محاصرہ کرکے فتح کرے اس سپاہ کی سری خود بادشاہ نے اختیار کی۔ گو
ساری فوج یون کام مین لگی اور بادشاہ نے پیرانہ سالی مین جفاکشی اور محنت کا بوجھ
لیا۔ مگر فسادون کا دریا ایسی طغیانی پر پہنچ گیا تھا کہ صرف جنگی انتظامون کے ذریعہ سے
روکتھام اسکی ممکن نہ تھی۔ اگرچہ ذوالفقار خان نے راجارام کو بھگا کر اور بعد اس کے
مرہٹون کو شکستون پر شکستین دیکر مسلمانون کی دلیری اور دلاوری پر آمادہ کیا۔ مگر
آخرکار اُسنے اپنا مآل پہلے حال سے بھی بدتر دیکھا وہ سمجھ گیا کہ مرہٹون کو شکست کا
صدمہ پہنچانا دریا پر لاٹھیون کا مارنا ہے۔ یعنی جیسا لاٹھی کا اثر پانی پر نقش برآب
ایسا ہی مرہٹون پر اسکی شکست کا اثر بے اثر ہے۔ مرہٹون کی فوجین شکست کھاکر
ایک دن منتشر ہوتی ہین اور دوسرے روز پھر ویسی ہی جمع ہو جاتی ہین اور بادشاہی فوج
کی یہ صورت تھی کہ شکست کی صورت مین نقصان اور ندامت اور فتح کی حالت مین
خزانہ خرچ ہونا حاصل ملک مین فرق آتا۔ یہ کیفیت تو ذوالفقار خان کی سپاہ
کی تھی اور جس سپاہ کو لیکر بادشاہ خود لڑائی مین مصروف ہوا تھا البتہ اُسسے فائدون
کی زیادہ توقع تھی۔ بادشاہ اپنی اقامت گاہ سے روانہ ہوا۔ امرا کو افسوس تھا
کہ وہ اس بڑھاپے مین ایسے سخت کامون کے واسطے جاتا ہے۔ اور جو مکان اُنھون نے
اسکی آسایش اور آرام کے واسطے بنایا ہے اور ایک شہر کی بنیاد ڈالی ہے اسکو
چھوڑتا ہے غرض یہ بادشاہ والا ہمت چند قلعون کو فتح کرکے ستارہ کی برج

کھڑا ہوا جسکو راجا رام نے اپنا دار السلطنت بنایا تھا اور ایسے وقت مین الہی حکمت سے بہت جلد اسکو فتح کیا کہ محصور اُسکے مقابلہ کے لئے باسامان تیار نہ تھے مگر اس پر بھی محصورین نے مقابلہ کیا۔ اور وہ کئی مہینہ مین سنہ ۱۱۰۹ھ مین فتح ہوا۔

راجا رام جنجی سے بھاگ کر دکن مین آیا۔ اور ایک ایسی سپاہ کثیر جمع کی کہ پہلے کسی مرہٹہ سردار کے پاس جمع ہوئی تھی اور اس سپاہ کے ذریعہ سے چوتھ لینے کا بھی خوب انتظام کیا۔ جہان سے وہ نہ وصول ہوتی تو مستاجر اقرار نامے لکھتا تھا۔ یہ تحریرین پر آیندہ زمانہ مین بہت کام آئین۔ مگر وہ جب دریاے نربدا کے پاس سے گذرتا تھا تو ذوالفقار خان نے اسکو ایک سخت شکست دی اور اُسکے تعاقب مین بڑھ کر ایسا حیران اور دق کیا کہ وہ بیمار ہو گیا اور ایک مہینہ کے اندر سنہ ۱۱۰۹ھ مین مر گیا۔ راجا رام نے اپنے خاندان کے نام کو رکھ لیا سنتاجی کے مارنے کا الزام اُسکے ذمے لگاتے ہین مگر ثابت نہین ہوتا اُسکے مرنے سے گو مغلون کو بڑی خوشی ہوئی۔ مگر کوئی فائدہ حاصل نہ ہوا اسکی جگہ سیوا جی اُسکا بیٹا گدی پر بیٹھا اور تارا بائی اسکی نائب مقرر ہوی۔ یہ عورت بھی ہمت اور شجاعت اور لیاقت اور قوت مین جوانمردون سے کم نہ تھی۔ وہ ایک مقام سے دوسرے مقام مین دشمنون کے تعاقب سے بچتی پھرتی پھری اور دشمنون کو خوب گھٹاتی رہی اور دوستون کی ہمت بڑھاتی رہی۔

قلعون کی فتوحات کا حال پادشاہ کا نہایت طول طویل ہی۔ خلاصہ یہ ہے کہ پادشاہ چار سال سے برہم پوری جسکا نام اسلام پوری رکھا تھا قیام پذیر تھا۔ وہان سے قلعون کی فتح کرنے کے لئے روانہ ہوا جس ترتیب سے انکو فتح کیا اسی ترتیب سے ہمنے نام لکھے ہین۔ برلی گڈھ۔ سنت گڈھ۔ ستارا۔ پرلی۔ بھوسان گڈھ۔ کھیلنا۔ بہادر گڈھ۔ راج گڈھ۔ واکن کیرا انمین سے بعض قلعون کے محاصرے مدت دراز تک ہی اور بہت خونریزیان ہوئین اور اُنکی فتح مین نگا رنگ کی تدبیرین اور انواع اقسام کی تجویزین کام آئین۔ قلعہ کھیلنا کی فتح مین پادشاہ جہان پناہ

تکمیل کیا اور جو مصائب اُسنے اس قلعہ کی فتح مین اُٹھائین وہ پادشاہ کے رقعہ سے جو اُسنے اپنے بیٹے کے نام لکھا ہے معلوم ہوتی ہین تفصیل مصائب سفر علیل کھیلنا۔ از وکیل و اظہار جو این شنیدہ باشد کہ حالت نا دیدنی و محنت ناشنیدنی برا سامیان گذشتت۔ ان قلعون کی فتوحات کا تفصیل وار بیان نہایت دشوار اور مشکل ہے ان سب فتوحات کا انجام یہ تھا کہ پادشاہ ادھر قلعے فتح کرتا ادھر دشمن پھر لے لیتے۔

اوپر جو مضامین لکھی ہین انگریزی کتابون سے لکھی ہین لیکن ہیں مضامین کو ہم فارسی تاریخون سے لکھتے ہین مقابلہ کرکے دونو بیانون کا فرق طلبہ جان لین۔

سوانح سال سی و دوم سنہ ۱۰۹۹ و سنہ ۱۱۰۰

جب شاہزادہ محمد اعظم سنبھا کی تنبیہ کیلئے رخصت ہوا تو قلعہ بلگانون (بلگانون) تلگاؤن۔ بلگانون کی فتح پر وہ متوجہ ہوا۔ ولایت بیجاپور کے توابع کے مضبوط قلعون مین سے یہ ایک قلعہ تھا۔ تھوڑے دنون مین مورچالون کے لگانے اور توپ خانون کے چلانے نے محصورین کو تنگ کیا۔ یہان بیجاپور کی طرف سے جو حاکم مقرر تھا چندروز ہوئے تھے ایک طفل خردسال کو اپنا سردار محصورین نے بنالیا تھا محصورین نے چندروز ہاتھ پاؤن مارے۔ جب اپنی کوشش کو نارسا دیکھا تو امان چاہی اور قلعہ مع مضافات کے فتح ہوا اسکا نام اعظم نگر رکھا گیا۔ برسات کے آجانے سے شہزادہ نے یہین چھاؤنی ڈالی طفل مذکور کو پادشاہ پاس لے گئے۔ اُسنے اُسکو منصب عطا کیا۔

خان فیروز جنگ قلعہ ادونی کے پاس پہنچا اول یہان کے حاکم مسعود کو جو بیجاپور کا ایک کہن سال حبشی تھا اطاعت کے لئے پیغام بھیجا گیا اس بڈھے نے اس امر کو قبول نہین کیا تو فیروز جنگ نے اس ولایت کی تاخت و تاراج شروع کی مورچالون کو بڑھایا۔ شبر نگین لگائین قلعہ سے جو جماعت شوخی کرکے باہر آئی اُسے قتل و دستگیر کیا۔ بہت کوشش کشش اور شیوہ ہای تمایان و ریورشہا کہا درانہ ظہور مین آئین تو مسعود نے اپنے فرزندون کو پادشاہ پاس بھیجا۔ پادشاہ نے ہر ایک کو لایق منصب دیا اور خود اسکے

من آیا کہ برس سے اسکا چہرہ سفید اسکا لالا تشنہ کیا۔ قلعہ دوفی کا نام امتیاز گڈھ رکھا گیا۔ فتح کی تاریخ یہ ہوئی ع فتح ادونی نمود بادشاہ دین پناہ ۔ خان فیروز جنگ یہان بندوبست کرکے بیچم صفر کو بادشاہ کی خدمت مین آیا۔

خان فیروز جنگ چند روز بادشاہ کی خدمت مین رہا۔ بادشاہ نے اسکو سنبھالی کی تسخیر کے لئے روانہ کیا اور خود اسکے استظہار کے لئے سفر کا ارادہ کیا۔

محرم کے مہینہ مین ایک آفت کیا قیامت برپا ہوئی کہ طاعون دانہ شروع ہوئی عناب کی برابر دانہ بغل یا بن گوش یا کش ران مین نمودار ہوتا اور آنکھون مین سرخی حرارت کھائی دیتی۔ تو اسکے وارثون کو کفن و دفن کا فکر واجب ہوتا۔ اس سبب سے شادی کی رسم اٹھی۔ زمانہ سوگ مین بیٹھا۔ وبا یہ چاہتی تھی کہ مین آدمی کا بیج نہ چھوڑون اور صرصر فنا ارادہ کرتی تھی کہ کسی کے نخل حیات کو کھڑا نہ رہنے دون۔ اطبا کی تدبیر کا اثر کچھ نہ ہوتا جسکو یہ مرض ہوتا اکثر دو تین روز مین مرجاتا بہت کم دو روز جیتے۔ جو لوگ زندہ تھے وہ بھی اپنے تئین مردہ سمجھتے تھے۔ ایک دوسرے کے حال پر توجہ نہین کرتا۔ نفسا نفسی کی آواز ہر طرف بلند تھی۔ سمجھا نو نے دنیا کے کاروبار سے ہاتھ اٹھا یا تھا۔ مرنے کے منتظر تھے۔ اورنگ آبادی محل و محمدی راج پسر مہاراجہ جسونت سنگھ جسنے محل مین پرورش پائی تھی اور تیرہ برس کی عمر تھی اور فاضل خان چند اور بڑی بڑی آدمی مرگئے۔ اور بادی اور متوسط ہندو مسلمان ایک لاکھ کے قریب مرے۔ بعض کو دماغ کا مرض ایسا ہوا کہ چشم و گوش و زبان کام سے گئے۔ فیروز جنگ کی آنکھ مین مرض شروع ہوا۔ دو مہینے تک اس وبا کا زور رہا سہ۔ قیامت بود یا شور وبا بود۔ اس وبا کی تاریخ ہے سنہ ۱۱ مہاس مین نکلتے ہین۔

شاہزادہ محمد اعظم کو بہادر گڈھ و گلشن آباد کی طرف اور فیروز جنگ کو جگ گڈھ وغیرہ کی طرف گئے ہوئے تھے۔ بادشاہ نے معتبر خان عرف شیخ نظام حیدرآبادی کو سنبھا کی تنبیہ کے لئے بھیجا تھا۔ انہین سے ہر ایک اپنے جوہر تردد کھا ہر کرنے سے خدمات شاہو

مین تقدیم کرتا تھا۔ دکن مین مقرب خان فنون سپہ گری اور کارطلبی مین مبارز پیشون مین مشہور تھا۔ وہ قلعہ پرنالہ کی تسخیر کے لئے کولاپور کے نزدیک گیا تھا اسنے جاسوسون کو بھیجا کہ وہ سنبھا کی خبر لائین۔ وہ اپنے باپ سے بھی زیادہ تکلیف رسانی مین مشہور تھا۔ اتفاقات کی بات ہے کہ اسنے اپنے اصل مقام راہیری مین رہنا چھوڑ دیا تھا۔ کھیلنا مین رہتا تھا یہان اسنے ذخائر جمع کر لئے تھے اور اطراف کا بندوبست کر لیا تھا اسکو افواج پادشاہی کا خوف کچھ نہ تھا۔ وہ خاطر جمعی سے دریا بان گنگا پر نہانے گیا تھا یہ دریا سرحد پرگنہ سنگمنیر کے نزدیک ایک منزل پر دریای شور پر تھا سنبھا دشوار گذار جنگل مین آیا۔ جن مین اسکے وزیر کب کلس (جو شلا) نے بڑی بڑی عمارتین بنائی تھین اور نقش و نگار بنائے تھے اور اشجار ثمردار اور لالہ زار لگائے تھے۔ یہان کب کلس وعیال اور بیٹا ساہو اور ہوا خواہون کی جماعت اور تین ہزار سوار اُسکے ساتھ تھے یہان سے فارغ ہو کر اُسنے قدمگاہ پر تعب سرا پا نشیب و فراز راہون پر اور تراکم اشجار خاردار پر نظر کر کے توقف کیا وہ اپنے باپ کے طریقہ کے خلاف شراب پیتیا تھا اور مہ جبینون کے ساتھ مزے اڑاتا تھا عیش و عشرت مین ڈوبا ہوا تھا۔ تیز پا ہرکارون نے مقرب خان کو خبر دی کہ وہ اس طرح غفلت اور لہو و لعب مین پڑا ہے۔ مقرب خان نے نہ اپنی جان کا اندیشہ کیا اور نہ قلب مکان کا خوف وہ اپنی بنگاہ کولاپور سے سنبھا کے مکان تک جو ۴۵ کروہ تھا دو ہزار سوار اور ایک ہزار پیادے لیکر روانہ ہوا باوجودیکہ ہمراہیون نے منع کیا کہ راہ بڑی قلب ہے اور راہ کے مابین چند کتل و پیچ ہین جیسے انبا گھاٹ وغیرہ اور دریای قلب ہے واقع ہین کہ اگر تیس چالیس پیادے بن ہتیارون کے سر راہ کو گھیر کر ہاتھ سے ڈھیلے و پتھر پھینکین تو فوج کلان کا عبور خیال محال ہے مگر مقرب خان کو جہاد کا خیال تھا کہ اگر مین اس کافر پر غالب ہوا تو غازیون کے جرگہ مین داخل ہونگا اور اگر مارا گیا تو درجہ شہادت ملا۔ وہ سوار ہوا ایلغار کر کے مسافت دشوار گذار کو طے کرتا جہان کوئی مکان قلب آتا اوّل خود پیادہ ہوتا پھر اسکے ہمراہی فاقت کرتے

اور بجلی کی طرح اُن پر اشجار عشگناؤن سے گذر جاتے۔ اس طرح سنبھا کے نزدیک وہ پہنچا جب
سنبھا کے ہرکارون نے فوج بادشاہی کے آنے سے اطلاع دی جسکو مرہٹون کی اصطلاح
مین فوج یا لشکر مغل کہتے ہین تو اس بدمست نے اس گمان سے کہ اس مکان مین افواج مغل کا
توہم محض و تصور باطل ہے۔ نشے مین اُسنے حکم دیا کہ ان ہرکارون کی زبانین کاٹ ڈالی
جائین اور اصلا سوار ہونے اور مورچال باندھنے کا فکر نہ کیا۔ مقرب خان اپنے بیٹے اور
برادرزادون اور دس بارہ خویشون اور دو تین سو سوارون کو لیکر سنبھا کے سر پر جا
پہنچا تو وہ بے خود سرمست ایک فوج کو ہمراہ لے کر لڑنے کھڑا ہوا۔ اسکی سپاہ کے بہت
آدمی کمر باندھنے اور ہتیار لگانے کا بہانہ بنا کے روپوش ہو گئے اسکا وزیر کلوشا
جو اسکا ہمدم و ندیم و فدوی تھا سنبھا کو اپنی پشت پر رکھ کر نامی مرہٹون کی ایک
ایک جماعت لیکر مقابلہ مین آیا۔ دار و گیر کی شروع مین ایک تیر اسکے زیر کی بازو مین
لگا اور وہ گھوڑے سے گرا تو اُسنے فریاد کی کہ مین مارا۔ سنبھا نے کہ فرار کی فکر مین تھا
گھوڑے سے کود کر کہا کہ بابجی مین بھی رہا پانچ چار مرہٹے مارے گئے ہونگے کہ سب فرار
ہو گئے۔ سنبھا ایک بت خانہ کی پناہ مین گیا یا کلوشا کی حویلی مین گھسا اور وہان
پوشیدہ محصور ہوا۔ سپاہ بادشاہی لشکر نے اسکا سراغ لگایا۔ اُسنے لاچار ہاتھ پاؤن
مارے وہ مع عیال اور پسر خردسال ہفت ہشت سالہ ساہو نام اور دو اسکی بیویان
اور اسکے ہمدم صاحب مدار گرفتار ہوئے۔ اسکا چھوٹا بھائی راجہ رام نام کہ ایک قلعہ
مین مقید تھا بچ رہا۔ ان سب کو دست بستہ مقرب خان کی سواری کے پیچھے لائے
سنبھا نے ڈاڑھی منڈا کے خاکستر منہ پر ملی تھی اور تغیر لباس کیا تھا لیکن اس نشانی سے کہ
مروارید کی مالا اسکے رخت کے نیچے سے نکلی اور اسکی سواری کے گھوڑے کے پاؤن مین
طلا کی جھانجھن تھے وہ پہچانا گیا۔ اسکو مقرب خان نے اپنے ہاتھی پر ردیف بنایا اور
بعض کو طوق و زنجیر پہنا کے ہاتھی پر بٹھایا اور ایک جماعت کو گھوڑے سوار کیا اور فتح
کا نقارہ بجاتا ہوا اپنی بنگاہ کولاپور مین آیا۔ حقیقت حال کو بادشاہ سے عرض کیا

پادشاہ پہلے سے یہ حال سن چکا تھا۔ یہ مژدہ روح پرور ایک عالم کی فرحت و شادی کا
سبب ہوا۔ پادشاہ اکلوج میں تھا کہ یہ قیدی اس پاس آگئے۔ لاکھوں آدمی سیکڑوں ہاتھی
ان بدبختوں کے واسطے ایران دستور پیچندہ کلاہ کیا اور انکو لباس حسب چسپیدنی آئی ہی پہنایا طرح طرح کے شکنجۂ عذاب
میں انکو کھینچا یا خواری کیساتھ انکو شہر میں سوار کرکے ڈھول اور نفیریں بجاتے ہوئے انبوہ خلایق
میں تشہیر کرتے ہوئے لائے۔ مقرب خان کے آنے میں چار پانچ روز لگے اس خوشی و فتح
میں لاکھوں ہندو و مسلمان ایسے تھے کہ انکو خوشی کے مارے نیند نہیں آئی۔ جس قریہ و گانوں میں
یہ خبر پہنچی وہاں سے خوشی خوشی سیر تماشے کے لیے لوگ دوڑے آئے کئی دن تک ایک عالم
کو دن رات شب برات تھی۔ غرض جس وقت یہ قیدی پادشاہ کے تخت کے نیچے آئے
تو پادشاہ نے تخت سے اتر کر دو رکعت شکرانہ ادا کی۔ کب کلش نے جو خود متعید تھا۔ اور
ہندی شعر خوب کہتا تھا چشم و زبان سے سنبھا کیطرف مخاطب ہوکر یہ شعر ہندی کہا
جسکا مضمون یہ تھا کہ۔ ای راجہ تجھے دیکھ کر عالمگیر میں باوجود اس فر و حشمت کے
تخت نشینی کی طاقت نہ رہی اور بے اختیار ہوکر تیری تعظیم کے لئے تخت سے اٹھ کر نیچے اترا
اسکو زندان خانہ میں بھیجا۔ اگرچہ بعض ہوا خواہان کی مصلحت یہ تھی کہ ان تیرہ بختوں کو
جان کی امان دیکر قلعوں کی کنجیاں سنبھا کے منصوبوں سے طلب کرکے جا بجا اپنے
قلعہ داروں کو متعین کریں اور سنبھا کو قلعہ میں دائم الحبس کریں۔ مگر متعید یہ جانتے تھے
کہ آخر کار انکا سر دار پر چڑھیگا۔ اگر خواری و ذلت کے ساتھ محبوس و مایوس محروم
لذت زندگانی سے رہے تو ہر روز انکے واسطے ایک مرگ تازہ ہوگا۔ دونو راجہ اور ذریت
پادشاہ کو ناشائستہ باتیں کہتے۔ خدا کو منظور یہ تھا کہ رشتۂ فساد کنندہ نہ ہو۔ اور
پادشاہ کی باقی عمر عزیز اس مہم اور قلعہ گیری میں ختم ہو۔ اسلئے پادشاہ نے یہ چاہا کہ انکے
نخل حیات کو قطع کیجئے قلعے اندک کوشش فتح ہو جائنگے اسلئے وہ امان دینے پر اور
قلعوں کے لینے پر راضی نہیں ہوا۔ حکم دیا کہ دونو سنبھا اور کلس (کلوشا) کی زبانیں
نکالیں کہ وہ منہ سے ناسزا باتیں نہ کہہ سکیں۔ پھر انکی آنکھیں نکالیں اور دس گیارہ

قیدیون کو عقوبت سے مارا سنبھا اور کب کلس کی کلون کے پوست کو گھاس سے بھرا اور اُن کی
تشہیر مع تحقیر کے ساتھ دکن کی تمام شہرو بلاد مین کرائی سنبھا کے مارے جانے کی تاریخ
کافر بچہ جہنمی رفت ہوئی۔ مآثر عالمگیری مین لکھا ہے کہ سنبھاجی کے گرفتار ہونے
کی بشارت بادشاہ کو سید بدیع اللہ سجادہ نشین گلبرگہ نے پہلے سے دی تھی۔ گو وہ
بظاہر ممنوعات سے معلوم دیتی تھی۔

سنبھاجی کی بدچلنی

جب سیواجی نے قلعہ راہیری بنایا۔ وہان آواخر تابستان مین پانی بہت کمیاب
ہو جاتا تھا تو سیواجی نے اپنے مکان کے نشیمن پاس سنگ خارا مین کھدوا کے ایک باولی بنوائی
تھی اور وہان بیٹھنے کے لئے اپنا ایک تکیہ گاہ بنایا تھا وہان وہ بیٹھتا۔ اور ساہوکارون
اور غریبون کی عورتین جب پانی بھرنے آتین تو انکی عورتون کو فصل کا میوہ تقسیم کرتا
اور عورتون سے اسطرح باتین کرتا کہ جیسے کوئی مان بہنون سے کرتا اسکے خلاف
سنبھاجی نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ جب عورت پانی سے مٹکا بھر کے سر پر رکھتی۔ اور ایک
ہاتھ سے مٹکا تھامتی۔ اور دوسرے ہاتھ کو کمر پر رکھ کے چڑھتی اور اسکے چبوترے کے
پاس آتی تو وہ اسکی چھاتی پکڑ لیتا اور ایک گھڑی دو گھڑی اُسے حیران کرتا وہ عورت
عاجز ہو کر مٹکے کو سر سے پھینکتی اور فضیحتی کے ساتھ اُسکے ہاتھ سے نجات پاتی۔
باپ کے زمانہ مین جو رعایا آباد ہوئی تھی۔ ناچار وہ فرنگیون کی عملداری مین جا بسی۔

راجہ رام کا راہیری سے بھاگنا۔

سنبھاجی کا چھوٹا بھائی راجہ رام مقید تھا۔ جب سنبھاجی مارا گیا تو مرہٹون نے راجہ رام
کو اپنا سردار بنایا۔ پہلے اسسے کہ ذوالفقار نے راہیری کا محاصرہ کر کے محصورون کو تنگ
کیا ہو وہ جوگیون کے لباس مین کہ کوئی پہچانے نہین قلعہ سے بھاگ گیا جب بادشاہ کو
اسکی خبر مخبرون نے دی تو عبداللہ خان بارھہ کو حکم ہوا کہ وہ اس گمراہ کو گرفتار کرے
اسکو جاسوسون نے یہ خبر تحقیق پہنچائی کہ مدتون تک راجہ رام گمنامی مین ہا اب
اُسنے تین سو سردار جمع کئے ہین اور رانی بدھنور کے زمینداری کے علاقہ مین آیا ہے
خان مذکور نے قلاع کے انتزاع کو اور وقت پر موقوف رکھ کر اپنے بڑے بیٹے حسن علی کو

اسطرف روانہ کیا۔ اور خود تین رات دن ایلغار کرکے زمینداری کی حد مین متصل سجان گڈھ
دجرا کے گیا۔ جو دریا ء تم بھدرہ کے کنارہ پر اسکے علاقہ مین واقع ہے یہان اُسنے جنگ کی
اور سرداروں ہندوراؤ و ایلکوجی برادر سنبھاجی و بھرجی و ناتیا گھورپڑہ کو قریب
آدمیون کے گرفتار کیا اور راجہ رام ہتیار کیا بلکہ چیرہ و جامہ و جوتیان چھوڑکر بھاگا۔
ایسا بھاگا کہ کسیکو خبر نہ ہوئی۔ اگرچہ اس بہادر نے یہ کارنمایان کیا مگر اسپر یہ شبہ ہوا کہ
اُسنے راجہ رام کی گرفتاری مین اغماض کیا اور رانی کی نسبت یہ مظنہ تھا کہ اُس کو
چھپا کر چھوڑ دیا۔ قیدی ارک بیجاپور مین مقید ہوئے اور جان نثار خان نے انکو تنگ
کرکے اُنسے پیشکش جرمانہ مین لی تعجب یہ ہے کہ ہندوراؤ و بھرجی اور چند اور سردار
بھاگ گئے اور باقی اسی آدمی قتل کئے گئے۔

سوانح سال سی و سوم سنہ

۲ شوال سنہ ۱۱۱۱ کو بادشاہ نے بخشی الملک روح اللہ خان کو مرہٹون کے قلعہ اُجورک
تسخیر کے لئے روانہ کیا۔ ۱۵ محرم سنہ ۱۱۱۲ کو اعتقاد خان نے قلعہ راہیری فتح کرلیا اور سنبھا
اور راجہ رام کے تمام ماؤں و عورتون اور بیٹوں اور بیٹیون کو قید کرلیا جسپر شلوبانہ فتح
بلند ہوا عبدالرحیم خان مامور ہوا کہ وہ قلعہ راہیری مین ضبط اموال کرے۔ بادشاہ نے
حکم دیا کہ ماد سنبھا زن سیوا اور اُن کے متعلقون کے لئے گلال باری مین خیمے بقدر گنجائش
لگائے جائین اور انکو اعزاز و احترام سے اُن مین اُتارین۔ ہر ایک کا سالانہ مقرر کیا گیا
بڑے بیٹے ساہو نہ سالہ کو منصب ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار اور راجگی کا خطاب
و خلعت وغیرہ عنایت کیا اور اسکے چھوٹے بھائیون مدن سنگہ اوداو دھو سنگہ کو حکم
دیا کہ وہ اپنی مان اور دادی ماں میں انکی ہر ایک سرکار کے واسطے ایک متصدی مقرر
کیا۔ اس سے مار کشتن و بچہ مار نگاہداشتن و آتش افروختن و اخگر گذاشتن کا نتیجہ باشاہ
کے مرنے کے بعد ظاہر ہوا۔ جسکا بیان آگے ہوگا۔

۲ شوال سنہ ۱۱۱۱ کو بخشی الملک روح اللہ خان دشمنوں سے قلعہ اُجورک کی فتح کے لئے

مقرر ہوا تھا اُسنے ۲۶ صفر ۱۱۰۲ کو اس قلعہ کو فتح کرلیا فیروز نگر بھی اسکا نام تھا۔

ایک آدمی بادشاہ پاس مرید ہونے کے لئے آیا۔

ایک دن دیوان عدالت العالیہ صلابت خان میر توزک نے اول ہی دفعہ ایک شخص کو بادشاہ کو دکھایا کہ وہ بنگالہ سے اپنے مرید ہونے کے لئے آیا ہی۔ بادشاہ نے جیب خاص سے ایک سو روپئے اور رچہرن طلا و نقرہ خان مذکور کو دیئے کہ اس شخص کو دیدے۔ اور کہہ دے کہ ہم سے جس فیض کا تصور ہو سکتا ہے وہ یہی ہے۔ جب خان نے اس شخص کو یہ چیزین دین تو اُسنے انکو اطراف مین پھینکدیا اور خود دریا مین جا گرا۔ خان نے فریاد کرکی اس کو بیتے کو نکلوایا۔ بادشاہ نے توجہ باطنی سے سردار خان سے فرمایا کہ ایک شخص بنگالہ سے آیا ہے اسکے دل مین یہ خیال باطل سمایا ہی کہ ہمارا مرید ہو

لو پیے لنیدی یا ور ہ دیندی کہے نہج   چو ہا کمندان یا ولی توگل باندھے جھج

اس ہندی فقرہ کے الفاظ مشکوک ہین ۔ تذکرہ چغتائیہ مین لکھا ہے کہ این ہر دو فقرہ بزبان گوہر بار آوردہ ہر کہ می فہمد بہ کمالات صورت و معنی آن خداوند شیفتہ و والہ می گردد۔

عالمگیر کے دیانت مند اعلیٰ ملازم۔

سعادت خان عرف محمد مراد حاجب حیدرآباد اگرچہ بادشاہ کے خانہ زادون و عقیدت نشانون اور جان نثار فدویون مین تھا لیکن ایام حجابت مین وہ یہ چاہتا تھا کہ بادشاہ ابوالحسن کی عفو تقصیرات مین اسکے حال پر ترحم کرے۔ بعض مقدمات مین وہ آتش فروزی زیادہ نہین چاہتا تھا اور بادشاہ کی مرضی کے خلاف اُسنے دو تین مقدمون کو مخفی کیا تھا۔ ایک ان مقدمون مین سے یہ تھا کہ ابوالحسن نے جو سنبھاکو روپیہ دیا تھا اسکی اطلاع بادشاہ کو نہین دی۔ اور ایسے ہی اور دو تین مقدمے تھے جنکے سبب گلکنڈہ کی فتح کے بعد اسکا منصب کم کیا گیا اور اسی ہزار روپیہ جو ایام حجابت مین اسکو دیا گیا تھا تو تاوان لیا ہوا۔ نو عدد خوانچہ جنمین دو سو لاکھ روپیہ کا جواہر تھا اور جنکو اُسنے اپنی حسن تدبیر سے ابوالحسن لیا تھا بعض ہمدمون نے سمجھایا کہ اسکے جواہر کو کم قیمت جواہر سے بدل لو مگر اُسنے بغیر کسی خیانت کے بادشاہی خزانچیون کے حوالہ ان خوانچون کو کیا تو جواہر خانے کے متصدیون

عرض کیا کہ نو عدد خوانچہ جواہر جنکے اوپر موم کی مہر کا نقش نہین ہی اور نہ ابو الحسن...
متصدیون کی سیاہ مہری ہے وہ ہمارے سپرد کیئے گئے ہین۔ پادشاہ نے فرمایا کہ اس
مہم مین ہم کو اسکی دیانت پر پورا اعتبار ہی۔ وہ واقعی ہمارا خانہ زاد ہے۔ ہماری گو یون
اور کند ذہنون کا کھیلا ہوا ہی۔ حجابت مین چند کام ہماری مرضی کے خلاف کئے تھی
چشم نمائی ضرور تھی۔ اسکو پھر بحال کر دیا اور مرشد علیخان کا خطاب دیا۔ جو
اسکے باپ کا خطاب تھا تو اسنے عرض کیا کہ مین اپنے تئین باپ کے خطاب کے قابل نہین جانتا
خانہ زاد کا خطاب عطا ہو۔ پادشاہ نے مسکرا کر یہی خطاب اسکو دیدیا۔ دیانت کا حال
اس زمانہ مین یہ تھا کہ بہت سے متصدی پیشہ صاحب غرض نفس پروری کرکے کسی کو متدین
نہین جانتے۔ دیانت امانت داری کو لغو فعل سمجھتے ہین لیکن عاقل صلاح شعار عاقبت
اندیش پر ظاہر ہی کہ آسمان کے نیچے انسان کے واسطے کوئی محمود خصلت بہتر امانت دیانت
سے نہین ہی۔ برکت عزت آبرو ترقی پائداری دولت وخلاصی بازخواست دارین
اور عاقبت بخیری اپنی اور اولاد کی دیانت وکم آزاری خلق اللہ مین ہے۔ بشرطیکہ
یہ امانت داری خدا کی رضا کے لئے ہو جسمین خلق اللہ کو مضرت وایذا نہ پہنچانے کا قصد
ہو اور آبادکاری ملک پر نظر ہو نہ خوشنودی مخلوق کے لئے خلق اللہ کی گردن مارے
جو جماعت کہ اپنی نفس پروری اور امیر ووزیر کی خوشنودی کے لئے رعایا پر ظلم وتعدی
کرتے ہین۔ خدا تعالی اسی مخلوق کو انکی ہلاکت کے واسطے مقرر کرتا ہے اس پادشاہ کے
عہد مین بعض عمدہ ملازم دیانت مین مشہور ہین۔ عاقل خان خافی کے بعد امانت خان سے
باوجودیکہ وہ روزگار کا کاروبار کرتا ہی مگر فقیر وضع زیست کرتا ہی وہ زیردستون کی تالیف
قلوب کرتا مستمندون کے حال پر رعایت کرنے کو پادشاہ کے لئے مال جمع کرنے پر ترجیح دیتا تھا
ایام دیوانی دکن مین اورنگ آباد وخاندیس وغیرہ کی رعایا مالگذار پر اسنے بڑا احسان
کیا کہ بارہ لاکھ روپیے کہ بابت باقی سنوات کے رعایائے سقیم حال سی سرکار طلب کی تھی
اور ہر سال منصبدار و اہل دیوان کے احدی مقرر ہو کر انکے وصول کرنے کے لئے جاتے تھے۔

اور کوئی دام و درم نہین وصول کرتے تھے اور اپنی مٹھی گرم کرکے چلے آتے تھے اور طوماندار دفتر مین داخل کرتے تھے اور ایسے ہی نادار زمینداروں کے ذمے پیش کش کا روپیہ ہوتا تھا اور اہلکار اس سے متمتع ہوتے تھے۔ سب قلم صاف کردیا ایک دن بادشاہ نے جب امانت خان کی دیانت و امانت کی تعریف کی تو امانت خان نے بادشاہ سے عرض کیا کہ میری برابر خائن دوسرا نہ ہوگا کہ ہر سال اپنے ولی نعمت کے کئی لاکھ روپئے رعایا و عمال کو کہ باقی دار رہتے ہین معاف کردیتا ہون مین بادشاہ سے امید عفو رکھتا ہون بادشاہ نے فرمایا کہ ہمنے معاف کیا اور ہم جانتے ہین کہ تو دنیا و آخرت کا خزانہ ہمارے لئے جمع کرتا ہے۔ امانت خان مختلف دستاویزون پر ہنود کو معافی جزیہ کے پروانے لکھ دیتا تھا اور بادشاہ اجرائے جزیہ مین نہایت تقید کرتا تھا۔ رشید خان دیوان خالصہ نے یہ پروانے بادشاہ کو دکھائے اور عرض کیا کہ نصف سے زیادہ ہنود کو امانت خان نے جزیہ کی عدم مزاحمت کی سند حضور کی مرضی کے خلاف دیدی ہے تو بادشاہ نے امانت خان سے فرمایا کہ مقدمات ملکی اور مالی مین معافی کو تم مختار ہو مگر جزیہ ہزار دشواری سے کفار پر جاری کیا ہے اسکے معاف کرنے سے بدعت اور بند و بست جزیہ کی برہم خوردگی پیدا ہوگی امانت خان نے جزیہ معاف کرنے سے دست کشی کی اور ساری عمر سوار غریبانہ رخت اور موٹے کپڑے کے پیجامہ کے نہ پہنا۔ لونڈی کبھی نہین رکھی۔ چار نسل تک بلا فصل اسکے خاندان مین دیوانی دکن رہی مرزا علی کی دیانت اس مرتبہ پر تھی کہ بادشاہ اسکو پیاپے اضافے اور خطاب عنایت کرتا تھا مگر وہ انکار کرتا تھا۔ بادشاہ سے عرض کرنے مین وہ گستاخ تھا ایک مرد کو منصب کے لئے کھڑا کیا بادشاہ نے کہا کہ وہ کم عمر ہے تو اسنے عرض کیا کہ جاگیر پانے تک وہ بندہ بادشاہی کی ریش سفید ہوجائیگا۔ بادشاہ نے ایک دفعہ اسکو میوہ بھیجا دوسرے روز جو وہ آیا تو اس میوہ کی عطا کی تسلیمات بجا لانی بھول گیا۔ بادشاہ نے اس میوہ کا مزہ اس سے پوچھا تو وہ پامین مین گیا۔ چار تسلیم مقرری اور اور چار تسلیم بجا لایا اور عرض کیا کہ یہ تسلیمات سجدۂ سہو ہے۔ ایک مقدمہ شرعی مین کہدیا کہ تورانی کی شہادت اعتبار کے قابل نہین ہے تو بادشاہ نے فرمایا کہ تونے پاس ادب نہین کیا کہ ہم بھی تو تورانی ہین۔

شیخ الاسلام پسر قاضی عبدالوہاب قاضی القضات تھا جو فی شہادتون کا بڑا رواج تھا وہ
گواہون کے گذرنے کے بعد بہت کمتر اثبات حق کرتا تا مقدور آپس میں کوشش کرتا کہ مدعی اور مدعا علیہ
آپس میں صلح کرلیں۔

اعتماد خان معروف ملا طاہر دیوان احمد آباد تھا۔ اسکا حقیقی بھائی آقا محمد زمان جو تجارت
کرتا تھا اعتماد خان کے گھر میں اترا اس نے بھائی سے مال کی بابت دو سو روپیہ طلب کئے
اور چاہا کہ خود ادا کرے مگر بھائی نے یہ روپیہ دیدیا اور ناراض ہوکر بھائی کے گھر سے احمد آباد
چلا گیا۔ اور کبھی بھائی کی صورت نہ دیکھی اور بہت سے ملازم دیانت دار تھے اگر سب کا حال لکھا
جائے تو پھر تاریخ لکھنے کے لئے جگہ باقی نہ رہے۔

آغر خان کابل سے بادشاہ پاس آتا تھا۔ اکبر آباد کے نزدیک جاٹون نے ایک قافلہ کو لوٹا۔
اور اسکو اور اسکی عورتون کو اسیر کرکے لے گئے۔ آغر خان کو جب اسکی خبر ہوئی تو انکی گڈھی کے
نزدیک پہنچا اور آدمیون کو چھڑایا اور گڈھی کی تسخیر میں مصروف ہوا کہ بندوق کی گولی
سے وہ اور اسکا داماد دونو کشتہ ہوئے۔ خانجہان بہادر کوکلتاش گڈھی سنسنی کے مسمار
کرنے کے لئے مقرر ہوا تھا مگر اسکی سعی ناکام رہی۔ پادشاہ شاہزادہ محمد بیدار بخت کو
اس گڈھی پر بھیجا جسنے حسب مدعا کام کیا۔

سوانح سال سی و چہارم سنہ ۱۱۰۱

۱۰ صفر سنہ ۱۱۰۲ کو جملۃ الملک اسد خان دریائے کشنا کے پار بھیجا گیا۔

سوانح سال سی و پنجم سنہ ۱۱۰۲

۹ رمضان سنہ ۱۱۰۲ کو پادشاہزادہ محمد کام بخش ولایت جنجی کے مفاسد کی اصلاح اور
غنیم کی استیصال کے لئے بھیجا بخشی الملک بہرہ مند خان اور بڑے بڑے امیر شاہزادہ
کے ساتھ بھیجے گئے۔

جب پادشاہزادہ محمد معظم مقید ہوا تو عتاب شاہی ایسا تھا کہ اسکو حکم تھا کہ وہ حجامت
و اصلاح نہ بنوائے۔ ناظر خدمت خان کی سفارش سے اسکو ایک مدت کے بعد

اصلاح بنوانے کی اجازت ہوئی تو بادشاہ کا غضب بتدریج کم ہوتا گیا۔
سردار خان محافظ کو بادشاہ ادعیۂ ماثورہ دیتا اور کہتا کہ انکو اس یوسف زندانی
پہنچا دیوے اور کہدے کہ وہ انکے ورد سے شغل رکھے کہ ہمارا دل اسکی خلاصی پر متوجہ ہو
اسمین ایک بڑا نادر لطیفہ ہے کہ خان مذکور نے کہا کہ حضور کے اختیار مین چھوڑنا ہے پھر
کیون دعائین پڑھواتے ہین۔ اسکا جواب بادشاہ نے دیا کہ ہان لیکن حضرت
مالک الملک نے اپنی حکمت سے ہم کو ربع مسکون کا فرمان فرما کیا ہے جسجگہ مظلوم
پر کوئی ظالم ظلم کرتا ہے تو وہ امیدوار ہوتا ہے کہ اس ظلم کی فریاد ہم سے کرے
اور اپنی داد پائے بعض عوارض دنیاوی کے سبب اس شاہزادہ پر ہم سے ظلم ہوا
اور ابھی وقت نہین آیا کہ اس کو خلاص کرین اسکا مفر بجز درگاہ داور نہین ہے اس لئے
اسکو امیدوار رکھنا چاہیئے کہ وہ ہم سے قطع امید نہ کرے اور خدا کے آگے نالش
نہ کرے اور اگر وہ نالش کرے تو ہمارے بچنے کی کون سی جگہ ہے؟ ۔

خافی خان لکھتا ہے کہ بادشاہ نے خواجہ سراے محرم کے ہاتھ ایک قلمدان مع سازو
قلمتراش بھیجا۔ صاحب عزت محبوسون کے پاس کارد اور حربہ خورد و کلان بھیجنا منع ہے
خواجہ سرا سے بادشاہ نے کہدیا ہے کہ اگر شاہزادہ اس قلمتراش کے رکھنے مین تامل کرے
تو اسے کہدینا کہ وہ عمداً بھیجا گیا ہے اور اگر اسکو وہ بلا مضائقہ رکھ لے تو اسکا
حال ہم سے کہدینا۔ پادشاہزادہ نے قلمدان مین جب قلمتراش دیکھا تو کہا کہ یہ غلطی
سے آیا ہے۔ خواجہ سرا نے کہا کہ عمداً بھیجا گیا ہے تو اسنے تسلیمات بجا لاکر اسکو
رکھ لیا۔ بادشاہ سے یہ حال عرض کیا گیا تو اسنے کہا کہ ہم اپنی فرزندون کی غیرت
جانتے ہین۔ چند روز گذرے تھے کہ بادشاہ نے ایک حدیث اپنے ہاتھ سے لکھ کر
دی جسکا مضمون یہ تھا کہ حافظ کلام اللہ کو ہر چند وہ سزاوار حبس ہو مجبوراً بدی نہین
کر سکتے۔ شاہزادہ کو ہزار سے زیادہ حدیثین حفظ تھین اسنے جواب مین لکھا کہ اگرچہ
حدیث مین حافظ قرآن کا حبس بدی کرتا نہین آیا۔ مگر باپ بیٹے کو باوجود

احترام حفظ کلام اللہ حبس ابدی کر سکتا ہے۔ پادشاہ اس جواب سے بڑا خوش ہوا۔ حبس مین تخفیف ہوئی اور پھر رہائی۔

ابوالخیر خان کا مرہٹون کو قلعہ دیدینا

ان دنون پادشاہ پاس خبر آئی کہ قلعہ راجگڈھ جو سنبھا و سیوا کا حاکم نشین تھا اور پادشاہ کے ہاتھ بہت محنت سے ہاتھ آیا تھا۔ ابوالخیر وہان پادشاہ کی طرف سے قلعہ دار تھا سنبھا کے مقید ہونے کی خبر سے پہلے مرہٹون نے اپنے غلبہ اور تسلط اظہار کے لئے ابوالخیر خان سے کہا کہ قلعہ خالی کردو۔ اس قلعہ دار نے جان و مال و عیال کی امان کا قول لیا اور رات کو دو تین زنانہ سواریون کو دو تین ڈولیون مین بٹھایا اور باقی مستورات کو پیادہ پا ساتھ لیا اور اسباب کے چند پٹارے و صندوق و زر نقد و زیور وغیرہ ہمراہ لیکر قلعہ سے نکلا۔ مرہٹون نے باوجود قول امان سارا اسکا اسباب لوٹ لیا اور بڑی بے عزتی سے ابوالخیر خان اور اسکے ناموس کو چھوڑ دیا وہ فیروز جنگ کے لشکر مین چلا آیا۔ پادشاہ نے اسکو منصب و جاگیر سے معزول کیا اور بندر سورت مین حج کے لئے بھجوایا۔ مگر ایک پیر کی سفارش سے وہ پھر اپنے منصب پر بحال ہوگیا۔

احکام ترک نرخ

ان دنون مین سال حال کے آخر تک کل بلاد مین جا بجا نرخی مقرر تھے۔ علماء و فضلاء نے پادشاہ کے خاطر نشان کیا کہ تعین نرخ خلاف شرع ہے۔ ہر فروشندہ کو اپنے مال کا اختیار ہے کہ جس نرخ و قیمت پر چاہے بیچے اسلئے پادشاہ نے حکم دیا کہ کل بلاد مین سے نرخی موقوف کئے جائین اور کسی کو نرخ کی خدمت نہ دی جائے ایک اور حکم یہ ہوا کہ بندہاے پادشاہی کے منصب کی یادداشت مرتب ہونے کے بعد منصبدارون کے پاس بھیجا ہے وہ بخشیون کے دفتر مین جو ہے اور سررشتہ چہرہ دفتر کا جدا ہے۔ وہ اس یادداشت مین لکھا جائے۔ محاسبہ جاگیرداری کی طرف رجوع کرے اکثر طلب کار منصبدارون پر نکلتی اور اس سبب سے رجوع محاسبہ کے لئے سزاول تعین ہوتے اور منصبدار کو یہ خرچ کرکے رجوع محاسبہ کی راہ سے

سکار کا دفعیہ کرنے پائے - باقی کی قلت اور منصبداروں کی کثرت سے خصوصی بے شمار مرہٹوں کی نوکریوں
کے عمدہ منصبوں پر مقرر ہونے سے خانہ زادوں کو اکثر چار پانچ سال جاگیر میسر نہیں ہوتی تھی
جب موسوی خان دیوان تن ہوا تو یہ مقرر ہوا کہ نو ملازم منصبداروں سے مچلکا لیا جائے کہ
یادداشت کی تیاری کے بعد جاگیر پانے تک وہ ایام مابین کی طلب کا دعویٰ نہ کریں - جب
جاگیر ملجائے اور اسمین کوئی تغیر ہو تو اس تاریخ تک کہ پھر جاگیر تنخواہ ملے ایام مابین محاسے مین
محسوب ہوں - پہلے جو شخص ملازم ہوتا تھا وہ تعینات کیا جاتا تھا - اب موسوی خان نے یہ مقرر کیا
کہ جبتک وہ جاگیر نہ پائے کہیں تعینات نہ کیا جائے مگر وہ اپنے اختیار سے کہیں تعینات ہو جائے -

سوانح سال سی و ششم

اس سال کے اواسط یا اوائل مین بادشاہ گورگانوں و شکارپور سے کوچ کر کے ظفرآباد بیدر
مین آیا کچھ دنوں ٹھیر کر کلکہ مین   کہ توابع بیجاپور سے ہے - اور ایک روزہ اُس سے مسافت
رکھتا تھا کوچ اور چھاؤنی کا حکم دیا -

فضائل خان میر داروغہ دارالانشاء کی خدمت پر مامور تھا - بادشاہ سے عرض کیا کہ بعض بلاد
معموری و قلعہ جیسے کہ مالوہ و بنگالہ و بگلانہ و پرنالہ ہیں - انکے آخر مین بموجب رسم خط و زبان
ہندی کے بجائے ہ کے الف لکھنا مناسب معلوم ہوتا ہے - بادشاہ نے اسکو پسند کیا اور حکم دیا
کہ بجائے ہ کے الف لکھا جایا کرے - بادشاہ کو معلوم ہوا کہ سنبھا کے بھائی راجہ رام کو
بعض قصبوں کے سرداروں نے بھائی اور باپ کی جگہہ بٹھایا ہے اور اسکے لئے بہت لشکر فراہم کیا ہے
اور اسکو قلعہ سے نکالا ہے اور اُسنے فوج کی استمالت کر کے عمدہ فوجیں بھائی اور باپ کی
طرح جابجا نامی نوکروں کے ساتھ تاخت و تاراج کے لئے بھیجی ہیں -

شاہجہان کے عہد سلطنت مین نصاریٰ کا حال بیان ہو چکا ہے کہ سمندر کے کنارہ پر بنادر ہند
مین بستے تھے - بادشاہ پرتگال کے منصوبے اکثر بادشاہ کے بنادر و بلاد کنار دریائے شور پر پائے
اور قلعہ مکان کی پناہ مین قلعے بنائے ہیں اور دہات آباد کئے ہیں - اکثر امور مین اچھی آبادی
ہوئی رعایا کے ساتھ کمال رعیت پروری کرتے ہیں - کوئی تکالیف شاقہ نہیں پہنچاتے - اور

مسلمانون کے واسطے ایک جدا پورہ آباد کیا ہی۔ اور ایک مسلمان کو اس مین قاضی مقرر کیا ہے۔ معاملات جزئی اور نکاح کی تشخیص اسکے حوالہ کئی ہین لیکن وہان رواج بانگ وصلوۃ کی بہلا نہین اگر کوئی نامراد مسافر انکے تعلقہ مین وارد ہوتا ہے۔ اگرچہ اُسکو ضرر نہین پہنچاتے لیکن وہ نماز بلا تشویش نہین پڑھ سکتا دریا مین برخلاف انگریزون کے جہازون پر دست تعدی نہین دراز کرتے مگر اس جہاز پر جسکا قول موافق اور دستور مقرری کے حاصل نہ ہوا ہو۔ یا عرب و مسقط کا جہاز ہو کہ ان دونو فرقون سے انکو قدیم عداوت ہے اور قابو پاکر ایک دوسرے جہاز پر تاخت کرتے ہین۔ یا بندر دوردست کا کوئی جہاز معیوب تباہ ہوکر انکے ہاتھ مین آیا ہو تو اسکو وہ اپنا شکار سمجھتے ہین۔ بر ہان امرا کا ظلم یہ ہی کہ انکے تعلقہ کی رعایا مین کوئی مرجاتی ہے اور اسکا کوئی فرزند نابالغ ہو اور پسر کلان نہ ہو تو اسکے اطفال کو اپنے بادشاہ کے سرکار کا بیت المال جانکر اپنے کلیسا کے معبد خانہ مین لیجاتے ہین پادری انکا اسکو احکام مذہب عیسائی سکھاتا ہے خواہ وہ سید مسلمان کا یا برہمن کا لڑکا ہو اسکو اپنے مذہب مین لاتے ہین اور غلامون کی اُسسے خدمت لیتے ہین۔ کوکن عادل شاہی مین دریا کے متصل انکا قلعہ معمورہ گوہ مشہور ہے وہ پرتگیزون کا حاکم نشین ہے اور پرتگال کی طرف سے مستقل کپتان وہان رہتا ہے اور بنادر اور دہات بسیار حال آباد کئے ہین سوا انکے چودہ پندرہ کوس سورت سے مائل جنوبی طرف سرحد بمبئی تک تعلقہ انگریز و سرحد حبشیون کی ہے جسکو کوکن نظام شاہی لکھتے ہین پرگنات بگلانہ کے عقب کے پہاڑون کی پناہ مین اور گلشن آباد کے جبال شوار گذار کے جوار مین آٹھ سات قلعے چھوٹے بڑے بنائے ہین۔ انہین سے دو قلعون کا نام دمن و بسی ہے جنکو سلطان بہادر گجرات کے قول اور اذن کے بہانہ سے بنایا ہے اور ان کو کمال مستحکم کیا ہے اور اس مین دہات آباد کئے ہین اگرچہ یہ ملک جو انکے تصرف مین ہے چالیس پچاس کوس طول مین ہو مگر عرض مین ڈیڑھ کروہ سے زیادہ نہین وہ پہاڑ کی ترائی مین بعض اماکن مثل نیشکر و اناناس و برنج کی کاشت کرتے ہین اور انکی زمین مین اشجار نارجیل و فوفل بہت ہین اور بہت محصول کا روپیہ حاصل کرتے ہین اور ایک سکہ فرنگ قیمتی

نوآنہ کا ان مین مروج ہے۔ اور سوا اس سکے کے جسکو اشرفی کہتے ہین ایک اور تانبے کا سکہ
ہے جسکو بزرگ کہتے ہین ایک فلوس کے چار بزرگ ہوتے ہین۔ اضلاع کوکن مین پادشاہ کا حکم انکے
ملک مین چلا نہین اور لڑکی کی شادی کرنے کے وقت دہات کو اسکے جہیز مین دیدیتے ہین
گھر کے اندر باہر کا کل اختیار بیوی کے ہاتھ مین ہوتا ہی۔ بیویان شوہر پر تسلط رکھتی ہین
انکے مذہب مین ایک بیوی کے سوا دوسری بیوی کرنی جائز نہین پرتگیزون کا سب سے بڑا
کپتان گووہ مین رہتا ہے اور سب کپتان اس کے محکوم ہوتے ہین۔ جب پادشاہ کو پرتگیزون
کی زشتی اعمال پر اطلاع ہوئی تو ابتدا مین معتبر خان فوجدار گلشن آباد کے نام حکم صادر
ہوا کہ وہ اور فوجدارون و حبشیون کی مدد لے کر اس ضلع کے جبال سے اس طائفہ کی
استیصال و اخراج مین کوشش کرے۔ معتبر خان اورون کی کمک و مدد کا محتاج نہ ہوا جمعیت
زیادہ رکھتا تھا۔ قلعہ گیری کا سامان جمع کر کے پرتگیزون کے دہات پر تاخت و تاراج
شروع کی اور ایک دو چھوٹے قلعون پر کہ مصالح جنگ نہین رکھتے تھے۔ تاخت و یورش کی
جنگ میدان مین یہ جماعت عاجز ہے اور بندوق و شمشیر کو بوسینچہ کی صورت رکھتی
ہے اور ہتیار نہین رکھتی۔ اور ان پاس گھوڑی نہین ہوتے ہین۔ وہ پہلے حملہ مین بھاگ
گئے اور بہت سے پرتگیز قلعہ دمن اور بسی مین چلے گئے۔ اور ایک جماعت فرنگیون کی
مع زن و فرزند اسیر ہوگئے۔ دو قلعے چھوڑ کر وہ بھاگے وہ معتبر خان کے قبضہ مین آئے اور اس
قوم مین ایک تہلکہ پڑ گیا اور قلعہ دمن اور بسی مین آنکر انکے برج و بارہ کو مستحکم کرنے لگی
کوکن عادل شاہی کے تعلقہ کے کپتان گووہ کو اسکی اطلاع ہوئی وہ بجائے صوبہ دار
کل اور نائب مستقل پرتگال کا ہے۔ یہ جماعت اپنے تئین دریا کا صاحب اختیار
جانتی ہی اور بر روئے دریا پر جنگ جہاز مین جیسا وہ تردد کرتے ہین ایسا کسی اور
قوم سے نہین ہوسکتا اسنے عرضداشت کمال تضرع اور عجز کے ساتھ پادشاہ کی
اور مقربان حضور کی خدمت مین بھیجی جسمین مندرج تھا کہ ہم تمہاری طرف سے
بے تنخواہ کے نوکر ہین جو رہے دریا کے مفسدون کے شر کو دور کرتے رہتے ہین۔

فرمانروایان سلف نے ہمارے بزرگون کو زمین کا ایک ٹکڑا جو ناکارہ کنار دریا پر پڑا تھا اسکو آباد کرکے آپ کی خدمت بجالاتے ہین اگر ہمارا رہنا حضور کی مرضی کے خلاف ہو تو ہم خانہ بدوش ہین اور ہمارا اصلی گھر اور مکان روے دریا ہے جہازون مین سوار ہو کر محافظت دریا مین مشغول ہون گے۔ ہمارے پادشاہ کا حکم ہی کہ ہندوستان کے پادشاہ سے مقابلہ و پرخاش نہ کرنا۔ اُنہون نے پادشاہ کے حواشی و مصاحبین اور ان کے لئے تحفے و ہدیے بھیجے تھے۔ مقربان شاہی نے پادشاہ کی خاطر نشان کیا کہ جب تک خشکی کے بندوبست سے اور شورش کے قلع سے بالکل خاطر جمع نہ ہو پرتگیزون سے بگاڑ کر زنبور خانہ دریا کو شورش میں نہین لانا چاہیئے۔ اسلئے پادشاہ نے پرتگیزون کی تقصیر معاف کردی اور اسیران فرنگ کے چھوڑنے کا حکم معتبر خان پاس بھیجدیا۔

مرزبانان جنجی وجنجاور توابع بیجاپور مشہور سرکش تھے۔ اور خزانہ انکا معمور تھا وہ سینھا متعول کے منصوبون مین سے تھے اور قدیم سے رام راجای بیجانگر کے ملک مین سے وہ کہے جاتے تھے اور ہمیشہ بیجاپور کے فرمانروایون سے مخالفت کرتے تھے دو تین مضبوط قلعے باہم پیوستہ ان پاس تھے وہ زیادہ شوخی کرتے تھے۔ شاہزادہ کام بخش انکی تنبیہ کے لئے مقرر ہوا۔ جمدۃ الملک اسد خان اتالیق اور اعتقاد خان جسکو خطاب ذوالفقار خان نصرت جنگ کا ملا تھا۔ ہراول مقرر ہوا اور عبدالرزاق خان لاری کو کن عادل شاہی کا فوجدار مقرر ہوا۔

ابتدا سے کہ تیموریہ کے تصرف مین ملک دکن آیا۔ خربوزہ گرما کا محصول معاف تھا دریا کے کنارون کے ریتی مین غریب غربا خربوزہ بوتے ہین انکے محصول سے عمال بادشاہی اور جاگیردارون کے تصرف مین کوئی دام و درم نہین آتا تھا اور سررشتہ زمینداری اور تنخواہ اہل دیوان مین وہ داخل نہ تھا اندنون مین کہ محرم خان عرف خواجہ یاقوت اکل باغات شاہی کا داروغہ مقرر ہوا اور اسکو معلوم ہوا کہ دریا کے کنارون پر جالیز کا کچھ بندوبست نہین ہے اسنے پادشاہ سے عرض کیا کہ خربوزون کا محصول نہین لیا جاتا اس سبب سے بہت روپیہ رائگان جاتا ہے۔ پادشاہ نے

اہل دیوان کو حکم دیدیا کہ اسکا بندوبست کیا جائے۔ خربوزہ کا محصول از روئے
جریب مقرر ہوا پہلے پادشاہی باغون کے دروازے کھلے رہتے تھے خلقت اُسسے متمتع
ہوتی تھی۔ مگر محرم خان نے حکم دیا کہ سب باغات کے دروازے مقفل رہین اور خاص
حالتون مین وہ کھولے جائین۔

ابوالحسن کی چار لڑکیان

ابوالحسن کی چار لڑکیان ناکدخدا تھین۔ بڑی لڑکی نے شادی سے انکار کیا۔
اور یہ درخواست کی کہ مین پادشاہ کے ہاتھون پر وضو مین پانی ڈالنے پر مقرر ہو جاؤن
مجھے اس پر فخر ہی۔ ورنہ باقی لذات دنیا سے مجھے اجتناب ہے۔ پادشاہ نے اسکا یومیہ
مقرر کردیا اور اسکو باپ پاس رہنے دیا ایک بیٹی کی شادی سکندر بیجاپوری کرکے
اسکو مجلس مین اسکا ہمدم بنایا اور تیسری لڑکی کا عنایت خان پسر اسد خان سے
عقد باندھا۔ اور چوتھی لڑکی کو نقشبندیہ خاندان مین بیاہ دیا جسکو ابوالحسن نے پسند
نہین کیا۔

روح اللہ خان کی وفات

روح اللہ خان میر بخشی کہ امرائے موروثی مین تھا اور پادشاہ کے مزاج سے
آشنا تھا اور خلق کی برآمد کار مین کوشش کرتا تھا وہ مرگیا تاریخ وفات اسکی
(زروح در تن ملک ماندہ ہوئی) پادشاہ اسکی عیادت کو گیا اور اسکی مغفرت کے لئے
دعا پڑھی۔ اسنے یہ شعر پڑھا ؎

چہ بنازرفتہ باشد زجہان نیازمندی — کہ بوقت جان سپردن بسرش رسیدہ باشی

محمد باقر حاکم مندسورت کسی قصور کے سبب سے سورت سے بدلا گیا۔

سید سعد اللہ کی سفارش

فضیلت پناہ سید سعد اللہ نے جو بڑا عالم متبحر تھا اور اسکی تحریر پادشاہ پر پورا اثر
کرتی تھی اور پادشاہ اپنے دستخط خاص سے اسکو خطوط لکھا کرتا تھا۔ وہ ارباب حاجت
کی سفارش مین زیادہ جرأت کرتا تھا۔ اسنے محمد باقر اور ایک اور حکیم کی سفارش
کی۔ پادشاہ نے دونو کے قصور معاف کردیے مگر سید صاحب کو لکھا کر بھجوا دیا کہ
آپ فقیر اور فاضل ہین علماء و فقراء کے باب مین لکھا کیجیے لیکن ایسے آدمیون کے بارہ مین

ظالم کا پیشہ اختیار کرتے ہین کچھ نہ لکھا کیجیئے اسلئے کہ بعض کلام تمہید ہے کہ ظالم کی اعانت
کرنی ظلم مین شریک ہونا ہے۔
مہم دکن کو بطول امتداد ہوا۔ تیمور یہ خزانہ اندوختہ خالی ہوا اپنے باقی کی قلت اور
ارباب طلب کی کثرت حد سے گذری۔ روح اللہ خان کو نئے ملازمون کی مثل
پیش کرنے کا شوق تھا۔ پادشاہ نے ایک دفعہ بعید ما عنی سے اسکے کہا کہ ہمنے بار بار
کہا ہے کہ نوکر ہمکو درکار نہین۔ تو کسواسطے آدمیون کو جواب نہین دیتا۔ روح اللہ خان
جواب عرض کیا کہ ہندوستان کی دولت سلطنت خداداد ہفت اقلیم کی سلاطین
کا ملجا ہے۔ ہم خانہ زادون کی زبان سے ارباب حاجت کے لیئے کلمہ یاس نکلنا
باہر ادب سے دور ہی۔ عرض کرنا ہمپر واجب ہے۔ قبول کرنے کا اختیار ولینعمت کو
ہے۔ ان ہی دنون مین مخلص خان بخشی ہوا وہ چاہتا کہ مین روح اللہ خان سے بھی
زیادہ خلق پر در فیض کھولون۔ وہ نئے ملازم رکھنے پر زیادہ جرأت کرتا تھا۔
پادشاہ ان بخشیون پر بہت خفا ہوا کہ ہمنے بار بار حکم دیا کہ ہمکو نوکر درکار نہین پھر کم
کیون نوکر رکھتے ہو اور اسکی قباحت کو نہین سمجھتے۔ دونو بخشی خفا ہوکر گھر جا بیٹھے
اور پیشکارون سے کہدیا کہ آدمیون کو جواب دیدو۔ نئے ملازمون کی سند و اسناد
جاری نہ کرو۔ پس ارباب حاجت کے لیئے دروازہ بند ہوا۔ ایک جماعت برسون
سے یادوی کر رہی تھی مایوس ہوکر فکر فساد کرنے لگی خیمہ خیمہ پر پڑی پھرتی تھی
ہرکاروں کی زبانی معلوم ہوا کہ راجا رام نے حیا بیجا ملک کی تاخت کے لیئے اور
قلعون کی تسخیر کے واسطے جو پادشاہ کے قبضہ مین آئے ہین فوجین بھیجی ہین چنانچہ توابع
بیجاپور مین بہت بڑا مضبوط قلعہ پرنالہ تھوڑے تردد سے راجہ رام کے منصوبون کے
تصرف مین آگیا ہے۔ قلعدار پادشاہی نے اس وقت کہ کار ہاتھ سے جا چکا تھا
خبر پاکر لا حاصل دست یازی کی اور زخمی ہوکر اسیر ہوا۔ پادشاہ یہ خبر سنکر بہت افسردہ
ہوا اور اسنے کہا کہ پرنالہ نہ رفت بیجاپور رفت۔ پھر مند خان کو بھیجنا چاہا تھا

کہ سنا شاہزادہ معز الدین پرنالہ کا محاصرہ کر رہا ہے اُسنے بمصلحت یہ جانا کہ پادشاہ
خود بیرم پوری جاکر انتظام کرے۔

سوانح سال سی و ہفت سنہ ۱۱۰۴ھ۔

پادشاہ کے حکم کے مواقف فیروز جنگ نے بہادر گدھ مین چھاونی ڈالی تھی اُسکے
نام حکم گیا کہ خود جریدہ جاکر مخالفون کی تنبیہ کرے۔ اور اس ضلع کے قلعون کو
تسخیر کرے۔ سنبھا کے مقتول ہونے کے بعد راجہ رام کی طرف سے ملک قدیم و جدید
کی تاخت و تاراج کے لئے مرہٹون کے نامی سردار بھیجے گئے تھے۔ اور افواج پادشاہی
کے اطراف مین شوخی و دست اندازی حد سے زیادہ شروع کی جنکی تفصیل میں قلم
رنجہ کرنا سررشتہ سخن سے دور پڑتا ہے۔ ان سب سردارون مین دو سردار سنتا گھور
پورا اور دھنا جادو بڑے بیڈ ہے تھے۔ پندرہ بیس ہزار سوار جنگی انکے پاس موجود
تھے اور اور مرہٹے صاحب فوج انکی اطاعت و رفاقت کے لئے موجود تھے پادشاہی
فوج کے سردارون کو انسے چشم زخم عظیم پہنچا سنتا جی نے مشہور معمورون کی تاراج مین
اور عمدہ امرا و سر فوج شاہی کے مقابلہ مین ایسی شہرت پائی تھی کہ جس سے کسیکا اتی
مقابلہ و مقاتلہ ہوتا اسکو سوا اسکے چارہ نہ تھا کہ کشتہ ہو یا زخمی ہوکر اسیر ہو۔ یا
ہزیمت پاکر فوج و بہیر کو غارت کراکے جان بچانے کو دوبارہ زندگی جانے۔ جس طرف
وہ بیکار کے لئے جاتا۔ لشکر شاہی لڑنے لگتا۔ اور کوئی ذی وقار امیر پادشاہی اسکے
مقابل مین کمر نہ باندھتا۔ چنانچہ اسماعیل خان یکہ تاز جو دکن کے مشہور سردارون
مین تھا اسکے مقابلہ مین اول ہی حملہ مین اپنی جگہ سے ہل گیا اور تمام فوج اسکی غارت
ہوئی اور زخمی ہوکر اسیر ہوا۔ بہت روپیہ دیکر چھوٹا۔ اسی دستور پر رستم خان عرف
شرزہ خان ضلع ستارہ مین اس سے لڑا۔ ساری بہیر اور جو کچھ پاس تھا برباد گیا گرفتار
ہوا۔ بہت روپیہ دے کر نجات پائی۔ ایسے ہی علی مردان خان عرف حسین بیگ
حیدر آبادی ششش ہزاری نے سنتا سے کارزار کرکے بہیر اور فوج کو برباد کیا۔

مرہٹون اور بادشاہی افواج کی لڑائیان

وہ خود زخمی ہوا اور ایک جماعت اسکے ساتھ زخمی ہوکر گرفتار ہوئی۔ وہ دو لاکھ روپیہ دیکر اور اسکے ہمراہی اور روپیہ دیکر رہا ہوئے۔ سرحد کرناٹک پر سنتاجی سی جان نثار خان اور تہور خان سی لڑائی ہوئی۔ جو مرہٹون کی تنبیہ کے لئی مقرر ہوئے تھی۔ فوج پادشاہی کو بڑی ہزیمت ہوئی۔ تمام فوج اور توپخانہ اور بہیر غارت ہوگیا۔ جان نثار خان زخمی ہوکر بہت کوشش کرکے جان کو سلامت لے گیا۔ تہور خان مردون اور زخمیون مین پڑا۔ دوبارہ عمر پانے کو غنیمت سمجھا اور ایسے بڑے بڑے آدمیون کو جو لڑائی مین شریک تھی صدمہ پہنچا بہت سے مقید ہوئے بعضون نے حیلون سے جان بچائی جب پادشاہ کو یہ خبرین ہوئین تو وہ دل مین بڑا رنجیدہ ہوا۔ مگر بظاہر یہ کہا۔ بندہ کا اختیار نہین ہی۔ سب کچھ خدا کی طرف سی ہے۔ مراد خان نے خان جہان سی پادشاہ کے اس مقولہ کو عرض کیا تو اسنے کہا کہ یہ خبر ہے عالم بالا مین عرض کمی بیش نہین ہوتی کہ دیوین لیوین جس کسی کو روز ازل مین دیدیا دیدیا۔

جمدۃ الملک قلعہ نندیال کو فتح کرکے کھریہ مین آیا تھا جو سرحد کرناٹک حیدرآباد پر ہی ہین چھاؤنی ڈالی تھی۔ شاہزادہ کام بخش کو پادشاہ نے قلعہ واکن کھیرہ کی فتح کے لئی بھیجا تھا اور اس مہم کے اہتمام کے لئی بخشی الملک بہرہ مند خان کو اسکا شریک کیا تھا جب اس خدمت پر بخشی الملک روح اللہ خان مامور ہوا تو پادشاہ کے حکم سی وہ جمدۃ الملک کی کمک کے لئی مقرر ہوا جب وہ کھریہ آیا تو پادشاہ کا حکم آیا کہ وہ جمدۃ الملک کے ہمراہ ذوالفقار خان نصرت جنگ کی کمک کو جائے۔ وہ قلعہ جنجی کا محاصرہ کر رہا تھا۔ غنیم کے ہجوم سی اور رسد کے نہ پہنچنے سے اسپر کار دشوار ہو رہا تھا پادشاہزادہ جوانی کی قوت رکھتا تھا۔ خوشامد دوستی کے فریب مین آیا ہوا تھا۔ صاحب تجربہ آخر بین کی باتون پر توجہ نہین کرتا۔ آخر مسافت بعید منزل بمنزل قطع کرتا تھا اور اس ضمن مین سیر و شکار بھی ہوتا جاتا تھا اور گھوڑے پر سوار ہوکر اول سے آخر تک راہ چلتا تھا۔ جمدۃ الملک بڈھا تھا۔ وہ ادب کی رعایت کرکے گھوڑے پر شہزادہ کے ساتھ جاتا تھا۔ مگر گھوڑے پر سوار ہونے سی وہ ناخوش اور آزردہ خاطر ہوتا تھا۔ زمین الفت مین تخم شکوہ کے اندر دانہ کلفت ہوتا ہے اس سی مخالفت پیدا ہوئی اور بد اندیشون نے

اس ناخوشنودی کو اور بڑھا دیا۔ بہرہ مند خان نے شاہزادہ سے ایسی چکنی چپڑی باتین
بنائین کہ اسنے بادشاہ پاس جانے کی اسکو اجازت دیدی۔ جنجی مین لشکر آیا۔
خان نصرت جنگ نے استقبال کیا اور ملازمت حاصل کی۔ دیوان خانہ مین بادشاہزادہ
بیٹھا۔ جملۃ الملک اور نصرت جنگ و سرافراز خان نے بیٹھنے کی اجازت پائی۔ سید لشکر خان
پسر سید جہان خان بارہہ جو نصرت جنگ کی بخشی گری کا متوقع تھا اسکو بیٹھنے کی اجازت نہ
ہوئی تو وہ دیوان سے رنجیدہ ہو کر چلا گیا اس مقدمہ کو آدمیون نے پدر و پسر کی
سعایت کے لئے بادشاہزادہ کے ساتھ مقدمہ مرتب کیا اور انکو یہ سمجھایا کہ بادشاہزادہ
تمہارے حال پر متوجہ نہین ہوا اس اثنا مین شاہزادہ اور راجہ رام کے درمیان مراسلت
مخفیہ ہونے لگی۔ نصرت جنگ اس بات سے آگاہ رہتا تھا۔ وہ قلعہ کے اندر ہزار روپیہ
روز جاسوسون کو دیتا تھا اس راز و نیاز کی باتون پر تحقیقی اطلاع اسکو ہوئی تو باپ
بیٹون نے بادشاہ کو اطلاع دی اور بادشاہ کی اجازت سے وہ مجاز ہوئے کہ راو
دلپت بوندیلہ کو شاہزادہ کے دولت خانہ پر شب و روز حلقہ در رہنا یا جملۃ الملک
کی بلے اجازت سواری اور دیوان اور مرد بیگانہ کی آمد و شد نہ ہوتی۔ اب آن کی دوگی
برملا ہوئی قلعہ کے جاسوسون سے یہ امر محقق ہو گیا کہ شاہزادہ اس سبب سے کہ جملۃ الملک
اور نصرت جنگ سے موافقت نہین رکھتا وہ اپنے لوگون کے ساتھ اندھیری رات
مین قلعہ جنجی کے اندر جانے کا ارادہ رکھتا ہے۔ پدر و پسر نے روسائے لشکر سے مشورہ کیا۔
سب نے متفق ہو کر چوکی اور دار و گیر کو بادشاہزادہ کے دروازہ پر زیادہ کیا اور
ایک دوسرے کے مشورت سے دور قلعہ کے تھانہ دارون کو طلب کیا یون دفعۃً واحدۃً
جو دور قلعہ سے سپاہ اوٹھی غنیم مطلع ہوا۔ وہ اپنی توزک جمعیت کے ساتھ مقابلہ مین
آیا۔ لڑائی ہوئی۔ جملۃ الملک کو بادشاہزادہ کی بیگاہ کی محافظت مین اور نصرت جنگ کو
مورچال مین کلان توپون کے اور اور قلعہ گیری کے مصالح اٹھانے مین ایسی فکر پیش آئی
کہ وہ تھانہ دارون کی کمک نہ کر سکے ہر ایک نے اپنے لئے آپ تدبیر کی۔ اسمعیل خان نے

لکھانے کہ ایک علاوہ سردار تھا اور عقب مین اسکا تھانہ تھا جنگ مین استقامت کی تحصیل
سنتا نے اُسسے شکست دیکر مقید کرلیا اور نصرت جنگ نے مورچال اٹھانے مین ایلی
کی۔ بڑی موٹی توپون مین میخین ٹھونککر انکو بیکار کردیا اور باقی سب اسباب کو بنگاہ
مین پہنچادیا۔ اس ضمن مین غنیم نے اطراف سے خاطر جمع کرکے فرحان وشادان وتازان
وتازان ایک لاکھ پیادہ وسوار لیکر نصرت جنگ کو گھیر لیا۔ مرہٹون نے بڑی شوخی
کی مسلمانون کی موت آگئی مگر خان بہادر دو ہزار سوارون سے ایسا لڑا کہ دشمنون کو
بھگادیا اور ایک ہزار آدمی انکے مار ڈالے۔ خود ہاتھی پر سوار ہوکے حصار کے دروازہ
پر گیا۔ اہل حصار نے دروازہ بند کرلیا۔ بادشاہی لشکر کو ایک ہزار گھوڑیان جنگی
سوار قلعہ مین جا چھپے اور چارسو گھوڑے اور چار فیل ہاتھ لگے۔ بادشاہی آدمی بھی
غنیم کے آدمیون کی برابر مارے گئے۔ اور کوئی آدمی ایسا نہ تھا جو زخمی نہوا ہو۔
آخر روز مین خان بہادر اپنی بنگاہ مین پہنچا اور جمدۃ الملک سے ملا۔ دونو باپ بیٹے
شاہزادہ کے دولتخانہ مین گستاخانہ گئے۔ اور اسکو اپنے اختیار مین کرلیا علاوہ اسکے
تھا سپاہ مین استقامت کی۔ توانائی نہ تھی۔ دشمنون سے ایک گونہ صلح کرکے کوچ کیا
اور ملک بادشاہی مین آگئے۔ اس اثنا مین بادشاہ کا حکم آیا کہ شاہزادہ کو
محرم خان کے ساتھ ہمارے پاس بھیجدو۔ چار مہینے بعد قلعہ فتح ہوا اور اسکا
حال آیندہ آئیگا۔ ۲۰ شوال کو جنجی سے کام بخش بادشاہ پاس آیا۔
شاہزادہ محمد اعظم شاہ کو استسقا ہوا۔ بادشاہ نے شیشہ کی پالکی بھیجی۔ وہ
ربیع الاول ۱۱۰۵ھ کو بادشاہ کی خدمت مین آیا۔ علاج سے اس مرض مہلک
سے اُسنے شفا پائی بعض نے لکھا کہ حضرت علی مرتضیٰ نے خواب مین آن کر
اُسے اچھا کردیا۔

سادات بارھہ نے تمرد اختیار کیا بادشاہ نے انکو سزا دیکے ٹھیک بنا؛

سوانح سال سی و ہشت ۱۱۰۵ھ

امیر الامرا شائستہ خان ناظم اکبرآباد کا انتقال ہوا وہ محاسن اخلاق میں شہرۂ آفاق تھا اسنے لاکھوں روپیہ خرچ کرکے بہت پل بنائے اور سرائیں تعمیر کرائیں۔

وفات امیر الامرا

بادشاہ نے حکم دیا کہ حضور میں اور تمام صوبجات میں سوا راجپوتوں کے کوئی اور ہندو ہتھیار باندھے فیل و پالکی و اسپ عراقی و عربی پر سوار نہ ہو۔

حکم پالکی

ایک بادشاہی جہاز کا نام گنج سوائی تھا کہ بندر سورت میں اس سے بڑا کوئی جہاز اور نہ تھا۔ ہر سال وہ بیت اللہ کو جاتا تھا۔ مکہ و جدہ میں ہندوستان کی اجناس بیچنے سے ڈھائی لاکھ روپیہ نقد و زر سرخ و ریال حاصل ہوئے تھے وہ اس مال کو لئے بندر سورت کو آتا تھا محمد ابراہیم ناخدا تھا جسنے آہنی چلکے بنا کے اپنے ساتھ لئے کہ دریا میں غنیم کو اور اسکے جہاز کو گرفتار کرے اس جہاز میں اسی توپیں تھیں اور سوا اسکے اور چار سو صندوق اور آلات جنگ کے موجود تھے۔ بندر سورت سے آٹھ نوروز کی راہ پر جہاز تھا کہ مقابل میں ایک انگریزی جہاز نمودار ہوا۔ جو بادشاہی جہاز گنج سوائی کی نسبت بہت چھوٹا تھا اور تیسرے چوتھے حصہ کی برابر مصالح جنگ رکھتا تھا۔ جب انمیں گولہ رس فاصلہ رہا تو جہاز شاہی سے اول دفعہ ایک توپ غنیم کی طرف چھوڑی گئی بدنصیبوں کی شامت سے یہ توپ پھٹ گئی اور اسکے لوہے کے ٹکڑوں کے لگنے سے تین چار آدمی ضائع ہوئے۔ اور اسی اثنا میں دشمن کے جہاز کا گولہ جہاز گنج سوائی کے چوب میان پر لگا جسکو دریا نوردوں کی اصطلاح میں ڈول جہاز کہتے ہیں اور جہاز کی سلامت روی کا مدار اسی پر ہے جسنے جہاز کو معیوب بنایا۔ انگریزی جہاز کے آدمیوں کو اسکی اطلاع ہوئی وہ دلیر ہوکر اپنے جہاز کو بادشاہی جہاز پاس لائے۔ اور یورش کی اور جہاز کے اندر آن کر شمشیر سے لڑائی شروع ہوئی۔ باوجودیکہ جنگ شمشیر میں نصرانی جرأت نہیں رکھتے۔ جب جہاز پر انگریزوں کے غلبہ کا اثر ہوا محمد ابراہیم ناخدا جو بجائے فوجدار جہاز ہوتا ہے۔ جہاز کے تختہائے زیرین کے نیچے چھپا اور ترکی کنیزیں کہ مکہ میں خرید کرکے اپنی سریت بنائی تھیں انکے سر پر چیرہ باندھا اور تلوار ہاتھ میں دیکے جنگ کی ترغیب دینے لگا کہ وہ نصرانیوں کے ہاتھ میں گرفتار ہوئیں اور انگریز تمام جہاز پر متصرف ہوئے

جہاز گنج سوائی

اور جہاز مین جو زر نقد سرخ و سفید تھا اسکو اور بہت قیدیون کو اپنی ساتھ جہاز پر لے گئے
تو اُنکا جہاز بڑا بھاری ہوگیا۔ پادشاہی جہاز کو خشکی کے کنارہ پر اپنے متعلقہ کے نزدیک لائے
اور قریباً ایک ہفتہ کے مال کی جستجو مین اور مردم جہاز کے برہنہ کرنے مین اور پیر و جوان کی مستورات
کی بے ناموسی مین کوشش کی پھر جہاز اور مردم جہاز سے ہاتھ اُٹھایا بعض باغیرت عورتون نے اپنی
عصمت کا پاس کرکے اپنے تئین سمندر مین ڈبویا اور بعض نے خنجر اور کارد سے اپنا کام تمام
کیا۔ جب بادشاہ کو یہ حال معلوم ہوا اور بندر سورت کے سوانح نگار نے روپیہ سکہ انگریزکا
کہ بمبئی مین اپتے بادشاہ کے نام کے بنائے تھے۔ پادشاہ پاس بھیجا تو پادشاہ نے حکم دیا کہ
بندر سورت مین جو انگریزون کے گماشتے تجارت کرتے ہین انکو پکڑلین اور اعتماد خان متصدی
سورت و سیدی یاقوت خان کو لکھا کہ وہ بمبئی کی تسخیر کا فکر کرین۔ یہ فساد مدتون تک رہا
انگریزون نے برج و بارہ کی تعمیر مین اور دشوار گذار راہون کے بند کرنے مین پہلے سے
زیادہ تردد کیا۔ اعتماد خان متصدی بندر سورت قلعہ بمبئی کے استحکام اور بند و بست
کو جانتا تھا کہ وہ علاج پذیر نہین ہے اور کلہ پوشیون کے ساتھ کاوش اور شورش مین سوا
اسکے کہ بندر سورت کے محاصل مین خلل پیدا ہو کچھ اور نہین کھلا ہے وہ پادشاہی کفایت شعارون
مین تھا۔ یہ نہین چاہتا تھا کہ محصول پادشاہی کا ایک روپیہ تلف ہو۔ ہرچند اسنے ظاہر
انگریزی گماشتون کو مقید کیا لیکن باطن مین وہ انگریزون کی بدنامی کے دفع کی
تدبیر کرتا تھا۔ جب انگریزی گماشتے مقید ہوئے تو روے دریا یا کنار دریا پر کسی
منصب دار پادشاہی کے آنے کی خبر سُنتے تو وہ اسکو اپنی گماشتون کی عوض مین
مقید کرتے۔ اس مقدمہ نے طول پکڑا۔ جزیرہ بمبئی کا محصول دو تین لاکھ روپیہ سے زیادہ
نہ تھا وہ فوفل اور نارجیل سے حاصل ہوتا تھا اور انگریزون کا سرمایہ تجارت بیس
لاکھ روپیہ سے زائد نہ تھا۔ باقی دولت کا مدار راہ کعبۃ اللہ کے جہازون کی . . .
دست اندازی پر تھا جو سال دو سال مین ہو جاتی تھی وہ ان جہازات سے جو
ہندوستان کی اجناس کو بندر مخہ و جدہ کو جاتے کچھ سروکار نہین رکھتے لیکن وہ مراجعت

کرتے تو اُن مین نقد زر سفید و سرخ و ابراہیمی و ریال ہوتے اُن کی جاسوسی کرکے
جس جہاز کو زیادہ مالیت کا جانتے اُس پر تاخت کرتے ۔

سوانح سال سی و نہم

سنہ ۱۱۰۶

۱۰ شوال سنہ کو بادشاہ نے نورس پور اور افضل پور سے کوچ کیا ۔ اور
۷ اسکو موضع برہمن پوری مین دریاے بھیمرا (بھیما) کے کنارہ پر آیا اور اس ویرانے کو اپنے
آنے سے آباد کیا اور اسکا نام اسلام پوری رکھا۔ امراؤ کو عمارات بنانے اور غربا کو چھپر چھاونی
ڈالنے کا حکم دیا۔ اس سال کا بڑا سانحہ قاسم خان خانہ زاد خان مخاطب بہ روح اللہ خان ثانی
وصف شکن خان اور امراء نامی کا سنتا گھوڑپرہ کے ہاتھ مین گرفتار ہونا ہے تفصیل اس اجمال کی
بطریق اختصار یہ ہے جب بادشاہ پاس سنتا کی تاخت و تاراج کی پیہم خبرین آئین۔
اور اسکو معلوم ہوا کہ اب سنتا اپنے گھر کو جاتا ہے اور اسکا عبور لشکر سے اسی کروہ پر ہوگا
تو قاسم خان کو جو ضلع دندیری کا فوجدار تھا اور کسی تقریب سے آدونی کے قریب آیا
تھا حکم ہوا کہ اپنی جمعیت کے ساتھ وہ معبر سنتا پر جائے اور خانہ زاد خان وصف شکن خان
و اصالت خان و محمد مراد خان اور اور منصبداران خاص جلو کے اور خاص چوکی کے اور
ایک جماعت کثیر ہفت چوکی و توپخانہ کی سنتا کی تنبیہ کے لئے مقرر ہوئی ۲۰ جمادی الآخر
اس راہ پر کہ سنتا کا معبر تھا چھ کروہ کے فاصلہ پر لشکر آپس مین ملگئے۔ قاسم خان کا اثاثہ البیت
آدونی مین تھا اُسنے چاہا کہ مین خانہ زاد خان اور اوروں کی ضیافت خاطر خواہ کرون
بہت سا اسباب ظروف طلا و نقرہ و مسی و چینی قلعہ سے نکال کر دوسرے روز اپنے پیش خانہ
اور ایک اسیر کو تین کروہ کے فاصلہ پر بھیجا۔ غنیم کو پیش خانہ آنے کی خبر ہوئی اسنے اپنی جمعیت کو

تین توپ مین تقسیم کیا۔ ایک جوق پیش خانہ لوٹنے کے لیے بھیجا اور ایک گروہ لشکر شاہی کے مقابلہ کے
لئے اور ایک جمعیت کو علیحدہ مرتب رکھا۔ چار گھڑی دن باقی تھا کہ جس جوق کو پیش خانہ کے لوٹنے
کے لیے بھیجا تھا اُسنے پیش خانہ کو خوب لوٹا اور بہت آدمیون کو مارا اور خستہ کیا اور جس گروہ کو
قاسم خان تک بھیجا تھا اُسنے خانہ زاد خان کو خواب سے بیدار نہ کیا خود مقابلہ کو دوڑا۔ ابھی گروہ
نہ گیا تھا کہ فوج غنیم مقابلہ کے لئے مستعد ہوئی جنگ شروع ہوئی۔ خانہ زاد خان خواب سے
بیدار ہوا اور اُسنے یہ خبر سنی۔ بہیر و بنگاہ و احمال و اثقال و خیمون کو یہین چھوڑ کے جلد دوڑا
دشمن کیطرف کالیہ پیادے بندوقچی بہت تھے۔ وہ نشانہ خوب لگاتے ہین اور سوارون کی
جمعیت بھی بے انتہا تھی۔ محاربہ عظیم ہوا۔ طرفین کے بہت آدمی کشتہ ہوئے۔ باوجود
سپاہ اور سردارون کی ثبات و استقامت کے اور دشمنون کے مارنے اور زخمی کرنے کے
دشمن کے قرار مین ذرا خلل نہ پڑا اسنتا نے جو ایک جوق کو علیحدہ رکھا تھا وہ شاہی بہیر پر جو پیچھے
چھوڑ گئے تھے حملہ آور ہوا اور سارے اسباب کو لوٹ لیا اور سب آدمیون کو مار ڈالا جب یہ
خوف کی خبر عین گرمی جدال و قتال مین خانہ زاد خان و قاسم خان کو پہنچی تو ان ثبات سے
مین تزلزل ہوا اور آپس مین مشورہ کیا کہ جہان پیش خانہ گیا تھا وہان ایک قلعہ دیرہ بندی ہے
اور اُسکے آگے تالاب ہے وہان جانا چاہیے ایک کوس تک لڑتے ہوئے تالاب کے کنارہ
پہنچے اُسوقت غنیم نے کچھ نہین کیا اور ایک طرف اپنا ڈیرہ لگایا۔ بادشاہی آدمی جو قلعہ
مین تھے انہونے اور بادشاہی آدمیون کے واسطے دروازہ بند کیا خان مشار الیہ اور امراء
جو ماحضر ساتھ رکھتے تھے اُسکو آپس مین قسمت کرکے کھایا اور تمام سپاہ کو سوائے تالاب کے پانی
پینے کے کچھ اور کھانے کو نہ ملا گھوڑون اور ہاتھیون کے لیے کاہ اور دانہ کا نام بھی کوئی
نہین لے سکتا تھا جب دن ہوا تو غنیم نے انکا گرد و پیش گھیرا لشکریون نے بھی کمر ہمت جانفشانی
مین باندھی مقابل کھڑے ہوئے۔ دشمن تین روز تک نمودار ہوا اور لڑا نہین پھر اسکے پاس کئی ہزار
پیادے چنبل پار سے آگئے۔ چوتھے روز ابھی صبح کی سپیدی نمودار نہ ہوئی تھی کہ کالیہ پیادون نے
جو پہلے سے موجود تھے جنگ شروع کی۔ توپخانہ شاہی کا مصالح اکثر غارت ہو چکا تھا۔

اور جو کچھ ساتھ تھا وہ خرچ ہو گیا تھا۔ کچھ دیر تک لڑائی کا غل مچا آخر کو وہ عاجز ہوئے دشمن کی
طرف سے اولون کی طرح تفنگ کی گولیان برستی تھین بہت سے آدمی تلف ہوئے باقی
آدمیون کی چارون طرف راہ بند دیکھی تو وہ کام ناکام قلعہ مین داخل ہوئے۔ ثقات جو
اس جنگ مین موجود تھے کہتے تھے جنگی سپاہ کا سیوم حصہ و توپخانہ اور راہ مین اور تالاب
پر مرہٹون نے مار ڈالا۔ قلعہ کو غنیم نے چارون طرف سے محاصرہ کیا اور اسکی خاطر جمع ہوئی
کہ یہ سب بھوکے مر جائینگے جسدن اس قلعہ مین داخل ہوئے تو اُسکے ذخیرہ سے جوار اور چکی
روٹی کل چھوٹے بڑون کو ملی اور دواب کو پرانے چھپر کھانے کو ملے دوسرے روز نہ آدمیون کے
لئے روٹی تھی نہ گھوڑون کیلئے دانہ چارا۔ اس درد بے درمان سے جانین جاتی تھین۔ قاسم خان
بڑا تریاکی تھا اور اسی پر زندگی کا مدار تھا۔ تریاک کے نہ ملنے سے وہ ہلاک ہوا۔ کوئی کہتا
ہے کہ زہر کھا کر مر گیا۔ غرض تیسرے روز وہ زندہ نہ تھا۔ دشمن اسلئے اور زیادہ دلیر ہوا
اور محصورین بیدل اور بے جگر تر۔ بزدلون اور جگردارون نے ہر چند کہا کہ اس خرابی کے
ساتھ بھوکے کب تک جئینگے ایک مرتبہ دشمنون پر حملہ کر کے شہادت نصیب کرین یا
فتح نصیب ہو دونو صورتون مین عذاب سے مجانبت اور ثواب سے مقاربت ہوگی۔ یہ
بزرگون نے قبول نہ کیا اکثر آدمی بھوکے مر گئے۔ گھوڑے ایک دوسرے کی دم کو گھاس
کی طرح کھاتے تھے۔ غنیم نے ایک برج کو بنیاد سے اڑا دیا اور اطراف مین آواز گیر و دار کو بلند
کیا۔ خانزاد خان ناچار ایک جوگی کی پناہ مین گیا اور آخرکار صلح یہ قرار پائی کہ قاسم خان
کے نقد و جنس و جواہر و گھوڑے ہاتھی سنتا کو دئے جائین اور بیس لاکھ روپیہ اور پسر بالکشن و
منشی معتمد و صاحب سرکار خانہ اسکا اول ہو۔ اسپر عمل کیا گیا۔ سنتا نے کہلا بھجوایا کہ آدمی قلعہ
سے بے وسواس نکل آئین اور دروازہ کے آگے دو رات رہین جس شخص کے پاس جو کچھ ہوگا اسکی
مزاحمت نہین کیجائیگی اور ہمارے لشکر سے جس چیز کو چاہین خرید لین۔ قلعہ سے بیرون
لشکر شاہی باہر آیا غنیم کے آدمی ایک طرف روٹی اور دوسری طرف پانی آدمیون
کو دیتے تھے قلعہ کے دروازہ پر دو رات رہے تیسرے روز خانہ زاد خان مع رفقا کے

غنیم سے بدرقہ لیکر بارگاہ والا کو روانہ ہوا۔ حمیدالدین خان بہادر حضور سے اور رستم دل خان
حیدرآباد سے کوکن کے لئے روانہ ہوئے تھے وہ ادونی کے متصل انسے ملے۔ اُنہون نے لشکر کی
خوراک و پوشاک و نقد و ضروری اشیاء سے امداد کی۔ رعدانداز خان قلعہ دار نے
زیادہ اپنی حالت سے امداد کی اور احتیاج سے زیادہ یا احتیاج ہر ایک کے گھر سے اور اطراف و جوانب
سے جمع ہوا۔ غنیم اس غنیمت کو لیکر اپنے وطن کو جاتا تھا اُسنے جانا کہ رستہ مین خانجہان بہادر
بھی جھگڑا مچکانے چلو۔ ہمت خان کے ہمراہ ایک ہزار سوار تھے وہ دشمن سے لڑنے گیا کہ ناگاہ
بندوق کی گولی اسکے جگر مین لگی اور اسی وقت مرگیا۔ فیلبان چاہتا تھا کہ ہاتھی کو بیجائے
کہ باقی بیگ سپر سردار خان آگیا اُسنے فیلبان سے کہا کہ خان زندہ ہی ہاتھی کو آگے
چلا غنیم کو مین ابھی مار کر بھگاتا ہون۔ اُسنے خوب مقابلہ کیا۔ مگر سپاہ بے سردار کب تک
ٹھیر سکتی ہے۔ قلعچہ نزدیک تھا اُسمین وہ گیا۔ غنیم نے بہیر کو لوٹ لیا اور قلعچہ کا چند روز
محاصرہ کیا۔ اور اس حرکت کو بے نفع دیکھکر محاصرہ چھوڑ دیا۔ باقی بیگ فرصت پاکر
حضور مین آیا۔ حکم ہوا کہ خانہ زاد خان صوبہ ظفرآباد کا انتظام کرے اور صف شکن خان
فوجداری دھامونی کا سید صالت خان ان تنبھور کے قلعہ کا اور محمد مراد خان فوجداری
دوحد و گودر کا باقی لشکر پادشاہی لشکر سے مل گیا۔

جن دنون مین شاہ عالم مقید تھا تو محمد اعظم پر بادشاہ ایسی مہربانی کرتا کہ وہ اپنے
تئین ولیعہد مستحق سمجھتا۔ ان دنون مین کہ شاہزادہ مطلق العنان ہوا۔ بادشاہ سابق
سے زیادہ اسکے حال پہ متوجہ ہوا تو تھوڑے ... محمد اعظم شاہ کی ملال خاطر کا سبب ہوئی لگی
نماز عید الضحی مین بادشاہ نے محمد معظم کو داہنی طرف اور محمد اعظم کو بائین طرف بٹھایا۔ اس لئے
محمد اعظم پیچ و تاب مین آیا۔ بادشاہ نے محمد معظم کو جو مخاطب بہ شاہ عالم تھا بہادر شاہ کا
لقب دیا۔ اور اکبرآباد کے بندوبست کے لئے بھیجا پھر اسکے دو بیٹون معزالدین و محمد عظیم کو
بھی بھیجدیا۔ صوبہ ملتان مین فرقہ بلوچی جو لباس فقیری مین فساد کرتے تھے اور بلوچون نے
ایک آشوب اوٹھایا تھا۔ شاہزادہ ولیعہد کابل مین مامور کیا اور شاہزادہ معزالدین کو

صوبہ ملتان میں مقرر فرمایا۔

سوانح سال چہل و سوم ۱۱۰۰ھ

بادشاہ شاہزادہ محمد اعظم کو بیرگانون کے انتظام کے لئے اور غنیم کی تنبیہ کی واسطے رخصت کیا ظفرآباد کی مسجد میں نمازیون کی ایک جماعت پر بجلی گری سوا تین چار آدمیون کے سب نمازی مرگئے امام کا رخت بدن بجا رہا لیکن جلنے کا اثر ظاہر نہ تھا مگر اس میں جان نہ تھی۔

سوانح سال چہل و پنجم ۱۱۰۵ھ

دریاے بھنرہ (بھیما) کے کنارہ پر لشکر شاہی نے چھاؤنی ڈالی تھی۔ امرا نے بڑی بڑی عمارات بنالی تھیں ایک عجیب حادثہ لشکریون پر گذرا کہ آدھی رات کو ایک عالم آسودہ اور بے خبر خواب میں تھا۔ دریا کا پانی طغیانی میں آیا اور صبح ہوتے تک نصف بلکہ زیادہ لشکر کو پانی نے گھیر لیا۔ اندھیری رات۔ پانی کی طغیانی۔ بارش کی شدت۔ لاؤگل کی زیادتی نے آدمیون کو باہر جانے سے روکا۔ دس بارہ ہزار آدمی اور بادشاہ اور شاہزادون و امرا کے کارخانجات و اسپ و گاو و شتر بیشمار اور خیمہ و اسباب بے حساب پانی میں ڈوب گئے۔ بہت سی عمارتیں خراب ہوئیں بعض عمارتیں ایسی بہ گئیں کہ انکا نشان بھی باقی نہیں رہا تیزی سیل سے اکثر درخت بیخ و بن سے اکھڑ گئے۔ روئے دریا پر انسان و حیوان چھپرون پر سوار دوان دوان بیچارہ وار محبوس زندان چلے آتے تھے۔ اضداد متفق ہوگئی تھی کہ گربہ و موش و سگ و خرگوش یک دوسرے کے نگران چلے جاتے تھے۔ اور اپنی جانون پر لرزان دم نہیں مارتے تھے۔ جو صاحب دستگاہ تھے وہ کشتی پر سوار افتان و خیزان سلامتی کے کنارہ پر گئے اور غریب درختون پر چڑھتے۔ انکے جان و مال کو مردہ شوئون نے لے جاکر دریا برد کیا۔ بادشاہ اور شاہزادہ کامبخش کے خیمے پشتہ کوہ پر تھے جسکا ارتفاع تیس چالیس گز کا تھا۔ خیمون کے اندر پانی اسے چار گز نیچے تھا۔ بہت سی سواریاں تیار رہتی تھیں بادشاہ خدا سے دعا مانگتا اور تعویذ اپنے ہاتھ سے لکھ لکھ کر پانی میں ڈالتا کہ پانی کم ہو۔ تیسری شب کو پانی کم ہوا اور خلائق نے زندان قلیل لماء ہشدہ من قلیہ لیحدیدا

رہائی کی قید لوہو کی قید سے سخت ہوتی ہے) رہائی پائی۔
خانجہان بہادر ظفر جنگ کے آزار مین شدت ہوئی۔ جب بادشاہ شولاپور سے بنگاہ
کو جاتا تھا تو ۱۶ جمادی الاولی کو اسکے گھر گیا۔ تو خان جہان بادشاہ کے روبرو زار زار
رویا کیا کہ مین یہ چاہتا تھا کہ کسی معرکہ مین جان نثار ہون اور حضرت کے کام مین آؤن
بادشاہ نے فرمایا کہ تمام بندگی و اخلاص مین جان نثاری ابھی تک اسکی آرزو باقی ہے۔
۱۹ کو وہ دنیا سے رخصت ہوا۔ اس امیر عالیشان کی محفل شان عالی رکھتی تھی جو وہ چاہتا
تھا۔ کہتا تھا کسی کو تسلیم کے سوا جرات آتا تھا۔ اکثر اسکی مجلس مین نظم و نثر و شمشیر و جواہر
و اسپ و فیل و ادویہ شہی کا ذکر رہتا تھا۔
۲۰ جمادی الآخرہ کو شاہزادہ کام بخش صوبہ برار کے انتظام سے خوش دل ہوا۔ بادشاہ
سے عرض کیا گیا کہ قلعہ جنجی پر لشکر شاہی نے تسلط و استیلا پایا اور دشمنوں کی
ایک جماعت کثیر کو قتل کیا۔ اور راجہ رام یہان کا راجہ محصور ہو کر ایسا خوف مین
آیا کہ عیال اطفال و اموال و اثقال کو قلعہ مین چھوڑ سنتا پاس چلا گیا۔ ۷ شعبان کو یہ قلعہ
جنجی سات قلعے مین قہراً و جبراً مفتوح ہوا اور بادشاہی قبضہ مین آیا اور چار
رانیان اور تین بیٹے اور دو بیٹیان راجہ رام کی اور اسکے متعلقون و یارون اور
کی مقید ہوئین۔ اور سو قلعے جو عبارت ملک نامنگ سے ہی انکے ہاتھ آگئے۔ بنادر فرنگ
ممالک محروسہ کے ضمیمہ ہوے۔ زمیندار جو پر شور و تسلط تھے انہون نے اطاعت کی و پیشکش
دی یہ سارے کام جملۃ الملک کے تھے جسکو اس مہم کا صلہ دیا گیا۔ قلعہ مفتوحہ کا نام
نصرت گڈھ رکھا گیا۔ خیریت خان کو باری اور پائین قلعہ آسیری کا بندوبست
سپرد تھا وہ سنہ ۳۹ جلوس مین مر گیا تو اسکے ضلع کے فوجدار عبدالرزاق خان کی
عرضداشت کے موجب سیدی خیریت خان کا اموال سیدی یاقوت کو سپرد
ہوا تھا کہ خیریت خان کے ذمہ جو طلب سپاہ ہے وہ ادا کر دے۔ اس دستاویز پر
سیدی یاقوت نے خیریت خان کے تمام ترکہ نقد و جنس کو ضبط کیا اور اسکے زن

اور خورد سال فرزندوں کو اپنی متعلقہ میں قلعہ جزیرہ بیجاپور بھیج دیا اور یومیہ بقدر کفاف ضروری دستور محبوسان مقرر کر دیا۔ اس سال میں بادشاہ کو معلوم ہوا کہ یاقوت خان کے گھر میں بہت سی عورتیں رات کو ماہ رمضان کے چاند کی مبارکباد دینے گئیں زن خیریت خان کی اشارہ سے ایک جوان مرد نما نے مسلمین کوکن کی عورتوں کا لباس پہنا اور ایک جمدھر و گرز چوبی گھگرہ و ساڑی کے نیچے پنہاں کیا اور عورتوں کے ہجوم میں گھر میں چلا گیا اور بیچ کے ضرور میں جو سیدی یاقوت خان کے لئے مخصوص تھا جا چھپا۔ سیدی رات کو تیسری پہر کمر کھول کر جائے ضرور میں جایا کرتا تھا۔ جب اس رات کو جائے ضرور میں جانے لگا تو ایک لونڈی چراغ کو لئے ہوئی آگے جاتی تھی۔ جوں ہی اسنے قدم اندر رکھا۔ تو اس شخص کو اسنے دیکھا بے اختیار فریاد کی چراغ ہاتھ سے گر پڑا۔ اس آدمی نے حبشی کے سر پر گرز چوبی سنگین مارا اور جمدھر مارنا چاہتا تھا کہ یاقوت خان نے باوجودیکہ اس کی ازار کھلی ہوئی تھی اور سر سے خون کا فوارہ چھوٹ رہا تھا۔ حریف کا ہاتھ مع جمدھر پکڑ لیا اور اس کو زمین پر دے پٹکا محل میں غل شور ہوا۔ حبشی لونڈیاں لکڑیاں و مشعل لیکر آئیں۔ اس شخص کو مارنا چاہتی تھیں لیکن یاقوت نے اسکو منع کیا اور اس شخص کو دم دلاسا دیکر اصل حال دریافت کر لیا کہ خیریت خان کی زن کے اشارہ سے یہ کام کیا ہے۔ یاقوت خان نے اس عورت کو مدت تک محبوس رکھا مگر کوئی گزند جانی نہیں پہنچایا اور اسکا یومیہ بڑھا دیا۔

سوانح سال چہل و دوم سنہ ۱۱۰۹

خواجہ یاقوت محمد کام بخش کا ناظر و اتالیق تھا۔ راست اعتقادی اور دولتخواہی کے سبب شہزادہ سے کبھی حرف درشت و درست کہدیتا۔ بعض ارباب باش شاہزادہ کی خدمت میں رہتے تھے۔ یہ باتیں تیر کی طرح انکے دل میں چبھتی تھیں نا راستوں نے باطل دوستی سے چاہا کہ اپنے تیر پہلو نشین کو انکے سینہ اخلاص خزینہ میں بٹھائیں۔ ۱۸ جمادی الآخرہ کو رات کے وقت محرم خان مع دولتخانہ شاہزادہ سے اپنے گھر جاتا تھا۔ اثناء راہ میں کسی بد اندیش نے اس کے تیر لگایا اسکی حیات باقی تھی کہ اسنے اپنے ہاتھ کو سپر بنایا کہ پردۂ شکم تک تیر نے اثر نہیں کیا

[illegible]

جب پادشاہ کو اسکی خبر ہوئی تو اسنے کوتوال کو اس مقدمہ کی تحقیق کے لئے مقرر کیا۔ شاہزادہ کے پانچ
عمدہ سرداروں کے گرفتار ہونے کا پادشاہ نے حکم دیا۔ چار آدمی تو خوشی سے گرفتار ہو گئے
مگر پادشاہزادہ کے کوکہ نے خیرہ سری کی تو پادشاہ نے شہزادہ پاس حکم بھیجا کہ اسکو اپنے لشکر سے
نکال دے۔ پادشاہزادے کوکہ کو اپنے پاس طلب کیا اور سو اشرفی خرچہ دیا۔ ہزار پان دے کر
رخصت کیا اور اسکے جانے سے دلگیر ہوا۔ ابھی وہ دریا سے پار نہ گیا تھا کہ پادشاہ نے
شہزادہ کو حکم دیا کہ اسکو وہ خود لیکر حاضر ہو۔ وہ اسکو لیکر آیا تو پادشاہ نے حکم دیا کہ وہ خود
آئے اور کوکہ کو دیوان خاص میں چھوڑے۔ شاہزادے نے کہا کہ میں اور وہ دونو ساتھ مجرا
کرینگے اور اپنا بالابند کھول کر اسکی اور اپنی کمر میں باندھ لیا۔ ان ادا ہائے ناخوش کے سبب سے
پادشاہ نے کہا کہ وہ عدالت میں بیٹھیں۔
حمیدالدین خان کو حکم ہوا کہ اس حبشی کو پادشاہزادہ سے جدا کرے جب وہ جدا کرنے کو آیا تو شاہزادہ
نے حمیدالدین خان کو کٹار لگا کے زخمی کیا۔ لوگوں نے کوکہ کو خوب مار اپیٹا مگر پادشاہزادہ سے کوئی
نہ بولا۔ اس حال کو سنکر پادشاہ نے حکم دیا کہ جواہر خانہ کے متصل ایک خیمہ لگا کے اس میں شاہزادہ کو
تا دیب کے لئے رکھیں اور کوکہ کو زندان خانہ میں بھجوائیں اور پادشاہزادہ کو منصب سے برطرف کیا۔
اور اموال و اسباب و اثاثہ و کوکبہ و دولت سب ضبط کیا۔
سنتا جی گھورپرے کے تسلط و تاخت و تاراج کے آوازہ نے حد سے تجاوز کیا۔ ان
دنوں میں کہ غازی الدین خان فیروز جنگ سنتا جی کی تنبیہ کے لئے مامور ہوا تھا وہ بیجاپور سے
چار پانچ منزل پر مقیم تھا۔ خبر آئی کہ سنتا گھورپرے بیس پچیس ہزار سواروں کے ساتھ آٹھ نو
کوس پر آگیا ہے۔ سپہ سالار فیروز سنتا کے غلبہ و شہرت سے اور اپنی فوج کی قلت سے
آگاہ تھا۔ بہ تقاضائے وقت مصلحت یہ سمجھا کہ شہرت یہ دی کہ سنتا سے لڑنے جاتا ہوں۔
میر منزل کو اور آدمیوں کے ساتھ راہ صاف کرنے کے لئے اور پیش خانہ لیجانے کے لئے تعین کیا اور خود
سوار ہو کر بیجاپور کو راہ اختیار کی۔ جب وہ بیجاپور سے آٹھ نو کوس پر آیا تو جاسوسوں
کی زبانی معلوم ہوا کہ سنتا جی اور دھنا جی کے درمیان آپس میں فساد ہے۔ یہ دونو

سیناپت یعنی مرہٹون کے سپہ سالار تھی دھنا جادو مرہٹون نے عمدۂ قدیمی سردارون مین تھا
اور بہ نسبت اور سردارون اور سنتاجی کے امراء پادشاہی سے سلوک و سلامت کا طریقہ
مرعی رکھتا تھا سنتا اسپر تفوق چاہتا تھا اس لیئے دونون کے دلون مین غبار تھا اور ایک دوسرے
کے استیصال مین کوشش کرتا تھا ۔ راجہ رام کو دھنا جی جنجی لئے جاتا تھا ۔ منازعت مذکورہ کے
سبب مقابلہ ہوا ۔ سنتا غالب ہوا ۔ امرت راؤ برادر ناگوجی کو جو دھنا کا رفیق و یاور تھا زندہ گرفتار
کر کے ہاتھی کے پاؤن کے نیچے ڈلوا دیا ۔ اور راجہ رام کو قید کیا اور دھنا جان بچا کر نکل گیا ۔ دوسرے
روز سنتا راجہ کے روبرو دست بستہ کھڑا ہوا ۔ اور کہنے لگا کہ مین وہی حضور کا غلام ہون ۔ یہ
گستاخی اس سبب سے ہوئی کہ آپ چاہتے تھے کہ دھنا کو میرا رکیش بنائین اور اسکی اعانت سے
جنجی جائین ۔ اب آپ جس خدمت کو کہتے ہین حاضر ہون ۔ راجہ کو خلاص کر کے جنجی مین پہنچا دیا ۔
ذوالفقار خان کے مقابلہ مین اور محمد کام بخش کے بہکانے مین اور تسخیر قلعہ کی مقدمات کی برہمزنی
مین اور اسمعیل مکھا کے دستگیر کرنے مین شریک غالب رہا ۔ جبتک قلعہ جنجی فتح ہوا ۔ وہ راجہ رام کے
ساتھ قلعہ سے باہر ستارا کی جانب دھنا کی مخاصمت کے سبب سے گیا ۔ دھنا یہان تھا ۔ مرہٹون
کے اکثر امرا سنتا سے عداوت رکھتے تھے اور خفیہ دھنا جی جادو سے سنتا جی کے واسطے نامہ و پیغام
بھیجتے تھے ۔ ہنونت راے ایک بڑا نامی سردار تھا دھنا جادو کے اشارہ سے اُسنے سنتا کے
عمدہ نوکرون سے سازش کی اور دھنا جادو کی فوج لیکر اُسنے سنتا جی کی بھیر کو جا لوٹا اور سنتا
کے رشتہ کے بڑے نامی راوت اُسسے جدا ہو کر ہنونت راؤ سے پیوستہ ہوئے ۔ اور ایک جماعت
کشتہ و زخمی ہوئی سنتا بے پر و بال ہو کر پہاڑون مین گیا ۔ اس خبر کے سننے سے فیروز جنگ کے
لشکر مین بڑی خوشی ہوئی ۔ اور اسی زمانہ مین اورنگ زیب کا فرمان دستخط خاص کا لکھا ہوا آیا
کہ مرہٹون کے سردارون مین آپس مین نفاق ہے یقین ہے کہ سنتا جلد اپنے جزای کردار کو
پہنچے گا ۔ تم جلد جا کر ایسی کوشش کرو کہ اسکے استیصال کی فتح تمہارے ہی نام ہو ۔ اس حکم کے
پہنچتے ہی سپہ سالار سنتا کے تعاقب مین مصروف ہوا ۔ ایکطرف سے بادشاہی فوج اور دوسری طرف
سے دھنا کی فوج سنتا کے پیچھے پڑی سنتا کی فوج بالکل متفرق اور اُس سے جدا ہو گئی ۔

اس حال مین ناگوجی سیادیس بلکہ مسور جو مرہٹہ سرداروں مین تھا اور بادشاہ کے ملازموں
مین کچھ مدت تک داخل ہو چکا تھا مگر پھر اپنے فرقہ سے مل گیا تھا اور اس سرزمین مین وطن
رکھتا تھا اور اسکے بھائی کو ہاتھی کے پاؤن تلے سنتا مسلوا چکا تھا۔ عداوت جانی اس سے رکھتا تھا
اپنی بیوی کی رہنمائی سے اپنے آدمیون کی جماعت لیکر سنتا کے تعاقب مین گیا اور وہان
پہنچا جہان سنتا کوفتہ و ماندہ بے پروبال ایک نالہ کے کنارہ پر رہتا تھا غافل پاکر اسکو
قتل کر ڈالا اور اسکے سر کو توبرہ مین ڈال گھوڑے کے پیچھے باندھا اور اسکو لیکر اپنی بیوی
پاس بادھنا جادو پاس چلا۔ رستے مین اندر توبرہ گر پڑا۔ فیروز جنگ کی فوج کے سوارون
اور ہرکارون نے اسکے سر کو پہچانا اسکو لطف اللہ خان پاس کہ بہادر دل بھا لے آئے۔ اور
لطف اللہ خان سر کو فیروز جنگ پاس لایا۔ اسپر بڑی مبارک سلامت ہوئی شادیانے
بجے تشہیر کے بعد بادشاہ کے پاس خواجہ بابا کے ہاتھ بھیجا۔ بادشاہ نے سر کو دیکھ کر شکر
الٰہی کیا اور نوبت بجوائی اور خواجہ بابا کو خوشخبر خان کا خطاب دیا اور حکم دیا کہ اس
کی لشکر مین اور بعض بلاد دکن مین تشہیر ہو۔

سوانح سال چہل و سیوم ۱۱۱۰ھ

جب بادشاہ نے پیہم سنا کہ مرہٹون کا فساد و تسلط بڑھتا جاتا ہے اور وہ بہت
شوخی کرتے ہین تو اسکے دل مین آیا کہ انکے قلعون کی تسخیر کے لیے جہاد کیجئے مرہٹون کے
مسکن وہ یہا وا ہین اور اسطرح انکا استیصال کیجئے۔ بادشاہ اسلام پوری مین چار
سال سے چھاؤنی ڈالے ہوئے تھا۔ امرا نے اپنی بڑے بڑے مکان بنا لیے تھے۔
ایک نیا شہر معلوم ہوتا تھا۔ ایک سال پہلے قلعہ سنگ و گچ بنایا گیا تھا اب بادشاہ نے
حکم دیا کہ ایک خام قلعہ جسکا دورہ ڈھائی کروہ کا پیمایش ہو بنایا جائے۔ یہ تیار ہوا
کام پندرہ روز کے اندر کارپردازون نے بنا دیا۔ زینت النسا بیگم اور والدہ
پادشاہزادہ اور خدمہ محل کو اس آرامگاہ مین بٹھایا اور عمدۃ الملک مدار المہام
اسد خان کو یہان کی حراست سپرد کی۔ خافی خان لکھتا ہے کہ ۔ ۔ ۔ ۔

کہ پادشاہ نے منادی کرائی کہ سب امراء و منصبدار و خلائق اپنی عیال و اطفال کو مع مشغول
اسباب کے اس بنگاہ مین رکھین اور بہت تاکید کی کہ کوئی شخص اپنی اہل و عیال کو ہمراہ نہ لے
مگر پادشاہ کی مروت کے سبب اس حکم کی تعمیل نہ ہوئی اور خود ۵ جمادی الاولی کو سفر
کیا اور ۲ روز مین مرتضی آباد عرف مرج مین آیا شاہزادہ محمد اعظم کو بیرگانون سے طلب
کیا تھا وہ بھی اس منزل مین مل گیا مخبرون کے اخبار سے تحقیق ہوا کہ راجہ رام برار مین تاخت
و تاراج کر رہا ہے - اور یہ بھی معروض ہوا کہ زمیندار دیوگڈھ جو بسبب مناقشۂ وطن
اور وارثون کے غلبہ سے پادشاہ پاس آ کر مسلمان ہوا تھا اور بلند بخت اسکو خطاب ملا تھا
جب اسنے مدعی وطن کے مرنے کی خبر سنی تو وہ پادشاہ پاس سے بھاگ کر دیوگڈھ مین چلا گیا -
اور پیشکش مقرری جو ہر سال دیتا تھا وہ نہین دیتا اور مفسدی کرتا ہے - اور ملک کی تاخت
و تاراج مین راجہ رام کے ساتھ اتفاق رکھتا ہے - پادشاہ نے حکم دیا کہ آیندہ اسکو
نگون بخت لکھا کرین اور پادشاہزادہ بیدار بخت کو حکم دیا کہ شائستہ فوج کے ساتھ
جا کر راجہ رام اور نگون بخت کی تنبیہ کرے - اور بنگاہ اپنا مرتضی آباد مین چھوڑے - بطریق یلغار
مسافت طے کرے اور ایسا تعاقب کرے کہ انگارۂ فتنہ خاکستر کے نیچے شعلہ زن نہ ہو -
اور روح اللہ خان بخشی اور حمید الدین خان بہادر کو حکم دیا کہ وہ پرتاب گڈھ سے ستارہ گڈھ
تک کہین آبادی کا نشان نہ چھوڑین - مرتضی آباد سے جب پادشاہ نے پرگنہ کر کی نواحی مین
کوچ کیا - معروض ہوا کہ تھانہ پادشاہی یہان تھا جسکو دشمنون نے خراب کیا اور ایک مسجد
پہلے لوگون کی بنائی ہوئی ہے وہ بے چراغ ہے - پادشاہ دو کروہ مسافت طے کر کے اس مسجد
کو دیکھنے گیا - وہان دوگانہ شکر ادا کیا - یہان تھانہ آباد کیا - جو رعایا فراری تھی وہ یہان
امان اور انعام دینے مین آباد کی گئی - پادشاہ نے اسکی حراست کے لئے ایک جماعت مقرر
کی - یہان سے تھانہ سوادی مین پادشاہ گیا - یہان سے تین کروہ پر ایک مضبوط قلعہ سنت
تھا وہ غنیم کے تصرف مین تھا اور متانت مین مشہور تھا - تربیت خان میر آتش کو حکم ہوا
کہ وہ اس پہاڑ پر جا کر دشمنون کو نکال دے - خان نے دو روز مین توپخانہ کو قلعہ کی نواح

پیچھے پہنچایا۔ آتش باز نے توپیں لگا کے دشمن سوزی شروع کی۔ قلعہ نشینوں نے بھی کوہ پر سے توپوں کا
چھوڑنا اور آلات آتشبازی کا چلانا شروع کیا۔ بادشاہ نے دو تین مقام کر کے حکم دیا کہ آتش
کشنا پر جو قلعہ سے ایک کروہ پر تھا اور گولہ رس تھا خیمے لگائے جائیں صبح کو حکم دیا کہ یورش
کے لئے لشکر تیار ہو محصورون نے بادشاہ کی یہ جرأت دیکھی تو انہوں نے اپنے عجز کا اظہار
کیا اور جان کی امان کا پیغام دیا اور قلعہ سپرد کرنے کو کہا۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ سب ہتیار
لے آؤ اور مضرت جانی نہ پہنچاؤ اور انکو چھوڑ دو رات کو سب اس طرح بھاگ گئے کہ پتا بھی
انکا نہ معلوم ہوا۔ مصالح و ذخیرہ قلعہ قدرے غلہ اور اور اسباب بادشاہی لشکر کو ہاتھ آیا۔
۱۳ر جمادی الآخر سنہ ۱۱۱۱ کو قلعہ سب طرح قبضہ میں آگیا۔ کلید فتح اس قلعہ کا نام ہوا۔
بسنت گڈھ کی فتح کے بعد بادشاہ قلعہ ستارہ کی فتح پر متوجہ ہوا۔ ستارہ کا قلعہ
ایسے اونچے پہاڑ پر واقع ہے کہ اُسنے ستارہ کو اسم بامسمّی بنا دیا ہے۔ ۲۵ر جمادی الآخر کو
۴۳ سنہ جلوس کو پائے قلعہ سے آدھی کوس کے فاصلہ پر بادشاہی خیمہ لگا اور دوسری طرف
شاہزادہ محمد اعظم شاہ کا خیمہ ایستادہ ہوا اور امراء کے خیمے جابجا اطراف قلعہ میں تربیت خان
کی تجویز سے نصب ہوئے۔ قلعہ کو مرکزوار گھیر لیا تھوڑے دنوں میں اندک تردد سے قلعہ
کے نیچے اور دمدموں کے اوپر توپیں لگا دیں۔ لیکن قلعہ دیوار کی صورت ایک پہاڑ ہے
جو تیس ۳۰ گز بلند اور اُسکے اوپر ۱۲ گز سنگ چین ہے۔ وہ کوئی دیوار نہیں کہ جسکے ارکان
میں توپوں سے تزلزل آ جائے۔ پھر اسپر اسباب استحکام سب جمع دیکھے۔ توپ خانہ و ذخیرہ
اور فراوانی آب کہ عین گرمی کے موسم میں پانچ چشمے جاری تھے۔ اور کام کے آدمی نقد جان کو
ہاتھ میں لئے ہوئے وہ مستعد مہیا تھے۔ شب و زبان و تفنگ و حقہ جادو و مشک اور
سنگ پھینکتے تھے اور باہر کی بیشمار افواج رسد کو لوٹتی تھی اور بیس ۲۰ کوس تک گھاس کو اس نے
جلا دیا تھا جو جاندار کا مائیہ عیش ہے کئی بار وہ شوخی کر کے لشکر کے نزدیک آئی مگر انہوں
نے مالش ایسی پائی کہ بھاگ گئے۔ غلہ و کاہ کی کمال گرانی ہو گئی۔ باوجود اس دشواری
کے دیوار حصار سے تیرہ گز پر برج کے مقابل ایک دمدمہ تیار ہو گیا اسکے مصالح میں اتنی

درخت صرف ہوئے کہ تیس چالیس کوس تک درخت کا نام نہین رہا۔ پادشاہزادہ کی طرف سے
مورچال پائے قلعہ تک پہنچ گئے اور نقابون کو حکم ہوا کہ وہ نقب لگائین انہون نے دمدمہ کے قریب
چند روز مین ۴۰ گز سنگ خارا کو جسکا نام برج تھا۔ خالی کیا۔ پادشاہ کے حکم سے قوم ماولیہ کہ
قلعہ گیری مین ید طولیٰ رکھتی ہے۔ دو ہزار آدمی حاضر ہوئے اور تین سال کی طلب کا ایک لاکھ
چھتیس ہزار روپیہ انکو دیا گیا اور قلعہ کے اوپر چڑھنے کا اسباب زینہ اور مال او چرمین جا تیار
ہوئے۔ سچ ہے کہ طالب ہر در سے اپنے مطلوب کو ڈھونڈھتا ہے کہ کسی در سے اُس پر راہ
کھلجائے۔ کارکنون کی نظر مین یہ تمام اسباب قلعہ گیری کے لئے مفید نہ تھا۔ تربیت خان نے
اُسی دمدمہ کے نیچے جو چوبین بلند تھا ایک زینہ روان کیا اسکے مصالح مین ہزار کچاوے اور
ٹاٹ و کرباس کے خریطے صرف ہوئے۔ کرباس کمیابی کے سبب روپیہ کا چار گز ملتا تھا۔
ہیمہ صحرا صرف ہوا۔ خاک ریز کر کے قلعہ کے نیچے نقب لگائی اور اسکے اوپر چوبی زینے
لگائے لیکن پیش رفت کار سوا اسکے نہ ہوئی کہ خان مذکور دمدمہ سابق پر رکھ لے آیا تھا
اسکے سبب محصور دیوار قلعہ سے سر نہین نکال سکتے تھے اور بندوق نہین مار سکتے تھے اور دیوار
کے نیچے چھپ کر بیٹھے تھے۔ اور پتھر مارتے تھے اور اس سبب یورش کا مقصد دیوار پر بہادر چڑھین
نہین حاصل ہوتا تھا۔ پادشاہ نے حکم دیا کہ قلعہ کے دروازہ کی طرف فتح اللہ خان اور
روح اللہ خان اور مورچال روان کرین۔ پنجم شوال سنہ ۴۴ جلوس کو خان مذکور نے اپنی فکر
صائب سے ایک ماہ کے عرصہ مین یونی قلعہ کے نیچے مورچے پہنچائے۔ تربیت خان نہین چاہتا
تھا کہ اسکے تردد کے مقابل مین کوئی دوسرا نام آور ہو اُسنے اپنی رای صائب اور سنگتراشون
کی مدد سے کمر کوہ مین دو طاق بقدر طول چودہ درعہ اور عرض دو درعہ خالی کئے۔ مردم کارزار آزمودہ
کو وہان چوکی کے لئے بٹھایا کہ کارزار کے وقت انسے جانفشانی ظہور مین آئے۔ جب اسکا
منصوبہ جو مرکوز خاطر تھا پیش نہ گیا تو ایک تازہ تدبیر اسکے ذہن مین آئی کہ دونون
طاقون کو اسنے باروت سے بھر دیا۔ جب اسکا یہ حسن تردد پادشاہ سے عرض ہوا تو
پادشاہ نے حکم دیا کہ سوار و پیادے توپخانہ و خاص چوکی و الوس افغان و گکھر اور

اور بقیہ سائر و جماعۂ عربی و کرناٹکی جو شب و روز حاضر رہتی ہیں انکے علاوہ حبشی الملک
مخلص خان و حمید الدین خان بہادر چند ہزار سوار لے جا کر انتظار کریں کہ جب نقب اڑائی
جائے اور جان فروش قلعہ میں داخل ہوں تو وہ انکی کمک کریں۔ نجف فہیم بعدہ الہام کو
کو طاق کلان میں آگ دی اسکے اوپر کا پشتہ مع دیوار کے اڑ کر قلعہ کے اندر گیا اور
اہل قلعہ کی ایک جماعت جل گئی اور اڑ گئی۔ پادشاہی لشکر کو جرأت ہوئی اور اس نے قدم
آگے رکھا پھر طاق دوم کی باروت میں آگ لگائی اسکے اوپر کا پارچہ کوہ جس پر یہ گمان تھا
کہ وہ قلعہ کے اندر پڑیگا۔ وہ پادشاہی لشکر کے سر پر پڑا اور کئی ہزار آدمی جو مغاکن
اور بناؤں میں یورش کے منتظر تھے۔ ہلاک ہونے میں پتھروں کے نیچے دب گئے۔ گنج شہیدان
کی طرح بے غسل و کفن دفن ایک دوسرے کے اوپر سوئے۔ اسے دو ہزار کار آمدی یکبار کام
آئے۔ اگرچہ آدمیوں کے لئے راہ وسیع خود بخود کھل گئی۔ اس شہر میں سو آدمی دیوار
کے اوپر دوڑے اور غل مچایا کہ آؤ یہاں کوئی نہیں ہے لیکن مورچال کے آدمیوں نے
ترس و خوف سے اس راہ میں قدم نہ رکھا انتظام جاتا رہا۔ کام کیا نہ کیا برابر ہوا جنھوں نے
جب دیکھا کہ کوئی متنفس اس طرف سے نمودار نہیں ہوا تو وہ دیوار کے اوپر آ کر جا کے گرم کو
گرم تر اور قائم تر کیا اور بندوق زنی کی۔ آتش کو روشن کیا۔ دمدمہ بھی بیٹھ گیا
تھا۔ رخنے گر پڑے تھے اور کارپردازوں نے کام سے ہاتھ اٹھا لیا تھا۔ کون مقابلہ
میں آتا جب پادشاہ کو اسکی اطلاع ہوئی تو پادشاہ خود گھوڑے پر سوار ہوا اور
نوکروں کی سرکار پر آیا اور حکم دیا کہ مردوں کی لاشوں کو ایک دوسرے پر فراہم کرو
اور دمدموں کو سیر بنا کے یورش کرو۔ مگر پادشاہ نے اپنی بات کا اثر مشاہدہ نہ کیا تو حکم
دیا کہ مرکوہ میں خیمہ برپا ہو تاکہ وہ خود اور پادشاہزادہ اس جگہ تشریف لے جائیں
ارکان سلطنت بہت عجز و انکسار کرکے اسکے مانع ہوئے۔ اس روز بھی سواری تیار
تھی لیکن کام کے برہم ہو جانے کے بعد جانے سے کیا فائدہ تھا بعد اسکے پانچ
نے سپاہ کی استمالت اور دلداری کی اور فرمایا کہ اس مرتبہ تو ہم اور ہر اس کو

کسو تم اپنے دلون مین جگہ دیتے ہو۔ ابھی غنیم نے کوئی دست برد تم پر نہین کی ہی جس جماعت کی
اجل آ گئی تھی اسنے شہادت کی سعادت پائی۔ جو اہل دین کی آرزو کا انتہا کا درجہ ہی اور
آخرت کی رستگاری کا سرمایہ۔ تمکو چاہیئے کہ جہاد پر کمر باندھو جب تک بدن مین جان ہو
کوشش کرو۔ سرافراز خان دکنی کو حکم ہوا کہ سرباز ہمراہیون کو جو مصالح قلعہ گیری مین اوس
بہرہ مند خان بخشی کے آدمیون کو تربیت خان کی مدد کے لیے لے جاؤ اور از سر نو مورچال
بنانے مین مشغول ہو۔ بہت سے بہادرون کو افسوس تھا کہ کار طلب دیون کی جماعت یون
مفت رائگان خاک کے نیچے سوئے اور سنگ کلوخ سے ہم آغوش ہوئے اور چند لاکھ روپیہ
مع محنت و تردد پنج ماہ کے خاک کی برابر ہوا۔ اور پھر مآل کار معلوم نہین۔
جو آدمی دبے ہوئے تھے انمین سی بعض کے وارث وقت پر پہنچے اور مردون اور زخمیون کو
نکال لائے۔ باقی مر گئے۔ واقعہ غریبہ ہی کہ پیادے بہلیہ اپنے بھائیون اور فرزندون اور
یارون کے مرنے سے بہت بیدل تھے اور میر آتش سی بھی دل سوختگی رکھتے۔ جب انہون نے دیکھا
کہ کوہ سنگ و خاک سی مردون کا نکالنا مشکل ہی اور انکے دین مین مردون کا جلانا واجب ہی۔
انہون نے اسی شب کو مورچال کو جو سراپا چوب سے مرتب تھا بے خبر آگ لگا دی۔ یہ آگ سات
دن رات جلتی ہی۔ اتنا پانی کہان تھا کہ اس صحراے آتش کو بجھاتا کل ہنود اور بعض مسلمین بھی
جنکے نکالنے کی فرصت نہ ملی تھی وہ بالکل جل گئے۔ دنیا بھی عجب آتش کدہ ہی کہ دوست و دشمن
دونو فنا کی آگ مین جلتی ہین۔ اس سردار جدکار نے نان کی امید مین اور جان کی بیم مین
کشائش قلعہ مین بہت کوشش کی مگر العبد یدبر و اللہ یقدر۔
۲۵ رمضان ۱۱۱۱ھ کو مخبرون نے خبر دی کہ راجہ رام جو برار مین تھا اپنے گھر جاتا تھا
وہ مر گیا اور تین خرد سال بیٹے اور دو بیویان چھوڑ گیا۔ دہم شوال کو بادشاہ کو یہ
اطلاع ہوئی کہ پسر کلان جو پانچ سال کا تھا اسکو مرہٹون نے باپ کا جانشین کیا تھا۔ وہ
چیچک سے مر گیا۔ راجہ رام کی بڑی رانی تارا بائی تھی کہ عقل و فراست مین اور ملک و سپاہ
کی پرداخت مین اپنے شوہر کی حیات مین شہرت تام رکھتی تھی اور اسکے ایک بیٹا تھا۔

اسکو سرداروں نے راجہ رام کا قائم مقام کیا۔ رانی مذکور نے دشوار گذار پہاڑ کی طرف کو رخ
کیا۔ بادشاہ نے یہ خبر سنکر شادیانے بجانے کا حکم دیا اور راجہ کے شر کے دفع ہونے
کا شکر ادا کیا۔ امیروں نے بھی بادشاہ کو مبارکباد دی مگر وہ کارخانہ الٰہی سے غافل تھے
جب سنبھاجی قتل ہوا ہی تو بھی یہی سمجھے تھے کہ دکن کا فساد برطرف ہوا اب بھی سب متفق اللفظ ہو کر
خوش وقتیاں کرتے تھے اور کہتے تھے کہ مرہٹوں کی جڑ کٹ گئی اور طفل شیر خوارہ اور رانیاں
بیدست و پا زن ہیں جنکا استیصال کیا بڑی بات ہی۔ یہ خبر نہیں کہ عاقل کہہ گئے ہیں
ع دشمن نتوان حقیر و بیچارہ شمرد۔ تارا بائی زوجہ راجہ رام جیسی شرط سرداری تردد
بجا لائی اور مرہٹوں کا بند و بست کیا اسکا ذکر سال بسال اپنے محل پر ہوگا۔
قلعہ پرلے قلعہ ستارہ سے سات کوس پر تھا۔ پرسرام اس قلعہ میں راجہ رام کی طرف سے
اس ضلع کے بند و بست مالی کے لئے مقرر ہوا تھا وہ ایسا حواس باختہ ہوا کہ قلعہ دار کی
صلاح بغیر اسنے ملازمت کی اس ضمن میں قلعہ دار پرلے نے بھی جان و مال کی امان کے
قول کا پیغام بھیجا۔ اس حالت میں سو بہان قلعہ دار ستارہ نے دیکھا کہ قلعہ کی ایک طرف کی
دیوار اڑ گئی ہی اور ایک جماعت کثیر سوختہ ہوگئی ہی۔
پشتہ کوہ پر بادشاہزادہ کا سرکوب ایسا لگا ہوا ہے کہ وہ عمارات قلعہ کو منہدم کر رہا ہے
فتح اللہ خان کے مورچال حصار کے اوپر پہنچ گئے ہیں وہ ایک پنجہ آہنین کی ضرب سے دروازہ
کو اکھیڑنا چاہتا ہی۔ راجہ رام کے مرنے کی خبر مشتہر ہوگئی ہی۔ قلعہ دار پرلے جو ملک دکن
وہ التجا کرنے میں اور اپنے کام کے پیش لیجانے میں سبقت لے جاتا ہے اس سبب سے آل کار سے
سراسیمہ ہو کر شاہزادہ محمد اعظم شاہ کو واسطہ بنا کے التماس کی کہ اگر جان و آبرو کی امان پاؤں
اور قلعہ دار پرلے کی تقصیر معاف نہ ہو تو قلعہ ستارہ کی کنجیاں حوالہ کرتا ہوں اور یہ تعہد کرتا ہوں
کہ تھوڑے دنوں میں قلعہ پرلے کو بلا قول امان بندہای بادشاہی کے تصرف میں لاتا ہوں اسکی
التماس مقبول ہوئی۔
سوم ذی قعدہ ۱۱۱۱ کو قلعہ ستارہ کی کنجی حوالہ کردی۔ تین ہزار عورت مرد بچوں کو

اسے فتح پایا گیا وہ قلعہ سے باہر آئے۔ قلعہ کی فتح کے شادیانے بجے۔ سوبھان کی گردن اور ہاتھ باندھ کے پادشاہ پاس لائے اُسنے اُسکے ہاتھ کھلوائے اور منصب پنجہزاری دو ہزار سوار مع اسپ و فیل و کٹارہ مرصع و علم و نقارہ اور بیس ہزار روپیہ نقد اُسکو عنایت ہوا چونکہ قلعہ ستارہ پادشاہزادہ محمد اعظم کی وساطت سے فتح ہوا تھا اسلئے اُسکا نام اعظم تارہ رکھا گیا۔

کشاکش قلعہ ابتدا ۲۵ رجمادی الآخر سنہ ۴۳ سے لغایت ۱۳ ذی قعدہ سنہ ۴۳ مین یعنی ۴ ماہ ۱۸ روز مین ہوئی اس اثنا مین جو اور واقعات پیش آئے انہین لکھتے ہین۔

شاہزادہ محمد اکبر کے دو ملازم اُسکی عرضداشت قندھار سے لائے جسمین عفو جرائم کی درخواست تھی اور ایک صندوقچہ عطر نذر کے لئے بھیجا تھا۔ پادشاہ نے فرستادون کے ہاتھ خلعت اور فرمان بھیجا جسکا مضمون یہ تھا کہ جبتک تم ہماری سرحد پر نہ آؤ گے عفو جرائم نہین ہوگا اور جب ملک پادشاہی مین داخل ہوگے تو تمہارے لئے فرمان صوبہ داری بنگالہ کا صادر ہوگا۔

ملتان کے اخبار نویسون کے نوشتہ سے پادشاہ سے عرض کیا گیا کہ بلوچ جنکے دس بارہ ہزار سوار فراہم ہوگئے تھے اور قوم لتی (لیتی) یہ دونو حد سے زیادہ فساد کر رہے ہین۔ شاہزادہ معز الدین سے مکرر مقابلہ و مقاتلہ نکا ہوا حفیظ اللہ خان پسر خرد جمدۃ الملک مرحوم نے جو صوبہ ٹھٹہ کا ناظم تھا اور اس ضلع مین تسلط کلی رکھتا تھا۔ شاہزادہ کی مدد کی۔ لیکن مخالف کے غلبہ سے شاہزادہ کی فوج کا عرصہ تنگ ہوا۔ اور لطف علی خان و راجہ سورج مل و بہادر خان اور بندہائے پادشاہی کام آئے تو شاہزادہ نے دشمنون کے ایک ہزار آدمیون کو مارا اور فتح حاصل کی۔ چہارم جمادی الآخر کو پادشاہ سے عرض ہوا کہ دریائے نربدہ کے پار شاہزادہ بیدار بخت اور راجہ رام درمیان جنگ ہوئی خان عالم اور سرافراز خان نے تردد نمایان کئے۔ مخالف نے بار لشکر شاہی کو دے کر فرار ہوئے پادشاہ نے خان بہادر کو شاہزادہ کی ہمرکابی کے لئے مامور کیا۔

شاہزادہ محمد اکبر [illegible]

شاہزادہ معز الدین و بلوچ و قوم [illegible]

سوانح سال چہل و چہارم ۱۱۱۱ھ

قلعہ ستارا (اعظم تارا) کی قلعہ داری پر ستر ساقی بوندیلہ سرافراز ہوا۔ ۱۴ ذی قعدہ کو بادشاہ
اس حصار میں گیا۔ ایک قدیم مسجد والیان بہمنیہ کی بنائی ہوئی تھی۔ بادشاہ نے اسپر سفیدی
پھروائی اور دوگانہ شکر ادا کیا۔

جب بادشاہ قلعہ اعظم تارا کی بست و کشاد سے فارغ ہوا اور قلعہ دار اور فوجداروں کا
مقرر کیا۔ تو فتح پرلے کا ارادہ کیا۔ بادشاہ کے حکم سے فتح اللہ خان قلعہ کے محاصرہ میں مصروف
ہوا اور جو ستارہ میں مصالح قلعہ گیری جمع ہوا تھا وہ بہت جلد قلعہ پرلے کے نیچے آگیا۔
۲۲ ذیقعدہ کو بادشاہ تین روز چلکر دروازہ قلعہ کے سامنے خیمہ زن ہوا اور دولت خانہ
کے آگے شاہزادہ کا خیمہ لگا۔ روح اللہ خان میر مورچال مقرر ہوا۔ قلیچ خان بہادر اور
مردم شاہی نے قلعہ کے اضلاع کوہ کو چند کروہ کے فاصلہ پر مرکز وار گھیر لیا۔ اگر ستارا
کہتا کہ میں قلعہ آسمان فرسا ہوں تو پرلے نے کہا کہ میں اسکے جوشن پر تیغ کار فرما ہوں
اگر ستارا کہتا کہ آسمان میری کوہ کا پشتہ ہے تو پرلے کہتا کہ آسمان میری شکوہ کا سایہ ہے
محاصرین نے تھوڑے دنوں میں محصورین کو تنگ کیا۔ مگر بارش کی شدت اور غلہ و کاہ
کی کمی وہ ہوئی کہ اسنے بادشاہی سپاہ کا بھی دم نکال دیا۔ مگر بادشاہ اس حال میں
زر پاشی اور دلدہی سے دلاوروں کا دل ہاتھ میں لاتا۔ قلعہ نشین کبھی کبھی بخیر بہار سے
نیچے آن کر شوخی کرتے۔ مگر یورش اور فتح اللہ خان کی بہادری سے محصور دل باختہ ہو کر
الامان کی فریاد کرنے لگے۔ ڈیڑھ مہینے کے محاصرہ کے بعد سیوم محرم میں قلعہ مفتوح
ہوا اور مردم قلعہ مع عیال امان پاکے قلعہ سے باہر نکلے۔ انکے بدن پر سوا پرانے
کپڑوں کے کچھ اور نہ تھا۔ قلعہ میں جو مسجدیں شاہان بیجاپور کی تعمیر کی ہوئی تھیں اور
ہندوؤں نے انکو خراب کر دیا تھا۔ انکی تعمیر کا حکم دیا۔ ابراہیم عادل شاہ جو نئی چیز
بناتا تھا اسپر نورس کا لفظ لگاتا تھا۔ کتاب نورس۔ شہر نورس پور۔ دام نورس۔
یہ قلعہ بھی اسکا بنایا ہوا تھا اسلئے اسکا نام نورس تارا رکھا۔

روانگی شاہ عالم بھوسان گڈھ کی طرف۔

اب بادشاہ نے قلعہ مین قلعہ دار مقرر کر دیا اور اس سرزمین کا بندوبست ہو گیا تو اُسنے بھوسان گڈھ کی طرف کوچ کا ارادہ کیا۔ مگر کارخانجات بادشاہی و امرا وغیرہ کے باربردار اصلا موجود نہ تھے۔ بارش کی زیادتی اور آب و ہوا کی ناموافقت سے شتر کا نام و نشان باقی نہ تھا اور ارابہ کی آمد و رفت دریا و دشوار گذار کے حائل ہونے کے سبب اس ضلع مین متعذر تھی ارابہ باربردار کے بیل جو پانچ مہینے کی برسات مین زندہ رہے تھے انمین سوا پوست و استخوان کے کچھ باقی نہ تھا۔ ہاتھیون کا حال بھی یہ تھا۔ سرکار بادشاہی اور امیرون کا اسباب اُن ہی ناتوان ہاتھیون پر جنکی پوست و استخوان کے سوا کچھ نہ تھا اور نیم جان بیلون پر اور مزدورون پر اور بلغورخانہ کے فقیرون پر جو لدسکا لادا گیا۔ باقی سبکبار ہونے کے لئے کچھ اسباب قلعہ دار کے حوالہ کیا گیا اور کچھ جلایا گیا اور نامراد لیے بضاعت خانہ بدوش ہو کر روانہ ہوئے۔ فیل گاہ جنبر انکی جا بجا مین گرانباری کرتی تھین۔ دلدلون مین گرانی بار سے گرے اور جان عزیز کو خیرباد کہا۔ راہین بند ہوئین۔ بڑی سختی سے دریاے کشنا کے کنارہ کہ پانچ کروہ پر تھا تین منزلین کر کے آخر روز مین وہان پہنچے۔ اب عبور کا خطرہ ہوا تو سات شکستہ بستہ کشتیون کے سوا کچھ اور نہ تھا۔ مقام کا حکم ہوا۔ شدت بارش سے آب کشنا بہت چڑھا ہوا تھا۔ کثرت لشکر و قلت معبر پر نظر کرنے سے قالب سے جان نکلتی تھی۔ جب اُترنا شروع ہوا تو باوجودیکہ بادشاہ نے گرز بردار مقرر کر دیئے تھے کہ زیردستون پر زبردست تعدی نہ کر سکین اور یہ مقرر تھا کہ ہر روز ایک بادشاہزادہ اور باقی امیر گذرین۔ مگر دریا کے کنارہ پر اس قدر فساد و شمشیر کشی ہوتی تھی کہ کوئی روز نہ ہوتا کہ دو تین نفر کشتہ و زخمی و غرق نہ ہوتے ہون بعض جو تیر کر پار جانا چاہتے تھے۔ انمین دس مین ایک زندہ کنارہ پر پہنچا تھا۔ کئی ہزار آدمی جو پیچھے رہ گئے وہ بیابان مرگ ہو گئے۔ ۱۹ صفر کو بھوسان گڈھ مین لشکر پہنچا۔ بادشاہ نے یہان ایک ماہ کے قیام کا حکم دیا۔ باران جو اب تک رفاقت مین تھا وہ بھی جدا ہوا۔ دریاؤن کے چڑھاؤن کا شور بھی

کم ہوا۔ لشکر کو آرام ملا۔ شاہزادہ اعظم کو خاندیس رخصت کیا کہ برہانپور میں لشکر
کے ساتھ آرام کرے۔ لشکر خستہ حال کو ملک قدیم کی آباد نواحی میں رخصت کیا۔
صوبجات کے نوابوں کو فرمان گیا کہ تازہ لشکروں کو ہمارے پاس بھیجیں۔ شاہزادہ
بیدار بخت کو ملا کر قلعہ برنالہ کی فتح کے لئے بھیجا اور ذوالفقار خان بہادر نصرت جنگ کی
فوج کو اسکے ساتھ کیا۔ کچھ دنوں بعد تربیت خان میر آتش کو اس طرف روانہ کیا۔
۲۷ ربیع الاول کو بادشاہ خواص پور میں آگیا۔ یہاں خلائق کو ایک گونہ آرام ملا
یہاں غلہ وکاہ اور اکثر یاحتاج کی ارزانی تھی۔ مگر یہاں ایک اور تازہ حادثہ
ناگہانی آسمانی مردم لشکر پر واقع ہوا۔ جسکا مجمل حال یہ ہے کہ ایک نالہ کم آب تھا اس پر لشکر
پڑا تھا۔ اس نالہ کے سب طرف خشک ریت تھی برسات ہو چکی تھی یہ ہنگام باران کا
گمان نہ تھا کہ وہ شدت سے برسیگا۔ ۲۸ ربیع الثانی کو جبال کوہستان دشت میں
غیر موسم ایسی بارش ہوئی کہ ایک پہر رات گئے سیلاب بلا ایکبارگی لشکر کی طرف آئی
اور آدمیوں کی جان پر بلا ہوئی۔ ایک جماعت بادہ عشرت میں مدہوش اور خواب غفلت میں
ہم آغوش تھی اس وقت خبردار ہوئی کہ پانی نے سر سے گذر کر بساط خانہ کو مع خیمہ و فرش
کے زیر پا لپیٹا۔ جو کوئی سراسیمہ ہو کر نجات کی فکر میں دست و پا زنی کرکے اس شب
تاریک میں جس طرف نظر ڈالتا سوائے بے پایاں موج آب کے کچھ نظر نہیں آتا۔ ایک عالم سر پا
برہنہ جان بچانے کے واسطے استغفار پڑھتا ہوا ہر طرف دوڑتا تھا۔ اکثر نے اس بحر
بے پایاں میں جان بادفنا میں دی جسوقت اس قیامت کا برپا ہونا شروع ہوا۔
بادشاہ جائے ضرور میں تھا وہ یہ سمجھکر کہ دشمن کے ناگہاں آجانے سے یہ ہنگامہ رستخیز
ہو رہا ہے۔ عالم اضطراب میں اٹھا پاؤں پھسلا اور پاؤں میں ایسی ضرب شدید آئی
کہ علاج پذیر نہ ہوئی اور میراث صاحبقران کہنہ لنگی ہاتھ آگئی۔ اب سیلاب کی
نوبت دولتخانہ بادشاہ تک پہنچی۔ اپنے اور خدمۂ محل کے لئے سواری طلب ہوئی
صبح ہوئی تو پانی کم ہونا شروع ہوا۔ بہت سے عمدہ نامی آدمی ننگے سر اور ننگے

پاؤن اسباب کو برباد کرکے پڑے پھرتے تھے۔ غرض جو کچھ منزربالی وکسالہ وتصدیع خلق کو ہوئی وہ بیان نہین ہوسکتی۔

پادشاہ سے معروض ہوا کہ ہنو قید مین طعام نہین کھاتے۔ ساہو بن سنبھا بجائے طعام کی شیرینی ومیوہ وپکوان کھاتا ہے تو پادشاہ نے حمیدالدین خان کی معرفت اسکو کھلا بھیجا کہ تم قید مین نہین ہو اپنے گھر مین بیٹھے ہو۔ طعام کھایا کرو۔

ملبارس خان حاکم کاشغر فوت ہوا ملک کے بند وبست مین خلل پڑا۔ ارسلان خان پسر شاہ خان ابن عم خان متوفی پادشاہ کی بندگی سے سرافراز تھا۔ اسکو ارشاد ہوا۔ وطن مین جاکر اپنے ملک پر قبضہ کرے۔ سردار خان جو شاہزادہ معظم کی تعیناتیون مین تھا۔ اسکو حکم ہوا کہ اسکی کمک کرے۔

۱۶ رجب ۱۱۱۲ھ کو پادشاہ مرتضی آباد مرچ کی طرف چلا۔ ۲ شعبان کو وہان پہنچ گیا۔

سوانح سال چہل وپنجم ۱۱۱۲ھ

قصبہ مرچ مین توقف ہوا۔ سیوم شوال کو قلعہ پرناله اور اسکے پاس کے قلعہ پون گڈھ کی فتح کے لئے علم اٹھایا۔ ۵ ماہ مذکور کو حصار کے دروازہ کے روبرو پادشاہ آیا اور دریا کے کنارہ قلعہ کے نیچے جو مقام توپ ریس تھا وہ منزل گاہ بنائی۔ دیوان حافظ مین فال مین یہ شعر نکلا۔

دلے کہ غیب نمائست جام جم دارد ہر خاتمے کہ دمے گم شود چہ غم دارد

سیواجی نے یہ قلعہ بحکام عادل خانیہ سے لیا تھا۔ پھر اسکو سلطان معظم شاہ نے فتح کیا تھا پھر اسکو سنبھاجی نے لے لیا۔ پادشاہ نے نصرت جنگ کو بھیجا کہ ہر طرف جو پھر رہی ہین انکا سر تن سے جدا کرے۔ دونو قلعون کا دور سات کروہ تھا اسکو لشکر شاہی نے گھیر لیا۔

تربیت خان کے اہتمام سے مورچال کی پیش رفتی ہوئی اور توپین دشمنون کے جلانے کے لئے گرم ہوئین تھوڑے دنون مین قلعہ کی پانچ برج نصف سے زیادہ گر پڑی اور سپہ دار بلدگار خار زار زمین کی شگافت مین اور کوہسار مین کوچہ بنانے مین کارنامے بروئے کار

لاتا تھا۔ کئی جریب بیر زمین مجوف کرکے راہ بنائی کہ جسمین تین سلح آدمی متصل مستوی القامت چلے جائین اور کئی کئی قدمون کے فاصلہ پر نشیمن بنائے۔ کہ بیس آدمی کام کرنیوالے اس مین بیٹھ سکین اور ہر طرف غرفے جسمین ہوا آئے اور آفتاب کی روشنی پہنچے مرتب کئیے۔ ان کانون مین تیغ بجانہ کے آدمیون کو بٹھایا کہ بند وقین یا تکر کسی کو دیوار سے سر نہ نکالنے دین اور اس کوچہ کو اس برج کے نیچے پہنچایا کہ مضرت توپ بچتا۔ اسکی بنیاد کو اس قدر خالی کیا کہ ایکہزار درون کی جاتا اسکے اندر چوکی دیتے اور کوئی آسیب حقہ و ستوالیہ ضنیم کا انکو نہین پہنچتا تھا۔ آخرکار اسکو چہ کو نیز فصیل دیوار مین لے گیا لیکن اس سبب سے کہ پیش رفت کار مین توقف طاری ہوا۔ برسات کا موسم آگیا اور شدت بارش اور سیلابون کی طغیانی سے اس مین کچھ خلل پڑا اس اثناء مین فتح اللہ خان جو اورنگ آباد مین اپنے ہمراہیون کی شکست کی خبر کے انیکیا ہوا تھا وہ حضور مین آن کر مامور ہوا کہ لشکر شاہزادہ کی اطراف سے منعم خان کی ہمدستی کے ساتھ کوچہ سلامت بالاستقلال روان کرے اس فرمان پذیر نے ایک ماہ مین زمین سنگ آگین مین خاک سے زیادہ سہل تر کاٹ کر کوچہ پائے دیوار تک پہنچایا کہ عقل حیران رہ گئی محصورین جو نوحصار سے آتش افروزی کرتے تھے۔ انہون نے دیکھا کہ ایک طرف سے تربیت خان چاہتا ہے کہ انکا بیخ کنی کرے دوسری طرف فتح اللہ انکو خاک مین ملانا چاہتا ہے۔ محمد مراد خان اپنے ہمراہیون سمیت اور خواجہ محمود بخشی لشکر شاہزادہ کام بخش لون کہان کے برج و بارہ کو اڑانا چاہتا ہے لشکر کے محاصرو نے فرار کی راہ کو تنگ کر رکھا ہے۔ پادشاہ عالمگیر ہے کہ برسات کی شدت اور حادثات کے نزول سے اسکے عزم جزم مین خلل نہین پڑتا اور یہ لشکر ایسا ہے کہ جبتک اپنا کام نہ کریگا پائے کار سے نہین اٹھیگا۔ ان باتون پر لحاظ کرکے محصورین نے مرکر اپنا ضرر عجز مین دیکھا اور تربیت خان کی وساطت سے زنہار جو فی کے لئے پادشاہزادون کے امان خانون مین دوڑے۔ ان دونو نے پادشاہ سے ان کی شفاعت چاہی۔ پادشاہ نے اسکو قبول کیا۔ ترنبک محارس کو جان و مال کی امان دی غرہ محرم سنہ ۱۱۱۲ کو پہنالہ اور پون گڈھ ممالک محروسہ مین آگئے پادشاہ نے پہنالہ کا نام

نبی شاہ ورک کھا۔ اسمٰعیل کھا یہان کا فوجدار مقرر کیا۔

فتح قلعہ صادق گڈھ و نامگیر و مفتاح و مفتوح۔

بادشاہ نے پرنالہ کی اطراف سے گھاٹون کی طرف جانے کا قصد کیا کہ وہان علف و آذوقہ کثرت سے ہے۔ خلق خدا کو اس سے آرام ملے گا اور قلاع داروں گڈھ و نامگیر و چندن و وندن دشمنوں کے ہاتھ سے مخلص ہونگے اس ثواب کی نیت سے دوم محرم ۱۱۱۳ کو بادشاہ نے کوچ کیا۔ فتح اللہ خان بہادر کو آگے جانے کے لئے مامور کیا۔ اُسنے جاکر چارون قلعون کے کوہ نشینون کی کمر کو توڑا اور غنیم کی ایک جماعت کو تلوار کا طعمہ بنایا اور بہت مواشی اور قیدی پکڑ لائے۔ وارون گڈھ کے قلعہ نشینون نے بازوی دست کوب کا یہ زور دیکھکر اور انکے پیچھے بادشاہ لشکر کے آنے کی خبر سنکر جان کا بچانا غنیمت جانا۔ دسوین ماہ مذکور کو قلعہ خالی کر دیا۔ اور چور بھاگ گئے۔ اس مناسبت سے کہ خان بہادر کا نام محمد صادق ہے بادشاہ نے اس قلعہ کا نام صادق گڈھ رکھا۔ ۲۷ کو ظاہر قلعہ کو کہ گھاٹون سے آدھہ کوس پر ہے چھاؤنی کے لئے بادشاہ نے فرمایا اور یہان خان بہادر ساتھ لشکر گران کو بسر کرو کی بخشی الملک بہرہ مند خان نامگیر و چندن و وندن کی تسخیر کے لئے بھیجا۔ دس بارہ روز مین قلعہ دار نامگیر نے اپنی جان پر رحم کر کے قلعہ کی کنجی خان بہادر کو حوالہ کی۔ قلعہ کا نام نام آوروں کے التفات کے سبب سے نامگیر رکھا گیا پھر حصار چندن کا محاصرہ ہوا۔ تھوڑے دنون مین اہل حصار نے امان مانگ کر حوالہ کیا پھر قلعہ وندن کا محاصرہ ہوا۔ چودھوین جمادی الاولی کو یہ چوتھا قلعہ بھی بادشاہی قبضہ مین آگیا۔ ان دونون قلعون کا نام مفتاح و مفتوح رکھا گیا۔

فتح قلعہ کھیلنا۔

تسخیر قلعہ کھیلنا کو فتح کرنا لڑکون کا کھیل نہین تھا۔ اسکا تسخیر کرنا سخت مشکل تھا ہر دولت کے لئے ایک کشایش اور ہر محنت کے واسطے ایک آسایش اور ہر عقدہ کے لئے ایک تفسیر اور ہر امر کے لئے ایک تعبیر ہوتی ہے۔ سو عالمگیر جس مکان مین عقدہ لا ینحل تھا اسکو ناخن کے اشارہ سے کھولتا۔ جس زمان مین طلسم لا ینکشف نظر آتا ہے اسکے چہرۂ حقیقت کو اپنی تدبیر سے کھولدیتا ہے اگر قاصدان آمال کی راہ مین خیال اشکال سنگ راہ ہوتا تو اپنی حکم قاطع سے اسکو کاٹ دیتا ہے۔ اگر تراکم اشجار راہ مین آنے جانے والون کو

روکے تو اسکو اپنے حکم کے تبر سے بیخ و بن سے اکھیڑ ڈالتا ہے۔ اگر عقبات دشوار گذار پیش آتے تو
اُن کو ہموار کر دیتا ہے اگر حصول مقاصد کے لئے بعد شرق و غرب حائل ہو تو اسکو طے کرا دیتا ہے
یہ پادشاہ ۱۶ ربیع الاول جمادی الآخر ۱۱۱۳ھ کو صادق گڈھ سے چلا۔ بارہ منزلیں طے کر کے ملکاپور میں
خیمہ زن ہوا آگے راہیں دشوار گذار تھیں اسلئے سات روز یہاں قیام کیا۔ شاہزادہ بیدار بخت
بھی شاہ درگ سے معاودت کے وقت برسات کے موسم کاٹنے کے لئے ہوکری اور کوکاک اور
اسکی حدود کی سمت میں گیا تھا۔ کم مدت میں کئی قلعہ اسنے مرہٹوں کے ہاتھ سے چھڑائے وہ پادشاہ
کے حکم سے بورگانوں کی راہ سے پادشاہ سے اسی منزل میں آنکر ملا بے موسم مینھ برستا تھا۔
یہاں چند روز قیام ہوا۔ فتح خاں نے معبر کو صاف کر کے پادشاہ کو اطلاع دی۔ چار کروہ
مسافت جو بڑی دشوار تھی آسانی سے طے ہوئی۔ ۱۶ رجب کو پادشاہ دامن کوہ میں جو
اسکی فرودگاہ کے لئے کافی تھا خیمہ زن ہوا۔ یہاں سے کھیلنا ساڑھے تین کروہ تھا۔ کوہسار
کی راہ میں سراسر دشوار گذار بیشے اور جنگل انبوہ خاردار واقع تھے کہ آفتاب کی روشنی نہیں
جا سکتی تھی اور ایسے تنومند اشجار بلند کی شاخیں باہم بافتہ تھیں کہ چیونٹی بھی انسے بدشواری
گذر سکتی تھی۔ اگر کوئی بٹیا بھی تھی تو اسپر پیادہ مشکل سے چل سکتا تھا۔ خان بہادر فتح اللہ خان
مامور ہوا کہ ان عوائق و موانع کو راہ کے آگے سے اٹھائے۔ اس فرمان پذیر کی اہتمام و سعی سے
بیلداروں و سنگتراشوں نے ایک ہفتہ میں وہ دستکاری دکھائی کہ اسے دیکھ کر عقل دنگ
رہ گئی اگر پہاڑ آیا تو روئی کے گالوں کی طرح اڑایا اور نشیب و فراز سد راہ ہوا تو اسکو بساط
بنایا اگر بلند درخت رستے میں کھڑے ہوئے تو انکو خس و خاشاک کی طرح اڑایا غرض ایسا راستہ
ہموار بنا دیا کہ سو سوار برابر آسانی سے چلے جائیں۔ کام میں ہر روز دشمنوں سے لڑنا اور
انکے سروں کو سبزہ کی طرح کاٹ کے لالہ زار بنانا پڑتا تھا سیوم شعبان کو پادشاہ نے خان بہادر
کے ساتھ افواج کو بسرکردگی عمدۃ الملک مدار المہام اور بہ رفاقت حمید الدین خان بہادر و
منعم خان مع اخلاص خان و راجہ جے سنگھ کو رخصت کیا۔ صبح کے وقت خان بہادر حمید الدین خان
بہادر و منعم خان اور چند یکہ سواروں کے ساتھ درہ میں داخل ہوا۔ قلعہ کا ایک پشتہ سر کوب تھا

جس کے اوپر خان بہادر توپون کو لگانا چاہتا تھا۔ مگر وہان مرہٹے ایک دیوار محکم برجون کی کھینچ کر خود ہو بیٹھے۔ اسکو اپنے روز بد کا حصار سمجھنے لگے۔ حمید الدین خان بہادر کمین گاہ مسلح جیب کی محافظت کے لئے کھڑا ہوا۔ پانچ چار ہزار مرہٹے لڑنے کے لئے آگے بڑھے۔ درہ کی راہ کو روکا اونچے درختون اور سنگہار کوہ کی پناہ مین بندوقین مارنے اور پتھر لڑکانے شروع کئے۔
فتح اللہ خان نے کوشش کر کے سینون کو سپر بنایا اور تلوار سے مرہٹون کا سر اڑایا پشتہ کو کشتون سے دو پشتہ کیا۔ شاہی آدمیون کی ایک جماعت کام مین آئی آخرکار مرہٹون کو ایسا تنگ کیا کہ وہ فرار ہوئے۔ گریوون سے گر کر مر گئے۔ وہ چاہتے تھے کہ قلعہ کی جانب بھاگین سو خان بہادر نے اپنے سوار ہونے سے پہلے جزائر انداز ون کو دشمنون کے جلانے کے لئے قلعہ کی راہ پر بٹھا دیا تھا۔ اسطرف بھی آگ نے راہ گریز بند کی۔ ناچار جنگل مین بھاگے۔ درخت و بوتہ مین پنہان ہوئے اس اثنا مین کہ افواج شاہی پہنچین اور آنہون نے زندون کو گرفتار کیا۔ خان بہادر نے انکی کمر مین پتھرون کو باندھ کر بن کے غارون مین پھینک دیا۔ یہ فتح نمایان ہوئی اور پشتہ مذکور پر ثبات قدم ہوا۔ پادشاہ نے یہان اپنے خیمے لگائے۔ مورچال قائم کرنے مین رت جگا رہا۔ دوسرے روز دوسرا پشتہ قبضہ مین آیا یہان سے قلعہ کے اندر بندوق کی گولی پہنچ سکتی تھی۔ یہان توپون کو لگا کر خانہ نشینون کے گھرون اور عمارتون کو جلانا شروع کیا۔ کوچہ سقف (کوچہ سلامت) بنانا شروع کیا۔ دار کھڑی کر کے اسپر مخالفون کے سرون کو بجائے تاک کے خوشون کے لٹکایا۔ ۲۲ ماہ مذکور کو پادشاہ اس کارنامہ کو دیکھنے آیا اور مورچالون کے آگے لے جانے کے لئے ترغیب دی اور لشکر کی پشت گرمی اور پیش رفت کار کے لئے اپنی منزلگاہ سے اوٹھ کر اس میدان مین خیمہ لگایا کہ قلعہ سے آدھ کوس تھا۔

سوانح چہل و ششم سنہ ۱۱۱۳

پادشاہ کے حکم کے موافق شاہزادہ محمد بیدار بخت اطراف غنی شاہ درگ مین منزل گزین ہوا۔ تربیت خان کشل انبہ کے دمدمہ پر بیٹھا۔ محمد امین خان نے کوکن دروازہ کا

انسداد کیا۔ خان بہادر نے توپچی پیرلے کر بڑی مردمی ہمت سے کوچہ سر غار حائل قلعہ کی
ریونی تک لے گیا اہل حصار نے رات دن میں توپ و تفنگ کے چلانے سے لمحہ بھر کا توقف نہیں کیا
کوچہ سلامت [illegible] ہر نوع کے آدمیوں کو جو کام کرتے تھے جان سے مارتے تھے۔ مگر بہادر
اپنا کام بناتے تھے غنیم نے دروازہ قلعہ سے پوشیدہ کوچہ بنایا اور ریونی پر مدافعت
کے لئے بیٹھا جب اسنے دیکھا کہ خان بہادر دھابہ باندھ کے مقابل آیا اور زینہ پر سوار
ہونا چاہتا ہے تو اسکے ہوش اڑ گئے زینے جو غار میں سے نکال کر دیوار کے نیچے سطح زمین تک
لگائے تھے انکو دشمنوں نے خراب کیا۔ بہادروں نے کچا چمڑا جن کے زینے ترتیب دیئے اور ان
دھابوں کے اوپر باندھے اور پیش قدمی کی۔ محمد امین خان کا حال سنئے کہ وہ کوکنی
دروازہ کے انسداد کے لئے گیا تھا۔ پہاڑ کو پے سپر کر کے کھیلنا کے پائے کار میں ایک پشتہ
محاذی دروازہ کے مشرف ریونی تھا اسپر پہنچا۔ مخالفون نے اس پشتہ کے اوپر سنگین
دیواریں بنائی تھیں اور نیچے اسکے گہری خندق کو حائل کیا تھا ایک مدت تک صعوبت کو سبب
پیش رفت کار نہ ہوئی۔ ۱۵ شوال کو کوشش و کشش کر کے کشتوں کے پشتے لگائے اور
قلعہ نشینوں کی راہ اس دروازہ سے بند کر دی محمد امین خان بسبب عارض مرض کے بادشاہ نے
اپنے پاس بلا لیا اور کوکنی دروازہ کی طرف سے قلعہ کی تسخیر کے لئے شاہزادہ بیدار بخت ور اجہ
جیسنگھ کو مقرر کیا اور چند ہزار پیادے یاقوت خان متصدی و ندارا جیوری نے ان
پاس بھیجدیئے انہوں نے مورچال لگا کے برج و بارہ پر توپیں چلانی شروع کیں
فتح اللہ خان نے دمدمہ [illegible] برج تک انکو پہنچایا اور سیڑھی لگی تدبیریں کیں لیکن ع ۔
سبزہ بر سنگ نہ روید چہ کنہ باران را ۔ ہر چند شیر دہان اور کرک بجلی اتہ بون نے گولے
چلائے مگر سوا اسکے کچھ نہ ہوا کہ برج کے چند سنگ ٹوٹ گئے غنیم نے گولہ اندازی سے فرا
بھی ہاتھ نہیں کھینچا۔ وہ راتوں میں کئی دفعہ قلعہ سے باہر نکل کر مورچال پہ حملہ آور ہوا
خان بہادر بذاتہ اسکی مدافعہ میں مشغول ہوا۔ ایک دن دھابہ باندھنے میں وہ خود
مزدوروں کے ساتھ کام کرتا تھا۔ ایک پتھر اوپر سے آیا کہ ایک تختہ چار مسوج ..

غرلیعن پر وہ لگا تختہ شکستہ ہوکر اڑا اسکا ایک پارچہ خان بہادر کے سر پہ لگا اور اُسکے ساق
پائین مین بھی ایک ٹکڑا لگا۔ پاؤن اسکا اُکھڑا اور وہ کجاوہ سمیت جو اسکے ہاتھ مین تھا
ایک غار مین گرا۔ جان باقی تھی۔ کہ اس غار مین کچھ تھوڑی دور جا کر کجاوہ جو اسکے ہاتھ
مین تھا ایک درخت کی شاخ مین اٹک گیا اور اسمین خان بہادر لٹک گیا۔ لوگون نے
اس کو اس بلا ناگہانی سے نکالا اسکے سر و کمر اور تمام اعضا پر اس قدر سنگ کے
صدمات پہنچے تھے کہ ایکماہ تک صاحب فراش رہا۔ پھر اچھا ہوگیا وہ زبان دراز بڑا تھا۔ بادشاہ
کی مرضی کے خلاف اُسنے ایک مقدمہ فیصلہ کیا تھا اسکی سرزنش نصیحت آمیز بادشاہ نے
خواجہ سرا کی معرفت کی اسکی عمر اسی برس سے تجاوز کر گئی تھی وہ بادشاہ کا ہمعمر تھا۔
اُسنے جواب مین خواجہ سرا سے کہا کہ بادشاہ سے عرض کر کہ ہر انسان کامل العقل کی عمر کی
نوبت جب اسی نوی برس پر پہنچتی ہے تو اسکی عقل مین خلل آجاتا ہے اور اسکے حواس خمسہ
بحال نہین رہتے۔ مین تو سپاہی ہون۔ عقل سے کوسون دور پیدا ہوا ہون۔
جب خواجہ سرا چلا گیا تو دوستون نے اس جواب ناصواب کے برائیون کو بتلایا اُسنے
بادشاہ سے عذر کیا۔ خان بہادر اس فکر مین تھا کہ دوسرے برج کی طرف سے یورش کرے
مگر یہ فکر اسکا غلط تھا۔ دہم ذی الحجہ کو شاہزادہ نے ریوتی قلعہ کو لے لیا۔ راجہ جیسنگہ نے
بھی اس مین بڑا کام کیا۔ غنیم کو بڑی شکست فاحش ہوئی۔ اسکی جمعیت مین تفرقہ پڑا شاہزادہ
نے حکم دیا کہ توپون کو آگے لیجائین۔ اور دیوار قلعہ کو گرائین۔ پیر سرام نے جب دیکھا کہ
افواج شاہی اس طرح خانہ ویرانداز ی پر مستعد ہے۔ تو اُسنے برہمنون کو وکلا کو
بادشاہزادہ پاس بھیجا کہ قلعہ حوالہ کرنے کی اور بعض اور ملتمسات کرین۔ بوساطت
بخشی الممالک روح اللہ خان کے پیام آوری اور پیام بری مین چند روز لگے۔
مگر آخر کو یہ درخواست منظور ہوئی کہ پیر سرام مع محصورون کے قلعہ سے جان سلامت لیجاے۔
۱۷ محرم کو شاہزادہ کے نشان قلعہ پر قائم ہوگئے اسکی تاریخ فتح (فتح شد قلعہ کھیلنا)
ہوئی۔ بادشاہ نے اس قلعہ کا نام سخر لنا رکھا۔

اس سرزمین کی بھی عجیب کوہ وزمین ہین کہ سبزہ گل کے سوای کہین زمین نہین دکھائی دیتی اس کوہستان مین کوئی درخت نہین جو کوئی نفع نہ رکھتا ہو۔ کوئی پھول نہین کہ جسکی بو دماغ کو فیض نہ پہنچاتی ہو۔ ہر دانہ اسکا خراج دیتا ہے ہر خاک اسکی دامنگیر ہے۔ ۲۵ کو شہر مذکور کو باصفا و قلعہ کے ملاحظہ کے لئے گیا۔ ضابطہ خان کو یہان حاکم مقرر کیا اندر کی عمارتین اس قلعہ کی دلچسپ نہین ہین۔ یہ قلعہ سرحدی ہے اور ملک اعظم بالا گھاٹ و پائین گھاٹ کو کن اسکی تسخیر کے سبب سے ممالک محروسہ مین داخل ہوا دوسرے روز بادشاہ نے شاہزادہ کو ایک لاکھ روپیہ دیا۔ ہوکری اور رائے باغ مین چھاؤنی ڈالنے کا حکم دیا اور امرا کو جو اس مہم مین شریک تھے بڑے بڑے انعام دئیے۔

پادشاہ پنجم محرم سنہ ۱۱۱۴ کو کھیلنا سے بہادر گڈھ کے ناحیہ کی طرف چلا۔ کثرت بارش سے یہ حال ہوا کہ شتر کا نام نہین رہا گاؤ بہ گجرات رفت خر بہ خراسان شتافت فیل مدہوش سہ مستی سے بیہوش ہوا لشکر کا بارگران لیکر چلا۔ کجاوے اتنے لگے کہ گدھی کی طرح کیچڑ مین پھنسا غرض سارے احمال و اثقال مردوزن کے سر کے بوجھ بنے۔

شعر۔

اینکہ تو گوئی کہ ہمہ مردم اند — بیشتر گاؤ و خرے بے دم اند

دولت مند جو بہشت آسایش مین آسودہ رہتے ہین۔ کسی کسی طرح زیر کتل اول قیام گاہ مین پہنچ گئے اور کارخانجات لشکر کے نہ پہنچنے کے سبب سے متوقف ہوئے۔ حکم ہوا کہ حارس کھیلنا کو یہ کارخانے سپرد ہون۔ سات روز بعد کوچ کا نقارہ بجا۔ اس منزل مین ایک نالہ تھا اسنے بادشاہ کی سواری کو تو راہ دی لیکن خلائق کے کھانے کے لئے منہ کھولا۔ کوئی غرقاب فنا ہوا۔ کوئی اپنی قسمت کے زور سے نکل آیا جب دوسری منزل مین کوس بمژدہ نے آوازہ کیا تو وہی نالہ پھر پیش آیا۔ یہ نالہ بھی عجب غدار تیز و پیدار تھا کہ پیش خانہ بادشاہی کو اوراور پیش خانہ داروں اول حیلہ سے بلایا پھر بطریق بیراہہ روی نکے اس طرح اسپ روئی کو دوڑایا کہ

سب کو صحرائے درماندگی میں بٹھایا۔ اصحاب الغرض نے ہزار سماجت سے مال مغصوب کو اُنسے مستخلص کیا اور فسوس کرتے اور سر پیٹتے رہ گئے۔ آخر ایک کروہ کے تفاوت سے پادشاہ بائیں طرف چل کر بلکا پور میں آیا اس منزل میں ناگہ گجروی کر کے سدِّ راہ ہوا اور ہر گز کسی کا نالہ اُسنے نہ سنا اور شب و روز پاؤن دراز کر کے سویا۔ اس شورِ محشر میں روپیہ کا ایک سیر غلہ بکتا تھا۔ کاہ و ہیمہ نام کو نہ تھی۔ بارش کا تیر باران بے نواؤن کے بدن اور جان پر کارگر تھا۔ یادِ صرصر کا طعن دل ستان قالب کو تہی کرتا تھا۔ خلقت کو اپنی سخت جانی پر تعجب ہوتا تھا۔ ۱۹ صفر کو پادشاہ ہاتھی پر سوار ہو کر نالہ سے گذرا ایک کوس چلکر خیمہ لگایا۔ حجرۂ عدالت میں بیٹھنے کو جگہ ملی۔ پادشاہزادون اور دنیاداروں کو اپنے گھر میں کھڑے رہنے کی جگہ ملی۔ کئی روز بعد اس منزل میں آفتاب کھائی دیا تو نیم جانوں میں جان آگئی۔ ۱۲ ربیع الاول تک لشکر نے چودہ کوس مسافت کو ایک ماہ سترہ روز میں طے کیا اور قلعہ بنی شاہ درگ کے نیچے پہنچا۔ اسی طرح بدستور نکلنے لگا تو روز ہی طلبون نے ہاتھ ہلا کے اطراف سے بار بردار دوڑے آگئے۔ انہون نے خلایق خدا کا بوجھ سر و گردن پر اٹھایا۔ پس ماندہ آدمی بھی لنگڑاتے لنگڑاتے آگئے۔ ۱۵ شہر مذکور کو بیرگانو میں لشکر آیا۔ ایک ماہ بیس روز یہاں توقف ہوا۔ ۳ ربیع الآخر کو بہادر گڈھ کی طرف لشکر چلا اگرچہ ابر نے دامن میں پاؤن کھینچے تھے۔ دریائے کشنا کی طغیانی کی خبر آئی تھی مگر شاہانہ عزم کے مقابلہ میں یہ موانع کچھ وقع نہیں رکھتے تھے تو گردہ مسافت کنارِ دریا تک ۱۶ کوچ و مقام میں طے ہوئی۔ سارا لشکر دریا کے کنارہ پر آیا۔ دریا کیا تھا طوفان قیامت تھا۔ ہر موجہ اسکا بلائے قامت لشکر کا شمار امواج دریا سے زیادہ عبور ایسی کشتیوں پر سے

کشتی نہ کہ دوزخِ فسردہ ✤ یک تابوت و ہزار مردہ ✤

اس حال پر اختلال میں دس روز میں آدھا لشکر دریا سے گذرا۔ پادشاہ کشتی میں سوار ہو کر دوسرے کنارے پر گیا۔ پادشاہی لشکر نے یہاں بیس روز توقف کیا۔ پھر بہادر گڈھ کی سواد میں پادشاہ خیمہ زن ہوا۔ پادشاہ نے غازی الدین خان کے لشکر کا توزک دیکھا۔ اکثر توپخانہ کو ضبط کیا۔ اور حکم دیا کہ امراء اسنے زیادہ توپخانہ نہ رکھا کریں۔ یہ فقرہ بیدار بخت کو لکھا کہ ملک کہ خان فیروز جنگ کہ ہفت ہزاری است در خانہ خود نمودہ توپ گجنال و شترنال و گھوڑنال و ہمہ چیز آن قلعہ

یا بدل نیابد۔ سوا انچه که از سرکار پادشاہی باو تعین است داشت چرا شما که مضا عفا و
می یابید زر ہا ضائع میکنید و بے مصرف صرف مینمائید ع انچه در کار بود ساختنش خود
سازیست ✢ ع اندکے ماند و خواجه غره ہنوز ✢ بیت
ہیچ کس نیست که در فکر دل خود باشد ✢ عمر مردم ہمه در فکر شکم می گذرد ✢
۲۰ رجب ۴۶ جلوس کو لشکر نے قلعه کنڈانه کی فتح کے لئے کوچ کیا۔ ۱۷ شعبان کو اس حصار کے نیچے آیا۔

سوانح چہل و ہفتم ۱۱۱۴

بنئی مین جب پادشاہ کا لشکر آیا تو اتفاق سے امیر الامراء کا خیمه پست مین ہوا اور عنایت اللہ خان ناظم خالصه و تن کا خیمه مرتفع مقام مین ایستادہ ہوا چند روز گذرنے کے بعد خان نے گرد محل اپنا احاطه بنا لیا۔ امیر الامراء کے خواجه سرا البت خان سے کہا کہ اس مکان سے اوٹھ جاؤ یہان نواب کا خیمه لگیگا۔ خان نے جواب دیا که مین اپنے اترنے کے لئے جب تک کوئی اور جگه نه تجویز کر لون نواب صاحب توقف فرمائین۔ خواجه سرا نے اسکا جواب سخت دیا۔ خان نے خواہ مخواہ دوسرے مکان مین اپنے خیمے کو منتقل کیا اور امیر الامراء کے خیمے اُسکے خیمون کی جگه آن لگے اخبار نویس دیوانی کی فرد سے مقدمه کا حال پادشاہ کو معلوم ہوا۔ اسی وقت حمید الدین خان بہادر سے کہا که امیر الامراء سے جا کر کہو که اُسنے خوب نہین کیا اپنے خیمے پہلی جگه پر یا کسی اور جگه لگاوے اور جسنے جہان پہلے خیمے لگائے تھے وہ وہان اپنے خیمے لگائے۔ خان بہادر پادشاہ پاس سے ابلاغ حکم کے لئے امیر الامراء پاس گیا۔ امیر الامراء نے اس حکم کے قبول کرنے مین تامل کیا تو خان بہادر اسکے پاس سے از راہ اخلاص عنایت اللہ خان پاس آیا اور سرگذشت بیان کی که بہتر ہوگا کہ تم امیر الامراء پاس چل کر کہو که مجھے خیمون کے لئے جگه مل گئی ہے آپ کو تبدیل مکان کی ضرورت نہین ہے۔ عنایت اللہ خان نے کہا که تم کو پادشاہ کے حکم کے موافق امیر الامراء پاس گئے تھے۔ مین پادشاہ کے حکم بغیر کیسے امیر الامراء پاس جا سکتا ہون۔ خان بہادر نے یه حال پادشاہ سے عرض کیا۔ دوسرے روز امیر الامراء دیوان مین آیا تو اہتمام خان

باوجود فاقہ امیر الامراء سب قدر دانی و وفاداری و فرمانبرداری۔

قول کو حکم ہوا کہ وہ امیرالامرا کو عنایت اللہ خان کے گھر معذرت کے لئے لے جائے خان کے گھر تک امیرالامرا
آیا وہ حمام مین نہاتا تھا - جلد حمام سے نکل کر آیا امیرالامرا اسکا ہاتھ پکڑ کر اپنے گھر لایا اور
ایک تقوزہ پارچہ خان مذکور کو دیا اور پھر کبھی ان دونون ساری عمر ایک نے دوسرے کا گلہ و شکوہ
نہین کیا - مدت تک صحبت و محبت رہی -

ہم نے او یہ لکھا ہے کہ ۱۷ شعبان کو قلعہ کندانہ کے نیچے لشکر شاہی پہنچ گیا بادشاہ کے
حکم سے تربیت خان اور اور بہادرون نے مورچال کے آگے لیجانے مین ور نقب کے کھودنے
مین دمدمے کے باندھنے مین کوشش کی دشمنون نے بھی کوتاہی نہ کی او یہ نمایان دست برد کین دوم
ذی الحجہ کو حصار و قلعون کے ساتھ فتح ہوگیا اس قلعہ کا نام بخشندہ بخش رکھا گیا - اس لئے
کہ جبتک اس قلعہ کو بخشندہ نہ بخشے کوئی اسکو نہین لے سکتا -

خافی خان لکھتا ہے کہ ساڑھے تین مہینے کے تردد مین بہت آدمی مارے گئے اور حضور کے
کار فرما اور صاحب مدار تنگ ہو گئے قلعدار کو روپیہ دیکر قلعہ خرید لیا - یون قلعہ ہاتھ آیا اور
بخشندہ بخش اسکا نام رکھا گیا -

بعد اس فتح کے بادشاہ نے کوچ فرمایا لشکر پونے آرام کے لئے ایام برسات کا ایک
مہینہ راہ پونا اور اسکے حوالی کے مقامات مین صرف کیا - یہ مقام سیواجی کا آباد کیا ہوا ہے
اور یہین حویلی کے اندر اسنے امیرالامرا شائستہ خان کو شب خون کر کے چشم زخم پہنچایا تھا
یہان محمد محی الدین خلف الصدق بادشاہزادہ محمد کام بخش نے جو رانی منوہر پوری کے بطن سے تھا
دس برس کی عمر مین وفات پائی تھی شیخ صلاح الدین کے مزار مین مدفون ہوا تھا -
اسلئے پونے کو محی آباد سے موسوم کیا -

اس سال مین باوجود بروقت و بیوقت بارش کی شدت کے خریف پر آب رنگی کی آفت
پہنچی اور زراعت گندم اور جنس ربیع پر چند روز بڑا کہر پڑا کہ گیہون سرخ ہوگیا اور دکن کے دو
تین صوبون مین دس من کی جگہ ایک من غلہ پیدا ہوا - بہت سی چیزین اور جنسین برسات کی
کثرت بارش سے پوشیدہ اور ضائع ہوگئین سپاہ کو جو امید تھی کہ ارزانی ہوگی اور

قلعہ کندانہ کی فتح

بادشاہ کا پونا میں قیام

دکن کے مصائب

اچھی طرح زندگی بسر ہو گی اُسکی جگہ گراتی ہوئی۔

اور جب کہ بادشاہ نے قلعہ راجگڈھ کی فتح کے لئے کوچ کیا اس قلعہ سے سیواجی کی ترقی
کی ابتدا ہوئی تھی۔ بادشاہ نے جو اس ضلع مین کسالہ سفر اُٹھایا تھا اور خلق کو تکلیف دی تھی
اُسسے مقصود اس قلعہ کا اور دو تین قلعون کا فتح کرنا تھا۔ پونا سے چار کروہ پر ایک بڑا اونچا پہاڑ
تھا جسمین کہین راہ کا نام ونشان پیدا نہ تھا مرہٹون اور اس ضلع کے کوہ نوردون کے سوا
جو گھوڑے سے اُترکر پیادہ ہوتے اور بحسب ضرورت اس سے عبور کرتے اونٹ کا اور لدے
ہوئے بیل کا چلنا متعذر تھا گاڑی چھکڑے کا تو کیا ذکر ہے۔ بہت سے آدمیون نے رنج
سفر اوٹھایا تھا۔ اپنے اطفال وعیال سے دور اور مہجور تھے۔ اُنہون نے کچھ مدت کیلئے قیام مین
آرام کے لئے اپنے قبائل کو دور اور نزدیک سے بلایا تھا اور بعض نے یہین تاہل اختیار کیا تھا
وہ کوچ کے صدمہ اور کوہون کے عبور سے خاطر کو فارغ رکھتے تھے۔ اب اس کوہ کے نیچے وہ گئے
باوجودیکہ ایک مہینہ بیشتر کئی ہزار سنگتراش وبیلدار آزمودہ کار آدمیون کے ماتحت راہ کے
درست کرنے کے لئے مقرر ہوئے تھے وہ اس قدر بھی کام نہ کر سکے کہ توپخانون اور
کارخانجات کے ارابون کے لئے پل صراط کی برابر بھی رستہ بناتے جب لشکر کے نیچے
لشکر آیا۔ ناچار بہیر کو پہاڑ مین چھوڑا ایجل دررستہ مین گاؤ وشتر پہ جو عورات ومستورات
سوار تھین اُنہون نے برقع اوڑھا اور سر پر چادر رکھی اور ارابون مین رسیان باندھین
اور درختون کو کاٹ کر بہزار کسالہ اور خون جگر سے صبح سے شام تک بان کے ٹپہ کی
برابر راہ طے کی۔ اونٹون اور ارابون سے بوجھ کو نیچے اوتارا اور آدمیون کے سر پر رکھا
اور اوپر چڑھے اس تصدیع وکسالہ سے بہت بار بردار اور آدمی غارون مین گرکر
درندون کے طعمہ بنے دیڑھ کروہ مسافت راہ طے ہوئی دو ہفتہ مین (ایک ہفتہ)
اس پہاڑ سے نیچے آگئے اوائل ماہ شعبان مین قلعہ کے نزدیک پہنچے۔ قلعہ بڑا باشکوہ اور
رفیع تھا۔ دامن کوہ مین غار بڑے وحشت فزا تھے۔ سانپ اور طرح طرح کے درندے
وہان رہتے تھے اُنمین ایک عالم فریاد کرتا تھا اسکا دورہ بارہ کروہ جریبی

پیمایش ہوا اسکا واقعی ایسا محاصرہ متعذر ہوا کہ محصورون کو غلہ نہ پہنچ سکے تربیت خان اور
حمیدالدین خان بخشیان عظام اور بہادران قلعہ کشا مامور ہوئے کہ محاصرہ کرین اور مورچال
باندھین اور کوچہ سلامت کھودین۔ تجربہ کار دلاورون نے قلعہ گیری کے سرانجام مین کمر ہمت
باندھی اور تھوڑی مدت مین کمر کوہ مین توپون کو پہنچایا اور محصورون کے حصار نیچے تک
مورچال پہنچائے۔ قلعہ راجگڈھ سے دو اور پہاڑ متصل تھے انپر بڑی بڑی عمارتین سیواجی
نے بنائی تھین مصالح جنگ بھی انمین موجود رکھا تھا اور برج و بارہ کو استحکام دیا تھا۔
(انکے نام پیلی و پدماوت و سرجولی تھے) تینون پہاڑون کے محصورون نے گولہ توپ و
تفنگ کے چلانے مین اور سنگین پتھرون کے پھینکنے مین اور غلہ کے لیجانے کے لئے کمین مین بیٹھنے
مین کمی نہین کی خلاصہ یہ ہی کہ محاصرہ دو مہینے چند روز رہا۔
۱۱ شوال کو بہادرون اور قلعہ شکن توپون کی ضربون سے اول دروازہ قلعہ پر شاہی
کے نشان قائم ہوئے۔ محصورین کچھ بھاگ گئے کچھ مارے گئے لیکن ہاجی جو اس قلعہ کا
نگاہبان تھا اور دوسردارون کے ساتھ جو نامی دو نو پہاڑون مین تھے بارہ روز
تک بے حاصل دست و پازنی کرتے رہے آخر کو روح اللہ خان کو میانجی بنا کر جان کی امان
مانگی اور اس شرط سے امان دیا گیا کہ قلعہ دار خود دروازہ پر آن کر نشان کو قلعہ کے اندر لیجاوے
اور دوسرے روز اس قلعہ کو خالی کرے۔ نشان کے داخل ہونے کے بعد رات ہو گئی۔ اس
تاریکی کے پردہ مین محصورین جو اٹھا سکے اپنے ساتھ لے گئے۔ جب صبح ہوئی اور قلعہ دار کے فرار
ہونے کا حال معلوم ہوا تو شادیانہ فتح کا آوازہ بلند ہوا قلعہ کے اندر لشکر شاہی داخل
ہوا۔ باقی اہل قلعہ سر و پا برہنہ نکالے گئے۔ حمیدالدین خان کو نقارہ عنایت ہوا جسکی
آرزو اسکو مدت سے تھی۔ قلعہ کا نام بنی شاہ گڈھ رکھا گیا۔
لشکر مین غلہ کی کمیابی اور گرانی ایسی تھی کہ گیہون و چنا کا ہر روپیہ کے دو سیر اور کبھی
اتنے بھی گران ملتے تھے۔ نذرا جپوری کا فوجدار یاقوت خان ۲۵ کوس کے فاصلہ پر تھا
اسکے نام حکم صادر ہوا کہ بقدر مقدور رسد غلہ کا سرانجام کرکے مع مصالح . .

قلعہ گیری خود حضور میں آئے۔ سیدی یاقوت خان کا ذکر پہلے کئی دفعہ آچکا ہے وہ کسی
باب میں بادشاہ کے حکم سے سرتابی نہیں کرتا تھا اپنے قلعہ کے اطراف میں مرہٹوں کو خوب
تنبیہ کرتا رہتا تھا سمندر میں بیت اللہ کے لئے راہ کو خوب جاری رکھتا تھا اور تین لاکھ روپیہ
کا خرچ فوجداری دریا کا یعنی خرد و کلان کشتی و جہازوں کا اسکے تعلق میں تھا۔ خشکی
اور دریا میں مرہٹوں کا علاج جیسا وہ کرتا تھا ایسا کسی اور سے نہیں ہوسکتا تھا۔ جب
راہیری کی تسخیر ہوا تو اسکو بادشاہ نے اپنے پاس بلایا تھا وہ دبدبہ سلطنت اور شان و تجمل
سلطنت کو دیکھ کے ہوش باختہ ہوا۔ امرائے نامدار کے قرب میں بے آبروئی اور خفت کے
ساتھ رہنا پسند نہیں کیا۔ تمارض کا بہانہ بنا کے وہ اردوئے معلے سے اپنے وطن و مسکن کی
جبال کی پناہ میں گیا۔ ان ایام میں کہ بادشاہ نے دوبارہ سیدی یاقوت خان کو طلب
کیا تو اسنے اپنے تئیں ملازمت کے قابل نہ جانا کہ میں کس منہ سے بادشاہ کے روبرو جاؤنگا
کارسازی کرکے چند لاکھ روپیہ پیشکش کا مع دو تین ہزار پیادہ مصالح قلعہ گیری حضور
میں ارسال کئے اور عرضداشت بھیجی کہ غلام کے آنے میں یہاں رسد غلہ کا سرانجام اچھی طرح نہیں
ہوگا اور اس ضلع میں بندوبست قائم نہیں رہیگا۔ بادشاہ نے اسکے عذر کو قبول کرلیا
ان ہی دنوں میں اسکے مرنے کی خبر آئی اسکے کوئی بیٹا نہ تھا سیدی عنبر کو اپنا قائم مقام کیا
اور وصیت کی کہ تا مقدور ہر تدبیر سے کہ چل سکے پیشکش کے قبول کرنے میں اور دریا
میں خرچ کرنے میں جان و حاشیہ کو گرو رکھنا مگر وطن سے ہاتھ نہ اٹھانا اور کسی طرح اس سرزمین
کو دوسرے کے نام پر مقرر نہ ہونے دینا۔ یہاں کوئی اور شخص سیدی یاقوت خان کا
قائم مقام مقرر ہو چکا تھا۔ مگر بادشاہ کے کارکنوں نے عرض کیا کہ حبشیوں اور
سیدی یاقوت خان کے تربیت یافتوں کے سوا کسی اور سے اس کوہستان کا بندوبست
اور راہیری کی قلعہ داری اور راہ کعبۃ اللہ کا اجراء دریا میں بحال نہ رہ سکے گا۔ بادشاہ نے
بھی غور کرکے بہ تقاضائے مصلحت وقت سیدی عنبر کو مقرر کیا اور اسکو سیدی یاقوت کا خطاب دیا
تو راجہ رام کے مرنے کے بعد اسکی دو بیویاں اور دو فرزند خورد سال باقی رہے تھے تو

آدمیون کا خیال یہ تھا کہ الحال زن میوہ اور طفلہائے شیرخوارہ باقی رہے ہین مرہٹون کا دست
تعدی ملک دکن مین کوتاہ ہوگا اور انکا استیصال کرنا کوئی بڑا کام نہ ہوگا لیکن عاقل
کہگئے ہین کہ ع دشمن نتوان حقیر و بیچارہ شمرد۔ جب تک خدا کا ارادہ نہ ہو انسان کی
تدبیر سے کسی کا قلع قمع نہین ہوسکتا۔ راجارام کی زن کلان تارا بائی تھی اسنے اپنی بطن کے
پسر سالہ کو پدر کا قائم مقام قرار دیا اور کاروبار حکومت اور سردارون کا تغیر و تبدل
اور اپنے معمورون کی آبادی کی اور ملک بادشاہ کی خرابی کی عنان کو اپنے ہاتھ مین لیا
اور دکن کے چھہ صوبون کی سرحد سرونج و مندسور و صوبہ مالوہ تک تاخت و تاراج کی
لئے فوجون کو تعین کیا اور اپنے منصوبون کا جذب قلوب ایسا کیا کہ عالمگیر کی بقائے
سلطنت تک اسکے کل تردد و منصوبہ ولشکرکشی و قلعہ گیری کے مقابل مین مرہٹے
زیادہ سرکشی کو روز بروز زیادہ کرتے گئے۔ ہرچند بادشاہ نے خود آپ دکھن کے ملک مین
آخر تلوار چلائی۔ اور بہت روپیہ خرچ کیا کئی ہزار آدمی مارے گئے اور بڑے بڑے
قلعے فتح کئے اور مرہٹون کو بے خان و مان کیا مگر مرہٹون نے زیادہ شوخی کی۔
بڑی بڑی فوجین لیکر ملک قدیم بادشاہی مین آخر تاخت و تاراج کی۔ بادشاہ
تو تمام فوج اور امراو کارطلب کے ساتھ ان دور دست پہاڑون مین موجود تھا۔
تارا بائی کے منصوبے جس مکان مین پہنچتے تھے اقامت کرلیتے تھے اور بندوبست مین
کمائش دار مشغول ہوتے متعلقان و فرزند و خیمہ و فیل کے تھا خاطر جمعی سے برسون اور
مہینون رہتے تھی اور روز بروز زیادہ شوخی کرتے تھے اور سب پرگنون کو آپس مین تقسیم
کرلیتے تھے اور حکام بادشاہی کے دستور کے موافق صوبہ دار و کمائش دار اور راہدار
مقرر کرتے تھے انکے صوبہ دار کا صیغہ یہ تھا کہ صاحب فوج ہوتا تھا جس جگہ قافلہ سنگین سنتا
تو سات ہزار سوار کے ساتھ وہان جاکر تاخت کرتا اور کمائش دار کو چوتھ وصول کرنے
کے لئے مقرر کرتا۔ جہان کمائش دار زمیندار اور فوجدار شاہی کی سختی سے چوتھ نہ وصول
کرسکتا صوبہ دار اسکی مدد کو خود جاتا اور اس معمورہ کی خرابی اور محاصرہ مین کوشش

کوشش کرتا۔ مدار اہداری کا کام یہ تھا کہ جو متفرق ہو پار ہی یہ چاہتے کہ انکی آفت سے سالم گذر
جائیں تو وہ حق ارابداری کا وجہ مقرری لیتا۔ جو سند چند بادشاہ کے فوجداروں کی راہداری
سے ہوتا اور بشر یکہ غالب جاگیردار اور فوجدار کا ہوکر راہ کو انکے لئے جاری کر دیتا ہر صوبہ
میں ایک دو گڈھی مرہٹوں نے بنا کر انکو اپنا ملجا بنایا تھا اور وہاں سے ہر طرف
تاخت کرتے بعض دہات کے مقدمان صاحب سرانجام ان گڈھیوں کے مرہٹہ
صوبہ داروں کے ساتھ اتفاق کرکے حکام بادشاہی سے ادائے محصول میں
دارو مدار کرتے تھے۔ سرحد احمد آباد و پرگنات صوبہ مالوہ تک مرہٹے تاخت
کرکے خاک کی برابر کرتے تھے۔ صوبہ جات دکن احمد آباد اور اطراف اجین میں خرابیاں
پہنچاتے تھے۔ بڑے بڑے قافلوں کو اردوئے معلی سے دس بارہ کروہ پر بلکہ گنج بادشاہی
تک لوٹ لیتے۔ اسکا ذکر کہاں تک کیا جائے۔ بادشاہ کی قلعہ گیری نے مرہٹوں
کے فساد دور کرنے میں کچھ فائدہ نہیں دیا۔ سرحد بندر سورت و احمد آباد کے
مابین بابا پیارے کے معبر پر دریائے نربدہ پر جو مرہٹوں نے کام کیا وہ بیان کیا
جاتا ہے۔ شجاعت خان کے واقعہ کے بعد بادشاہ نے صوبہ احمد آباد
پادشاہزادہ محمد اعظم شاہ کے نام مقرر فرمایا۔ پہلے اس سے کہ پادشاہزادہ
وہاں پہنچے یا کوئی نائب مستقل مقرر کرے۔ نیابت کی سند خواجہ
عبدالحمید خان دیوان احمد آباد کو بھیجدی۔ اس ضمن میں غنیم کی فوج پندرہ
سولہ ہزار سواروں کی بندر سورت کی نواح میں پھیلیں۔ چند پرگنوں میں
بہت خرابی پھیلائی۔ اسکے دریائے نربدہ سے پار جانے کے ارادہ سے روانہ ہوئی نربدا
سرحد احمد آباد اور بندر سورت کے مابین واقع ہے۔ نائب پادشاہزادہ
اور فوجداران صوبہ احمد آباد نے باہم مصلحت و اتفاق کیا۔ انکے پاس شائستہ فوج
تھی جسکے سردار محمد بیگ خان و حافظ نظر علی خان و خیر اندیش شجاعت خان
اور التفات خان فوجدار تھانہ [illegible] گودرہ تھے اور احمد آباد کے دس بارہ کے

قریب تھے جدا تھے اور تیرہ چودہ ہزار سوار تھے اور سات آٹھ ہزار کولی جنگی تھے جو اس سرزمین کے
جمع ہوئے تھے۔ ان سب نے دریائے نربدا کے کنارے خیمہ ڈیرے ڈالے۔ سب کے سب ہنوز دفع
شر کے لئے مستعد ہوئے۔ صبح وہاں فوج مرہٹہ بھی سات آٹھ کروہ پر آئی انمیں سے ایک طرف
سے دو تین ہزار سوار خوش اسپہ قزاق پیشہ نمودار ہوئے احمدآباد کی فوج خبر پاکے انکے
مقابلہ کو گئی۔ زد و خورد کے بعد مرہٹہ فرار ہوئے۔ بادشاہی سرداران فوج نے دو تین
کروہ تک انکا تعاقب کیا۔ کئی گھوڑیاں اور بھالے و چھتریاں انکے ہاتھ آئیں نقارہ
فتح بلند آوازہ کرکے فوج پھر آئی۔ سپاہ نے خوش دلی اور خاطر جمعی سے کہ فوج غنیم کو شکست
دے آئے ہیں۔ کمریں کھولیں۔ گھوڑوں پر سے زین اتارے بعض سو رہے بعض کھانے پکانے
لگے کہ اس حالت میں سات آٹھ ہزار سوار جنگی انتخابی مرہٹوں کے جو آبکنوں اور کنار دریا کی
اطراف کے مغاک میں پوشیدہ بیٹھے تھے اور جاسوسوں کو خبر کے لئے بھیجکر قابو طلب تھے و
غافل ناگہاں سیلاب بلا کی مانند لشکر شاہی پر جا پہنچے۔ احمدآباد کے ناآزمودہ کار
آدمی جنہوں نے دکنیوں کی دست برد نہیں دیکھی تھی۔ ہوش و عقل باختہ ہوئے
گھوڑے پر زین رکھنے کی اور کمر باندھنے کی فرصت نہ پائی ان درمیان کوئی مستقل و ایستادہ
نہ تھا۔ دکھنیوں نے لشکر کے اطراف کو گھیر لیا تو کل لشکر میں تزلزل ہوگیا۔ دریا کی ایک طرف
میں سمندر کی رو آگئی تھی اسمیں پایاب نایاب تھا دوسری طرف سے فوج بلا موج آموجود
ہوئی۔ بہت آدمی کشتہ و زخمی ہوئے اور کثرت سے آدمی دریا میں ڈوب مرگئے
نظر علیخان مع خواجہ عبدالحمید خان اور دو تین سردار ان کے ساتھ دست و پا زنی لاحاصل
کرکے گرفتار ہوئے۔ التفات خان گھوڑے پر سوار ہوکر دریا سے پار جان سلامت
لیگیا۔ پانی کی بڑی شدت تھی۔ غنیم نے تمام فوج بادشاہی کو گھیر لیا۔ دھناجادو
سیناپت با اختیار سرداروں سے صلاح کرکے مصلحت کو اس بنا پر قرار دیا کہ بادشاہ
کی طرف سے تارا بائی کے سب عمدہ نوکروں پاس فرمان تسلی بھیجا جاوے کہ وہ حضور
میں آویں۔ بعدہ کہ وہ اردوے معلی کے پاس پہنچیں تو راجہ ساہو کو بادشاہزادہ

کام بخش کی خدمت میں دیکر لشکر مین چار پانچ کوس پر چہین کہ مرہٹون کے سردار ابتدا مین
راجہ ساہو سے ملاقات کرین بعدہ راجہ ساہو کے استصواب سے پادشاہزادہ کی ملازمت
کرین اور پھر شاہزادہ کی دستگیری سے بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہون۔ چنانچہ ستر فرمان
سرداروں کے پاس بھیجنے کے لئے تیار ہوئے۔ آخر کو یہ مصلحت بادشاہ کو پسند نہ آئی۔ بادشاہ کے
دل مین یہ وسوسہ آیا کہ اگر مرہٹے چالیس پچاس ہزار سوار فراہم کرکے اردو کے نزدیک آئے اور اس
تزویر سے راجہ ساہو اور پادشاہزادہ کو ہمراہ لے کر دشوار گذار جبال مین چلے گئے تو سوا
ہزار کاری کند عاقل کہ باز آید پشیمانی + وکیل ایلچی کو جواب ملا سلطان حسین کو حضور مین طلب کیا
اسکو راہ مین مرہٹون نے گھیرا۔ وہ ان سے لڑتا بھڑتا ان ایام مین بادشاہ پاس آ پہنچا کہ قلعہ
تورنا کے محاصرہ کے لئے کوچ کی خبر تھی اسکو حکم ہوا کہ وہ بغیر ملے قلعہ تورنا کے نیچے اپنے مورچے
قائم کرے۔

سوانح سال چہل و ہشت ۱۱۱۵ھ

قلعہ سنبھی شاہ گڈھ کی تسخیر کے بعد بادشاہ نے لشکر کے آرام کے لئے مقام کیا۔
شوال کو قلعہ تورنا کی فتح کے لئے کوچ کیا جو راجگڈھ سے چار کروہ پر تھا۔ دو کوچ دو
مقام اس لئے کئے کہ باربردار میسر نہ آنے سے تمام لشکر خانہ بدوش تھا۔ اکثر امرا اپنے
اسباب کو ہاتھیوں اور مزدوروں اور ربعو خانہ کے فقیروں پر رکھ کر منزل پر پہنچاتے تھے
بارہ کروہ چل کر قلعہ تورنا کے نیچے پہنچے۔ بادشاہ نے محاصرہ اور مورچال کے آگے بڑھانے
کا حکم دیا۔ سلطان حسین نے ملازمت کے لئے مکرر التماس کیا تو اسکو از روی اعتراض خلاف آئین جو
خانہ زادوں کے ساتھ مخصوص تھے حکم ہوا کہ بغیر ملازمت وہ قلعہ تورنا کے نیچے جا کر مورچال
باندھے اور حسن تردد کے بعد ملازمت کرے۔ تربیت خان اور بہادر اور دلاور
سرگرم خدمت مامور ہوگئے۔
خصوصاً محمد امین خان بہادر اور امان اللہ خان نبیرہ الہوردی خان نے اس محاصرہ
مین شائستہ تردد کیا۔ بادشاہ کو ہرکاروں کی زبانی معلوم ہوا کہ سلطان حسین نے

جہاں اپنے مورچے قائم کئے تھے وہاں سے بیگن آگے بڑھ گئے ہیں باوجودیکہ اسیر دن رات
گولوں اور آتشبازی کا مینہ برستا تھا اور اشہی آدمیوں کو اسیر کیا جو غلہ کو قلعہ کے اوپر
لے جاتے تھے۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ وہ غلہ کو اپنے آدمیوں میں تقسیم کرے اور اسکو اپنے
پاس بلا کر اضافہ منصب کیا۔ یہ قلعہ بغیر اسکے فتح ہو گیا کہ پیغام و پیام وعدہ و وعید تہدید انگیز
و رسل و رسائل التیام آمیز درمیان میں آئیں۔ ۱۵ ذیقعدہ کو جو بادشاہ کی عمر کے نواسی
سال کا اول روز تھا امان اللہ خان نے جو اس محاصرہ میں عمدہ شریک تھے دمحاصرہ گنا جاتا
تھا مادلیہ کی ایک جماعت کو شریک کیا۔ یہ قوم فن قلعہ گیری میں بڑی مشہور تھی۔ اس نے
کمر ہمت باندھی زینوں اور کمندوں کے ذریعہ سے رات کو کہ چاندنی نہیں کھلی تھی اور طرفین
کی توپوں کا دھواں پھیلا اور آدمیوں کی آمد و رفت کا غبار چڑھا ہوا تھا دو آدمی کوہ پر
چڑھ گئے اور انہوں نے اپنے اشاروں کے موافق اوروں کو بلا لیا پچپن آدمی مسلح مع ایک نفیر نواز
کے ان پاس پہنچ گئے اور اس جماعت کے پیچھے امان اللہ خان مع اپنے بھائی عطاء اللہ خان
کے اور چند اور ہمدم جانثار دوشنبہ کو جب پہنچا نفیر بجائی اور حصاریوں پر حملہ کرکے بے دست
و پا کیا۔ اس ضمن میں حمید الدین خان بہادر کہ گھات لگائے ہوئے تھا۔ زینہ و ریسمان کی
مدد سے اور مادلیوں کی دستگیری سے پہنچا۔ سب نے متفق ہو کر حصاریوں کو تہ تیغ کیا۔
بہت آدمی الامان الامان پکارتے ہوئے فراری ہوئے۔ ایک جماعت گوشہ و کنار میں چھپی اوپر
سے صدائے نفیر نے فتح کا اشارہ کیا۔ نیچے شادیانہ فتح نوازش میں آیا بعض نے برج پر سے
راہ پائی ننگے سر ننگے پاؤں جان بچا کر لے گئے اور بہت نے جان و مال کی محافظت کو
غنیمت جانا۔ عجز کیا۔ مامون ہوئی۔ قلعہ فتوح النصرت کے نام سے موسوم ہوا۔

برسات کا موسم آگیا تھا۔ بادشاہ نے چھاؤنی ڈالنے کا ارادہ کیا قلعہ جنیر کی طرف پیش
خیمہ بھجوایا۔ جنیر ملک نوآباد۔ گلشن آباد میں بادشاہی آدمیوں کے تصرف میں تھا اور آخر ماہ
ذیقعدہ ۱۳ اور ذی الحجہ کو موضع کھیر کھیڑ میں متصل دریائے گنگا بادشاہ آیا۔ روح اللہ خان
ثانی نشانہ کے آزار سے اس دنیا سے رخصت ہوا۔

سابق مین فتح لشکر کے ذکر مین بیان ہو چکا ہی کہ پیم نایک ایک زمیندار کم اصل قوم کا بیدر
(بےترس) تھا اصل اسکی ذات ڈھیر تھی جو دکن مین نجس ترین قوم گنی جاتی ہی وہ معتمد
پیشگان مقربی مین گنا جاتا تھا۔ حیدر آباد کی شورش ایام مین اسنے ابوالحسن کی کمک کے لئے
اپنی فوج بھیجی تھی۔ بادشاہ نے خانزادہ خان پسر روح اللہ خان کو قلعہ سکر اور مکانہائے
قلعہ بند اسکے ملجاے کی تسخیر کے لئے تعین کیا تھا اُسنے افواج شاہی کے صدمات سے امان
مانگی اور حضور مین آیا اور پھر جلدی سے اپنے مقر اصلی مین چلا گیا۔ پھر ان دنون مین کہ ۳۲
جلوس مین رائچور کی تسخیر کے لئے روح اللہ خان مامور ہوا تو اسنے پریہ نایک برادر زادہ
پیم نایک کو جو بادشاہ پاس آیا تھا اپنی مصالح کار کے لئے اپنی ہمراہ لیا وہ حسن خدمت
بجالایا۔ رائچور کی فتح ہونے کے بعد اُسنے ظاہر کیا کہ اگر اجازت ہو تو مین واکنکیرا مین جاؤن جو
وہ میرے باپ دادا کا مسکن ہی اور وہان سر و سامان درست کرون پھر جسوقت مجھے طلب
کیجیے گا فوج شائستہ کے ساتھ حاضر ہونگا حصول رخصت کے بعد پریہ واکنکیرا مین آیا وہ توابع
سکین کوہ پر ایک آباد گاؤن تھا جب پیم کے تصرف سے نکل گیا تو پریا نے حیلہ و روباہ بازی
کرکے اپنے فرزندون و عیال کے رہنے کا مقر مقرر کیا۔ یہان سے بازگشت کا ارادہ کیا
اور احاطہ سابق کے سوا ایک حصار کی بنیاد ڈالی اور اسکو مستحکم کیا اور مصالح جنگ کو جمع
کرکے بغاوت کے سامان کو بڑھایا اُسنے چودہ پندرہ ہزار پیادگان کہ قدر اندازی مین
شہرت رکھتے تھے جمع کئے اور اس پشتہ کو سد سکندر بنا لیا اور تھوڑے دنون مین
چار پانچ ہزار سوار بہم پہنچا کر شہور معمورون کی تاخت و تاراج دور و نزدیک نواح مین
شروع کی اور قافلون کو لوٹنا شروع کیا وہ پناہ قلعہ کا استظہار رکھتا تھا وہ دریافت
ساخت و ساز کے طریقے سے واقف کار ہو گیا تھا۔ اسکو رشوت دینے کا مقدور رکھتا تھا
ہون اور جواہر اور اقسام جنس کے خریطے بھیجکر رخنہ گفتگو کو مسدود کرتا تھا اور جو متعینہ
بھیجکر اپنے تئین زمینداران مال گذار کے جرگہ مین مطیع محسوب کرتا تھا اور ہر ایک سال
مین فوج کی عادت مطابق استحکام برج و بارہ مین اور فوج اور چھوٹی بڑی توپون کے

جمع کرنے مین کوشش کرتا تھا۔ یہان تک کہ اب قلعۂ واکنکیرا مشہور ہوگیا۔ اور وہ دکن کے مشہور ن
کے ساتھ ہمداستان ہوا۔ جگنا پسر پیم نایک اس ملک کا وارث تھا وہ حضور مین آیا۔ منصب سے
سرافرازی پائی۔ اس ولایت کی سند زمینداری بطریق ارث حاصل کی۔ مع فوج کے پریا کی
سر پر گیا دخل نہ پایا۔ ہزیمت پائی۔ بعدہٗ کہ بادشاہزادہ محمد اعظم شاہ کو پریا کی گوشمالی کے
لئے مقرر کیا اور افواج نے اُسکے تعلقہ کو تاخت کیا۔ قابوی وقت پاکر شاہزادہ کی خدمت
مین آیا اور عجز و ندامت ظاہر کی اور لطائف الحیل سے شاہزادہ کو سات لاکھ روپیہ کی
پیشکش پر اور دو لاکھ روپیہ نقد شاہزادہ کو دیکر راضی کر لیا اور متصدیوں کو کچھ رشوت
دی اس طرح غضب سلطانی کے پنجہ سے رہائی پائی۔ جو ہین محمد شاہ نے بادشاہ پاس مراجعت
کی وہین اُسنے اپنا پرانا طریقہ اختیار کیا اور پہلے سی زیادہ آتش فساد کو روشن کیا۔ اسکے
بعد بادشاہ کے حکم سے غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ نے یہان آنکر اسکا عرصہ
تنگ کیا تو وہی قدیمی روباہ بازی پیشتر سے بیشتر کام مین لاکر افسانہ و افسون پیغام دیکر
اور اطاعت اظہار کرکے نو لاکھ روپیہ پیشکش دیکر اپنی جان و آبرو کو آفت سی محفوظ رکھا
جب بادشاہ قلعہ جات لوپا کی تسخیر کے لئے آیا اور جنیر مین ساڑھی سات مہینے مقیم رہا اور
اس ضمن مین اس ضلع مین جو تین قلعے غیر مشہور تھی بہادرون کی سعی سے فتح ہوئی۔ تو روز بروز
پریا کے تمرد و فساد کی خبرین شاہ پاس آئین اسلئے بادشاہ نے واکنکیرا کی تسخیر کے لئے
پیش خیمہ روانہ کیا۔

سوانح سال چہل و نہم ۱۱۲۶ھ

آغاز ۴۹ھ جلوس مین بادشاہ واکنکیرا کی طرف چلا۔ قلیچ خان خلف فیروز جنگ
جو بیجاپور کی صوبہ داری پر مامور تھا اور مدبران کار طلب مین سی تھا اور اسکی جاگیر
سے پرگنات واکنکیرا تعلق رکھتی تھے اور پریا کے مفسدون کے سبب سے انپر اسکا قبضہ نہ تھا
بادشاہ نے اسکو اپنے پاس بلایا اور بخشی الملک ذوالفقار خان بہادر نصرت جنگ کو ۔
اورنگ آباد کی حراست سپرد تھی اسکے نام بھی حکم آیا کہ واکنکیرا مین آئے اسی طرح سے

گرز برداروں کے ہاتھ اکثر عمدہ صاحب فوج فوجداروں کے پاس ایسی ہی حکم بھیجی گئی۔
آواخر شوال مین حوالی قلعہ مذکور مین پادشاہ آیا۔ قلیچ خان پادشاہ پاس بہت جلد آگیا
وہ تربیت خان و محمد امین خان اور توپخانہ کی سنا مامور ہوا کہ محاصرہ کرے مورچے
باندھے مصالح قلعہ گیری جمع کرے اور پادشاہ نے حکم دیا کہ خود اسکا خیمہ ایک گروہ کے فصل پر
لگایا جاے ادھر پادشاہ نے اپنے آدمیوں کو جانفشانی و کافر کشی مین مصروف کیا ادھر پیا
برج و بارہ کے استحکام مین اور فوج متفرقہ کے جمع کرنے مین مشغول ہوا مرہٹون کے سرداروں نے
تارا بائی کے پاس سے کومک کی طلب مین رسل و رسائل شروع کئے۔ اسکو چند ہزار سواروں کا
استظہار تھا جنمین تمام قوم مین خصوص مسلمان یہان تک کہ سادات موجود تھے۔ اور کالسیہ
پیادوں کا جوش و خروش تھا اور توپخانہ آتشبار تھا۔ ان سب کے ساتھ بڑی شوخی سے وہ آیا
اور لشکر شاہی کے مقابلہ مین اقدام کیا۔ ہمیشہ چھوٹے بڑے توپون کے گولے اور کئی ہزار بان رات
دن برستے اور آن واحد کی فرصت نہ دیتے۔ محاربات عظیم ہوتے۔ دونو طرف سے ایک
جمع کثیر کشتہ و زخمی ہوتی۔ ایکدن صبح کے وقت محمد امین خان و تربیت خان و
چین قلیچ خان بہادر و عزیز خان وہیلہ و اخلاص خان میانہ بطریق طلایہ اطراف کی سیر
کرتے تھے۔ ایک پشتہ کو جو لال ٹیکری مشہور تھا اور تھوڑا سا قلعہ کا بھی سر کوب تھا۔ وہاں چلو بند
وہ پہنچے۔ اور اس مکان کی جو جو جماعت نگہبان تھی اسکو تلوار سے مار ڈالا اور اس پشتہ پر
مورچال قائم کرنے کے لئے بڑا تردد کیا۔ اس ضمن مین دشمن حصار کے اندر اور باہر سے نکلے اور
ہر طرف سیل بلا کی طرح بالا اور پائین سے پہنچے اور ہجوم کرکے مردم پادشاہی کو گھیر لیا۔
اور کئی ہزار دسنات و غلاغن اور توپ و تفنگ کے گولے مار کر غالب ہوئے . . . . . .
پاؤن جمانے کی فرصت نہ دی۔ جب پادشاہ کو یہ خبر ہوئی تو اسنے پادشاہزادہ
محمد کام بخش کو مع امیر الامرا اسد خان و درزم جو آدمیون کی کومک کے لئے حکم دیا کہ بہر تخصیص
جنقدر جلد ممکن ہو کم زیادہ فوج لے کر پہنچے۔ چین قلیچ خان بہادر نے بہادری کی شرط
ادا کیا مگر کوئی فائدہ بروئے کار نہین آیا۔ جہان ہندستان گو توپون کے گولے برس رہے تھے اور بہت

آدمی ماری گئی تھی۔ اور گولہ کی ضرب سے اور بان کے صدمہ سے محمد امین خان کے گھوڑے کے دونو
پاؤن اور حسین قلیچ خان کے گھوڑے کا ایک ہاتھ اُڑ گیا۔ دونو بہادر پیادہ ہوکر
خدا کا شکر بجا کہ جان کو کچھ آسیب نہ پہنچا اور اعضا محفوظ رہے۔ ایک حشر برپا ہو رہا تھا
ان امیرون کے کوتل کے گھوڑے ان تک نہ پہنچ سکے تو وہ پیادہ پا اس بلا سے نکلے
یہ خبر بادشاہ کو ہوئی تو اُسنے اپنے دو کوتل گھوڑے معہ ساز دونو سردارون پاس بھیجدیے
قلیچ خان کو ہول دل کا مرض تھا جو ایسی حالت مین زیادہ ہو جاتا تھا اُسکے لئے جواہر والا دو
تولہ عنبر امیر خان کی ہمراہ بھیجا۔ دوسرے تیسرے روز حمید الدین خان بہادر مع ایک جماعت رو
کے دوسرے پشتہ پر کہ محاذی پیچھے کے اور ڈھیرون ایک برج کے تھا چڑھ گیا اور ایک جماعت
کو مار کر وہان اپنے قدم جمائے اس حالت مین ایک جماعت مخالفون کی جو لال ٹیکری
کے پشتہ پر منتشر تھی وہ حمید الدین خان سے لڑنے آئی۔ محمد امین خان جو گرسنہ باز کی
طرح قابو ڈھونڈ رہا تھا۔ لال ٹیکری کے پشتہ پر چڑھ گیا اور وہان استقامت کی۔ اسی
حال مین سلطان حسین خان عرف میر ملنگ شاہزادہ کامبخش کی فوج مین سے ایک
جماعت کو لیجا کر رفیق و شریک اس تردد مین ہو گیا۔ جس سے وہان خوب پاؤن جم
گئے۔ ایسے ہی دوسرے پشتہ پر باقر خان پسر روح اللہ خان پہنچا اور اس جگہ کی نگہبانی
کی۔ ان بہادرون کے مقابلہ مین علی الاتصال گولہ اور اقسام آتشبازی و سنگ دست و
فلاخن برستے تھے۔ قریب تھا کہ لشکر شاہی کا کام بن جاتا کہ اس ضمن مین مرہٹون کی ایک
سنگین فوج مخالف کی کمک کو آگئی دوسرے روز دھنا جادو اور ہندو براؤ اور دو تین
نامی سردار جنمین سے اکثر کے قبیلے اور فرزند اس حصار واکنکیرہ مین تھے۔ آٹھ نو ہزار سوار اور
پیادے بیشمار لیکر دور سے نمودار ہوئے دھنا جادو کمتر فوج بادشاہی کے مقابلہ مین
آتا۔ مگر ملک بادشاہی کو تاخت و تاراج کرتا وہ اس قصد سے یہان آیا کہ اپنے قبیلہ و مال و
عیال کو اس حصار سے جس سے زیادہ کوئی اور جائے امان نہ تھی نکال کر لے جائے اور سرپایہ
کمک کا احسان بھی رکھے۔ ایک طرف سے انکی سنگین فوج افواج شاہی کے مقابل مین

شوخی زیادہ کرکے سرداران بادشاہی کو اپنی طرف کھینچ کر زد و خورد مین مشغول کیا اور
دوسری طرف سے دو تین ہزار سوار تازہ رسیدہ اپنے قبائل کو گھوڑیون پر سوار کرکے اس
حصار کی پناہ سے باہر لے گئے۔ بعد اسکے تارا بائی کے سردارون نے پرہیا سے کہا کہ ہم اور تم
آپس مین متفق ہو کر افواج شاہی کے مقابل مین دست بازی خواہ کیسی ہی کرین جانبر نہین ہو سکتے
مصلحت یہ ہے کہ تو اطاعت کر اور ملک موروثی کو عجز و فرمانبرداری سے نگاہ رکھ۔ مگر اس
مغرور نے انکا کہنا نہ مانا مبلغ نقد اور جنس ماکولات و مشروبات بطریق ضیافت انکے پاس بھیجے
اور بہر روز سردارون کو خرچ مقرری جبتک کہ محاصرہ کے ایام کا انقضا ہوا اور رفاقت و
معاونت کے لئے انکی بڑی منت سماجت کی۔ مرہٹون کے سردارون نے یون مفت زر ہاتھ
لگنے کو غنیمت گنا اور انہون نے اقامت کی۔ ہر روز وہ جس طرف شوخی شروع کرتے تھے ایک
جماعت کو کشتہ و زخمی کرتے تھے۔ ہر روز مرہٹون کی فوج زیادہ ہوتی جاتی تھی
اور بادشاہی آدمی کام مین آتے جاتے تھے لشکر شاہی مین ایک تزلزل پڑا ہوا تھا۔ آخرکار
روباہ بازی اور مکاری سے پرہیا نے ایک تازہ منصوبہ باندھا۔ ابتدا عبدالغنی کشمیری نے
دست فروشی اور داد ستد کے وسیلہ سے سرمایہ تجارت بہم پہنچایا سب قلعہ والون سے سودا اور
معاملہ کرتا تھا اور انکے ساتھ اختلاط اور آمد و رفت رکھتا تھا افواج بادشاہی سے حصار
کے اندر اسنے آمد و رفت کی راہ نکالی۔ پرہیا کے ساتھ وہ ہمداستان ہوا کہ اسنے
ایک پرچہ کاغذ جو التماس مصالحہ اور اظہار ندامت عجز پر مشتمل تھا عبدالغنی کے ہاتھ بھیجا
عبدالغنی نے اس پرچہ کو ہدایت کیش واقعہ نگار کل کو دیا جسکے ہاتھ مین سررشتہ واقعہ نگاری
تمام مقدمات ملکی و مالی قلمرو ہند کا تھا اور خود حاضر ہو کر کہا کہ مین پاس حصار مین نفرج
اور نماز پڑھنے کے لئے گیا تھا محصورون نے غافل مجھکو پکڑ لیا اور قلعہ کے اندر پرہیا
پاس لے گئے اسنے لشکر کا احوال پوچھکر یہ پرچہ کاغذ مجھکو دیا ہے کہ تمہارے پاس
پہنچاؤن کہ خلق اور بادشاہ کے خیرخواہ ہو۔ ہدایت کیش نے کاغذ مرسولہ کو بادشاہ
کی خدمت مین لیجا کر عرض کیا۔ پادشاہ نے بعد تامل کے تقاضائے وقت اور حلم

غنیم پر خیال کرکے حکم فرمایا کہ پریا اپنی حالت کو شاہزادہ کام بخش اور ہدایت کیش سے عرض
کرے۔ اس التماس کا خلاصہ یہ تھا کہ پریا کا بھائی سوم سنکر قلعہ سے نکل کر ملازمت کرے
اور خلعت و اسپ و جواہر و منصب سے سرافرازی پاکر بطور یرغمال گلال باری میں رہے۔ بعد
اسکی درخواست پر محتشم خان پسر شیخ امیر خان خوافی کہ ان ایام میں بے منصب منزوی
تھا اور اس کشمیری کا دیوان تھا بھیجا جائے اور واکنکیرا کا قلعہ دار
قلعہ کے خالی ہونے تک جیسا ایک ہفتہ کا وعدہ ہے۔ چند نفر معدود کے ساتھ نشان پنجہ شاہی
لیکر قلعہ کے اندر جائے اور بندوبست کرے۔ اختصار کلام یہ ہے کہ اسکے التماس کی بموجب
سوم سنکر اسکا بھائی قلعہ سے نکلا اور نذر و نیاز کے ساتھ ملازمت کی خلعت و اسپ و جواہر
و منصب سے سرافرازی پائی۔ آداب تسلیمات عنایات شاہی اور عفو تقصیرات برادر بجا لایا۔ عجز و
الحاح سے وعدہ اور مہلت ایک ہفتہ کی لی کہ اس اثنا میں محتشم خان حصار میں شب کو
رسمیات اور اس پیغام کی آمد و رفت میں گذاری کہ کل بدستگیری قلعہ دار پریا ملازمت کرے
جب قلعہ دار قلعہ میں داخل ہوا تو صدائے شادیانہ بلند آوازہ ہوئی دولتخواہ ارکان سلطنت
تسلیمات تہنیت بجا لائے۔ ہدایت کیش نوکر کو حسن خدمت کے صلہ میں ہادی خان کے خطاب سے
سرفراز کیا۔ مورچال سرد ہوگئے۔ جنگ جو طلب حضور ہوئے۔ عبدالغنی کشمیری کو اس دلالی کی عوض
میں منصب صدی عنایت فرمایا۔ مردم قلعہ نے قلعہ دار کی تسکین کے لئے اسباب ناکارہ اور عورات
اور پیرزالوں کو قلعہ سے باہر نکالنا شروع کیا۔ سہ پہر تک قلعہ دار پریا کے ساتھ ہونے
کی خبر کو گرم رکھا۔ آخر روز میں عارضہ تپ شدید کا عذر کرکے اس دن کو ٹالا۔ تیسرے روز کہا
کہ اسکو سرسام ہوگیا ہے۔ تپ مع ہذیان ہے۔ دوسرے روز یہ شہرت دی کہ اسکو جنون ہوگیا
ہے۔ آخر شب کو قلعہ سے باہر بھاگ گیا ہے اور کچھ تحقیق نہیں کہ قلعہ سے نیچے ہلاک ہونے
کے لئے وہ گرا ہو۔ یا دیوانگی کے اثر سے وہ مرہٹوں کے لشکر سے ملگیا ہو۔ اس مکار کی ماں
نے رونا پیٹنا شروع کیا۔ بادشاہ پاس پیغام بھیجا کہ بیٹے کے مفقود الاثر ہونے سے خاطر جمعی
حاصل کرکے قلعہ کو خالی کرتی ہوں امیدوار ہوں کہ سوم سنکر میرے پسر کو بجائے برادر کے خلعت

زمینداری مرحمت کیا جائے اور محتشم خان پاس بھیجدیا جاے کہ بعض جگہ خزانے مدفون ہین
جنکی اطلاع اسکو بھی وہ قلعہ دار کو بتلا دے۔ باقی مال اور عیال کے ساتھ قلعہ سے باہر آوین
پادشاہ اس مکر و منصوبہ سے غافل تھا۔ اُسنے سوم سنکر کو قلعہ مین اُس کی مان پاس بھیجدیا بعد اسکے
جانے کے بھی حیلے اور آج کل کے وعدے کرکے دفع الوقت کیا اور پادشاہی آدمیون کے لئی آمد و رفت
بند کی اور محتشم خان کو گنتی کے آدمیون کے ساتھ بطور محبوسون کے قلعہ مین ایک جگہ بٹھا دیا اب پادشاہ
اور اسکے ہوا خواہون کو بیرپا کا منصوبہ و عذر و تزویر تحقیق ہوا مگر پادشاہ نے بردباری اور
حوصلہ کو کار فرما کر پہلے ہی سا سلوک مرعی رکھا۔ ان دنون مین ذوالفقار خان بہادر نصرت جنگ و
داؤد خان وغیرہ چند سردار صاحب فوج قریب آگئے تھے انکو اور زیادہ جلد آنے کا حکم دیا۔
دشمنون نے شوخی کی۔ پادشاہ نے پائے قلعہ مین استقامت کی۔ لوگ ہنستے تھے کہ ایسا پادشاہ
سراپا مد لیبی جس قوم کے دم مین آگیا اب دشمنون نے اُس سے شوخیان کین کہ پادشاہ کو محصور کرلیا
مگر اور امرا فوجین لیکر قریب آگئے تھے۔ پادشاہ نے نصرت جنگ کو رقعہ اپنے ہاتھ سے اس مختصر
مضمون کا لکھا کہ اے یاری دہ بکیسان زود خود را برسان۔ جب یہ لشکر تازہ آگئے تو
ابتدائے جنگ اس طرح شروع ہوئی کہ جب محمد امین خان اور سلطان حسین نے مورچال قائم کرلیے
تھے اور اب وہ مرکز کی طرح محاصرہ مین گئے تھے اور کئی فاقے انپر گذر چکے تھے۔ پھر ہر طرف سے
لشکر شاہی نے دشمنون کو گھیر لیا۔ چارون طرف خوب لڑائی ہوئی۔ حمیدالدین خان اور
قلیچ خان بہادر و داؤد خان و جمشید خان اور راجپوتون نے خوب اپنی بہادریان دکھائین
پانچ روز تک ہنگامہ کارزار خوب گرم رہا۔ جمشید خان اور روشناس راجپوتون کی
ایک جماعت جو راؤ دلپت کے ہمراہ تھی اور کئی اور خان زادون مین سے کام آگئے۔ بعدہ
چین قلیچ خان و محمد امین خان اور بعض اور سردارون کو حکم ہوا کہ بطریق طلایہ کے اطراف
قلعہ مین آگے جسجگہ قلعہ کی کمک کا اثر دیکھین اسکی تنبیہ کرین اور کسی طرح سے مرہٹہ وغیرہ کی
مدد کو محصورون پاس نہ پہنچنے دین۔ ذوالفقار خان نے چند باڑیون و کنوؤن پر قبضہ کیا کہ
انہی پر اس قوم کے آدمیون اور چارپایون کے پانی پینے کا مدار تھا اس سبب سے کیا فوج

شاہی پر پانی کی تنگی رہتی تھی پاب دشمنون پر وہ رہنے لگی روز بروز درختون و عمارتون
کی چوبون اور لکڑی کو جمع کرکے مورچالون کو بڑھاتے جاتے تھے۔ یہان تک کہ قلعہ کی دیوار
تک انکو پہنچایا۔ اور سردارون نے بھی پائے حصار تک مورچالون کو پہنچایا۔ جس وقت یورش قرار
پائی بادشاہ خود سوار ہوا اور شریک یورش ہوا اور مکان گولہ رس مین عمداً استقامت
کی۔ اس بادشاہ کے دل مین یہ آرزو ہمیشہ رہتی تھی کہ مین کسی جہاد مین شہید ہون۔ ایک
طرف سے ذوالفقار خان اور دوسری جانب سے تربیت خان نے صف آرائی کی۔ مخالفون نے
بھی اوپر اور اطراف سے ہجوم اور زور کیا۔ بادشاہی جانباز بہادرون نے سینہ کو سپر بناکے
پیادہ ہوکر دشمن کا مقابلہ کیا عجب دو خورد ہوئی ایک قیامت برپا ہوئی۔ ایک جماعت
دونو طرف سے زخمی و کشتہ ہوئی۔ دشمن مغلوب ہوگئے اور دو تین حملون میں وہ شیبے کہ جنپر
باجرا بیٹھے آباد تھا۔ بادشاہ کے قبضہ مین آگئے سب جگہ کی نسبت زیادہ یہان آلات
جان ستان بلاافروز کام کرتے تھے اور لشکر شاہی نے ایک گروہ سے زیادہ مخالفون کا
تعاقب کیا۔ اور بہت آدمیون کو مارا اور زخمی کیا۔ فراز کوہ پر دروازہ کے نزدیک علم
شات اور نشان فتح کھڑا کیا۔ اہل قلعہ نے دو تین ہزار بند وقچی دروازہ اور اطراف کی
پناہ کے لئے بہادران قلعہ گیر کے سرراہ کھڑے کئے اور سراسیمہ وار زن اور فرزند اور زیور کو
کہ ہمراہ لے سکتے تھے اپنے ساتھ لیا اور معبد خانہ مین اکثر جگہ اپنے ہاتھ سے آگ لگا کے
دوسرے دروازہ سے اور مختلف راہون سے بھاگ کر مرہٹے کی فوج سے جا ملے اور
انکی ساتھ متفق ہوکر فرار ہوگئے۔ حصار کے اندر شعلۂ آتش بلند ہوا اور آلات شربابکے بہنے
کے آثار کم ہوئے۔ اور اہل قلعہ کے فرار پر اطلاع ہوئی تو داؤد خان و منصور خان قلعہ کے
اندر گئے اور اہل قلعہ کا نشان نہ پایا۔ مگر چند آدمی زخمی پڑے تھے جو بھاگ نہین سکتے تھے
اور محتشم خان نے گھر ایک میحلہ اور بادشاہی آدمی اس پاس پہنچے تو دشمن اس کا کام تمام کر دیتے
۱۸ ماہ محرم سنہ ۱۱۱۷ کو قلعہ بادشاہی تصرف مین آیا اور صدائے شادیانہ بلند ہوئی۔ امیرون کو
بڑے بڑے منصب و صلے ملے۔ قلعہ واکنکیرا کا نام رحمن بخش رکھا گیا۔ اور خواجہ مسعود کی

اہتمام سے قلعہ اور مسجد نو تعمیر ہوئی۔ یہان کے انتظام کے بعد برسات کا موسم کاٹنے کے لئے بادشاہ دیوگانو مین آیا جو دریائے کشنا پانچ چار کروہ تھا۔ یہان لشکر کے آرام کے لئے چھاؤنی ڈالی اور جابجا حکام فہمیدہ کارداں اور ملکی بندوبست و ضبط کے لئے تعین کئے۔ اس ضلع کے مفسد سرکش زمینداروں کی تنبیہ کے لئے ذوالفقار خان کو مقرر کیا ملک نو مفتوح سے کل روپیہ اور زمینداروں سے پیشکش وصول ہوئی۔ رعایا اپنے وطنون مین آباد ہوئی۔

ان دنون مین خبر آئی کہ قلعہ بخشندہ بخش عرف کندنا قلعہ دار کی بیخبری سے اور غنیم کی حیلہ پردازی سے مرہٹہ کے تصرف مین آگیا ہے اسی روز حمیدالدین خان بہادر کو مع تربیت خان کے اسکے محاصرہ اور تسخیر کے لئے روانہ کیا۔

اس زمانہ مین بادشاہ کے تمام اعضا مین درد مفاصل بشدت ہوا جسے ایک عالم کے احوال مین اختلال پیدا ہوا۔ ہرچند ہر روز خود داری کرکے بادشاہ بیٹھ کر دیوانِ عام داری مین مشغول ہوتا اور خلق اللہ کی تسلی کا سبب ہوتا۔ مگر آخر کو مرض بڑھتا گیا غشی و بیخودی کی نوبت آئی ایک دو دفعہ خبرین ناخوش آمیز فساد انگیز دو وقعہ طلبون کی زبان زد ہوئین دس بارہ روز تک لشکر اور امراء کے آدمیون مین ایک عجیب ہنگامہ برپا رہا۔ مگر آخر کو فضل الٰہی ہوا کہ بادشاہ کا مزاج بحال ہوا کبھی کبھی دیوان کرتا۔ یہ خیر ہوگئی۔ ورنہ اس دار الحرب مین کہ سارا غنیم کا ملک تھا۔ اگر واقعہ ناگزیر پیش آتا تو اس کوہستان اور سرزمین پرشور و شر سے ایک آدمی کا نجات پانا مشکل ہوتا۔ امیر خان نقل کرتا ہے۔ بادشاہ ایک دن نہایت ضعف مین زیر لب یہ اشعار پڑھتا تھا۔

ابیات

بہشتاد و نود چون در رسیدی + بسا سختی کہ از دوران کشیدی

وزان جا چون بصد منزل رسانی + بود مرگے بصورت زندگانی

جب مین نے یہ شعر سنے تو عرض کیا کہ نظامی گنجوی نے ان ابیات کی تمہید مین یہ بیت

کبھی ہیوے بران بہتر کہ خود را شاد داری + دران شادی خدا را یاد داری +
بادشاہ نے اس شعر کو کئی بار سنا اور لکھوایا اور مدت تک پڑھا۔ حکیم حاذق خان
(صادق خان) معالج تھا اس خدمت کے جلدو مین بادشاہ نے اپنے تئین سونے تولکر
اسکو زر وزن اور سرو پیچ دیا اُسنے چوب چینی کا استعمال کرایا جسسے نفع عظیم ہوا۔
۲۷ رجب سنہ ۱۰۹۶ کو بادشاہ نے بہادر گڈھ عرف بھیر کا عزم کیا اور شعبان مین وہان
آگیا۔ سپاہ کے آرام و ایام صیام کے لئے چالیس دن کے قیام کا حکم صادر کیا۔

سوانح سال پنجاہم سنہ ۱۱۱۷

ماہ رمضان کو اس مقام مین بسر کیا ہر سال کے دستور کے موافق روزے رکھے
تراویح پڑھی صلوۃ و سنت بدستور ادا کئے۔ ایام صیام کے اہتمام کے بعد بلا ناغہ دیوان
مین امور مالی اور ملکی مین توجہ کی۔ ذوالفقار خان کو قلعہ بخشندہ بخش کو رخصت کیا اور خود
احمد نگر کی طرف متوجہ ہوا۔

اب چند سال پہلے ساہو پسر سنبھاجی پسر سیوا منصب ہفت ہزاری دو ہزار سوار
اور خطاب راجہ و جاگیر سیر حاصل سے سرافراز ہوا تھا۔ دیوان و خانساماں اور متصدی
اسکے علحدہ بادشاہ نے مقرر کئے تھے۔ کہ اسکی تربیت پر متوجہ ہون۔ ابتدا و قید
سے بنہایت حال رکاب عالی سے اسکو جدا نہ کیا تھا احاطہ گلال بار مین اپنے ظل عاطفت
مین اسکو رکھتا تھا۔ کوچ کے وقت اسکو سواری کا حکم اپنے ساتھ دیتا تھا ان دنون مین
کہ ذوالفقار خان اسکے پرداخت حال پر متوجہ تھا اور یہ نہین جانتا تھا کہ بزرگون کا کہنا ہے
کہ مار کشتن و بچہ در آستین پرورش دادن نہ کار خردمندان است وہ بادشاہ
کی خدمت مین التماس کرکے اسکو اپنے ہمراہ لے گیا۔ بائیس سال بعد وسط ماہ شوال مین
بادشاہ سواد احمد نگر مین دوبارہ آیا جس روز بادشاہ یہان اترا تو اسنے کہا کہ
احمد نگر مکان اختتام سفر است۔ ماہ ذی الحجہ کو بادشاہ پاس خبر آئی کہ نصرت جنگ کی
زور بازو سے قلعہ بخشندہ بخش تسخیر ہوا اور قلعہ کے حوالہ دارون کو اُسنے مار مار کر

حصار سے ہتیار لیکر نکال دیا۔
شاہزادہ محمد اعظم شاہ صوبہ احمد آباد مین تھا۔ باپ کے عارضۂ جسمانی کی خبر سنکر حضور کے پاس آنے کا ارادہ کیا اور بہت اضطرار کا اظہار کیا اور احمد آباد کی آب و ہوا کی ناموافقت کا عذر کیا۔ بادشاہ کی مرضی کے خلاف یہ امر تھا اس مضمون کا فرمان صادر کیا۔ کہ ماہم در ایام انحراف مزاج اعلیٰ حضرت عرضداشت ہمین مضمون بخضور پسا سال درشتہ بودیم در جواب فرمان رسید کہ ہوائے ہمہ جا بانشان سازگار است مگر ہوائی نفس اماره - بعدہٗ محمد اعظم شاہ نے مکرر معروض کیا تو صوبہ مالوہ اسکے لئے مقرر کیا بادشاہزادہ ابھی اجین مین نہین پہنچا تھا کہ اس نے عرضداشت کی کہ بادشاہ نے طوعاً و کرہاً اوسکو حضور مین طلب فرمایا۔ ۱۲ ذی الحجہ کو وہ بادشاہ کی خدمت مین آیا صوبہ احمد آباد سے جب بادشاہزادہ محمد اعظم شاہ کا تغیر ہوا تو یہان محمد ابراہیم خان کو جو صوبہ بنگالہ ابھی تھا مقرر کیا۔ فاصلہ بہت دور کا تھا اسلئے شاہزادہ بیدار بخت کو جو برہانپور مین تھا حکم صادر کیا کہ محمد ابراہیم کے آنے تک احمد آباد مین جاکر وہان کے بند و بست سے خبردار رہے محمد اعظم بادشاہ کی خدمت مین موجود تھا۔ اسکو اپنی شجاعت کا غرور تھا اپنے لشکر کی گردآوری کی تھی۔ احمد آباد مین کچھ خزانہ بھی جمع کرلیا تھا۔ بادشاہ کی رکاب مین جو خزانہ اور فوج تھی اسکی تاک مین تھا۔ ان سبھون سے برادر کلان کی ہستی کچھ نہین جانتا تھا۔ بلکہ سب باب مین اپنے تئین بزرگ سمجھتا تھا۔ شاہزادہ کام بخش کو یہ جانتا تھا کہ وہ عدم سے وجود ہی مین نہین آیا۔ جب اوس نے دیکھا کہ باپ کی طبیعت اکثر بحال نہین رہتی تو اوس کو یہ فکر ہوا کہ . . . .
شاہزادہ محمد عظیم کو کہ عظیم آباد عرف بہار پٹنہ مین مدت سے صوبہ دار بالاستقلال تھا اور خزانہ کے جمع کرنے مین بہت مشہور تھا اسکو ہیجا کرکے حضور مین طلب کرے اسکی طرف سے بادشاہ سے وقوعی اور غیر وقوعی باتین لگاکے اور بہت منت کرکے اسکو حضور مین طلب کرایا۔ وہ یہ نہ سمجھا کہ محمد عظیم کی حرکت اسکی جان کے لئے ایک بلائے عظیم ہوگی محمد عظیم نے

باپ کی خدمت مین آنے کا ارادہ کیا۔ پادشاہزادہ محمد اکبر کی ایک سال سے یہ خبر مشہور تھی کہ وہ . . . . جوالی گرم سیر خراسان کے توابع کے حوالی مین مرگیا۔ اس خبر کے جھوٹ سچ کے معلوم کرنے کے لئے ملتان اطراف ملک سرحدی کے حکام کو فرمان لکھے گئے۔ اندنون مین محمد اعظم شاہ کی زبانی تصدیق ہوئی کہ وہ مرگیا۔

سوانح سال پنجاہ و یک ۱۱۱۸ھ

محمد اعظم شاہ نے حضور مین رہ کر عمدۃ الملک اسد خان کو اور ایک جماعت اکبر کو اپنا رفیق بنایا۔ پادشاہ کا مزاج کچھ بحال ہو گیا تھا اور چندروز وہ دیوان عدالت بالا ناغہ کرتا تھا۔ مگر سفر آخرت کا ضعف اسکے چہرہ پر پیدا تھا اس ایام مین وزیر و پادشاہزادہ محمد اعظم کی طرف سے محمد کام بخش کی نسبت بے اعتدالیان ظہور مین آتی تھین وہ اس کے مخالش کے لئے بہانے بلاکش کیا کرتا تھا۔ کام بخش حافظ کلام اللہ تھا اور علم عقلی و نقلی سے بہرہ تام رکھتا تھا۔ پادشاہ اسکی رعایت خاطر کرتا تھا۔ قاعدہ ہے کہ چھوٹے بیٹے سے باپ کو محبت زیادہ ہوتی ہے۔ پادشاہ کام بخش سے بہت محبت رکھتا تھا سلطان حسین عرف میر ملنگ مخاطب حسن خان کو کام بخش کا بخشی مقرر کیا حسن خان بڑا ہوشیار عاقل تھا۔ وہ اپنی حسن عقیدت و کارطلبی کے سبب تقاضاء وقت کو دیکھ کر پادشاہزادہ کام بخش کو دربار مین لیجاتا۔ تو اسکے ساتھ مسلح مکمل ایک جماعت مردم خاص کی سوا اپنے رفیق نوکرون کے ہوتی اسکی شکایت کئی دفعہ پادشاہ سے محمد اعظم نے کی۔ کچھ جواب نہ ملا تو ایک رقعہ نواب زیب النساء بیگم ہمشیرہ اعیانی کو لکھا مین حسن خان کی بیادبی کا شکوہ لکھا کہ وہ اپنے حد کے دائرہ سے باہر قدم رکھتا ہے اور اسمین یہ بھی درج کیا کہ اگرچہ اس بے ادب کی شوخی کی تادیب کوئی کام نہین ہے مگر حضرت کا ادب مانع ہے اسمین مصلحت یہ تھی کہ پاس پہنچے مین یہ اندیشہ تھا کہ وہ شاہزادہ محمد اعظم کے ہاتھ مین فوراً نہ گرفتار ہو جائے۔ یہ رقعہ پادشاہ کے پاس گیا اسپر اپنے دستخط خاص سے پادشاہ نے لکھا کہ وجود حسن خان معلوم کہ از طرف او این ہمہ مغلوب سواس و ہراس گردد۔

با محمد کام بخش را جائی مرخص می نمائیم۔ اگرچہ محمد اعظم نے اس جواب طعن آمیز [illegible]
سے پیچ و تاب کھائے مگر سوائے صبر کے کوئی اور چارہ کار نہ تھا اور برادر خورد
جدا ہونا غنیمت جانا۔ بادشاہ اپنے مزاج کو خلل سے خالی نہیں دیکھتا تھا۔ اور
بادشاہزادہ اعظم کے فساد کی گرمی بازار روز بروز زیادہ مشاہدہ کرتا تھا اس لئے
اسنے دو شیر بیک بیشہ کا اپنے ارتحال کے بعد لشکر میں ہونا خلق اللہ کے حق میں فساد
عظیم کا مادہ جانا محمد کام بخش کی رعایت خاطر ضرور تھی اسکو مع کل اسباب سلطنت کے
اکرام احترام کے ساتھ بیجاپور رخصت کیا اور حکم دیا کہ حضور کے پاس سے نوبت بجاتا ہوا
روانہ ہوا۔ اسمین مصلحت یہ تھی کہ پاس رہنے مین یہ اندیشہ تھا کہ وہ شاہزادہ محمد اعظم
کے ہاتھ مین فوراً نہ گرفتار ہو جائے۔ محمد اعظم شاہ یہ دیکھ کر سانپ کی طرح
بل کھاتا تھا مگر پھنکار نہین مار سکتا تھا۔ دو تین روز کے اندر محمد اعظم کو صوبہ مالوہ
کو رخصت کیا اور حکم دیا کہ پانچ پانچ کوس کی منزل طے کرے اور ہر منزل مین دو دو روز
قیام کر کے تیسرے روز سفر کرے اس سے غرض یہ تھی کہ شاہزادہ اتنے بہت دور نہ چلا جاوے
جسکے سبب سے لشکر مین غدر مچ جاوے۔ اور پاس رہنے مین یہ اندیشہ تھا کہ کہین شاہجہان کا
معاملہ نہ پیش آئے۔ ان دونو شاہزادون کی روانگی کے بعد مرض کی شدت ہوئی تپ
بڑی شدت سے چڑھی۔ چار روز تک باوجود اشتداد مرض بہ سبب کمال تقوی کے پانچ
وقت کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھی۔ اس حالت مین حمید الدین خان نے منجمون کی تجویز
سے ایک فیل اور ایک دانہ الماس بیش قیمت کے صدقہ کے لئے عرضی بھیجی۔ بادشاہ نے اسپر دستخط
کئے کہ فیل تصدق برآوردن طریقہ ہنود و اختر پرستان است چہار ہزار روپیہ نزد
قاضی القضات بفرستید کہ بمستحقان رسانید اور اس عرضی پر دستخط کئے کہ این خاکسار را
زود بمنزل اول رسانند و بخاک سپارند و بہ تربیت تابوت نپردازند کہتے ہین کہ ہندوستان
کے تمام ملک کی تقسیم کا وصیت نامہ لکھ کر حمید الدین خان کو دیا تھا بعض کہتے ہین کہ
اسکے تکیہ کے نیچے سے نکلا تھا جسمین لکھا تھا کہ معظم شاہ شمالی اور شمال مشرقی صوبون پر

اورنگزیب کا انتقال

قبضہ کرے اور دلی کو دار السلطنت بنائے اور اعظم شاہ آگرہ اور جنوب و مغرب کے ملکوں پر جو دکن سمیت قابض ہوا اور آگرہ کو دار السلطنت ٹھہرالے۔ مگر گولکنڈہ اور بیجاپور کی دو یا تین کام بخش پاتا ہیں اسکے سوا ایک اور وصیت نامہ تھا کہ جس میں اسنے اپنی تجہیز و تکفین کی نسبت یہ لکھا تھا کہ ساڑھے چار روپیہ جو میرے ہاتھ کی محنت کی ٹوپیوں کی سلائی سے بچے ہیں اس سے تجہیز و تکفین ہو اور آٹھ سو پانچ روپیے جو قرآن نویسی کی اجرت سے حاصل ہوئے ہیں اسکین میں تقسیم ہوں روز جمعہ ۲۸ ذی قعدہ سنہ ۵۱ جلوس مطابق سنہ ۱۱۱۸ ہجری کو بادشاہ نے صبح کی نماز پڑھکے کلمہ توحید کا ذکر شروع کیا ایک پہر دن چڑھے اس دار فنا سے روضۂ جنان کو تشریف فرما ہوا۔ قاضی و علما و صلحا موافق وصیت کے تجہیز و تکفین میں مشغول ہوئے۔ جنازہ کی نماز پڑھی نعش کو خوابگاہ میں رکھا کہ نواب زینت النسا بیگم اور شاہزادہ محمد اعظم جو اودھ معلی سے پچیس ۲۵ کروہ پر تھا روز شنبہ کو آئے محمد اعظم روز دوشنبہ کو نعش کو کندھے پر دیوان عدالت تک لے گیا اور آگے اسکو روانہ کیا۔ شیخ زین الدین کے مقبرہ میں بادشاہ نے اپنی ایام حیات میں قبر بنائی تھی وہاں وصیت کے موافق دفن کیا۔ اور کئی سیر حاصل دیہات پرگنات اورنگ آباد کے منجملہ سرکار دولت آباد کے جدا کیے گئے اور پرگنہ خلد آباد کے نام سے موسوم ہوئے اور وہ مزار خلد آرامگاہ کے خرچ کیلئے مقرر ہوئے بادشاہ کی قبر کا چبوترہ سنگ سرخ کا ہے جسکا طول ۳ گز اور عرض ڈھائی گز ہے اور ارتفاع چند انگشت سے زیادہ نہیں ہے۔ لوح پر مجوف ہے کہ اسکو خاک سے پر کرکے ریحان کو اس میں بوتے ہیں۔ بادشاہ کا نام مرنے کے بعد خلد مکان رکھا گیا۔ مدت عمر اکیانوے سال تیرہ یوم اور ایام سلطنت پچاس سال دو ماہ ۲۷ یوم تھی۔

آخر وقت میں اسنے یہ خطوط ایسے لکھے ہیں کہ جن سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ بڑا خدا پرست اور سچا دیندار تھا۔ اسکو خوف الٰہی آخر وقت میں ایسا ہی تھا جیسا کہ ایک سچے دیندار کو ہوتا ہے۔ محمد اعظم شاہ کو یہ رقعہ تحریر کیا۔ السلام علیکم و علی من لدیکم۔ پیری رسید و ضعف قوی شد و قوت از اعضا رفت۔ یگانہ آمدم و بیگانہ می روم۔ جز این خود نیست کہ کیستم و بکجا ام۔ عمر کہ بطاعت رفت افسوس آن باقیماندہ ملک داری و پاسبانی خلائق ہیچ از من نشد

عمر عزیز مفت رفت. خداوند در خانه دارم و روشنائی آن در چشم تاریک خود نمی بینم حیات پایدار
نیست و از نفس رفته نشانی پدیدار نه - و از استقبال توقع مفقود - تپ مفارقت کرد و چرم
و پوست تنها گذاشت - فرزند کام بخش اگرچه به بیجاپور رفت اما نزدیکی است و آن عالی جاه
از ان هم نزدیکتر - عزیز القدر شاه عالم از همه دورتر - فرزندزاده محمد عظیم بحکم الله تعالی نزدیک
هندوستان رسیده - لشکریان همه بیدست و پا سراسیمه همچو من مضطرب از خداوند تعالی گریزان
در حالت اضطراب است و چون سیماب بیقرار - نمی فهمند که صاحب نعمتی داریم یا نه - هیچ با خود نیاوردم
و ثمره گناهان همراه می برم - نمیدانم که در چه عقوبت گرفتار خواهم شد - هرچند نظر بر الطاف و رحمت
امید قوی است اما نظر بر اعمال و افعال تفکر نمی گذارد و چون از خود گذشتم دیگری کجا ماند
ع هرچه باداباد ما کشتی در آب انداختیم - اگرچه از خود رفته را فکر نمی ماند - چون عالم بستگی
نیست همه را بخدا می سپارم - وصیانت بندگان اگرچه پروردگار خواهد کرد لیکن نظر بر عالم ظاهر
بر فرزندان هم ضرور است که خلق و مسلمین ناحق کشته نشوند - فرزندزاده بهادر دعای آخرین
بگویند وقت رخصت ندیدم اشتیاق باقی ماند - بیگم بظاهر اگرچه ملول است لیکن مالک دلها خداست
کوته اندیشی زنان بجز ناکامی ثمره ندارد - الوداع الوداع الوداع آخری وقت مین
شاهزاده محمد کام بخش کے نام یہ رقعہ لکھا ہے - فرزند جگر بند من هر چند در عالم اختیار هرچند برضای
الهی نصیحت کردم و زیاده از امکان وصایا کردم چون خواست الهی نبود بگوش رضا کسے
نشنیده - حالا که از همه بیگانه میروم به بی بضاعتی شما ترحم دارم اما چه فائده عذاب گناه
هرچه کردم ثمره آن با خود می برم عجب قدرت است که آمدم تنها و می روم با این قافله
تپ یازده روزه مفارقت داشت لیکن تاب نیاورده گذاشت هر جا نظر کنم بجز خدا به نظر
نمی آید - اندیشه لشکر و لشکریان نظر بر وبال آخرت موجب ملالت خاطر شد - از خود
خبرم نیست - گناه بسیار کردم نمیدانم بچه عذاب گرفتار خواهم شد - حراست بندگان
اگرچه رب العالمین خواهد کرد اما بر مسلمانان و فرزندان هم اهم است حفظ و احتیاط بندگان
بجنب ظاهر ضرور - عالیجاه هم نزدیک است انچه لازم بود در حق شما گفته ام و هم بجان و دل قبول

داشتہ شود نشود کہ مسلمانان کشتہ شوند و وبال برگردن این ناکارہ بماند شمارا بخدا می سپارم
و خود رخصت میخواہم حالت اضطراب است بہادرشاہ جائیکہ بود ہست و فرزندزادہ ...
عظیم الشان نزدیک بہندوستان آمدہ - فرزندزادہ بہادر بنواحی گجرات حیات النساء چیزے
از روزگار ندیدہ ملول است و حال بیگم بیگم واندواوے پوری والدہ شما در بیماری بامن بود و
ارادہ رفاقت دارد - خانہ زادان و مردمان چند کس چند گندم نما جو فروش اند باید برفق و مدارا
آدمی پروانے کار گیرد و پا باندازہ دراز کشد - شاہزادہ محمد معظم کے نام خط میں یوں خلاف
منعم خان از حضور رخصت یافت تا جلد رسیدہ انچہ بر زبان او حوالہ خواہد شد ابلاغ نماید - از
خود خبرم نیست کہ کیستم و کجا میروم و برسر این عاصی پر معاصی چہ خواہد گذشت - حالا ہمہ
رخصت میشوم و ہمہ را بخدا می سپارم - فرزندان نامدار کامگار را باید کہ تخالف نہ کنند و مجوز
کشت و خون خلق کہ بندگان خدا اند نشوند انچہ بنظر می آید از قرار ہنگامہ برپا شدنی است
ایزد مقلب القلوب توفیق حفاظت خلق اللہ کہ ودائع بدائع خلق اللہ اند چراغ راہ سالکان
طریق ریاست و نگاہداری کناد - اس رقعہ کے اس فقرہ میں - کہ اودی پوری والدہ شما
در بیماری بامن بودہ - لفظ اودی پوری نے بڑے تماشے دکھائے ہیں - کوئی تو یہ کہتا ہے
کہ اودی پور کے خاندان میں سے کوئی لڑکی اسکے نکاح میں آئی تھی - کوئی کہتا ہے کہ
کہ اودی پوری کی جگہ جودھ پوری ہی - سب سے زیادہ لطیفہ یہ ہے جو فرنگستانی تاریخوں
میں لکھا جاتا ہی - کہ اودی پوری ایک عیسائی عورت کا نام تھا وہ گوری بہت تھی وہ جارجیا
کی رہنے والی تھی - ایک بردہ فروش سوداگر سے دارا نے اسکو خرید لیا تھا وہ دارا کی محبوبہ بھی تھی -
یہی تھی جسکے سبب سے دارا نے عیسائی مذہب اختیار کیا تھا - جب دارا مارا گیا تو بادشاہ نے اپنے بڑے
بھائی کی دو بیویوں سے شادی کرنی چاہی - انمیں ایک راجپوتنی تھی وہ تو زہر کھانے
کو موجود ہوگئی - عالمگیر سے نکاح نہ کیا - مگر اس کرسچن لیڈی نے خوشی سے نکاح کر لیا فرنگستانی
تاریخوں میں بہت سی ایسی دل لگی کی کہانیاں ہیں -

آنچہ شاہان ہمہ دارند تو تنہا داری

عالمگیر کی خلقت و جبلت میں ــــ دین میں راسخ ہونا داخل تھا۔ وہ امام اعظم ابو حنیفہ کے مذہب پہ چلتا تھا اسکے سارے اعمال و افعال و عقائد اس حنفی مذہب کے مطابق تھے۔ وہ فرائض پنجگانہ اسلام کی جیسی چاہیئے تابعی کرتا تھا اول صلوٰۃ مفروضہ کو اول وقت مسجد میں یا غیر مسجد میں جماعت کے ساتھ پڑھتا تھا اور کل سنن و نوافل و مستحبات کو حضور و خشوع کے ساتھ ادا کرتا تھا مسجد جامع میں جمعہ کی نماز سب مسلمانوں اور مومنوں کے ساتھ پڑھتا تھا اسکو اس نماز جمعہ کا ایسا خیال تھا کہ اگر وہ شاہجہان آباد یا کسی اور بڑے شہر سے شکار کے لئے چلا جاتا . . . . . . تو جمعرات کو شہر میں آجاتا کہ نماز جمعہ جامع مسجد میں ناغہ نہ ہو۔ اگر شکار کے لئے زیادہ دنوں کے لئے جاتا تو ضرور نزدیک کے قصبہ میں جا کر جمعہ کی نماز پڑھتا عیدین کی نماز سفر و حضر میں جماعت کے ساتھ پڑھتا ــــ دوم رمضان کے روزے رکھتا تھا۔ خواہ موسم کیسا ہی سخت ہو تراویح و ختم کلام اللہ میں آدھی رات تک صلحا و فضلا کی جماعت کے ساتھ مشغول رہتا اور عشرہ آخرہ میں مسجد غسلخانہ میں معتکف ہوتا تھا۔ ہر ہفتہ میں تین دن پیر و جمعرات و جمعہ کو روزہ رکھتا تھا سوم زکاۃ شرعی قبل از جلوس جو ما کل ملبوس خاص کے لئے مقرر کی تھی اور ایام سلطنت میں صرف خاص کے لئے جو مواضع دار الخلافہ اور دو تین محل نمک تا جدا کئے گئے تھے انکی زکاۃ ہر سال ارباب استحقاق کو دیتا تھا اپنی اولاد کی طرف سے بھی زکات کا حساب کر کے دیتا تھا۔ چہارم حج ــ ادائے مناسک حج کی حد سے زیادہ تمنا اسکو تھی مگر بعض موانع و عوائق کے سبب سے وہ حج کو نہ جا سکا اسکے بدلہ میں حرمین محترمین کے مجاوروں کے ساتھ اس قدر رعایت کرتا تھا کہ اسکا حج بمنزلہ حج کبری کے ہو جاتا تھا اتنی مدت سلطنت میں کبھی ہر سال کبھی دو سال میں بہت روپیہ بھیجتا تھا اور یقینا شریف میں طواف حج اور سلام رسالت کی نیابت کے لئے اور دو مصحف مجید جو اسنے اپنے ہاتھ کے لکھے ہوئے بھیجے تھے انکی تلاوت کے لئے اور تسبیح و تہلیل اور اعمال و عبادات کے اداکے لئے بہت آدمیوں کو وظیفہ دیتا تھا۔ پنجم جہاد جسکا حال اسکی تاریخ سے معلوم ہوتا ہے وہ ہمیشہ باوضو رہتا

عبادات و ریاضات کی پابندی اور ارکان مذہب

اور کلمہ طیبہ اور اذکار اور ادعیہ ماثورہ کو پڑھتا رہتا اور لیالی متبرکہ مین شب بیدار رہتا اور
راتون کو حق طلبی کے واسطے مسجد دولت خانہ مین اہل اللہ سے صحبت رکھتا۔ وہ سن شعور کی ابتدا
ہی سے کل ملاہی و مناہی مسکرات و محرمات سے محترز تھا۔ کبھی اسنے شراب کو لب سے نہین لگایا مسکرات و
مخدرات کی بو تک کو دماغ پاس نہین آنے دیا اور سوا ازواجات حلال کے کسی حرم سے مقاربت
نہین کی۔ باوجودیکہ مطربان خوش آواز اور سازندہ دلنواز پایہ تخت مین مجتمع تھے اور
اوائل جلوس مین کبھی کبھی سامعہ افروز طرب ہوتا تھا اور اس مین دقیقہ یاب تھا لیکن کمال تورع
و پرہیزگاری کے سبب سرود کے استماع سے کلی پرہیز کرتا تھا۔ اور جو کوئی گویا و نغمہ سرا وہ تائب ہوتا تو روزانہ و زمین مدد معاش سے اسکو خوشنود کرتا تھا۔ مرزا اکرم خان صفوی نے
کہ فن موسیقی کے ماہرون مین تھا۔ بادشاہ سے پوچھا کہ آپ سرود کے حق مین کیا فرماتے ہین
تو اسنے فرمایا کہ لا بلہ مباح۔ پھر اسنے عرض کیا کہ حضرت سے زیادہ کون استماع کے لیے
اہل ہوگا فرمایا کہ مین مزامیر خصوصاً پکھاوج کے ساتھ گانا سن نہین سکتا وہ بالاتفاق
حرام ہے اسلئے مینے سرود بھی چھوڑ دیا۔ ایک حکایت سرود کے جنازہ بنانے کی مشہور ہے جسکو
ہمنے پہلے لکھا ہے۔ بادشاہ نے اصلا لباس نا مشروع نہین پہنا اور ظرف نقرہ و طلا مطلقاً
وہ کام مین نہین لایا اور زردوزی لباس و رنگین اور جواہر نگار خود بھی چھوڑا اور امیرون کو بھی
منع کر دیا کہ زنانہ لباس پہننا چھوڑ دین۔ انکا لباس ہمیشہ شرعی ہوتا۔ جواہر جنکے پہننے سے
زیب و زینت وافر ہوتی ہے انکے گھر سنگ یشب کے بجای چاندی سونے کے بنوائے کہ وہ
مشروع و مباح ہون۔ وہ تقلیل نوم و غذا مین عبادت خدا کے لئے کرتا۔ اس کی
محفل مین غیبت و خبث و کذب کی ناشائستہ باتین مذکور نہین ہوتین اسنے بندہائے حضور
کو تلقین کر رکھی تھی کہ عرض کے وقت معیوب لفظ عبارت حسنہ سے تعبیر کیا جاسکے ترویج
قواعد دین اور تنفیذ احکام دین مین اور ضلالت و جہالت کے رسوم مٹانے مین اور
بدعتون و مناہی و ملاہی کے اٹھانے مین ایسی کوشش کی جو پہلے کسی بادشاہ کے عہد مین
نہین ہوئی تھی بادشاہ نے سنہ ۶۹ مین یہ تجویز کیا کہ کوئی فاضل محتسب مقرر ہو کہ وہ تمام

تمام منہیات و محرمات خصوصاً شراب و بھنگ بوزہ کے کھانے پینے کو اور تمام مسکرات اور زناکاری کو منع کرے اول اس عہدہ پر ملا عوض مقرر ہوا۔ پندرہ ہزار روپیہ سالانہ تنخواہ مقرر ہوئی اور ہزاری صدسوار کا منصب ملا اور تمام ممالک محروسہ مین صوبہ دارون کے نام احکام صادر ہوئے کہ وہ اپنے علاقہ مین ایسا ہی ایک محتسب مقرر کرین اور اسکے ساتھ احدی سوار بھی ساتھ رہین کہ اگر کوئی شرع کے پابند ہونے مین حجت کرے تو اسکی تنبیہ تاکید کرین بعض مورخون نے اس احتساب مین یہ بھی داخل کیا ہے کہ بتون کی سواریان اور نمائشین بھی نہ ہونے دین غرض امور احتساب کا نفاذ انام اور خواص و عوام پر بغایت جاری تھے۔ طوائف نے فواحش کو دار الخلافہ سے باہر نکال دیا اور تمام ممالک محروسہ مین یہ حکم جاری کیا کہ شہر سے باہر کسبیان رہا کرین۔ اس طائفہ کے معدوم کرنے مین اور بدکاریون کے پھیلنے کا احتمال تھا اسلئے اسنے شہر کی آبادیون سے دور بسنے کا حکم دیا۔ اور پہچان کے لئے انکو لال پگڑی پہننے کا حکم دیا اسی وجہ سے فرنگیون مین انکا نام لال پگڑی مشہور ہوا مملکت مین باوجود اس وسعت کے سوا حد سیاسات شرعیہ کے کوئی اور سیاست کام مین نہین آتی۔ ہرگز باقتضاء قوت غضبی و استیلاء نفس کسی نفس انسانی کی حیات کی بنا کے خراب کرنے کا حکم دینے کا کسی کو یارا نہ تھا۔ بادشاہ قتل کا حکم خود دیتا ہے۔ عالمگیر نے کسی ایک ہندو کو بھی زبردستی مسلمان نہین کیا مگر اسکے عہد کی تاثیر ایسی تھی کہ دار الخلافہ اور اطراف مین ہنود مسلمان ہوتے جاتے تھے۔ جو ہندو مسلمان ہوتا۔ اسکو مہام شرعیہ کے ناظم بادشاہ کی بارگاہ مین لاتے اور اسکے اشارہ سے کلمہ طیبہ کی تلقین کرتے اور بادشاہ انکو خلعت و انعام و نقود دیتا اور بقدر حال اسکے عطایا سے نوازش کرتا۔ اور جو ممتاز ہنود مسلمان ہوتے وہ بے واسطہ بادشاہ پاس آتے اور بادشاہ انکو خود اپنی زبان سے کلمہ کی تلقین کرتا۔ خلاع اور عنایات سے انکو کامیاب کرتا اواسط ایام سلطنت مین اسنے ہندوون پر شریعت کے موافق جزیہ مقرر کیا جسسے یہ معلوم ہوا کہ اسلام کے مطیع ہنود ہین وہ اکبر کے عہد مین موقوف ہوگیا تھا جزیہ کے

سبب سے مسلمانون کے دلی خیرخواہ ہندو ہو گئے تھے۔ مگر اب پھر اسکے جاری ہونے
سے ہندؤن کا دل دکھا اور وہ بادشاہ کے بیری بن گئے۔ اسنے ایک حکم گشتی
تمام حکام پاس بھیجا کہ ہندو اہل قلم یک قلم آیندہ نوکر نہ رکھے جائین اور حکام کے ماتحت جو
عہدے خالی ہون تو انکی جگہ مسلمان نوکر رکھے جائین مگر یہ حکم صرف کاغذی تھا اسپر
عمل نہ ہوا۔ وہ فقط ہندؤن کے دل ناراض کرنے کے لئے کام آیا اورنگ زیب کے
عہد مین ہندو نوکرون کی کچھ کمی نہین ہوئی۔ اسنے ایسے احکام بضرورت جاری
کرکے ہندؤن کو شکستہ خاطر کیا کہ سوائے راجپوتون کے کوئی گھوڑے اور پالکی اور ہاتھی
پر بغیر حکم سوار نہ ہو۔ عالمگیر کا تعصب یہ بھی عجب ہندؤن کا دل دکھانے والا تھا۔ گو کبھی
اسنے کسی ہندو کو تلوار اس سبب سے نہین لگائی کہ وہ ہندو تھا کبھی اسنے کسی ہندو کو
زبردستی مسلمان نہین کیا۔ ہندؤن کی جو مذہبی عبادات اور رسومات قدیم سے چلی
آتی تھین انکو نہین روکا مگر باتین وہ کین کہ جنسے ہندؤن کا دل ناراض ہوگیا۔ ---
بنارس مین بشیشور اور بندو مادھو کے عالی شان مندرون کو خاک مین ملایا۔ متھرا مین
گوبند دیو کا مندر توڑ پھوڑ برابر کیا جزیہ جاری کیا۔ نوکری کی بات مین فقط کاغذی
حکم دل دکھانے والا دیا۔ گو مسلمانون نے اپنے عہد سلطنت مین بتون کو توڑا اور
مندرون کو ڈھایا۔ مگر اسسے ہندؤن کے دلون مین بت پرستی کا اثر ایسا کم نہین ہوا
جیسا کہ تعلیم انگریزی اور مشنریون کے مواعظ سے ہوا ان دونو باتون سے ہندؤن کے
دلون مین بت پرستی کی جگہ خدا پرستی یا لامذہبی نے لی وہ پکار پکار کے کہنے لگے
کہ بت پرستی حماقت و گناہ ہے یا ہمارے اصلی مذہب مین نہین ہے۔ غرض جو سلطنت
اسلامیہ مین ظاہر بتون اور بت خانون کی کمی ہوئی۔ مگر باطن مین ہندؤن کے دل
بت خانے بنے رہے۔ مگر اب اسکے خلاف حال ہوا کہ گو ظاہری بت اور بت خانے
بہت دکھائی دیتے ہین مگر تعلیم یافتہ ہنود کے دلون سے بت پرستی کوسون دور
بھاگ گئی ہے تعلیم یافتہ ہنود آجکل یہی قوم مین برآوردہ ہین۔

اسکی عطایائے عام مین سے یہ ایک ہے کہ غلات و حبوبات اور وجوہ راہداری اور محصول
رقمیہ اور ابواب اموال سائر کو معاف کردیا خصوصاً محصول تمباکو کو کہ جسکی آمدنی مبلغ خطیر
اور اسکا محل ان لوگون کی ناموس کی بے ستری کرتا۔ چنانچہ اسکو احتمال تمباکو کے چھپا کر
لے جانیکا ہوتا۔ کل ممالک محروسہ مین ہندو مسلمان پر تین لاکھ روپیہ سالانہ کا محصول معاف
کردیا۔ دویم یہ ہے کہ اجداد و نیاگان کے مطالبات کو اولاد پر معاف کردیا پہلے دستور
تھا کہ اولاد کی تنخواہ اور مناصب و وجہ مواجب جن پاتے تھے
مطالبات کی بابت اہل دیوان عظام اور مستوفیان ممالک بسبیل تدریج وضع کرتے
اور ہر سال مبلغ کلی اس جہت سے خزانہ عامرہ مین داخل کرتے جسکے سبب بادشاہ
منتسب پریشان حال ہوتے بادشاہ نے دفاتر مطالبات پر قلم عفو کھینچا اور ناظمان
دیوانی کو حکم دیا کہ کل بندہائے درگاہ مین سے منصبداران دو بیستی سے ہفت ہزاری
امیر تک اس مطالبہ سے جو انکے اجداد و نیاگان کی بابت واجب الادا ہو معاف کرین
اور مطالبات کی بابت کچھ تعرض اور مزاحمت نہ کرین اور منصبداران دو بیستی سے چہار
صدی تک کسی منصب کے سبب سے جو انکے باپون پر مطالبہ ہو وہ معاف کیا جاوے۔ اور
پانصدی سے ہفت ہزاری تک جو مطالبہ انکے باپون کی بابت ہو اسکو انکی وسعت
حال اور استطاعت وجوہ کے موافق لازم الادا جانین اگر انہون نے مطالبات کی بابت
میراث پائی ہو تو مہینون اور سالون مین بہ تدریج مطالبہ کو وصول کرین اور اگر
اس قدر میراث نہ پائی ہو تو وہ مطالبہ بقدر ترکہ وصول کرین۔ اور اگر یہ تحقیق ہو
کہ متروکہ مطلقاً نہین پہنچا ہو تو اسکو بالکلیہ وجہ مطالبہ کی ادا سے معاف و
مرفوع القلم کرین۔ یہ عطا اسکی کروڑون روپیہ سے زیادہ کی تھی اسکی مبرات
عام مین سے ایک یہ ہے کہ اس مملکت مین بہت سی راہین اور سڑکین ایسی تھین کہ اُن
مسافر خانے اور سرائین نہ تھین۔ مسافرون کو اُن مین راحت اور آسایش نہ
ملتی تھی بعض راہون مین خاص کر اورنگ آباد سے اکبر آباد تک اور مالوہ سے

عطایائے عام و خیرات و داد و دہش۔

کابل تک خلائق کو سفر کرنے مین سخت تکلیف و اذیت ہوتی تھی ۔ اسلیئے بادشاہ نے حکم دیا کہ ان ممالک کثیر المسالک مین جسجگہہ سرا اور رباط نہ ہو سرکار خالصہ سے سراے وسیع سنگ و خشت و آہک و گچ سے نہایت مضبوط اور مستحکم بنائی جائے جسمین بازار و مسجد و چاہ پختہ و حمام بنایا جاے اور ہر منزل مین مسافرون کے لیئے ایک منزل گاہ بنائین جسمین وہ اپنی سواری و اشیا و اموال کو رکھین اور یہ بھی حکم دیا کہ جو پرانی سرائین مرمت طلب ہون انکی مرمت کی جائے اور جہان پل کی ضرورت ہو وہان پل بنایا جائے ایسے کامون مین بادشاہی خزانہ کا بہت روپیہ خرچ ہوتا ہے ایسے حکمون سے ہندوستان کی راہون مین وہ امن و آبادی ہے کہ مراحل و منازل و جبال و صحرا کو ملک و امنی کے سبب سے شہرون کا حکم رکھتی ہین۔ جب بادشاہ کو اول سال جلوس مین معلوم ہوا کہ بعض مساجد معابد اسلام کہنگی کے سبب سے بے رونق ہو گئے ہین تو بادشاہ نے حکم دیا کہ تمام ممالک محروسہ مین جہان کہین مسجد پرانی شکستہ ہو گئی ہو تو سرکار خالصہ سے اسکی مرمت کی جاے۔ یا وہ از سرنو بنائی جائے امام موذن خادم اور سائر خرچ مسجد مثل فرش و چراغ وغیرہ سرکار سے مقرر کیا جائے ہر سال اس کام مین بھی بہت روپیہ خرچ ہوتا ہے اور بلغورخانے (محتاج خانے) متعدد دار الخلافہ اور اور شہرون مین عاجز و مساکین کے لیئے مقرر تھے۔ مرآۃ عالم مین لکھا ہے کہ اسکے باپ کے عہد مین ۹۰ ہزار روپیہ سالانہ صدقہ اور مستحقون مین ہر سال پانچ مہینے مین اسطرح تقسیم ہوتا تھا کہ محرم و ربیع الاول کے ہر ایک مہینے مین بارہ ہزار اور رجب مین دس ہزار اور شعبان مین پندرہ ہزار اور رمضان مین تیس ہزار باقی سات مہینون مین کچھ نہین تقسیم ہوتا تھا تو اسنے حکم دیدیا کہ ان مہینون مین بھی ہر مہینہ مین دس ہزار روپیہ خیرات ہوا کرے کل سال مین ایک لکھ ۴۹ ہزار روپیہ خیرات ہوتا تھا۔

بادشاہ نے اپنی کشور وسیع مین تمام بلاد و قصبات مین فضلا و مدرسون کو لائق وظیفے و روزانہ اور امداد مقرر کیئے تھے اور طلبہ علم کی وجہ معیشت در خور حالات و استعداد مقرر کی۔

چونکہ بادشاہ دل سے یہ چاہتا تھا کہ کافہ اہل اسلام مفتی بہا مسائل علما مذہب حنفی پر عمل کرین اور مسائل مذکورہ کتب فقہ مین متضاد تھے کا اختلاف ہے اور فقیہون نے روایات ضعیفہ گھڑی ہین اور انکے اقوال مختلفہ کتابون مین مخلوط ہین اور مہذا انکے مجموعہ پر ایک کتاب حاوی نہین۔ اور

اور جب تمام بہت کتابیں جمع نہ کی جاویں اور کسی کو استحضار وافی اور دستگاہ وسیع و تتبع کافی
علم فقہ میں نہ ہو استنباط مسئلہ نہیں کرسکتا اسلئے بادشاہ کا عزم مصمم یہ ہوا کہ ہندوستان کا
ایک گروہ مشہور علماء اور معروف فضلاء کا اس فن کی کتب مطولہ معتبرہ پر جو کتابخانہ سرکار
شاہی میں فراہم ہیں انظار تتبع ڈالکر استخراج مسائل مفتی بہا کرے اور اسکے مجموعہ کو ایک نسخہ
جامعہ میں ترتیب دے تاکہ سب کو انکشاف مسائل معمول بہا پر بسہولت کے ساتھ قدرت
حاصل ہو۔ اس کام کی سرکردگی شیخ نظام کو تفویض ہوئی اور علماء کے فریق کو وظائف
شائستہ دیئے گئے۔ چنانچہ دو لاکھ روپیہ صرف اس کتاب کے لوازم میں خرچ ہوا اُس کا
نام فتاوی عالمگیری رکھا گیا اُسنے اور کتابوں سے مستغنی کردیا۔

بادشاہ کے کمالات کسبیہ یہ ہیں کہ علوم دینیہ تفسیر و حدیث و فقہ سے واقف
تھا اور تصانیف محمد غزالی اور انتخاب مکتوبات شیخ شرف یحییٰ منیری و شیخ زین الدین
و قطب محی الدین شیرازی اور اس قبیل کی اور کتابیں ہمیشہ زیر مطالعہ رکھتا وہ حافظ قرآن
تھا ابتداء حال میں اسکو کچھ سورتیں یاد تھیں مگر بادشاہ ہونیکے بعد کل کلام اللہ حفظ کیا
تاریخ شروع حفظ سنقرئک فلا تنسیٰ اور تاریخ اتمام لوح محفوظ ہے خط
نسخ لکھنے میں اسکو کمال قدرت تھی۔ شاہزادگی میں ایک قرآن اپنے ہاتھ سے لکھکر مکہ
معظمہ بھیجا تھا اور ایام شاہی میں دوسرا قرآن شریف لکھکر مدینہ منورہ میں بھیجا اسکی جلد
اور لوح اور جدول میں سات ہزار روپیہ خرچ کیا۔ سوا ان دو قرآنوں کے پنج سورہ اور
سور قرآنی لکھیں وہ خط نستعلیق اور شکستہ بھی خوب لکھتا تھا قطعے لکھا کرتا تھا اور
بعض رقعات بادشاہزادوں اور امراء کو خطوط اور فرمان و رقعات اپنے ہاتھ سے لکھتا تھا
کوئی دن ایسا نہ ہوتا ہوگا کہ وہ خود اپنے ہاتھ سے دو چار سطریں نہ لکھتا ہوگا۔ اسکو
فارسی کی انشا پردازی میں ملکہ تھا اور نظم میں بھی مہارت رکھتا تھا۔ فارسی زبان بڑی
سلاست و ملاحت سے بولتا تھا ترکی چغتائی خوب جانتا تھا ان ہندؤں سے جو فارسی
نہیں جانتے تھے ہندی خوب بولتا تھا۔ شعر کے باب میں یہ آیت الشعراء

بے نتیجہ لغو وقت کھونے ذہن نشین تھی اسپر تمسک کر کے وہ استماع شعر پر بیفائدہ توجہ نہین کرتا تھا اشعار مدح تو کیا سنتا۔ ہان کسی شعر مین موعظت کا مضمون ہوتا تو اسکو سنتا۔

نگردد بہر رضائے خدائے عز و جل ٭ نہ چشم سوئے غزال و نہ گوش سوئے غزل

اسنے ملک الشعراء کا عہدہ تخفیف کر دیا مگر موزون طبع و عالی دماغ شاعرون سے دربار خالی نہ تھا بعض دفعہ ایسے شعر او قصیدے شعراء لکھ کر لاتے کہ بادشاہ سلامت کو سر دھننا ہی پڑتا مگر جب شاعر پڑھ چکتے تو انکو ارشاد ہوتا کہ آیندہ ایسے بیسود کام مین اپنی اوقات ضائع نہ کرین جن مورخون نے یہ لکھا ہے کہ اسنے شعر کہنے اور پڑھنے کی ممانعت کی وہ مبالغہ ہے۔ اسکی خود رقعات عالمگیری مین استادون کے شعر لکھے ہین بعض اوقات وہ خود شعر کہتا چنانچہ اسکا یہ شعر مشہور ہے بیت۔

غم عالم فراوان است و من یک غنچہ دل دارم ٭ چسان در شیشہ ساعت کنم ریگ بیابان را

وہ اپنی بیٹیون کو بیاضون مین اشعار لکھاتا تھا۔ علم نجوم و رمل و جفر کو اپنے مذہب کے موافق باطل جانتا تھا۔ اسلئے اسکے عہد مین نجومیون کا ستارا اور رمالون کا بھی پاسہ پلٹ گیا۔ ہندوون کی رسوم کے موافق جو نجومیون سے کام کرنے کی ساعت پوچھی جاتی تھی وہ موقوف کر دی۔ تقویمین جو پہلے دفتر مین کام آتی تھین انکو دفتر سے خارج کیا۔

اولاد کی تعلیم

وہ اپنے اولاد کو قواعد و آداب سپہ گری و علم صید شکار و کمانداری و تفنگ اندازی تیر اندازی اور علوم دینی و دنیوی مین تعلیم کرتا اور حرم سرا مین تو لڑکیون کو بھی اکثر عقائد حقہ دینیہ و احکام ضروریہ و تحصیل خط و سواد کی تعلیم کرتا تھا۔

بادشاہ نے یہ منصفانہ حکم جاری کیا کہ اگر بادشاہ نے کوئی شرعی حق تلفی کی ہو تو اسپر عدالت مین گوشمالی کی جاوے اور اسلئے اسنے ساری ممالک کی کل عدالتون مین وکیل شرعی مقرر کئے کہ وہ عدالت مین مقدمہ دائر کر کے شریعت کے موافق اسکی تحقیقات کرائین۔ غربا کو ایسی دسترس نہین ہوتی کہ وہ بادشاہ تک پہنچ کر اپنی حق رسی کی داد فریاد کرین اسلئے یہ وکیل شرعی مقرر کئے کہ انکی معرفت یہ مقدمات دائر ہوا کرین یہ اسی بادشاہ کی عدالت تھی کہ اسنے

یہ جائز رکھا کہ بادشاہ پر نالش ہوا کرے خلائق کی دادرسی اور رعایا و زیردستون کے
حال کی پرورش کے لیے ہر روز بلا ناغہ دیوان عدالت مین اپنی اوقات کو صرف کرتا۔
میر عدل و میر داد و داروغہ عدالت تعین کیے ہین وہ متظلمون اور دادخواہون کو اپنے ساتھ لائین
اور انکے مطالب و مقاصد کو عرض والا مین پہنچائین اور ایک معتمد کو تعین کیا ہے کہ متصدیان عدالت
جن ضعیفون کے عرض مدعا اور التجاح مطالب کو بسبب اغراض نفسانی کے تاخیر کرین تو مستغیث اُس معتمد
کی طرف رجوع کرکے اپنی حقیقت حال کی عرائض اسکو دین تاکہ وہ ان عرائض کو نظر شاہی کے
روبرو لائے۔ پادشاہ ان عرائض کو خلوت مین پڑھتا ہے اور عرائض کے حاشیون پر مستغیثون کے
مطالب کا جواب اپنے ہاتھ سے لکھتا ہے مملکت کا نظم و نسق باوجود اس وسعت کے اور دولت
کی حفظ و حراست باوجود اس عظمت کے ایسے ہین کہ سوائے حدود و سیاسات شرعیہ کے
جنکا اجرا عہدہ دارون کو ناگزیر ہے کوئی اور سیاست نہین کرسکتا۔ کوئی شاہزادہ اور امیر و
امیرزادہ جو کسی ولایت و صوبہ مین منتظم مہام ہے اسکا مقدور نہین ہی کہ وہ پادشاہانہ
بازپرس اور قہر و عتاب کے سبب سے کسی کے قتل کی جرأت کرسکے جو جماعت کہ تعزیرات اور
عقوبات کی مستحق ہوتی ہے حکام و صوبہ دارون کی عرائض سے اور وقائع نگارون کے
نوشتون سے اسکی حقیقت حال پر پادشاہ کو اطلاع ہوتی ہے پادشاہ شریعت کے موافق
جو حکم سیاست صدور کرتا ہے تو مجرم قتل ہوتے ہین پادشاہ کی عدالت کے سامنے وضیع و شریف
اور ادنے اعلی بازپرس و مواخذے کے لئے یکسان ہین۔ حدود شرعیہ کے اجرا مین اعیان و امرا
و اغنیا و فقرا و بے نوا آپس مین متمیز نہین ہوتے۔ جب کوئی عمائد شاہی مین سے مراتب خدمت
و مراسم عبودیت مین کسی فعل زشت کا مرتکب ہوتا ہی تو بحکم آئین شاہی تو ازینجا ماندہ ہی اسکی گوشمالی
واجب ہوتی ہی اسکی جزا و تقصیر کے موافق تعزیر ہوتی ہی خدمت سے معزول ہوتا ہی یا رتبہ و حرمت اعتبار اسکے لے لیا جاتا ہی
یا منصب و جاگیر سے برطرف کر دیا جاتا ہی اگر چند روز کے بعد اسکا جرم عفو کے قابل ہوتا ہے تو فضل و کرم بخشایش و نوازش کا مورد ہوتا ہی
کل ہندوستان پادشاہی اسطرح تنبیہ و متادب ہوتے ہین اسیطرح ہندوستان کے اطوار و اخلاق کی تہذیب کی ہی پادشاہ عفو تقصیر
مین مصرعہ در عفو لذتے کہ در انتقام نیست + پر عمل کرتا ہی۔ جو امرا و سرداران پادشاہ سے برسر جنگ ہوئے

ان سب کے قصور معاف کر دیئے۔ تمام تاریخ کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اسنے کیسی کیسی تقصیر اور کیسے قصور معاف کر دیئے وہ سزا دینے مین نہایت متحمل و متامل تھا۔ حیا و شرم و مردمی اس قدر اس مین تھی کہ کبھی کلمہ رکیک زبان پر نہ لایا۔ کوئی بات کسی کے منہ پر ایسی نہین کہتا کہ جس سے دوسرا آدمی شرمندہ ہوتا۔ یا اوسکی ہتک عزت کا باعث ہوتا اور اسکے حال کی تقبیح ہوتی۔ اگر کسی کو زجر و ملامت کے کلمے لکھتا تو اسکے ساتھ لطف آمیز اور عنایت خیز فقرے بھی تحریر کرتا

پادشاہ عدل و داد ایسی کشادہ پیشانی و نرم خوئی سے کرتا کہ ہر روز دو تین دفعہ استادہ ہو کر داد طلبون کو بلاتا وہ بے ممانعت بارگاہ معدلت مین جوق جوق آتے اور پادشاہ کی غایت توجہ کے سبب سے بغیر کسی خوف و ہراس و ہیبت و دہشت کے اپنا عرض مطلب کرتے اور اپنا انصاف پاتے۔ اگر وہ اپنے بیان کو بہت بڑھاتے اور خارجی باتین بہت بناتے اور مبالغہ کرتے تو پادشاہ جھلاتے و دماغ چین بہ جبین نہین ہوتا۔ بارہا فدویون نے حضور سے عرض کیا کہ ایسے مستغیثون کو جسارت نہین دینی چاہیئے تو فرمایا کہ ایسے کلمات کے سننے سے اور ایسے امور کی امثال کے واقع ہونے سے ہمارے نفس کو ملکہ تحمل حاصل ہوتا ہے۔

حزم سے مراد ہماری اس صفت سے ہے جسکے سبب سے آدمی اوروں آدمیون پر بے جا اعتبار نہین کرتا۔ اورنگزیب نے جو باپ سے سلوک کیا تھا اسکو وہ زندگی بھر مین ایک لمحہ بھی نہین بھولا اسکو حزم و احتیاط کے سبب یہ اندیشہ رہا کہ کہین میری اولاد بھی میرا حال وہی نہ کرے جو مین نے باپ کا کیا اسلیئے وہ سارا اختیار اپنے ہاتھ مین رکھتا ہمیشہ اپنے افسرون کو ایک مقام سے دوسرے مقام مین بدلتا رہتا کہ وہ ایک جگہ اپنی اقامت کے سبب سے اپنا تعلق ایسا نہ پیدا کر لین کہ پھر اسکا توڑنا مشکل پڑے۔ سب سے زیادہ وہ اپنے بیٹون کے حال احوال چال ڈھال سے بڑی اپنی احتیاط کرتا۔ انھون پر خفیہ نویس اور جاسوس انکے پیچھے لگائے رکھتا۔ جب انکو فوج کے ساتھ روانہ کرتا تو انکے ساتھ اتالیق مقرر کرتا ان کے سب کامون کو اپنے قابو مین رکھتا مگر اسکے ساتھ ہی اپنے رقعات نصیحت آمیز اور شفقت انگیز تحائف کے ساتھ بھیجتا۔

بیٹون مین شاہزادہ معظم کو قید کیا اور قید سے چھوڑا تو کابل کی صوبہ داری پر اپنے سے
بہت دور بھیجا۔ ذو الفقار کی تحریر سے بادشاہزادہ کام بخش سے آشفتہ خاطر ہوا مگر
اُسنے اُسکا دل بہت جلد صاف ہوگیا اپنے لاڈلے بیٹے مرزا اعظم شاہ کا اُسنے اسطرح امتحان
کیا کہ اسکو شکار مین ساتھ لے گیا اور اُسکے ساتھ کے آدمیون کو راہ مین روکتا گیا جب اسکے
ساتھ آدمی نہ رہی تو اپنی بھری بندوق اسکے ہاتھ مین دی۔ پھر ایک خیمہ مین لیجا کر ایک عجیب و
غریب تلوار اسکو دکھائی جو خاندان مین بطور یادگار چلی آتی تھی۔ تنگی کر کے اسکے جوہر دکھائے
آپ خود گرمی کا بہانہ کر کے ننگا ہوگیا۔ غرض اس طرح خوب اسکا ... امتحان کر لیا اور اپنا
اعتبار اسکے دل مین بٹھا دیا۔ تو اُسکو رخصت کیا مورخ لکھتے ہین کہ بعد اس معاملہ کے
یہ شاہزادہ باپ سے ایسا ڈرتا تھا کہ جب اسکا خط آتا تو اسکا چہرہ زرد ہو جاتا ہے
کوئی سرکار و صوبہ نہ تھا جسمین سوانح نگار جا بجا مقرر نہ ہون وہ روزنامچہ لکھتے
تھے اور یہ روزنامچے بادشاہ کی نظر سے گذرتے تھے۔ وہ جزئیات و کلیات اُمور
اور طریقہ صوبہ دارون اور حکام و عمال کے ادنٰے سے اعلےٰ تک بالکل حضور مین بھیجتے
تھے اور عدالت کے موافق وہ اپنے حسن عمل کے پاداش اور سوء کردار کے کیفر پاتے
ان واقعہ نویسون کے سوا ایک معتمد خفیہ مقرر تھا۔ یہ سوانح و حقائق ملک دوسرے شخص کی
اطلاع بغیر لکھتا۔ اگر واقعہ نگار اپنی کسی غرض کے سبب سے بعض امور کی نگارش مین نفس الامر
سے تجاوز کرتا تو معتمد مذکور کے نوشتے سے اصل حقیقت حال کھلجاتی۔ اس طرح کسی اہلکار
کی بدوضعی اور بدکرداری چھپ نہین سکتی تھی۔ شاید کوئی خیال کرے کہ بادشاہ کو ایسی
جزئیات کی طرف متوجہ ہونا اسکو کلیات پر نظر کرنے سے محروم کرتا ہوگا۔ مگر اس بادشاہ
کا یہ جوہر ہمیشہ زمانہ کو تعجب و حیرت دلائیگا کہ اُسکی نظر جیسی جزئیات پر تھی ایسی ہی
اعاظم امور ملکی اور کلیات جہات پر توجہ تھی وہ جزئیات کی تہ پر ایسا جھٹ پٹ
پہنچ جاتا تھا کہ اسکو کچھ توجہ بھی کرنی نہین پڑتی تھی۔ ہر سرکار اور صوبہ سے سوانح نگار
جو واقعات لکھ بھیجتے تھے انپر بے تکلف ہدایتین لکھتا چلا جاتا تھا۔ امرا و بادشاہزادون

بادشاہ کی واقعات و جزئیات پر نظر

امور سرداران کو معاملات ملکی کے بابت کی تحریرات جو دبیران سلطنت پیش کرتے تھے انکی اصلاح
دیدیتا اور اپنی قلم سے کسی فقرہ کو لکھ دینا کچھ بات ہی اسکے نزدیک نہ تھی۔

استقلال و ثبات

پادشاہ فنون رزم آزمائی و سپہ آرائی و مراتب لشکر کشی و جہان کشائی مین مہارت
رکھتا تھا حسن توکل و ثبات و استقلال ایسا تھا کہ اپنے اعوان و انصار کی قلت اور دشمنون
کی کثرت پر خیال نہ کرتا خدا کی عنایت کے بھروسہ پر اعتماد کرتا خواہ دشمنون کا کیسا ہی
ہجوم ہو وہ میدان رزم و عرصۂ کارزار سے منہ پھیرنا نہین جانتا تھا بہت دفعہ
ایسا اتفاق ہوا کہ اسکے لشکر کی جمعیت پراگندہ ہو گئی اور تھوڑے آدمی اسکے پاس رہ
گئے اور دشمنون کی افواج جمعیت و شوکت سے ہنگامہ آرائی کارزار ہوئی مگر
پادشاہ خصم افگن و دشمن شکن نے استقامت و پائداری ایسی اختیار کی کہ کوہ کی طرح
سیلاب لشکر انبوہ سے اپنی جگہہ سے نہ ہلا حسن صبر و ثبات و نیروی ہمت و پردلی سے رایت غلبہ و
استیلا کو بلند کیا اور مظفر و منصور ہوا۔ یہ اسکی عادت مین داخل ہی کہ رزم و جنگ مین
جب نماز کا وقت آتا ہے تو وہ اپنی سواری سے اترکر طمانیت سے اسکو پڑھتا ہے پادشاہ
کا لشکر بلخ مین تھا اور عبد العزیز خان سے مقابلہ آرائے صف کارزار ہوا اور بلخ کی فوج
نے جو مور و مار سے زیادہ تھی لشکر شاہی کو حلقہ مین کر لیا۔ عین ہنگامہ پیکار کی گرمی
مین ظہر کی نماز کا وقت آیا باوجودیکہ بندہائے ظاہر بین نے منع کیا مگر
وہ گھوڑے سے اترا اور جماعت کا صف آرا ہوا اور فرض و سنت و نوافل کو کمال اطمینان
سے ادا کیا۔ عبد العزیز خان نے جب یہ خبر شجاعت اثر سنی تو وہ اس استقلال پر ایسا
متحیر ہوا کہ اسنے جنگ سے ہاتھ اٹھایا اور زبان سے کہا کہ با چنین کسی در افتادن
بر افتادن است من استانس باللہ استوحش من غیر اللہ۔ جو شخص خدا سے مانوس ہوا
وہ غیر اللہ سے موحش نہین ہوتا ہے ایک سعادت خداداد اسمین تھی کہ نا ملائم امور کے
وقوع سے اسکے چہرہ احوال پر ملال نہ ظاہر ہوتا اور سوانح مسرت بخش اور حصول
مقاصد سے اسکے چہرہ سے فرح و انبساط کے آثار نہین ظاہر ہوتے۔ چنانچہ محاربات عظیمہ مین

جب اسکو فتوح ہوتین اور امرا اسکو مبارکباد دینے آتے تو وہ اسپر کچھ توجہ نہین کرتا اور
اور شگفتگی جو اس قسم کی فتوحات سے چہرہ پر ظاہر ہونی چاہیئے وہ نہ ظاہر ہوتی۔ حاصل یہ
اوقات شدت و رخا و رنج و راحت و اندوہ و شادی مین اسکا حال ایک وتیرہ پر رہتا
امور مرغوبہ کی وقوع پر منعم حقیقی کا شکر وسپاس بجالاتا۔ اور مکروہات پر صبر و سکون و ثبات
نفس فرماتا۔ بشاشت و انبساط مین اسکا خندہ حد تبسم سے نہین گذرتا اور قہر و شورش جبلی
کے وقت سوائے چین بجبین ہونے کے زیادہ عتاب کرتا۔

اسکی تاریخ کو اول سے آخر تک پڑھیئے تو معلوم نہین ہوتا کہ خدا نے اسکو کیا استقلال دیا تھا
کہ کبھی اپنی جگہ سے نہ ہلا اور ارادہ سے نہ ٹلا۔ چودہ برس کی عمر مین جب ہاتھی نے اپنی سونڈ
سے اسپر کمند ڈالی تو اسنے اپنے گھوڑے کو ایسا پیل بند ڈالا کہ فیل کو مات کیا۔ جب شاہجہان نے
کہا کہ بیٹا ایسی جگہ اڑا نہین کرتے ہٹ جاتے ہین تو اس وقت بیٹے نے ہاتھ جوڑکر عرض کیا کہ
غلام کو خدا نے ہٹنے کے لئے نہین پیدا کیا۔

اکیاسی برس کی عمر مین اسکی ہمت و استقلال کو دیکھیئے کہ قلعون کے فتح کرنے کا اور دشمنون کے شکار
کرنے کا شوق ان پہاڑون مین پیدا ہوا جنکی راہین کاٹنا پہاڑ کاٹنے سے زیادہ مشکل پھر
انہین خیمون کے اندر گرمی اور برسات کے دنون کا کاٹنا۔ کبھی فقط آسمان ہی کے شامیانے
کے نیچے رات بسر کرنا اور اپنے شاہانہ مکانون اور آرامگاہون کا چھوڑنا اور پھر دشمنون
سے سینہ بسینہ لڑنا۔ چالیس چلنا اور روز فوج کشی کرنا اس صاحب کمال بادشاہ کا کام تھا
ان کوچون اور مہمون مین جو اس پیرانہ سالی مین اسنے بے تکان و بے تکلف اٹھائین وہ اچھے
جوان اور طاقتور سپاہیون سے نہین اٹھ سکتین جن برساتون مین وہ ان گرم ملکون مین رہا
انہین طوفانون نے کیا کیا تکلیفین اسکو پہنچائین جب وہ برسات مین کوچ کرتا تو دشوار گذار ندیون
اور عرقاب وادیون اور دلدلی ریتون اور تنگ تاریک و باریک راہون مین گذرنے سے
کیا دشواریان پیش آتین ایسے مقامون مین اقامت کرنی پڑتی کہ جہان کھانے پینے کو
مشکل سے میسر ہوتا تھا اکثر حادثات ایسے واقع ہوئے کہ بار برداری کے سارے جانور

مشکلات کی بھیڑ ہوتے جنکے سبب سے فوج لنگڑی ہو جاتی۔ خیمون کے اندر کوچ اور مقامون
مین گرمی کی شدت سے نہایت تکلیف ہوتی تھی۔ گرمی کا موسم پانی کی کمیابی۔ پیاس کی شدت
پانی کی قلت سمجھ لو کہ کیا مصیبت دکھاتی ہوگی ان سب آفتون پر ایک اور آفت وبا کی تھی۔
بعض اوقات وہ لشکر مین پھیل کر بادشاہی سپاہ پر ایسی دست اندازی و سفاکی کرتی تھی
کہ دشمنون کا مقدور نہ تھا کہ وہ کرتے وہ ہزارون کی جان کا کھلیان کرتی اور دشمنون کا بال
بیکا نہ کرتی۔ مگر واہ عالمگیر تیری اس استقلال پر قربان جائیے کہ آب و ہوا قحط و وبا
سب نے تجھ پر وار کئے مگر تیری ہمت و استقلال نے سب کو ٹال دیا کوئی محنت تجھ کو
درماندہ کوئی مصیبت تجھکو افسردہ نہ کر سکی۔ ترس و بیم و خوف و ہراس تیرے آس پاس ہو کر
نہ گذری۔ ان مصائب کے اوقات مین کوئی کارخانہ ایسا نہ تھا کہ جسپر اسکی توجہ نہ تھی۔ کوئی
حصہ سپاہ کا اسکے حکم بغیر قدم نہین اٹھا سکتا تھا۔ جسوقت کسی فوج کے کوچ کا حکم دیتا
تو ضرور اسکی منزلین اور سفر کی ہدایتین بھی خود لکھ کر یا لکھوا کر بھیجتا۔ اپنے افسرون سے
قلعون کے نقشے منگاتا اور انکے وہ مقامات بتلاتا جہان وہ حملہ کر کے فتح پاتے۔ دکن
مین بیٹھا تھا۔ مگر اتر پچھم پورب کی خبر رکھتا تھا وہان کے حاکمون کے نام خطوط لکھتا اور
فرمان جاری کرتا۔ پٹھانون کو ناہموار ملکون مین سڑکون کے بنانے کے نقشے بتلاتا۔
ملتان اور آگرہ کے فسادون کے مٹانے کی اور قندھار دوبارہ تسخیر کرنے کی تدابیر سوچ
سوچ کر بتلاتا۔

تقسیم اوقات

بادشاہ صبح صادق سے پہلے اٹھتا ہے اور وضو کر کے مسجد غسلخانہ مین جاتا ہے اور
وقت نماز کا انتظار کرتا ہے جب اسکا وقت آتا ہے تو نماز پڑھتا ہے۔ نماز کے بعد کلام
مجید کی تلاوت کرتا ہے اور ادعیہ ماثورہ و اوراد و وظائف معہودہ جو اسکو حق پرستون
نے بتائے ہین پڑھتا ہے پھر وہ اپنی خلوت گاہ مین جو ایک نشیمن خاص ہے آتا ہے۔ اور
اپنے مقربون کو بلاتا ہے اور سریر معدلت و دادخواہی پر بیٹھتا ہے۔ عدالت کے متعلق داروغہ
دادخواہون کو لاتے ہین خواہ وہ اہل دار الخلافہ و مردم حضور ہون یا دور دست بلاد کی

وصوبون کے ستم رسیدہ ہون اور وہ اپنے وطنون اور مسکنون سے پادشاہ کے پاس عدالت کے لیے آئے ہون۔ غرض انکا استغاثہ وہ خود سنتا ہے۔ قضایا اور شرعیہ موافق شریعت کے فیصل کرتا ہے اور مراتب عرفیہ کی تنقیح وتشخیص موافق قوانین سلطنت کرتا ہے جنکا استغاثہ مسکینی وفقیری کا ہوتا ہے انکو خزانہ سے روپیہ دیا جاتا ہے بعد اسکے اکثر اوقات پادشاہ اپنے شبستان مین اور بعض اوقات منظر جھروکہ مین بیٹھتا ہے۔ جھروکہ درشن کے نیچے کے میدان مین ایک خلقت انبوہ ہر صنف وگروہ کی جمع ہوتی ہے۔ بے مانع ومزاحم پادشاہ کو دیکھتی ہے (اس درشن کو پادشاہ نے موقوف کر دیا) اسی میدان مین پادشاہ لشکر کو دیکھتا ہے۔ جمعہ کو وہ جامع مسجد مین جاتا ہے تو قلعہ کے نیچے میدان مین بعض امرا اپنے تابینیون کا ملاحظہ کراتے ہین اور سرکار خاصہ کے فیلخانہ کے متصدی مست ہاتھیون کو جنکا دیوان خاص وعام مین لانا دشوار ہے پادشاہ کو جھروکہ کے نیچے دکھاتے ہین اور کبھی بعض ہاتھیون کو گھوڑون کے پیچھے دوڑاتے ہین تاکہ میدان جنگ مین گھوڑون اور سوارون پر دوڑنے کی مشق ہو۔ کبھی پادشاہ ہاتھیون کی کشتی بھی دیکھتا ہے۔ غرض اس جلوہ گاہ مین دو گھڑی اور کبھی اس سے بھی کم بیٹھتا ہے اور یہان سے اٹھکر ایوان چہل ستون خاص وعام کے جھروکہ مین بیٹھتا ہے اور اس مین امور عظیم ملکی وکلیات جہات مالی مین مشغول ہوتا ہے اور بخشیان عظام کی وساطت سے امرا ومنصبدارون کے لئے مراتب معاملات اور مہام عرض کئے جاتے ہین اور ایک جماعت تفویض خدمات واضافہ مناصب اور عطایا اور مراتب سے کامیاب ہوتی ہے یا بعض آدمی انکی بندگی سے تازہ سربلندی پاتے ہین اور رسم تسلیم کی تقدیم کرتے ہین ایک گروہ صوبون اور بیرونی خدمتون پر متعین ہوتا ہے خلعت لیتے ہین اور رخصت ہوتے ہین اور دولت خدمت اور اضافہ منصب کے امیدوار روبرو ہوتے ہین اور اپنی ہوا خواہی کے موافق اپنے مطالب پر فائز ہوتے ہین گروہ برقنداز جو عبارت سوار تفنگچیون سے ہے خواہ منصبدار خواہ احدی اور فرقہ احدیان تیرانداز کو ستائیس قسم وبخشی احدیون کے موقف عرض مین پہنچتے ہین اور پادشاہ انکو دیکھتا ہے اور مقربان درگاہ

اور امیران درگاہ کے وسیلہ سے صوبہ داروں کی اور ہر صوبۂ سرکار کے متصدیوں کی
عرائض اور انکی پیش کشین محل عرض مین آتی ہین۔ خدمت عرض مکرر کا متصدی احکام
شاہی جو درباب منصب و جاگیر و مراتب مہمات اور اقسام معاملات مین صدور ہوتے
ہین مکرر عرض کرتا ہی اور ہر روز آراستہ بیگی کچھ گھوڑے و ہاتھیوں کا داروغہ کچھ ہاتھی
آراستہ کرکے روبرو کرتا ہے اگر کوئی گھوڑا یا ہاتھی زبون اور لاغر ہوتا ہے تو اسکے
متکفل معرض عتاب و بازخواست مین آتے ہین اسپان داغی اور تابینیوں و منصبداروں
کو داروغۂ داغ و تصحیحہ دکھاتا ہے اگر کوئی گھوڑا اور سوار نظر مین زبون معلوم ہوتا ہے
تو اسکو رد کرتا ہے تابین باشی معرض عتاب مین آتا ہے اس ایوان مین غرض کلیات
امور و عظائم مطالب جمہور کا انتظام ہوتا ہے چار پانچ گھڑی اس کام مین پادشاہ
مشغول رہتا ہے دوپہر سے پہلے پادشاہ اس ایوان سے اٹھکر خاص غسلخانہ مین
جاتا ہے یہان دوپہر تک وہ رہتا ہے اکثر اعیان دولت و ارکان سلطنت و متصدیان
مہمات اور اہل خدمات و ایکگروہ گرز برداروں کا اور اہل خاص چوکی اور ایک
جماعت چیلوں اور قورچیوں کی اور ان آدمیوں کی جنکا ہونا ضروری ہی شرف بار
پاتے ہین اور دیوانیان عظام اور بخشیان ممالک و ناظم و متصدیان مہام بیوتات
کارخانجات کے داروغے اور ارباب خدمات جنکو عرض کی اجازت ہوتی
ہے مطالب مہمات کلی و جزوی نوبت بنوبت معروض کرتے ہین اور انکے جواب پادشاہ
ارشاد کرتا ہے صدر الصدور اہل استحقاق و نیازمندوں کو جوق جوق پادشاہ کی
نظر کے سامنے لاتا ہے اور انکے احوال کو عرض کرتا ہی اور یہ گروہ اپنے نصیبے کے موافق
تعین وظائف اور عطای اراضی مدد معاش و انعام نقود سے کامیاب ہوتے اور صوبہ داروں
اور حکام اطراف کی عرائض اس محفل باریافتگان قرب کی وساطت سے پادشاہ کی
نظر سے گذرتی ہین بعض کو پادشاہ خود پڑھتا اور بعض کو اوروں سے سنتا جو شاہی
احکام ہوتے انکو دستور منشیوں کو لکھنے کے لئے کہتا ان کے مسودے پادشاہ کی

نظر سے گذرتے وہ انکو اصلاح دیتا۔ جب مناشیر جلیل القدر لکھے جاتے تو دستور اعظم انکو
نظر سے پہلے گذرانتا بعض فرمانون پر وہ اپنے ہاتھ سے کچھ سطرین لکھ دیتا ہر صوبہ
سرکار کے جو سوانح نگار اطراف کا نوشتے بھیجتے پادشاہ انکو سنتا۔ بعض اوقات
جانوران شکاری باز و جرہ و شاہین و چرغ و بحری و یوز وغیرہ خوش بیگی و
قراول بیگی ملاحظہ کراتے بعض اوقات اصطبل سرکاری کے متصدی بعض بریکار چہرہ
گھوڑون کو آراستہ کرکے ملاحظہ کراتے اور انکو صحن غسلخانہ مین جا بجا سوار پھراتے
اسی مجلس مین جار وغہ عدالت مستغیثون اور داد خواہون کو حاضر کرتا اور عرض احوال
و مطالب گذارش کرتا۔ پادشاہ انکی داد دہی کرتا۔ ایام ہفتہ مین سے چہارشنبہ کو
خاص عدالت کے لئے مقرر کیا تھا جسمین وہ دیوان خاص و عام مین نہین بیٹھتا۔ تمام
متصدیان عدالت و قاضی عساکر و مفتی و فضلاء و علماء و ارباب عمائم و سنجیدگان شہر
محفل مین غسلخانہ مین حاضر ہوتے اور پادشاہ تمام وقت عدل پروری و داد گستری مین
مصروف ہوتا۔ جن آدمیون کے یہان ضرورت نہ ہوتی وہ بار نہ پاتے دوپہر تک
پادشاہ ان شغلون مین مصروف رہتا پھر یہان سے اٹھکر محل مین جاتا۔ وہان
قلیل کھانا کھاتا اور قیلولہ کرتا۔ ظہر کی نماز سے پہلے اٹھتا اور مسجد مین جاتا۔ دو
نفل پڑھتا اور جا نماز پر بعد اسکے بیٹھا رہتا۔ تسبیح پڑھتا رہتا۔ جب نماز کا وقت آتا
تو جماعت کے ساتھ نماز پڑھتا۔ پھر خلوت خانہ خاص مین جاتا اور عصر کے وقت
تک وہین رہتا۔ قرآن شریف کی تلاوت و کتابت کرتا۔ اور مسائل دینی و مطالعہ
کتب اور عارفون کے رسالون کو پڑھتا۔ کبھی کبھی بڑے امیرون کو مصالح و مہمات
ضروریہ کے لئے بلا لیتا۔ کبھی بعض داد خواہون کی اور مظلومون کی التماس کو سن
لیتا۔ انکا جواب دیدیتا۔ کبھی کبھی پادشاہ کے حرم سرا مین سے بیگمین آجاتین
اور مستورات محنت زدہ و بیوون و یتیمون کا حال عرض کرتین۔ ہر ایک اپنے
حال کے موافق عطاء شاہی سے کامیاب ہوتا جب عصر کی نماز کا وقت آتا

تو پھر غسلخانہ کی مسجد مین آکر تا بعض مہمات ملک و دولت عرض ہوتین اور صبح کے وقت کی طرح یہان امرا کورنش بجالاتے۔ امرا و منصبدار جنکی چوکی ہوتی حاضر ہوتے۔ دستور کے موافق انکو تور دئیے جاتے۔ جب شام کے وقت موذن اذان دیتا تو بادشاہ سب کامون کو چھوڑ کر اذان سنتا اور مسجد مین جاکر نماز پڑھتا اور دو گھڑی تک وظائف و اوراد مین گذارتا۔ پھر نشیمن غسلخانہ مین آتا اور امور ملک و مال مین مشغول ہوتا۔ اس وقت وزیر اعظم مہمات کلیہ و جزئیہ دیوانی کو عرض کرتا۔ جواب احکام سنتا۔ جب چار گھڑی رات جاتی اور عشا کی اذان ہوتی تو بادشاہ مسجد مین جاکر جماعت کے ساتھ نماز پڑھتا اور غسلخانہ سے اکثر آدمیون کو رخصت کر دیتا۔ آرامگاہ خاص مین جاتا۔ روز پنجشنبہ کو دیوان خاص و عام مین اول روز کے دیوان پر اکتفا کرتا اور غسلخانہ کے دیوان آخر روز کو موقوف کرتا۔ اس دن بادشاہ اس وقت کو عبادت مین بسر کرتا اور وظائف پڑھتا۔ رات دن مین بادشاہ ایک پہر سے زیادہ نہ سوتا تھا۔ رات کو یاد الٰہی مین بسر کرتا تھا۔

رقعات اورنگ زیب اور اسکے عہد کی تصنیفات

اورنگ زیب کے رقعات بھی ایک قدر دانی کی چیز ہے۔ اسکے رقعون مین احادیث و آیات قرآنی و اشعار اساتذہ قابل تحریر مین۔ اسکے مختلف نسخے قلمی اور مطبوعہ ہر جگہ ہین۔ اُنکے رقعون کے تین مجموعے موجود ہین انکے نام یہ ہین کلمات طیبات جسکو اسکے میر منشی عنایت اللہ خان نے مرتب کیا۔ دوم رقائم کرائم جسکو دوسرے میر منشی نے ترتیب دی۔ تیسرے دستور العمل آگاہی جو اسکے مرنے سے ۱۰ برس بعد مرتب ہوا۔ پہلے دو مجموعے اسکے خود ہاتھ کے لکھے ہوئے مسودے تھے جو اسنے میر منشیون کو نقل کے لئے دئیے تھے۔ تیسرا مجموعہ بھی اس قسم کا تھا۔ اسمین ترتیب اور تاریخ کا پتا نہ تھا۔ اور اختصار کے باعث اور ان مضمونون کی نا آشنائی کی وجہ جنپر اشارے کئے گئے تھے وہ مبہم ہو گیا ہے۔ آداب عالمگیری مین قابل خان نے بہت سے مکتوبات و رقعات کے جمع کئے ہین اور ایسی ہی مکتوبات عالمگیری کا حال ہے۔ اسکے زمانہ کی عمدہ تصنیف یادگار روزگار فتاوی عالمگیری ہے جسکا بیان اوپر کیا گیا۔

پہلے دستور یہ تھا کہ مورخ پادشاہون کی تاریخین روز روزنامچے لکھا کرتے تھے۔ چنانچہ اس
پادشاہ کے عہد مین بھی منشی محمد کاظم بن محمد امین نے عالمگیرنامہ لکھا جسمین دس سال کی سلطنت
کا حال بالتفصیل لکھا ہوا اور یہی معتبر تاریخ سلطنت وہ سالہ کی ہے مگر پادشاہ نے اس کے
بعد اپنے زمانہ کی لکھنے کی سخت ممانعت کر دی کہ کوئی شخص نہ لکھے اب اسکا سبب ماثر عالمگیری
مین تو یہ لکھا ہے کہ پادشاہ بنا بر باطن کی تاریکی کو آشکار ظاہر کے اظہار پر مقدم جانتا تھا
اسلیئے اسنے اپنی عہد سلطنت کی تاریخ نویسی کی ممانعت کر دی۔ کوئی سبب اسکا یہ بیان کرتا ہے
کہ عالمگیر ایک معجون مرکب شجاعت و فطنت و عناد و عصبیت کا تھا۔ شجاعت اور فطنت
کے سبب سے تو اسے وہ کام صادر ہوتے تھے جو پادشاہان عالی مقدار کو شایان ہین
مگر عناد اور عصبیت کی وجہ سے وہ افعال ظہور مین آتے تھے جو عظیم الشان پادشاہون کو
زیبا نہین ہین اسلیئے اسنے عقلمندی سے تاریخ لکھنی بند کر دی کہ اسکے یہ کام زمانہ کے
یادگار نہ رہین مگر باوجود اس ممانعت کے اسکی سلطنت کے حالات مین پندرہ تاریخین
لکھی گئین جنمین سے ایک خافی خان کی تاریخ ہے جو اہل یورپ کے ہاتھ مین اورنگ زیب کی
بدکاریان بیان کرنے کے لیئے دستاویز ہے۔

ہمیشہ سنی و شیعون کے درمیان معاندت و مخالفت چلی آتی ہے جسکے سبب سے وہ ایک دوسرے
کی نیکیون کو نہین دیکھ سکتے۔ یا انکو وہ نیکیان دکھائی نہین دیتین۔ غرض دونو فریق ایک
دوسرے کے حالات کو معاندت کی نظر سے دیکھتے ہین۔ نیکیون کے بیان کرنے مین کند زبان
ہین اور بدیان کھود کھود کر نکالتے ہین۔ ان دونو فریق کے طرز و تحریر مین یہ فرق ہے کہ
اہل سنت کی تحریر مین تقیہ نہین ہوگا اور شیعون کی تحریر مین تقیہ ہوگا۔ خافی خان شیعہ ہے
اسکی تحریر عجب تقیہ آمیز ہے اسکی تاریخ کوئی بغور پڑھے تو کسی مغلیہ پادشاہ کی نسبت
نیک خیالات پیدا نہ ہون وہ انکے نیک کامون کی تعریف کرکے ایک بات ایسی لکھدیگا
جس سے وہ نیکیان خاک مین ملجاتی ہین اگر کسی پادشاہ نے کوئی اچھا قانون جاری کیا
تو اسکو لکھ کر تعریف کریگا مگر یہ لکھے گا کہ وہ عمل مین نہین آیا۔ اورنگ زیب نے بہت محصول

سعادت کیئی۔ بکیر دارالخلافہ مین اور اسکے گرد انکی تعمیل ہوئی اور باقی اور مقامون مین ان کے سبب سے زیادہ ظلم وستم ہونے لگا وہ ایسا متعصب شیعہ ہے کہ ایک جگہ لکھتا ہی کہ ایران کے صفوی خاندان کے پادشاہ جو دائم الخمر رہتے تھے انہون نے بھی دشمنون سے وہ سلوک نہین کیا جو اس پادشاہ دیندار اورنگزیب نے اپنے بھائیون اور بیٹون کے ساتھ سلوک کیا۔ وہ طعن وتشنیع وتبرا کرنے مین ایسا کمال رکھتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہی کہ وہ فرانسیسی زبان پڑھا ہوا ہی جسمین ایسے مضامین بڑی لطافت وظرافت سے ادا کیے جاتے ہین یہ فرانسیسی زبان اوسنے اپنی فارسی زبان مین خرچ کی ہے —

مملکت جسپر پادشاہ بلا واسطہ سلطنت کرتا تھا اسکی شمالی سرحد ازبکون کی سلطنت تک یعنی خیوا اور بخارا کے خانات تک تھی جنوب مین اسکی سرحد وہی تھی جو اب برٹش گورنمنٹ کے احاطہ بمبئی اور مدراس کی ہے۔ مشرق مین پوری تک جو اڑیسہ مین ہی اور مغرب مین سومنات تک جو گجرات مین ہی —

اس زمانہ مین انگریزی تاریخون مین اور اخبارون مین بڑی بحثین اس بات پر ہوتی ہین کہ رعایا سے محصولات برٹش گورنمنٹ مین زیادہ لیے جاتے ہین یا سلطنت اسلامیہ مین لیے جاتے تھے اس مین انگریزی محققین تمام حسابون کو لگا کے یہ نتیجہ نکالتے ہین کہ سلطنت اسلامیہ مین رعایا کی گردن پر محصولات کا زیادہ بار تھا۔ برٹش گورنمنٹ سے محصول کم لینے والی سلطنت ہندوستان مین اب تک نہین ہوئی اسکے مخالفت مین یہ کہا جاتا ہے کہ سلطنت اسلامیہ جو رعایا سے محصول لیتی تھی کنوئے سے پانی نکال کر کھیت اور باغ مین دیتی تھی نہ کسی دوسرے ملک کو لیجاتی تھی نہ اپنے خزانون مین جوڑ کر رکھتی تھی۔ غرض یہ ایک بحث ایسی طول طویل ہی جسکے موافق اور مخالف دلائل سے ہزارون صفحون کے منہ کالے ہوئے ہین میری نزدیک مغربی اور مشرقی سلطنتون کی آمدنی اور خرچون کے طور اور طریقے سے علاحدہ ہین کہ انکا حساب لگا کے مقابلہ کرنا اور اسکا نتیجہ نکالنا محقق کی میلان طبع پر موقوف ہی۔ جو انگریز یہ نتیجہ نکالتے ہین اسکے برعکس ہندوستانی اس تحقیق مین اب سلطنت اسلامیہ کے

محاصل سلطنت کے حساب مین دو دقتین پیش آئی ہین۔ اوّل سکون کی قیمت کی تشخیص مین دوم محاصل کی تفصیل مین کہ کس قدر یہ محاصل زمین کی جمع سے لیا جاتا تھا اور کتنا ابواب سے مع بالاجمال تو ہندوستانی اور انگریزی تواریخ مین تحریر ہین اور بالتفصیل دونوکی تحقیق و تشخیص کی گئی۔ سنہ ۱۵۹۴ء سے سنہ ۱۸۰۰ء تک روپیہ کی قیمت انگریزی سکون مین بحساب اوسط ۲ شلنگ و ۳ پنس تحقیق ہوئی ہے جو ہندوستان کے ایک روپیہ ۲ر کی برابر ہے۔ جو روپیہ بہت گھس گھسا گیا ہو اسکی قیمت ایک روپیہ اور جو پورا وزن مین تیار روپیہ ہو وہ ایک روپیہ ۳ر کا اسمین کچھ اختلاف نہین ہے کہ پہلے حساب دام مین ہوتا تھا اور وہ روپیہ کا ایک چالیسوان حصہ یعنی ۴۰ دام کا ایک روپیہ ہوتا تھا۔ غرض اس حساب سے تحصیل مالگزاری کی تفصیل یہ ہے اس روپیہ کی قیمت وہ سمجھنی چاہیئے جو اوپر بیان ہو چکی

نام بادشاہ	سنہ	روپیہ	سند
اکبر	۱۵۹۴	۱۸۶۴۰.....	ابوالفضل
〃	۱۶۰۵	۱۹۶۳۰.....	دی لائٹ
جہانگیر	۱۶۲۷	۱۹۶۸۰.....	بادشاہ نامہ
شاہجہان	۱۶۲۸	۱۸۷۵۰.....	محمد شریف
〃	۱۶۴۸	۲۲۷۵۰.....	بادشاہ نامہ
〃	۱۶۵۵	۳۰۰۸۰.....	سرکاری نقشہ
اورنگ زیب	۱۶۶۰	۲۵۴۱۰.....	برنیر
〃	۱۶۶۴	۲۶۷.....	تھیونوٹ
〃	۱۶۶۷	۳۰۸۵۰.....	بختاور خان
〃	〃	۴۰۱۰.....	نقشہ جات سرکاری
〃	۱۶۹۷	۴۳۵۵۰.....	منکی
〃	۱۷۰۷	۳۳۹۵۰.....	رومیوسیو

ان دو آخر ستون کی تفصیل صوبہ داریہ ہے۔

ملک کی جمع (یعنی زمین کی پیداوار سے آمدنی جو بادشاہ کو دی جائے) سنہ ۱۶۹۷ء			زمین کی جمع سنہ ۱۸۰۷ء		
نمبر	نام صوبہ	آمدنی روپیہ	نمبر	نام صوبہ	آمدنی روپیہ
۱	دہلی	۱۲۵۵۰۰۰۰	۱	دہلی	۳۰۵۴۸۷۵۴
۲	اگرہ	۲۲۲۰۳۵۵۰	۲	آگرہ	۲۸۶۶۹۰۰۳
۳	لاہور	۲۲۳۰۵۰۰۰	۳	اجمیر	۱۶۳۰۸۶۳۴
۴	اجمیر	۲۱۹۰۰۰۰۰	۴	الہ آباد	۱۱۴۱۳۵۸۱
۵	گجرات	۲۳۳۹۵۰۰۰	۵	پنجاب	۲۰۶۵۳۳۰۲
۶	مالوہ	۹۹۰۶۲۵۰۵	۶	اودھ	۸۰۵۸۱۹۵
۷	بہار	۱۲۱۵۰۰۰۰	۷	ملتان	۵۳۶۱۰۷۴
۸	ملتان	۵۰۲۵۰۰۰	۸	گجرات	۱۵۱۹۶۲۲۸
۹	ٹھٹھہ (سندھ)	۶۰۰۲۰۰۰	۹	بہانہ	۱۰۱۷۹۰۲۵
۱۰	بکہ	۲۴۰۰۰۰۰	۱۰	سندھ	۲۲۹۵۴۲۰
۱۱	اڑیسہ	۵۷۰۷۵۰۰	۱۱	دولت آباد	۲۵۸۷۳۶۲۷
۱۲	الہ آباد	۷۷۳۸۰۰۰	۱۲	مالوہ	۱۰۰۰۹۷۵۴
۱۳	دکن	۱۶۲۰۴۷۵۰	۱۳	برار	۱۵۳۵۰۶۰۲۵
۱۴	برار	۱۵۸۰۷۵۰۰	۱۴	خاندیس	۱۱۲۱۵۷۵۰
۱۵	خاندیس	۱۱۱۰۵۰۰۰	۱۵	بیدر	۹۳۲۴۳۵۹
۱۶	بگلانہ	۶۸۸۵۰۰۰	۱۶	بنگال	۱۳۱۱۵۹۰۶
۱۷	نندی (ناندیر)	۷۲۰۰۰۰۰	۱۷	اڑیسہ	۳۵۷۰۵۰۰
۱۸	بنگال	۴۰۰۰۰۰۰	۱۸	حیدرآباد	۲۷۸۳۴۰۰۰

نام صوبہ	آمدنی روپیہ	نام صوبہ	آمدنی روپیہ
۱۹ اجین	۲۰۰۰۰۰۰	۱۹ بیجاپور	۲۶۹۵۷۶۲۵
۲۰ راج محال	۱۰۰۵۰۰۰	میزان کل	۲۹۲۰۲۳۱۴۷
۲۱ بیجاپور	۵۰۰۰۰۰	۲۰ کاشمیر	۵۷۴۷۷۳۴
۲۲ گولکنڈہ	۵۰۰۰۰۰	۲۱ کابل	۴۰۲۵۹۸۳
میزان کل	۳۷۹۵۳۴۵۵۲	میزان کل	۳۰۱۷۹۶۸۶۴
۲۳ کاشمیر	۳۵۰۵۰۰۰		
۲۴ کابل	۳۲۰۷۲۵۰		
میزان کل	۳۸۶۲۴۶۸۰۲		

ان رقموں سے معلوم ہوتا ہے کہ سلطنت کی آمدنی کی ترقی تھی سنہ ۱۶۵۵ میں افزائش جمع کی وجہ ممالک دکن کی آمدنی تھی اور سنہ ۱۶۶۰ اور سنہ ۱۷۰۰ میں آمدنی محاصل زمین کی کمی کی وجہ وہ فسادات ہیں جو سنہ ۱۶۵۸ میں اورنگ زیب کی تخت نشینی کی بابت ہوئی اور بعد اسکے قحط ہوا اور دکن کی لڑائیوں کے نقصان ہیں جو اورنگ زیب کی موت سے پہلے سنہ ۱۷۰۷ میں ہوگئے۔

سلاطین مغلیہ کی آمدنی زمین کے نقشوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں بالاستقلال افزائش ہوتی رہی۔ اکبر کے آخر عہد میں انیس کروڑ کی آمدنی تھی اور اورنگ زیب کے عہد میں وہ چالیس کروڑ روپیہ کے قریب ہوگئی اس میں شبہ نہیں ہے کہ یہ آمدنی محاصل زمین کی پیداوار سے تھی اور اس آمدنی میں وہ خراج ہی داخل ہے جو سلاطین مغلیہ سنہ ۱۶۰۰ میں انیس کروڑ اور سنہ ۱۷۰۰ میں ۳۴ کروڑ کے قریب صرف زمین کا محصول لیتے تھے۔ پادشاہ اگرچہ کل زمین کا مالک تھا مگر وہ زمین کی پیداوار کا تہائی حصہ لیتا تھا۔ اکبر نے جو سررشتہ زراعت کا قائم کیا اور معادی بندوبست جدید کیا اور زمینات کی پیمائش کی اور اسکے پیداوار کے موافق جمع شاہی مقرر کی یہی قوانین اورنگ زیب کے آخر زمانہ تک جاری تھے

مرآۃ عالم مین بختاور خان یا محمد بقا نے لکھا ہے کہ جمع ۹۲۴۱۷۱۶۰۸۲ دام تھی جسمین
سے ۱۷۲۷۹۸۱۳۵۱ دام خالصہ کے تھے یعنی خزانہ شاہی مین داخل ہوتے تھے اور باقی
۷۵۱۳۷۳۴۷۳۱ دام جاگیردارون اور منصبدارون وغیرہ کو دیئے جاتے تھے۔
زمین کے محصول کی آمدنی کا حساب تو آسان ہی مگر سائر ابواب کے محصول کا حساب کرنا بہت
دشوار ہے اسلئے کہ یہ ابواب ہمیشہ بدلتے رہتے تھے۔ ۸۰ طرح کے جو محصول اکبر نے معاف
کر دیئے تھے جنکی تفصیل آئین اکبری مین لکھی ہے اور پھر اورنگ زیب نے بہت سے محصول معاف
کیئے نئے مقرر کئے۔ جزیہ پانچ فیصدی ہندؤن پر اور زکاۃ ڈھائی فیصدی مسلمانون
پر مقرر کی جسسے آمدنی بہت بڑھ گئی ہوگی سنہ ۱۶۷۵ مین ۲۶ ہزار روپیہ جزیہ کا صرف شہر
برہانپور سے وصول ہوا مگر یہ امر نہایت مشتبہ ہی کہ یہ جزیہ اور زکاۃ وصول بھی کی گئی
امیر بڑی بڑی نذرین دیتے تھے اور بیش بہا خلعت پاتے تھے اسکا حساب بھی کچھ نہین
ہوسکتا کہ بادشاہ کو ان نذرون کے لینے اور خلعت دینے مین کچھ بچتا تھا یا خرچ ہوتا
تھا۔ کل آمدنی کی تفصیل ہندوستانی تاریخون مین نہین ہی۔ مگر فرنگیون نے قیاس سے
اناپ شناپ بیان کیا ہے۔ ولیم ہاکنس جو سنہ ۱۶۰۹ سے سنہ ۱۶۱۲ تک ہندوستان مین رہا لکھتا ہے کہ
بادشاہ کی آمدنی پچاس کروڑ روپیہ سالانہ تھی کیٹ بیان کرتا ہے کہ سنہ ۱۶۹۱ مین بادشاہ کی
آمدنی فقط زمین کی پیداوار سے ساڑھے تینتالیس کروڑ روپیہ کی تھی اور اسکے علاوہ اور
آمدنیاں محصولون کی تھین۔ بندر سورت کے محصول کی آمدنی تیس لاکھ روپیہ اور ٹکسال
وغیرہ کی آمدنی گیارہ لاکھ روپیہ کی تھی۔ ڈاکٹر جیمیلی کیری جسنے اورنگ زیب سے سنہ ۱۶۹۵
مین ملاقات کی وہ بیان کرتا ہے کہ بادشاہ کو اپنی موروثی ملک کی آمدنی اسّی کروڑ
روپیہ کی ہی اس حساب سے سائر ابواب کی آمدنی زمین کی جمع سے بھی زیادہ تھی
ان بادشاہون کی آمدنیاں ساری ایک ہاتھ مین آتی تھین اور دوسرے ہاتھ مین خرچ
ہو جاتی تھین لاکھون سپاہی تھے انکے افسرون اور منصبدارون اور جاگیردارون
اور عہدہ دارون کے ملازمون مین یہ آمدنیاں خرچ ہوتی تھین۔ اگر امیرون کی تنخواہ ہوتا

حساب لگاؤ تو وہ کروروں روپیہ کا ہوگا۔ سلاطین مغلیہ میں شاہجہان کے خزانہ میں کبھی چھہ کروڑ روپیہ سے زیادہ نہ جمع ہوا اور اورنگ زیب تیرہ لاکھ روپیہ خزانہ میں چھوڑ مرا۔ سلاطین مغلیہ میں تیموریہ سے لیکر آخر تک کسی کو روپیہ جمع کرنے کا شوق نہیں ہوا۔ آمدنی خرچ برابر رکھتے تھے۔ اور طامس صاحب بادشاہوں کی آمدنی کا نقشہ یہ لکھتے ہیں۔

	نام بادشاہ	زمین کا محصول	کل آمدنی
۱	فیروز شاہ تغلق سنہ ۱۳۵۱ سے سنہ ۱۳۸۸	+	۶۸۵۰۰۰۰۰ روپیہ
۲	بابر سنہ ۱۵۲۶ سے سنہ ۱۵۳۰	۲۶۰۰۰۰۰۰	+
۳	اکبر سنہ ۱۵۹۳	+	۳۲۰۰۰۰۰۰۰
۴	اکبر سنہ ۱۵۹۴	۱۶۵۷۴۳۸۸	+
۵	اکبر سنہ ۱۶۰۵	۱۷۴۵۰۰۰۰۰	
۶	جہانگیر سنہ ۱۶۰۹ سنہ ۱۶۱۱		۵۰۰۰۰۰۰۰۰
۷	جہانگیر سنہ ۱۶۲۸	۱۷۵۰۰۰۰۰۰	+
۸	شاہجہان کا اول زمانہ	۲۲۰۰۰۰۰۰۰	
۹	شاہجہان کا پچھلا زمانہ	۳۶۰۰۰۰۰۰۰	
۱۰	اورنگ زیب	۳۸۷۱۹۰۰۰۰	۷۷۴۳۸۸۰۰۰

شہنشاہ عالمگیر

ہمنے عالمگیر کی خصائل کا بیان عالمگیرنامہ اور مآثر عالمگیری سے نقل کیا ہے جو بالکل سچا معلوم ہوتا ہے خافی خان کے بیان کو پایۂ اعتبار سے ساقط جانتا ہوں جسکا سبب میں نے اوپر بیان کر دیا ہے وہ لکھتا ہے۔

کہ اولاد تیموریہ میں بلکہ دہلی کے بادشاہان سلف میں بحسب ظاہر ایسا بادشاہ کہ عبادت اور ریاضت و عدالت گستری میں ممتاز ہو سکندر لودی بادشاہ کے بعد جسکی صفات حمیدہ جلد اول میں گذارش ہوئی ہیں کمتر دوسرا بادشاہ سریر آرا ہوا ہے وہ شجاعت

وبردباری ورای صائب مین بے نظیر تھا لیکن اس سبب سے کہ رعایت شرع کی پاسداری کرتا تھا۔
سیاست کو کام مین نہین لاتا تھا اور ملک کا بند و بست بے سیاست صورت نہین پکڑتا تھا
اور امرا مین بسبب بخششی کے نفاق تھا جو تدبیر و منصوبہ کام مین آتا کمتر پیش رفت ہوتا
ہر مہم کو طول ہوتا اور آخر نہ ہوتی۔ باوجودیکہ نوّے برس کی عمر ہوئی مگر اسکے حواس
خمسہ مین فرق نہین آیا۔ سماعت مین خلل کچھ ہو گیا تھا مگر وہ دوسرے کو معلوم نہین ہوتا
تھا۔ شب اکثر بیداری عبادت مین بسر ہوتی۔ اکثر لذات جو لازم و ملزوم بشریت
ہین انکو چھوڑ دیا تھا۔

اس مورخ کی یہ تعریف کرنی ایسی ہی جیسے کوئی شخص کسی کے حسن کی بڑی تعریف کرے
اور بعد اسکے تلوار سے گلا کاٹ ڈالے۔ یہ جو اسنے لکھا ہے کہ وہ سیاست نہین کرتا تھا
اسلئے اسکے کام ادھورے رہتے تھے بالکل غلط ہے۔ کیا اسنے گولکندہ و بیجاپور کو
نہین فتح کیا؟ کیا اسنے بگڑے ہوئے راجپوتون کو اپنے عہد مین دبائے نہین رکھا؟ مرہٹون
کو ایکدفعہ کیا اسنے ستیاناس نہین کر دیا؟ اگر وہ زندہ رہتا تو کیا مرہٹون کا سر نہ کچلتا۔
آسام کے راجہ سے کیا اسنے پیشکش نہین لی اور اسکے ملک کا حصہ نہین لیا اسکے بعد جو سلطنت
مین خرابی پھیلی اسکا سبب یہ تھا کہ وہ سلطنت کو ایسا وسیع کر گیا تھا کہ کوئی اسی جیسا جانشین
ہوتا تو اسکو سنبھالتا۔ ہم اسکے خیالات جو بادشاہ کے فرائض کے اور اولاد کی تعلیم و تفصیل
تعلیم کے باب مین تھے۔ ڈاکٹر برنیر کے سیاحت نامہ کے ترجمہ و اصل سے مقابلہ کر کے لکھتے ہین۔

اپنے تیسرے بیٹے اکبر کو ولیعہد بنانا چاہتا تھا اسکے واسطے اتالیق مقرر کرنیکے لئے اپنے
ارکین سلطنت اور علمار کو جمع کیا اور انکے سامنے اپنی بڑی آرزو یہ ظاہر کی کہ مین اس نوعمر
لڑکے کی تعلیم و تربیت ایسی چاہتا ہون کہ وہ بڑا الالوق فائق ہو۔ بادشاہ سے زیادہ کوئی اس
امر کو نہین جانتا تھا کہ یہ امر ضروری ہو کہ شاہزادون کے دلون مین وہ مخازن مفید علوم کے ہون
جنسے وہ قومون پر حکمرانی اور فرمانروائی کے قابل ہون۔

اسکا قول ہو کہ جیسے وہ بلند مرتبگی اور قدرت مین اوروں پر فضیلت رکھتے ہین ایسی ہی

فرزانگی اور نکوکاری مین افضل ہون وہ خوب واقف ہی کہ ایشیا کی سلطنتون پر جو آفتین اور بلائین
پڑتی ہین اور انمین بدعملی اور بے انتظامی پاؤن پھیلاتی ہی اور جس سی آخرکار برباد اور تباہ ہوجاتی
ہین اسکا سبب یہی دریافت ہوگا کہ بادشاہون کی اولاد کی تعلیم مضر اور ناقص ہوتی ہی۔ وہ
بچپنہی سے روس سرکیشیا۔ منگ ریلیا (مغولستان) اور گرجستان (جارجیا) اور حبش کی
عورتون اور خواجہ سرایون کی صحبت مین پرورش پاتے ہین۔ وہ اپنے سے بڑون کے آگے
فروتنی اور چاپلوسی کرتے ہین اپنے سے چھوٹون کے اوپر ظلم توڑتے ہین اور غرور سے پیش آتی ہین
جب یہ شاہزادے تخت نشین ہوتے ہین اور محلون کی چاردیواری سے باہر آتے ہین تو وہ اپنے فرائض
منصبی سے جو اس حالت کے لئے لازم ہین بالکل جاہل ہوتے ہین وہ اپنی حیات کی تماشاگاہ مین
ایسے معلوم ہوتے ہین کہ کسی اور ہی دنیا سے آگئے ہین یا اول ہی اول کسی تہ خانہ سے نکلے
ہین جو احمقون کی طرح اپنے گرد کی ہر چیز کو حیرت سے دیکھتے ہین یا تو وہ بچون کی طرح
ہر بات کو یقین کر لیتے ہین یا ہر چیز سے ڈرتے ہین حماقت کے سبب ایسے ہٹیلے اور بے احتیاط ہوتے
ہین کہ وہ نیک صلاح کے سننے سے بہرے ہوتے ہین اور برے کامون کے کرنے مین بے دھڑک
ہوتے۔ جب انکے سر پہ تاج رکھا جاتا ہے تو وہ اپنی جبلی طبیعت کے سبب یا ان خیالات
کی وجہ سے جو ابتدا ہی سے انکے خاطرنشان کئے گئے ہین اپنی تمکنت اور وقار دکھاتے ہین
مگر آسانی سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ ظاہری تمکنت و وقار ان کی اصل خصلت نہین ہی بلکہ
ان صفات کا انکا ظاہری تصنع انکی کسی بری تعلیم کا اثر ہے بلکہ حقیقت مین انکی ان صفات
کا دوسرا نام وحشی پن اور خالی نمایش ہی۔ انکی خوش خلقی طفلانہ ہوتی ہی اس سبب سے
کہ وہ اصلی اور بے تکلف نہین ہوتی ایشیا کی تاریخ سے جو شخص آگاہ ہی وہ میری اس بیان
کا منکر نہ ہوگا جو مینے شاہزادون کے حال کی ہوبہو تصویر کھینچی ہی۔ کیا ایشیا کے
سلاطین آنکھین بند کر کے ظلم و ستم نہین کرتے؟ کیا وہ ظالم بے رحم و بے انصاف نہ تھے
کیا وہ شراب خواری کے ذلیل و کمینہ عادات مین ایسے بدمست نہ ہوتے تھے کہ جسسے
انکی تندرستی غارت ہوجاتی تھی اور شہوت پرستی مین ایسے مستغرق نہ ہوتے تھے

کہ عقل انکی سلامت نہ رہتی تھی؟ کیا وہ سلطنت کی کاروبار کرنے کی جگہ سیر و شکار ہی
مین اپنا تمام وقت نہ کھوتے تھے؟ کتون کی جوڑیون کا خیال انکو بہت رہتا ہے اور
اُنسے بہت مانوس رہتے ہین مگر ان بیچارے غریبون کی تکلیفون کی پروا نہین کرتے
جو شکاریان کثر پادشاہون کے ساتھ جانے کی بیگار مین مجبور کئے جاتے ہین اور
گرمی سردی کی شدت اُٹھانے سے اور بھوک اور تکان سے مرجاتے ہین خلاصہ یہ ہے
کہ ایشیا کے سلاطین شاہ یا مین کے بھائی ہوتے ہین اور یہ بُرائیان انکی بوقلمون ہوتی ہین اور
یہ تلون انہین طبعی میلان کے سبب یا انکے ابتدائی خیالات کی وجہ سے ہوتا ہے جو انکے
دلنشین ہوتے ہین کمتر ایسا پادشاہ کوئی ہوتا ہے کہ جو اپنے ملک کی اندرونی مالی و
ملکی حالت سے نہایت ناواقف نہ ہو وہ اپنی سلطنت کی عنان کسی وزیر کے ہاتھ
مین دیدیتے ہین جو اپنی مطلق العنانی کے لئے کہ کوئی اسکے کسی کام کا مزاحم نہو ایسی
تدبیر مین رہتا ہے کہ پادشاہ کسی طرح سے اپنی بدآشتائی سے فرصت نہ پائے۔ اور
اپنے امور سلطنت پر علم نہ ہو اگر وزیر اعظم اعضاء سلطنت کو استحکام کے ساتھ اپنے ہاتھ
مین نہین رکھ سکتا تو پادشاہ کی مان جو محل مین کوئی لونڈی باندی ہوتی ہے
اور کوئی گروہ خواجہ سراؤن کا اور ایسے آدمیون کا حکمرانی کرتے ہین جنکی تدابیر ملکی
وسیع اور آزادانہ خیالات پر مبنی نہین ہوتین بلکہ ہمیشہ سازشون کے جوڑ توڑ
کی ادھیڑبن مین لگے رہتے ہین کہ کسی اپنے مخالف کو جلاوطن کرین یا قید کرین یا پھانسی
دین۔ اور اکثر یہ سلوک امیر الامراؤن اور وزیرون سے بھی کرتے ہین انکی ایسی منا
سلطنت مین کوئی شخص جو کچھ بھی مال کماتا ہو ایک دن کے لئے بھی اپنی حیات کو یقینی
نہین جانتا۔ پھر ایک دوسری جگہ ڈاکٹر برنیر لکھتا ہے کہ اورنگ زیب نے اپنے استاد
ملا صالح سے کہا (ملا صالح بدخشان کا رہنے والا تھا اور داراشکوہ کا پیر و مرشد
تھا۔ شاہجہان اسکی بہت تعظیم کرتا تھا وہ سنہ ۱۰۷۶ مین کاشمیر مین مرگیا۔ برنیر کا
ملا صالح یہی ہوگا جسنے کچھ عالمگیر کو بھی سکھایا ہوگا) ملا جی مجھے آپ یہ تو

بتلائیے کہ آپ مجھ سے بخوشی کیا چاہتے ہین کیا آپ دعوی کرتے ہین کہ مین آپکو اپنی دربار کے اعلے درجہ کے امراو مین داخل کرون؟ تو مجھے اول یہ تحقیق کرنا چاہیے کہ آپ کس درجہ کی عزت کے مستحق ہین۔ مین اسسے انکار نہین کرتا کہ اگر آپ میری نوعمری مین میرے دل کو شائستہ تعلیم سے معمور کرتے تو ضرور آپ اس عزت کے مستحق ہوتے۔ آپ کسی عمدہ تعلیم یافتہ نوجوان کو دکھلائیے تو مین کہونگا کہ یہ امر مشتبہ ہے کہ اسکا باپ یا استاد کون زیادہ شکر گزاری کا مستحق ہے۔ مجھے آپ بتلائیے کہ آپ کی تعلیم سے مجھے کونسا علم حاصل ہوا؟ آپنے مجھے سکھایا کہ سارا فرنگستان (یوروپ) ایک جزیرہ سے بڑا نہین ہے جس مین سب سے زیادہ طاقتور پہلے بادشاہ پرتگال تھا اور اسکے بعد شاہ ہالنڈ اسکے بعد شاہ انگلنڈ اور فرنگستان کے اور بادشاہون کی نسبت جیسے کہ شاہ فرانس اور شاہ اندولیشیا ہین۔ یہ بتلایا کہ یہ بادشاہ مثل ہماری چھوٹے چھوٹے راجاؤن کے ہین اور ہندوستان کے زبردست بادشاہ جنہونے سارے بادشاہون کو گرہن لگایا۔ ہمایون۔ اکبر۔ جہانگیر۔ شاہجہان ہین جو اقبال مند عظیم الشان کشورستان اور جہان کے بادشاہ ہین اور ایران و ازبک۔ کاشغر۔ تاتار۔ خطا۔ پیگو۔ سیام چین ماچین (ماچین متقدمین کی کتابون مین بطور تابع مہمل کے چین کے نام کے ساتھ لکھا جاتا تھا۔ بعض کہتے ہین کہ مہاچین جو چین کو ہندو کہتے ہین اسکا ماچین مسلمانون نے بنایا ہے) کے بادشاہ تو سلاطین ہند کے نام سے کانپتے ہین۔ آفرین ہے آپ کی اس جغرافیہ دانی اور تاریخ دانی پر۔ میرے استاد کو یہ لازم تھا کہ وہ مجھے دنیا کی ہر قوم کے حالات سے مطلع کرتا کہ اسکی وسائل آمدنی کیا ہین؟ چین کی قوت کیسی ہے؟ طرز و آئین جنگ اسکے کیا ہین؟ اسکی رسم و رواج و مذہب اور روش حکمرانی کیا ہین۔ کن باتون کو وہ اپنے حق مین مفید سمجھتے ہین؟ ان سب باتون کی سلسلہ وار کیفیت تواریخ مین پڑھا کے مطلع کرتا کہ مین ہر ایک سلطنت کی اصل اور اسکے اسباب ترقی و تنزل سے اور حادثات و واقعات سے واقف ہوتا اور ان غلطیون کو جانتا کہ جنکے سبب سے ایسے انقلابات و حادثات عظیم

واقع ہوئے اور قطع نظر اس سے کہ اب مجھکو بنی آدم کی وسیع اور کامل تواریخ سے آگاہ کرتے۔ آپ نے
تو ہمارے ان نامور بزرگون کے نام بھی خوب طرح نہین بتائے۔ جو اس سلطنت کے بانی مبانی تھے آپنے
تو مجھے بالکل اُن کی سوانح عمری سے اور ان واقعات سے۔ جو اس سے پہلے گذرے اور انکی عجیب و غریب باتون سے
جنکے سبب سے اُنہون نے پہلے فتوحات عظیمہ حاصل کین بالکل جہالت مین رکھا۔ بادشاہ کو ضروری ہے کہ وہ
اپنے ہمسایہ کے قومون کی زبانون سے ماہر ہو اسکی بجائے مجھے آپنے عربی لکھنا پڑھنا سکھلایا
اور آپ یہ سمجھے کہ مجھ پر آپ ایک دائمی احسان کرتے ہین کہ میری عمر کا بڑا حصہ اس زبان کے سیکھنے مین
ضائع کیا جو دس بارہ برس مین برابر محنت کرنے سے حاصل ہوتی ہی آپ اس بات کو بھول گئی
کہ بادشاہزادہ کی تعلیم مین کن کن علوم کے سکھانے کی ضرورت ہے آپنے مجھے علم صرف و نحو
سکھایا اور اس علم کا سکھانا جو قاضی کے لئے ضرور ہے واجب جانا جس مین میری عمر عزیز
کا بیش قیمت وقت بے سود بے لطف۔ الفاظ کے سکھانے مین ضائع کیا۔ کیا آپ کو معلوم تھا
کہ نوعمری کا وقت ایسا ہوتا ہے کہ حافظہ قوی ہوتا ہے اور آسانی سے ہزارون عقلی احکام
ذہن نشین ہو سکتے ہین اور ایسی مفید تعلیم ہو سکتی ہے کہ دل و دماغ مین اعلی درجہ کے خیالات پیدا
ہون اور بڑے بڑے کامون کرنے کی قابلیت پیدا ہو۔ کیا اپنی نماز پڑھنی اور فقہ اور
علوم عربی زبان ہی کے ذریعہ سے سیکھ سکتے ہین؟ کیا ہم اپنی مادری زبان مین نماز پڑھین تو
وہ خدا نہین قبول کریگا اور مسائل شرعیہ ہم آسانی سے اپنی مادری زبان مین نہین سیکھ سکتے ہو
آپنے میرے بادشاہ جہان سے کہہ دیا کہ مجھے فلسفہ سکھاتے ہین اور مجھے خوب یاد ہے کہ آپنے برسون
تک ایسے لاطائل و لغو مسائل سے میرا دماغ پریشان کیا جنکے حل ہو جانے کے بعد بھی میری خاطر کو تشفی
نہین ہوئی اور وہ دنیاوی معاملات مین کار آمد نہ ہوئے اور صرف ایسے مبہم اور فضول خیالات
اور توہمات ہین جو بڑی مشکل سے سمجھ مین آتے ہین مگر فوراً بھول جاتے ہین اور جنکا نتیجہ صرف یہ ہے کہ
دماغ پراگندہ ہو اور عقل چکر مین آئے۔ اور آدمی منہ پھٹ زبان دراز اور ہٹ دھرم ہو جائے
کہ لوگ اس سے دق ہو جائین۔ بے شک آپنے میری اوقات گرامی کئی سال تک ایسے مسائل
شعر و غیرہ کی تعلیم مین جو آپ کو مرغوب تھے صرف کرائے۔ مگر جب مین آپ کی تعلیم سے علیحدہ

ہوا تو کسی بڑے علم کے جاننے کا فخر نہیں ہو سکتا تھا بجز اسکے کہ اسے چند عجیب او غیر معروف اصطلاحوں سے
واقف تھا جو ایک عمدہ فہم کے نوجوان شخص کی ہمت کو شکستہ۔ دماغ کو مختل طبیعت کو
حیران کر دیتی۔ اور جو فلسفہ کے مدعیون کے جھوٹے دعوؤن اور جہالت کے چھپانے کی خاطر
جو آپ کی مانند لوگون کو ذہن نشین کرتا چاہتے ہین کہ وہ عقل و دانش مین سب سے بڑھے ہوئے ہین
اور یہ کہ انکی تاریک او رمشتبہ المفہوم جچ جچ و بق بق مین ایسے بہت سے دقایق ہین جو بجز
انکے اور کسی کو معلوم نہین گھڑ لی گئی ہین اگر آپ مجھکو فلسفہ سکھاتے جس سے ذہن اس قابل
ہو جاتا ہی کہ بغیر برہان اور دلیل صحیح کے کسی بات کو تسلیم نہین کر سکتا۔ یا آپ مجھکو ایسا سبق
پڑھاتے جس سے انسان کے نفس کو ایسا شرف و علو حاصل ہو جاتا ہے کہ دنیا کے انقلابات سے
متاثر نہین ہوتا اور ترقی و تنزل کی حالت مین ایک ہی سا رہتا ہے یا آپ مجھے انسان کی لوازم
فطرت اور مقتضیات نیچیر (فطرت) سے واقف کرتے مجھے ان سچے طریق استدلال کا عادی بناتے
کہ تصورات اور تخیلات کو چھوڑ کر ہمیشہ اصول صادقہ بدیہیہ کی طرف رجوع کیا کرتا۔
اور عالم و مافیہا کے حقایق واقعیہ اور انکے کون و فساد کے ترتیب و نظام کے معارف قطعیہ سے
مجھے مطلع کرتے اور جو فلسفہ آپ نے مجھے تعلیم کیا ہے وہ ایسے مسائل پر مشتمل ہوتا تو مین اس سے
بھی زیادہ آپ کا احسان مانتا جیسا کہ سکندر نے ارسطو کا مانا تھا اور ارسطو سے بھی زیادہ
آپکو انعام عطا کرتا۔ ملا جی نا قدردانی کا جھوٹا الزام خواہ مخواہ مجھ پر نہ لگائیے کیا
آپ نہین جانتے تھے کہ شاہزادون کو اتنی بات ضرور ہی سکھانی چاہیئے کہ انکو رعایا
اور رعایا کو انکے ساتھ کسی طرح برتاؤ کرنا لازم ہے۔ اور کیا تم کو اول ہی یہ خیال کر لینا
ضرور تھا کہ مین کسی وقت مین تاج کی خاطر بلکہ اپنی جان بچانے کے لیے تلوار پکڑ کر
اپنے بھائیون سے لڑنے پر مجبور ہونگا کیونکہ آپ خوب جانتے ہین کہ سلاطین ہند کی اولاد
کو ہمیشہ یہی معاملے پیش آتے رہتے ہین بس آپنے کبھی لڑائی کا فن یا کسی شہر کا محاصرہ کرنا یا فوج
کی صف آرائی کا طریقہ سکھایا تھا؟ مگر میری خوش طالعی تھی کہ مین نے ان معاملات مین ایسے
لوگون سے کچھ سیکھ لیا تھا جو آپ سے زیادہ عقلمند تھے۔ آپ اپنے گاؤن کو چلے جایئے۔

بادشاہی فرائض کی نسبت عالمگیر کے خیالات بلند ۔

ایک بڑے امیر نے اورنگ زیب سے عرض کیا کہ حضور جو کام مین اس قدر محنت
شقت اُٹھاتے ہین۔ اس سے خوف ہے کہ مبادا صحت جسمانی بلکہ
قوائے دماغی کے اعتدال اور طاقت کو کچھ نقصان پہنچے۔ اسکو سنکر بادشاہ نے اس ناصح
عقلمند کی طرف سے تو مُنہ پھیر لیا گویا سنا ہی نہین اور ذرا ٹھیر کر ایک اور بہت بڑے امیر کی طرف
جو نہایت دانا اور ذی علم تھا متوجہ ہو کر فرمایا کہ آپ تمام اہل علم اس باب مین متفق الرائے ہین
کہ مشکل اور خوف کے زمانہ مین بادشاہ کو جان جوکھون مین پڑ جانا اور ضرورت کے وقت
رعایا کی بہتری کے لئے جو خدا نے اسکے سپرد کی ہے تلوار پکڑ کر میدان جنگ مین جانا اور دیدینا
فرض و واجب ہے۔ مگر اسکے برعکس یہ نیک عدیم المثال شخص یہ چاہتا ہے کہ رعایا کے آرام اور جنکے
آسایش کے لئے مجھے ذرا بھی تکلیف اُٹھانی نہ پڑے یا نہ چاہیے کہ انکی رفاہ و فلاح کی تدبیر و فکر سوچ
مین مجھے ایک رات بھی بے آرام رہنا پڑے یا ایک دن بھی بے عیش و عشرت و لہو و لعب کے
بسر ہو۔ یہ مدعا یون ہی حاصل ہو جائے اور اسکی یہ رائے ہے کہ مین اپنی تندرستی کو مقدم
جانون اور زیادہ تر عیش و عشرت اور آرام و آسایش ہی کے امور مین مصروف ہون اور
اسکا نتیجہ یہی ہو سکتا ہے کہ مین اس وسیع سلطنت کے کام کو کسی وزیر کے بھروسہ پر چھوڑ
بیٹھون مگر معلوم ہوتا ہے کہ اُسنے اس امر پر غور نہین کیا جس حالت مین مجھے خدا نے بادشاہی
خاندان مین پیدا کرکے تخت پر بٹھایا ہے تو دُنیا مین اپنے ذاتی فائدے کے لئے نہین
بلکہ اورون کے آرام کے لئے محنت کرنا فرض کیا گیا ہے بس میرا کام یہ نہین ہے کہ اپنی ہی
آسایش کی فکر کرون البتہ اُن ہی کی رفاہ کی غرض سے جسقدر آرام لینا ضروری ہے
اسکا مضائقہ نہین ہے اور بجز اس حالت کے کہ انصاف اور عدالت اسکی مقتضی ہو یا
رقت اسلطنت کے قائم رکھنے یا ملک کی حفاظت کے لئے ضروری ہو اور کسی صورت
مین رعایا کے آرام و آسایش کا نظر انداز کرنا جائز نہین ہے اور رعیت کی آسایش اور
بہبودی ہی ایک ایسی چیز ہے کہ جسکا فکر مجھے ہونا چاہیے مگر یہ شخص اس بات
کی تہ کو نہ پہنچا کہ اس آرام سے جو یہ میرے لئے تجویز کرتا ہے کیا کیا قباحتین پیدا ہونگی

اور یہ اسکو معلوم نہین کہ دوسرے کے ہاتھ مین حکومت کا دیدینا کیسی بات ہے اور سعدی کا نے جو یہ لکھا ہی کہ پادشاہون کو چاہیئے کہ بذات خود کاروبار سلطنت کا بوجھ اپنی اوپر لیوین۔ نہ بہتر ہے کہ پادشاہ کہلانا چھوڑ دین تو کیا اس بزرگ کا یہ قول لغو ہے بس اپنی بذات سے کہدیجیئے بلکہ اگر ہم سے تحسین آفرین حاصل کرنا چاہتا ہے تو جو کام اسکے سپرد ہے اوسکو اچھی طرح سے کرتا رہی اور خبردار ایسی صلاح جو پادشاہون کے سننے کے لائق نہین ہے پھر کبھی نہ دے اور افسوس ہے کہ تن پروری اور آرام طلبی اور ایسے خیالات سے بچنا جو دوسرون کی بہبودی کے فکر و تردد مین آدمی کو کھلا ڈالتے ہین انسان کا طبعی اور جبلی امر ہے پس ایسی فضول صلاح کارون کی ہمکو حاجت نہین اور عیش و آرام کی صلاحین ہماری بیگمین بھی دے سکتی ہین۔ یہ تو برنیر کے بیان سے نقل کیا گیا ہے العلم عند اللہ مگر عالمگیر نے جو رقعات اپنا باپ پاس اسکی قید کی حالت مین لکھے ہین انمین انکے یہ صاف صاف بیان کیا ہے کہ مین صرف آپکی بار سلطنت سے سبکدوش کرنے کے لئے جسکے اُٹھانے کی طاقت آپ مین نہین رہی۔ یہ کام کرتا ہون مین آپسے محبت کرنے پر خلقت کی آسایش اور آرام کو ترجیح دیتا ہون اور ایسی ہی فرائض سلطنت بیان کئے تھے کہ اوپر لکھے گئے ان رقعون کو ظفر نامہ شاہجہان کے آخر مین نکال کر پڑھو تو تم کو سب حال باپ کے قید کرنے کا اور بھائیون کے مارنے کا معلوم ہو جائیگا

عالمگیر کی سلطنت کا حال اور اسکا مآل

سنہ ۱۶۵۸ء مین اورنگ زیب تخت پر بیٹھا اسکا باپ قید مین تھا اسلئے اپنا لقب عالمگیر رکھا جو ایک بے نظیر تلوار کا نام تھا۔ جو شاہجہان نے اپنے قید کی حالت مین اس پاس بھیجی تھی۔ سنہ ۱۷۰۷ء تک سلطنت کی۔ ہندوستان مین جتنے مسلمان پادشاہ گذرے ان سب سے وہ زیادہ دیندار اور صاحب قدرت اور قوت تھا اسکی سلطنت کو وہ وسعت تھی جو دنیا مین بڑی بڑی سلطنتون کو ہوتی ہے۔ اسکے عہد مین خاندان تیموریہ کی سلطنت اپنی معراج پر پہنچی اسنے پچاس برس تک بڑے کروفر و شان و شوکت سے سلطنت کی اول اسکو مجبوری باپ سے سترابی کرنی پڑی اگر وہ یہ نہ کرتا تو دارا شکوہ بھلا اسکو کب سلطنت

اُسنے دیا اور بیٹا چھوڑتا بھائیون کو بھی اسکو ضرور مارنا پڑا جو وہ مدعیان سلطنت تھے۔ دنیا کا
دستور یہی ہے کہ جو شخص سلطنت کا دعویٰ کرے اسکو بادشاہ مار دے یا قید کر دے یا ملک سے
نکال دے۔ اسکو بھی یہی کام بھائیون کے ساتھ کرنے پڑے۔ جو عالمگیر کو اس سبب سے بُرا کہتے ہین کہ
اُسنے باپ کو قید کیا اور بھائیون کا خون گردن پر لیا۔ وہ انصاف نہین کرتے۔ در
سلطنت خویشی نیست کے مقولہ کو نہین سمجھتے اگر وہ باپ بھائیون کے ساتھ یہ سلوک
نہ کرتا تو تخت سلطنت پر ایک دم کے لئے قدم نہین رکھ سکتا تھا اور اپنی جان نہین
بچا سکتا۔ جو اُسنے بھائیون کا حال کیا وہ حال اُسکا بھائی کرتا ایسے فسادات تو
اس خاندان مین ارث مین ملے تھے انکی شکایت کیا۔ اسکی برابر کوئی بادشاہ مدبر نہین ہوا
اُسنے اپنی حسن تدبیر سے کابل و قندھار پٹھانون کو سر نہین اٹھانے دیا انکو تابع رکھا
شاہ ایران ہمیشہ اسکے ساتھ اتحاد رکھنے کا خواستگار رہا اور بڑے بڑے شاہان اسلام
غیر ملکون سے اسکے دربار مین سفیر اور تحفے تحائف بھیجتے تھے اور دوستانہ خط و کتابت رکھتے تھے
راجپوت بگڑے۔ مگر پھر اُسنے انکو اپنے عہد مین مطیع رکھا۔ بادشاہ دکن مین اپنے
زمانہ مین پہلے بھی بڑے بڑے کار نمایان کر چکا تھا اسکو فتح دکن کی ایسی دُھن تھی۔ کہ اپنی سلطنت
کے آدھے زمانہ مین اپنے سپہ سالارون کو بھیج بھیج کر اہل دکن سے لڑاتا رہا اور آدھی مدت
سلطنت مین خود دکن مین جا کر معرکہ آرا ہوا۔ دکن مین مسلمانون کی پانچ سلطنتین تھین
جنمین سے تین بیدر، احمدنگر، ایلچ پور (برار) تو پہلے ہی اسکی تخت نشینی سے سلطنت
مغلیہ مین داخل ہو چکی تھین اب اُس نے باقی دو بیجاپور اور گولکنڈہ کو بہت محنت شاقہ
اٹھا کر فتح کیا اور اپنی سلطنت مین ملایا اور وسعت سلطنت کو کمال پر پہنچایا۔
مشرق مین آسام پر میر جملہ نے معرکہ آرائیان کین جنمین فتح پائی اور نمایان کامیابی دونون
ہوئین۔ ساحل مالابار پر فرنگیون کی گھٹا کا ٹکڑا اٹھا اور گھاٹون پر چھا جانیکی امید
تھی کہ اسے عالمگیر کی ہوائون ہی اڑا کر بے نشان کر دیا مگر امید کے برخلاف ایسے
وہ طوفان بلا خیز اٹھا کہ ہندوستان مین سلطنت اسلامیہ پر اُسنے پانی پھیر دیا

اسکا سبب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ بیجاپور اور گولکنڈہ کے مسلمانون کی سلطنتون کے سبب سے دکن مین مسلمانون کی حکومت قائم اور غالب تھی اور انکے سبب سے امن امان اور انتظام رہتا تھا اور مرہٹون پر خوب اسکا رعب داب رہتا تھا جب یہ برباد ہو کر ممالک محروسہ شاہی مین شامل ہو گئے تو اسکے متعلقین خواہ خواص خواہ عوام پراگندہ و منتشر ہو گئے پٹھانون اور بیجاپوریون کی سپاہ نے تو بادشاہ کی ملازمت اختیار کی اور جو افسر انمین سے اپنے آقاؤن سے بیوفائی کر کے بیکار ہو کر بادشاہ کی خدمت اور ملازمت مین آئے انکے دل بڑھانے اور درجہ چڑھانے کے لیئے بادشاہ کو اپنی موروثی کار پردازی موقوف کرنی پڑی باقی سپاہ اور اسکے افسر گیا تو سنبھاجی سے جا کر مل گئے یا بیجاپوری خود قزاقی اور راہ زنی کا پیشہ کرنے لگے اس طرح دکن فسادون اور فتنون کا گھر بن گیا اور دور کے زمیندار اپنی خودمختاری کے لیئے موقع تکتے رہتے اور مرہٹے جو لڑائیان اور قزاقیان کرتے انمین ہمدردی شریک بننے کو تیار رہتے کیونکہ وہ مرہٹون ہی کو ان افعال غارتگری کا حامی اور مددگار اور مائی باپ جانتے تھے اب یہ کیفیت تو دور کے زمیندارون کی تھی اور جو زمیندار زیر طناب بستے تھے وہ بھی بادشاہ کی حکومت سے خوش نہ تھے دکن کا فتح کا سہرا گیا سر پر چڑھا تھا۔ ایک کتارون کا ہار گلے مین پڑا تھا۔ سلطنت کے واقعات عظیم

سنہ ۱۶۵۸ شاہجہان کی معزولی اور اورنگ زیب کی تخت نشینی۔

سنہ ۱۶۵۹ اورنگ زیب نے اپنے بھائیون دارا اور شجاع کو شکست دی۔ دارا پکڑا آیا۔ اور بادشاہ کے حکم سے مارا گیا۔

سنہ ۱۶۶۰ شجاع سے معرکہ آرائی جاری رہی اور وہ شکست پاکر اراکان مین گیا اور وہان گم ہوگیا

سنہ ۱۶۶۱ مراد کو قید خانہ مین اورنگ زیب نے قتل کرایا۔

سنہ ۱۶۶۲ میر جملہ کا آسام پر حملہ آوری فتحیابی و ناکامی۔ دکن مین فسادون کا پیدا ہونا۔ بیجاپور اور سیواجی کی لڑائی۔ بعد بہت سی دولت کے انقلابات کے سیواجی نے مرہٹون کی سلطنت کو قائم کیا اور دکن کے ایک حصہ پر قبضہ کیا۔

سنہ ۱۶۶۳تا۱۶۶۵ سیواجی نے سلطنت مغلیہ سے بغاوت کی۔ سنہ ۱۶۶۴ مین اپنے تئین راجہ بنایا۔

اور اپنے شیئن آزاد کیا۔ بادشاہ نے ۱۶۶۵ء میں اسکے لڑنے کے لئے ایک بڑی سپاہ بھیجی اُس نے
اسکو مطیع کیا وہ دہلی میں آیا کچھ مقید رہا اور پھر بھاگ گیا۔

۱۶۶۶ء شاہجہان اس دنیا سے سدھارا۔ دکن میں لڑائی اور والی بیجاپور سے معرکہ آرائی۔

۱۶۶۷ء اورنگ زیب و سیواجی کی مصالحت اور سیواجی کی وسعت مملکت اور گولکنڈہ اور بیجاپور سے پہلی دفعہ خراج لینا۔

۱۶۷۰ء سیواجی کا خاندیس اور دکن کا لوٹنا اور چوتھ لینے کا ڈول ڈالنا۔

۱۶۷۲ء بادشاہ اور سیواجی کی معرکہ آرائیاں۔

۱۶۷۷ء غیر مسلمانوں پر بادشاہ کا جزیہ مقرر کرنا۔

۱۶۷۹ء بادشاہ کی راجپوتوں سے لڑائی۔ شاہزادہ اکبر کی بغاوت جو راجپوتوں سے جا ملا اور اسکی سپاہ جو بھاگ گئی۔ شاہزادہ مجبوری مرہٹوں سے جا ملا۔

۱۶۸۱ء راجپوتوں کے ساتھ بادشاہ کا لڑائی جاری رکھنا۔

۱۶۷۲-۱۶۸۰ دکن میں مرہٹوں کی ترقی ۱۶۷۴ء سیواجی نے رائے گڈھ میں تاج سلطنت سر پر رکھا۔ بادشاہ اور بیجاپور سے لڑا۔ ۱۶۸۰ء میں سیواجی مرا۔ اسکا بیٹا سنبھاجی جانشین ہوا

۱۶۸۳ء میں اورنگ زیب نے خود دکن پر حملہ کیا اور لشکر عظیم ساتھ لے گیا۔

۱۶۸۶ء ۱۶۸۷ء۔ اورنگ زیب نے بیجاپور اور گولکنڈہ فتح کر لیا۔

۱۶۸۹ء میں انکو اپنی سلطنت میں شامل کر لیا۔

۱۶۸۹ء میں اورنگ زیب نے سنبھا کو گرفتار کیا اور مار ڈالا۔

۱۶۹۲ء مرہٹوں کے مختلف سرداروں سے لڑائیاں۔

۱۶۹۸ء مرہٹوں سے جنجی کو اورنگ زیب نے لے لیا۔

۱۶۹۹-۱۷۰۱ء۔ مرہٹوں سے لڑائیاں ستارا اور مرہٹوں کے اور قلعوں کا مفتوح ہونا مرہٹوں کی ظاہری بربادی۔

۱۷۰۵-۱۷۰۷ء مرہٹوں کی فتوح۔

۱۷۰۶ سنہ - پادشاہ کا احمد نگر میں آنا۔

۱۷۰۷ سنہ - اورنگ زیب کا مرنا ؏

عالمگیر کی اولاد

عالمگیر کے اور اوصاف میں سے یہ بھی ایک وصف تھا کہ اُس نے اپنے بیٹوں کو طاعت وصلاح و پرہیزگاری و قواعد اطوار سروری وسرداری اور بہت طرح کے ہنر سکھائے تھے - حافظ کلام اللہ علم ادب سے بقدر معتدبہ آگاہ - اقسام خطوط لکھنے سے ماہر زبان ترکی و فارسی خوب جاننے والے تھے - اور بیٹیاں بھی عقائد حقہ اور احکام ضروریہ دینیہ سے واقف اور تلاوت وکتابت قرآن میں مشاق تھیں -

پادشاہ کے پانچ بیٹے اور پانچ بیٹیاں تھیں اگرچہ ان شاہزادوں کا حال تاریخ میں بیان کیا گیا ہے مگر یہاں دونوں شاہزادوں اور شہزادیوں کی لیاقت علمی کا بیان کیا جاتا ہے —

نام	سنہ ولادت	تاریخ وفات	نام	سنہ ولادت	تاریخ وفات
زیب النسار	۱۰۴۸ / ۱۶۳۸	۱۱۱۳ / ۱۷۰۲	زبدۃ النسار	۱۰۶۱ / ۱۶۵۱	۱۱۱۹ / ۱۷۰۷
محمد سلطان	۱۰۴۹ / ۱۶۳۹	۱۰۸۷ / ۱۶۷۶	اعظم شاہ	۱۰۶۳ / ۱۶۵۳	۱۱۱۸ / ۱۷۰۷
معظم شاہ عالم بہادر شاہ	۱۰۵۳ / ۱۶۴۳	۱۷۱۲	اکبر شاہ	۱۰۶۷ / ۱۶۵۷	۱۱۱۶ / ۱۷۰۴
زینت النسار	۱۰۵۳ / ۱۶۴۳	۱۱۱۰ / ۱۷۰۸	مہر النسار	۱۰۷۲ / ۱۶۶۱	۱۱۱۷ / ۱۷۰۵
بدر النسار	۱۰۵۷ / ۱۶۴۷	۱۰۸۱ / ۱۶۷۰	کام بخش	۱۰۷۷ / ۱۶۶۷	۱۱۲۰ / ۱۷۰۹

بیٹوں کا حال یہ ہے کہ سب سے بڑا بیٹا محمد سلطان تھا - نواب بائی اسکی ماں تھی - کلام مجید کا حافظ تھا - عربی - فارسی - ترکی - کے لکھنے پڑھنے میں بہرہ کافی رکھتا محاربات میں شجاعت و دلیری دکھائی سنہ ۲۱ جلوس میں وفات پائی -

دوم پسر محمد شاہ عالم بہادر بھی نواب بائی کے بطن سے پیدا ہوا - حافظ قرآن علم قرأت و تجوید سے آگاہ - اس طرح ترتیل و ترسیل سے قرآن پڑھتا تھا کہ اسکے سننے سے سا

... شاہ ... زیادہ تر تحصیل علمی میں صرف کیا - علم حدیث میں ا

قدوۃ المحدثین کہتے تھے۔ فقہ مین قرآن و حدیث سے استخراج مسائل کر لیتا تھا۔ عربی ایسی بولتا تھا کہ اہل عرب پسند کرتے تھے۔ فارسی ترکی مین بھی خوب استعداد تھی۔ اقسام خط لکھنے مین استاد تھا۔ اکثر شب کو نوافل کو ادا کرتا۔ وظائف کی تقدیم اور قرآن مجید کی قرأت اور حدیث اور تفسیر و فقہ و سلوک کی کتابون کا مطالعہ کرتا۔ وقت پر فجر کی نماز پڑھتا۔ جب ایک دو نیزہ آفتاب بلند ہوتا تو وہ مصلے پر سے اٹھتا بعد اس کے غرفہ مین بیٹھتا۔ اور ستم رسیدون کی ملتمسات کو سنتا اور بقدر مصلحت یہان توقف کرتا۔ بعد ازان

دیوان خاص کو دیوان عام کے تئین آرایش دیتا۔ مقدمات مالی و ملکی بوساطت دیوانون اور بخشیون اور متصدیون کے معروض ہوتے اور لوگون کے مقصد نکلتے ظہر کی نماز کے بعد محل مین جاتا۔ تناول طعام اور قیلولہ کرتا۔ بعد اسکے عصر کی نماز پڑھتا اور پھر مظلومون کی دردکی دوا کرتا۔ مغرب کی نماز سے پہلے قور کے ملازمون کا مجرا لیتا۔ مغرب کی نماز پڑھتا اور عشا کی نماز تہائی رات گئے پڑھتا اور مغرب و عشا کے مابین مین عبادت کرتا اور پھر شبستان مین جاکر آرام کرتا۔ یہ بادشاہ کا بیٹا سیدھا سادھا تھا اور باپ کی وہ اطاعت کرتا تھا کہ غلام آقا کی تابعداری کیا کریگا۔ کبھی کوئی بات بلند نظری کی منہ سے نہین نکالتا اور باپ کا کہنا ساری باتون مین مانتا۔ اورنگ زیب کا حال بھی نوجوانی مین ایسا ہی تھا کہ وہ بالکل اولوالعزمی سے خالی تھا اسلئے وہ اسکی سادگی کو اپنی سادگی سمجھتا۔ اسکے بعد حال تاریخ مین پڑھو۔

تیسرا بیٹا محمد اعظم دلرس بانو بیگم سے پیدا ہوا جو شاہنواز خان صفوی کی بیٹی تھی سب بیٹون مین بادشاہ اس بیٹے کو بہت پیار کرتا تھا۔ اکثر بادشاہ اسکو مصاحب ہمدم اور ہمدل نزدیک رکھتا۔ باپ سے تین مہینے بیس یوم بعد عزم آرائی مین مارا گیا۔ چوتھا بیٹا محمد اکبر دلرس بانو بیگم کے بطن سے پیدا ہوا ۱۱۱۶ھ مین مرگیا۔

عالمگیر مین دو خوبیان بتاتا تھا - ایک نماز جماعت پڑھتا ہی - کوئی جمعہ ترک نہین کرتا اور حقالنفان
دین کچھ باک نہین کھتا - دوم مشہد مین امام موسی رضا کے مرقد کی ...
پنجمین کام بخش بائی اودیپوری سے پیدا ہوا اور حافظ قرآن تھا کتب متداولہ مین
بھائیون سے زیادہ ماہر تھا - زبان ترکی بخوبی جانتا اور اقسام خط کے لکھنے مین مہارت تھی شجاعت
سخاوت جبلی امین تھی - باپ سے دو سال بعد مرگیا -
اب بیٹیون کا حال یہ ہے کہ زیب النساء بیگم بطن بیگم سے پیدا ہوئی - حافظ کلام مجید
تھی جسکی عوض مین باپ نے تیس ہزار اشرفیان دی تھین وہ علوم عربی و فارسی سے بہرہ
تمام رکھتی تھی - اقسام خطوط نستعلیق و شکستہ مین خوش نویس تھی - وہ علم کی قدر شناس
تھی - کتابین جمع کین تصنیف و تالیف مین مصروف رہتی ارباب فضل و کمال کی ترفیہ حال
مین توجہ کرتی سرکار شاہی کے کتب خانہ مین جتنی کتابین اسکے لئے پڑھی تھین اتنی کسی اور نے نہین
دیکھی تھین - بہت سے علماء و فضلاء و حکماء و شعراء و منشیان بلا عنت شعار و خوش نویسان خوش نگار
اسکے انعام سے بہرہ ور ہوتے ملا صفی الدین اردبیلی کشمیر مین رہتا تھا اس حکم سے تفسیر کبیر کا
ترجمہ کیا اسکا نام زیب التفاسیر ہے اور اسکے نام پر اور کتابین اور رسالے بھی تصنیف
ہوئے مین سنہ ۴۲ جلوس میں انتقال ہوا - دوم زینت النساء بھی بیگم کے بطن سے پیدا ہوئی
عقائد حقہ و احکام ضروریہ دینیہ سے آگاہ تھی - بہت سخی تھی - سوئمین بدر النساء بیگم -
نواب بائی کے پیٹ سے پیدا ہوئی - حافظ قرآن مجید تھی - علم دینی سے واقف
تھی سنہ ۱۳ جلوس مین وفات پائی - چہارمین زبدۃ النساء بیگم بیگم کے بطن سے پیدا
ہوئی سپہر شکوہ پسر دارا شکوہ سے نکاح ہوا جس مہینہ مین باپ مرا اس مہینہ مین وہ مرگئی -
پنجمین مہر النساء بیگم بطن اورنگ آبادی محل سے پیدا ہوئی - ایزد بخش پسر مراد بخش سے بیاہی
گئی سنہ ۱۱۱۶ مین وفات پائی فقط

	صفحے	قیمت	محصول
(۱) تاریخ سندھ (۲) تاریخ کشمیر (۳) تاریخ گجرات - تاریخ مالوہ (۵) تاریخ خاندیس (۶) تاریخ سلاطین بنگال (۷) تاریخ سلاطین جونپور			
حصۂ دوم مین (۱) تاریخ سلاطین بہمنیہ دکن (۲) تاریخ سلاطین عادل شاہیہ بیجاپور (۳) تاریخ سلاطین نظام شاہیہ گولکنڈہ (۵) تاریخ سلاطین عمادیہ ملک برار (۶) تاریخ سلاطین بریدشاہیہ ملک بیدر (۷) ضمیمہ تاریخ دکن - پرتگیزون کی تاریخ (۷) تاریخ دکن کا ریویو	۷۹۶	[illegible]	۳
جلد پنجم - اقبالنامۂ اکبری جسمین شہنشاہ اکبر کا حال تمام و کمال لکہا ہے	۱۰۵۶	[illegible]	۴
جلد ششم - اکارنامۂ جہانگیری جسمین شہنشاہ جہانگیر کا کل حال لکھا ہے	۳۱۵	۱۴	۱
جلد ہفتم - ظفرنامۂ شاہجہان اسمین شہنشاہ شاہجہان کا حال اول تا آخر	۵۶۸	[illegible]	۲
جلد ہشتم - بادشاہ نامۂ عالمگیر شہنشاہ عالمگیر کا حال اول سے آخر تک	۵۲۰	[illegible]	۲
جلد نہم زوال سلطنت تیموریہ عالمگیر کے عہد آخر سے بہادر شاہ تک اور جلد دہم مضامین مختلفہ	۴۰۰ / ۵۱۰	[illegible]	۲
سلطنت عہد انگلشیہ کی تاریخ جسکے ایک ہزار نوسو اٹھاون صفحے ہین جلد اول	۹۶۰	[illegible]	۴
جلد دوم، جلد سوم } ایک جلد مین	۵۵۰ / ۲۳۶	۴	۴
جلد چہارم	۴۸۲	[illegible]	۲
کل تاریخ کی قیمت ... روپیہ چار آنہ ہوئی اور محصول کل ... تھا		[illegible]	۱۰

ہر حصہ بجائے خود تاریخ ہی وہ پچہلے حصون پر موقوف نہین ہے اگر علیحدہ علیحدہ حصے کوئی خریدے گا تو یہ تفصیل بالا اوسکے ہاتھ بیچے جائینگے لیکن اگر کوئی شخص تاریخ کی کل جلدین ہندوؤں و مسلمانوں وانگریزون کے عہد سلطنت کی مول لیگا تو چودہ روپیہ جسمین محصول داخل ہے اوسکی قیمت ہوگی اور اگر صرف انگریزی عہد سلطنت کی چارون جلدین خریدیگا تو اوسکی قیمت تین روپیہ جسمین محصول داخل ہے اور اگر مسلمانون کے عہد سلطنت کی کل جلدین

خریدیگا تو اوسکی قیمت کیلئے روپیہ ہے جس مین حصہ اول اصل ہے - ہر حصہ کا حال جو ۱۱ فروری [illegible]
مین لکہا گیا ہو جو ابتک چہپا ہے کہ پنجاب اور مسلمانونکی تاریخ [illegible] چہپی ہے اوسکا حال یہ ہے

ہندوستان کی مسلمانون کی تاریخ

ہندوستان کی سلطنت اسلامیہ کی تاریخ مین پہلے انگریزی مین کوئی تہی مگر اب جو تاریخ مین نے لکہی ہے وہ میری پہلی تاریخ سے جو ہے - [illegible] تاریخ تالیف کرنے کے لئے بڑی سعی و کوشش کی ہے - ہندوستان کے بڑے بڑے کتب خانون سے سو سوا سو تاریخین جمع کین - اس تاریخ کا جمع کرنا ہی بڑا مشکل تہا پہر انہین مضامین کا اخذ کرنا اور زیادہ دشوار تہا مین نے اسمین مطالب کے اخذ کرنے مین کوتاہی نہین کی اسکا حال کہ مین نے کسطرح مضامین کو انتخاب کیا - اول جلد کی تمہید مین لکہا ہے - عربی زبان مین کوئی تاریخ جو مخصوص ہندوستان ہو میری نظر سے نہین گذری مگر فارسی زبان مین جو تواریخ میرے مطالعہ مین آئین مگر دو مین تین کے قریب ایسی تاریخین ہین کہ جنکے پڑہنے کے بعد باقی تاریخون کے مطالعہ کو کوئی علم تاریخ مین نہین بڑہتا - انکا بڑا حصہ [illegible] مین نے ہر خاندان اور ہر بادشاہ کی تاریخ جو مخصوص اوسکے ساتہہ تہی اسکے کل مضامین تاریخی کو بیان کیا ہے اس تاریخ کی زبان اردو ہے جسکا پڑہنا اور سمجہنا فارسی زبان کی نسبت آسان ہے - [illegible] انگریزی تاریخون کے [illegible] اور ہندوؤن کی تصنیفات سے جو انگریزی زبان مین ہندوؤن و مسلمانون کی تاریخی معاملات کا بیان [illegible] مین لکہا جاتا ہے وہ تحریر ہوا ہے کہ فارسی کتابون مین نہین سوا اوسکے بعض فارسی کی نایاب تاریخون سے مالا لکہے گئے ہین غرض اگر کوئی بہت روپیہ خرچ کرکے ساری فارسی کی تاریخون کو جمع کرکے مطالعہ کرے تو اوسکو بھی اس تاریخ سے بہت سی نئی باتین معلوم ہونگی *

محمد ذکاء اللہ ۲۵ جنوری [illegible]

خریدار اپنی درخواست منشی محمد [illegible] مالک مطبع شمس المطابع پاس دہلی جہیلوان کے کوچہ [illegible] سے بہیجین *